

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد ششم

خلیفہ ہارون الرشید تا واثق باللہ

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۲۰ھ

نقش اکبر آبادی طبری

www.alnafmedia.com

تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد ششم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

ہارون الرشید اور اس کے جانشین

(۱۷۱ھ تا ۲۳۳ھ)

خلیفہ ہارون الرشید تا خلیفہ الواثق باللہ

خلافت عباسیہ کے تمدن آفرین اور درخشاں عہد کی مکمل تاریخ

نفس اکاڈمی
اردو بازار کراچی طبعی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دہی
کے
تصحیح و ترتیب و ترویج

پروفیسر طارق اقبال گاندھی
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی



خلافت عباسیہ کا درختاں عہد

از

محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابو جعفر طبری المتوفی ۳۲۰ھ کو جو مقام اسلامی تاریخ کی کتابوں میں حاصل ہے وہ ہر صاحب علم پر روشن ہے یہ تاریخ قدیم ماخذوں میں سے سب سے بڑا ماخذ ہے اور سب سے زیادہ مفصل تاریخ ہے۔ اس سے پہلے کی جو تاریخیں مثلاً تاریخ یعقوبی وغیرہ ملتی ہیں بہت ہی مختصر اور تفصیلات سے بڑی حد تک خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ طبری کے بعد آنے والے تمام مؤرخین نے اس کو بطور ماخذ و حوالہ استعمال کیا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بہت دن ہوئے کہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے سرکاری انتظام و اہتمام کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ لیکن اب بہت ہی نایاب ہو گیا تھا۔ ہم نے ایک بہت بڑی مہم شروع کی کہ اس ضخیم اور عظیم الشان کتاب کو پھر سے مرتب کر کے اور فہرستوں اور عنوانوں کے اضافہ کے ساتھ شائع کر دیا اور جو حصے کسی مصلحت کے تحت جامعہ عثمانیہ نے شائع نہیں کیے تھے اس کا ترجمہ کر کے شائع کیا اس طرح تاریخ طبری مکمل پیش کی جا رہی ہے۔

یہ ایک بہت بڑی مہم تھی اور کاغذ کی اس ہوش ربا گرانی میں تو یہ مہم واقعتاً جوئے شیر لانے کے برابر ہو گئی ہے۔ لیکن شکر ہے خدائے بزرگ و برتر کا کہ اس نے یہ کام ہم سے تقریباً تکمیل تک پہنچا دیا۔ یہ حصہ ہشتم پیش ہے اور ماہی نہم و دہم بھی تیار ہو گئے ہیں۔ ہم نے ترتیب نو میں اس کتاب کو دس جلدوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پوری کتاب دس حصوں میں ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گی۔ تاریخ طبری کا جو حصہ اس وقت آپ کے سامنے ہے وہ ترتیب نو میں آٹھواں حصہ ہے جو خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے جانشین خلفاء امین الرشید، مامون الرشید، المعتصم باللہ اور خلیفہ الواثق باللہ کے عہد تک کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ نہایت تفصیل کے ساتھ اس دور کے حوادث و واقعات اس میں موجود ہیں۔

یہ زمانہ خلافت عباسیہ کا سب سے درختاں دور ہے۔ حتیٰ کہ مشہور کتاب الف لیلہ میں جو اس کے بہت بعد کے زمانہ کی تالیف ہے فرضی قصے اور کہانیوں کی شکل میں اس دور کے بہت سے افسانے خوشحالی، فارغ البالی اور تمدن آفرینی کے نمونے

دکھاتے ہیں اور اس دور کو تمدن آفریں دور کہا جاتا ہے۔ مختلف علوم و فنون کی کتابوں کے ترجمے، سریانی، یونانی، فارسی اور سنسکرت زبانوں سے عربی میں کیے گئے۔ بہت سی صنعتیں اس دور میں پیدا ہوئیں اعلیٰ قسم کی عمارتیں تعمیر ہوئیں مدارس قائم ہوئے۔ غرض یہ کہ اس دور میں عباسیوں کے دارالخلافہ خلیفہ المصنور کے بنا کر وہ شہر بغداد کو یہ مقام حاصل ہوا کہ اس وقت کی دنیا میں یہ شہر سب سے بڑا سب سے زیادہ متمدن اور حقیقی معنوں میں رشک بلاد جہاں تھا۔ یہاں ہر فن کے ماہر موجود تھے۔ بہتر سے بہتر صنایع یہاں بستے تھے۔ محدث و مفسر تھے تو بے مثال اور فقیہ و قاضی تھے تو لاثانی۔ یہی نہیں بلکہ ابن الندیم موصلی جیسا گویا۔ اور ابونواس جیسا شاعر اسی دور میں تھے اور خاص شہر بغداد میں رہتے تھے۔

غرض یہ کہ یہ دور عجیب دور تھا، اتنا اچھا۔ اس قدر خوشحال اتنا پر امن اور اس قدر علوم پرور اور عہد آفریں دور عراق و عرب نے پھر کبھی نہیں دیکھا اس وقت دنیا کے ہر گوشہ سے چلنے والے تجارتی قافلوں کی منزل مقصود بغداد تھی اور ہر گھر سے تلاش علم و ہنر میں نکلنے والے طالب علم کی زمین تمنا بغداد تھی اسی بغداد کے متعلق حالی مرحوم نے کہا ہے:

وہ بلدہ جو رشک بلاد جہاد تھا! ترو خشک پر جس کا سکہ رواں تھا
گڑا جس میں عباسیوں کا نشان تھا عراق و عرب جس سے رشک جہاں تھا

تاریخ طبری کا آٹھواں حصہ اسی رشک جہاں کی تصویر ہے جو آپ کے سامنے پیش ہے۔

و ما توفیقی الا باللہ



فہرست موضوعات

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|---|------|--|
| ۳۷ | منصور بن زیاد کی نیابت | | ہارون الرشید کی مرجع القلعہ سے | | باب ۱ |
| | فضل بن یحییٰ کی یحییٰ بن عبد اللہ سے | // | مراجعت | ۲۹ | خلیفہ ہارون الرشید |
| // | خط و کتابت | // | امارت ار مینا پر عبید اللہ المہدی کا تقرر | // | بیعت خلافت |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ کو ہارون الرشید کا امان | // | امیر حج یعقوب بن ابی جعفر | // | یحییٰ بن خالد برکی کی رہائی |
| // | نامہ | ۳۳ | ۱۷۳ھ کے واقعات | // | یوسف بن القاسم کی تقریر |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ سے حسن سلوک | // | محمد بن سلیمان کی وفات | ۳۰ | ہارون الرشید کو موسیٰ کی وفات کی اطلاع |
| // | فضل بن عبد اللہ کے اعزاز میں اضافہ | // | محمد بن سلیمان کی املاک کی ضبطی | // | عبد اللہ بن ہارون الرشید کی پیدائش |
| // | عبد اللہ بن موسیٰ کا یحییٰ بن عبد اللہ | // | خیزران کی وفات و تدفین | ۳۱ | ابوعصمہ کا قتل |
| ۳۸ | سے استفسار | ۳۵ | مہر خلافت کی فضل بن ربیع کو حوالگی | // | آگشتی کی تلاش |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ کی طلبی | // | امارت خراسان پر عباس بن جعفر کا | // | جعفر کی ولی عہدی سے دستبرداری |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ کا دعویٰ | // | تقرر | // | عبد اللہ بن مالک کا کفارہ |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ کی ہارون الرشید سے | // | امیر حج ہارون الرشید | // | رشید ابراہیم الحرانی اور سلام الابرش |
| // | درخواست | // | ۱۷۴ھ کے واقعات | // | کی گرفتاری |
| ۳۹ | یحییٰ بن عبد اللہ اور بکار میں تلخ کلامی | // | امارت سندھ پر اٹحق بن سلیمان کا تقرر | ۳۲ | عمر بن عبدالعزیز العمری کی برطرفی |
| // | یحییٰ بن عبد اللہ کا خطاب | // | امیر حج ہارون الرشید | // | یحییٰ بن خالد کی وزارت |
| // | بکار پر یحییٰ بن عبد اللہ کا الزام | // | ۱۷۵ھ کے واقعات | // | بنی ہاشم میں وراثت کی مساویانہ تقسیم |
| // | محمد بن عبد اللہ کا مرثیہ | // | عیسیٰ بن جعفر کی فضل بن یحییٰ سے | // | امیر حج ہارون الرشید و عمال |
| ۴۰ | یحییٰ بن عبد اللہ کا حلف کا مطالبہ | ۳۶ | درخواست | ۳۳ | ۱۷۶ھ کے واقعات |
| // | بکار کا انتقال | // | امین کی ولی عہدی کی بیعت | // | مہر خلافت کی یحییٰ بن خالد کو سپردگی |
| // | بکار کی موت کی دوسری روایت | // | امیر حج ہارون الرشید و عمال | // | ابو ہریرہ محمد بن فروخ کا قتل |
| // | محمد بن الحسن کا عبد امان کے متعلق فتویٰ | // | ۱۷۶ھ کے واقعات | // | طالبین کا مدینہ الملام سے اخراج |
| ۴۱ | عہدہ قاضی القضاة پر ابوالبتری کا تقرر | // | یحییٰ بن عبد اللہ کا خروج | // | امیر حج عبدالصمد بن علی |
| // | عبد اللہ بن عباس کا بیان | // | فضل بن یحییٰ کی روانگی | // | ۱۷۷ھ کے واقعات |

| | | | | | |
|----|--|----|--------------------------------------|----|--|
| ۵۲ | جعفر بن یحییٰ کی مراجعت | ۴۷ | اہل مصر کی ادائیگی خراج | ۴۱ | عبداللہ بن مصعب کی ہارون الرشید سے ملاقات کی درخواست |
| ۵۳ | جعفر بن یحییٰ کا ہارون سے خطاب | ۴۸ | عمر بن مہران کی مراجعت | ۴۲ | عبداللہ بن مصعب کی طلبی |
| ۵۴ | مہر خلافت کی یحییٰ بن خالد کو سپردگی | ۴۹ | امیر حج سلیمان بن ابی جعفر | ۴۳ | یحییٰ بن عبداللہ کے خلاف شکایت |
| ۵۵ | امارت خراسان پر عیسیٰ بن جعفر کا تقرر | ۵۰ | ۱۷۷ھ کے واقعات | ۴۴ | یحییٰ بن عبداللہ کی مباہلہ کی پیشکش |
| ۵۶ | موصل کی فیصل کا انہدام | ۵۱ | اسحاق بن سلیمان کی ولایت مصر | ۴۵ | یحییٰ بن عبداللہ اور عبداللہ بن مصعب کا مباہلہ |
| ۵۷ | ہرثمہ بن اعین کی طلبی | ۵۲ | واقعی کا سرخ آندھی کے متعلق بیان | ۴۶ | عبداللہ بن مصعب کی عباس بن حسن سے ملاقات کی درخواست |
| ۵۸ | فراشتہ الشیبانی خارجی کا قتل | ۵۳ | امیر حج ہارون الرشید | ۴۷ | عباس بن حسن کا عبداللہ کی ملاقات سے گریز |
| ۵۹ | عمر بن محمد العمر کا قتل | ۵۴ | ۱۷۸ھ کے واقعات | ۴۸ | عباس بن حسن کا اندیشہ |
| ۶۰ | امارت طبرستان پر عبداللہ بن خازم کا تقرر | ۵۵ | اسحاق بن سلیمان کے خلاف بغاوت | ۴۹ | عبداللہ بن مصعب کا انتقال |
| ۶۱ | ہارون الرشید کی مکہ سے مراجعت | ۵۶ | اہل افریقیہ کی بغاوت و سرکوبی | ۵۰ | عباس بن حسن کا اظہارِ اطمینان |
| ۶۲ | ہارون الرشید کا حیرہ میں قیام | ۵۷ | عبدوید الانباری کی اطاعت | ۵۱ | عباس بن حسن کی طلبی |
| ۶۳ | امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ | ۵۸ | ولید بن طریف الشاری | ۵۲ | یحییٰ بن عبداللہ کو عبداللہ بن مصعب کی موت کی اطلاع |
| ۶۴ | ۱۸۱ھ کے واقعات | ۵۹ | خارجی کا خروج | ۵۳ | یحییٰ بن عبداللہ کی اسیری و انعام |
| ۶۵ | قلعہ صنعا کی تسخیر | ۶۰ | امارت خراسان پر فضل بن یحییٰ کا تقرر | ۵۴ | نزاری اور ایرانی عربوں میں فساد |
| ۶۶ | امیر حج ہارون الرشید | ۶۱ | عباسیہ فوج | ۵۵ | غطفریف بن عطا کی معزولی |
| ۶۷ | ۱۸۲ھ کے واقعات | ۶۲ | فضل بن یحییٰ کی سخاوت | ۵۶ | عمر بن مہران |
| ۶۸ | عبداللہ المامون کی ولی عہدی کی بیعت | ۶۳ | ابراہیم بن جبرائیل عامل بھستان | ۵۷ | امارت مصر پر عمر بن مہران کا تقرر |
| ۶۹ | بنت ناقان کا انتقال | ۶۴ | فضل بن اسحاق کا بیان | ۵۸ | عمر بن مہران اور موسیٰ بن عیسیٰ کی ملاقات |
| ۷۰ | قسطمطین بن ایون کا زوال | ۶۵ | ابراہیم کی فضل بن یحییٰ کو دعوت | ۵۹ | عمر بن عمران کی تحائف کے متعلق ابودردہ کو ہدایت |
| ۷۱ | امیر حج موسیٰ بن عیسیٰ | ۶۶ | فضل بن یحییٰ کا استقبال | ۶۰ | مال گزاری کی وضولی |
| ۷۲ | ۱۸۳ھ کے واقعات | ۶۷ | امیر حج محمد بن ابراہیم | ۶۱ | عمر بن مہران کا ہارون الرشید کے نام خط |
| ۷۳ | خرز خانقاں کا انتقامی حملہ | ۶۸ | ۱۷۹ھ کے واقعات | ۶۲ | |
| ۷۴ | خزرجی آرمینیا پر پورش | ۶۹ | حمزہ بن اترک خارجی کا خروج | ۶۳ | |
| ۷۵ | علی بن عیسیٰ والی خراسان کی طلبی | ۷۰ | ابن طریف انشاری خارجی کا قتل | ۶۴ | |
| ۷۶ | موسیٰ بن جعفر کی وفات | ۷۱ | امیر حج ہارون الرشید | ۶۵ | |
| ۷۷ | امیر حج عباس بن موسیٰ | ۷۲ | ۱۸۰ھ کے واقعات | ۶۶ | |
| ۷۸ | ۱۸۴ھ کے واقعات | ۷۳ | شام میں شورش | ۶۷ | |
| ۷۹ | | ۷۴ | جعفر بن یحییٰ کا حسن انتظام | ۶۸ | |

| | | | | | |
|----|--|----|---|----|--|
| ۷۳ | سے اتفاق | // | ۱۸۷ھ کے واقعات | // | عمال کا عزل و نصب |
| // | جعفر بن یحییٰ کی پیشین گوئی | // | ہارون الرشید کی جعفر کے خلاف | // | ابو عمر و الشاری کا خروج |
| // | یحییٰ بن خالد کی خانہ کعبہ میں دعا | // | ناراضگی | // | امیر حج ابراہیم بن محمد |
| // | یحییٰ بن خالد کی مکہ سے مراجعت | // | ہارون الرشید کی معذرت | // | ۱۸۵ھ کے واقعات |
| // | موسیٰ بن یحییٰ سے ہارون الرشید کی بدظنی | // | محمد بن الیث کی یحییٰ بن خالد کے خلاف شکایت | // | حزۃ الشاری کی شورش |
| ۷۴ | موسیٰ بن یحییٰ کی نظر بندی و رہائی | ۶۹ | محمد بن الیث کی اسیری | // | ابوالخصیب کا خروج |
| // | فضل بن یحییٰ سے ہارون الرشید کی ناراضگی | // | محمد بن الیث کی رہائی | ۵۸ | یقظین بن موسیٰ اور عبدالصمد بن علی کی وفات |
| // | یحییٰ بن خالد کی جعفر بن یحییٰ کو نصیحت | // | یحییٰ بن خالد کی اہانت | // | یحییٰ بن خالد کو عمرہ کی اجازت |
| // | یحییٰ بن خالد کی ہارون الرشید سے درخواست | ۷۰ | جعفر بن یحییٰ اور یحییٰ بن عبداللہ | // | امیر حج منصور بن محمد |
| // | عباسہ بنت المہدی کا واقعہ | // | یحییٰ بن عبداللہ سے جعفر کا حسن سلوک | // | ۱۸۶ھ کے واقعات |
| ۷۵ | جعفر بن یحییٰ کی گرفتاری | // | یحییٰ بن عبداللہ کے متعلق فضل بن ربیع کی تحقیق | // | ابوالخصیب کا قتل |
| // | جعفر بن یحییٰ کی سرور سے درخواست | // | جعفر بن یحییٰ سے جواب طلبی | // | جعفر بن ابی جعفر کی وفات |
| ۷۶ | جعفر بن یحییٰ کے قتل کا حکم | // | ہارون الرشید کا جعفر بن یحییٰ کے قتل کا ارادہ | ۵۹ | امیر حج ہارون الرشید |
| // | جعفر بن یحییٰ کا قتل | // | ادریس بن بدر کا ایک منجر کے متعلق بیان | // | ہارون الرشید کی داد و دہش |
| // | آل برا مکہ پر عتاب | // | یحییٰ بن عبداللہ کی ہارون الرشید کو اطلاع | ۶۰ | عبدالملک بن صالح کی قاسم کی سفارش |
| ۷۷ | املاک برا مکہ کی ضبطی | ۷۱ | ہارون الرشید کا یحییٰ بن عبداللہ کے متعلق استفسار | // | قاسم بن ہارون الرشید کا لقب سلطنت کی تقسیم پر عوامی رد عمل |
| // | جعفر بن یحییٰ کی لاش کی تشہیر کا حکم | // | منصور بن زیاد کا جعفر بن یحییٰ کو مشورہ | ۶۳ | عبداللہ الماسون کے حق میں دو وشقے عہد ناموں کی تکمیل |
| // | محمد بن خالد کو امان | // | جعفر بن یحییٰ کی ابراہیم بن مہدی کو ہدایت | // | عہد نامے کے متعلق بد شکونی |
| // | انس بن ابی الشیخ کا قتل | ۷۲ | جعفر بن یحییٰ کی فراست و ذہانت | // | محمد امین بن ہارون الرشید کا عہد نامہ |
| // | آل برا مکہ پر تشدد | // | جعفر کا ابراہیم بن مہدی کی رائے | ۶۸ | عبداللہ بن ہارون الرشید کا اقرار نامہ |
| ۷۸ | انس بن ابی الشیخ کے قتل کی وجہ | // | باب ۲ | | ہارون الرشید کا عمل کے نام فرمان |
| // | سندی بن شاہک کی طلبی | // | زوال برا مکہ | | علی بن عیسیٰ کے خلاف شکایات |
| // | آل برا مکہ کے مکانات کے محاصرہ کا حکم | // | | | عبداللہ الماسون کی تجدید بیعت |
| ۷۹ | جعفر بن یحییٰ کی لاش کی تشہیر | // | | | |

| | | |
|-----------------------------------|---------------------------------------|-------------------------------------|
| یہجی بن عبد اللہ کی پیشین گوئی | عبد الملک کے متعلق یہجی بن خالد | علی بن عیسیٰ کی امارت خراسان |
| ہارون الرشید کی جعفر بن یہجی سے | سے استفسار | علی بن عیسیٰ کے ہارون الرشید کو |
| آخری ملاقات | ہارون الرشید کی یہجی بن خالد کو دھمکی | تحناف |
| جعفر بن یہجی کو شراب نوشی کا حکم | یہجی اور فضل بن یہجی کی علیحدگی | علی بن عیسیٰ کے خلاف جعفر بن یہجی |
| یہجی بن خالد کے عروج و اقتدار کی | یہجی بن خالد کی بددعا | کی شکایت |
| آخری شام | عبد الملک بن صالح کے خلاف | ہارون الرشید کا علی بن عیسیٰ |
| جعفر بن یہجی کی مدت وزارت | شکایت | کے متعلق یہجی سے مشورہ |
| جعفر بن یہجی کی ہارون الرشید سے | ہارون الرشید اور عبد الملک بن صالح | ہارون الرشید کی روانگی رے |
| ملاقات کی خواہش | کی گفتگو | علی بن عیسیٰ کی دربار خلافت میں |
| مصری و یمانی عربوں میں فساد | قاسم بن ہارون الرشید کا جہاد | باریابی |
| عبد السلام خارجی کا خروج و قتل | علی بن عیسیٰ کی وفات | علی بن عیسیٰ کی امارت خراسان پر |
| متفرق واقعات | رومیوں کا نقص معاہدہ | بحالی |
| عبد الملک بن صالح کے خلاف | تقفور کا ہارون الرشید کے نام خط | قاسم مومن ولی عہدی کی بیعت |
| شکایت | ہارون الرشید کا تقفور کو جواب | شر دین و مرزبان وغیرہ کو امان |
| عبد الملک بن صالح کی گرفتاری و | ہرقلہ کا تازاج | امارت عمان پر عیسیٰ بن جعفر کا تقرر |
| جواب طلبی | تقفور کی اطاعت | جعفر بن یہجی کی لاش جلانے کا حکم |
| عبد الملک بن صالح کے خلاف | ابراہیم بن عثمان کی خلاف تحقیقات | ہارون الرشید کی نظر میں بغداد کی |
| تمامہ کی گواہی | ابراہیم بن عثمان کی معاندانہ روش | اہمیت |
| عبد الرحمن بن عبد الملک کی گواہی | ابراہیم بن عثمان کا امتحان | امیر حج عباس بن موسیٰ |
| عبد الملک بن صالح کی اسیری | ہارون الرشید اور ابراہیم بن عثمان کی | ۱۹۰ھ کے واقعات |
| عبد الملک بن صالح کی طلبی | گفتگو | رافع بن لیث کی بغاوت کی وجہ |
| عبد الملک بن صالح کی ہارون الرشید | ابراہیم بن عثمان کا قتل | رافع بن لیث پر عتاب |
| سے درخواست | امیر حج عبید اللہ بن عباس | رافع بن لیث کی بغاوت |
| عبد الملک کے لیے عبد اللہ بن مالک | ۱۸۸ھ کے واقعات | رافع بن لیث کی اہانت و اسیری |
| کی سفارش | ابراہیم بن جبرئیل کی رومیوں پر فوج | عبد اللہ بن مامون کی قاسم قاسمی |
| عبد الملک بن صالح کی نظر بندی | کشی | فضل بن سہل کا قبول اسلام |
| عبد الملک بن صالح سے امین کا حسن | امیر حج ہارون الرشید | فتح ہرقلہ |
| سلوک | ۱۸۹ھ کے واقعات | تقفور کی جزیہ و خراج کی ادائیگی |

| | | | | |
|---|--|-----|--|-----|
| تقفور کی ایک جاریہ کے لیے درخواست | ہرثمہ بن اعین کی رواگئی خراسان | ۱۰۱ | ماموں کی رواگئی مرو | // |
| تقفور کے تحائف | ہرثمہ کی عمال کو ہدایات | // | بشیر بن الیث کی گرفتاری | // |
| سیف بن بکر خارجی کا قتل | ہرثمہ کا علی بن عیسیٰ کے نام خط | ۹۵ | جامع المرزوی کا بیان | // |
| امیرج عیسیٰ بن موسیٰ | ہرثمہ بن اعین کا مرو میں استقبال | // | بشیر بن الیث کی ہارون الرشید سے رحم کی درخواست | ۱۰۲ |
| ۱۹۱ھ کے واقعات | علی بن عیسیٰ پر عتاب | // | بشیر بن الیث کا قتل | // |
| ثروان خارجی کا خروج | ہرثمہ کی جامع مسجد میں تقریر | // | ہارون الرشید سے جبرئیل بن سختیشوع کی گفتگو | ۱۰۳ |
| ابوالنداء کا خروج | علی بن عیسیٰ سے سرکاری مطالبات کی طلبی | ۹۶ | ہارون الرشید کا خواب | // |
| اہل نض کی رافع سے امداد طلبی | علاء بن بابان کی دیانتداری | // | ہارون الرشید کا طوس میں قیام | ۱۱۳ |
| یزید بن مخلد کا جہاد | علی بن عیسیٰ کی املاک کی ضبطی | // | ہارون الرشید کی علالت | ۱۰۴ |
| رومیوں کی مرعش میں غارتگری | علی بن عیسیٰ کی مرو سے رواگئی | // | ہارون الرشید کا جبرئیل کو قتل کرنے کا ارادہ | // |
| ذمیوں کو امتیازی لباس پہننے کا حکم | علی بن عیسیٰ کے عمال سے سرکاری مطالبہ کی وصولی | ۹۷ | قبر کھودنے کا حکم | // |
| علی بن عیسیٰ کی بلخ سے رواگئی | علی بن عیسیٰ کی ہرثمہ سے شکایت | // | ہارون الرشید کی حالت نزع | ۱۰۵ |
| علی بن عیسیٰ کی معزولی کا سبب | ہرثمہ کا ہارون الرشید کے نام خط | // | کفن کے لیے کپڑے کا انتخاب | ۱۰۷ |
| علی بن عیسیٰ کی اشراف خراسان سے بدسلوکی | ہارون الرشید کا ہرثمہ کے نام فرمان | // | ہارون الرشید کی وفات | ۱۰۹ |
| ہشام بن فرخسرو کی اہانت | امیرج فضل بن عباس | ۹۸ | ہارون الرشید کی عمر | // |
| ہشام بن فرخسرو کی عالیہ کو ہدایت | ۱۹۲ھ کے واقعات | // | ہارون الرشید کی عہد کے والیان ممالک | ۱۱۶ |
| ہشام بن فرخسرو کی مصنوعی علالت | ہارون الرشید کی دافع پرفوج کشی | // | مدینہ کے والی | // |
| علی بن عیسیٰ کی برطرنی کا فیصلہ | ذوالرباطین کا مامون کو مشورہ | // | مکہ کے والی | ۱۱۰ |
| ہارون الرشید کی ہرثمہ بن اعین کو ہدایات | محمد بن الصباح کا بیان | // | کوفہ کے والی | // |
| ہارون الرشید کا علی بن عیسیٰ کے نام خط | ہارون الرشید اور صباح کی گفتگو | ۹۹ | بصرہ کے والی | ۱۱۱ |
| امارت خراسان پر ہرثمہ کی تقرری کا فرمان | آذربائیجان میں شورش | // | خراسان کے والی | // |
| ہمسویہ کے ہارون الرشید کے نام خطوط | متفرق واقعات | // | باب ۳ | // |
| | امیرج عباس بن عبد اللہ | // | خلیفہ ہارون الرشید کی سیرت و حالات | ۱۱۷ |
| | ۱۹۳ھ کے واقعات | // | ایک سو رکعت نماز اور روزانہ زکوٰۃ و صدقہ | ۱۱۲ |
| | فضل بن یحییٰ کی وفات | // | | // |
| | ہارون الرشید کو ہرثمہ سے خطرہ | ۱۰۰ | | // |

| | | | |
|-----|-------------------------------------|------------------------------------|---|
| | عمانی شاعر کی قاسم کی دلی عہدی کی | عبداللہ عمری اور ہارون الرشید | ہارون الرشید کی سخاوت |
| ۱۳۰ | سفارش | ہارون الرشید کی خانہ کعبہ میں دعا | مردان بن ابی حوضہ شاعر کو انعام |
| // | نمبری کا قصیدہ | ابن ابی داؤد کی طلبی | ہارون الرشید اور ابن ابی مریم |
| ۱۳۱ | ایک اعرابی شاعر کی ملاقات الرشید کی | ابن ابی داؤد کی رہائی و بحالی | ابن ابی مریم کا مذاق |
| // | فرمائش | خس کے پردے استعمال کرنے سے | ہارون الرشید کو عباس بن محمد کا تحفہ |
| // | اعرابی شاعر پر رعایت | اجتناب | ابن ابی مریم کا غالبہ کے متعلق مذاق |
| // | قاسم کا ہارون الرشید سے شکوہ | ہارون الرشید کی دو پہر کی خواب گاہ | ابن ابی مریم کی عباس بن محمد سے |
| ۱۳۲ | ایک اعرابی شاعر کی ملاقات کی | ہارون الرشید کی عباس بن حسن سے | گفتگو |
| // | درخواست | فرمائش | ابن ابی مریم کی ایک روز کی کمائی |
| ۱۳۲ | اہل مدینہ کے لیے وظائف و عطیات | ابن السماک کی ہارون الرشید کو | اسمعیل بن صبیح کا شہرہ کے متعلق بیان |
| // | باب ۲ | نصیحت | ہندوستانی طبیب منکہ کی بغداد میں |
| ۱۳۳ | خلیفہ محمد الامین | سلطنت کی قیمت | طلبی |
| // | امین کی بیعت | عبداللہ بن عبدالعزیز عمری کی ہارون | خلد کا ایک حکیم |
| // | امین کا خطبہ | الرشید کو نصیحت | منکہ کی خلد کے حکیم کے متعلق رائے |
| // | امین اور مامون کی کشیدگی | ایک نو عمر لڑکے کا عمری سے مباحثہ | سواد کے تحصیلدار کو ہدایت |
| ۱۳۴ | امین کی بکر بن المعتمر کو ہدایات | ایک زاہد کی ہارون الرشید کو نصیحت | ہارون الرشید اور یزید بن یزید |
| // | بکر بن المعتمر کی اسیری | ہارون الرشید اور زاہد کی گفتگو | ہارون الرشید کا حضرت عثمان رضی اللہ |
| // | بکر بن المعتمر کے قتل کا حکم | ہارون الرشید کا زاہد سے حسن سلوک | کے متعلق استفسار |
| ۱۳۵ | بکر بن المعتمر کی فضل بن ربیع سے | ہارون الرشید کی ازواج | حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ |
| // | درخواست | زبیدہ ام جعفر بنت جعفر امتہ العزیز | کے مراتب |
| ۱۳۵ | بکر بن المعتمر کی رہائی | ام محمد صالح | ہارون الرشید کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے |
| // | امین کے امراء کے نام خطوط | عباسہ بنت سلیمان | عقیدت |
| // | امین کا مامون کے نام خط | عذیزہ بنت غطف ریف | عبداللہ بن محمد کی روایت |
| ۱۳۶ | امین کا صالح کے نام خط | جسر شیبہ عثمانیہ | عمر بن بزیع اور فضل بن ربیع کی |
| ۱۳۸ | عصاء مہر خلافت کی روانگی بغداد | ہارون الرشید کی اولاد ذکور | عبداللہ عمری سے ملاقات |
| // | اسحاق بن عیسیٰ بن علی کی تقریر | ہارون الرشید کی اولاد اناث | عبداللہ بن عبدالعزیز عمری کو دولت کی |
| // | حسین بن مصعب اور فضل بن سہل کی | امفضل بن محمد کا بیان | پیشکش |
| // | گفتگو | ایک شعر کی تشریح | عمر و فضل کی مایوسی |

| | | | | | |
|-----|---|-----|--|-----|-----------------------------------|
| ۱۵۲ | امین کے طرز عمل پر مامون کی ناراضگی | ۱۳۹ | امین کی سفراء کی مرو میں آمد | ۱۳۹ | مامون کی مراجعت مرو |
| ۱۵۳ | مامون کے اکابر بغداد کے نام خطوط | ۱۴۵ | عباس بن موسیٰ کی مامون سے گفتگو | ۱۴۱ | امراء اور سپاہ کی مراجعت بغداد |
| ۱۵۴ | مامون کے قاصد کی بغداد میں آمد | ۱۴۶ | ذوالریاستین کی عباس بن موسیٰ سے گفتگو | ۱۴۲ | امراء کی طلبی |
| ۱۵۵ | قاصد کی امین اور امراء بغداد کے متعلق اطلاع | ۱۴۷ | عباس بن موسیٰ کی بیعت | ۱۴۳ | ذوالریاستین کی خط بھیجنے کی تجویز |
| ۱۵۶ | امراء سے امین کا حسن سلوک | ۱۴۸ | علی بن یحییٰ اور عباس بن موسیٰ کی ملاقات | ۱۴۴ | سہل بن سعد کی رواگنی |
| ۱۵۷ | امین کی مامون کے متعلق یحییٰ بن سلیم سے گفتگو | ۱۴۹ | موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت | ۱۴۵ | سہل بن سعد سے بد سلوکی |
| ۱۵۸ | یحییٰ بن سلیم کی تجویز | ۱۵۰ | عہد ناموں کا اطلاق | ۱۴۶ | فضل بن اہل اور مامون کی گفتگو |
| ۱۵۹ | یحییٰ کی تجویز سے امین کی مخالفت | ۱۵۱ | امین کا مامون کو ایک ضلع سے دستبرداری کا حکم | ۱۴۷ | فضل بن اہل کا مامون کو مشورہ |
| ۱۶۰ | فضل بن ربیع کی ایک سردار سے گفتگو | ۱۵۲ | فضل بن اہل کا مامون کو مشورہ | ۱۴۸ | فقہاء کو دعوت حق |
| ۱۶۱ | سردار کا فضل بن ربیع کو مشورہ | ۱۵۳ | مامون کی مجلس مشاورت | ۱۴۹ | امراء و اہل خراسان سے حسن سلوک |
| ۱۶۲ | مامون کے قاصد کا خط | ۱۵۴ | حسن کا امراء کی آراء سے اختلاف | ۱۵۰ | ام جعفر کا بغداد میں استقبال |
| ۱۶۳ | ظاہر بن حسین کو رے جانے کا حکم | ۱۵۵ | حسن کا امراء سے مناظرہ | ۱۵۱ | مامون کا اظہار اطاعت |
| ۱۶۴ | عصمہ بن حماد کی رواگنی ہمدان امین کے عمال | ۱۵۶ | فضل بن اہل کی تجویز | ۱۵۲ | ہرثمہ کا شمر قند پر حملہ |
| ۱۶۵ | میخائیل شاہ روم پر حملہ | ۱۵۷ | مامون کا امین کے نام خط | ۱۵۳ | شاہ روم تقفور کا خاتمہ |
| ۱۶۶ | امارت حمص پر عبداللہ بن سعید کا تقرر | ۱۵۸ | مامون کی خراسان کی ناکہ بندی | ۱۵۴ | امیر حج داؤد بن عیسیٰ و عمال |
| ۱۶۷ | ۱۹۵ھ کے واقعات | ۱۵۹ | امین کے سفیروں کو ہدایات | ۱۵۵ | متفرق واقعات |
| ۱۶۸ | مامون و قاسم کے لیے دعا کی ممانعت | ۱۶۰ | امین کا مامون کے نام خط | ۱۵۶ | ۱۹۴ھ کے واقعات |
| ۱۶۹ | علی بن عیسیٰ کی ولایت صوبہ جبل | ۱۶۱ | مامون کا امین کو جواب | ۱۵۷ | حمص میں شورش |
| ۱۷۰ | امین کے فرمان کا اعلان | ۱۶۲ | مامون کی امینی سفر کو ہدایات | ۱۵۸ | قاسم کی برطرفی |
| ۱۷۱ | سعید بن الفضل و فضل بن ربیع کی تقاریر | ۱۶۳ | امینی سفارت کی مراجعت عراق | ۱۵۹ | فضل بن ربیع کی ریشہ دوانی |
| ۱۷۲ | علی بن عیسیٰ کی پیش قدمی | ۱۶۴ | امین کا مامون کے نام خط | ۱۶۰ | باب ۵ |
| ۱۷۳ | علی بن عیسیٰ کی ہمدان میں آمد | ۱۶۵ | ذوی الریاستین کا مامون کو مشورہ | ۱۶۱ | امین و مامون کی جنگ |
| ۱۷۴ | علی بن عیسیٰ کی رواگنی رے | ۱۶۶ | مامون کا امین کے نام خط | ۱۶۲ | فضل بن ربیع کی سازش |
| ۱۷۵ | | ۱۶۷ | امین کا مامون کو جواب | ۱۶۳ | موسیٰ بن امین کے لیے امیر کا لقب |
| | | ۱۶۸ | | ۱۶۴ | قاسم کی علیحدگی کی مامون کو اطلاع |
| | | ۱۶۹ | | ۱۶۵ | رائع بن اللیث کی امان کی درخواست |
| | | ۱۷۰ | | ۱۶۶ | مامون کا رائع سے حسن سلوک |
| | | ۱۷۱ | | ۱۶۷ | عباس بن عبداللہ عامل رے کی برطرفی |

| | | | |
|-----|---------------------------------------|---|---------------------------------------|
| | علی بن عیسیٰ کے دیلم طبرستان وغیرہ | اسمعیل بن صبیح کی مامون کی طلبی کی | مامون کی خلافت کی دعوت |
| ۱۷۵ | کے حکمرانوں کے نام خطوط و تحائف | تجویز | طاہر بن حسین کا قسطنطنیہ میں قیام |
| ۱۷۶ | علی بن عیسیٰ کے سردار مقدمہ لہجیش | مامون کی طلبی کا خط | علی بن عیسیٰ کی رے پر قبضہ کی افواہ |
| ۱۷۷ | کی رائے سے اختلاف | ۱۶۰ امین کے سفراء کی روانگی | طاہر بن حسین کا جنگ کی تیاری کا حکم |
| ۱۷۸ | یہجی بن علی کی تجویز کی مخالفت | عباس بن موسیٰ کی تقریر | علی بن عیسیٰ کا حملہ |
| ۱۷۹ | طاہر کو رے میں قیام کا مشورہ | عیسیٰ بن جعفر کا خطاب | احمد بن ہشام کی حکمت عملی |
| ۱۸۰ | طاہر کی رے میں قیام کی مخالفت | محمد بن عیسیٰ کی مامون سے درخواست | طاہری بن حسین کا حاتم پر حملہ |
| ۱۸۱ | طاہر کی تجویز | ۱۶۱ صالح کی امین کے خط کی تائید میں | علی بن عیسیٰ کا قتل |
| ۱۸۲ | طاہر کی رے سے روانگی | تقریر | علی بن عیسیٰ کی فوج کی پسپائی |
| ۱۸۳ | طاہر کا فیصلہ کن جنگ کا ارادہ | مامون کا سفر اسے خطاب | بخاری جماعت کی شراب نوشی |
| ۱۸۴ | علی بن عیسیٰ کی فوجی ترتیب | مامون کی پریشانی | علی بن عیسیٰ کی لاش کا حشر |
| ۱۸۵ | طاہر بن حسین کا فوج سے خطاب | ۱۶۲ فضل کی مامون کے بغداد جانے کی | مامون کی خلافت کا اعلان |
| ۱۸۶ | جنگ کا آغاز | مخالفت | علی بن عیسیٰ کے قتل کی مامون کو اطلاع |
| ۱۸۷ | طاہر کا علی بن عیسیٰ کی فوج کے قلب پر | مامون کا خاقان سے پناہ لینے کا ارادہ | علی بن عیسیٰ کے سر کی تشہیر |
| ۱۸۸ | حملہ | فضل بن سہل کی تجویز | علی بن عیسیٰ کے قتل کی امین کو اطلاع |
| ۱۸۹ | علی بن عیسیٰ کا خاتمہ | ۱۶۳ فضل کی تجویز سے مامون کا اتفاق | مامون کی الماک پر قبضہ |
| ۱۹۰ | عبداللہ بن علی بن عیسیٰ کی مراجعت | فضل بن سہل کی پیشین گوئی | امین کی حکمت عملی پر عبداللہ بن خازم |
| ۱۹۱ | بغداد | مامون کا امین کو جواب | کی تنقید |
| ۱۹۲ | سفیان بن محمد کا بیان | ہمدان اور رے کی مابین ناکہ بندی | امین کے متعلق ایک شاعر کے اشعار |
| ۱۹۳ | خراسان پر فوج کشی | ۱۶۴ خراسان پر فوج کشی | مامون کا امین کے نام خط |
| ۱۹۴ | زبیدہ کے علی بن عیسیٰ کو ہدایات | زبیدہ کے علی بن عیسیٰ کو ہدایات | مامون کا علی بن عیسیٰ کے نام |
| ۱۹۵ | بغداد میں فوج میں شورش | مامون کی ولی عہدی کی برطرفی کا | ذوالریاستین کا فضل بن ربیع کے مشیر |
| ۱۹۶ | عبدالرحمن بن جبلی کی سپہ سالاری | اعلان | خاص کو تجویز |
| ۱۹۷ | امین کے عبدالرحمن کو احکامات | امین کی علی بن عیسیٰ کو ہدایات | فضل کے مشیر خاص کی تجویز |
| ۱۹۸ | عبدالرحمن کی ہمدان میں آمد | ۱۶۶ علی بن عیسیٰ کو ایک مخم کا مشورہ | امین اور عبداللہ بن خازم کی گفتگو |
| ۱۹۹ | یہجی بن علی کی امین سے امداد طلبی | علی بن عیسیٰ کی نخوت و تکبر | امین کی مامون سے بیزاری |
| ۲۰۰ | یہجی بن علی کی روانگی ہمدان | علی بن عیسیٰ کو طاہر کی جنگی تیاریوں کی | خرزیرہ بن خازم کی امین سے درخواست |
| ۲۰۱ | طاہر اور عبدالرحمن کی جنگ | اطلاع | ۱۶۷ امین کو مامون کی دل جوئی کا مشورہ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|--|-----|---|
| 188 | حسین بن علی کا انباء سے خطاب | 188 | احمد بن مزید کو حلوان جانے کا حکم | 188 | عبدالرحمن کی پسپائی |
| 193 | حسین بن علی اور امینی لشکر کی جنگ | 189 | امین کی احمد بن مزید کو ہدایات | 189 | ظاہر کی حکمت عملی |
| 194 | امین کی خلافت سے برطرفی و اسیری | 190 | احمد بن مزید اور عبدالرحمن | 190 | عبدالرحمن کا ظاہر کی فوج پر حملہ |
| 195 | محمد بن ابی خالد کی امین کی حمایت میں تقریر | 191 | حمید کو احکامات | 191 | عبدالرحمن کی شکست و پسپائی |
| 196 | انباء کے ایک سردار کا فوج سے خطاب | 192 | ظاہر بن حسین کی حکمت عملی | 192 | بہمان محاصرہ |
| 197 | حسین بن علی کی گرفتاری | 193 | احمد بن مزید اور عبداللہ میں نفاق | 193 | عبدالرحمن کی ظاہر سے امان کی درخواست |
| 198 | حسین بن علی کی بحالی | 194 | ظاہر کا حلوان پر قبضہ | 194 | ظاہر بن حسین کو اعزاز و خطاب |
| 199 | امین کی رہائی | 195 | فضل بن سہل کا اعزاز و خطاب | 195 | سفینی بن علی بن عبداللہ کی بغاوت |
| 200 | حسین بن علی کا فرار | 196 | فضل بن سہل کی تلوار | 196 | علاقہ جہال سے امینی عمال کا اخراج |
| 201 | حسین بن علی کا قتل | 197 | عبدالملک بن صالح سے امین کا حسن سلوک | 197 | عبدالرحمن کی بدعہدی |
| 202 | امین کی تجدید بیعت | 198 | عبدالملک بن صالح کی امین سے درخواست | 198 | عبدالرحمن کا ظاہر کی فوج پر اچانک حملہ |
| 203 | ظاہر بن حسین کی روانگی اہواز | 199 | عبدالملک بن صالح کی ولایت شام | 199 | ظاہر کی فوج کی ثابت قدمی |
| 204 | ظاہر کو محمد بن یزید کی پیش قدمی کی اطلاع | 200 | عبدالملک کا رقبہ میں قیام | 200 | عبدالرحمن کا قتل |
| 205 | ظاہر کے فوجی سرداروں کی روانگی اہواز | 201 | سپاہ اور لیٹروں میں لڑائی | 201 | ظاہر بن حسین کا شلاشان میں قیام |
| 206 | قریش بن شبل کی کمک | 202 | محمد بن ابی خالد سے جماعت انباء کی درخواست | 202 | امیر حج و اود بن عیسیٰ و عمال |
| 207 | محمد بن یزید کی مراجعت اہواز | 203 | اہباء کا لیٹروں پر اچانک حملہ | 203 | 196ھ کے واقعات |
| 208 | محمد بن یزید کی اہواز میں آمد | 204 | عبدالملک بن صالح کا اظہار تاسف | 204 | اسد بن یزید کی طلبی |
| 209 | قریش بن شبل کی فوجیوں کو ہدایت | 205 | ایک شخص کا اہل محص سے خطاب | 205 | اسد بن یزید کو ظاہر کے مقابلہ کا حکم |
| 210 | محمد بن یزید کا ابن شبل پر حملہ | 206 | شامیوں کی روانگی | 206 | اسد بن یزید کے مطالبات و شرائط |
| 211 | محمد بن یزید کی شجاعت | 207 | طوق بن مالک کی لڑائی سے علیحدگی | 207 | اسد بن یزید کی اسیری |
| 212 | محمد بن یزید کا قتل | 208 | نصر بن شبث کا خراسانی سپاہ پر حملہ | 208 | اسد کا مامون کے فرزندوں کی حوالگی کا مطالبہ |
| 213 | ابن ابی امینیہ شاعر کا مرثیہ | 209 | عبدالملک بن صالح کی وفات | 209 | احمد بن مزید کے متعلق سفارشات |
| 214 | ظاہر بن حسین کا اہواز پر قبضہ | 210 | باب ۶ | 210 | احمد بن مزید کی طلبی |
| 215 | سندی بن یحییٰ اور یثیم بن شعبہ کا فرار | 211 | خلیفہ امین کی معزولی | 211 | احمد بن مزید کی فضل بن ربیع سے ملاقات |
| 216 | ظاہر بن حسین کا واسط پر قبضہ | 212 | حسین بن علی کی مراجعت بغداد | 212 | احمد بن مزید کی سپہ سالاری |

| | | | |
|---|--|---------------------------------------|-----|
| منصور بن مہدی اور مطلب بن | اہل یمن کی مامون کی بیعت | طاہر کی انتقامی کارروائی | ۲۱۳ |
| عبداللہ کی اطاعت | ہرثمہ کانہردان پر قبضہ | بغداد کی تجارتی ناکہ بندی | ۲۱۳ |
| مامون کے عمال کا تقرر | طاہر کے خلاف فوجی بغاوت | جنگ کناہہ | ۲۱۳ |
| محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کوشخون | طاہر کے فوجی سرداروں کے نام خفیہ | متمول اور تجارت کا بغداد سے فرار | ۲۱۳ |
| مارنے کا حکم | خطوط | باب الشماسید کی جنگ | ۲۱۳ |
| محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کی | طاہر اور امین لشکر کی جنگ تواد الغالیہ | ہرثمہ کی گرفتاری | ۲۱۳ |
| حارث اور داؤد سے جنگ | امین لشکر میں شورش | ہرثمہ کی فوج کا فرار | ۲۱۳ |
| فضل بن موسیٰ کی روانگی کوفہ | طاہر بن حسین اور تنوخی میں سمجھوتہ | طاہر کا باب الشماسیہ پر قبضہ | ۲۱۳ |
| فضل بن موسیٰ کی حکمت عملی | طاہر بن حسین کا باغ باب الانبار میں | نزرانیہ کے محلات کی بر بادی | ۲۱۳ |
| فضل بن موسیٰ کا محمد بن العلاء پر | قیام | عبداللہ بن خازم کا بغداد سے فرار | ۲۱۳ |
| اچانک حملہ | بغداد میں بد امنی | کرخ کے تجارت کا طاہر کو عرضداشت | ۲۰۸ |
| طاہر کی مدائن کی جانب پیش قدمی | امیر حج عباس بن موسیٰ | بھیجے کا فیصلہ | ۲۰۸ |
| طاہر کا مدائن پر قبضہ | ۱۹۷ھ کے واقعات | طاہر کو تحریر بھیجنے کی مخالفت | ۲۰۸ |
| طاہر بن حسین کا صصر میں قیام | زہیر بن المسیب کے مظالم | معرکہ جزیرۃ العباس | ۲۰۸ |
| داؤد بن عیسیٰ کی امین کی بیعت سے | حسین اطلح کا بیان | امین کو اپنی شکست کا احساس | ۲۰۸ |
| برأت | سعید بن مالک کی نگرانی | امیر حج عباس بن موسیٰ | ۲۰۹ |
| داؤد بن عیسیٰ کی ولی عہدی کی | باب الرقیق اور باب الشام پر افسران | ۱۹۸ھ کے واقعات | ۲۰۹ |
| بیعت لینے کا حکم | کا تقرر | طاہر بن حسین کا خزیمہ بن خازم کے | ۲۰۹ |
| داؤد بن عیسیٰ کی امین کی عہد شکنی کی | بغداد میں طوائف الملوکی | نام خط | ۲۰۹ |
| مذمت | بنی ہاشم فوجی امراء کی املاک کی ضبطی | خزیمہ بن خازم کی طاہر سے امان کی | ۲۰۹ |
| داؤد بن عیسیٰ کی تجویز سے اہل مکہ کا | اہل بغداد کی اطاعت کی درخواست | درخواست | ۲۱۰ |
| اتفاق | کو تو ال محمد بن عیسیٰ کی اطاعت | طاہر بن حسین کا ہرثمہ کو حملہ کرنے کا | ۲۱۰ |
| داؤد بن عیسیٰ کا اہل مکہ سے خطاب | قصر صالح کا معرکہ | حکم | ۲۱۰ |
| اہل مکہ کی مامون کی بیعت | بنی ہاشم اور امرا کی مامون کی بیعت | خزیمہ و محمد بن علی کی امین کی بیعت | ۲۱۱ |
| مدینہ منورہ میں مامون کی بیعت | اوباشوں اور چوروں کی لوٹ مار | سے برأت | ۲۱۱ |
| داؤد بن عیسیٰ کی روانگی مرو | طاہر بن حسین کا حسن انتظام | طاہر بن حسین کا مدینہ شریف پر حملہ | ۲۱۱ |
| امارت مکہ و مدینہ پر داؤد بن عیسیٰ تقرر | ایک خراسانی سردار کا نہتی جماعت | طاہر بن حسین کا شہر میں داخلہ | ۲۱۸ |
| داؤد بن عیسیٰ کی مراجعت مکہ | سے جنگ کا واقعہ | قصر زبیدہ و قصر الخلد پر سنگباری | ۲۱۸ |

| | | | | | |
|-----|--------------------------------------|-----|---|-----|--|
| | طاہر بن حسین کا ابراہیم بن المہدی کا | ۲۲۵ | امین پر طاہر بن حسین کا حملہ | // | عمر الوراق کے اشعار |
| ۲۲۶ | نام خط | // | امین کی گرفتاری | // | امین کا محاصرہ |
| // | طاہر کے خلاف فوجی بغاوت | // | طاہر کو امین کی گرفتاری کی اطلاع | ۲۱۹ | ابراہیم بن المہدی کی طلبی |
| // | طاہر بن حسین کا فرار | // | ابو حاتم کی امین سے قصر میں قیام کی درخواست | // | ضعف جاریہ سے گانے کی فرمائش |
| // | موسیٰ اور عبداللہ کی روانگی خراسان | ۲۲۶ | امین کی روانگی | ۲۲۰ | امین کی جاریہ سے خطگی |
| // | طاہر بن حسین سے فوج کی طلب | // | امین کا کشتی میں استقبال | // | امین کا قصر الخلد سے فرار |
| ۲۳۷ | معاش | // | امین کی شہادت | // | باب ۷ |
| // | امراء عساکر کی طاہر بن حسین سے | ۲۲۷ | احمد بن سلام کی گرفتاری | ۲۲۱ | خلیفہ امین کا قتل |
| // | معذرت | // | احمد بن سلام کے قتل کا حکم | // | امراء عساکر کا امین کو مشورہ |
| // | امراء عساکر کی طاہر کو یقین دہانی | // | احمد بن سلام کی پیش کش | // | بغداد سے روانگی کی تجویز |
| // | طاہر بن حسین کی مراجعت بستان | ۲۲۸ | امین کی ایک حجرے میں اسیری | // | طاہر کا سلیمان اور محمد بن عیسیٰ کو انتباہ |
| // | سعید بن مالک کی طاہر کو مالی امداد | // | امین اور احمد بن سلام کی گفتگو | // | سلیمان بن ابی جعفر اور محمد بن عیسیٰ کی |
| ۲۳۸ | سمرقندی کی روپوشی | // | امین کو اختلاج قلب | // | امین سے درخواست |
| // | سمرقندی کی گرفتاری | ۲۲۹ | امین کی شناخت | ۲۲۲ | سلیمان و محمد بن عیسیٰ کے قتل کا ارادہ |
| // | سمرقندی کا خاتمہ | // | عجمی جماعت کی حجرے میں آمد | // | امین کے ارادے میں تبدیلی |
| | باب ۸ | // | امین کی قاتلین سے درخواست | // | طاہر بن حسین کے پاس جانے کی تجویز |
| ۲۳۹ | خلیفہ امین کی سیرت و حالات | // | امین کی مدافعت | // | امین کی طاہر سے نفرت |
| // | محمد الامین بن ہارون کی مدت خلافت | ۲۳۰ | امین کا قتل | ۲۲۳ | حفص بن ارمبائل کا بیان |
| // | داؤد بن عیسیٰ کی ابارت میں حج | // | امین کا بریدہ سر | // | حفص کی ایک ضعیفہ کو ہدایت |
| // | امیر حج علی بن الرشید | // | مامون کا سجدہ شکر | // | امین کے ادبار کی پہلی علامت |
| // | محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا بیان | ۲۳۱ | علی بن حمزہ کا بیان | // | طاہر سے امان طلب کرنے کا مشورہ |
| // | قاسم بن ہارون الرشید کی ولی عہدی | // | ابراہیم بن المہدی کا مرثیہ | // | امین کی طاہر سے امان طلبی کی مخالفت |
| // | سے علیحدگی کا اعلان | // | طاہر بن حسین کا مامون کے نام خطوط | ۲۲۴ | ہرثمہ سے امان طلبی کی تجویز |
| ۲۴۰ | امین کا حلیہ و عمر | // | قتل سے پہلے امین کا امر اور سپاہ سے | // | امین کی حوالگی کے متعلق طاہر بن |
| // | طاہر بن حسین کے اشعار | ۲۳۲ | خطاب | // | حسین کا عزم |
| // | لبابہ بن علی کا مرثیہ | ۲۳۵ | بغداد میں عام معافی کا اعلان | // | امراء عساکر کا طاہر بن حسین کو |
| // | امین کے قتل پر شعراء کے مرثیے | // | طاہر بن حسین کا امراء اور بنی ہاشم | // | مشورہ |
| ۲۴۱ | ذوالریاتین کا اظہار تاسف | // | سے خطاب | // | ہرش کی ریشہ دوانی |

| | | | | | |
|-----|---|-----|--|-----|--|
| ۲۵۷ | محمد بن ابراہیم طباطبایا | ۲۴۹ | امین کی ابو نواس سے فرمائش | ۲۳۲ | منصور خدمت گار کی عباس بن عبداللہ سے علیحدگی |
| ۲۵۸ | مأمون کی نظر بندی کی افواہ | ۲۵۰ | ابو نواس کے اشعار | ۲۳۳ | منصور خادم کی گرفتاری |
| ۲۵۹ | محمد بن ابراہیم کا کوفہ پر قبضہ | ۲۵۱ | امین کا سرکاری فرش تلف کرنے کا حکم | ۲۳۴ | امین کی فوج کا عباس بن عبداللہ کا محاصرہ |
| ۲۶۰ | زہیر بن میتب کی کوفہ پر فوج کشی | ۲۵۲ | ابراہیم بن المہدی کے ایک شعر کی قیمت | ۲۳۵ | ام جعفر کی عباس بن عبداللہ کی سفارش |
| ۲۶۱ | زہیر بن میتب کی شکست | ۲۵۳ | مخارق کو جہوں کا عطیہ | ۲۳۶ | عباس بن عبداللہ کی نظر بندی |
| ۲۶۲ | ابن طباطبایا کا انتقال | ۲۵۴ | امین کی مخارق سے خفگی | ۲۳۷ | عباس بن عبداللہ کا بغداد سے فرار |
| ۲۶۳ | ابن طباطبایا کی موت کی وجہ | ۲۵۵ | عبید اللہ بن ابی غسان کا بیان | ۲۳۸ | امین کا عباس کے محل پر قبضہ |
| ۲۶۴ | ابوالسرایا کی کارگزاری | ۲۵۶ | عبید اللہ بن ابی غسان کا خربوزہ | ۲۳۹ | عباس بن عبداللہ کا بیان |
| ۲۶۵ | عبدوس بن محمد کی کوفہ کی جانب پیش قدمی | ۲۵۷ | کھانے کا واقعہ | ۲۴۰ | وضاح بن حبیب کی طلی |
| ۲۶۶ | عبدوس بن محمد کا قتل | ۲۵۸ | عبید اللہ بن ابی غسان کو فرش کا عطیہ | ۲۴۱ | وضاح بن حبیب کا امین کو مشورہ |
| ۲۶۷ | ابوالسرایا کی روانگی بصرہ | ۲۵۹ | منظور کا عبید اللہ بن ابی غسان سے مذاق | ۲۴۲ | قصر الخلد کے چپوترے کا انہدام |
| ۲۶۸ | حسن بن سہل کی ہرثمہ سے درخواست | ۲۶۰ | امین کا سموسہ تیار کرنے کا حکم | ۲۴۳ | امین کا حزن و ملال |
| ۲۶۹ | ہرثمہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی | ۲۶۱ | مخارق اور ابراہیم کی طلی | ۲۴۴ | نہطیم کی وفات پر ام جعفر کی تعزیت |
| ۲۷۰ | حسن بن سہل کی منصور بن مہدی کو ہدایت | ۲۶۲ | امین کا رقص | ۲۴۵ | ابو نواس شاعر کے اشعار |
| ۲۷۱ | ابن ابی سعید کا مدائن پر قبضہ | ۲۶۳ | حسین بن فراس کے مولیٰ کا بیان | ۲۴۶ | ابو نواس کی ربائی و اعزاز |
| ۲۷۲ | ہرثمہ اور ابوالسرایا کی جنگ | ۲۶۴ | فضل بن ربیع کی ابو نواس کے لیے سفارش | ۲۴۷ | ابو نواس کی طلی |
| ۲۷۳ | ابوالسرایا کی مراجعت کوفہ | ۲۶۵ | ابو نواس کی ابو حبیب سے درخواست | ۲۴۸ | ابو نواس کی ربائی |
| ۲۷۴ | محمد بن سلیمان کا مدینہ پر قبضہ | ۲۶۶ | شراب کی تعریف میں ابو نواس کے اشعار | ۲۴۹ | ابو نواس کی اسیری |
| ۲۷۵ | مسرور الکبیر کا داؤد بن عیسیٰ کو مقابلہ کرنے کا مشورہ | ۲۶۷ | باب ۸ | ۲۵۰ | ابو نواس کا ترک شراب کا عہد |
| ۲۷۶ | داؤد بن عیسیٰ کا حسین بن حسن سے مقابلہ کرنے سے انکار | ۲۶۸ | پرش کی بغاوت | ۲۵۱ | ابو نواس کی اسیری کی وجہ |
| ۲۷۷ | داؤد بن عیسیٰ کی روانگی عراق | ۲۶۹ | حسن بن سہل کی ولایت | ۲۵۲ | ابو نواس کا امین پر طنز |
| ۲۷۸ | مسرور الکبیر کی مراجعت عراق | ۲۷۰ | طاہر کو نصر بن شیبث پر فوج کشی کا حکم | ۲۵۳ | ابو نواس پر امین کا عتاب |
| ۲۷۹ | احمد بن محمد کا امامت نماز سے انکار | ۲۷۱ | امیر حج عباس بن موسیٰ | ۲۵۴ | ابو نواس کے امین کے متعلق طنزیہ اشعار |

| | | | |
|-----|---|--------------------------------------|---|
| 242 | آل عباس کی تعداد | محمد بن جعفر کی امان کی طلبی | حسین بن حسن کی مکہ میں آمد |
| 243 | شاہ روم کا خاتمہ | محمد بن جعفر کی روانگی جدہ | حسین بن حسن کی امامت |
| 244 | بیچی بن عامر کا قتل | محمد بن جعفر اور ہارون بن مسیب کی | ہرثمہ اور ابوالسرایا کی جنگ |
| 245 | ۲۰۱ھ کے واقعات | جھڑپیں | ہرثمہ کی امرائے کوفہ سے مرسلت |
| 246 | منصور بن مہدی سے خلافت قبول کرنے کی درخواست | محمد بن جعفر کی جلودی اور رجا سے | ۲۰۰ھ کے واقعات |
| 247 | محمد بن ابی خالد کی علانیہ مخالفت | امان کی درخواست | ابوالسرایا کا کوفہ سے فرار |
| 248 | محمد بن ابی خالد اور زہیر بن مسیب کی جنگ | محمد بن جعفر کا اہل مکہ سے خطاب | حسن بن علی الباذ اور ابوالسرایا |
| 249 | حسن بن سہل کی روانگی واسط | محمد بن جعفر کی روانگی عراق | ۲۶۳ ابوالسرایا کی شکست و گرفتاری |
| 250 | فضل نب رجب کی محمد بن ابی خالد سے | ایک عقیلی کی روانگی مکہ | ابوالسرایا کا قتل |
| 251 | امان کی درخواست | امیر حج ابوالسحق بن ہارون الرشید | ابوالسرایا کے سر کی تشہیر |
| 252 | محمد بن ابی خالد اور حسن بن سہل کی جنگ | عقیلی کا حجاج و تجار پر حملہ | زید النار کا بصرہ میں ظلم و تشدد |
| 253 | محمد بن ابی خالد کی پساہی | جلودی کا جماعت عقیلی پر حملہ | زید النار کی گرفتاری |
| 254 | محمد بن ابی خالد کا انتقال | حسن بن سہل اور ابن ابی سعید میں | ۲۶۴ ابراہیم بن موسیٰ العلوی کا خروج |
| 255 | زہیر بن مسیب کا قتل | کشیدگی | اسحاق بن موسیٰ کا مشاش میں قیام |
| 256 | زہیر بن مسیب کے سر کی تشہیر | مامون کا ہرثمہ کو عراق جانے کا حکم | حسین بن حسن کا خلاف کعبہ اتارنے کا حکم |
| 257 | اہل نیل کی تاراجی | ہرثمہ کا مامون سے ملنے پر اصرار | حسین کا عباسیوں کی اشیاء و املاک پر قبضہ |
| 258 | منصور بن مہدی کی امارت بغداد | ہرثمہ کے خلاف فضل بن سہل کی | دارالعباد |
| 259 | حسن بن سہل کی عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پیش کش | مامون سے شکایت | حرم اور مساجد کی بے حرمتی |
| 260 | منصور بن مہدی کے عمال کا تقرر | ۲۶۵ مامون کا ہرثمہ پر عتاب | محمد بن جعفر بن محمد سے علویوں کی درخواست |
| 261 | غسان بن عباد کی گرفتاری | ہرثمہ کا قتل | محمد بن جعفر بن محمد سے علویوں کی درخواست |
| 262 | محمد بن یقظین اور حمید الطوسی کی جنگ | باب ۹ | شورش بغداد |
| 263 | عیسیٰ بن محمد کی چھاؤنی کی مردم شناری | حسن بن سہل کے خلاف حربیہ کی | ۲۶۶ حسن بن سہل کے خلاف حربیہ کی شورش |
| 264 | رضا کار جماعت | حسن کے عمالوں کا بغداد سے اخراج | علی بن محمد کی ناشائستہ حرکات |
| 265 | رضا کار جماعت کے خروج کا سبب | حربیہ کی کرخ میں آتش زنی | اہل مکہ کا محمد بن جعفر سے احتجاج |
| 266 | | علی بن ہشام کا بغداد سے فرار | اسحاق بن موسیٰ کی محمد بن جعفر سے جنگ |
| 267 | | محمد بن ابی خالد کی انتقامی کارروائی | ۲۶۷ معرکہ بیرمیون |

| | | | | | |
|---|-----|---------------------------------------|-----|--------------------------------------|-----|
| فطرہل کی تاراجی | ۲۷۹ | المطلب کی شکست | ۲۸۵ | علی الرضا کی شکایت کی تصدیق | ۲۹۱ |
| مفسدوں کے خلاف کارروائی | ۲۸۰ | مامون کا حسن بن سہل کے نام فرمان | ۲۸۶ | مامون کو حقیقت حال کا علم | ۲۹۲ |
| ابوحاتم سہل کی کارگزاری | ۲۸۱ | حمید کے خلاف حسن بن سہل کو | ۲۸۷ | امراء پر فضل بن سہل کا عتاب | ۲۹۳ |
| منصور بن مہدی کی بغداد میں آمد | ۲۸۲ | شکایات | ۲۸۸ | فضل بن سہل کا قتل | ۲۹۴ |
| عیسیٰ بن محمد کی روانگی بغداد | ۲۸۳ | حمید کی طلبی | ۲۸۹ | فضل بن سہل کے قاتلین کی گرفتاری | ۲۹۵ |
| عیسیٰ بن محمد اور حسن بن سہل کی ساز باز | ۲۸۴ | عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا قصر ابن | ۲۹۰ | المطلب بن عبداللہ کی مامون کی | |
| سہل بن سلامہ اور مطلب کی جنگ | ۲۸۵ | ہمیرہ پر قبضہ | ۲۹۱ | بیعت کی دعوت | |
| حمید بن عبدالحمید کا قصر ابن ہمیرہ میں | ۲۸۶ | حمید کی روانگی کوفہ | ۲۹۲ | المطلب بن عبداللہ کا ابراہیم سے | |
| قیام | ۲۸۷ | حکیم الحارثی اور عیسیٰ بن محمد | ۲۹۳ | ملاقات کرنے سے گریز | |
| عیسیٰ بن محمد کی سہل بن سلامہ سے | ۲۸۸ | محمد کی جنگ | ۲۹۴ | حمید کا دائن پر قبضہ | |
| معذرت | ۲۸۹ | عباس بن موسیٰ کی کارروائی | ۲۹۵ | مامون کی بوران سے شادی | |
| باب ۱۰ | ۲۹۰ | معرکہ قنطرہ | ۲۹۶ | امیر حج ابراہیم بن محمد | |
| علی الرضا کی ولی عہدی | ۲۹۱ | اہل کوفہ کا عباس بن موسیٰ سے معاہدہ | ۲۹۷ | ۲۰۳ھ کے واقعات | |
| علی الرضا کی بیعت اور سبز لباس پہننے | ۲۹۲ | امان | ۲۹۸ | علی الرضا کی وفات | |
| کا حکم | ۲۹۳ | سعید کی مراجعت حیرہ | ۲۹۹ | اہل بغداد کو علی الرضا کے انتقال کی | |
| بنی عباس کا رد عمل | ۲۹۴ | عباس بن موسیٰ کی جماعت کی | ۳۰۰ | اطلاع | |
| بنی عباس کا ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ | ۲۹۵ | غارنگری | ۳۰۱ | مامون کی طوس سے روانگی | |
| بنانے کا فیصلہ | ۲۹۶ | کوفہ میں عام معافی کا اعلان | ۳۰۲ | حسن بن سہل کی دیوانگی | |
| بنی عباس کی سازش | ۲۹۷ | عیسیٰ بن محمد اور حسن کی جنگ | ۳۰۳ | عیسیٰ حسن اور حمید کا خفیہ معاہدہ | |
| بنی عباس کی مامون کی مخالفت | ۲۹۸ | اہل بغداد کو سہل بن سلامہ کی دعوت | ۳۰۴ | عیسیٰ بن محمد کی سازش کا انکشاف | |
| بابک الحزبی کی شورش | ۲۹۹ | حق | ۳۰۵ | عیسیٰ بن محمد کی گرفتاری | |
| امیر حج اسحاق بن موسیٰ | ۳۰۰ | عیسیٰ بن محمد اور سہل بن سلامہ کی جنگ | ۳۰۶ | عباس کا ابراہیم کے کارکن پر حملہ | |
| ۲۰۲ھ کے واقعات | ۳۰۱ | سہل بن سلامہ کی روپوشی | ۳۰۷ | عباس کی حمید کو روانگی بغداد کی دعوت | |
| بغداد میں ابراہیم بن مہدی کی | ۳۰۲ | سہل بن سلامہ کی گرفتاری | ۳۰۸ | اہل بغداد کا عباس کے نام مشروط | |
| بیعت | ۳۰۳ | سہل بن سلامہ کی اسیری | ۳۰۹ | دعوت نامہ | |
| ابراہیم بن مہدی کا کوفہ اور علاقہ سواد | ۳۰۴ | محمد الرواعی کا قتل | ۳۱۰ | حمید کو اہل بغداد کی مشروط پیشکش | |
| پر قبضہ | ۳۰۵ | فضل بن سہل کے خلاف علی الرضا کی | ۳۱۱ | بغدادی فوج میں عطا کی تقسیم | |
| مہدی بن علوان خارجی کا خروج | ۳۰۶ | شکایت | ۳۱۲ | عیسیٰ بن محمد کی رہائی | |

| | | | | | |
|---|---|--|-----|---|-----|
| نصر بن شبث کو عبداللہ بن طاہر کا امان نامہ | عبداللہ بن سری کی شکست | امیر حج صالح بن عباس | ۳۱۹ | متفرق واقعات | ۳۱۹ |
| متفرق واقعات | عبداللہ بن سری کا محاصرہ | ۲۱۲ھ کے واقعات | ۳۲۰ | امیر حج صالح ابن عباس | ۳۲۰ |
| امیر حج صالح ابن عباس | عبداللہ بن سری کی امان طلبی | خودسرا امراء کی گرفتاری | ۳۲۰ | ۲۱۰ھ کے واقعات | ۳۲۰ |
| ۲۱۰ھ کے واقعات | عبداللہ بن طاہر سے ایک اعرابی شیخ کی ملاقات | متفرق واقعات | ۳۲۱ | نصر بن شبث کی بغداد میں آمد | ۳۲۱ |
| نصر بن شبث کی بغداد میں آمد | اعرابی شیخ کی قیافہ شناسی | مامون کا عقیدہ | ۳۲۱ | ابراہیم ابن عائشہ پر عتاب و اسیری | ۳۲۱ |
| ابراہیم ابن عائشہ پر عتاب و اسیری | بطین الحمص شاعر کو انعام و اکرام | امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ | ۳۲۲ | ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری | ۳۲۲ |
| ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری | مصر میں طوائف المسلمو کی | ۲۱۳ھ کے واقعات | ۳۲۲ | ابراہیم بن مہدی کی تشہیر | ۳۲۲ |
| ابراہیم بن مہدی کی تشہیر | عبداللہ بن وہب کا بیان | مصر میں شورش | ۳۲۱ | ابراہیم بن مہدی کی رہائی | ۳۲۱ |
| ابراہیم بن مہدی کی رہائی | فتح اسکندریہ | عمال کا تقرر | ۳۲۱ | ابراہیم بن عائشہ کا قتل | ۳۲۱ |
| ابراہیم بن عائشہ کا قتل | اہل قم کی بغاوت | غسان بن عباد کی ولایت سندھ | ۳۲۱ | ابراہیم کی مامون سے رحم کی درخواست | ۳۲۱ |
| ابراہیم کی مامون سے رحم کی درخواست | قم کی فحشوں کا انہدام | غسان بن عباد کے متعلق احمد بن یوسف کی رائے | ۳۲۲ | ابراہیم کی معافی کی دوسری روایت | ۳۲۲ |
| ابراہیم کی معافی کی دوسری روایت | جبال پر مازیا بن قارن کا قبضہ | امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ | ۳۲۲ | مامون کی بوران بنت حسن بن سہل سے شادی | ۳۲۲ |
| مامون کی بوران بنت حسن بن سہل سے شادی | امیر حج صالح بن عباس | ۲۱۴ھ کے واقعات | ۳۲۲ | رسم جلوہ | ۳۲۲ |
| رسم جلوہ | ۲۱۱ھ کے واقعات | محمد بن حمید الطوسی کا قتل | ۳۲۳ | بوران کی ابراہیم بن مہدی کے لیے سفارش | ۳۲۳ |
| بوران کی ابراہیم بن مہدی کے لیے سفارش | عبداللہ بن سری کی بغداد میں آمد | فتح خوف | ۳۲۳ | ابراہیم بن مہدی کو معافی و اعزاز | ۳۲۳ |
| ابراہیم بن مہدی کو معافی و اعزاز | فتح مصر پر مامون کے اشعار | بلال انصاری کا خروج و قتل | ۳۲۳ | مامون کے مصاحبین کو خلعت و عطیات سے سرفرازی | ۳۲۳ |
| مامون کے مصاحبین کو خلعت و عطیات سے سرفرازی | عبداللہ بن طاہر کے خلاف شکایت | عبداللہ بن طاہر کی روانگی | ۳۲۳ | ابو الحسن علی کے کاتب کا بیان | ۳۲۳ |
| ابو الحسن علی کے کاتب کا بیان | مامون کی جاسوس کو ہدایات | متفرق واقعات | ۳۲۳ | ام جعفر کا بوران کو صلح کی جاگیر کا عطیہ | ۳۲۳ |
| ام جعفر کا بوران کو صلح کی جاگیر کا عطیہ | مامون کے جاسوس کی عبداللہ بن طاہر سے ملاقات | امیر حج اسحاق بن عباس | ۳۲۳ | حسن بن سہل کی توہم پرستی | ۳۲۳ |
| حسن بن سہل کی توہم پرستی | ۲۱۵ھ کے واقعات | ۲۱۵ھ کے واقعات | ۳۲۳ | متفرق واقعات | ۳۲۳ |
| متفرق واقعات | جاسوس کی قاسم کے لیے دعوت بیعت | مامون کی جہاد کے لیے روانگی | ۳۲۳ | عبداللہ بن طاہر کو مصر پر فوج کشی کا حکم | ۳۲۳ |
| عبداللہ بن طاہر کو مصر پر فوج کشی کا حکم | عبداللہ بن طاہر کا جاسوس کو جواب | ام الفضل کی رخصتی | ۳۲۳ | عبداللہ بن سری کا عبداللہ کی فوج پر حملہ | ۳۲۳ |
| عبداللہ بن سری کا عبداللہ کی فوج پر حملہ | طاہر کا جاسوس کو مصر جانے کا حکم | قلعہ قرہ کی فتح | ۳۲۳ | | ۳۲۳ |
| | احمد بن یوسف کا عبداللہ بن طاہر کے نام تہنیت نامہ | اہل قلعہ ماجدہ کی جاں بخشی | ۳۲۳ | | ۳۲۳ |
| | متفرق واقعات | متفرق واقعات | ۳۲۳ | | ۳۲۳ |
| | امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ | امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ | ۳۲۳ | | ۳۲۳ |
| | ۲۱۶ھ کے واقعات | ۲۱۶ھ کے واقعات | ۳۲۳ | | ۳۲۳ |

| | | | | | |
|-----|---|-----|---|-----|--|
| ۳۵۶ | مامون کی تجہیز و تکفین | ۳۳۵ | حکام فقہاء اور محدثین کی طلبی | // | مامون کی رومی علاقے میں مراجعت |
| // | مدت خلافت | // | مسئلہ خلق قرآن کے متعلق استفسار | // | مامون کی مراجعت کے متعلق |
| // | مامون کا حلیہ | // | بشیر بن ولید کا جواب | // | دوسری روایت |
| | باب ۱۲ | // | علی بن مقاتل کا جواب | // | محاصرہ اظیفیغوا |
| ۳۵۷ | خلیفہ مامون کی سیرت و حالات | // | ابوالحسن الزیادی کی رائے | // | عبدوس القہری کی بغاوت |
| // | ابراہیم بن عیسیٰ کی مامون سے درخواست | ۳۳۶ | امام احمد بن حنبل سے استفسار | // | نماز کے بعد تکبیر کہنے کا حکم |
| // | مامون کی جامع و مانع گفتگو | ۳۳۷ | ابن البرکاء کی رائے | ۳۳۷ | علی بن ہشام کی املاک کی ضبطی |
| // | شامی عربوں سے مامون کی بے اعتنائی | // | ابن البرکاء الاصفہری کی تجویز | // | متفرق واقعات |
| // | مامون کی نامہ رسول ﷺ سے عقیدت | // | فقہاء محدثین اور حکام کے متعلق | // | امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ |
| // | مامون کی ابوالسختی معتمد سے شکستگی کی شکایت | ۳۵۰ | مامون کا اسحق کے نام خط | // | ۲۱۷ھ کے واقعات |
| // | مامون کی سخاوت | // | امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کا اظہار حق | // | علاقہ تہما کی تسخیر |
| | محمد بن ایوب کا ایک تمیمی شاعر سے مذاق | ۳۵۱ | حکام فقہاء اور محدثین کی طرطوس میں طلبی | // | عبدوس القہری کا قتل |
| ۳۵۸ | تمیمی شاعر کی روانگی شام | // | فقہاء و محدثین کی روانگی طرطوس | ۳۳۸ | علی کے سر کی تشہیر |
| // | مامون سے تمیمی شاعر کی ملاقات | // | عمال کے نام مامون کا فرمان | // | علی کے سر کے ساتھ مامون کا رقعہ |
| ۳۵۹ | تمیمی شاعر سے فرمانش | // | فرمان مامون کے متعلق دوسری روایت | ۳۳۹ | محاصرہ لولوة |
| // | ابوسعید الخدری کا مرثیہ | ۳۵۲ | چھاؤنیوں کے عامل کے نام فرمان | // | توقیل شاہ روم کا خط مامون کے نام |
| // | مامون کی ایک شائستہ شامی مصاحب کی تلاش | // | مامون کی رطب آزاد کھانے کی خواہش | // | مامون کا توقیل شاہ روم کو جواب |
| ۳۶۰ | شامی پر مامون کی عنایات | ۳۵۳ | مامون کی علالت | // | امیر حج عبداللہ بن سلیمان |
| // | قاضی دمشق کے اشعار | // | عباس بن مامون کی طلبی | // | ۲۱۸ھ کے واقعات |
| ۳۶۱ | قاضی دمشق کی طلبی و برطرفی | ۳۵۴ | مامون کی وصیت | // | طوانہ کی تعمیر |
| // | مامون کی گلوکار علویہ سے خفگی | ۳۵۵ | مامون کے ابو اسحق سے عہد و پیمان | // | جبری فوج کی طلبی |
| ۳۶۲ | مامون کی ذہانت | // | ابو اسحق کو نصیحت | ۳۳۲ | مامون کا اسحق بن ابراہیم کے نام خط |
| | | // | آل علی سے حسن سلوک کی ہدایت | // | خلق قرآن کے متعلق سات اشخاص کا اقرار |
| | | // | مامون کی وفات کا وقت | ۳۳۳ | خلق قرآن کے متعلق مامون کا اسحق بن ابراہیم کے نام خط |

| | | | | | |
|-----|---------------------------------------|-----|---|-----|--|
| ۳۶۳ | امیر حج صالح بن عباس | ۳۶۳ | بابک خرمی کے بیرووں کی بغاوت | ۳۶۳ | مامون کے اشعار |
| ۳۶۴ | محمد بن قاسم کا ظہور | ۳۶۴ | محمد بن قاسم کی گرفتاری | ۳۶۴ | ابوالعتاہیہ کے اشعار |
| ۳۶۵ | محمد بن قاسم کا فرار | ۳۶۵ | خرمیوں کا قتل | ۳۶۵ | علی بن جبلة کا قصیدہ |
| ۳۶۶ | زط گروہوں کی سرکوبی | ۳۶۶ | زط کی ناکہ بندی | ۳۶۶ | مومن کی علی بن جبلة کو پیش کش |
| ۳۶۷ | زط سردار محمد بن عثمان سے عجیف کی جنگ | ۳۶۷ | زط کی تباہی | ۳۶۷ | علی بن جبلة کا اعتراف |
| ۳۶۸ | امیر حج صالح بن عباس | ۳۶۸ | بابک کا خروج | ۳۶۸ | مامون کی ہجو |
| ۳۶۹ | عجیف کا زط پر غلبہ | ۳۶۹ | محمد بن البعیت کی خرمیوں کی مہمان نوازی | ۳۶۹ | یزیدی کی مفلوک الحالی |
| ۳۷۰ | عجیف کی مراجعت بغداد | ۳۷۰ | عصمہ کی گرفتاری | ۳۷۰ | یزیدی کی دولت حاصل کرنے کی ترکیب |
| ۳۷۱ | عصمہ کے ساتھیوں کا قتل | ۳۷۱ | عصمہ کا برزند میں قیام | ۳۷۱ | یزیدی کا مامون کو رقعہ |
| ۳۷۲ | افشین کا قلعہ دار حصین انہر پر حملہ | ۳۷۲ | افشین کا قافلہ خانے کے لیے | ۳۷۲ | یزیدی کی عبداللہ بن طاہر کے لیے درخواست |
| ۳۷۳ | بابک اور اس کی جماعت کی تبدیلی ہیت | ۳۷۳ | افشین کی مراجعت اور اس کی جماعت کے قتل کی پیشم کو اطلاع | ۳۷۳ | یزیدی کی ایک لاکھ درہم کی وصولی |
| ۳۷۴ | بابک کا محاصرہ ارتق | ۳۷۴ | بابک کا محاصرہ ارتق | ۳۷۴ | حسین بن سخاک کے اشعار |
| ۳۷۵ | افشین کا بابک خرمی پر حملہ | ۳۷۵ | افشین کی شکست و فرار | ۳۷۵ | مامون کی شعر فہمی |
| ۳۷۶ | بابک کا قافلہ خش پر حملہ | ۳۷۶ | بابک کے پڑاؤ میں قحط | ۳۷۶ | العتابی کی مامون سے ملاقات |
| ۳۷۷ | افشین کے پڑاؤ میں قحط | ۳۷۷ | افشین کا حکم مراغہ کو سامان خوراک بھیجنے کا حکم | ۳۷۷ | العتابی اور ابن الموصلی کی گفتگو |
| ۳۷۸ | افشین کی حاکم شیراز سے امداد طلبی | ۳۷۸ | معتصم کو حربیہ سے اندیشہ | ۳۷۸ | العتابی اور ابن الموصلی کی فضیلت کا اعتراف |
| ۳۷۹ | معتصم کی قاتول میں آمد | ۳۷۹ | ہارون الرشید کے خدمت گار مسرور کا بیان | ۳۷۹ | عمارہ بن عقیل کے اشعار پر مامون کی تنقید |
| ۳۸۰ | معتصم کے قاتول جانے کی وجہ | ۳۸۰ | معتصم کی بغداد سے روانگی | ۳۸۰ | مامون کی محمد بن الجہم سے فرمائش |
| ۳۸۱ | فضل بن مروان | ۳۸۱ | فضل بن مروان | ۳۸۱ | علویہ سے مامون کی جنگی باب ۱۳ |
| ۳۸۲ | معتصم اور ابراہیم لہفتی | ۳۸۲ | فضل بن مروان کے خلاف معتصم سے شکایت | ۳۸۲ | خلیفہ معتصم |
| ۳۸۳ | فضل بن مروان کے خلاف معتصم سے شکایت | ۳۸۳ | منصوبہ | ۳۸۳ | بیعت خلافت |
| ۳۸۴ | منصوبہ | ۳۸۴ | منصوبہ | ۳۸۴ | عباس بن مامون کی بیعت |
| ۳۸۵ | منصوبہ | ۳۸۵ | منصوبہ | ۳۸۵ | طوانہ کے قلعہ کا انہدام |

| | | | | | |
|-----|--------------------------------------|-----|------------------------------------|-----|-----------------------------------|
| ۳۹۳ | افشین کی امرائے عساکر کو ہدایات | // | بغا کی شکست و فرار | // | محمد بن عبدالملک کی کارکردگی |
| // | بابک کو افشین کی نقل و حرکت کا علم | // | بغا کو مراغہ جانے کا حکم | // | معتصم کی فضل بن مروان سے |
| // | افشین کا دستور العمل | ۳۸۷ | بابک کے سردار طرخان کا قتل | // | نارائنگی |
| ۳۹۴ | خرمیوں کا جعفر کے دستہ پر حملہ | // | متفرق واقعات | ۳۸۱ | معتصم کے احکامات کی خلاف ورزی |
| // | افشین کی جعفر سے برہمی | // | امیر حج محمد بن داؤد | // | ابو داؤد کی فضل بن مروان کو نصیحت |
| // | جعفر کا افشین کو پیغام | // | ۲۲۲ھ کے واقعات | ۳۸۲ | فضل بن مروان کی معزولی |
| // | جعفر کو مراجعت کا حکم | // | ایتاخ، جعفر بن دینار کی ملک | // | امیر حج صالح بن عباس |
| ۳۹۵ | جعفر کی افشین سے شکایت | // | ایتاخ کی مراجعت | // | ۲۳۱ھ کے واقعات |
| // | جعفر اور فضل بن کاؤس میں تلخ کلامی | // | ابوسعید کو پیش قدمی کا حکم | // | افشین کی فوج میں تنخواہ کی تقسیم |
| // | رضا کاروں کی واپسی کا حکم ابوسعید کی | ۳۸۸ | خرمی سردار آذین کا زعم | // | افشین اور ابوسعید کی دوروز میں |
| // | افشین کی حکمت عملی کی تعریف | // | آذین کے خاندان کی گرفتاری | // | ملاقات |
| // | افشین کی مقام مصاف سے مراجعت | // | افشین کی کوہبانی جماعت کو ہدایت | // | بغا پر خرمیوں کا حملہ |
| ۳۹۶ | رضا کاروں کی افشین سے شکایت | // | کوہبانی جماعت پر آذین کی پیادہ | ۳۸۳ | بغا کی شکست کی افشین کو اطلاع |
| // | رضا کاروں کی افشین کے طرز عمل پر | // | فوج کا حملہ | // | بغا کو افشین کی کمک |
| // | تنقید | ۳۸۹ | کوہبانیوں کی افشین سے امداد طلبی | // | افشین کو بغا کی ہدایت |
| // | رضا کاروں کے افسروں کی طلبی | // | افشین کی محتاط حکمت عملی | // | افشین کا بابک خرمی پر حملہ |
| ۳۹۷ | ایک مجاہد کا جذبہ شہادت | // | معتصم کی ہدایت پر عمل | ۳۸۴ | بغا کا پہاڑ پر قیام |
| // | افشین کا حملہ کرنے کا فیصلہ | // | افشین کی روز الروذ کی جانب پیش | // | برفباری سے بغا کی پریشانی |
| // | افشین کی بذپرفوج کشی | // | قدمی | // | بغا کی بذکی جانب پیش قدمی |
| // | افشین کی ابو دلف کو پیش قدمی کا | ۳۹۰ | محفوظ مقامات کا انتخاب | // | بغا کو بابک کے شخون کی اطلاع |
| // | حکم | // | خندق کی کھدائی | // | غلام کی اطلاع کی تصدیق |
| ۳۹۸ | رضا کاروں کا بذپرحملہ | // | افشین کی پیدل سپاہ کو ہدایت | ۳۸۵ | بغا کی مراجعت |
| // | رضا کاروں کے لیے ستو اور پانی کی | ۳۹۱ | بابک کی افشین کو پھلوں کی پیشکش | // | بغا کی فوج پر خوف کا غلبہ |
| // | فراہمی | // | خرمیوں کی مبارزت | // | بغا کا بابک کے حملہ کا اندیشہ |
| // | خرمیوں کا جعفر پر حملہ | ۳۹۲ | خرمیوں پر افشین کا حملہ | // | فضل بن کاؤس کی رائے |
| ۳۹۹ | خرمیوں کی شدید دفع | // | افشین کی فوج کی ترتیب کا انتظام | ۳۸۶ | بغا کی فوج کی پست ہمتی |
| // | پیدل فوج کی کمک | // | نقارہ کی آواز پر فوج کی نقل و حرکت | // | بغا کی فوج کی خستہ حالی |
| // | افشین کا فوج کو مراجعت کا حکم | // | افشین و بابک کی احتیاطی تدابیر | // | بغا کے پڑاؤ پر خرمیوں کا حملہ |

| | | | | | | | | |
|-----|--|-----|--|-----|---|-----|-----|-----|
| ۴۱۲ | توفیل کی زبطرہ و طبیبہ میں غارتگری بابک کی توفیل کو بلاد اسلامیہ پر حملہ کی ترغیب | ۴۰۶ | درخواست ابن سباط کی بابک کو قلعہ میں قیام کی دعوت | ۴۰۰ | پیدل تیراندازوں کو پہاڑ پر چڑھائی کا حکم بشیر ترکی کو زیریں حصہ پر قبضہ کرنے کی ہدایت افشین کی پیش قدمی آذین والے ٹیلے کا محاصرہ خرمیوں کا بشیر فراغتہ پر حملہ جعفر الخیاط کا حملہ ابوسعید کے فوجی دستہ کی یورش بابک کی امان طلبی بابک کو افشین کی امان افشین کا بذ پر قبضہ بذ کی تاراجی افشین کی بذ سے مراجعت افشین کا قسروں کے انہدام کا حکم بابک کا فرار معتصم کا بابک کے لیے امان نامہ افشین کے قاصدوں کی روانگی افشین کے قاصدوں کی بابک سے ملاقات افشین کے ایک قاصد کا قتل بابک کا اپنے بیٹے کو پیغام بابک کی روپوشی بابک کی والدہ اور بیوی کی گرفتاری بابک کی اربینا کے پہاڑوں میں روپوشی بابک کے غلام کے خلاف شکایت سہل بن سباط اور بابک کی ملاقات سہل بن سباط کی بابک سے | | | |
| ۴۱۳ | زبطرہ میں عیسائیوں کا ظلم و ستم معتصم کارومیوں پر فوج کشی کا عزم اہل زبطرہ کے لیے امدادی دستہ حملہ کے لیے عموریہ کا انتخاب خلیفہ معتصم باللہ کا جہاد افشین حیدر کو پیش قدمی کا حکم انقرہ کی تسخیر کا منصوبہ اشناس کو مرجع الاسقف میں قیام کا حکم معتصم کی اشناس کو ہدایت عمر الفرغانی کی مہم شاہ روم کے متعلق عمر کو اطلاع عمر کی فوجی دستوں کی طلبی رومی فوجیوں کی گرفتاری معتصم کا افشین کے نام خط ایک بوڑھے رومی کی پیشکش مالک بن اکیدر کی مہم بوڑھے رومی کی حکمت عملی مالک بن اکیدر کا انقرہ کے لشکر کا تعاقب مالک بن اکیدر کا اسیر رومیوں سے استفسار افشین کارومیوں پر حملہ رومیوں کی شکست مالک بن اکیدر کی مراجعت معتصم کی عموریہ کی جانب پیش قدمی | ۴۰۷ | ابن سباط کی بابک کے متعلق افشین کو اطلاع بابک کی شناخت ابوسعید اور لوز بارہ کو افشین کی ہدایت بابک کی گرفتاری کا منصوبہ بابک کی گرفتاری بابک کی افشین سے ملاقات بابک کی اسیری بابک کے بھائی عبداللہ کی گرفتاری بابک کی آخری خواہش امیر حج محمد بن داؤد ۲۲۳ھ کے واقعات افشین کی روانگی سامرا معتصم کا خبر رسانی کا انتظام افشین کا سامرا میں استقبال بابک کی تشہیر بابک کا قتل عبداللہ کی روانگی مدینہ السلام عبداللہ کی فالودہ شراب کی خواہش عبداللہ کا قتل سہل بن سباط کو اعزاز و انعام بابک کے متعلق علی بن مر کا بیان بابک کی کارگزاری افشین کو اعزاز و انعام | ۴۰۱ | ۴۰۲ | ۴۰۳ | ۴۰۴ | ۴۰۵ |

| صفحہ نمبر | موضوعات | صفحہ نمبر | موضوعات | صفحہ نمبر | موضوعات |
|-----------|---|-----------|--|-----------|--|
| ۴۳۳ | باب ۱۵ مازیار اور افشین کا زوال | ۴۱۹ | عباس بن مامون کا عجیب کی رائے سے اختلاف | ۴۱۹ | اہل عموریہ کی قلعہ بندی |
| ۴۳۴ | ۲۲۲ھ کے واقعات | ۴۲۰ | عمر و الفرغانی کی ایک عزیز کو نصیحت | ۴۲۰ | قلعہ عموریہ کے متعلق ایک مسلمان کی اطلاع |
| ۴۳۵ | مازیار کی بغاوت | ۴۲۱ | اشناس کی علالت | ۴۲۱ | قلعہ عموریہ پر سنگ باری |
| ۴۳۶ | مازیار اور آل طاہر میں مخالفت | ۴۲۲ | معصم و افشین کی عیادت | ۴۲۲ | اہل عموریہ کے قاصدوں کی گرفتاری |
| ۴۳۷ | مازیار کے خلاف عبداللہ بن طاہر کی شکایت | ۴۲۳ | عمر و الفرغانی اور احمد بن خلیل کی اشناس سے کشیدگی | ۴۲۳ | روی قاصدوں کا قبول |
| ۴۳۸ | زمینداروں کی املاک کی ضبطی | ۴۲۴ | عمر و الفرغانی اور احمد بن خلیل کی اشناس سے علیحدگی کی درخواست | ۴۲۴ | قلعہ عموریہ کی فصل کا انہدام |
| ۴۳۹ | لگان کی شرح میں اضافہ | ۴۲۵ | عمر و الفرغانی کی گرفتاری | ۴۲۵ | قلعہ عموریہ کی خندق کو پانے کی کوشش |
| ۴۴۰ | مازیار کا شاذان بن الفضل کے نام خط | ۴۲۶ | احمد بن خلیل کا اشناس کے نام خط | ۴۲۶ | قلعہ کے شکاف پر سنگباری |
| ۴۴۱ | علی بن یزاد کا فرار | ۴۲۷ | احمد بن خلیل کی اسیری | ۴۲۷ | معصم کی افشین کی جنگ کی تعریف |
| ۴۴۲ | علی بن یزاد کے فرار پر ابو صالح کی برہمی | ۴۲۸ | عمر و الفرغانی کی ایثار کو حوالگی | ۴۲۸ | اشناس کی برہمی |
| ۴۴۳ | عبدالکریم بن عبدالرحمن کی حسن بن علی کی سفارش | ۴۲۹ | معصم کے خلاف سازش کا انکشاف | ۴۲۹ | عمر و الفرغانی اور احمد بن خلیل کی گفتگو |
| ۴۴۴ | حسن بن علی بن یزاد کا خاتمہ | ۴۳۰ | حارث سمرقندی کی گرفتاری و رہائی | ۴۳۰ | روی سردار و نودا کی امداد طلبی |
| ۴۴۵ | اہل ساریہ کی اسیری | ۴۳۱ | عباس بن مامون کی گرفتاری | ۴۳۱ | سردار و نودا کا امان طلبی کا فیصلہ |
| ۴۴۶ | آمل کی فسیل کا انہدام | ۴۳۲ | عجیب بن عنبہ کی گرفتاری | ۴۳۲ | معصم اور نودا میں معاہدہ |
| ۴۴۷ | طیس سے سمندر تک فسیل کی تعمیر | ۴۳۳ | عجیب بن عنبہ کا قتل | ۴۳۳ | باطس کی طلبی |
| ۴۴۸ | اہل جرجان کی مدافعت کے لیے امدادی فوج | ۴۳۴ | عباس بن مامون کی ہلاکت | ۴۳۴ | باطس کی گرفتاری |
| ۴۴۹ | امرائے عساکر کی پیش قدمی | ۴۳۵ | عمر و الفرغانی کا انجام | ۴۳۵ | روی اسیروں اور مال غنیمت کی نیلامی |
| ۴۵۰ | مازیار کا قیدیوں سے مطالبہ | ۴۳۶ | عجیب بن عنبہ کا خاتمہ | ۴۳۶ | معصم کی فوج میں ہنگامہ |
| ۴۵۱ | موسیٰ بن ہرمز کی خراج کی ادائیگی کی ضمانت | ۴۳۷ | ترکی کی خودکشی | ۴۳۷ | شاہ روم کے قاصد کی واپسی |
| ۴۵۲ | احمد بن الصغیر کی پیشکش | ۴۳۸ | سندی بن بختاش کو معافی | ۴۳۸ | وادئ الجور میں روی اسیروں کا قتل |
| ۴۵۳ | موسیٰ بن ہرمز کی ضمانت کا مقصد | ۴۳۹ | احمد بن خلیل کی ہلاکت | ۴۳۹ | معصم کی طرسوس میں آمد |
| ۴۵۴ | آمل کے امیر زادوں کا قتل | ۴۴۰ | ہرثمہ بن نصر کی بحالی | ۴۴۰ | فوجی امرا کا افشین سے حسد |
| ۴۵۵ | | ۴۴۱ | عباس بن مامون کو العین کا خطاب | ۴۴۱ | فوجی امرا کی عباس بن مامون کی حمایت |
| ۴۵۶ | | ۴۴۲ | امیر حج محمد بن داؤد | ۴۴۲ | معصم اور اس کے فوجی امراء |
| ۴۵۷ | | ۴۴۳ | | ۴۴۳ | امرا کے قتل کا منصوبہ |
| ۴۵۸ | | ۴۴۴ | | ۴۴۴ | عجیب کا معصم کو قتل کرنے پر اصرار |

| | | | |
|-----|---|---|---|
| ۴۵۴ | ۲۲۵ھ کے واقعات | یعقوب بن منصور کو طالقانیہ جانے کا حکم | مازیار کا زمینداروں کے قتل کا حکم |
| ۴۵۵ | جعفر بن دینار پر عتاب | حکم | حسن بن حسین کا فصیل پر قبضہ |
| ۴۵۶ | دربار عام میں مازیار اور افشین کی طلبی | مازیار کی گرفتاری | ابوصالح سرخاستان کی قیام گاہ پر قبضہ |
| ۴۵۷ | افشین کے قاصدوں کی جامہ تلاش | دمیدوار بن نوہت کا قوہبار کو مشورہ | شہر یار کی گرفتاری |
| ۴۵۸ | عبداللہ بن طاہر کا افشین کے مال پر قبضہ | محمد بن ابراہیم کی حسن سے ملاقات | ابوصالح کی گرفتاری |
| ۴۵۹ | مال کے متعلق افشین سے استفسار | مازیار کی دولت و املاک کی فہرست | ابوصالح کا قتل |
| ۴۶۰ | افشین کے قاصدوں کو رہا کرنے کی سفارش | تیار کرنے کا حکم | ابوالشاس شاعر |
| ۴۶۱ | افشین کی سازش کا انکشاف | مازیار کی دولت | حسن بن حسین کی ابو الشاس سے فرمائش |
| ۴۶۲ | افشین کا فرار ہونے کا منصوبہ | مازیار کے جواہرات کی قیمت | قارن بن شہر یار کو حبان بن جبلیہ کی پیشکش |
| ۴۶۳ | واجس کو افشین سے خطرہ | مازیار کی روانگی | عبداللہ بن قارن کی گرفتاری |
| ۴۶۴ | ایتاخ کو واجس کی حواگی | قوہبار کا قتل | مازیار کا قیدیوں کی رہائی کا حکم |
| ۴۶۵ | افشین کی گرفتاری | قاتلین قوہبار کی گرفتاری | عالم ساریہ مہرستانی کا فرار |
| ۴۶۶ | افشین کا مقدمہ | مازیار کی بربادی | قوہبار کی کی حیان سے امان طلبی |
| ۴۶۷ | حسن بن افشین کی گرفتاری | قوہبار کی ماہیار سے محاصرت | اسحاق بن احمد کا بیان |
| ۴۶۸ | سعدی امام دموزن کی گواہی | قوہبار کی مازیار کے خلاف کاررائی | احمد بن الصغیر کی حیان سے برہمی |
| ۴۶۹ | کتاب کے متعلق افشین سے استفسار | مازیار کا محاصرہ | احمد بن الصغیر کا قوہبار کو مشورہ |
| ۴۷۰ | موہذ مجوسی کے افشین پر الزامات | دری کی شکست و قتل | احمد بن الصغیر کا حسن بن حسین کے نام خط |
| ۴۷۱ | افشین کی موہذ سے جرح | افشین کے خطوط کا معاوضہ میں سفارش کا وعدہ | حسن بن حسین کی ساریہ میں آمد |
| ۴۷۲ | مرزبان بن ترکش کا افشین پر الزام | بزر جنس کی گرفتاری | حیان کو پہاڑ پر چوکیاں قائم کرنے کا حکم |
| ۴۷۳ | افشین کے خلاف مازیار کی گواہی | محمد بن ابراہیم اور دری میں معرکہ | حیان کو قارن کے متعلق ہدایت |
| ۴۷۴ | مازیار کے متعلق افشین کا بیان | قیدیوں کا جیل سے فرار دری کا انجام | حیان بن جبلیہ کی وفات |
| ۴۷۵ | افشین کا غیر مستنون ہونے کا اعتراف | متفرق واقعات | قوہبار کی حسن بن حسین سے ملاقات |
| ۴۷۶ | افشین کی قید خانہ میں واپسی | منکبجی والا شردنی کی بغاوت | حسن بن حسین کی روانگی ہرمز آباد |
| ۴۷۷ | امیر حج محمد بن داؤد | منکبجی والا شردنی کی گرفتاری | حسن بن حسین کی ہرمز میں آمد |
| ۴۷۸ | ۲۲۶ھ کے واقعات | متفرق واقعات | |
| ۴۷۹ | رجاء بن ابی ضحاک کا قتل | امیر حج محمد بن داؤد | |

| | | | |
|-----|--|--|---|
| ۴۷۱ | استفسار | معقّم کا حلیہ و عمر | افشین کے لیے نئے پھلوں کا تحفہ |
| ۴۷۲ | بیچی کو جاریہ کی قیمت ادا کرنے کا حکم | معقّم باللہ کی میرت | افشین کی معقّم کے معتمد علیہ سے ملاقات کی خواہش |
| ۴۷۳ | بیت المال العروس تعمیر کرنے کا حکم | اہل شاش کے لیے ابن داؤد کی سفارش | افشین کی معقّم سے رحم کی درخواست |
| ۴۷۴ | بارون الرشید کو ابو العود کو انعام دینے کا حکم | معقّم کا غصہ | افشین کے غیر مختون ہونے کے اعتراف کی وجہ |
| ۴۷۵ | ابو العود کی بیچی سے مخاصمت | معقّم کی اسحق بن ابراہیم سے چوگان کھیلنے کی فرمائش | افشین کا انتقال |
| ۴۷۶ | کاتبوں کے خلاف کارروائی | معقّم اور اسحق بن ابراہیم کا غسل | افشین کے مال و متاع کی فہرست تیار کرنے کا حکم |
| ۴۷۷ | سلیمان بن وہب سے مطالبہ کی وصولی | معقّم کے اپنے امرا کے متعلق تاثرات | اشناس کی سامرا سے حرین تک ولایت |
| ۴۷۸ | امارت یمن پر شارباہیان کا تقرر | اسحق موصلی کی معقّم کی مغنیہ باندی کی تعریف | امیر حج محمد بن داؤد |
| ۴۷۹ | امیر حج محمد بن داؤد | اسحق بن ابراہیم موصلی کا بیان | ۲۲۷ھ کے واقعات |
| ۴۸۰ | ۲۳۰ھ کے واقعات | معقّم کی والدہ | ابو حرب مہرقع کا خروج |
| ۴۸۱ | بنی سلیم کی اطراف مدینہ میں شورش | معقّم کی سخاوت | ابو حرب مہرقع کی جماعت میں اضافہ |
| ۴۸۲ | حماد بن جریر کا بنی سلیم پر حملہ | باب ۱۶ | رجاء بن ایوب کی ابو حرب مہرقع پر فوج کشی |
| ۴۸۳ | حماد بن جریر کا قتل | خلیفہ ہارون الواثق باللہ | ۲۶۳ |
| ۴۸۴ | بغا الکبیر کی بنی سلیم بن عون پر فوج کشی | بیعت خلافت | ابو حرب مہرقع کی گرفتاری |
| ۴۸۵ | بنی عوف کی شکست و فرار | امیر حج جعفر بن المعقّم | معقّم کے قاصد کی گرفتاری |
| ۴۸۶ | بنو سلیم کی اطاعت | ۲۲۸ھ کے واقعات | رجاء بن ایوب کی حملہ میں تاخیر کی وضاحت |
| ۴۸۷ | بغا الکبیر کی مدینہ میں آمد | متفرق واقعات | رجاء اور مہرقع کی جنگ کی دوسری روایت |
| ۴۸۸ | عبداللہ بن طاہر کا انتقال | امیر حج محمد بن داؤد | ۲۶۴ |
| ۴۸۹ | امیر حج اسحق بن ابراہیم | ۲۲۹ھ کے واقعات | متفرق واقعات |
| ۴۹۰ | ۲۳۱ھ کے واقعات | واثق کا اہلکاروں پر عتاب | معقّم کی علالت |
| ۴۹۱ | بنو ہلال کی گرفتاری | ابن ابی داؤد و نظماً فوجداری کے خلاف مقدمہ | معقّم کی زمام سے گانے کی فرمائش |
| ۴۹۲ | بنو سلیم اور بنو ہلال کی فرار ہونے کی کوشش | غرون بن عبدالعزیز انصاری کا بیان | معقّم کی وفات |
| ۴۹۳ | بنو سلیم و بنو ہلال کے قیدیوں کے رجزیہ اشعار | برامکہ کے زوال کے متعلق وثاق کا | مدت خلافت |
| ۴۹۴ | عزیزہ بن القصاب کا قتل | | |

| | | | | | |
|-----|---|-----|---|-----|---|
| ۳۸۶ | بغا کی بنی نمیر پر فوج کشی | ۳۸۱ | ایک دھوبی کی مجبری | ۳۷۷ | مؤذن کی قتل از وقت اذان |
| ۳۸۷ | بغا کے قاصد کا قتل | ۳۸۲ | واثق کا ارادہ حج و التوا بغاء الکبیر کا حج | ۳۷۸ | بنی قریظہ اور بنی مرہ پر بغاء الکبیر کی فوج کشی |
| ۳۸۸ | بغا کی پیش قدمی | ۳۸۳ | امارت یمامہ و بحرین پر اسحاق بن ابراہیم کا تقرر | ۳۷۹ | بنی کلاب کی گرفتاری |
| ۳۸۹ | بغا اور بنی نمیر کی جنگ | ۳۸۴ | دیوان عام کے خزانے میں چوری | ۳۸۰ | احمد بن نصر کی بغاوت |
| ۳۹۰ | بنی نمیر کا فرار | ۳۸۵ | وصیف ترکی کا رگزاری | ۳۸۱ | احمد بن نصر کی خلق قرآن ماننے والوں سے مخالفت |
| ۳۹۱ | بنی نمیر کے مقتولین کی تعداد | ۳۸۶ | ابو وہب ناظم فوجداری کی برطرفی | ۳۸۲ | احمد کو خلق قرآن کی علانیہ انکار کرنے کی ترغیب |
| ۳۹۲ | بنی نمیر کے قیدی | ۳۸۷ | سرحدی وفد کی مراجعت | ۳۸۳ | واثق کے خلاف بغاوت کرنے کا منصوبہ |
| ۳۹۳ | بغا کا حصین بابلہ میں قیام | ۳۸۸ | شاہ روم کے قیدیوں کے تبادلہ کی تجویز | ۳۸۴ | سازش کا انکشاف |
| ۳۹۴ | بنی نمیر کے چند سرداروں کی امان طلبی | ۳۸۹ | واثق کی ابن داؤد کو ہدایت | ۳۸۵ | عیسیٰ الاموری کی گرفتاری |
| ۳۹۵ | متفرق واقعات | ۳۹۰ | مسلم قیدیوں کے عقائد کا امتحان لینے کا حکم | ۳۸۶ | طالب اور ابو ہارون کی گرفتاری |
| ۳۹۶ | واثق کی وفات | ۳۹۱ | رومی و مسلم وفد کا لاس میں اجتماع | ۳۸۷ | احمد بن نصر کی گرفتاری |
| ۳۹۷ | واثق کی تجہیز و تکفین | ۳۹۲ | قیدیوں کی تعداد | ۳۸۸ | احمد بن نصر سے خلق قرآن کے متعلق استفسار |
| ۳۹۸ | احمد بن داؤد کی امانت | ۳۹۳ | محمد بن عبداللہ کا بیان | ۳۸۹ | احمد بن نصر کی بے باکی |
| ۳۹۹ | واثق کا حلیہ عمر اور عہد خلافت | ۳۹۴ | قیدیوں کا تبادلہ | ۳۹۰ | عبدالرحمن اور ابو عبداللہ کا احمد کے قتل پر اصرار |
| ۴۰۰ | واثق کی عمر کے متعلق نجومیوں کی پیش گوئی | ۳۹۵ | مسلم قیدیوں کے عقائد کا امتحان | ۳۹۱ | صمصامہ شمشیر کی طلبی |
| ۴۰۱ | واثق کے دربار کا پہلا دن | ۳۹۶ | احمد بن سعید کی ہم کی ناکامی | ۳۹۲ | احمد بن نصر کا قتل |
| ۴۰۲ | علی بن الجہم کا قصیدہ | ۳۹۷ | احمد بن سعید کی برطرفی | ۳۹۳ | احمد بن نصر کے قتل کی دوسری روایت |
| ۴۰۳ | صالح بن عبدالوہاب اور اس کی طلبی | ۳۹۸ | متفرق واقعات | ۳۹۴ | احمد بن نصر کے سر کی تشہیر |
| ۴۰۴ | احمد بن عبدالوہاب کے اشعار | ۳۹۹ | ۲۳۲ھ کے واقعات | ۳۹۵ | احمد بن نصر کے ساتھیوں کی گرفتاری |
| ۴۰۵ | صالح بن عبداللہ کی واثق کو اپنی جاریہ کا نذرانہ | ۴۰۰ | عمارہ بن عقیل کی بنی نمیر کے خلاف شکایت | ۳۹۶ | |
| ۴۰۶ | صالح کو رقم نہ ملنے کی شکایت | ۴۰۱ | صالح کو رقم کی ادائیگی | | |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب

خلیفہ ہارون الرشید

بیعت خلافت:

جس جمعے کی رات کو ان کے بھائی موسیٰ البہادی نے انتقال کیا اسی رات کو رشید بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہما کی خلافت کے لیے بیعت ہوئی۔ جس روز رشید منصب خلافت پر فائز ہوئے ان کی عمر بائیس (۲۳) سال کی تھی۔ اکیس سال بھی بیان کی گئی ہے۔ ان کی ماں یمن کے مقام جرش کی رہنے والی خیزران نام کی چھو کر تھی۔ یہ مقام رے میں جب کہ ۱۳۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں تین راتیں باقی تھیں منصور کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے۔ برا مکہ یہ کہتے ہیں کہ ہارون کیم محرم ۱۳۹ ہجری کو پیدا ہوئے تھے۔ کیونکہ فضل بن یحییٰ ان سے سات دن بڑا تھا اور وہ ۱۳۸ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم پر جب کہ سات راتیں باقی تھی پیدا ہوا تھا۔ فضل کی ماں زینب بنت منیر رشید کے دودھ پلانے والی مقرر کی گئی۔ رشید نے فضل کے ساتھ زینب کا اور فضل نے رشید کے ساتھ خیزران کا دودھ پیا۔

یحییٰ بن خالد برکلی کی رہائی:

جس رات ہادی کا انتقال ہوا اسی رات کو ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو باہر لا کر بیعت کے لیے دربار میں بٹھایا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو قید سے رہا کر کے اپنے پاس بلا لیا۔ یہی رات تھی جس میں ہادی نے یحییٰ اور ہارون کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ یحییٰ حاضر ہوا اسے وزیر مقرر کیا گیا اس نے یوسف بن القاسم بن صبیح میرنشی کو طلب کر کے اسے فرامین لکھنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن صبح کو تمام فوجی عہدہ دار دربار میں حاضر ہوئے۔ یوسف نے کھڑے ہو کر تقریر کی اس میں حمد و ثنا کے بعد نہایت خوبی سے ہادی کی موت ہارون کی خلافت اور اس حکم کا جو انہوں نے لوگوں کو عطا یا دینے کے متعلق دیا تھا اعلان کیا۔

یوسف بن القاسم کی تقریر:

اس موقع پر یوسف نے جو تقریر کی تھی وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔ تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہیں اور رحمت و سلامتی اس کے نبی ﷺ پر ہو۔ اے اہل بیت نبوت خلافت اور رسالت اور اے اس حکومت کے انصار اور اعوان اور فرمان بردار جماعت (یاد رہے کہ اللہ نے اپنے فضل و احسان سے تم کو جو بے شمار نعمتیں ہمیشہ کے لیے عطا فرمائی ہیں) ان میں اس کا سب سے بڑا احسان

یہ ہے کہ اس نے تم کو اتحاد و اتفاق دیا تمہاری بات اونچی کر دی تمہارے بازو قوی کر دیئے تمہارے دشمن کو کمزور کر دیا اور اس تحریک کو جو حق و صداقت پر مبنی تھی غالب کیا اور تم سے اللہ نے یہ کام لے کر تمہاری عزت افزائی کی اور اللہ بے شک قوی اور غالب ہے۔ اس طرح تم اللہ کے برگزیدہ دین کے انصار بنے اور اللہ کی شمشیر برہنہ کے ذریعہ سے تم نے اہل بیت نبی کی حمایت کی اور تمہارے ذریعے سے اللہ نے ان کو ظالموں غداروں قاتلوں اور مسلمانوں کے روپے کو غضب کر کے حرام کھانے والوں کے نیچے سے نجات دلائی ان نعمتوں کو یاد کر کے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات سے آگاہ رہو کہ اگر تم نے اپنے طرز عمل کو بدلا اللہ بھی اپنے سلوک کو بدل دے گا اللہ نے اپنے خلیفہ موسیٰ البہادی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور ان کے ولی عہد ستودہ صفات رشید اب تمہارے امیر المؤمنین ہیں وہ بہت ہی مہربان اور رحیم ہیں وہ تمہارے نیک کردار کا صلہ دیں گے اور تمہارے خطاوار سے درگزر کریں گے۔ اللہ اپنی نعمتوں سے ان کو بہرہ اندوز کرتا رہے۔ اس منصب خلافت کی ان کے لیے حفاظت کرے اور ان کو اپنے دوستوں اور فرماں برداروں کی طرف سے دوست رکھے ہم اپنی طرف سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ شفقت اور نرمی برتیں گے۔ استحقاق کے مطابق تمہارے عطایا تم کو دیں گے اور ان مقررہ عطایا کے علاوہ وہ خلفاء کے حق کا جو روپیہ سرکاری خزانوں میں جمع ہے اس میں سے بطور مدد معاش اتنی رقم ماہانہ اضافہ دیں گے اس مدد معاش کی وجہ سے تمہاری مقررہ عطایا میں کوئی کمی نہ کی جائے گی اور نہ یہ رقم اس میں سے آئندہ وضع ہوگی اس کے بعد جو روپیہ بچ رہے گا اسے وہ ناگہانی حادثات اور فتنوں کے اسناد کے لیے جو اطراف و اکناف سلطنت میں مبادا پختہ آئیں اس وقت تک جمع رکھیں گے۔ جب تک کہ توفیر آمدنی سے سلطنت کا مالیہ اپنی سابقہ خوش حالی پر عود کرے چونکہ اللہ عزوجل نے تمہارے متعلق امیر المؤمنین کے حسن رائے میں تجدید کی اور ان کو تمہارا خلیفہ بنا کر تم پر احسان عظیم کیا ہے اس لیے اب تم پھر اللہ کی حمد اور اس احسان عظیم پر اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر اذیاد نعمت کا باعث ہوتا ہے اور اللہ سے امیر المؤمنین کی درازی عمر و اقبال کی دعا مانگو کہ تم ان سے بہرہ ور ہو سکو اور اب خلوص نیت سے ان کی بیعت کے لیے اٹھو۔ اللہ ہر سمت سے تمہاری حفاظت اور اعانت کرے گا۔ اور تمہارے ذریعے سے (تمہارے ہاتھوں) تمام معاملات درست کرائے گا۔ اور وہ اپنے نیک بندوں کی طرح تم سے حسن سلوک کرے گا۔

بارون الرشید کو موسیٰ کی وفات کی اطلاع:

محمد بن ہشام الخزرمی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ کی وفات کے بعد یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا وہ اس وقت بغیر ازار پہنے لٹائی میں پڑے سو رہے تھے۔ یحییٰ نے امیر المؤمنین کہہ کر ان کو بیدار کیا رشید نے کہا تم کو ہر وقت میری خلافت کی سوجھتی ہے۔ کب تک اس طرح تم مجھے پریشان کرتے رہو گے۔ تم جانتے ہو کہ یہ شخص میرا کیسا دشمن ہے اگر اسے اس کی خبر ہوگئی تو بتاؤ کہ وہ میری کیا درگت کرے گا۔ یحییٰ نے کہا اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ دیکھو موسیٰ کا وزیر حرانی موجود ہے۔ اور یہ اس کی مہر خلافت ہے۔ یہ سن کر رشید اپنے بستر پر اٹھ بیٹھے اور انہوں نے کہا کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔

عبداللہ بن ہارون الرشید کی پیدائش:

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک دوسرا چوہدار حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ رشید نے کہا کہ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا اور اب پھر انہوں نے یحییٰ سے کہا کہ مجھے مشورہ دو۔ یحییٰ نے کہا کہ آپ فوراً اس کے ارمنی گھوڑے پر سوار

ہو جائیں۔ رشید نے کہا میں نے یہ بات مانی اور میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں اس کی پشت پر صبح کی نماز عیسا باد میں پڑھوں گا اور ظہر کی نماز بغداد میں پڑھوں گا۔ نیز یہ کہ ابی عصمہ کا سرا بھی میرے سامنے پیش کیا جائے۔
ابو عصمہ کا قتل:

رشید فوراً بستر سے اٹھے کپڑے پہنے اور روانہ ہو گئے نماز صبح سواری پر پڑھی ابو عصمہ کو اپنے سامنے قتل کرا کے اس کے کاسہ سر کو ایک نیزے کے سرے پر بندھوایا اور اسے اسی طرح لیے ہوئے بغداد آئے اس قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن رشید اور جعفر بن موسیٰ البہادی گھوڑوں پر سواری کے لیے جا رہے تھے۔ جب یہ عیسیٰ باد کے کسی پل کے قریب پہنچے تو ابو عصمہ نے مڑ کر ہارون سے کہا کہ تم ٹھہرو اور ولی عہد بہادر کو پہلے گزر جانے دو۔ ہارون نے کہا کہ جناب والا نے جو حکم دیا ہے میں اس کی بجا آوری کرتا ہوں۔ ہارون اپنی جگہ ٹھہر گئے اور جعفر پہلے گزر گیا۔ چنانچہ یہی واقعہ ابو عصمہ کے قتل کا سبب ہوا۔
انگشتری کی تلاش:

بغداد آتے ہوئے جب ہارون پل کی کرسی پر آئے تو انہوں نے غوطہ زنوں کو طلب کیا اور یہ بات بیان کی کہ مہدی نے مجھے ایک انگوٹھی دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور اسے جبل کہتے تھے اسے پہنے ہوئے میں ایک دن اپنے بھائی سے ملنے گیا۔ ان سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ سلیم الاسود مجھ سے اسی مقام پر آ ملا اور اس نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کو حکم دیتے ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ میرے حوالے کریں میں نے اس کو اسی جگہ دریا میں پھینک دیا تھا۔
غوطہ زنوں نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ اس کے ملنے پر ہارون بے حد مسرور ہوئے۔
جعفر کی ولی عہدی سے دست برداری:

ہادی نے رشید کو ولی عہدی سے تہجدہ لڑ کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا لیا تھا۔ اس وقت عبداللہ بن مالک ہادی کا کوتوال تھا۔ ان کے مرنے کے بعد اسی رات و خزمہ بن خازم اپنے پانچ ہزار مسلح موالیٰ کو لے کر جعفر پر چڑھ دوڑا اور اس نے جعفر کو اس کے بستر پر ہی جا دبا یا اور کہا کہ یا تو اپنی ولی عہدی سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتے ہیں۔ دوسرے دن علی الصباح تمام لوگ جعفر کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ خزمہ اسے لے کر سامنے آیا اور اس نے اسے محل کے پھانک کے بالا خانے پر کھڑا کیا۔ اس وقت تک تمام دروازے بند تھے جعفر نے سب کے سامنے آ کر اعلان کیا کہ اے مسلمانو! جس کی گردن پر میری بیعت کی ذمہ داری ہے۔ میں اسے اس سے بری الذمہ قرار دیتا ہوں خلافت میرے چچا ہارون کا حق ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں۔
عبداللہ بن مالک کا کفارہ:

عبداللہ بن مالک کے نمودوں پر حج کے لیے پیادہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ جب اس نے اس حلف کے کفارے کے متعلق جو اس نے جعفر کی بیعت کر کے اپنے اوپر عائد کیا تھا فقہا سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمام دوسری قسموں کا کفارہ یہ ہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے عہدہ برآ ہونے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ پیادہ حج کیا جائے۔ اسی بنا پر وہ پیادہ حج کرنے گیا۔
رشید ابراہیم الحمرانی اور سلام الا برش کی گرفتاری:

خزمہ کی اس کارروائی سے رشید کے دل میں اس کی وقعت پیدا ہو گئی۔ اور اسے بزار سوخ حاصل ہو گیا۔ موسیٰ کے انتقال

کے دن چونکہ رشید ابراہیم الحمرانی اور سلام الابرش سے ناراض تھے۔ انہوں نے حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیا جائے اور ان کی تمام جائیداد ضبط کر لی جائے ابراہیم یحییٰ بن خالد کے پاس اسی کے گھر میں قید تھا محمد بن سلیمان نے ہارون سے اس کی سفارش کی کہ آپ اس کی خطا معاف کر دیں اور اسے رہا کر دیں اور میں اسے اپنے ساتھ بصرے لیے جاتا ہوں۔ ہارون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

عمر بن عبد العزیز العمری کی برطرفی:

اس سال رشید نے عمر بن عبد العزیز العمری کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ اسحاق بن سلیمان

بن علی کو مقرر کر دیا۔

یحییٰ بن خالد کی وزارت:

اس سال محمد بن ہارون الرشید پیدا ہوا۔ یہ اس سنہ کے ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ جمعہ کے دن پیدا ہوا۔ مامون اس سے پہلے اسی سال نصف ماہ ربیع الاول میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوا تھا۔ اس سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزیر مقرر کیا اور کہا کہ میں اپنے اوپر سے اس ذمہ داری کو اتار کر تمام رعایا کے معاملات تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم اپنی سوا بدیدہ برکام کرنا۔ جسے مناسب سمجھنا مقرر کرنا جسے مناسب سمجھنا برطرف کر دینا اور اپنی رائے سے تمام امور سلطنت طے کرنا انہوں نے ابدا ہر بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ خیزران تمام امور کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ یحییٰ تمام معاملات اس کے سامنے پیش کرتا اور اسی کی رائے کے مطابق حکم نافذ کرتا۔

بنی ہاشم میں وراثت کی مساویانہ تقسیم:

اس سال ہارون نے حکم دیا کہ ذوی القربی کے سہام مشخص کیے جائیں اور پھر ان کے مطابق انہوں نے وراثت کو بھی بنی ہاشم میں برابر برابر تقسیم کیا۔ نیز اس سال انہوں نے ان سب لوگوں کو جو کسی خطا کی وجہ سے بھاگے ہوئے یا روپوش تھے۔ عام معافی دی۔ البتہ زندیقوں کو جن میں یونس بن فروہ اور یزید بن الفیض تھے۔ معاف نہیں کیا طالین میں سے طباطبا ظاہر ہوئے۔ ابراہیم بن اسماعیل اور علی بن الحسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن ہیں اس سال رشید نے سرحدوں کو جزیرہ اور قنسرین کی ماتحتی سے علیحدہ کر کے ان کو ایک آزاد ادارہ بنایا اور اس کا نام عواصم رکھا۔ اس سال ابوسلیم فرج ایک ترک خادم کے ذریعہ سے طرسوں آباد کیا گیا اور اس میں جا بسے۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال خود ہارون الرشید مدینہ السلام سے حج کرنے گئے انہیں کی امارت میں حج ہوا۔ انہوں نے اہل حرمین کو بہت کچھ دیا اور وہاں بے شمار روپیہ تقسیم کیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال حج کے ساتھ وہ جہاد کے لیے بھی گئے تھے۔ اس سال سلیمان بن عبد اللہ البکائی کی امارت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔

اس سال اسحاق بن سلیمان البہاشمی مدینہ کا والی تھا۔ عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا عامل تھا موسیٰ بن عیسیٰ کوفہ کا والی تھا۔ اور اس کی طرف سے اس کا بیٹا عباس بن موسیٰ کوفہ پر اس کا نائب تھا بصرہ بحرین عمان فرض یمامہ اور اضلاع اہواز اور فارس کا والی محمد بن سلیمان بن علی تھا۔

۱۷ کے واقعات

مہر خلافت کی بیٹی بن خالد کو سپردگی:

اس سال ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی خراسان سے مدینۃ السلام واپس آیا۔ جس وقت یہ مدینۃ السلام واپس آیا ہے اس وقت مہر خلافت جعفر بن محمد بن الاشعث کے پاس رہتی تھی۔ اب رشید نے اسے جعفر سے لے کر ابو العباس کے سپرد کر دیا۔ مگر کچھ ہی مدت کے بعد ابو العباس نے وفات پائی۔ رشید نے مہر خلافت بیٹی بن خالد کے سپرد کر دی۔ اسی طرح دو وزارتیں بیٹی کو تفویض ہو گئیں۔ ابو ہریرہ محمد بن فروخ کا قتل:

اس سال رشید نے ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قتل کر دیا یہ جزیرہ کا والی تھا۔ ہارون نے ابو حنیفہ حرب بن قیس کو اس کی گرفتاری کے لیے بھیجا وہ اسے ہارون کے پاس مدینۃ السلام لے آیا اور قصر الخلد میں اس کی گردن مار دی گئی۔ طالبین کا مدینۃ السلام سے اخراج:

اس سال ہارون کے حکم سے طالبین مدینۃ السلام سے خارج البلد کر کے مدینۃ الرسول بھیج دیے گئے۔ البتہ عباس بن حسن بن عبد اللہ بن علی بن طالب رضی اللہ عنہما کو رہنے دیا گیا۔ اس کا باپ حسن بن عبد اللہ بھی مخزومین میں تھا اس سال فضل بن سعید المحروری نے خروج کیا۔ ابو الخلد المروروذی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال روح بن حاتم افریقیا آیا۔ امیر حج عبد الصمد بن علی:

اس سال ماہ رمضان میں خیزران حج کے ارادے سے مکہ گئی اور اس نے حج کے زمانے تک وہیں قیام کیا۔ اور پھر فریضہ حج لیا۔ کیا اس سال عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸ کے واقعات

ہارون الرشید کی مرج القلعة سے مراجعت:

اس سال رشید مرج القلعة اس خیال سے گئے کہ وہاں کسی عمدہ جگہ کو اپنی فرودگاہ کے لیے انتخاب کریں یہ خیال اس لیے پیدا ہوا کہ مدینۃ السلام کی آب و ہوا اب ان کے ناموافق مزاج ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے وہ مدینۃ السلام کو بخار کہنے لگے تھے وہ مرج القلعة جا کر بیمار پڑ گئے اور واپس چلے آئے۔

امارت ارمینیا پر عبید اللہ بن المہدی کا تقرر:

اس سال رشید نے یزید بن مزید کو ارمینیا کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

امیر حج یعقوب بن ابی جعفر:

اس سال سلیمان بن علی کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا اور یعقوب بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ہارون نے اس عشر کو جو اہل سواد سے نصف پیداوار لینے کے بعد لیا جاتا تھا معاف کر دیا۔

۱۷۳ھ کے واقعات

محمد بن سلیمان کی وفات:

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں جمادی الآخریٰ بالکل آخری تاریخوں میں انتقال کیا۔ اس کے مرنے کے ساتھ ہی رشید نے اس کے تمام مال متروکہ پر قبضہ کرنے کے لیے سرکاری عمال بھیج دیئے۔ چنانچہ نقد روپے پر قبضہ کرنے کے لیے خود ان کے مہتمم خزانہ کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا۔ اسی طرح لباس، فرش، غلہ، چوپائے یعنی گھوڑے اور اونٹ عطریات، جواہرات اور دوسرے اسباب اور سامان معیشت پر قبضہ کرنے کے لیے اسی شعبے کا ایک ایک عہدہ دار مدینہ السلام سے بصرہ بھیجا گیا۔ محمد بن سلیمان کی املاک کی ضبطی:

ان عہدیداروں نے بصرہ آ کر اپنے اپنے شعبے کی ہر اس شے پر جو محمد نے بطور ترکہ چھوڑی تھی اور جو خلافت کے لیے زیبا تھی، قبضہ کر لیا۔ انہوں نے صرف کاٹھ کباڑ چھوڑ دیا۔ چھ کروڑ نقد ملے۔ دوسرے اشیاء کے ساتھ یہ رقم بھی کشتیوں پر بار کی گئی۔ جب ان کشتیوں کی آمد کی اطلاع رشید کو ہوئی تو انہوں نے حکم دیا کہ زرنقد کے علاوہ اور تمام دوسری چیزیں سرکاری توشہ خانہ میں داخل کر دی جائیں روپے کے متعلق انہوں نے یہ کیا کہ اپنے مصاحبین اور ندیموں کو بڑی بڑی رقموں کے چک لکھوا کر دیئے۔ گویوں کو بھی چک دیئے مگر وہ اتنی چھوٹی رقموں کے متعلق تھے کہ سباہیہ میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا۔ ان چکوں کو انہوں نے اپنی رائے سے لوگوں کو دے دیا انہوں نے اپنے اپنے وکیل بھیج کر چکوں کے مطابق وہ تمام روپیہ نقد وصول کر لیا۔ اور اس میں سے ایک دینار یا درہم بھی سرکاری خزانہ میں داخل نہیں ہوا۔ اسی طرح انہوں نے محمد کی اس جائداد غیر منقولہ رشید نام کو جو ابوازی میں واقع اور بہت سیر حاصل تھی اپنے صرف خاص میں شامل کر لیا۔ اس کے توشے خانے میں اس کے عہد طفولیت کے کپڑوں سے لے کر (جبکہ وہ لکھنا سیکھتا تھا اور جس کی وجہ سے ان پر سیاہی کے دھبے موجود تھے جو دو سال کے تھے) اس کے زمانہ وفات تک کے کپڑے موجود تھے۔ جو تحائف علاقہ سندھ، مکران، کرمان، فارس، ابوازی، یمامہ، رے اور عمان سے اس کے پاس آئے تھے، جن میں ہر قسم کا خشک میوہ، رونمیاں، مچھلیاں، غلہ، پیر وغیرہ شامل تھے۔ اس کے ہاں سے برآمد ہوئے ان میں سے اکثر خراب ہو چکے تھے۔ جعفر اور محمد کے مکان سے پانسو مرتبان سڑی ہوئی چیزوں سے بھرے ہوئے راستے پر پھینک دیئے گئے تھے جو سب کے لیے ایک مصیبت ہو گئے تھے۔ کہ ان کی بدبو کی وجہ سے کوئی شخص مرید سے گزر نہیں سکتا تھا۔

خیزران کی وفات و تدفین:

اس سال ہارون اور ہادی کی ماں خیزران نے وفات پائی۔ یحییٰ بن حسن اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جس روز خیزران نے انتقال کیا یہ ۱۷۳ھ کا واقعہ ہے میں نے رشید کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک سعید یہ جبہ پہنے ہوئے اوپر سے ایک پرانی نیلگوں طبعان اوڑھے تھے جو ان کی کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ننگے پاؤں تابوت کا پایہ پڑے کچھڑ اور مٹی میں چلے جا رہے تھے۔ اسی طرح وہ قریش کی ہڑواڑ آئے۔ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر موز بن پہن کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اترے۔

مہر خلافت کی فضل بن ربیع کو حوالگی:

جب مقبرے سے باہر آگئے تب ان کے لیے کرسی رکھی گئی۔ جس پر وہ بیٹھ گئے۔ فضل بن ربیع کو بلا یا اور مہدی کے حق کی قسم (جسے وہ بہت ہی خاص وقت پر ذکر کرتے تھے) کھا کر کہا کہ میں ہر شب ارادہ کرتا تھا کہ تم کو کوئی اہم منصب دوں یا تمہارے ساتھ کچھ اور سلوک کروں مگر میری ماں مجھے اس سے روکتی تھی اور میں اس کے اتنا حال امر میں چپ ہو جاتا تھا۔ اب میں مہر خلافت تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تم اسے جعفر سے لے لو۔

فضل بن ربیع اسماعیل بن صبیح سے کہنے لگا۔ چونکہ میں ابو الفضل کی عزت کرتا ہوں اس لیے اس بارے میں اسے خود لکھنا اور اس طرح تو مہر لینا مناسب نہیں سمجھتا۔ کیا بہتر ہوتا کہ وہ خود بھیج دیتے۔

فضل نفقات عامہ اور خاصہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ نیز بادور با اور کوفہ کے پانچوں پر گئے اس کے تفویض کر دیئے گئے ۱۸ھ تک اس کا عروج برابر بڑھتا رہا۔

امارت خراسان پر عباس بن جعفر کا تقرر:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کا ایک ہی دن انتقال ہوا تھا۔ اس سال رشید نے جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان سے واپس طلب کر کے اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدینۃ الاسلام سے احرام باندھ لیا تھا۔

۱۷۴ھ کے واقعاتامارت سندھ پر اسحاق بن سلیمان کا تقرر:

اس سال شام میں فرقہ دارانہ ہنگامہ برپا ہوا رشید نے اسحاق بن سلیمان الہاشمی کو سندھ اور مکوان کا والی مقرر کیا اور امام یوسف بن ابی یوسف کو قاضی مقرر کیا۔ اس وقت ان کے باپ بقید حیات تھے۔ اس سال روح بن حاتم نے انتقال کیا۔ رشید با فردی اور باز بدی گئے۔ با فردی میں انھوں نے ایک قصر تعمیر کیا۔ عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔

امیر حج ہارون الرشید:

ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ پہلے مدینہ گئے وہاں انہوں نے بہت سارے پیہ تقسیم کیا۔ چونکہ اس سال مکہ میں ہیضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ مکہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو پہنچے اور سعی اور طواف کر کے چلے آئے وہاں قیام پذیر نہیں ہوئے۔

۱۷۵ھ کے واقعات

رشید نے اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے لیے تمام عہدے داروں اور فوج سے باقاعدہ بیعت لی۔ امین نام رکھا۔ اس وقت امین کی عمر پانچ سال تھی۔

عیسیٰ بن جعفر کی فضل بن یحییٰ سے درخواست:

فضل بن یحییٰ بن خالد کا مولیٰ روح بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر فضل بن یحییٰ کے پاس آیا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم میرے بھانجے یعنی محمد بن زبیدہ بنت جعفر بن المصعب کی ولی عہدی کے لیے بیعت کرالو۔ وہ تمہاری اولاد کے برابر ہے اس کی خلافت تمہاری خلافت ہے۔ فضل نے اس کا وعدہ کر لیا اور اب اس نے اس معاملہ پر توجہ شروع کی چونکہ اب تک رشید کا کوئی ولی عہد نہ تھا اس وجہ سے بنی عباس کے کچھ لوگ خلافت پر نظر رکھتے تھے اسی وجہ سے جب رشید نے امین کے لیے بیعت لی تو ان لوگوں نے امین کی کم سنی کی وجہ سے اس تجویز کو ناپسند کیا۔

امین کی ولی عہدی کی بیعت:

مگر محمد بن الحسین بن مصعب نے یہ بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان گیا تو اس نے وہاں بہت سا روپیہ تقسیم کیا اور فوج کو متواتر کئی تنخواہیں دیں اس کے بعد اس نے محمد بن رشید کی بیعت کا لوگوں پر اظہار کیا سب نے اس کی بیعت کی اور امین اس کا نام قرار دیا۔ جب رشید کو اس کی اطلاع ہوئی اور تمام مشرق نے اس کا بیعت کر لی تو اب انہوں نے بھی محمد کی ولی عہدی کے لیے بیعت کر لی اور اس کے لیے تمام سلطنت میں احکام نافذ کیے جس کی بنا پر ہر جگہ بیعت ہو گئی۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال رشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے ماموں عظیم بن عطا کو مقرر کیا۔ اس سال یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن دیلم گیا اور وہاں اس نے شورش برپا کی۔ اس سال عبد الرحمن بن مالک بن صالح موسم گرما میں حجاز کے لیے گیا تھا۔ اس مہم میں شدت برفباری سے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں رہ گئے اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۶۷۱ھ کے واقعات

رشید نے فضل بن یحییٰ کو علاقہ جبال طبرستان، دناوند، قوس آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔ اس سال یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے دیلم میں خروج شروع کیا۔ یحییٰ بن عبد اللہ کا خروج:

ابو حفص الکرمانی نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے متعلق پہلی اطلاع یہ ملی کہ اس نے دیلم میں خروج کیا ہے۔ اس کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ بہت سے اضلاع اور شہروں کے باشندے اس کی طرف جھک پڑے ہیں۔ اس خبر سے رشید بہت غمگین ہوئے۔ اس زمانے میں انہوں نے نبیذ بھی نہیں پی۔ فضل بن یحییٰ کی روانگی:

انہوں نے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ یحییٰ کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ فضل کے ہمراہ تمام بڑے سپہ سالار تھے۔ نیز انہوں نے فضل کو اضلاع جبال، رے، جرجان، طبرستان، قوس، دناوند اور روایاں کا والی بھی مقرر کر دیا۔ اور بہت سا روپیہ اس کے ساتھ کر دیا۔ فضل نے ان اضلاع کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اس نے شعی بن الحجاج بن قتیبہ بن مسلم کو طبرستان کا والی

مقرر کیا اور علی بن الحجاج الخزاعی کو جرجان کا والی بنایا۔ اسے پانچ لاکھ درہم دیئے اس نے نہر بین پر پڑاؤ ڈالا شعرا نے اس کی تعریف میں قصیدے لکھے۔ اس نے بیش بہا صلے اور انعام ان کو دیئے لوگوں نے شعر کے ذریعے اس تک رسائی حاصل کی۔ اس نے بھی ان کو خوب روپیہ دیا۔ اب خود فضل بن یحییٰ اس مہم پر روانہ ہوا۔ اس نے امیر المومنین کے آستانہ پر منصور بن زیاد کو اپنا نائب بنایا۔ منصور بن زیاد کی نیابت:

یہ فضل کی تمام عرضداشتیں رشید کی خدمت میں پیش کر کے ان کے جوابات سے ارسال کر دیتا تھا۔ چونکہ منصور برا مکہ کا پرانا دوست اور رفیق تھا۔ اس لیے وہ سب اپنے معاملات میں اس پر اور اس کے بیٹے پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ اب فضل اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوا۔ رشید ہر خط میں اسے لطف و احسان اور انعام و اکرام کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔ فضل بن یحییٰ کی یحییٰ بن عبد اللہ سے خط و کتابت:

فضل نے یحییٰ سے مراسلت شروع کی اپنے خطوط میں نہایت نرم لہجہ اختیار کیا۔ اس کی خوشامد کی اور اللہ کا واسطہ دیا۔ عواقب سے ڈرایا اور مشورہ دیا کہ تم اپنی معاندانہ روش کو ترک کر دو اور تمہارے ساتھ بہت حسن سلوک کیا جائے گا۔ فضل طالقان رے اور دستہ کے علاقہ میں اشب نام ایک موضع میں فروکش ہو گیا وہاں نہایت شدید سردی پڑی اور برفباری ہوئی۔ یہ بغیر پیش قدمی کیے اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور یہاں سے اس نے یحییٰ کو متواتر خطوط لکھے۔ نیز دیلم کے رئیس کو اس معاملہ میں لکھا کہ میں تم کو ایک کروڑ درہم دوں گا تم یحییٰ کو اپنے علاقہ سے خارج کر دو۔ بلکہ فضل نے یہ رقم اس کے پاس بھیج دی۔ یحییٰ بن عبد اللہ کو ہارون الرشید کا امان نامہ:

یحییٰ نے مصالحت قبول کی۔ اور اپنے آپ کو اس کے حوالہ کر دینے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ رشید اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ پروعدہ امان لکھ کر اسے بھیج دیں۔ فضل نے رشید کو لکھا اس سے رشید بہت خوش ہوئے اور ان کی نظر میں فضل کی عزت اور بڑھ گئی۔ انہوں نے یحییٰ بن عبد اللہ کے لیے معافی نامہ لکھا اس پر تمام فقہا قضاة بنی ہاشم کے اعیان اور اکابر مثلاً عبد الصمد بن علی عباس بن محمد محمد بن ابراہیم موسیٰ بن عیسیٰ اور ان کے ہم مرتبہ دوسرے عمائد کی شہادت ثبت کی نیز اس کے ساتھ بہت سے تحائف اور خلعت اور انعام جنس و نقد کی شکل میں بھیجے فضل نے یہ سب کچھ یحییٰ کے پاس بھیج دیا۔ یحییٰ بن عبد اللہ سے حسن سلوک:

یحییٰ فضل کے پاس آ گیا۔ اور فضل اسے بغداد لے آیا۔ یہاں رشید اس سے بہت اچھی طرح پیش آئے۔ اس کی تعظیم و تکریم کی بہت سارو پیہ یکمشت اسے دیا۔ اور بڑی مقدار میں اس کی مدد معاش مقرر کر دی۔ چند روز تو اس نے یحییٰ بن خالد کے مکان میں بسر کیے اس کے بعد رشید نے ایک بہت پر تکلف مکان اس کے قیام کے لیے دیا۔ بجائے اس کے کہ وہ یحییٰ کا انتظام کسی دوسرے کے سپرد کرتے خود رشید ہی اس کی ہر بات کے کفیل تھے۔ فضل بن یحییٰ کے اعزاز میں اضافہ:

یحییٰ کے مکان سے چلے جانے کے بعد انہوں نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی ملاقات اور سلام کے لیے اس کے پاس جائیں۔ اسی کے ساتھ رشید نے حد سے زیادہ فضل کا اعزاز اور اکرام کیا۔ مروان بن ابی حفصہ اور ابو ثمامہ الخطیب نے اس سلسلہ میں

فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے۔ فضل نے ابو عثمانہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم نقد دیئے۔ ابراہیم نے اس قصیدہ کو راگ میں بٹھا کر گایا۔

عبداللہ بن موسیٰ کا یحییٰ بن عبداللہ سے استفسار:

عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بیان کرتا ہے کہ جب یحییٰ بن عبداللہ دہلیم سے آئے ہیں تو میں ان سے ملنے گیا وہ اس وقت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مکان میں مقیم تھے۔ میں نے ان سے کہا: اے چچا جان! نہ آپ کے بعد اب کوئی خبر دے گا اور نہ میرے بعد کوئی خبر سنے گا۔ بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے معاملے کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا بخدا! میری مثال جیو بن اخطب کے ان اشعار کے مصداق تھی:

لعمرك ما لام ابن اخطب نفسه و لكنہ من یخذل اللہ یخذل

یجاهد حتی ابلیغ النفس حمدھا و فلفل یبغی العز كل مفلفل

ترجمہ: ”تیری عمر کی قسم ابن اخطب نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کے لیے باعث ننگ و عار ہو۔ مگر کیا کیا جائے جس کی اللہ نہ کرے وہ بے یار و مددگار رہ جاتا ہے اس نے طلب..... عزت میں نہ کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ کوئی جتن باقی چھوڑا۔“

یحییٰ بن عبداللہ کی طلبی:

نوفلیوں کے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم عیسیٰ بن جعفر سے ملنے گئے۔ وہ اس وقت تکیوں پر جو ایک دوسرے پر ان کے لیے رکھے گئے تھے ٹیک لگائے کھڑے تھے اور کسی بات کو یاد کر کے خود بخود دہنس رہے تھے۔ ہم نے اس کی وجہ دریافت کی۔ کہنے لگے آج مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ جو کبھی نہیں ہوئی تھی۔ ہم نے کہا: اللہ جناب والا کی خوشی میں اور اضافہ کرے۔ کہنے لگے میں چاہتا ہوں مسند پر بیٹھے بغیر کھڑے ہوئے اس واقعہ کو بیان کروں۔ میں آج امیر المؤمنین رشید کی خدمت میں باریاب تھا۔ انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ کو طلب کیا وہ فولادی بیڑیاں پہنے قید خانے سے حاضر کیا گیا۔ بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ بکار آل ابی طالب کا شدید دشمن تھا اور ہمیشہ ہارون سے ان کی شکایت کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے ہارون نے اسے مدینہ کا والی مقرر کر کے آل ابی طالب پر سختیاں کرنے کی ہدایت کی تھی۔

یحییٰ بن عبداللہ کا دعویٰ:

جب یحییٰ کو آواز دی گئی تو رشید نے ہنستے ہوئے اس سے کہا کہ آئیے آئیے یہ تو اس بات کا مدعی ہے کہ ہم نے اسے زہر دے دیا ہے یحییٰ نے کہا ادا کے کیا معنی۔ یہ دیکھو میری زبان کا کیا حال ہے اس نے اپنی سبز شدہ زبان باہر نکالی جو آبلوں سے پرتھی اسے دیکھ کر رشید کا رنگ متغیر ہو گیا اور ان کا غضب اور بڑھ گیا۔

یحییٰ بن عبداللہ کی ہارون الرشید سے درخواست:

اس رنگ کو دیکھ کر اب یحییٰ نے منت سماجت شروع کی اور کہا۔ امیر المؤمنین ہم آپ کے عزیز قریب ہیں۔ ترک یا دہلیم نہیں ہیں۔ ہم اور آپ ایک ہی خاندان سے ہیں۔ میں آپ کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس قید اور عذاب سے مجھے رہا کریں یہ سن کر ہارون کا دل تو نرم ہوا مگر اس زبیری نے رشید سے بڑھ کر کہا۔ امیر المؤمنین اس

کی نرم اور عاجزانہ باتوں میں نہ آئیے۔ یہ باغی نافرمان ہے اور اس کی یہ تمام گفتگو مکر اور محبت نیت پر مبنی ہے اسی نے ہمارے شہر مدینہ میں بغاوت برپا کر کے اسے ہمارے رہنے کے قابل نہ رکھا۔

یحییٰ بن عبداللہ اور بکار میں تلخ کلامی:

اس گفتگو کو سن کر یحییٰ کو طیش آ گیا اس نے امیر المومنین سے اجازت لیے بغیر بکار سے کہا۔ اللہ تم کو سمجھے تم کون ہو تمہارے لیے میں نے مدینہ کو ناقابل سکونت بنا دیا۔ کیا خوب! زبیری نے کہا۔ امیر المومنین سن لیجیے جب آپ کے سامنے یہ گفتگو ہے تو آپ کے غیبت میں تو یہ کیا کچھ نہ کہے گا۔ ہماری اہانت کے لیے یہ کہتا ہے کہ تم کیا ہو۔ یحییٰ نے اسے خطاب کر کے کہا ہاں ٹھیک کہتا ہوں۔ تم کون ہو۔ اللہ مدینہ کو تم سے بچائے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما جرتھے یا رسول اللہ ﷺ تو ہوتا کون ہے کہ کہہ سکے کہ ہمارے مدینہ کو ہمارے لیے ناقابل سکونت بنا دیا گیا۔ میرے آبا اور ان کے آبا کی وجہ سے تمہارا باپ ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خطاب:

اب اس نے رشید کو خطاب کر کے کہا۔ امیر المومنین اصل میں تو اہل عزت ہم اور آپ ہیں اگر ہم نے آپ کے خلاف خردور کیا تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم نے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمیں بھوکا چھوڑ دیا۔ تم نے تو کپڑے پہنے اور ہمیں ننگا رہنے دیا۔ تم سوار یوں پر بیٹھ گئے اور ہمیں پیدل رہنے دیا۔ ہم آپ کے مقابلہ پر اپنے خروج کی یہ توجیہ کر سکتے ہیں اور آپ بھی ہمیں اس وجہ سے مورد الزام قرار دے سکتے ہیں تو یہ برابر کی چوٹیں ہیں۔ عوض معاوضہ ہو گیا۔ اس کے بعد یہ یقینی بات سے کہ امیر المومنین ضرور اپنے قریبی اعزاز پر فضل و احسان کریں گے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ اور ان کے ایسے دوسرے فردو ما یہ اشخاص کو یہ کیسے جرأت ہوئی کہ وہ آپ کے اہل بیت پر زبان درازیاں کریں اور آپ سے چغل خوری کرتے ہیں۔ بخدا! یہ ہماری شکایت آپ کی خیر خواہی کی نیت سے نہیں کرتا ہے۔ بلکہ جس طرح یہ آپ سے ہماری چغل خوری کرتا ہے اسی طرح ہمارے پاس آ کر بغیر بھلائی کی نیت کے آپ کی چغل خوری ہم سے کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے آپ کے تعلقات خراب ہوں اور ہم میں سے جو بھی برباد ہوا سے بغلیں بجانے کا موقع ملے۔

بکار پر یحییٰ بن عبداللہ کا الزام:

امیر المومنین! خدا کی قسم جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ مارا گیا تو یہ میرے پاس تعزیت کے لیے آیا۔ اور اس نے کہا کہ اس کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو نیز اس نے تقریباً بیس شعروں کا مرثیہ مجھے سنایا اور یہ بھی کہا کہ اگر خلافت کے لیے تم جدوجہد کرو تو میں سب سے پہلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ کہ بصرہ کیوں نہیں چلتے ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں۔

محمد بن عبداللہ کا مرثیہ:

یہ سن کر زبیری کا رنگ متغیر ہو کر سیاہ پڑ گیا۔ ہارون نے کہا سنتے ہو کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس کا کیا جواب۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ جھوٹا ہے میں نے ایک حرف بھی اس قسم کا اس سے نہیں کہا۔ ہارون نے یحییٰ بن عبداللہ سے کہا وہ مرثیہ سناسکتے ہو جو اس نے محمد کا کہا تھا۔ اس نے کہا ابھی سن لیجیے اور سنا دیا۔ زبیری کہنے لگا۔ امیر المومنین اس خدائے واحد کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں جو کچھ اس نے کہا اس میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی اور نہ میں نے یہ قصیدہ لکھا۔ اپنے اس قول کی شہادت کے لیے اس نے ایک طویل جھوٹی قسم کھائی۔ ہارون نے یحییٰ سے کہا سنو۔ اس نے تو اپنے انکار پر قسم کھائی ہے۔ کیا ایسے گواہ ہیں جنہوں نے یہ مرثیہ

اس کی زبانی سنا ہے؟

یحییٰ بن عبد اللہ کا حلف کا مطالبہ:

یحییٰ نے کہا: امیر المومنین ایسے گواہ تو نہیں ہیں مگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جس طرح چاہوں اس سے حلف لوں۔ بارون نے کہا اچھا تم حلف لو۔ اس نے زبیری سے کہا یوں قسم کھاؤ اگر میں نے یہ مرثیہ کہا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں۔ زبیری نے کہا: امیر المومنین یہ کیا حلف ہے جو مجھ سے یہ لینا چاہتا ہے میں پہلے ہی خدائے واحد کی قسم کھا چکا ہوں۔ اب یہ مجھ سے ایسے الفاظ ادا کرانا چاہتا ہے جس کے مفہوم ہی سے میں آگاہ نہیں ہوں۔

بکار کا انتقال:

یحییٰ بن عبد اللہ کہنے لگا۔ امیر المومنین اگر یہ سچا ہے تو اسے اس طرح قسم کھانے میں کیوں تامل ہے۔ بارون نے زبیری سے کہا: کیوں قسم نہیں کھاتے۔ حلف اٹھاؤ۔ زبیری نے کہا میں اللہ کی طاقت و قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں۔ اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین اس قسم کا کیا مطلب ہے۔ جو یہ مجھ سے ادا کر رہا ہے میں تو پہلے ہی سب سے بڑی شے یعنی خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا چکا ہوں۔ بارون نے کہا۔ اب تم کو اسی طرح قسم کھانا پڑے گی۔ ورنہ میں سمجھوں گا کہ وہ سچا ہے اور پھر تم کو اس کی سزا دوں گا۔ اب اس نے کہا کہ اگر میں نے محمد کا مرثیہ لکھا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی قوت و طاقت کے سپرد ہوتا ہوں۔ یہ حلف اٹھا کر وہ بارون کے پاس سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ باہر نکلتے ہی اسے فالج ہوا اور اسی وقت وہ مر گیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے عیسیٰ بن جعفر کہنے لگا کہ مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ زبیری اور یحییٰ کے درمیان جو واقعہ پہلے پیش آچکا تھا اسے یحییٰ نے بلا کم و کاست حرف بحرف صحیح بیان کر دیا۔

بکار کی موت کی دوسری روایت:

البتہ بنی زبیر بکار کی موت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیوی نے جو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھی اسے قتل کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ باوجودیکہ وہ اپنے خاوند کو چاہتی تھی۔ پھر بھی اس نے اس پر ایک جار یہ رکھ لی۔ اس وجہ سے وہ اس کی دشمن ہو گئی۔ اس نے بکار کے دوڑنگی غلاموں سے کہا کہ یہ فاسق تم کو قتل کر دینا چاہتا ہے۔ نیز اس نے ان کو کچھ دے کر ہموار کر لیا اور کہا کہ تم دونوں اس کے قتل کرنے میں میری مدد کرو۔ وہ راضی ہو گئے۔ بکار سو رہا تھا۔ یہ اس کے حجرے ان دونوں غلاموں کو لے کر گئی وہ دونوں اس کے منہ پر بیٹھ گئے اور دم گھٹنے کی وجہ سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد اس عورت نے ان دونوں کو اتنی نیند پلائی کہ بستر کے پاس ہی ان کو تھمتے ہو گئی۔ پھر اس نے ان کو باہر نکال دیا اور اپنے مقتول خاوند کے سر اپنے ایک بوتل رکھ دی۔ صبح کو اس کے تمام اعزاء جمع ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ نشہ سے اس کا دماغ متاثر ہوا۔ اس بے ہوشی میں اس کے حلق میں ایسا پھندا پڑا کہ سانس رک گئی اور وہ مر گیا۔ ان دونوں غلاموں کو پکڑ کر جب خوب پینا گیا تو انہوں نے اقرار کر لیا کہ ہم نے اس کی بیوی کے حکم سے اسے قتل کیا ہے۔ اس شہادت کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے نکال دیا گیا۔ اور متوفی کے مال متروکہ میں سے اسے کوئی ورثہ نہیں دیا گیا۔

محمد بن الحسن کا عہد امان کے متعلق فتویٰ:

جس روز رشید نے یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن کو اپنے سامنے بلایا اس روز قاضی ابوالحسن رضی اللہ عنہ اور محمد بن الحسن ابو یوسف کے دوست

بھی وہاں موجود تھے۔ رشید نے وہ عہد امان منگوا یا جو انہوں نے یحییٰ سے کیا تھا اور محمد بن الحسن سے پوچھا کہ اس عہد نامہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ آیا یہ صحیح ہے۔ محمد بن الحسن نے کہا بے شک یہ صحیح ہے۔ اس میں کوئی قانونی سقم نہیں ہے۔ رشید ان سے حجت کرنے لگے۔ محمد نے کہا یہ امان نامہ تو ایک طرف رہا۔ اگر وہ لڑا ہوتا اور پھر اس نے پیٹھ پھیری ہوتی تب بھی وہ مامون تھا۔ اس فتویٰ کی وجہ سے رشید محمد بن الحسن سے برداشتہ خاطر ہو گئے۔

عہدہ قاضی القضاة پر ابوالہتتری کا تقرر:

اس کے بعد انہوں نے ابوالہتتری سے کہا کہ تم اس تحریر کو غور سے پڑھ کر اپنی رائے دو۔ اس نے کہا یہ عہد نامہ اس اور اس وجہ سے ناقص ہے۔ اسے سن کر رشید نے کہا میں نے تم کو قاضی القضاة مقرر کیا۔ تم بے شک اس عہد نامہ کی قانونی حیثیت سے زیادہ واقف ہو۔ پھر انہوں نے اسے پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا۔ اور ابوالہتتری نے اس پر تھوک دیا۔ بکار بن عبداللہ بن مصعب اس وقت دربار میں موجود تھا۔ اس نے یحییٰ بن عبداللہ کو مخاطب کر کے اس کے منہ پر کہا تو نے ہمارے اتحاد کو توڑ دیا۔ تو جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو نے ہماری مشترکہ بات کی مخالفت کی۔ تو نے ہمارے خلیفہ کو برا د کرنے کا ارادہ کیا اور تو نے یہ کیا اور یہ کیا۔ یحییٰ نے کہا۔ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ تم ہوتے کون ہو۔ رشید اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا اور خوب ہنسنے لگا۔ یحییٰ کھڑا ہوا کہ پھر جیل جائے مگر رشید نے اس سے کہا کہ پلٹ آؤ اور حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو اب تک علالت کے آثار اس میں موجود ہیں۔ اگر یہ مر جاتا تو سب لوگ یہی کہتے کھم ہم نے اسے زہر دے دیا۔ یحییٰ نے کہا بے شک میں تو جب سے قید ہوا ہوں مسلسل بیمار چلا آتا ہوں۔ اور اس قید سے پہلے بھی میں بیمار تھا۔ اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ہی یحییٰ نے انتقال کیا۔

عبداللہ بن عباس کا بیان:

عبداللہ بن العباس بن الحسن بن عبید اللہ بن العباس بن علی جو خطیب مشہور تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اور میرے باپ رشید سے ملنے کے لیے ان کے آستانے پر حاضر تھے۔ اس روز اس قدر سپاہی اور عہدہ دار وہاں تھے کہ ہم نے کسی دوسرے خلیفہ کی بارگاہ پر ان سے پہلے یا بعد اتنا مجمع نہیں دیکھا۔ اب فضل بن الربیع باہر آیا اور اس نے میرے باپ سے کہا کہ اندر چلئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اور اب اس نے مجھ سے کہا کہ چلئے میں اندر گیا۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت سے باتیں کر رہے ہیں میرے باپ نے مجھے اشارے میں یہ بات کہی کہ وہ نہیں چاہتے کہ آج کوئی آئے مگر حاضرین دربار کی کثرت دیکھ کر میں نے بطور خاص تمہارے لیے اجازت لی تاکہ جب لوگ اس طرح اندر آتے تم کو دیکھیں گے ان کے دلوں میں تمہاری عزت اور وقعت ہوگی۔

عبداللہ بن مصعب کی ہارون الرشید سے ملاقات کی درخواست:

ہمیں دربار میں آئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ فضل بن الربیع نے اندر آ کر رشید سے عرض کیا کہ عبداللہ بن مصعب الزبیری حاضر اور اجازت کا خواستگار ہے۔ رشید نے کہا مگر میں تو آج کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتا۔ فضل نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک خاص بات امیر المومنین سے کہنا چاہتا ہوں۔ رشید نے کہا تم اس سے جا کر کہو وہ تم سے کہہ دے۔ فضل نے کہا میں نے پہلے ہی اس سے کہا تھا۔ مگر اس نے کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا۔

نعمت اللہ بن مصعب کی طلبی:

رشید نے کہا اچھا بلا لو۔ فضل اسے بلانے گیا اور اب وہ پھر اس عورت سے باتیں کرنے لگے۔ میرے باپ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے کچھ کہنا نہیں ہے وہ صرف حاضرین آستانہ کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ ہمیں امیر المؤمنین نے کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلایا بلکہ ہم بھی ان سے کچھ عرض کرنے آئے ہیں جس طرح کہ وہ اب آرہا ہے۔

اتنے میں زبیری اندر آ گیا اور اس نے کہا امیر المؤمنین میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہو۔ اس نے کہا وہ رار کی بات ہے۔ رشید نے کہا۔ عباس سے کوئی بات راز نہیں یہ سن کر میں دربار سے جانے کے لیے اٹھا۔ رشید نے کہا اے میرے دوست تم سے بھی کوئی بات راز نہیں۔ میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔

یحییٰ بن عبد اللہ کے خلافت شکایت:

رشید نے زبیری سے کہا۔ کہو کیا بات ہے۔ اس نے کہا امیر المؤمنین بخدا! مجھے آپ کے لیے آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کی بیٹی سے آپ کی اس جاریہ سے جو آپ کے ساتھ سوتی ہے اور اس خدمت گار سے جو آپ کو کپڑے پہناتا ہے اور اس عہدیداروں کی طرف سے جو دنیا کے مقابلہ میں آپ سے بہت ہی خاص تعلق رکھتے ہیں اور ان کی طرف سے جو آپ سے بہت دور کا واسطہ رکھتے ہیں خطرہ ہے میں نے دیکھا کہ رشید کا رنگ متغیر ہو گیا۔ انہوں نے کہا اچھا کہو پھر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یحییٰ بن عبد اللہ کی دعوت میرے پاس آئی ہے اور جب یہ تحریک باوجود میری اس کی مداوت کے مجھ تک پہنچی ہے تو ضرور آپ کے آستانے پر کوئی شخص ایسا باقی نہ ہوگا جو آپ کی مخالفت کے لیے اس کے ساتھ ہو گیا ہو۔ رشید نے کہا کیا یہ بات تم اس کے منہ پر کہہ سکتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں! رشید نے حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کیا جائے وہ حاضر ہوا زبیری نے اس کے روبرو وہی بات دوبارہ بیان کی۔

یحییٰ بن عبد اللہ کی مباہلہ کی پیشکش:

یحییٰ نے کہا امیر المؤمنین اگر یہ بات ایسے شخص کے متعلق کہی جاتی جو آپ سے بہت ہی کم مرتبہ کا ہوتا اور ایسے شخص کے بارے میں کہی جاتی جس کے اعوان و انصار میرے انصار کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتے ہیں تو بھی ایسی صورت میں کہ آپ مجھ پر بوسے طرح قابو پا چکے ہیں۔ آپ کی دسترس سے بچ نہیں سکتا تھا۔ علاوہ اس کے کہ میں بالکل بے بس اور مجبور ہوں یوں بھی میں آپ کا عزیز قریب ہوں بہتر یہ ہے کہ آپ میرے معاملہ میں جلد بازی نہ فرمائیں بلکہ مہلت دیں۔ ممکن ہے کہ آپ کو میرے خلاف ایسے ہاتھ اور زبان سے کام ہی لینا نہ پڑے اور اس کے بغیر ہی آپ میرے معاملہ سے عہدہ برآ ہو جائیں نیز یہ ممکن ہے کہ یہ شخص ایسے طریقے پر جسے آپ نہیں جانتے آپ سے قطع رحم کرانا چاہتا ہو۔ تھوڑی دیر توقف فرمائیے میں آپ کے سامنے اس سے مباہلہ کرتا ہوں۔ رشید نے کہا۔ عبد اللہ اگر تم مباہلہ کے لیے تیار ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھ لو۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن مصعب کا مباہلہ:

پہلے خود یحییٰ نے کھڑے ہو کر قبلہ رو جلد جلد دو رکعت نماز پڑھی۔ عبد اللہ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یحییٰ دو زانو بیٹھا اور عبد اللہ سے کہا کہ تم بھی اسی طرح بیٹھو۔ پھر یحییٰ نے اپنا داہنا ہاتھ اس کے داہنے ہاتھ میں ڈال کر کہا اے بارالہ! اگر یہ بات تیرے علم میں آ چکی ہے۔ کہ میں نے عبد اللہ بن مصعب کو اس شخص (اس نے اپنا ہاتھ رشید پر رکھا اور اشارہ بھی کیا) کی مخالفت میں دعوت دی ہے تو

مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے اور مجھے میری طاقت و قوت کے سپرد کر دے۔ ورنہ تو عبد اللہ کو اس کی اپنی طاقت و قوت کے سپرد کر۔ اور اسے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے۔ آمین اے رب العالمین۔ عبد اللہ نے بھی کہا آمین اب یحییٰ بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن مصعب سے کہا کہ جس طرح میں نے ان جملوں کو ادا کیا ہے اسی طرح تم کہو۔ چنانچہ عبد اللہ نے کہا اے بارالہ اگر تیرے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ یحییٰ بن عبد اللہ نے مجھے اس شخص کی مخالفت میں شرکت کی دعوت نہیں دی تو مجھے تو میری طاقت و قوت کے سپرد کر دے اور اپنے عذاب سے مجھے ہلاک کر دے ورنہ تو اسے اس کی طاقت و قوت کے سپرد کر اور اپنے عذاب سے اسے ہلاک کر آمین یا رب العالمین۔

عبد اللہ بن مصعب کی عباس بن حسن سے ملاقات کی درخواست:

اس گفتگو کے بعد دونوں علیحدہ ہو گئے۔ یحییٰ کو پھر قید خانہ لے جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ قصر کے ایک سمت میں قید کر دیا گیا جب وہ اور عبد اللہ بن مصعب دربار سے چلے گئے تو رشید نے میرے باپ سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا انہوں نے اپنے احسانات بتائے۔ اس پر میرے باپ نے اس کی سفارش میں خود اپنی جان کے خوف سے غیر موثر سے ایک دو جملے کہہ دیئے۔ رشید نے ہمیں دربار برخواست کا حکم دیا ہم پلٹ آئے۔ میں حسب عادت اپنے باپ کا سیاہ لباس اتارنے لگا۔ میں ان کا بلکوس کھول رہا تھا۔ غلام نے آ کر کہا عبد اللہ بن مصعب کا آدمی حاضر ہے میرے باپ نے کہا بلا لو۔ وہ اندر آیا۔ میرے والد نے پوچھا کیوں آئے۔ کہنے لگا میرے مالک نے خدا کے واسطے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ اسی وقت ان کے پاس آئیں میرے والد نے کہا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ میں اس وقت تک امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابھی آیا ہوں خود آنے سے معذور ہوں۔ مگر میں اپنے بیٹے عبد اللہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ جو چاہو اس سے کہہ دو تم جاؤ یہ تمہارے پیچھے ہی آتا ہے۔

عباس بن حسن کا عبد اللہ کی ملاقات سے گریز:

اس کے جانے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ جو تھوٹا حلف اس نے کیا ہے اس میں میں اس کی کچھ مدد کروں۔ حالانکہ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا کوئی لحاظ یا خیال نہیں رکھا اور اسے قطع کر دیا۔ اور اگر اس کی مخالفت کروں تو وہ میری امیر المومنین سے شکایت کرے گا۔ قاعدہ ہے (لوگ مصیبت کے وقت اپنی اولاد کو ذریعہ نجات بناتے ہیں) تم جاؤ اور جو بات وہ کہے اس کا صرف یہ جواب دو کہ میں اپنے والد سے جا کر کہتا ہوں۔ میں تم کو بھیج تو رہا ہوں مگر مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ضرور ہے۔

عباس بن حسن کا اندیشہ:

جب عبد اللہ بن مصعب وغیرہ کے جانے کے بعد ہم دیر تک رشید کی خدمت میں رکے رہے۔ اور پھر پلٹ کر آنے لگے تو اس وقت میرے والد نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ کیا تم نے اس غلام کو نہیں دیکھا جو ایوان میں عقب سے نکل کر یکا یک ہائے آ گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ابھی ایوان سے باہر بھی نہ ہوئے ہوں گے کہ اس نے یحییٰ کا کام تمام کر دیا ہوگا۔ اور عبد اللہ بن مصعب کو اب ہماری بھی فکر ہوگی۔

عبد اللہ بن مصعب کا انتقال:

میں اس آدمی کے ساتھ اپنے گھر سے چلا کچھ راستے طے کرنے کے بعد جب کہ میں اپنے اس طرح اس کے پاس جانے پر

پریشان سا تھا۔ میں نے اس کے غلام سے پوچھا کہ تو اس کا خیال کیا ہے اور کیوں اس نے اس وقت میرے والد کو بلوایا ہے۔ اس نے کہا جب وہ ڈیوڑھی سے آئے تو اپنے گھوڑے سے اترتے ہی پیٹ پیٹ پکارنے لگے۔ میں نے اس کی اس بات پر مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی وقعت نہیں دی۔ جب ہم کوچہ کے سرے پر پہنچے یہ سر بند کوچہ تھا۔ غلام نے دونوں پھانک کھول دیئے وہاں پہنچتے ہی ہم نے دیکھا کہ عورتیں بال بکھیرے ڈوریوں سے گات باندھے اپنے منہ پیٹ رہی ہیں۔ اور واویلا کر رہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مصعب ختم ہو چکا۔

عباس بن حسن کا اظہار اطمینان:

اس منظر کا میرے قلب پر خاص اثر پڑا اور میں نے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے گھر کی طرف موڑی اور اس قدر تیزی سے کہ جس کا اتفاق مجھے آج تک اس دن سے پہلے یا بعد نہیں ہوا۔ اسے بھگاتا ہوا میں اپنے گھر آیا چونکہ میرے والد میری وجہ سے متفکر تھے۔ اس وجہ سے تمام غلام خدمت گار اور شاگرد پیشہ ڈیوڑھی پر میرے لیے چشم براہ تھے مجھے دیکھتے ہی وہ دوڑ کر میرے والد کے پاس گئے انہیں میرے آنے کی اطلاع کی وہ خود محض قمیص پہنے اور لنگی باندھے خوفزدہ مجھے لینے بڑھے۔ اور گھبرا کر بلند آواز میں پوچھا خیر ہے۔ میں نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے ہلاک کر دیا اور تم کو اور ہم کو اس کی طرف سے ہمیشہ کے لیے مطمئن کر دیا ہے۔

عباس بن حسن کی طلبی:

ابھی ان کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ رشید کے خدمت گار نے حاضر ہو کر کہا کہ امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ابھی آپ اور یہ دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب ہم رشید کی خدمت میں جا رہے تھے تو میرے باپ نے راستے میں مجھ سے کہا کہ بیٹی پر اللہ کی رحمت ہو اگر اس کے اہل بیت اس کے نبی ہونے کا دعویٰ کریں تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا اب تو وہ اللہ کے پاس ہوگا۔ کیونکہ بخدا! مجھے یقین ہے کہ وہ قتل کر دیا گیا۔

بیٹی بن عبداللہ کو عبداللہ بن مصعب کی موت کی اطلاع:

ہم رشید کے پاس آئے۔ دیکھتے ہی انہوں نے کہا اے عباس بن الحسن کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا۔ میرے والد نے کہا امیر المؤمنین اسی خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے امیر المؤمنین کو قطع رحم کے ارتکاب سے بچالیا اور اسے اس کی کذب بیانی کے پاداش میں ہلاک کر دیا۔ رشید کہنے لگے نہیں جی۔ بخدا! وہ تو زندہ اور سلامت ہے۔ سراپردہ اٹھایا گیا۔ بیٹی اندر آیا اسے دیکھ کر میرے والد کھوئے گئے۔ دوسری طرف اسے دیکھتے ہی رشید نے لکارا اے ابو محمد تم کو معلوم ہے کہ اللہ نے تمہارے سرکش دشمن کو ہلاک کر دیا۔ بیٹی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے دشمن کے کذب کو امیر المؤمنین پر آشکار کر دیا اور قطع رحم سے بچالیا۔ امیر المؤمنین بخدا! اگر حقیقت یہ ہوتی کہ میں خلافت کا طالب اس کا خواہش مند یا اس کے لیے سبائی ہوتا تو بھلا مجھ پر کیا گزرتی۔ میں درحقیقت نہ خلافت کا طالب ہوں نہ اس کا امیدوار۔ اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ صرف عبداللہ بن مصعب کے ذریعہ میں اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہوں اور اس وقت ہم صرف تین آدمی میں وہ اور آپ ہی اس دنیا میں باقی ہوتے۔ تب بھی میں آپ کے خلاف اس کی مدد حاصل نہیں کرتا۔

یجی بن عبداللہ کی اسیری و انعام:

اس کے بعد اس نے فضل بن الرزیق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی مصیبتوں میں ایک یہ ہے۔ اس شخص کا یہ حال ہے کہ اگر آپ اسے دس ہزار درہم دیں اور پھر اسے میرے ہمراہ صرف ایک کھجور زیادہ ملنے کی توقع ہو تو وہ ضرور آپ کو بیچ ڈالے۔ رشید کہنے لگے مگر اس عباسی کے حق میں سوائے خیر کے اور دوسری بات نہ کہنا۔ رشید نے اسے اس روز ایک لاکھ دینار دیئے وہ چند روز ہی قید رہا تھا۔ ابو یونس نے بیان کیا ہے کہ اس مرتبہ کی قید کو شامل کر کے رشید نے یجی کو تین مرتبہ قید کیا تھا۔ اور چار لاکھ دینار اسے دیئے۔ اس سال شام میں نزاری اور یمانی قبائل عرب کے درمیان فرقہ وارانہ نزاع ہوئی۔ اس وقت ابو الہبیدام نزاری عربوں کا سرغنہ تھا۔

نزاری اور یمانی عربوں میں فساد:

جس وقت شام میں یہ فتنہ رونما ہوا اس وقت موسیٰ بن علی حکومت کا عامل تھا۔ اس جھگڑے میں طرفین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے رشید نے موسیٰ بن یجی بن خالد کو شام کی ولایت تفویض کی اور کئی فوجی اور ملکی عہدیدار مع باقاعدہ سپاہ کی ایک معقول جمعیت کے اس کے ساتھ کیے۔ موسیٰ کے شام آتے ہی فریقین نے اپنے معاملہ کو صالح بن علی البہاشمی کے تصفیہ پر موقوف کر دیا۔ موسیٰ شام میں فروکش ہو گیا اس نے اہل شام کے درمیان صلح و صفائی کرادی اور فتنہ دی گیا۔ سب معاملات ٹھیک ہو گئے۔ اس کی اطلاع رشید کو مدینۃ السلام میں ہوئی رشید نے بانیان فساد کے معاملہ کو یجی کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو چاہے ان کے ساتھ کرے۔ مگر اس نے ان کو اور ان کی غیر آئینی کارروائیوں کو معاف کر دیا۔ اور انہیں بغداد بلایا۔

غظریف بن عطا کی معزولی:

اس سال رشید نے غظریف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس جگہ ہمزہ بن مالک بن یثیم الخزاعی کو مقرر کیا۔ عروسی حمزہ کا لقب تھا۔ نیز اس سال انہوں نے جعفر بن یجی بن خالد بن برمک کو مصر کا والی مقرر کیا اور جعفر نے عمر بن مہران کو مصر کا والی بنایا۔

عمر بن مہران:

جب رشید کو معلوم ہوا کہ موسیٰ بن عیسیٰ عامل مصر بغاوت پر آمادہ ہے تو کہنے لگے بخدا! میں اپنے ایک سب سے زیادہ منحوس اور خسیس شخص کو مصر کا والی مقرر کروں گا۔ ایسا کوئی شخص ہمارے ہاں موجود ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے۔ لوگوں نے عمر بن مہران کا نام لیا۔ یہ اس وقت تک خیزران کی سرکاری میں ایک منشی تھا۔ اس نے خیزران کے علاوہ کسی دوسری جگہ ملازمت ہی نہیں کی۔ یہ بھونگا نہایت بد شکل تھا۔ بہت ہی معمولی کپڑے پہنتا تھا۔ اس کی حسرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا چنڈ جو اس کے لباس میں سب سے ارفع ہوتا وہ تیس درہم مالیت کا ہوتا تھا۔ اس کے تمام کپڑے کوتاہ اور تنگ ہوتے تھے۔ آستین بھی چھوٹی تھی۔ سواری میں ایک فخر تھا۔ جس کی ایک باگ ڈورتھی اور ایک فولادی لگام تھی۔ اپنے غلام کو اپنے پیچھے ہی بٹھالیتا تھا۔

امارت مصر پر عمر بن مہران کا تقرر:

رشید نے اسے بلا کر مصر کا والی امور عامہ مقرر کر دیا اس نے کہا۔ امیر المؤمنین میں ایک شرط پر اس خدمت کو قبول کرتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا وہ کیا اس نے کہا وہ یہ کہ اس عہدہ پر رہنا یا اس سے علیحدہ ہونا میرے اختیار میں رہے۔ تاکہ جب میں اس علاقہ کا انتظام درست کر دوں تو واپس چلا آؤں۔ رشید نے یہ شرط منظور کر لی اور اب وہ مصر روانہ ہو گیا۔

عمر بن مہران اور موسیٰ بن عیسیٰ کی ملاقات:

اس کے والی مصر ہونے کی خبر موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر میں ہو گئی وہ اس کا منتظر رہا۔ عمر بن مہران اس طرح مصر آیا کہ وہ خود ایک نجر پر سوار تھا اور سامان کے نجر پر اس کا غلام سوار تھا۔ مصر آتے ہی یہ سیدھا موسیٰ بن عیسیٰ کے قصر میں گیا۔ وہاں دربار لگا ہوا تھا۔ یہ سب کے آخر میں بیٹھ گیا۔ جب سب لوگ اٹھ گئے تو موسیٰ نے اس سے کہا اے شیخ کچھ کہنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں اللہ امیر کو شاد کام رکھے۔ پھر اس نے سرکاری مراسلے لے جا کر اس کے حوالے کیے موسیٰ نے کہا اچھا تو ابو حفص آتا ہے۔ اللہ اسے سلامت رکھے۔ نے کہا میں ابو حفص ہوں۔ موسیٰ نے پوچھا تمہارا نام عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں۔ موسیٰ نے کہا فرعون پر اللہ کی لعنت ہو۔ کیا میں مصر ہے جس کی حکومت پر اسے ناز تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی خدمت کا جائزہ اس کے حوالے کر دیا اور مصر سے چلا گیا۔

عمر بن مہران کی تحائف کے متعلق ابودرہ کو ہدایت:

عمر بن مہران نے اپنے غلام ابودرہ کو ہدایت کر دی کہ سوائے ان تحائف کے جو تھیلوں میں رکھ سکیں اور کوئی ہدیہ سواری نہ جانور لوٹڈی یا غلام قبول نہ کرنا چنانچہ جب لوگ اسے تحائف بھیجتے تو وہ ہر قسم کی کھانے کی چیزوں اور خشک و تر میووں کو رد کرتا تھا البتہ نقد روپیہ اور کپڑے قبول کرتا اور ان کو عمر کی خدمت میں پیش کر دیتا عمر نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ ان نذرانوں پر ان کے داخل کرنے والوں کے نام لکھ کر ان کو محفوظ کر دیتا۔

مال گزاری کی وصولی:

اب اس نے مال گزاری کی وصولی شروع کی۔ مصر میں ایک اچھی خاصی جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ بلا وجہ ادائیگی خراج میں التوا کرنے کے عادی تھے۔ نیز وہ کم بھی ادا کرنے لگے تھے۔ عمر نے ایک شخص سے ادائیگی خراج کا مطالبہ شروع کیا۔ اس نے فوری ادائیگی سے اپنی ناقابلیت کا ادعا کیا۔ عمر نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو اب تجھے تمام سرکاری مطالبہ مدینۃ السلام کے خزانہ عامرہ میں داخل کرنا پڑے گا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ میں یہیں داخل کرتا ہوں آپ اسے قبول کریں۔ اور مجھے اس مشقت سفر سے معافی دے دیں۔ عمر نے کہا مگر اب تو میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کی خلاف ورزی کس طرح نہیں کروں گا۔

عمر بن مہران کا ہارون الرشید کے نام خط:

عمر نے اسے دو سپاہیوں کی نگرانی میں مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔ چونکہ اس زمانے میں عمال ممالک براہ راست خلیفہ وقت سے مراسلت کرنے کے مجاز تھے۔ اس وجہ سے عمر نے ایک معروضہ بھی رشید کے نام اس مضمون کا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے ادائیگی خراج کا مطالبہ کیا۔ اس نے مجھ سے التوا کی درخواست کی اور مہلت مانگی۔ میں نے اسے مہلت دے دی۔ اس کے بعد میں نے اس سے پھر مطالبہ کیا۔ اس مرتبہ اس نے مجھ سے حجت کی اور ٹالنے لگا۔ اس وقت میں نے قسم کھائی کہ اب تجھے اپنا تمام زر لگان مدینۃ السلام کے بیت المال میں داخل کرنا پڑے گا۔ اس پر اس قدر رقم واجب الادا ہے۔ میں اسے امیر المومنین کے سپاہیوں میں سے فلاں بن فلاں فلاں بن فلاں کی قیادت میں بارگاہ ساسی میں بھیجتا ہوں۔ مناسب ہو کہ امیر المومنین اس کی رسید سے مجھے مطلع فرمائیں۔

لکھ کر ان محافظ سپاہیوں کے ساتھ بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ پھر کسی شخص نے ادائیگی خراج میں کوئی میل و حجت اس سے نہیں کی۔ اس نے پہلی اور دوسری فصل کا خراج بلا عذر پورا وصول کر لیا۔ تیسری فصل پر جب اس نے مطالبہ کیا تو لوگوں نے اپنی ناقابلیت ادائیگی کا عذر کر کے التواء کی خواہش کی اس نے تمام مال گزاروں اور تاجروں کو طلب کر کے ان سے نو ذرا خراج کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اقتصادی مشکلات کی بنا پر ادائیگی خراج سے انکار کیا۔

اہل مصر کی ادائیگی خراج:

عمر نے حکم دیا کہ جو تخائف ان لوگوں نے ہمیں بھیجے تھے وہ سب لائے جائیں اس نے تھیوں پر نظر کی اور صراف کو طلب کیا۔ اس نے تمام زر نقد تول لیا۔ عمر نے وہ رقم ان کے بھیجنے والوں کے حساب میں بطور زر لگان محسوب کر لی اس کے بعد اس نے پیڑوں کے پٹارے منگوائے ان کو ہراج کر کے خود اسے خرید لیا۔ اور ان کی قیمت بھی مطالبہ لگان میں محسوب کر لی۔ پھر اس نے کہا۔ صاحبو! جس طرح میں نے تمہارے مرسلہ تخائف کو تمہاری ضرورت کے وقت کے لیے بچا رکھا۔ اسی طرح تم ہمارا مطالبہ لگان بے باق کر دو۔ اہل مصر نے سارا خراج ادا کر دیا۔ اس طرح مصر کی آمدنی بہت بڑھ گئی اور جب وہ تمام انتظام ٹھیک کر چکا تو بغداد واپس چلا آیا۔ یہ بات معلوم نہیں کہ جس قدر آمدنی اس عمر کے زمانہ میں مصر سے ہوئی اتنی کسی اور شخص کے عہد حکومت میں وہاں سے وصول ہوئی ہو۔

عمر بن مہران کی مراجعت:

چونکہ اسے اختیار حاصل تھا کہ جب تک چاہے وہ مصر میں رہے اور جب چاہے واپس چلا آئے۔ اس اختیار کی وجہ سے وہ خود ہی وہاں سے چلا آیا۔ جب روانہ ہوا تو وہی شکل تھی کہ ایک خچر پر خود سوار تھا اور ایک دوسرے خچر پر اس کا غلام ابودرہ سوار تھا۔ اس سال عبدالرحمن بن عبدالملک موسم گرما میں جہاد کے لیے گیا اور اس نے ایک قلعہ فتح کیا۔

امیر حج سلیمان بن ابی جعفر:

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المصروعی امارت میں حج ہوا۔ واقدی کے بیان کے مطابق ہارون کی بیوی زبیدہ بھی اس سال حج کے لیے گئی تھی اس کے بھائی اس کے ساتھ تھے۔

حج کے واقعات

اسحاق بن سلیمان کی ولایت مصر:

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسحاق بن سلیمان کو والی مصر مقرر کیا۔ اور حمزہ بن مالک کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے خراسان کو بھی جحتان کے ساتھ شامل کر کے فضل بن یحییٰ کی ولایت میں دے دیا۔ اس سال عبدالرزاق بن عبدالحمید الربیع کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔

واقدی کا سرخ آندھی کے متعلق بیان:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شب یکشنبہ میں جب کہ ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں۔ نہایت شدید سیاہ اور سرخ رنگ کی آندھی چلی۔ پھر شب چہار شنبہ کو جب کہ ماہ محرم کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں تمام فضا میں شفق پھیل گئی اور یکم صفر جمعہ

کے دن پھر نہایت شدید سیاہ آندھی چلی۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۷۷ھ کے واقعات

المحق بن سلیمان کے خلاف:

اس سال بنی قیس و قضاہ وغیرہ حوئیوں نے مصر میں ہارون کے عامل مصراحق بن سلیمان کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور اس سے لڑے۔ رشید نے ہرثمہ بن اعین کو کئی سرداران عساکر کے ساتھ المحق بن سلیمان کی مدد کے لیے مصر بھیجا۔ اہل خوف نے امان کی درخواست کر کے اطاعت قبول کر لی اور تمام سرکاری مطالبات کو ادا کر دیا۔ اس زمانے میں ہرثمہ رشید کی طرف سے فلسطین کا عامل تھا۔ اس فتنہ کے ختم ہونے کے بعد ہارون نے سلیمان کو مصر سے واپس بلا لیا۔ اور اس کی جگہ تقریباً ایک ماہ ہرثمہ والی رہا۔ اس کے بعد رشید نے اسے بھی واپس بلا لیا۔ اور عبدالملک بن صالح کو والی مقرر کیا۔

اہل افریقیہ کی بغاوت و سرکوبی:

اس سال اہل افریقیہ نے عبدویہ الانباری کی قیادت اور اس کے زیر قیادت باقاعدہ سپاہ کی معیت میں بغاوت کی۔ فضل بن روح بن حاتم کو قتل کر دیا گیا۔ آل مہلب کے جو لوگ وہاں تھے ان سب کو خارج البلد کر دیا گیا۔ رشید نے ہرثمہ بن اعین کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اس کے جاتے ہی تمام باغی مطیع و منقاد ہو گئے۔

عبدویہ الانباری کی اطاعت:

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس عبدویہ نے افریقیہ پر قبضہ کر کے حکومت کے خلاف علانیہ بغاوت کی اور اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ ہزار ہا آدمی اس کے تابع فرمان ہو گئے۔ اور اطراف و اکناف ملک سے لوگ جو حق و راجح اس کے پاس آ گئے۔ یحییٰ بن خالد بن برمک اس وقت رشید کا وزیر تھا اس نے یقظین بن موسیٰ اور منصور بن زیاد کو اس فتنہ کو مٹانے کے لیے روانہ کیا نیز یحییٰ نے عبدویہ کو بہت سے مسلسل خط لکھے۔ ان میں اسے حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی گئی تھی اور انکار کی صورت میں تہدید کی گئی تھی نیز یہ وعدہ کیا گیا کہ تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔ تم کو امان دی جائے گی اور بہت کچھ انعام و صلہ دیا جائے گا اس وعدہ و وعید کا اثر یہ ہوا کہ اس نے سر تسلیم خم کر کے حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اور بغداد آیا۔ یحییٰ نے جو وعدے کیے تھے وہ سب کے سب اس نے پورے کیے۔ اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور رشید سے بھی اس کے لیے معافی حاصل کی۔ اسے صلہ دیا اور ریاست دی۔

ولید بن طریف الشاری خارجی کا خروج:

اس سال رشید نے اپنے تمام معاملات یحییٰ بن برمک کو تفویض کر دیئے۔ اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی نے جزیرہ میں خوارج کا شعار بلند کیا۔ اور وہ ابراہیم بن خازم بن خزیمہ کو نصیبین میں اچانک قتل کر کے جزیرہ اور مینا چلا گیا۔

امارت خراسان پر فضل بن یحییٰ کا تقرر:

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کے والی کی حیثیت سے خراسان آیا وہاں اس نے بڑی عمدہ حکومت کی بہت سی مساجد اور ررباط بنائیں دریا پار کے علاقہ پر جہاد کیا۔ اشروسینہ کا بادشاہ خارخرہ جو خلافت اسلامیہ کی اطاعت سے منحرف ہو کر قلعہ بند تھا۔ فضل کے پاس آیا۔ عباسیہ فوج:

اس نے خراسان میں خالص عجمیوں کی ایک فوج تیار کی اس کا نام عباسیہ رکھا اور اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے سردار خود منتخب کرے۔ اس فوج کی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس میں سے بیس ہزار آدمی بغداد آئے اس جماعت کو بغداد میں کر بنیہ کہتے تھے۔ ان کی باقی جماعت اپنے اپنے مختص ناموں اور دفاتر کے ساتھ خراسان ہی میں رہی۔

فضل بن یحییٰ کی سخاوت:

مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر فضل کی عرفیہ میں ایک قصیدہ کہا۔ خراسان جانے سے پہلے جب کہ فضل اپنی چھاؤنی میں فروکش تھا۔ اس وقت بھی اس شاعر نے اس کی سخاوت میں چند شعر کہے اور اسے سنائے۔ فضل نے لباس اور خنجر کے علاوہ ایک لاکھ درہم اس مدح کے صلہ میں اسے دیئے خود مروان بن ابی حفصہ نے ایک مرتبہ یہ بات کہی کہ اس سفر میں مجھے سات لاکھ درہم انعام ملا۔ اس کے بعد پھر اس نے اور اسلم الخاسر نے فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے۔

ابراہیم بن جبرئیل عامل بستان:

فضل بن اسحاق الباشمی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن جبرئیل فضل بن یحییٰ کے ساتھ خراسان روانہ ہوا۔ چونکہ یہ بادل ناخواستہ خراسان گیا تھا۔ اس وجہ سے فضل کے دل میں اس کی یہ بات بیٹھ گئی تھی۔

ابراہیم کہتا ہے کہ کچھ روز کا بھلا وادے کر ایک دن فضل نے مجھے بلایا میں نے اس کے سامنے پہنچ کر اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج خیر نہیں فضل لینا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ اچھی طرح اٹھ بیٹھا۔ کہنے لگا ابراہیم ڈرو مت چونکہ تم پر میں قدرت رکھتا ہوں اسی وجہ سے میں تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس کے بعد اس نے مجھے بستان کا عامل مقرر کر دیا اور جب میں نے اپنے علاقہ کی آمدنی اس کے پاس بھیجی تو وہ سب اس نے مجھے عطا کر دی۔ نیز اس کے ماسوا پانچ لاکھ درہم اپنے پاس سے اور بھیجے۔

فضل بن اسحاق کا بیان:

فضل بن اسحاق کہتا ہے کہ ابراہیم فضل کا کو تو ال اور محافظ دستہ کا افسر بھی تھا۔ فضل نے اسے کابل بھیجا۔ ابراہیم نے کابل کو فتح کیا۔ اور وہاں اسے ہر قسم کی بے شمار غنیمت ملی۔

ابراہیم کی فضل بن یحییٰ کی دعوت:

راوی کہتا ہے کہ مجھ سے فضل بن العباس بن جبرئیل نے جو اپنے چچا ابراہیم کے ہمراہ تھا۔ بیان کیا ہے کہ اس مہم میں ابراہیم کو سات کروڑ درہم وصول ہوئے۔ اس کے علاوہ چار کروڑ درہم زر خراج اس کے پاس تھے۔ جب یہ بغداد آیا اور بنعین میں اس نے اپنا محل تعمیر کیا تو اس نے فضل سے درخواست کی کہ آپ میرے مکان آ کر میری عزت افزائی کریں اور جو احسان و اکرام آپ نے مجھ

پر کیا ہے اس کو خود دیکھیں۔ اس نے اس موقع پر فضل کی نذر کے لیے بہت سے تحائف قیمتی اشیاء اور سونے چاندی کے برتن مہیا کیے اور وہ چار کروڑ درہم بھی محل کے ایک گوشے میں رکھوا دیئے۔ جب فضل اس کے گھر آ کر بیٹھا اس نے وہ تمام چیزیں نذر میں پیش کیں۔ فضل نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو صرف اس لیے آیا تھا۔ کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو۔ ابراہیم نے کہا یہاں جو کچھ ہے یہ سب آپ کا احسان ہے۔ فضل نے کہا ہم اس سے زیادہ تمہارے ساتھ سلوک کرنا چاہتے ہیں۔

ان تمام بیش بہا اشیاء میں سے اس نے سوائے ایک سخری کوڑے کے کوئی چیز نہیں لی۔ البتہ وہ کوڑا لے لیا اور کہا کہ یہ شہسواروں کے کام کی چیز ہے۔ ابراہیم نے کہا یہ خراج کی رقم حاضر ہے فضل نے کہا یہ بھی تم لے لو۔ ابراہیم نے دوبارہ کہا کہ یہ سرکاری روپیہ تو لے لیجئے۔ فضل نے کہا۔ کیا تمہارے ہاں اس کے رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

فضل بن یحییٰ کا استقبال:

جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو خود رشید بستان ابی جعفر تک اس کے استقبال کو گئے اور وہیں تمام بنو ہاشم ملکی اور فوجی عہدہ دار اہل قلم اور اشراف و عمائد اس سے ملنے گئے اس نے ایک ایک کو دس دس اور پانچ پانچ لاکھ درہم دیئے۔ مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔

خالد بن عبد اللہ القسری کے آزاد غلام رزام بن مسلم کے بھائی حفص بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو میں اس سے ملنے گیا۔ اس وقت بہت سی تھیلیاں اس کے سامنے رکھی تھیں اور وہ سر بہمہر تقسیم کی جا رہی تھیں۔ اور ان میں سے ایک تھیلی بھی کھولی نہ گئی۔ اس پر میں نے یہ شعر پڑھا:

کفی اللہ بالفضل بن یحییٰ بن خالد
وجود یدیدہ بخل کل بخیل

ترجمہ: ”فضل بن یحییٰ بن خالد اور اس کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کے ذریعہ اللہ نے ہر بخیل کے بخل کی اذیت سے اپنے بندوں کو بچا لیا۔“

شعر سن کر مروان بن حفصہ نے مجھ سے کہا۔ کاش! کہ یہ شعر مجھے مل جاتا۔ کیونکہ مجھ پر دس ہزار درہم کا قرض ہے۔

امیر حج محمد بن ابراہیم:

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ اور موسم سرما کی مہم نے سلیمان بن راشد کی قیادت میں جہاد کیا۔ اس کے ساتھ سسلی کا بطریق البید بھی شریک جہاد تھا۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۹ھ کے واقعات

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان پر عمرو بن شرجیل کو اپنا قائم مقام بنا کر بغداد آیا۔
حمزہ بن اترک خارجی کا خروج:

اس سال رشید نے منصور بن یزید بن منصور الحمیری کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ نیز اس سال خراسان میں حمزہ بن اترک

البحسانی خارجی نے خروج کیا۔ اس سال رشید نے محمد بن خالد بن برمک حاجب کو برطرف کر کے اس کی جگہ فضل بن الربیع کو اپنا حاجب مقرر کیا۔

ابن طریف انشاری خارجی کا قتل:

اس سال ولید بن طریف انشاری خارجی آرمینیا سے جزیرہ واپس آیا۔ اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ ہزار ہا آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ رشید نے یزید بن مزید الشیبانی کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ پہلے تو یزید اس کے مقابلہ پر سے لومڑی کی طرح کنائی کاٹ گیا۔ مگر پھر اس نے ولید کو ہیبت کے اوپر بے خبری میں جالیا۔ اور اسے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ جو باقی بچے و تتر بتر ہو گئے۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس ولید کے مقابلہ میں اللہ نے جو کامیابی رشید کو عطا کی اس کے شکر میں انہوں نے اس سال کے ماہ رمضان میں عمرہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہ مدینہ چلے آئے۔ اور موسم حج تک مدینہ میں اقامت گزیر رہے۔ پھر انہیں کی امارت میں حج ہوا۔ یہ مکہ سے منیٰ اور وہاں سے عرفات پیدل گئے اور پایادہ ہی انہوں نے تمام مناسک حج ادا کیے۔ حج کے بعد وہ براہ بصرہ مدینۃ السلام واپس آ گئے۔ و اقدی کا کہنا ہے کہ رشید عمرہ ادا کر کے موسم حج تک مکہ ہی میں مقیم رہے تھے۔

۱۸۰ھ کے واقعات

شام میں شورش:

اس سال شام میں عربوں کے قبائل میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا اور اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اس کی اطلاع رشید کو ہوئی وہ بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے اس کے انتظام کے لیے جعفر بن یحییٰ کو شام کا والی مقرر کیا اور اس سے کہا کہ اس کام کے لیے یا تم جاؤ یا میں جاؤں۔ اس کے جواب میں جعفر نے کہا۔ میں آپ کی خاطر اپنی جان لڑاتا ہوں۔

جعفر بن یحییٰ کا حسن انتظام:

یہ بہت سے سپہ سالاروں، جانوروں اور ہتھیاروں سے مسلح شام روانہ ہوا۔ اس نے عباس بن محمد بن المسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کیا اور شبیب بن حمید بن قحطیہ کو اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ یہ فتنہ پردازوں کے پاس گیا اور ان میں مصالحت کر دی۔ البتہ اس نے ان ڈاکوؤں اور ٹھگلوں کو جو اس فتنہ میں شریک ہوئے قتل کر دیا نیز اس نے شام میں گھوڑا اور نیزہ باقی نہیں چھوڑا۔ سب ضبط کر لیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آتش فساد سرد ہو گئی۔ اور امن و امان بحال ہوا۔ اس کامیابی کے بعد جب جعفر شام سے روانہ ہوا تو منصور الثمیری نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ جس میں اس کے کارنامے کو سراہا۔

جعفر بن یحییٰ کی مراجعت:

جعفر بن یحییٰ نے صالح بن سلیمان کو بلاتا اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی مقرر کیا اور عیسیٰ بن مکی کو شام پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود عراق پلٹ آیا۔ رشید نے ہمیش از ہمیش اس کی عزت افزائی کی۔

جعفر بن یحییٰ کا ہارون سے خطاب:

جب یہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پہلے ان کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا۔ پھر سامنے کھڑے ہو کر دست بستہ عرض پرداز ہوا:

امیر المؤمنین اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میری پریشانی کو اطمینان نصیب کیا۔ میری دعا قبول کی میری التجا پر رحم کیا۔ میری مدت عمر میں اتنا اضافہ کر دیا کہ مجھے اپنے آقا کی صورت دکھائی۔ ان کی ملاقات سے میری عزت بڑھائی۔ اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے ان کے ہاتھ چومنے کا موقع دیا۔ مجھے ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر کر دیا۔ بخدا! جب میں جناب والا سے اپنی علیحدگی اور ان قدر ترقی اسباب کو جن کی وجہ سے مجھے جناب والا سے رخصت ہونا پڑا یاد کرتا تھا تو اسی وقت میرے دل میں یہ بات آ جاتی تھی کہ یہ مجھے اپنے گناہوں اور سرتاپا خطاؤں کی سزا ملی ہے۔ امیر المؤمنین اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے، اگر مجھے کچھ اور دن آپ سے دور رہنا پڑتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ آپ کے قرب کی تمنا اور آپ کے فراق کے غم میں میری عقل زائل ہو جاتی۔ اور میں خود بے تاب ہو کر آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضری کی اجازت طلب کرتا۔

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس بیعت کے زمانے میں مجھے سلامتی اور عافیت دی میری دعا قبول کی اور اپنی اطاعت کی توفیق سے تھامے رہا۔ اور اس نے مجھے معصیت سے بچائے رکھا کہ اب میں آپ کے حکم اور اجازت سے شام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور موت نے مجھے اس حاضری سے باز نہیں رکھا۔ میں سب سے بڑی قسم یعنی خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے وثوق کامل تھا کہ اگر تمام دنیا مجھے پیش کی جاتی تب بھی میں آپ کی قربت کو ترجیح دیتا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہ سمجھتا۔

اس کے بعد جعفر نے اسی موقع پر کہا:

اللہ ہمیشہ سے آپ پر آپ کی نیت کے مطابق احسان کرتا رہا ہے اور آپ کی انتہائی آرزو کے مطابق آپ کی رعایا کی اطاعت کو درست کرتا رہا ہے۔ وہ ان سب کی حالت کو آپ کے لیے درست کر دیتا ہے ان کے نظام کو یک جا کر دیتا ہے۔ ان کے افتراق کو متحد کر دیتا ہے۔ جن میں آپ کا اور ان کا دونوں کا فائدہ ہے۔ اور وہ اس طرح کہ وہ سب کے سب آپ کی اطاعت کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی خوشنودی کو اختیار کرتے ہیں۔ اس احسان پر اللہ کا ہزار ہزار شکر واجب ہے امیر المؤمنین میں اہل شام کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ آپ کے بالکل مطیع و منقاد ہیں۔ اپنے کیے پر نادم ہیں۔ آپ کی ذات سے وابستہ ہیں آپ کے ہر فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپ سے معافی کے خواستگار ہیں آپ کے علم پر بھروسہ رکھتے ہیں آپ کے فضل کے امید وار ہیں۔ آپ کے جذبہ انتقام سے بے خوف ہیں۔ ان کی جو حالت اس اختلاف کے وقت ہے وہی ان کے باہمی اختلاف کے وقت تھی۔ اور جو حال ان کا اس الفت کے زمانے میں ہے وہی حال ان کا کاوٹ کے وقت تھا۔ امیر المؤمنین نے تو پہلے ہی ان کی معذرت کرنے اور معافی کی درخواست پر ان کو معاف کر دیا ہے۔ اور ان کی خطاؤں سے درگزر کیا ہے۔ اللہ نے جو کامیابی مجھے ان کے مقابلہ پر عطا فرمائی ہے کہ ان کی آتش غیظ کو اس نے بجھا دیا۔ ان میں جو شریر اور سرکش تھے۔ ان کو دور پھینک دیا اور دوسری جماعتوں میں مصالحت کرا دی۔ مجھے ان کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا کی اور ان کی مدد سے بہرہ ور کیا سب کچھ آپ کی برکت

نصیب کی سعادت اور اقبال دائمی کی بدولت اور اس وجہ سے کہ وہ آپ سے ڈرتے بھی ہیں اور آپ کو اپنا امید گاہ بھی سمجھتے ہیں۔
بخدا! امیر المومنین میں نے ان کے مقابلہ میں اول سے لے کر آخر تک آپ ہی کی ہدایت پر عمل کیا اور جو حکم اور طرز عمل
جناب والا نے میرے لیے ارشاد کیا تھا۔ اسی پر میں کار بند ہوا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے حکم کو سن کر سر تسلیم خم کر دیا۔ کیونکہ وہ جانتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرتا رہا ہے اور وہ آپ کی سطوت سے خائف ہیں۔

جو کچھ مجھ سے اس معاملہ میں بن پڑا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اگرچہ میں نے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر مجھے
محسوس ہوا کہ جس قدر آپ کے احسانات عظیمہ کا بارگراں میرے سر پر ہے۔ اسی قدر ان کے حق کی ادائیگی سے میں اپنے آپ کو
معذور و مجبور پاتا ہوں اگرچہ اللہ کی جس قدر مخلوق آپ کی رعایا ہے ان میں آخری آدمی ہوں گا۔ جس کے دل میں یہ آرزو بھی پیدا ہو
کہ وہ آپ کے احسانات کا کچھ بھی حق ادا کر سکے یہ جو کچھ میں نے کیا وہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی فرمانبرداری میں اپنی جان اور
ہر وہ شے جو آپ کے موافق مزاج ہو خرچ کروں ورنہ جو آپ کے احسانات میرے اوپر ہیں جو میرے علم میں کسی دوسرے کے ساتھ
آپ نے نہیں کیے ان کے ہوتے ہوئے میں کیونکر آپ کے حق سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ آپ کی عنایتوں اور احسانات نے مجھے فرد
روزگار بنا دیا ہے۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں۔ یہ جرات بھی محض آپ کے اس اکرام کی وجہ سے مجھے ہوتی ہے جو آپ کا
میرے ساتھ ہے۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں۔ آپ کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شمار ہی سے مجھے اس
حق سے عہدہ برآ کرتا تو میں ان کی محض شمار سے بھی قاصر رہتا۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں۔ تمام عالم کو چھوڑ کر صرف آپ میری
جائے پناہ ہیں۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں۔ آپ اتنی تکلیف بھی میرے لیے پسند نہیں کرتے جس قدر کہ میں خود پسند کر لیتا
ہوں۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں۔ آپ ہر روز ایک ایسا احسان عظیم میرے اوپر کر دیتے ہیں کہ جو آپ کی تمام گزشتہ عنایتوں کو
بے حقیقت کر دیتا ہے۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ جو میرے ساتھ نیا احسان کرتے ہیں اپنے تمام پرانے احسان کو فراموش
کر دیتے ہیں۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں۔ آپ اپنی زندگی کی درازی کے ساتھ ساتھ میرے مرتبہ کو میرے ہمسروں پر
بڑھاتے رہتے ہیں۔ میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں۔ آپ میرے مالک ہیں میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے محسن ہیں
ہاں البتہ میں اس اللہ سے جس نے مجھے بغیر کسی استحقاق ذاتی کے آپ کی ذات سے اس قدر متمتع اور مستفید کیا ہے۔ یہ درخواست کرتا
ہوں کہ جب کہ میں آپ کے احسان کا عشر عشر سے کم حق ادا نہیں کر سکتا تو وہ میرے اس عجز کی اپنی طرف سے اپنی قدرت اور اپنے
وسعت ظرف کے مطابق آپ کو جزائے خیر دے اور میری طرف سے آپ کے حق اور احسان عظیم کا آپ کو عوض دے۔ یہ صرف اسی
کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسے کر سکتا ہے۔

مہر خلافت کی بیگی بنی خالد کو سپردگی:

اس سال رشید نے مہر خلافت کو جعفر بن یحییٰ سے لے کر اس کے باپ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ
خراسان اور جہتان کا والی مقرر کیا گیا اور جعفر نے محمد بن الحسن بن قحطیہ کو ان دونوں صوبوں پر اپنا عامل مقرر کیا۔
امارت خراسان پر عیسیٰ بن جعفر کا تقرر:

اس سال رشید رقبہ آنے کے ارادہ سے بغداد سے براہ موصل شام روانہ ہوئے جب یہ بروان پہنچے تو انہوں نے عیسیٰ بن جعفر

کوخراسان کا والی مقرر کیا اور جعفر بن یحییٰ کوخراسان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح جعفر کل بیس دن خراسان کا والی رہا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ امیر المؤمنین کی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔
موصل کی فسیل کا انہدام:

اس سال رشید نے موصل کی فسیل اس وجہ سے منہدم کرادی۔ کہ خارجیوں نے وہاں سے خروج کیا تھا۔ اس کے بعد وہ رقبہ چلے گئے اور وہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔
ہرثمہ بن اعین کی طلبی:

اس سال انہوں نے ہرثمہ بن اعین کو افریقیا کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسے مدینہ السلام بلا لیا۔ جعفر بن یحییٰ نے اسے فوج پر اپنا نائب مقرر کر لیا۔ اس سال مصر میں نہایت شدید زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی۔
فراشتہ الشیبانی خارجی کا قتل:

اس سال فراشتہ الشیبانی خارجی نے جزیرہ میں خروج کیا مسلم بن بکار بن مسلم العقیلی نے اسے قتل کر دیا۔
عمر بن محمد العمر کا قتل:

اس سال محرمہ جماعت نے جرجان میں خروج کیا علی بن عیسیٰ بن باہان نے اس ہنگامہ کے بارے میں بارگاہ خلافت میں عرضداشت بھیجی کہ عمر بن محمد العمر کی شراغلیزیوں نے اس جماعت کو میرے خلاف آمادہ پیکار کیا ہے۔ اور یہ شخص زندیق ہے رشید حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ مرو میں اسے قتل کر دیا گیا۔
امارت طبرستان پر عبداللہ بن خازم کا تقرر:

اس سال فضل بن یحییٰ طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ان علاقوں پر عبداللہ بن خازم مقرر کیا گیا نیز فضل کو رے کی ولایت سے بھی علیحدہ کیا گیا۔ اور اس کی جگہ رے پر محمد بن الحارث بن شثیر والی رے مقرر ہوا۔ اور سعید بن سلمہ جزیرے کا والی مقرر ہوا۔ اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔
بارون الرشید کی مکہ سے مراجعت:

اس سال رشید مکہ سے واپسی میں بصرہ آئے یہ محرم میں بصرہ پہنچے چند روز محدثہ میں مقیم رہے پھر وہاں سے عیسیٰ بن جعفر کے قصر واقع خریۃ میں چلے آئے۔ پھر یحییٰ بن خالد کی بنائی ہوئی نہر سبحان کو دیکھنے کے لیے کشتی میں گئے۔ اور انہوں نے نہر ابلہ اور نہر معقل کے دہانے بند کر دیئے اور اس طرح نہر سبحانی میں پانی کی بہم رسانی متعین ہو گئی۔ اس کے بعد جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی تھیں وہ بصرے سے مدینہ السلام روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر پھر ہیرہ گئے اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔
بارون الرشید کا حیرہ میں قیام:

حیرہ میں انہوں نے اپنی سکونت کے لیے مکانات بنوائے اپنے ساتھیوں کو بھی زمین کے قطعات تعمیر اکنہ کے لیے مفت دیئے۔ تقریباً چالیس روز ان کو قیام کو گزرے تھے کہ اہل کوفہ نے ان کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اور ان کے اس ہمسائیگی کو پسند نہیں کیا اس بنا پر رشید پھر مدینہ السلام چلے آئے۔ اور وہاں سے رقبہ چلے گئے۔ رقبہ جاتے وقت انہوں نے مدینہ السلام پر اپنا

نائب بنایا اور دونوں عراقوں کا والی مقرر کیا۔

امیر حج موسیٰ بن عیسیٰ:

اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۱ھ کے واقعات

قلعہ صفصاف کی تسخیر:

اس سال رشید خود روم کے علاقہ میں جہاد کے لیے گئے اور انہوں نے قلعہ صفصاف کو بزرگ شمشیر مسخر کیا۔ نیز عبد الملک بن صالح بھی رومیوں سے لڑا اور بڑھتے ہوئے انگوراجا پہنچا اور شہر مطمورہ کو فتح کر لیا۔ اس سال حسن بن قحطبہ اور حمزہ بن مالک نے وفات پائی۔ اس سال حمزہ جماعت نے جرجان پر غلبہ حاصل کیا۔

اس سال رقبہ میں فروس ہو کر رشید نے پہلی مرتبہ اپنے مراسلات کی ابتداء میں محمد ﷺ پر درود اور سلامتی بھیجنے کا طریقہ جاری کیا۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یزج ادا کر کے بہت جلد مکہ سے روانہ ہو گئے۔ یحییٰ بن خالد جو پیچھے رہ گیا تھا عمرہ میں ان سے آ کر ملا۔ اور اس نے اپنی خدمت سے استعفیٰ دے دیا۔ رشید نے اسے قبول کر لیا۔ یحییٰ نے مہر خلافت رشید کو واپس دے دی۔ اور مکہ میں قیام پذیر ہونے کی اجازت مانگی۔ رشید نے اس کی درخواست قبول کی اور یحییٰ مکہ پلٹ آیا۔

۱۸۲ھ کے واقعات

عبداللہ المامون کی ولی عہدی کی بیعت:

اس سال رشید مکہ سے واپس آ کر رقبہ گئے اور وہاں انہوں نے اپنے بیٹے محمد الامین کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لیے تمام فوج سے بیعت لی اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کے سپرد کر کے اسے مدینۃ السلام بھیج دیا۔ ان کے اہل بیعت میں سے جعفر بن ابی جعفر المنصور اور عبد الملک بن صالح اور امرائے عساکر میں سے علی بن عیسیٰ مامون کے ساتھ تھے۔ مدینۃ السلام آنے کے بعد یہاں بھی اس کے لیے بیعت لی گئی اس کے باپ نے خراسان اور اس کے ملحقہ ہمدان تک علاقہ کا والی مقرر کیا اور مامون اس کا نام رکھا۔

بنت خاقان کا انتقال:

اس سال خزر کے بادشاہ خاقان کی لڑکی فضل بن یحییٰ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئی۔ یہ برزخ میں آ کر مر گئی۔ اس وقت سعید بن سلم بن قتیبہ الباہلی ارمنیا کا والی تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ان خزر سرداروں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کے

باپ سے جا کر یہ کہا کہ آپ کی بیٹی کو دھوکہ سے قتل کیا گیا ہے۔ اس سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ گیا اور اب وہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرنے لگا۔
قسطنطین بن الیون کا زوال:

اس سال یحییٰ بن خالد مدینۃ السلام واپس آ گیا۔ اس سال عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور وہ بڑھتا ہوا اصحاب الکہف کے شہر و فوس تک جا پہنچا۔ اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی دونوں آنکھیں اندھی کر دیں۔ اور اس کی ماں رینی کو اپنی ملکہ تسلیم کیا اس نے اغسط لقب اختیار کیا۔
امیر حج موسیٰ بن عیسیٰ:

اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۳ھ کے واقعات

خزرجا خان کا انتقامی حملہ:

اس سال خزرجا خان کی بیٹی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے باب الابواب سے بڑھ کر وہاں کے مسلمانوں اور ذمیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے تقریباً ایک لاکھ کولونڈی غلام بنالیا۔ یہ اس قدر اہم واقعہ تھا کہ عہد اسلام میں اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔
رشید نے یزید بن مزید کو آذربائیجان کے ساتھ ارمینیا کا والی مقرر کیا بہت سی باقاعدہ فوج اس کی امداد کو بھیجی اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تاکہ بوقت ضرورت یہ اہل ارمینیا کی مدد کر سکے۔
خزرجا کی ارمینیا پر یورش:

خزرجا کی ارمینیا پر یورش کی مذکورہ بالا توجیہ کے علاوہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سعید بن سلم نے منجم سلمیٰ کی تبر سے گردن مار دی۔ اس کے بیٹے نے خزرج کے علاقہ میں جا کر انہیں سعید پر حملہ کرنے کی ترغیب و تحریص کی موقع کو غنیمت سمجھ کر قوم خزرج نے شکاف کوہ سے گھس کر آرمینیا پر حملہ کر دیا۔ سعید نے شکست کھائی۔ خزرج نے زبردستی مسلمان عورتوں سے تمتع کیا اور تقریباً ستر دن تک وہ آرمینیا پر قابض رہے۔ پھر ہارون نے خزیمہ بن خازم اور یزید بن مزید کو آرمینیا بھیجا اور انہوں نے سعید کی بگاڑی ہوئی بات پھر درست کر دی۔
خزرجا کو وہاں سے نکال دیا اور شکاف پھر بند کر دیا۔
علی بن عیسیٰ والی خراسان کی جلی:

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان والی خراسان کو واپس طلب کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے متعلق رشید سے شکایت کی گئی کہ وہ حکومت کی مخالفت کے لیے بالکل آمادہ ہے۔ علی بن عیسیٰ اپنے بیٹے یحییٰ کو خراسان پر اپنا قائم مقام بنا کر جسے رشید نے بھی تسلیم کیا۔ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت بڑی رقم ریشہ کو نذر دی۔ رشید نے اسے دوبارہ اپنے بیٹے مامون کی جانب سے ابوالنضیب کے مقابلہ پر خراسان بھیج دیا۔ اور وہ خراسان پلٹ آیا۔

اس سال ابوالنضیب، سیب بن عبداللہ التمیمی حریف کے مولیٰ نے خراسان کے شہر النساء میں خروج کیا۔

موسیٰ بن جعفر کی وفات:

اس سال موسیٰ بن جعفر بن محمد نے بغداد میں وفات پائی اور محمد بن السماک القاضی نے بھی وفات پائی۔

امیر حج عباس بن موسیٰ:

اس سال عباس بن موسیٰ البہادی بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۴ھ کے واقعاتعمال کا عزل و نصب:

اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں ہارون رقبہ سے دریائے فرات میں کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے مدینہ السلام واپس آئے۔ یہاں آ کر انہوں نے رعایا سے بقایا کی وصولیابی کا مطالبہ کیا۔ اور اس کام کے لیے عبد اللہ بن یثیم بن سام کو مقرر کیا۔ اور اسے قید کرنے اور مارنے پینے کا بھی اختیار دیا۔ رشید نے حماد البربری کو مکہ اور یمن کے خراج کا محصل اور داؤد بن یزید بن حاتم امہلسی کو سندھ، یحییٰ الحرشی کو علاقہ جبل اور مہرویہ الرازی کو طبرستان کا افسر خراج مقرر کیا۔ افریقیا کی حکومت ابراہیم بن الاغلب نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ پھر رشید نے بھی اسی کو افریقیا کا والی مقرر کر دیا۔

ابو عمرو الشاری کا خروج:

اس سال ابو عمرو الشاری نے خروج کیا۔ رشید نے زہیر القصاب کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ زہیر نے شہر زور میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال ابو النضیب نے امان کی درخواست کی علی بن حسین نے امان دی۔ ابو النضیب مرو میں اس کے پاس آیا۔ علی نے اس کی بڑی خاطر اور تکریم کی۔

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۵ھ کے واقعاتحمزۃ الشاری کی شورش:

اس سال اہل طبرستان نے اپنے والی مہرویہ الزاری کو قتل کر دیا۔ رشید نے اس کی جگہ عبد اللہ بن سعید الحرشی کو طبرستان کا والی مقرر کیا۔ اس سال عبد الرحمن الانباری نے ابان بن قحطبة الخارجی کو مرج قلعہ میں قتل کر دیا۔ اس سال حمزۃ الشاری نے خراسان کے شہر باذغیس میں شورش برپا کر دی۔ عیسیٰ بن علی نے حمزہ کے دس ہزار ساتھیوں پر اچانک حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اور وہ ان کا تعاقب کرتا ہوا کابل زابلستان اور قندھار جا پہنچا۔

ابو النضیب کا خروج:

اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر پھر اس نے شکست کھائی اور وہ سرخس چلا گیا۔ یہاں اس کی طاقت و شوکت زیادہ ہو گئی۔

اس سال یزید بن مزید نے بزدلع میں انتقال کیا۔ اور اس کی جگہ اسد بن یزید مقرر کیا گیا۔

یقظین بن موسیٰ اور عبدالصمد بن علی کی وفات:

اس سال یقظین بن موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ اس کا کوئی دانت آج تک نہیں گرا تھا۔ یہ اپنے دودھ کے دانتوں کے ساتھ قبر میں دفن ہوا۔

اس سال رشید موصل کے راستے سے رقعہ آنے کے لیے مدینہ السلام سے روانہ ہوئے۔

یحییٰ بن خالد کو عمرہ کی اجازت:

اس سال یحییٰ بن خالد نے رشید سے عمرہ اور جواری کی اجازت مانگی۔ رشید نے اسے اجازت دی۔ یہ شعبان میں روانہ ہوا اور

ماہ رمضان کا عمرہ ادا کیا۔ پھر جدہ میں سب سے علیحدہ ہو کر حج کے موسم تک اقامت کی پھر حج کیا۔ اس سال مسجد حرام میں بجلی گرنی جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔

امیر حج منصور بن محمد:

اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۸۶ھ کے واقعات

ابوالخصیب کا قتل:

اس سال علی بن عیسیٰ بن ماہان ابوالخصیب سے لڑنے مرو سے نسا گیا وہاں اس نے ابوالخصیب کو قتل کر دیا۔ اس کی بیوی بچور

کولونڈی غلام بنا لیا اور اب تمام خراسان میں امن و امان ہو گیا۔ جب رشید کو معلوم ہوا کہ احمد بن عیسیٰ بن یزید کے مقابلہ میں شامہ بن اشرس جھوٹ بول رہا ہے انہوں نے اسے قید کر دیا۔

جعفر بن ابی جعفر کی وفات:

اس سال جعفر بن ابی جعفر المصو کا ہرثمہ کے پاس انتقال ہوا اور عباس بن محمد نے بغداد میں وفات پائی۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ اس سال کے ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے رقعہ سے روانہ ہوئے۔

انبار سے گزرے مگر مدینہ السلام نہیں آئے البتہ مدینہ السلام سے سات فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے مقام الدرات پر انہوں نے پڑاؤ کیا تھا۔ وہ رقعہ پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

ہارون الرشید کی داد و دہش:

اس سفر میں ان کے دونوں بیٹے اور ولی عبد محمد الامین اور عبد اللہ الما موان ان کے ہمراہ تھے۔ یہ پہلے مدینہ آئے۔ اہل مدینہ کو

کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا۔ مدینہ سے فارغ ہو کر وہ مکہ آئے۔ یہاں بھی انہوں نے عطا دی۔ اس طرح دس لاکھ پچاس ہزار دینار خرچ ہوئے۔

ابراہیم بن محمد الحنفی کے بیان کے مطابق رشید نے اپنے بیٹے محمد کو بروز پنجشنبہ ماہ شعبان ۳۷ھ میں اپنا ولی عہد مقرر کیا اور امین اس کا لقب مقرر کیا تھا۔ ۵۷ھ ہجری میں انہوں نے شام اور عراق سے دے دیئے۔ پھر ۸۳ھ میں رقبہ میں انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی اور ہمدان سے لے کر اقصائے ممالک محروسہ خلافت تک کا علاقہ اسے دے دیا۔
عبدالملک بن صالح کی قاسم کی سفارش:

قاسم بن الرشید عبدالملک بن صالح کے زیر تربیت تھا۔ جب رشید نے مامون کے لیے بیعت لی تو عبدالملک بن صالح نے ان کو یہ شعر لکھ کر بھیجے:

| | |
|--------------------|-------------------------|
| يا ايها الملك الذى | لو كان نجما كان سعداً |
| اعقد لقاسم بيعة | واقدم لهرقى الملك زنداً |
| الله فرداً واحداً | فاجعل ولاية العهد فرداً |

ترجمہ: ”اے وہ بادشاہ کہ اگر وہ ستارہ ہوتا تو وہ ضرور مبارک ہوتا۔ آپ قاسم کے لیے بھی بیعت لیجیے اور اسے بھی ملک میں حصہ دیجیے۔ اللہ فرد واحد ہے۔ آپ اپنے ولی عہدوں کی تعداد بھی فرد رکھیے۔“
قاسم بن ہارون الرشید کا لقب:

انہیں اشعار نے سب سے پہلے قاسم کی ولی عہدی کا خیال رشید کے دل میں پیدا کیا۔ چنانچہ اب انہوں نے اس کے لیے بھی بیعت لی اور مومن اس کا لقب قرار دیا۔ جزیرہ سرحدات اور عوام اس کے تفویض کیے۔
سلطنت کی تقسیم پر عوامی رد عمل:

جب انہوں نے سارے ملک کو اس طرح تقسیم کر دیا تو اس پر عوام میں مختلف خیال آرائیاں ہونے لگیں بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح انہوں نے سلطنت کے نظام کو مضبوط کر دیا ہے۔ دوسرے لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ آپس میں لڑیں گے۔ اور اس تقسیم کے نتائج رعایا کے حق میں نہایت خوفناک ہوں گے۔ کسی نے اس پر شعر لکھے اور ان میں بھی اس اندیشہ کو ظاہر کیا گیا۔ ۱۸۶ھ ہجری میں ہارون نے مع محمد اور عبداللہ کے حج کیا۔ ان کے دوسرے امراء عسا کروڑ اور قاضی ان کے ساتھ تھے رقبہ میں انہوں نے اپنے حرم خزانہ اموال اور فوج پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک العنکی کو اپنا قائم مقام بنا کر متعین کر دیا۔ اپنے بیٹے قاسم کو شیخ بھیج دیا۔ اور اس کے ہمراہی امراء عسا کروڑ سپاہ کے ساتھ اسے وہیں پڑاؤ ڈال دینے کا حکم دیا۔
عبداللہ المامون کے حق میں دوو شیعے:

مناسک حج ادا کرنے کے بعد انہوں نے عبداللہ المامون کے حق میں دوو شیعے لکھوائے۔ جن کے لکھنے میں فقیہوں اور قاضیوں نے اپنا تمام علم صرف کر دیا۔ ان میں سے ایک کے پورا کرنے کی ذمہ داری محمد پر تھی۔ جس میں اسے تاکید کی گئی تھی کہ وہ اس

جواہرات اور مال اور اسباب عبد اللہ کے لیے مشخص کر دیا گیا ہے۔ وہ اس کے حوالے کر دے گا۔ دوسرا وثیقہ وہ بیعت نامہ تھا جو انہوں نے اپنے عمائد خاص اور عوام الناس سے مع اس کی تمام شرطوں کے عبد اللہ کے لیے لی تھی۔ اور جس کی بجا آوری محمد اور ان سب پر واجب قرار دی۔

عہد ناموں کی تکمیل:

رشید نے بیت اللہ میں ان عہد ناموں کے مطابق محمد سے بیعت لی اور اس پر ملائکہ اپنے لڑکوں عزیزوں مولیوں امیروں وزیروں کاتبوں اور دوسروں کو جو کعبہ میں حاضر تھے۔ اس بیعت پر شاہد بنایا اور اس طرح اس کی تکمیل کر کے وہ دونوں عہد نامے بیت اللہ میں محفوظ کر دیئے اور بیت اللہ کے حاجیوں سے کہا کہ ان کو احتیاط سے رکھنا اور کسی کو باہر نہ لے جانے دینا۔

عہد نامہ کے متعلق بدشگونیاں:

عبد اللہ بن محمد بن یزید التیمی اور ابراہیم الحلی بیان کرتے ہیں کہ رشید کعبہ میں حاضر ہوئے انہوں نے بنی ہاشم کے عمائد امرائے عساکر اور فقہا کو وہاں بلایا ان کے حکم سے وہ بیعت نامہ پڑھ کر عبد اللہ اور محمد کو سنایا گیا۔ انہوں نے اس پر حاضرین کو شاہد بنایا۔ اور پھر حکم دیا کہ اسے کعبہ پر آویزاں کر دیا جائے۔ جب اسے آویزاں کرنے کے لیے اٹھانے لگے ہاتھ سے گر گیا۔ اس پر لوگوں نے کہا یہ فال بد ہے۔ اس قرارداد پر عمل ہونے سے پہلے ہی یہ کالعدم ہو جائے گی۔

محمد الامین بن ہارون الرشید کا عہد نامہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”یہ عہد نامہ امیر المومنین عبد اللہ البہارون کے لیے محمد بن امیر المومنین ہارون نے صحت عقل میں اپنی خوشی سے بغیر جبر و اکراہ کے لکھا ہے۔ امیر المومنین نے اپنے بعد مجھے ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ اور اس کے لیے تمام مسلمانوں سے بیعت لی ہے۔ اور انہوں نے عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کو میری رضامندی اور دلی خوشی سے بغیر جبر و اکراہ کے میرے بعد ولی عہد خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور کا سربراہ بنایا ہے۔ اور اسے تمام خراسان اس کی سرحدوں علاقوں جنگلوں فوجوں لگان حکومت ڈاک خزانے صدقات عشر عشور اور اس سے متعلق تمام کاروبار کا اپنی زندگی میں اور اپنے بعد بھی خود مختار فرمانروا مقرر کیا ہے۔“

میں نے اپنی دلی رضامندی سے امیر المومنین ہارون کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ انہوں نے میرے بھائی عبد اللہ کے لیے جو عہد و لایت خلافت اور مسلمانوں کی حکمرانی کے لیے میرے بعد کے لیے کیا ہے میں اسے پورا کروں گا اور اسی طرح انہوں نے عبد اللہ کو خراسان اور اس کے توابع کی جو حکومت کلی سپرد کی ہے یا امیر المومنین نے جو جاگیر اس کو دی ہو۔ کوئی آمدنی اس کے لیے لکھی ہو اپنی جائداد میں سے کوئی جائیداد دی ہو یا خرید کر کوئی جائداد یا آمدنی دی ہو اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں زرنقدا سے دیا ہو زیورات ہوں جواہرات ہوں۔ دوسرا سامان ہو لباس ہو۔ مکان ہو جانور ہوں۔ غرضیکہ کم یا زیادہ جو کچھ ہو گا وہ سب کا سب عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کو دے دیا جائے گا اور میں اس ایک ایک شے سے واقف ہوں جو امیر المومنین نے عبد اللہ کو دی ہے۔ ابھی امیر المومنین پر حادثہ موت واقع ہو جائے اور خلافت محمد

بن امیر المومنین کو پہنچے تو محمد پر واجب ہے کہ وہ امیر المومنین کے اس حکم کو جو انہوں نے عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون کی ولایت خراسان اور سرحدات خراسان کا دیا ہے اور قریبا سین میں اپنے اہل بیت میں سے جن جن لوگوں کو عبد اللہ کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس کی بجا آوری کرے اور عبد اللہ بن امیر المومنین کو خراسان رے اور اس تمام علاقہ کا جس کی امیر المومنین نے تعیین کر دی ہے والی مقرر کر کے روانہ کر دے۔ چاہے عبد اللہ بن امیر المومنین کی چھاؤنی اور سلطنت سے کتنے ہی دور دراز مقام پر ہوتے بھی اس حکم کی بجا آوری کی جائے گی۔

نیز ان تمام لوگوں کو جن کو امیر المومنین نے عبد اللہ کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے متعلق عبد اللہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو رے سے لے کر انتہائے سرحد خراسان تک جہاں چاہے متعین کرے محمد بن امیر المومنین کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی سردار سپاہی یا پیادہ کو جن کو امیر المومنین نے عبد اللہ کے ساتھ کیا ہے اس کے پاس سے ہٹا کر دوسری جگہ تبدیل کر دے۔ یا خود عبد اللہ بن امیر المومنین کو خراسان اس کے تمام توابع اور رے کے ہمدان سے متصل علاقہ سے لے کر خراسان کی انتہائی سرحد تک جس علاقہ کی فرمانروائی امیر المومنین ہارون نے اسے دی ہے جس میں اس کی سرحدیں تمام شہر اور ہر وہ علاقہ جو خراسان سے منسوب ہو سب داخل ہے بے دخل کیا جائے۔

محمد کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے ان علاقوں پر بھیجے یا عبد اللہ کے ساتھیوں اور امراء میں سے کسی کو اس سے توڑے یا اس پر کسی کو والی مقرر کرنے یا اس پر اس کے کسی عامل اور والی پر کسی کو مفتش محاسب یا نگران مقرر کرے۔ نیز یہ کہ اس کے چھوٹے یا بڑے کسی کام میں خرابی نہ پیدا کرے۔ اور اس کی مطلق العنان فرمانروائی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اور امیر المومنین نے اپنے جن اعزاء مصاحبین، قضاة، عاملوں، کاتبوں، امراء، خادموں، موالیوں اور سپاہ کو عبد اللہ کے ساتھ کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جس سے ان کی حالت میں خرابی پیدا ہو اور خود ان کے ساتھ یا ان کے رشتہ داروں، موالیوں، اولاد اور دوسرے متعلقین کے ساتھ نہ ان کی جان کے بارے میں نہ مال و متاع، املاک و زمین، مکانات، احاطے سامان غلہ۔ مویشی کے بارے میں چھوٹے ہوں یا بڑے خود کوئی نقصان ان کو پہنچائے گا اور نہ اپنے حکم۔ رائے خواہش اور اجازت سے کسی اور شخص کے ذریعہ ان امور میں ایسی مداخلت کرائے گا جس سے ان کو نقصان پہنچے۔ اور نہ ان معاملات میں کسی کے لیے مداخلت کو جائز رکھے گا۔

نیز بغیر عبد اللہ بن امیر المومنین کی رائے اور اس کے قضاة کی رائے کے وہ ان لوگوں کے متعلق اس کے قاضیوں کے متعلق عاملوں کے متعلق یا ان لوگوں کے متعلق جو آئندہ اس کے حکم سے کسی سرکاری عہدے پر سرفراز ہوں گے اپنی طرف سے کوئی حکم دے گا۔ نیز اگر ان لوگوں میں سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اعزاء میں سے مصاحبین میں سے امراء میں سے، عہدہ داروں میں سے، امراء میں سے، منشیوں میں سے۔ خدمت گاروں میں سے۔ موالیوں میں سے اور سپاہ میں سے عبد اللہ بن امیر المومنین کے ساتھ کر دیا ہے۔ کوئی شخص عبد اللہ کی ملازمت اس کی چھاؤنی اس کی متعینہ جگہ کو عبد اللہ کے حکم کے خلاف ورزی کر کے یا مخالفت پر آمادہ ہو کر چھوڑ کر محمد کے پاس چلا آئے گا تو محمد بن امیر المومنین پر لازم ہے کہ وہ اسے ذلت و حقارت کے ساتھ اپنے یہاں سے نکال دے اور عبد اللہ کے پاس پہنچا دے تاکہ عبد اللہ اپنی

رائے اور حکم سے اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔

اگر محمد بن امیر المومنین عبداللہ بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کرنا چاہے یا خراسان، اس کی سرحد اس کے توابع اور اس علاقہ سے جس کی سرحد ہمدان سے مل گئی ہے۔ اور ان اضلاع کی ولایت سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں معین کر دیا ہے۔ برطرف کرنا چاہے یا ان امراء میں سے جو قریب مابین میں موجود تھے اور جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے کسی کو اس سے توڑنا چاہے جو اختیارات اور عطا امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں۔ کم ہوں یا زیادہ ان میں سے کسی کو توجیہ یا حیلہ سے کچھ بار بادہ کی کرنا چاہے۔ تو امیر المومنین کے بعد عبداللہ بن امیر المومنین کو خلافت ملے وہ محمد بن امیر المومنین پر مقدم سمجھا جائے اور میرے امیر المومنین کے بعد وہی حکومت کا مالک ہوگا۔ اور امیر المومنین ہارون کے بعد وہی حکومت کا مالک ہوگا۔ اور امیر المومنین کے تمام خراسانی امراء منصب دار اور تمام چھاؤنیوں اور شہروں کے مسلمانوں پر عبداللہ کی اطاعت واجب ہوگی اور ان پر ضروری ہوگا کہ جب تک ان کی جان میں جان ہے وہ اس کا ساتھ دیں۔ اس کے مخالف سے لڑیں اس کی مدد کریں اور اس کی مدافعت کریں اور ان میں سے کسی شخص کے لیے چاہے وہ کہیں ہو یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ عبداللہ کی مخالفت کرے اس کے حکم سے سرتابی کرے یا اس کی اطاعت سے نکل سکے۔

اور اگر محمد بن امیر المومنین ہارون کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے کسی دوسرے کو ولی عہد بنائے یا جو چیزیں امیر المومنین ہارون نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں عبداللہ کو دے دی ہیں جن کو انہوں نے تفصیل سے اپنے اس فرمان میں لکھ دیا ہے جو انہوں نے اس کے سامنے بیت الحرام میں لکھا ہے۔ اور نیز اس فرمان میں لکھا ہے ان میں سے کم کرنا چاہے تو کسی شخص کو بھی اس بارے میں محمد کی اطاعت نہ کرنا چاہئے اور اس وقت عبداللہ بن امیر المومنین کی بات قابل پذیرائی نہ ہوگی۔ نیز لوگوں نے جو بیعت محمد بن امیر المومنین ہارون کی ولی عہدی کی ہے اگر وہ ان اشیاء میں جو امیر المومنین نے عبداللہ کے لیے مختص کر دی ہیں کچھ کمی کرے تو اس پر اس کی بیعت کی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔ اور وہ آزاد ہوں گے۔ اور اس وقت محمد بن امیر المومنین پر واجب ہوگا کہ وہ عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کے آگے سر اطاعت ٹم کر دے اور خلافت اس کے سپرد کر دے۔

محمد بن امیر المومنین اور عبداللہ بن امیر المومنین کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ قاسم بن امیر المومنین ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیں یا اپنی اولاد یا اغیار میں سے کسی کو بھی اس پر مقدم کر دیں۔ البتہ جب عبداللہ بن امیر المومنین خلیفہ ہو تو اسے قائم کے متعلق یہ اختیار ہے کہ چاہے وہ اسے ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو ولی عہد بنالے۔ یا کسی اور کو قاسم پر مقدم کر کے قاسم کو اس کے بعد ولی عہد برقرار رکھے۔ اس معاملہ میں وہ اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا مجاز و مختار ہے۔

اے مسلمانو! امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں عبداللہ کے متعلق جو احکام اور وصایا لکھے ہیں۔ ان سب کی بجا آوری تم پر واجب ہے۔ اور اس کے لیے تم سے اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری پر وہ ماثق عہد لیا جاتا ہے جو اللہ نے اپنے ملائکہ خاص اور انبیاء و مرسلین سے لیا ہے۔ اور جسے اس نے تمام مسلمانوں اور اہل ایمان سے لیا

ہے کہ تم عبد اللہ بن امیر المومنین کے حق میں جو کچھ لکھا گیا ہے اور محمد عبد اللہ اور قاسم امیر المومنین کے صاحبزادوں کے متعلق جو کچھ اس فرمان میں لکھا گیا ہے اور جس کی بجا آوری تم پر لازم قرار دی ہے اور جسے خود تم نے اپنے اوپر واجب کیا ہے۔ ضرور پورا کرو گے۔ اگر تم نے ان شرائط کی جو اس فرمان میں درج ہیں خلاف ورزی کی یا اسے بدل دیا تو تم اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ذمہ سے خارج سمجھے جاؤ گے اور تم میں سے ہر شخص کے پاس آج جس قدر مال ہے یا آج سے پچاس سال آئندہ تک جو وہ کمائے گا وہ سب مساکین کے لیے صدقہ ہو جائے گا۔ اور تم میں سے ہر ایک کو بیت اللہ الحرام کے پچاس حج زیادہ پانڈرو واجب کے طور پر کرنے پڑیں گے جس کے معاوضہ میں کوئی اور شے کفارہ نہیں ہو سکے گی۔ نیز تمہارے وہ تمام لوٹڈی غلام جو اب تمہارے قبضہ میں ہیں یا آج سے پچاس سال آئندہ تک تم کو ہمدست ہوں وہ سب آزاد ہوں گے۔ اس طرح تمہاری ہر بیوی پر تین طلاق بائن قطعی جس سے رجعت نہ ہو سکے واقع ہوں گی اس معاملہ میں اللہ تمہارے مقابلہ پر کفیل اور نگران ہیں اور صرف اس کی نگرانی کافی ہے۔“

عبد اللہ بن ہارون الرشید کا اقرار نامہ:

ذیل میں وہ اقرار نامہ درج کیا جاتا ہے جو عبد اللہ بن امیر المومنین نے اپنے قلم سے کعبہ میں تحریر کیا۔

یہ تحریر پر عبد اللہ ہارون امیر المومنین کے لیے عبد اللہ بن امیر المومنین ہارون نے اپنی طرف سے خوشی و صحت عقل اور سلامتی شعور کے ساتھ اس لیے لکھی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس میں اس کی اس کے اہل بیت کی اور تمام مسلمانوں کی فلاں و بہبود مضمر ہے۔

”امیر المومنین ہارون نے میرے بھائی محمد بن ہارون کے بعد مجھے ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے نیز انہوں نے اپنی زندگی میں مجھے سرحد خراسان اس کے اضلاع اور تمام توابع اور ملکھت کا والی مقرر کیا ہے اور محمد بن ہارون سے یہ اقرار لیا ہے کہ انہوں نے اس کے بعد مجھے جو ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے اور خراسان اور اس کے توابع اور ملکھت کی جو ولایت مجھے دی ہے اسے وہ پورا کرے گا نیز امیر المومنین نے جو جاگیریں مجھے دی ہیں جو جائیداد خرید کر۔ مجھے دی ہے یا پٹے خرید کر دیئے ہیں یا مر بوع دیئے ہیں یا جن کو خود میں نے خود خریدا ہے۔ نیز امیر المومنین نے جو مال جو اہرات لباس سامان معیشت جانور غلہ وغیرہ وغیرہ مجھے دیا ہے۔ ان میں محاسبہ کے لیے وہ مجھ سے اور نہ میرے کسی کارندے سے کوئی تعارض کرے گا۔ اور وہ نہ مجھے اور نہ میرے کسی آدمی کو تنگ کرے گا اور نہ میرے اور میرے آدمیوں کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے گا۔ اور نہ ان لوگوں کے معاملہ میں جو میرے ہمراہ ہیں یا جن سے میں آئندہ خدمات لوں ان کی جان و مال اعضاء و اقربا جانور اور دوسرے چھوٹے یا بڑے معاملات میں دخل دے کر ان کو نقصان پہنچائے گا۔“

محمد نے ان سب باتوں کو مان لیا اس کے متعلق ایک اقرار نامہ لکھ دیا ہے جس میں اس نے اقرار و اٹھ کیا ہے کہ وہ ان باتوں کو پورا کرے گا۔ امیر المومنین ہارون نے اس اقرار نامہ کو پسند کر کے منظور کر لیا ہے اور چونکہ امیر المومنین کو یقین ہے کہ محمد نے جو اقرار نامہ لکھا ہے وہ اس کے خلوص اور صدق نیت پر مبنی ہے اس وجہ سے میں نے امیر المومنین کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے اور میں اپنے اوپر یہ عہد لازم کرتا ہوں کہ میں محمد کا مطیع و فرمان بردار رہوں گا۔ ان کی

مخالفت نہیں کروں گا۔ اس کے ساتھ خلوص برتوں گا۔ ان کو دھوکہ نہ دوں گا۔

میں نے اس کی خلافت کے لیے جو بیعت کی ہے اسے پورا کروں گا۔ اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کروں گا۔ اس کی بیعت سے علیحدہ نہ ہوں گا۔ اس کے احکام کو نافذ کروں گا۔ حکومت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ اور اپنی سمت میں اس کے دشمن سے جہاد کروں گا۔ مگر یہ اسی وقت ہوگا جب کہ وہ بھی ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لیے مختص کر دی ہیں۔ اور جن کو اس نے اپنے عہد نامے میں جو اس نے امیر المومنین کو لکھ کر دیا ہے۔ تصریح اور تفصیل کر دی ہے اور جسے امیر المومنین نے منظور کیا ہے۔ پورا کیا ہے اور کسی بات میں وہ مجھے تنگ نہ کرے اور نہ ان امور میں سے جن کے الفاظ کو امیر المومنین نے اس پر میرے لیے لازم قرار دیا ہے۔ کوئی کمی کرے۔

اگر محمد بن امیر المومنین کو فوج کی ضرورت ہوگی اور وہ مجھے حکم بھیجے گا کہ میں اسے اس کے پاس بھیج دوں یا کسی سمت کو جس کا اس نے حکم دیا ہوگا بھیج دوں گا۔ یا اس کے کسی ایسے دشمن کے مقابلہ پر جس نے اس کی مخالفت کی ہو یا اس کی یا میری اس حکومت میں سے جو امیر المومنین نے ہم دونوں کے سپرد کی ہے۔ وہ کسی حصہ کو علیحدہ کرنا چاہتا ہو تو مجھ پر فرض ہے کہ میں اس کے احکام کی بجا آوری کروں۔ اور نہ جس بات کے لیے وہ مجھے لکھے اس سے ذرا سی کوتاہی کروں۔

اگر محمد چاہے کہ وہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو میرے بعد خلیفہ اور امیر المومنین مقرر کرے تو اسے اس وقت تک حق ہے جب تک وہ ان دو باتوں کو جن کو امیر المومنین نے میرے لیے مختص کر دیا ہے اور جس کے ایفا کے لیے انہوں نے اس سے میرے لیے عہدے لیا ہے۔ جس کے ایفا کو خود اس نے میرے معاملہ میں اپنے اوپر لازم کیا ہے پورا کرے۔ اور اس وقت مجھ پر لازم ہوگا کہ میں اس کے اس قسم کے انتظام کو نافذ کروں۔ اسے تمام وکمال بجالاؤں نہ اس میں کمی کروں نہ تبدیلی اور نہ اسے بدل کر اس پر اپنے کسی بیٹے کو مقدم کروں یا خلق خدا میں کسی دور یا قریب کے شخص کو اس پر مقدم کروں البتہ اگر خود امیر المومنین ہی میرے بعد اپنے کسی اور بیٹے کو ولی عہد مقرر کر دیں تو اس صورت میں مجھے اور محمد دونوں پر ان کے تقرر کی بجا آوری ضروری ہوگی۔

میں امیر المومنین اور محمد کے سامنے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ جب تک محمد ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لیے بالتصریح مختص کر کے ان کے ایفا کا محمد سے اقرار واثق لیا ہے اور جسے اس نے اپنے مرقومہ عہد نامہ میں لکھ دیا ہے پورا کرے گا۔ میں ان تمام باتوں کو جن کو میں نے اپنے اس اقرار نامہ میں تسلیم کیا ہے پورا کروں گا اور اس کے لیے اپنے اوپر میں نے اللہ کا عہد و پیمانہ امیر المومنین کا ذمہ اپنا ذمہ اپنے اجداد کا ذمہ اور تمام اہل ایمان کا ذمہ اور جو سخت سے سخت عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے اجداد کا ذمہ اور تمام اہل ایمان کا ذمہ اور جو سخت سے سخت عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء و مرسلین سے لیا ہے اس کا ذمہ اور اس سخت حلف کا ذمہ جس کے ایفا کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جس کی خلاف ورزی کرنے یا بدلنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے اپنے سر لے کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ان باتوں میں جن کو میں نے تصریح کے ساتھ اپنے اس اقرار نامہ میں لکھ دیا ہے۔ ذرا سی کوتاہی کروں۔ الٹ دوں۔ بدل دوں ان کی خلاف ورزی کروں یا بیوفائی

کروں تو میں اللہ عزوجل اس کی حفاظت اس کے مذہب اور محمد ﷺ سے قطعی بے تعلق ہو جاؤں گا اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کافر و مشرک ہو کر جاؤں گا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے میری ہر بیوی پر جو اس وقت میرے نکاح میں ہے۔ یا جسے میں آئندہ تیس سال میں اپنے نکاح میں لاؤں تین طلاقِ قطعی واقع ہوں گی۔ جس سے رجعت ممکن نہیں۔ نیز میرا ہر مملوک جو آج میرے قبضہ میں ہے یا جو آئندہ تیس سال میں مجھے ہمدست ہو وہ سب اللہ کے لیے آزاد ہوں گے۔ اور مجھے بیت اللہ کے تیس حج پیادہ پانڈر واجب کے طور پر کرنے پڑیں گے۔ جن کا کفارہ نہیں۔ نیز میرا تمام مال جو اس وقت میرے پاس ہے یا جسے آئندہ تیس سال میں حاصل کروں وہ کعبہ کا ہدیہ ہوگا۔ جو کچھ میں نے امیر المؤمنین کے سامنے اقرار کیا ہے اور جسے پابند تحریر کیا ہے اس سب کا ایفا میرے لیے لازم ہے اور اس کا وہی مطلب ہے۔ جو ظاہر ہے کچھ اور نہیں۔“

یہ عہد نامہ ذی الحجہ ۱۸۶ھ میں لکھا گیا۔ اس پر سلیمان بن امیر المؤمنین اور فلاں فلاں کی شہادت ثبت ہے:

بارون الرشید کا عمل کے نام فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اما بعد! اللہ امیر المؤمنین کا اور اس خلافت کا جو اللہ نے ان کے سپرد کی ہے محافظ ہے اس نے اپنی خلافت اور سلطنت کے ذریعہ ان کی عزت افزائی کی ہے۔ اور ان کے تمام اگلے اور پچھلے معاملات کو بنایا ہے۔ مشرق و مغرب میں اپنی امداد اور تائید سے ان پر احسان کیا ہے تمام مخلوقات کے مقابلہ میں وہی ان کا محافظ اور نگران ہے اس کی ان تمام نعمتوں پر میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور تعریف کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس احسان و اکرام کو پورا کرے اور مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا کرے جس کی وجہ سے میں اس کے فضل مزید کا مستوجب ہوں۔“

مجھ پر تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ کا یہ بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے امیر المؤمنین کے بیٹے محمد اور عبد اللہ کو وہ مرتبہ عظمیٰ دیا جس کی تمام امت آرزو مند تھی اور اللہ نے سب کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔ ان کی طرف میلان پیدا کر دیا اور ان پر اعتماد قائم کیا تاکہ امت کے دین کا استحکام ہو۔ اس کے معاملات درست رہیں اس میں اتحاد رہے۔ اس کی سیاست استوار رہے اور وہ اختلاف اور تفریق کے مہلک نتائج سے مامون و مصون رہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی۔ اور کچے عہد اور سخت قسموں کے ساتھ انہوں نے ان دونوں کی بیعت کر لی۔ یہ بیعت اللہ کے ارادے سے قائم ہوئی ہے۔ کسی کو اس سے انحراف کا اختیار نہیں۔ چونکہ یہ بیعت اللہ نے اپنی پسند مشیت اور سابقہ علم کی وجہ سے نافذ کی ہے اس لیے اب اس کے کسی بندے کو اس کے نقص ازالہ یا تبدیل کا حق نہیں رہا۔ اس معاملہ میں امیر المؤمنین اپنے لیے ان دونوں کے لیے اور تمام امت کے لیے اللہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسے انجام کو پہنچائے گا۔ اللہ کے حکم کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ پلٹ سکتا ہے۔ جب سے تمام امت نے محمد بن امیر المؤمنین اور اس کے بعد عبد اللہ بن امیر المؤمنین کی ولی عہدی خلافت پر اتفاق کیا ہے۔ امیر المؤمنین ایسی تدبیر پر غور و خوض کرتے رہے جس میں ان دونوں کی اور تمام رعایا کی صلاح اور فلاح ہو ان کی بات بنی رہے۔ اتفاق و اتحاد رہے۔ کفار و منافقین مفسدوں اور

فتنہ انگیزوں کی جو ہماری خوشحالی اور عزت و شوکت کے دشمن ہیں در انداز یوں اور معاندانہ کارروائی کے بار آور ہونے کا کوئی موقع نہ رہے۔ اور ان کی ان تمام امیدوں پر جو وہ ان دونوں کے حق کو دستبردار کرنے کے لیے موقع کی تاک لگائے بیٹھے ہیں۔ پانی پھر جائے۔

امیر المؤمنین اس معاملہ میں اللہ سے طلب خیر کرتے ہیں اور اس کام کے کرنے کے لیے جس میں ان دونوں کی فلاح۔ تمام امت کی فلاح اور اللہ کے حق اور حکومت کی قوت و شوکت ان دونوں کے مفاد کا استحکام ان کی حالت کی درستی ہماری خوش حالی اور اقبال منہدی کے مخالفین کی سازش سے بچاؤ ان کے حسد نفاق اور عناد کی مدافعت اور اس فتنہ انگیز کوشش کی جو ان دونوں کے درمیان فساد پیدا کرنے کے ہو روک تھام ہے۔ اللہ سے عزم راسخ کی استدعا کرتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ اللہ کے ارادے کی تائید سے ان دونوں کو لے کر بیت الحرام گئے وہاں انہوں نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کے حکم کی بلاچون و چرا بجا آوری کریں گے۔ اور اس کے لیے انہوں نے ان دونوں سے اپنے لیے اور ان کے لیے عہد نامے لکھوائے۔ جس میں انہوں نے پکے عہد و پیمان اور سخت قسموں کے ساتھ ایک نے دوسرے کے لیے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ان کے متعلق امیر المؤمنین نے جو کچھ طے کر دیا ہے اس پر وہ کار بند ہوں گے تاکہ ان میں الفت و دوستی رہے۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ مدد دیں اور حفاظت کریں اس میں نہ صرف ان کی بھلائی ہے۔ بلکہ تمام رعایا کی۔ جس کی نگرانی اللہ نے امیر المؤمنین کے سپرد کی ہے۔

نیز اللہ عزوجل کے دین اس کی کتاب اس کے نبی ﷺ کی نسبت کا استحکام اور استقامت ہے اور صرف اسی طرح مسلمانوں کے دشمن سے چاہے وہ کوئی ہو اور کہیں ہو کامیابی سے جہاد کیا جاسکتا ہے۔ اور ظاہر و باطن، دشمن، منافق، مخالف اور گمراہ کن بندگان اغراض نفسانی کی ان امیدوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے جن کے اپنے مکر و فریب سے ان دونوں کے درمیان عداوت پیدا کر کے بار آور ہونے کی ان کو تمنا ہے اسی طرح اللہ کے دشمن اور اس کے دین کے دشمن امت اسلام کے آپس میں اختلاف پیدا کرنے اور اللہ کی سر زمین میں فساد برپا کرنے کی جو آرزو رکھتے ہیں اور بدعت و گمراہی کی طرف جو بلانا چاہتے ہیں ان کے تمام منصوبوں کا انسداد ہے۔ اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں امیر المؤمنین کو اپنے دین اپنی رعایا اور اپنے نبی ﷺ کی امت کی فلاح پیش نظر ہے۔ اللہ اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی متصور ہے۔ اور اسی طرح اللہ کی اس حکومت کی جو اس نے صرف امیر المؤمنین کو عطا فرمائی ہے۔ مدافعت ہو سکتی ہے اور اسی طرح ہر اس کام کے لیے جس سے اللہ کی قربت اس کی پسندیدگی حاصل ہو اور جو اس تک پہنچنے کا وسیلہ بن سکے۔ کوشش کی جاسکتی ہے۔

جب امیر المؤمنین مکہ آئے تو انہوں نے اپنی رائے سے محمد اور عبداللہ کو آگاہ کیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا اور اس کے ایفا کا حتمی وعدہ کیا اور بیت اللہ الحرام میں اپنے ہاتھ سے امیر المؤمنین کے لیے ان کے اعزاء و امراء، مصاحبین اور قضاة کے سامنے جوج میں شریک تھے اور خانہ کعبہ کے حاجیوں کے سامنے دو اقرار نامے جن پر ان کی شہادت ثبت ہے لکھ کر دیئے۔ امیر المؤمنین نے وہ دونوں اقرار نامے خدام کعبہ کے سپرد کر دیئے تاکہ وہ ان کو کعبہ کے اندر لٹکا دیں۔

اس سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین نے اپنے قضاة اور دوسرے ان لوگوں کو جن کے سامنے اقرار نامے لکھے گئے

تھے۔ حکم دیا کہ وہ اس کی خبر تمام ان لوگوں کو جو بیت اللہ الحرام میں حج یا عمرہ کی نیت سے حاضر ہوں کر دیں اور ان تمام شرائط کو پڑھ کر سنا دیں جو ان کے سامنے ضبط تحریر میں آئی ہیں۔ تاکہ ان کے سننے والے ان کو اچھی طرح اپنے ذہن میں محفوظ کر کے اور سمجھ کر ان کو اپنے دوسرے بھائیوں اور ہموطنوں کو پہنچادیں۔

چنانچہ میرے اس حکم کے مطابق میرے مقنن نے مسجد حرام میں سب کے سامنے وہ دونوں اقرار نامے پڑھ کر سنا دیئے۔ جس سے تمام حاضرین بیت اللہ واقف ہو گئے اور اس طرح وہ بھی اب اس پر شاہد بن گئے۔ اور ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کی فلاح اور بہبودی کے لیے ہے تاکہ ان کا خون نہ بے ان کی بات بنی رہے اللہ کے دشمن اس کے دین کے دشمن اس کی کتاب اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں کے منصوبوں پر پانی پھر جائے۔ اس لیے انہوں نے امیر المومنین کے لیے دعائے خیر کی اور ان کا شکر ادا کیا۔

ان دونوں اقرار ناموں کی جو ان کے بیٹے محمد اور عبد اللہ نے کعبہ کے اندر لکھ کر امیر المومنین کو دیئے ہیں۔ نقلیں اس فرمان کے ذیل میں درج ہیں۔ تم اللہ عزوجل کی بے حد تعریف کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبد اللہ کو ولی عہد خلافت بنا کر امیر المومنین پر ان پر تم پر اور تمام امت اسلام پر احسان عظیم کیا ہے۔ جو مسلمان وہاں ہوں ان کے سامنے میرا فرمان پڑھوان کو اس کا مطلب سمجھا دو۔ ان پر ان سے بیعت لے لو اور اسے اپنے دفتر میں نیز امیر المومنین کے دوسرے امرا اور رعایا کے دیوانوں میں جو وہاں ہوں ثبت کر دو اور یہ سب کارروائی مکمل کر کے امیر المومنین کو اس کی اطلاع دو۔

ماہ محرم ۱۸۶ھ کے ختم میں سات راتیں باقی تھیں۔ جب سنچر کے دن اس فرمان کو اسماعیل بن صباح نے لکھا۔ ہارون الرشید نے عبد اللہ المامون کے لیے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا جو رقبہ سے لے جا کر بغداد میں اس کو دے دیئے گئے۔

علی بن عیسیٰ کے خلاف شکایت:

مقام عمر میں جعفر بن یحییٰ کے قتل کے بعد رشید رقبہ چلے گئے پھر جب خراسان سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی مسلسل شکایتیں موصول ہوئیں اور ان کے ہاں بھی اکثر لوگوں نے اس کی شکایت کی تو اب انہوں نے اس کے برطرف کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس خیال سے کہ ایسے وقت میں ان کو خراسان کے قریب آ جانا چاہیے۔ وہ رقبہ سے بغداد آئے۔

عبد اللہ المامون کی تجدید بیعت:

ایک مدت تک بغداد میں قیام کے بعد وہ قرما سین آئے۔ یہ ۱۸۹ھ کا واقعہ ہے کہ اور کئی قاضیوں اور دوسرے لوگوں کو انہوں نے وہاں بلایا اور اس بات پر ان کو گواہ بنایا کہ ان کی چھاؤنی میں جو مال و متاع خزانے اسلحہ جانور اور دوسری چیزیں موجود ہیں وہ سب عبد اللہ المامون کی ہیں اب ان کو ان میں کم یا زیادہ کا کوئی حق نہیں نیز انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے عبد اللہ المامون کے لیے تجدید بیعت کرائی اور اپنی فوج خاصہ کے سردار ہرثمہ بن اعین کو انہوں نے بغداد بھیجا اور وہاں جو لوگ موجود تھے اس نے اس عہد نامے کے بموجب جو رشید نے مکہ میں لیا تھا۔ محمد عبد اللہ اور قاسم کے لیے دوبارہ بیعت لی۔ اس عہد نامہ میں قاسم کی ولی عہدی کے معاملہ کو عبد اللہ پر محمول کیا گیا تھا کہ جب وہ سربر آرائے خلافت ہو تو اسے اختیار رہے کہ چاہے وہ قاسم کو ولی عہد برقرار رکھے یا اسے علیحدہ کر دے۔

زوالِ برا مکہ

۱۸ھ کے واقعات:

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور وہ برا مکہ کی تباہی کے درپے ہو گئے۔
بارون الرشید کی جعفر بن خالد کے خلاف ناراضگی:

جس وجہ سے رشید نے جعفر سے ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اس میں اختلاف ہے۔ اس کے متعلق یحییٰ بن جبرئیل اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ میں رشید کے دربار میں حاضر تھا۔ اتنے میں یحییٰ بن خالد دربار میں حاضر ہوا اور بغیر اجازت باریابی اندر چلا آیا۔ رشید کے قریب پہنچ کر اس نے سلام کیا۔ رشید نے بے التفاتی سے اس کو جواب دیا۔ جس سے یحییٰ فوراً سمجھ گیا کہ اب تک ان کی بات بگڑ گئی۔ رشید نے مجھ سے کہا جبرئیل کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم اپنے گھر میں ہو اور اس وقت کوئی شخص بے اجازت تمہارے پاس چلا آئے۔ میں نے کہا جناب والا ایسا تو نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص ایسا خیال کر سکتا ہے۔ کہ وہ بغیر اجازت اندر چلا آئے۔ رشید کہنے لگے تو ہماری حالت کس قدر افسوس ناک ہے کہ لوگ بغیر اجازت اندر چلے آتے ہیں۔ اس پر یحییٰ نے عرض کیا امیر المومنین اللہ نے مجھے جناب والا کی خدمت میں رسوخ عطا کیا ہے۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ میں اس طرح بغیر اجازت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خود امیر المومنین نے اس امتیاز خاص سے مجھے سرفراز فرمایا ہے۔ اور یہ بات مشہور ہو چکی ہے۔ مجھے امیر المومنین کی خدمت میں اس وقت بھی باریابی ہوئی ہے جب کہ وہ اپنے بستر پر بھی بالکل برہنہ اور کبھی صرف ازار میں ملبوس ہوتے تھے۔ اور کبھی یہ بات میرے علم میں نہیں آئی کہ امیر المومنین نے میری اس بے تکلفی کو برا سمجھا ہو۔ ورنہ اگر میرے آقا مجھے حکم دیں تو میں تو اس کے لیے بھی تیار ہوں کہ درباریوں کے دوسرے کیا بلکہ تیسرے طبقہ میں شامل کیا جاؤں۔

بارون الرشید کی معذرت:

یہ جواب سن کر بارون الرشید شرمندہ ہو گئے۔ چونکہ تمام خلفا میں وہ سب سے زیادہ بامروت تھے۔ اس لیے اس گفتگو کے دوران میں وہ نظریں نیچی کیے زمین دیکھتے رہے اور اس کی طرف آنکھ نہیں اٹھائی۔ اور کہنے لگے اس بات سے میرا مقصد تمہاری دل آزاری نہ تھی۔ مگر لوگ ایسا کہتے ہیں۔ ان کے لب و لہجہ سے میں نے محسوس کیا کہ ان سے یحییٰ کا کوئی معقول جواب نہ پڑا۔ اس وجہ سے انہوں نے اس طرح بات بنا دی۔ پھر رشید خاموش ہو گئے اور یحییٰ دربار سے چلا گیا۔

محمد بن اللیث کی یحییٰ بن خالد کے خلاف شکایت:

ثمامہ بن اشرس نے یحییٰ بن خالد کے زوال کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن اللیث نے ایک خط رشید کو لکھا اس میں ان کو چند نصیحت کی اور لکھا کہ اللہ کے سامنے یحییٰ بن خالد تمہارے کسی کام میں نہیں آ سکتا۔ حالانکہ تم نے اسی کو اپنے اور اللہ کے درمیان حائل کر رکھا ہے۔ جب تم خدا کے سامنے اپنے اعمال کو جواب دہی کے لیے کھڑے ہو گے اور تم سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے اللہ کے بندوں اور علاقوں کے ساتھ کیا کیا۔ اور تم یہ جواب دو گے کہ خداوند امیں نے تیرے بندوں کے تمام معاملات یحییٰ کے سپرد کر دیئے

تھے۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ عذر اللہ کے یہاں مقبول ہوگا۔ اپنے خط میں محمد بن الیث نے اسی طرح رشید کو خوب ڈرایا دھمکایا تھا۔
محمد بن الیث کی اسیری:

رشید نے یحییٰ کو طلب کیا اس سے پہلے ہی یحییٰ کو اس خط کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ رشید نے اس سے پوچھا۔ تم محمد بن الیث کو جانتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں جانتا ہوں۔ رشید نے پوچھا وہ کیسا آدمی ہے۔ یحییٰ نے کہا اس کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہے۔ رشید نے حکم دیا کہ اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے چنانچہ وہ ایک عرصہ دراز تک جیل میں مقید رہا۔
محمد بن الیث کی رہائی:

جب رشید برا مکہ سے ناراض ہوئے تو ان کو محمد بن الیث یاد آیا حکم دیا کہ اس کو دربار میں حاضر کیا جائے جب وہ آ گیا تو ایک گفتگو کے بعد رشید نے اس سے کہا۔ محمد کیا تم مجھے دوست رکھتے ہو۔ اس نے کہا بخدا ہرگز نہیں رشید نے کہا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں میں سچ کہتا ہوں۔ آپ نے بغیر میرے جرم یا خطا کے محض ایک حاسد، ملحد مسلمان اور اسلام کے دشمن کے مجرد کہنے پر مجھے بیڑیاں پہنا دیں۔ اور اپنے اہل و عیال سے جدا کر دیا۔ ایسی حالت میں کیونکر آپ کو دوست رکھ سکتا ہوں۔ رشید کہنے لگے بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اور اب انہوں نے محمد کو رہا کر دیا اور پھر پوچھا محمد کیا تم مجھ کو دوست رکھتے ہو۔ اس نے کہا بخدا! امیر المؤمنین ہرگز نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے قلب میں آپ کی طرف سے جو غم و غصہ تھا وہ نکل گیا ہے۔ رشید نے حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اسے دیئے جائیں جب وہ روپیہ اسے دینے لگے تو اب رشید نے پھر پوچھا۔ محمد اب تو تم مجھ سے خوش ہو اور مجھے اچھا سمجھتے ہو گے۔ اس نے کہا جی ہاں اب کیوں نہیں۔ آپ نے مجھ پر احسان اور اکرام کیا ہے میں اب کیوں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا۔ رشید کہنے لگے۔ اللہ اس شخص سے تمہارا انتقام لے جس نے تم پر ظلم کیا ہے اور مجھے تمہارے خلاف بھڑکایا۔ اب دوسرے لوگوں نے بھی برا مکہ کی بہت سی شکایتیں ان سے کیں۔ ان کے اقبال کے زوال کی یہ پہلی علامت تھی۔ جو ظاہر ہوئی۔

یحییٰ بن خالد کی اہانت:

اس واقعہ کے بعد جب یحییٰ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حسب عادت تمام غلام اس کے استقبال کو بڑھے۔ رشید نے اپنے خدمت گار مسرور سے کہا کہ غلاموں کو حکم دے دو کہ جب یحییٰ آئے تو وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوا کریں۔ چنانچہ جب یحییٰ اندر آیا تو کوئی غلام اس کی تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اب غلاموں اور دربانوں کا یہ شیوہ ہو گیا کہ یحییٰ کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا کہ یحییٰ پینے کے لیے پانی وغیرہ مانگتا تو وہ اسے نہ پلاتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرتے کہ جب وہ کئی مرتبہ مانگتا تب اسے پلا دیتے۔

جعفر بن یحییٰ اور یحییٰ بن عبد اللہ:

ابو محمد الیزیدی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس عہد کے حالات سے سب سے زیادہ واقف تھا۔ کہتا ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رشید نے جعفر بن یحییٰ کو بغیر یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن کی وجہ سے قتل کیا تو اسے ہرگز باور نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ رشید نے یحییٰ کو جعفر کے حوالے کر دیا تھا۔ اور جعفر نے اسے قید رکھا تھا۔ ایک رات جعفر نے یحییٰ کو اپنے پاس بلا کر اس کے معاملہ سے متعلق بات پوچھی۔ یحییٰ نے اس کا جواب دیا۔ اور کہا کہ تم میرے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور اس بات سے بچو کہ کل قیامت کے دن محمد ﷺ

میرے معاملہ میں تمہارے مدعی ہوں۔ کیونکہ بخدا نہ میں نے خود کو کوئی جرم کیا ہے اور نہ کسی مجرم کو پناہ دی ہے۔
یحییٰ بن عبداللہ سے جعفر کا حسن سلوک:

اس جواب سے جعفر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے یحییٰ سے کہا کہ اللہ کی سر زمین وسیع ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ یحییٰ نے کہا کیسے جاؤں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ کچھ روز کے بعد پھر گرفتار کر کے تمہارے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قید کر دیا جاؤں گا جعفر نے اپنے خاص آدمی کو اس کے ساتھ بھیج دیا جو یحییٰ کو ایسے مقام تک پہنچا دے جہاں اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔
یحییٰ بن عبداللہ کے متعلق فضل بن ربیع کی تحقیق:

اس واقعہ کی خبر فضل بن الربیع کو بھی اپنے ایک خاص مخبر کے ذریعہ ہو گئی اس نے پہلے تو اس کی تحقیق کی اور جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اور اچھی طرح تحقیق ہو گئی تو اس نے رشید سے اس کی جا کر اطلاع کی۔ رشید نے ظاہر تو یہ کیا کہ گویا ان کو اس خبر کی ذرا پروا نہیں اور اس سے کہا کہ تم کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے۔ ممکن ہے کہ میرے حکم سے اس نے ایسا کیا ہو۔ اس بات کو سن کر فضل چپ سا ہو گیا۔

جعفر بن یحییٰ سے جواب طلبی:

جعفر ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دن کا کھانا طلب کیا اور دونوں کھانے لگے۔ بلکہ رشید اپنے ہاتھ سے اے کھلاتے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ آخر میں انہوں نے پوچھا۔ یحییٰ بن عبداللہ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا وہ اسی طرح بیڑیاں پہنے ایک تنگ کوٹھڑی میں قید پڑا ہے۔ رشید نے کہا کیا میری جان کی قسم کھا کر تم کہہ سکتے ہو کہ ایسا ہی ہے۔ اب جعفر ذرا رکا یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار آدمی تھا۔ فوراً تازہ گیا کہ امیر المؤمنین کو اس معاملہ میں کچھ خبر ہو گئی ہے۔ کہنے لگا اے میرے آقا! آپ کی جان کی قسم ایسا نہیں ہے میں نے اسے یہ سمجھ کر کہ اب اس میں کچھ دم نہیں رہا۔ اور یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ خود رہا کر دیا ہے۔ رشید نے کہا تم نے ٹھیک کہا۔ ممکن ہے کہ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔
بارون الرشید کا جعفر بن یحییٰ کے قتل کا ارادہ:

اس گفتگو کے بعد جب جعفر ان کے پاس سے اٹھا تو وہ اسے جب تک وہ نظر آتا رہا ہاتھ دھرتے رہے۔ جب وہ نظر سے اوجھل ہونے لگا تو کہنے لگے اگر میں اسے قتل نہ کر دوں تو اللہ تعالیٰ مجھے حالت کفر میں اسلام کی تلوار سے قتل کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے جعفر کو قتل کر دیا۔

ادریس بن بدر کا ایک مخبر کے متعلق بیان:

ادریس بن بدر بیان کرتا ہے کہ ایک شخص رشید کے سامنے نمودار ہوا۔ وہ اس وقت یحییٰ سے دوچار تھے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین میں آپ کے فائدہ کی ایک بات بیان کرتا ہوں۔ رشید نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ تم اس سے جا کر پوچھ لو ہرثمہ نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے۔ اس نے بتانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ایک راز ہے۔ جو صرف خلیفہ سے تعلق رکھتا ہے ہرثمہ نے رشید سے آ کر یہ بات کہہ دی۔ رشید نے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ ڈیوڑھی پر حاضر رہے میں فرصت پا کر اس سے باتیں کروں گا۔ چنانچہ جب دو پہر کے وقت سب لوگ ان کے پاس سے چلے گئے انہوں نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا۔ اس نے کہا کہ میں تمہاری چاہتا ہوں۔

ہارون نے اپنے بیٹوں کو دیکھا اور کہا بچو تم اب جاؤ۔ وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے صرف خاقان اور حسین وہاں بیٹھے رہے۔ اس شخص نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھا۔ رشید نے ان سے کہا کہ ذرا آپ بھی اس وقت ہٹ جائیں تو مناسب ہے۔ چنانچہ وہ دونوں بھی اٹھ گئے۔

یحییٰ بن عبداللہ کی ہارون الرشید کو اطلاع:

اب رشید نے اس شخص سے پوچھا۔ کہو کیا بات ہے اس نے کہا میں اس شرط سے بیان کرتا ہوں کہ آپ پہلے سے مجھ سے وعدہ امان کر لیں۔ رشید نے کہا ہاں ضرور میں وعدہ امان بھی کرتا ہوں اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو انعام دوں گا۔ اب اس شخص نے کہا کہ میں حلوان کی سرانے میں مقیم تھا وہاں میں نے یحییٰ بن عبداللہ کو دیکھا اس نے ایک موٹی صدری پہن رکھی تھی۔ اس پر ایک سبز رنگ کا موٹی چنچہ پہن رکھا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک جماعت ہم سفر تھی۔ اگرچہ وہ لوگ اس کے ساتھ ہم سفر تھے مگر وہ اس سے علیحدہ رہتے تاکہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ ان سے اس سے کوئی شناسائی نہیں ہے۔ حالانکہ وہ اس کے یار و مددگار ہیں۔ ان میں سے ہر شخص کے پاس سرکاری پروانہ ہے کہ اگر کوئی ان سے باز پرس بھی کرے تو اس پروانے کی وجہ سے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

ہارون الرشید کا یحییٰ بن عبداللہ کے متعلق استفسار:

رشید نے کہا۔ کیا تم یحییٰ بن عبداللہ کو پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ میں بہت عرصہ سے اس کو جانتا ہوں اور اسی قدیم شناسائی کی وجہ سے تو میں نے کل اس کو اچھی طرح پہچان لیا۔ رشید نے کہا۔ اچھا اس کا حلیہ تو بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ چوکور ہلکا سا نولا ہے۔ کشادہ پیشانی ہے۔ اس کی آنکھیں بہت خوب صورت ہیں اور پیٹ بڑا ہے۔ رشید نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا کچھ تم نے اس کی زبانی سنا۔ اس نے کہا میں نے اس کو کچھ کہتے تو نہیں سنا البتہ میں نے یہ دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا غلام جس کو میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں سرانے کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ جب یحییٰ نماز پڑھ چکا تو غلام نے ایک موٹا سوتی رومال لا کر اسے دیا۔ جسے اس نے اپنی گردن پر لپیٹ لیا اور پشمینہ کا جبہ اتار لیا۔ زوال کے بعد اس نے دوسری نماز پڑھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ عصر کی ہوگی۔ میں اس کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پہلی دونوں رکعتیں بہت طویل کیں اور آخری قصیر۔ رشید کہنے لگے تم نے واقعہ کو خوب یاد رکھا ہے۔ بے شک یہ نماز عصر تھی۔ اور اسی وقت میں وہ لوگ نماز عصر پڑھا کرتے ہیں۔ اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے اور تمہاری سعی مشکور ہو۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کی سلطنت کے متوسلین کی اولاد ہوں۔ میرا اصلی وطن تو مرہ ہے۔ مگر پیدائش مدینۃ السلام کی ہے۔ رشید نے پوچھا تم مدینۃ السلام میں رہتے ہو۔ اس نے کہا جی ہاں میرا مکان یہیں ہے۔

منجر کو انعام و سزا:

رشید بہت دیر تک سر نیچا کیے ہوئے سوچتے رہے۔ پھر کہنے لگے۔ اگر میری خیر خواہی میں تم کو تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کیا تم اسے خوشی سے برداشت کر لو گے۔ اس نے کہا جس طرح امیر المؤمنین چاہیں میں حاضر ہوں۔ رشید نے کہا اچھا یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ لپک کر اس کو ٹھڑی میں گئے جو ان کی پشت پر واقع تھی۔ اور وہاں سے دو ہزار دینار کی ایک تھیلی نکال کر لائے۔ اس سے کہا کہ یہ لو اور چل دو۔ اور دیکھو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ اس شخص نے وہ تھیلی لے لی اور اسے اپنی چادر سے چھپا لیا۔ رشید نے غلام کو آواز دی خاقان اور حسین جواب میں حاضر ہوئے رشید نے کہا اس حرامزادے کو خوب تھپڑ مارو۔ چنانچہ ان

دونوں نے تقریباً توپھیر اس کے مارے۔ پھر ان سے کہا کہ جو لوگ محل میں موجود ہوں ان سب کے سامنے اس کو اسی طرح لے جاؤ۔ اس وقت اس کا عمامہ اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور سب سے کہہ دو کہ جو شخص امیر المومنین کی اندرونی باتوں کا افشا کرے یا ان کے خالص دوست اور مددگاروں کی شکایت کرے گا اس کی یہی سزا ہے۔ ان دونوں نے حسبِ احکم بجا آوری کی اور اس کا چرچا عام ہو گیا۔ مگر جب تک برامکہ پر رشید کا عتاب نازل نہیں ہوا کسی شخص کو اس شخص کا نہ حال معلوم ہوا اور نہ وہ بات معلوم ہوئی جو اس نے رشید سے کہی تھی۔

منصور بن زیاد کا جعفر بن یحییٰ کو مشورہ:

ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ جعفر بن یحییٰ سے اس کے محل میں جسے اس نے خود بنایا ملنے گیا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ منصور بن زیاد بھی عجیب آدمی ہے۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ جعفر نے کہا میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم کو میرے اس مکان میں کون عیب تو نظر نہیں آتا۔ اس نے کہا یہ عیب ہے کہ اس میں نہ اینٹ لگائی گئی ہے نہ لکڑی۔ اس پر میں نے کہا کہ میرے خیال میں تو اس میں صرف یہ عیب ہے کہ تم نے اس پر تقریباً بیس لاکھ درہم خرچ کیے ہیں اور یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ ضرور کوئی شخص اس وجہ سے امیر المومنین سے تمہاری شکایت کرے گا۔ جعفر نے کہا مگر وہ اس بات سے واقف ہیں کہ اس رقم سے بہت زیادہ بلکہ دو گنے کے قریب تو وہ مجھے خود عنایتاً دے چکے ہیں۔ میری تنخواہ اس کے علاوہ ہے۔ میں نے کہا کہ دشمن تم ان سے اس طرح شکایت کرے گا کہ امیر المومنین جب صرف ایک مکان پر جعفر نے بیس لاکھ درہم صرف کر دیئے ہیں تو دوسرے مصارف داد و دہش اور اخراجات پر لٹنا صرف ہوتا ہوگا۔ امیر المومنین آپ کے خیال میں اتنی آمدنی کہاں سے اور کیونکر ہوتی ہوگی۔ یہ جملہ ایسا موثر ہے کہ فوراً ان کے دل میں اتر جائے گا اور تمہاری طرف سے وہ بدظن ہو جائیں گے۔ جعفر نے کہا اگر وہ میری بات سنیں گے تو میں عرض کروں گا کہ امیر المومنین نے بہت سے لوگوں کے ساتھ احسانات عظیم کیے اپنی داد و دہش سے ان کو مالا مال کر دیا۔ مگر یہ کفرانِ نعمت ہے کہ انہوں نے اپنی دولت کو چھپایا یا بہت میں سے برائے نام ظاہر کی۔ مگر میں نے جب آپ کی نعمتوں کو دیکھا جس سے میں بہرہ مند ہوا ہوں تو میں نے اشاعت کے لیے ان کو پہاڑ کی چوٹی پر جمادیا۔ اور پھر لوگوں کو دعوت دی کہ آؤ اور دیکھو۔

جعفر بن یحییٰ کی ابراہیم بن مہدی کو ہدایت:

ابراہیم بن المہدی دوسرے سلسلہ روایت کے ساتھ بیان کرتا ہے، جعفر بن یحییٰ رشید کے دربار میں اس کا سر پرست تھا۔ اسی نے ابراہیم کو رشید کے ہاں پیش کیا تھا کہ ایک دن جعفر نے مجھ سے کہا کہ مجھے یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ رشید کو وہ خلوص میرے ساتھ اب نہیں رہا ہے جو پہلے تھا مگر اسی کے ساتھ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ ان کے سلوک کی یہ تبدیلی خود میرے خیالات کا پر تو ہو۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کی جانچ کرے۔ تم اس کام کے اہل ہو۔ آج جب تم دربار میں شریک ہو تو ذرا غور سے ان کی ہر بات کو دیکھنا اور جس نتیجہ پر تم پہنچو اس سے مجھے اطلاع دینا۔

جعفر بن یحییٰ کی فراست و ذہانت:

میں نے اس روز دربار میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا۔ اور جب رشید دربار سے اٹھ گئے تو سب سے پہلے میں وہاں سے باہر نکل آیا اور ایک درخت کے نیچے جو ہمارے راستے میں واقع تھا اپنے ملازمین کے ساتھ چھپ کر ٹھہر گیا۔ نیز میں نے شمع بجھوا

دی۔ اب دوسرے درباری ایک ایک میرے پاس سے گزرنے شروع ہوئے۔ میں ان کو دیکھتا تھا مگر خود کھائی نہ دیتا تھا۔ جب سب چلے گئے تو اب جعفر آیا اور اس درخت سے بڑھتے ہی اس نے مجھے آواز دی۔ میں باہر نکل آیا اس نے پوچھا کہ کیا دیکھا۔ میں نے کہا یہ میں بعد میں بیان کروں گا۔ پہلے یہ کہو کہ تم کو میرے یہاں ہونے کا نظم کیونکر ہوا۔ اس نے کہا۔ اس عنایت کی وجہ سے جو تم میرے حال پر کرتے ہو۔ مجھے یہ یقین تھا کہ تم بغیر مجھ سے ملے اور دربار کے رنگ سے آگاہ کیے چلے نہ جاؤ گے۔ نیز میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم اس وقت نمایاں جگہ میں ٹھہرنا کبھی پسند نہ کرو گے اور ہماری راہ میں اس جگہ سے بہتر چھپ کر ٹھہرنے کی کوئی دوسری جگہ نہ تھی۔ اسی بنا پر میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تم ضرور یہاں ٹھہرے ہو گے۔ میں نے کہا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے۔

جعفر کا ابراہیم بن مہدی کی رائے سے اتفاق:

اس نے کہا اچھا کہو تم نے کیا رنگ دیکھا۔ میں نے کہا میں نے یہ بات محسوس کی۔ جب تم متانت اور سنجیدگی سے کوئی بات کہتے تھے وہ اسے مذاق میں اڑا دیتے تھے اور جب تم مذاق میں کوئی بات کہتے تھے۔ وہ اسے خاص اہمیت دیتے تھے۔ اس نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ اچھا اب اپنے گھر جاؤ۔ میں چلا آیا۔

جعفر بن یحییٰ کی پیشین گوئی:

علی بن سلیمان کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جعفر بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے اس گھر میں کوئی عیب نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس کا مالک اب زیادہ عرصہ زندہ رہنے والا نہیں۔ اس سے مراد وہ خود تھا۔

یحییٰ بن خالد کی خانہ کعبہ میں دعا:

موسیٰ بن یحییٰ کہتا ہے کہ جس سال میرے والد کا انتقال ہوا وہ حج کے لیے گئے۔ ان کے تمام بیٹوں میں سے صرف میں ان کے ہمراہ تھا۔ وہ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ خداوند! میرے گناہ اتنے ہیں کہ جن کو صرف تو ہی شمار کر سکتا ہے اور تو ہی ان کو جان سکتا ہے۔ اے خداوند! اگر تو مجھے ان کی پاداش دینے والا ہو تو اسی دنیا میں ان کی سزا دے دے۔ چاہے اس میں میری سماعت، بصارت، دولت اور اولاد ہی جاتی رہے۔ تو مجھے معاف کر دے اور آخرت میں سزا نہ دے۔

احمد بن الحسن بن حرب بیان کرتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو بیت اللہ کے مقابل کعبہ کے پردوں کو تھامے ہوئے یہ دعا مانگتے سنا کہ اے خداوند! اگر تیری خوشنودی صرف اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں تو وہ تو مجھ سے چھین لے۔ یہاں تک کہ اگر تیری خوشنودی کے حاصل کرنے کے لیے میرے اہل و عیال اور اولاد بھی مجھ سے چھین لی جائے تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں۔ سوائے میرے بیٹے فضل کے اسے تو چھوڑ دے۔

یہ دعا کر کے وہ جانے لگا۔ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ تیزی سے دوبارہ پلٹ کر کعبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگرچہ مجھ ایسے گنہگار کو زیبا نہیں کہ وہ تیری رحمت کا امیدوار ہو اور تیری تعریف اور تقدیس کرے مگر خداوند! میں فضل کو بھی قربان کرنے کے لیے آمادہ ہوں۔

یحییٰ بن خالد کی مکہ سے مراجعت:

یہ حج سے واپسی میں انبار میں فروکش ہوئے۔ رشید نے عمر میں منزل کی۔ ان کے ہمراہ ان کے دونوں ولی عہد امین اور

مامون بھی تھے۔ فضل امین کے ہمراہ اور جعفر مامون کے ہمراہ فروکش ہوا۔ یحییٰ اپنے کاتب خالد بن عیسیٰ کے ساتھ فروکش ہوا۔ محمد بن یحییٰ ابن نوح مہتمم تو شہکشاہ کے ساتھ فروکش ہوا۔ اور محمد بن خالد نے عمر میں رشید کے ساتھ مامون کے پاس قیام کیا۔

ایک رات رشید نے فضل کو تنہائی میں باریاب کیا پھر اسے خلعت سے سرفراز کر کے حکم دیا کہ تم محمد الامین کے ساتھ چلے جاؤ۔
موسیٰ بن یحییٰ سے ہارون الرشید کی بدظنی:

موسیٰ بن یحییٰ کو بلایا اور اس کا قصور معاف کر دیا یہ اس سفر کے ابتداء میں جب حیرہ آئے تھے تو وہاں اس سے ناراض ہو گئے تھے۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان نے خراسان کے متعلق رشید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ تمام خراسانی اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے ہیں۔ اس سے محبت کرتے ہیں یہ ان سے خط و کتابت کے ذریعہ سازش کر رہا ہے کہ چپکے سے نکل کر خراسان چلا جائے اور پھر اہل خراسان کو لے کر بغاوت کر دے۔ یہ بات رشید کے دل میں بیٹھ گئی۔ اور وہ اس سے بدظن ہو گئے۔ چونکہ موسیٰ بڑا بہادر شہسوار تھا اس وجہ سے جب علی بن عیسیٰ نے اس کی شکایت کی تو وہ فوراً رشید کے دل میں جا گزریں ہو گئی۔ مگر اس وقت تو انہوں نے معمولی طور پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد موسیٰ بہت مقروض ہو گیا اور اپنے قرض خواہوں سے روپوش ہو گیا رشید سمجھے کہ جیسا کہ ان سے کہا گیا تھا وہ ضرور خراسان چلا گیا ہے۔

موسیٰ بن یحییٰ کی نظر بندی و رہائی:

جب اس حج کے سفر میں وہ حیرہ آئے تو موسیٰ بغداد سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رشید نے اسے عباس بن موسیٰ کے پاس کوفہ میں نظر بند کر دیا۔ یہ پہلا نقصان تھا جو براءت کو پہنچا۔ فضل بن یحییٰ کی ماں جس کی بات کو رشید رد نہیں کرتے تھے ان کی خدمت میں ان کی سفارش کرنے کے لیے سفر طے کر کے حاضر ہوئی۔ رشید نے کہا چونکہ اس کی مجھ سے شکایت کی گئی ہے اس لیے اگر اس کا باپ اس کی ضمانت کرے تو میں اس کو رہا کر دوں گا۔ یحییٰ اس کا ضامن ہو گیا اور رشید نے موسیٰ کو یحییٰ کے حوالے کر دیا۔ پھر رشید اس سے خوش ہو گئے۔ انہوں نے اس کی خطا معاف کر دی اور خلعت سے سرفراز کیا۔

فضل بن یحییٰ سے ہارون الرشید کی ناراضگی:

چونکہ فضل بن یحییٰ نے ان کے ساتھ شراب پینا چھوڑ دیا تھا۔ اس لیے رشید اس سے ناراض تھے اور ان پر اس کی موجودگی گراں تھی۔ اس پر فضل کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ محض پانی سے دیرینہ تعلقات اس طرح ختم ہو جاتے ہیں تو میں کبھی شراب نہ ہاتھ نہ لگاتا۔ یہ گانے کا بھی شوقین تھا۔

یحییٰ بن خالد کی جعفر بن یحییٰ کو نصیحت:

جعفر رشید کی خلوت کی صحبت میں شریک ہوتا اور جیسا وہ کہتے اس پر آمادہ ہو جاتا۔ جب یحییٰ نے دیکھا کہ جعفر کسی طرح رشید کی صحبت سے باز نہیں آتا اس نے جعفر کو لکھا۔ میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ اب کچھ نہیں کہوں گا۔ زمانہ خود تم کو سبق دے دے گا۔ اس وقت تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی تم کو اس مصیبت سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے تھا کہ جس کا کوئی مدد انہیں۔

یحییٰ بن خالد کی ہارون الرشید سے درخواست:

یحییٰ نے خود رشید سے بھی یہ بات کہہ دی تھی کہ میں آپ کے ساتھ جعفر کی ہر وقت کی معیت کو اچھا نہیں سمجھتا۔ کیونکہ اس کی وجہ

سے مجھے آپ کی طرف سے غمِ یازہ بھگتنا پڑے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اسے کسی اہم خدمت پر متعین کر کے بھیج دیں۔ اس طرح میں آپ کی طرف سے مامون ہو جاؤں گا۔ رشید نے اس کے جواب میں کہا۔ اے میرے باپ اس ترکیب سے تمہارا مقصد اپنی حفاظت نہیں ہے۔ بلکہ تم چاہتے ہو کہ فضل کو جعفر پر پیش کرو۔

عباسہ بنت المہدی کا واقعہ:

احمد بن زہیر اپنے چچا زہیر بن حرب کی روایت بیان کرتا ہے کہ جعفر اور برا مکہ کی تباہی کی وجہ یہ ہوئی کہ رشید کو جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو ان دونوں کو بلاتے۔ جعفر کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا۔ کہ وہ اس کے اور عباسہ کے بغیر رہ نہیں سکتے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ عباسہ سے تمہاری شادی کر دوں تاکہ جب میں اسے اپنی صحبت میں بلواؤں تو تم آزادی سے اسے دیکھ سکو۔ مگر شرط یہ ہے کہ میاں بیوی کا تعلق قائم نہ کرتا۔

رشید نے عباسہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اب جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو دونوں کو طلب کرتے پھر خود مجلس سے اٹھ جاتے اور ان دونوں کو بالکل تنہا چھوڑ جاتے۔ چونکہ دونوں بالکل جوان تھے اور شراب کے نشہ میں مست ہوتے اس حالت میں جعفر اس سے مجامعت کر لیتا۔ عباسہ حاملہ ہوئی اور اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اسے خوف ہوا کہ اگر رشید کو اس کا علم ہو گیا تو اس کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس نے اس بچے کو اپنی مملوک اناؤں کے ساتھ مکہ بھیج دیا۔ عرصہ تک یہ بات رشید کو معلوم نہ ہو سکی۔ مگر ایک مرتبہ عباسہ نے اپنی کسی چھو کری کو مارا۔ اس نے رشید سے جا کر اس بچے کی ولادت اور دوسرے واقعات کی اطلاع دی۔ اور ان لوٹنیوں کے جو اس بچے کے ہمراہ بھیجی گئی تھیں۔ نام ان کا پتہ اور وہ زیور جو عباسہ نے اس بچے کے ساتھ کر دیئے تھے۔ سب بتا دیئے۔

جب ہارون اس مرتبہ حج کے لیے مکہ گئے انہوں نے چھو کری کی نشاندہی کے مطابق اس بچے کو تلاش کیا وہ بچہ اور اس کے ساتھ والیاں حاضر ہوئیں۔ رشید نے ان سے واقعہ پوچھا۔ انہوں نے بھی اس کے متعلق اس چھو کری کے بیان کی تصدیق کر دی۔ جس نے عباسہ کے خلاف رشید کو سارے واقعہ سے مطلع کیا۔ پہلے تو رشید کا ارادہ ہوا کہ اس کسمن بچے کو قتل کر دیں۔ مگر پھر خوفِ خدا سے وہ اس ارادے سے باز رہے۔ جعفر کا یہ دستور تھا کہ جب رشید حج سے واپس آتے تو وہ مقام عقان میں ان کی دعوت کرتا۔ اس سال بھی اس نے وہیں دعوت کا انتظام کیا۔ اور شرفِ ملاقات چاہا۔ رشید نے ناسازی طبیعت کا عذر کیا اور اس کی دعوت میں نہ گئے۔ جعفر برابر رشید کے ہمراہ رہا۔ جب یہ اپنی انبار کی منزل میں فروکش ہوئے تو اس کے اور اس کے باپ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے ہم اب بیان کریں گے۔

جعفر بن یحییٰ کی گرفتاری:

فضل بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ رشید نے ۱۸۶ ہجری میں حج کیا وہ مکہ سے واپسی میں محرم ۱۷ھ میں حیرہ آئے۔ یہاں وہ عون العبادی کے قصر میں کئی روز مقیم رہے۔ پھر کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے عمر آئے جو انبار کے پہلو میں واقع ہے۔ ماہِ محرم کے آخری دن سنجر کی رات کو انہوں نے اپنے خدمت گار مسرور کو جعفر کے پاس بھیجا۔ اس کے ساتھ حماد بن سالم ابو عصمہ بھی باقاعدہ سپاہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس جماعت نے رات کے وقت جعفر کا محاصرہ کر لیا۔ اور اب مسرور اس کے پاس گیا۔ اس وقت ابن مختیشوع طبیب اور مشہور گویا نابینا بوزکا۔ الکلواذانی اس کے پاس بیٹھے تھے۔ اور وہ ونشاط میں مصروف تھا۔ مسرور اس کو دھکے دیتا

ہوا وہاں سے نکال کر اس مکان میں لایا جہاں رشید مقیم تھے۔ اور گدھے کی رسی سے باندھ کر اسے وہیں قید کر دیا۔ پھر رشید کو جا کر اطلاع کی کہ میں اسے گرفتار کر کے لے آیا ہوں۔ رشید نے اس کی گردن مار دینے کا حکم دیا۔ مسرور نے اسے قتل کر دیا۔ جعفر بن یحییٰ کی مسرور سے درخواست:

مسرور بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کے قتل کا عزم کر لیا انہوں نے مجھے اس کے پاس بھیجا۔ حسبِ احکم میں اس کے پاس آیا۔ اس وقت مشہور بنا گیا بوز کا اس کے پاس تھا اور شعر گا کر اسے سنا رہا تھا:

فلا تبعدو کل فتی سیانی علیہ الموت یطرق اور یغادی

”خدا کرے کہ تم ہمیشہ رہو ورنہ یوں تو ہر شخص پر صبح یا شام موت طاری ہونے والی ہے۔“

اس پر میں نے کہا اے ابوالفضل! دیکھو میں تمہارے لیے موت کا پیام لے کر آیا ہوں۔ امیر المومنین نے طلب کیا ہے۔ اس نے میرے ہاتھ جوڑے میرے پاؤں پر گر گیا اور انہیں چوما اور درخواست کی کہ میں اسے اتنی مہلت دوں کہ گھر میں جا کر وصیت کر آؤں۔ میں نے کہا اب اندر جانے کی تو اجازت نہیں دی جاسکتی البتہ جو تم کو اپنے بعد کے لیے کہنا ہے کہہ دو۔ چنانچہ وہ جو وصیت کرنا چاہتا تھا اس نے کر دی اور اپنے تمام مملوک آزاد کر دیئے۔ جعفر بن یحییٰ کے قتل کا حکم:

اتنے میں امیر المومنین کے دوسرے ہر کارے میرے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ اسے فوراً لے چلو۔ میں اسے لے کر ان کے پاس آیا اور اس کی میں نے ان کو اطلاع کی وہ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے۔ وہیں انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کا سرے کر آؤ۔ میں نے جعفر سے آکر ان کا حکم بیان کیا۔ اس نے کہا اے ابو ہاشم! میں تم کو اللہ کو یاد دلاتا ہوں انہوں نے یہ حکم ضرور حالتِ نشہ میں دیا ہوگا۔ تم صبح تک تو میرے معاملہ کو نال دو۔ یادو بارہ ان سے میرے متعلق حکم حاصل کرو۔ جعفر بن یحییٰ کا قتل:

میں اب پھر پلانا کہ ان سے دوسری مرتبہ حکم لوں۔ میری آہٹ پا کر کہنے لگے حرام زادے جعفر کا سر لے کر آؤ۔ میں نے پھر جعفر سے آکر کہا کہ یہ حکم ہوا ہے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں تیسری مرتبہ اس کے بارے میں حکم حاصل کروں۔ میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس مرتبہ انہوں نے ڈنڈے سے میری خبر لی اور کہنے لگے کہ اگر اب تو اس کا سر لیے بغیر میرے پاس آیا تو مجھے مہدی کا بیٹا نہ سمجھنا اگر میں کسی دوسرے کو بھیج کر پہلے تیرا سر نہ اتروالوں اور تیرے بعد اس کا۔ اس تہدید کے بعد میں ان کے پاس سے نکلا اور پھر جعفر کا سر لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آلِ برا مکہ پر عتاب:

نیز رشید نے اسی رات اپنے آدمی بھیج کر یحییٰ بن خالد اس کے تمام لڑکوں مولیوں اور اس کے متعلقین میں دوسرے ان لوگوں کو جو بھاگ کر جا رہے تھے۔ گرفتار کرالیا۔ اس طرح جو لوگ اس جگہ موجود تھے۔ ان میں سے ایک بھی بچ کر بھاگ نہ سکا۔ فضل بن یحییٰ اسی رات اپنے مقام سے ہٹا کر رشید کے ایک مکان میں قید کر دیا گیا۔ اور یحییٰ بن خالد کو اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا۔ ان کی تمام املاک ضبط کر لی گئی۔ سپاہیوں نے ان میں سے کسی کو بھی مدینہ السلام یا کسی دوسرے مقام کو جانے نہیں دیا۔ رشید نے اسی رات

اپنے خدمت گارر جہاں کو رقبہ بھیجتا کہ وہ وہاں برا مکہ کی جس قدر املاک نقد و جنس کی شکل میں ہوں اس کو ضبط اور ان کے تمام موالیوں اور ملازموں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ اپنی صوابدید کے مطابق سلوک کرے۔
املاک برا مکہ کی ضبطی:

نیز انہوں نے اسی رات کو تمام اطراف و اکناف سلطنت میں اپنے عمال کے نام احکام بھیج دیئے کہ ان کے ماتحت علاقہ میں برا مکہ کی جو جائیداد اور املاک ہوں ان کو ضبط کر لیں اور ان کے جو کارندے وہاں متعین ہوں ان کو گرفتار کر لیں۔
صبح کو رشید نے جعفر بن یحییٰ کا لاشہ شعبۂ اختلفانی، ہرثمہ بن اعین اور ابراہیم بن حمید المرزوی کے ساتھ جن کے عقب میں انہوں نے اپنے دوسرے خدمت گاروں اور معتدین کو جن میں مسرور بھی تھا بھیج دیا تھا۔ جعفر بن یحییٰ کے مکان کو بھیج دیا۔ ابراہیم بن حمید اور اپنے خدمت گار حسین کو فضل بن یحییٰ کے مکان پر بھیجا۔ یحییٰ بن عبد الرحمن اور اپنے خدمت گار رشید کو یحییٰ اور محمد بن یحییٰ کی قیام گاہ کو بھیجا اور ہرثمہ بن اعین کو بھی اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ ان کا تمام مال ضبط کر لیا جائے۔
جعفر بن یحییٰ کی لاش کی تشہیر کا حکم:

رشید نے سندی الحارثی کو حکم بھیجا کہ وہ جعفر کے لاشہ کو مدینۃ السلام لے جائے اس کے سر کو جسر الاوسط پر نصب کر دے اس کے جسد کو کاٹ کر اس کا ایک حصہ جسر الاعلیٰ پر اور دوسرا جسر الاسفل پر نصب کر دے سندی نے حسب حکم جعفر کے جسد کو قطع کر کے مختلف مقامات میں نصب کر دیا۔ نیز خدمت گاروں نے ان ہدایات کی جو ان کو دی گئی تھی۔ بجا آوری کی۔ فضل جعفر اور محمد کے چھوٹے بچے گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ رشید نے ان کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ برا مکہ کے تمام حقوق ملکی بابت حفاظت جان و مال سلب کیے جاتے ہیں۔
محمد بن خالد کو امان:

البتہ انہوں نے محمد بن خالد اس کی اولاد اور ملازموں کو اس حکم سے مستثنیٰ اس لیے کر دیا کہ ان کو معلوم ہوا کہ صرف یہی ان میں ایسا شخص ہے جو ان کا سچا خیر خواہ رہا ہے اور وہ اس سازش میں شریک نہیں ہے جو دوسرے برا مکہ ان کے خلاف کر رہے تھے۔ عمر سے روانہ ہونے سے پہلے انہوں نے یحییٰ کو چھوڑ دیا۔ یحییٰ کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ ابوالمہدی۔ ان کے بہنوئی کو ہرثمہ بن اعین کی نگرانی میں دے دیا۔ یہ ان کو لے کر رقبہ آیا۔
انس بن ابی الشیخ کا قتل:

جس روز رشید رقبہ آئے اسی روز انہوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو انس بن ابی الشیخ کے قتل کا حکم دیا۔ اور قتل کے بعد اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ یحییٰ بن خالد کو فضل اور محمد کے ساتھ دیر القایم میں قید کر دیا گیا۔ اور ان کی نگرانی کا ذمہ دار مسرور اور ہرثمہ بن اعین کو بنایا گیا رشید نے کچھ ملازم اور دوسری ضروریات زندگی ان کے ساتھ رہنے دیں۔
آل برا مکہ پر تشدد:

فضل کی ماں زبیدہ بنت منیر اور وناہیر یحییٰ کی جاریہ اور کچھ اور خدمت گاروں اور لونڈیوں کو ان کے ساتھ رہنے کے لیے کر دیا گیا۔ ان لوگوں کو حالت قید میں کوئی تکلیف نہ تھی۔ البتہ جب رشید کا عبدالملک بن صالح پر عتاب ہوا اور اب لوگوں نے پھر اس کی

اور برا مکہ کی رشید سے مزید شکایتیں کیں تو جس طرح عبدالملک کے ساتھ سختی کا سلوک کیا جانے لگا۔ اسی طرح برا مکہ پر بھی اب سختیاں ہونے لگیں۔

انس بن ابی الشیخ کے قتل کی دوسری روایت:

جعفر بن الحسین اللہی بیان کرتا ہے کہ جس رات کو رشید نے جعفر کو قتل کیا اس کی دوسری صبح کو انس بن ابی الشیخ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رشید کے اور اس کے درمیان کچھ مکالمہ ہوا رشید نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک تلوار نکالی اور حکم دیا کہ ابھی اس سے اس کی گردن اڑادی جائے۔ اس وقت انہوں نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا جو اس سے قبل انس کے قتل کے موقع پر کہا گیا تھا:

تلظ السیف من شوق الی انس
فالسيف بلحظ و الاندار تنتظر

”تلوار نے بے تابی سے انس کی جانب اپنی زبان دراز کی اب تلوار غور سے دیکھ رہی ہے اور موت منتظر ہے۔“

انس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل سے پہلے ہی تلوار پر خون دوڑ گیا تھا۔ رشید کہنے لگے اللہ عبد اللہ بن مصعب پر رحم کرے۔ اس کی تلوار کیسی اچھی ہے۔ مگر تمام دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تلوار زبیر بن العوام کی تھی۔

انس بن الشیخ کے قتل کی وجہ:

بعض ارباب سیرنے یہ بات بیان کی ہے کہ عبد اللہ بن مصعب رشید کا جاسوس تھا۔ یہ تمام لوگوں کی خبریں ان سے جا کر بیان کرتا تھا۔ اس نے انس کے متعلق کہا تھا کہ یہ زندیق ہے۔ اسی وجہ سے رشید نے اسے قتل کر دیا یہ برا مکہ کے دوستوں میں تھا۔

سندی بن شاہک کی طلبی:

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک ایک شاگرد پیش نے جوڑاک کے ذریعہ سفر کر کے آیا تھا۔ ایک چھوٹا سا خط مجھے دیا۔ میں نے اس کی مہر توڑی تو دیکھا کہ وہ خط خود امیر المومنین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس میں تحریر ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! اے سندی جب تم میرے اس خط کو پڑھو اگر بیٹھے ہو تو فوراً اٹھ کھڑے ہو اور اگر کھڑے ہو تو بغیر

بیٹھے اسی وقت میرے پاس پہنچو۔“

میں نے سواری منگوائی اور اسی وقت ان کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ رشید اس وقت عمر میں تھے ان کو میرا سخت انتظار تھا۔ چنانچہ اس کے بعد عباس بن الفضل بن الربیع نے مجھ سے بیان کیا کہ امیر المومنین دریائے فرات میں ایک کشتی پر سوار تہارا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک غبار اٹھا۔ مجھ سے کہنے لگے کہ عباس یہ ضرور سندی اور اس کے ہمراہی ہوں گے۔ میں نے کہا بے شک امیر المومنین میرا بھی یہی خیال ہے۔ اتنے میں تم آ پہنچے۔

میں اپنی سواری سے اتر کر ٹھہر گیا۔ رشید نے مجھے پاس بلوایا۔ میں سامنے جا کر مودب خاموش کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے خدمت گاروں کو بروخواست کا حکم دیا۔ وہ چلے گئے اور اب وہاں صرف عباس بن الفضل اور میں رہ گئے۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اب انہوں نے عباس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور حکم دیا کہ وہ تھخنے جو کشتی پر بچھائے گئے ہیں اٹھائے جائیں۔ عباس نے حکم کی بجا آوری کی۔

آلِ برا مکہ کے مکانات کے محاصرہ کا حکم:

مجھ سے کہا قریب آؤ۔ میں ان کے قریب گیا۔ پوچھا جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں بلایا ہے؟ میں نے اپنی قطعی لاعلمی ظاہر کی۔ کہنے لگے میں نے تم کو ایک ایسے کام کے لیے بلایا ہے۔ کہ اگر اس کی خبر میری قیص کے بوتام کو ہو جائے تو میں اسے بھی فرات میں پھینک دوں۔ اچھا تمہارے خیال میں میرا سب سے معتمد علیہ امیر کون ہے۔ میں نے کہا: ہرثمہ، کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو۔ اور میرا سب سے زیادہ معتمد علیہ خادم کون ہے۔ میں نے کہا مسرور الکبیر۔ کہنے لگے بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ اچھا تم اسی وقت جاؤ اور نہایت تیز گامی سے طبی مسافت کر کے مدینۃ السلام پہنچو۔ وہاں پہنچتے ہی اپنے بھروسہ کے آدمیوں اور فوجی دستوں کو جمع کر کے حکم دو کہ وہ اور ان کے شاگرد پیشہ کیل کانٹے سے درست رہیں۔ اور بگل کی آواز پر تم برا مکہ کے مکانات جانا اور سب کی پہرہ بندی کرنا۔ ایک ایک ڈیوڑھی کی ناکہ بندی اپنے فوجی دستوں کے ایک سردار کے سپرد کر دینا۔ کسی شخص کو نہ اندر آنے دینا نہ باہر جانے دینا۔ البتہ محمد بن خالد کے ساتھ کوئی تعارض نہ کرنا اور یہ ناکہ بندی میرے حکم کے آنے تک برابر قائم رہے۔

جعفر بن یحییٰ کی لاش کی تشہیر:

اب تک انہوں نے برا مکہ کو نہیں چھینا تھا۔ میں تیزی سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مدینۃ السلام آیا۔ میں نے اپنے تمام آدمی جمع کر کے ان کو حسبِ الحکم ہر کام کے لیے تیار کر لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہرثمہ بن اعین، جعفر بن یحییٰ کا مقتول جسد ایک نخر پر بلا زین کے بار کیے ہوئے لے کر میرے پاس پہنچا اور امیر المؤمنین کا خط مجھے دیا۔ جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اس کے جسد کے دو ٹکڑے کر کے اس کو تین پلوں پر سولی پر لٹکا دوں۔ میں نے حسبِ الحکم بجا آوری کی۔

محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ جعفر کا جسد بہت دن تک اسی طرح مصلوب رہا۔ جب رشید خراسان جانے لگے تو میں بھی اس مقام سے گذرا اور میری نظر اس پر پڑی۔ جب وہ دریا کے شرفی کنارے پر خزیمہ بن خازم کے دروازے آئے تو انہوں نے ولید بن حشم الشاری کو جیل خانہ سے طلب کر کے احمد بن جنید الخلیلی اپنے مشہور تلوارینے کو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا۔ احمد نے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت انہوں نے سندی کو دیکھا اور کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے (یعنی جعفر) چلا دیا جائے۔ ان کے جانے کے بعد سندی نے کانٹے اور ایندھن جمع کر کے جعفر کی لاش جلا ڈالی۔

یحییٰ بن عبد اللہ کی پیشین گوئی:

جب رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا تو کسی نے یحییٰ سے کہا کہ امیر المؤمنین نے تمہارے بیٹے جعفر کو قتل کر دیا ہے اس نے کہا اسی طرح ان کا بیٹا قتل کیا جائے گا۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تمہارے تمام مکان ویران و برباد کر دیئے گئے۔ یحییٰ نے کہا اسی طرح ان کے قصر و ایوان ویران ہو جائیں گے۔

ہارون الرشید کی جعفر بن یحییٰ سے آخری ملاقات:

بخارا ترکی نے بیان کیا ہے کہ جس دن کے آخر میں رشید نے جعفر کو قتل کیا ہے اس روز وہ جب کہ عمر میں فروکش تھے شکار کے لیے گئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور صرف جعفر بن یحییٰ تنہا ان کے ہمراہ تھا۔ ان کے دونوں ولی عہد بیٹے بھی ساتھ نہ تھے۔ جعفر ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھ چھوڑا تھا اور اس سے پہلے خود اپنے ہاتھ سے انہوں نے جعفر کو غالباً ملا تھا۔

وہ اس تمام دن ایک لمحہ کی جدائی بغیر ان کے ہمراہ رہا۔ سرشام شکار سے واپس آئے جب رشید محل میں جانے لگے انہوں نے جعفر کو سینے سے لگا لیا اور کہنے لگے کہ اگر آج میری رات عورتوں کے لیے مخصوص نہ ہوتی تو میں نم کو جدا نہ کرتا۔ تم اپنی قیام گاہ جاؤ اور وہاں خوب دور شراب چلاؤ۔ اور عیش و طرب کی بزم مناؤ۔ تاکہ جو کیفیت میری ہو وہی لطف تم کو بھی حاصل ہو۔

جعفر نے کہا۔ بخدا میں ان چیزوں کا دل دادہ نہیں ہوں میں تو صرف آپ کی محبت میں ان چیزوں سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

جعفر بن یحییٰ کو شراب نوشی کا حکم:

رشید کہنے لگے۔ تم کو میری جان کی قسم ہے۔ آج ضرور پینا یہ ان کے پاس سے اپنی قیام گاہ آیا۔ اس رات رشید کے خدمت گار گھنٹے گھنٹے کے بعد نقل، بخورات اور پھول لے کر اس کے پاس آتے رہے جب رات اچھی طرح بھبھک گئی انہوں نے مسرور کو اس کے پاس بھیجا۔ اور اسی کی نگرانی میں اس کو قید کر دیا گیا۔ اور پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔ فضل، محمد اور موسیٰ بھی قید کر دیئے گئے سلام الایرش کو کسی کے دروازے پر متعین کیا گیا۔ البتہ محمد بن خالد یا اس کے بیٹوں اور ملازموں سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا۔

سلام یہ کہتا ہے کہ اس وقت جب کہ یحییٰ کے مکان کے پردے کھول دیئے گئے تھے۔ اور اس کا تمام مال ضبط کر کے قلم بند کر لیا گیا تھا۔ میں اس کے پاس گیا۔ کہنے لگا اے ابوسلمہ قیامت اسی طرح آئے گی۔ جب میں پلٹ کر رشید کی خدمت میں آیا تو میں نے یحییٰ کی بات ان سے بیان کی۔ جسے سن کر وہ دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے۔

یحییٰ بن خالد کے عروج و اقتدار کی آخری شام:

ایوب بن ہارون بن سلیمان بن علی بیان کرتا ہے کہ چونکہ میں یحییٰ سے خاص تعلق رکھتا تھا اس بناء پر جب وہ انبار آیا تو میں اس سے ملنے گیا۔ میں اس شام کو جو اس کے عروج و اقتدار کی آخری شام تھی۔ اس کے پاس موجود تھا۔ اپنی تباہ کن کشتی میں بیٹھ کر امیر المومنین کی خدمت میں گیا۔ اور فوج خاصہ کے سردار کے دروازے سے ان کی خدمت میں باریاب ہوا۔ اس نے لوگوں کی ضروریات دوسرے مہمات سلطنت، سرحدوں کی اصلاح اور بحری لڑائی وغیرہ کے معاملات کو ان سے بیان کیا۔ اور ضروری احکام حاصل کیے۔ ان کے پاس سے نکل کر اس نے لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہاری درخواستیں قبول کر لی ہیں۔ اور ان کے متعلق احکام دے دیئے ہیں۔ اس نے ابوصالح یحییٰ بن عبدالرحمن کو بلا کر حکم دیا کہ ان فرامین کو نافذ کر دو۔ پھر وہ ہم سے ابو مسلم اور اس کے معاذ بن مسلم کو روانہ کر دینے کے واقعات بیان کرتا رہا۔ بعد مغرب وہ اپنے مکان میں چلا گیا۔ اسی رات کی صبح کو ہم کو جعفر کے قتل اور برامکہ کے زوال کی خبر ملی۔ میں نے اس کو جعفر کی تعزیت لکھی۔ اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ ہم اللہ کے فیصلہ سے خوش ہیں اور جانتے ہیں کہ اس میں ہماری بھلائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں سے بغیر ان کے گناہوں کے مواخذہ نہیں کرتا اور تیرا رب ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ اکثر اوقات وہ معاف کر دیتا ہے اور اس پر اللہ کا شکر ہے۔

جعفر بن یحییٰ کی مدت وزارت:

جعفر شب شنبہ ۱۸ صفر ۱۸۰ ہجری میں سترتیس سال کی عمر میں قتل کیا گیا۔ وزارت سترہ سال برامکہ میں رہی۔

جعفر بن یحییٰ کی ہارون الرشید سے ملاقات کی خواہش:

مسرور نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید سے عرض کیا کہ جعفر عرض پرداز ہے کہ صرف ایک مرتبہ آپ سے دیکھ لیں کہنے لگے یہ نہیں ہو سکتا وہ جانتا ہے کہ اگر میری نظر اس پر پڑ گئی تو پھر میں اسے قتل نہیں کروں گا۔ اکثر شعراء نے عصر نے ان کے متعلق قصائد اور ان کے مرثیے لکھے۔

مصری اور یمانی عربوں میں فساد:

اس سال دمشق میں مصری اور یمانی عربوں میں فرقہ وارانہ مناقشہ پیدا ہوا۔ رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو دمشق بھیجا۔ اس نے ان کے درمیان مصالحت کرا دی۔

عبدالسلام خارجی کا خروج و قتل:

اس سال مصلیہ میں زلزلہ آیا۔ جس سے شہر بناہ کا کچھ حصہ منہدم ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر رات میں آب رسانی کا سلسلہ مسدود ہو گیا۔ اس سال عبدالسلام خارجی نے آمد میں خروج کیا۔ یحییٰ بن سعید العقیلی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال یعقوب بن داؤد نے رقد میں وفات پائی۔

متفرق واقعات:

اس سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو کفار سے جہاد کرنے موسم گرما میں بھیجا اور اسے اپنا ذریعہ تقرب بنانے کے لیے اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے بخش دیا اور اسے عواصم کا ولی مقرر کر دیا۔

اس سال عبدالملک بن صالح پر رشید کا عتاب نازل ہوا اور انہوں نے اسے قید کر دیا۔

عبدالملک بن صالح کے خلاف شکایات:

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے بیان کیا کہ عبدالملک بن صالح کا ایک بیٹا عبدالرحمن تھا۔ یہ سربر آوردہ آدمی تھا۔ عبدالملک اسی سے اپنی کنیت کرتا تھا۔ یہ عبدالرحمن اپنے باپ کی اکثر شکایت کرتا رہتا تھا۔ اس نے اور قمامہ نے رشید سے عبدالملک کی شکایت کی کہ وہ خلافت کا امیدوار ہے۔ رشید نے اسے پکڑ کر فضل بن الربیع کے پاس قید کر دیا۔

عبدالملک کی گرفتاری و جواب طلبی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب رشید عبدالملک سے ناراض ہوئے تو وہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رشید نے اس سے کہا۔ کیا جس قدر عظیم احسان میں نے تجھ پر کیے ہیں تو ان پر پانی پھیر رہا ہے اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔ عبدالملک نے کہا حقیقت حال یہ نہیں ہے۔ اگر میں ایسا کرتا تو مجھے ندامت سے دو چار ہونا پڑتا۔ اور سزا کا مستوجب ہوتا۔ یہ سب کچھ حاسدوں کی شرارت ہے۔ چونکہ مجھے آپ کی جناب میں قربت و دوستی اور دیرینہ نیاز مندی حاصل ہے۔ اس وجہ سے لوگ مجھ سے جلتے ہیں آپ امت اسلام کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانشین اور ان کے خاندان کے لیے ان کے امین ہیں۔ امت پر آپ کی اطاعت اور خیر خواہی اور آپ پر اس کے معاملہ میں انصاف اتفاقیہ واقعات میں بردباری اور خطاؤں پر معافی فرض ہے۔ رشید نے کہا زبان سے اس طرح خوشامد کی باتیں بناتے ہو اور اپنے دل میں میرے خلاف منصوبے تیار کرتے ہو۔ یہ دیکھو تمہارا کاتب قمامہ موجود ہے۔ یہ تمہارے

دل کی کھوٹ اور فسادِ نیت کو تمہارے منہ پر بیان کرے گا۔ سنو وہ کیا کہتا ہے۔ عبد الملک نے کہا اس نے آپ سے بالکل خلاف واقعہ بات کہی ہے اور ممکن ہے کہ وہ میرے سامنے مجھ پر افترا اور بہتان لگا دے۔
عبد الملک بن صالح کے خلاف قمامہ کی گواہی:

قمامہ طلب کیا گیا۔ رشید نے اس سے کہا۔ بغیر کسی خوف اور تردد کے صاف صاف بیان کرو۔ اس نے کہا۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آپ سے عذر کرنے اور آپ کی مخالفت کے لیے کمر بستہ ہے۔ عبد الملک نے کہا قمامہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا بے شک تم چاہتے ہو کہ امیر المومنین کو اچانک قتل کر دو۔ عبد الملک کہنے لگا جب یہ میرے منہ پر مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے تو میرے عقب میں تو اس نے کیا کچھ میرے خلاف جھوٹی باتیں نہ کہی ہوں گی۔
عبد الرحمن بن عبد الملک کی گواہی:

رشید نے کہا اور یہ دیکھو تمہارا بیٹا عبد الرحمن موجود ہے اس نے مجھ سے تمہاری سرکشی اور فسادِ نیت کی شکایت کی ہے۔ اگر مجھے تمہارے خلاف کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہو تو ان دونوں سے زیادہ ثقہ و شہد تمہارے معاملہ میں اور کون ہو سکتا ہے۔ ان کے بیان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ عبد الملک نے کہا ان دو گواہوں میں سے ایک سرکاری مامور معلوم ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جسے میں نے الفت پداری سے خارج کر دیا ہے۔ اس وجہ سے وہ میری شکایت کرنے پر مجبور ہے۔ جو شخص اسی کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کا ایسا میری نسبت کہنا درست ہے۔ اور اگر کہنے والا عاق ہے تو وہ پہلے ہی ناحق شناس اور ناشکر ہے۔ اللہ عزوجل نے خود اپنے کلامِ مبین میں ایسے شخص کی عداوت سے مطلع کر کے متنبہ کر دیا ہے:

﴿ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوِّكُمْ فَاَحْذَرُوهُمْ ﴾

”بے شک تمہاری بیویاں اور اولاد میں سے تمہارے دشمن بھی ہیں۔ تم ان سے متنبہ رہو۔“

عبد الملک بن صالح کی اسیری:

اس گفتگو کے بعد رشید دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے۔ اگرچہ تمہارا معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے۔ مگر جب تک مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی کا علم نہ ہو۔ میں کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا۔ اسی کو میں اپنے اور تمہارے درمیان حکم بناتا ہوں عبد الملک نے کہا میں اس بات سے بالکل خوش ہوں اللہ حکم ہو اور امیر المومنین حاکم۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ امیر المومنین اپنی خواہش اور ارادے پر اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کو ترجیح دیں گے اور اسی کو اختیار کریں گے۔
عبد الملک بن صالح کی طلبی:

اس کے بعد رشید نے ایک دوسری مجلس اس معاملہ کے لیے منعقد کی عبد الملک نے دربار میں آ کر سلام کیا۔ رشید نے اس کا جواب نہیں دیا۔ عبد الملک نے کہا کہ آج تو اس معاملہ کے متعلق میں کوئی جواب دہی نہیں کرتا۔ رشید نے پوچھا کیوں۔ اس نے کہا اس وجہ سے کہ اس کی ابتدا ہی خلاف سنت ہوئی ہے تو اس کا انجام معلوم ہے۔ رشید نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے اس کا جواب تک نہیں دیا۔ کم از کم آپ میرے ساتھ عوام کا سا برتاؤ تو کریں۔ رشید نے کہا سنت رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں عدل کے لیے اظہارِ ایثار میں اور اس لیے کہ سلام کی عادت رہے میں تم کو سلام کرتا ہوں السلام علیکم عبد الملک سے

خطاب کرتے کرتے اب انہوں نے سلیمان بن ابی جعفر کی طرف مڑ کر کہا:
”میں تو اس کی حیات چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کے درپے ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے کہا۔ بخدا! گویا اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خون کی نالیاں بہ رہی ہیں۔ اور آتش جنگ مشتعل ہے۔ جس میں ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر گر رہے ہیں۔ ذرا دم لو۔ کچھ خبر ہے اللہ نے میرے ذریعے دشوار کو تمہارے لیے سہل کیا ہے۔ کدورت کو صاف کیا ہے اور تمام معاملات کو درست کیا ہے۔ اس مصیبت سے پہلے جس میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں گے۔ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اور ڈراتا ہوں کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔
عبدالملک بن صالح کی ہارون الرشید سے درخواست:

عبدالملک نے کہا امیر المؤمنین آپ اس خلافت کے معاملہ میں جو اللہ نے آپ کو دی ہے اور اس رعایا کے بارے میں جس کی نگرانی اللہ نے آپ کو سپرد کی ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ شکر گزاری کے بجائے ناپاس شناسی اختیار نہ کریں۔ صلہ کے بجائے سزا نہ دیں بخدا! میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ خلوص برتاؤ کیا ہے اور سچی اطاعت شعاری کی ہے۔ میں نے اپنے دونوں قوی بازوؤں کے زور سے جو یللم کے دونوں ستونوں سے زیادہ سخت اور مضبوط ہیں۔ آپ کی حکومت کی چولیس مضبوط کی ہیں اور آپ کے دشمن کو تباہ و برباد کیا ہے۔ میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ محض ایک جھوٹے مفتری کی شکایت اور ایک جانی دشمن کی چغلی کی بنا پر اپنے ایک عزیز قریب سے بدگمان نہ ہوں اور اس سے اپنا تعلق ختم نہ کریں۔ میں نے نہایت دشوار کاموں کو آپ کے لیے سہل کیا ہے۔ اور تمام امور سلطنت کو درست کیا ہے۔ میں نے آپ کی اطاعت کو لوگوں کے قلوب میں جانشین کیا ہے۔ کتنی راتیں مجھ پر ایسی گزری ہیں کہ ان میں میں نے آپ کی خاطر سخت تکلیف اٹھائی ہے۔ اور کتنے نازک موقع ایسے پیش آئے ہیں جہاں میں آپ کے لیے ثابت قدم رہا ہوں۔ ان مواقع پر میری مثال ان شعروں کی مصداق ہے:

بینانی و لسانی و جدل

و مقام صنیق فرحتہ

زل عن مثل مقامی و زحل

لویقوم الفیل اوفیالہ

”بہت سے ایسے مشکل مواقع پیش آئے کہ میں نے ان کو اپنے ہاتھ زبان اور طاقت سے سہل بنا دیا کہ اگر وہاں زبردست ہاتھی ہوتا تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ہٹ جاتا۔“
عبدالملک کے لیے عبداللہ بن مالک کی سفارش:

رشید نے کہا اگر میں بنی ہاشم پر مہربان نہ ہوتا تو ضرور تجھے قتل کرتا۔ زید بن علی بن الحسین العلوی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے عبدالملک بن صالح کو قید کیا تو عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال حاضر ہوا اور اس نے کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہی رشید نے کہا کہو کیا ہے۔ اس نے کہا امیر المؤمنین خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے کہ عبدالملک ہمیشہ سے آپ کا مخلص اور وفا شعار ہے۔ آپ نے اسے کیوں قید کر دیا۔ رشید نے کہا کیوں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ میرے خلاف سازش کر رہا ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میرے ان دونوں بیٹوں امین اور مامون میں لڑائی کرادے گا اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو کہ ہم اسے قید سے رہا کر دیں تو ہم تمہاری ذمہ داری پر اس کے لیے تیار ہیں چھوڑ دیں گے۔

عبدالملک بن صالح کی نظر بندی:

عبداللہ بن مالک نے کہا۔ اب جب کہ آپ نے اسے قید ہی کر دیا ہے تو میں یہ من سب سمجھتا کہ فوراً اسے رہا کر دیا جائے البتہ یہ سمجھتا ہوں کہ اسے صرف نظر بند کر دیا جائے اور وہاں اس کا وہی اعزاز قائم رہے جو آپ کے اور اس کے شانِ شایان ہے۔ رشید نے کہا البتہ میں اسے کے لیے تیار ہوں۔ رشید نے فضل بن ربیع کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم عبدالملک بن صالح کے پاس اس کے قید خانے میں جاؤ اور کہو کہ تم کو حالتِ قید میں جن جن ضروریات کی ضرورت ہو اس کے متعلق حکم دے دو ان کو مہیا کر دیا جائے گا۔ فضل نے اس سے پوچھ کر اس کے مطالبات رشید سے بیان کیے۔

اسی سلسلہ میں ایک دن رشید نے عبدالملک بن صالح سے کہا کہ تو صالح کا بیٹا نہیں ہے اس نے کہا پھر میں کس کا ہوں۔ رشید نے کہا تو مروان الجبوری کا بیٹا ہے۔ عبدالملک کہنے لگا۔ دونوں جوان مرد تھے۔ مجھے کچھ پروا نہیں کسی کا بھی ہوں۔ عبدالملک بن صالح سے امین کا حسن سلوک:

رشید نے اسے فضل بن الربیع کی نگرانی میں قید کر دیا۔ یہ رشید کی زندگی میں مقید رہا۔ ان کی وفات کے بعد محمد نے اسے رہا کر کے شام کا صوبیدار مقرر کر دیا۔ اس نے رقد کو اپنا مستقر بنایا اس نے محمد سے یہ بھی عہد کیا تھا کہ اگر تم مارے گئے اور میں اس وقت زندہ رہا تو بھی کبھی مامون کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا۔ مگر یہ محمد سے پہلے ہی مر گیا۔ اور سرکاری مکانات میں سے کسی جگہ دفن کیا گیا۔ جب مامون اپنے عہدِ خلافت میں روم جانے لگے تو انہوں نے عبدالملک کے کسی بیٹے کو حکم بھیجا کہ تم اپنے باپ کو میرے مکان میں سے نکال لے جاؤ۔ چنانچہ اس کی ہڈیاں مدفن سے برآمد کر کے دوسری جگہ منتقل کی گئیں اس نے محمد سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کبھی تم کو اپنی جان کا خوف ہو تم میرے پاس آ جانا۔ خدا کی قسم میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ عبدالملک کے متعلق یحییٰ بن خالد سے استفسار:

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں رشید نے یحییٰ بن خالد سے کہا بھیجا کہ عبدالملک بن صالح میرے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے تم اس سے باخبر ہو لہذا اس کے متعلق تم کو جو بات معلوم ہو اس سے اطلاع دو۔ اگر تم مجھ سے سچا واقعہ بیان کرو گے تو میں تم کو بحال کر دوں گا۔ یحییٰ نے کہا بخدا! امیر المؤمنین میں اس بات سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہ عبدالملک نے کوئی ایسا منصوبہ باندھا ہو جو آپ کے خلاف ہو۔ اور اگر مجھے کوئی ایسی اطلاع ملتی ہے تو آپ نہیں بلکہ میں اس کا حریف ہوتا کیونکہ آپ کی حکومت تو اصل میں میری حکومت تھی اور اس کی نیکی اور بدی کا تمام تر اثر مجھ پر تھا۔ ایسی صورت میں عبدالملک کے لیے یہ بات کیونکر مناسب تھی کہ وہ اپنے منصوبے میں مجھے شامل کرنے کی آرزو کرتا۔ اور اگر میں اس کے ساتھ دینے کے لیے آمادہ بھی ہو جاتا تو مجھے اس بات کی امید ہرگز نہ ہوتی کہ جو مرتبہ اور عزت رسوخ اور اقتدار آپ نے مجھے دیا ہے۔ وہ مجھے دیتا۔ خدا کے لیے آپ میرے متعلق ایسا گمان ہرگز نہ کریں۔ بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ عبدالملک ایک معتمد اور مددگار آدمی ہے۔ میری خوشی تو یہ ہے کہ ایسا آدمی آپ کے ساتھ رہے اور اس کی نیک چلنی عزت نفس اور بردباری کی وجہ سے جس کے آپ خود مداح تھے۔ آپ اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھیں۔

بارون الرشید کی یحییٰ بن خالد کو دھمکی:

جب رشید کے پیامبر نے ان سے آ کر یحییٰ کا یہ جواب عرض کیا انہوں نے اسے دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے

جا کر کہہ دو کہ اگر وہ عبد الملک کی سازش کا پتہ نہ دے گا تو میں اس کے بیٹے فضل کو قتل کر دوں گا۔ یحییٰ نے کہا جا کر عرض کر دو کہ ہم آپ کے قبضے میں ہیں۔ آپ جو چاہیں کریں۔ بالفرض اگر اس واقعہ میں کوئی بھی اصلیت ہو تو اس کا مجرم میں ہوں نہ کہ فضل، فضل نے کیا کیا ہے کہ اسے اس کی سزا دی جائے۔

یحییٰ اور فضل بن یحییٰ کی علیحدگی:

پیامبر نے فضل سے کہا کہ چونکہ امیر المؤمنین کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے لہذا موت کے لیے تیار رہو۔ فضل کو یقین ہو گیا۔ کہ میں اب مارا جانے والا ہوں۔ اس نے اپنے باپ سے آخری ملاقات کی اور رخصت ہوا۔ اس نے یحییٰ سے کہا۔ آپ مجھ سے خوش ہیں۔ یحییٰ نے کہا ہاں میں تم سے راضی ہوں اور اللہ بھی تم سے راضی ہو۔ تین دن تک باپ بیٹے ایک دوسرے سے علیحدہ رہے۔ مگر جب کوئی بات یحییٰ کے خلاف ثابت نہ ہوئی تو پھر ان دونوں کو حسب سابق یک جا کر دیا گیا۔ چونکہ اس زمانے میں براکت کے دشمن مسلسل رشید سے ان کی شکایتیں کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے رشید نے بہت سخت خطا ان کو لکھی۔

یحییٰ بن خالد کی بددعا:

جب مسرور نے قتل کے لیے لے جانے کے لیے فضل کا ہاتھ پکڑا تو اس وقت یحییٰ سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے اپنے دل کا غبار نکالا۔ اور مسرور سے کہا کہ رشید سے جا کر کہہ دو کہ اسی طرح تمہارا بیٹا بھی مارا جائے گا۔

مسرور کہتا ہے کہ جب رشید کا غصہ فرو ہو تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا۔ میں نے یحییٰ کا قول اس سے بیان کیا کہنے لگے مجھے اس کے کہنے سے اندیشہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مجھ سے کوئی بات آئندہ کے لیے کہی گئی ہو اور وہ اسی طرح پیش نہ آئی ہو۔

عبد الملک بن صالح کے خلاف شکایت:

ایک دن رشید سیر کے لیے جا رہے تھے۔ عبد الملک بن صالح بھی سواری میں ہمراہ تھا۔ جب کہ وہ رشید کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ کہ ایک پہلو سے یکا یک ایک شخص نے بلند آواز سے رشید سے کہا کہ امیر المؤمنین اس کی امیدوں کا خاتمہ کر دیجیے۔ اس کی آزادی سلب کر لیجیے اور اس کی مشکلیں بندھوا دیجیے۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو یہ آپ کے خلاف بغاوت کرے گا۔

بارون الرشید اور عبد الملک بن صالح کی گفتگو:

رشید نے عبد الملک کو دیکھا اور کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا یہ نافرمان سازشی جاسوس اور حاسد ہے۔ رشید نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ دوسرے لوگ اپنی ناقابلیت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور تم آگے بڑھ گئے اپنی کوتاہی اور ناقابلیت کی وجہ سے ان کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں دبی ہوئی ہیں۔ اسی لیے وہ تمہاری شکایتیں کرتے ہیں۔ عبد الملک نے کہا۔ خدا کرے کہ ان کے قلوب کی یہ آگ کبھی نہ بجھے۔ اور وہ اسی طرح جل جل کر مریں۔ تاکہ یہ تکلیف ان میں دواماً متواتر ہو جائے۔

ایک مرتبہ رشید منج سے جو عبد الملک کا مستقر تھا گزرے اور اس کے مکان کو دیکھ کر پوچھا یہ تمہارا مکان ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ اصل میں تو یہ جناب والا کا ہے اور اسی نسبت سے میرا بھی ہے انہوں نے پوچھا مکان کیسا ہے۔ عبد الملک نے کہا کہ میرے متعلقین کی عمارت سے نیچا ہے اور منج کے دوسرے مکانوں سے بلند واقع ہوا ہے۔ رشید نے پوچھا رات کیسی ہوتی ہے۔ اس نے کہا

تمام رات گویا صبح ہے۔

قاسم بن الرشید کا جہاد:

اس سال ماہ شعبان میں قاسم بن الرشید روم کے علاقہ میں گھس گیا اور اس نے قرہ کا محاصرہ کر لیا۔ نیز اس نے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو کسی دوسری سمت بھیجا۔ اس نے قلعہ سنان کا محاصرہ کر لیا۔ جب محصورین محاصرہ کی شدت سے عاجز آ گئے۔ تو اس نے مسلمانوں سے یہ درخواست کی کہ ہم ان تین سو بیس مسلمان قیدیوں کو جو ہمارے پاس ہیں رہا کر دیں گے۔ اگر تم ان دونوں مقامات کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ مسلمانوں نے یہ درخواست قبول کی اور قرہ اور قلعہ سنان سے صلح کر کے واپس چلے گئے۔

علی بن عیسیٰ کی وفات:

اسی جہاد میں رومیوں کے علاقہ میں علی بن عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی۔ یہ قاسم کے ساتھ تھا۔

رومیوں کا نقص معاہدہ:

اس سال بادشاہ روم نے اس صلح کو توڑ دیا۔ جو اس سے قبل رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی۔ نیز اس نے زر

ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔

جس بنا پر مسلمانوں اور ملکہ روم ریثی کے درمیان معاہدہ صلح طے پایا تھا اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے ایک عرصہ

کے بعد رومیوں نے ملکہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے تخت سے اتار دیا۔ اور اب اس کی جگہ قلعہ تقفور جس کے متعلق رومی یہ کہتے ہیں

کہ وہ عرب کے قبیلہ غسان کے کسی جفتہ نام کی اولاد میں تھا۔ بادشاہ بن بیضا۔ اس سے پہلے وہ روم کا افسر خراج تھا۔ تخت سے علیحدگی

کے پندرہ ماہ بعد ریثی مر گئی۔

تقفور کا ہارون الرشید کے نام خط:

اب تقفور کا اقتدار اور اس کی حکومت استوار ہو گئی اور تمام رومی اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ اس نے رشید کو یہ خط لکھا:

”یہ خط تقفور بادشاہ روم کی طرف سے رشید بادشاہ عرب کو ارسال کیا جا رہا ہے:

اما بعد! مجھ سے پہلے جو ملکہ تھی اس نے تم کو شطرنج کا رخ اور اپنے کو پیدل بنا لیا تھا۔ اور اسی کمزوری کا وہ تم کو زرنفد یہ ادا

کرتی تھی۔ حالانکہ سزاوار یہ تھا کہ تم اسے زرنفد یہ دیتے۔ مگر عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت تھی جس کی وجہ سے اس

نے یہ بے عزتی گوارا کی۔ میرے اس خط کو پڑھتے ہی تمام زروا صلات واپس کرو اور آئندہ کے لیے اپنی جان کی ضمانت

کے لیے زرنفد یہ ادا کرو ورنہ اب تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔“

ہارون الرشید کا تقفور کو جواب:

خط پڑھ کر رشید فرط غصہ سے آگ ہو گئے۔ اس حالت میں کسی شخص کو کچھ کہنے کی تو کیا مجال تھی کوئی ان کو دیکھ بھی نہ سکتا

تھا۔ ان کے تمام مصاحبین اس خوف سے کہ مبادا ان کی کسی بات یا فعل سے وہ اور بھڑک اٹھیں دربار سے چلے گئے۔ خود وزیر سلطنت

پریشان تھا کہ اس حالت میں کوئی مشورہ دے یا انہیں اپنی صوابدید پر کار بند ہونے دے۔

رشید نے دوات طلب کی اور خط کی پشت پر اپنے ہاتھ سے یہ جواب لکھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط امیر المومنین ہارون کی جانب سے روم کے کتے تقفور کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اے کافر زادے میں نے تیرا خط پڑھا۔ اس کا جواب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ تجھے سننے کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔ والسلام“

ہرقلہ کا تاراج:

رشید اسی دن رومیوں سے نبرد آزما ہونے چل کھڑے ہوئے۔ وہ پیہم کوچ کرتے ہوئے ہرقلہ پہنچے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ انہوں نے بہت سے لوٹڈی غلام، اسیران جنگ اور مال غنیمت حاصل کیے۔ شہر کو برباد کر کے جلا ڈالا اب تقفور نے اس شرط پر کہ وہ سالانہ خراج ادا کرتا رہے گا۔ صلح کی درخواست کی رشید نے اسے منظور کر لیا۔

تقفور کی اطاعت:

وہ اس مہم سے واپس آ کر قد آئے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ تقفور نے معاہدہ صلح کو توڑ کر اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ چونکہ سردی بہت شدید تھی۔ اس وجہ سے تقفور کو ان کے واپس آنے کی ہرگز امید نہ تھی۔ اسی اطمینان پر اس نے بدعہدی کی۔ اس کی اطلاع دار الخلافت آئی۔ اس اندیشہ سے کہ مکرر پیش قدمی سب کے لیے باعث خطر ہوگی کسی نے یہ جرأت نہ کی کہ اس کی اطلاع بلا واسطہ ان کو دے۔ اہل جندہ کے ایک شاعر ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حجاج بن یوسف التیمی ہے اس واقعہ کی اطلاع کرنے کے لیے اپنے اشعار کو ذریعہ ارسال بنایا۔ عبداللہ بن یوسف اسماعیل بن ابوالقاسم ابوالعتاہید اور تیمی نے اس موضوع پر شعر کہے اور جب عبداللہ بن یوسف نے اپنے اشعار سنائے تو رشید کہنے لگے کیا خوب تقفور نے یہ کیا ہے۔ نیز ان کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ ان کے وزراء نے ان تک اس خبر کو پہنچانے کی یہ ترکیب نکالی تھی۔ اسے سنتے ہی وہ نہایت سخت محنت اور کلفت سفر برداشت کرتے ہوئے پھر اس کے مقابلہ کے لیے پلٹے اور خود اس کے مرکز پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اپنی تمام شرائط منہ کر اور اپنے دلی منصوبوں کو پورا کر کے وہاں سے واپس آئے۔

ابراہیم بن عثمان کی معاندانہ روش:

واقعی کے بیان کے مطابق اس سال ابراہیم بن عثمان بن نہیک قتل کیا گیا۔ واقعی کے علاوہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ابراہیم ۱۸۸ھ میں قتل کیا گیا۔

ابراہیم بن عثمان اکثر جعفر بن یحییٰ اور براکہ کا تذکرہ کرتا رہتا تھا۔ ان کی محبت میں اور ان کی بربادی میں اظہار غم کے لیے رویا کرتا۔ محض گریہ سے تجاوز کر کے وہ براکہ کے بدلہ لینے والوں کے زمرہ میں شامل ہوا۔ یہ جب خلوت میں اپنی باندیوں کے ساتھ خوب شراب پی کر بد مست ہو جاتا۔ تو کہتا۔ غلام میری تلوار ذوالمعیہ مجھے دے۔ اس نے اپنی تلوار کا نام ذوالمعیہ رکھا تھا۔ غلام تلوار لا کر اسے دے دیتا۔ یہ اسے نیام سے نکال کر ہائے جعفر ہائے جعفر میرے آقا پکارتا اور کہتا کہ میں تمہارے قاتل کو قتل کر کے رہوں گا۔ اور تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا۔

ابراہیم بن عثمان کے خلاف تحقیقات:

جب اس کی یہ لے بہت بڑھ گئی اس کے بیٹے عثمان نے فضل بن الربیع سے آ کر تمام قصہ بیان کیا۔ فضل نے رشید کو اطلاع

دی۔ رشید نے عثمان کو بلایا اور پوچھا کہ یہ فضل نے کیا بات کی ہے۔ اس نے اپنے باپ کا تمام واقعہ بیان کیا۔ رشید نے اس سے پوچھا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی شاہد ہے۔ اس نے کہا جی ہاں ان کا خدمت گار نوال۔ رشید نے بغیر کسی کی اطلاع کے نوال کو اپنے پاس بلا کر اس سے پوچھا اس نے کہا کہ ابراہیم نے یہ بات ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار کہی ہے۔ مگر پھر بھی رشید کہنے لگے کہ یہ بات نامناسب ہے کہ میں اپنے ایک خاص آدمی کو ایک نو عمر چھو کرے اور ایک خسی کے بیان پر قتل کر دوں۔ ممکن ہے کہ ان دونوں نے اس کے خلاف اس لیے سازش کی ہو کہ لڑکا تو اپنے باپ کا عہدہ چاہتا ہو اور خدمت گار مدت دراز کی خدمت گزاری کی وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا ہو۔

ابراہیم بن عثمان کا امتحان:

چند روز انہوں نے اس معاملہ میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی خاموش رہے پھر انہوں نے خیال کیا کہ ابراہیم بن عثمان کا امتحان لینا چاہیے تاکہ اس کی طرف سے جو بدگمانی اور اندیشہ ان کے دل میں پیدا ہو گیا ہے وہ بھی نکل جائے۔ انہوں نے اس غرض کے لیے فضل بن الربیع کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ابراہیم بن عثمان کے بیٹے نے اس کی جوشکایت کی ہے اس کے متعلق ابراہیم کا امتحان لوں۔ جب دسترخوان اٹھا دیا جائے تم شراب منگوانا اور ابراہیم سے کہنا کہ چونکہ امیر المومنین کے دل میں متہاری خاص جگہ ہے اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ آج تم ان کے ساتھ شراب میں شرکت کرو انہوں نے تم کو دعوت دی ہے۔ حاضر رہو اور جب وہ اچھی طرح پی لے تم ہمیں تنہا چھوڑ کر باہر چلے جانا۔

بارون الرشید اور ابراہیم بن عثمان کی گفتگو:

فضل نے حسب عمل کیا۔ پہلے تو ابراہیم شراب کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر جب فضل بن الربیع ایک دم جانے کے لیے کھڑا ہوا تو یہ بھی اٹھا۔ مگر رشید نے اسے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر بیٹھو۔ جب وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گیا تو اب رشید نے غلاموں کو اشارہ کیا کہ چلے جائیں۔ وہ سب ہٹ گئے رشید نے اس سے کہا۔ ابراہیم اگر میں اپنا کوئی خاص راز تم سے بیان کر دوں تو کیا تم اس کی حفاظت کرو گے اس نے کہا میرے آقا میں تو آپ کے غلام خاص اور خادمان معتمد میں سے ہوں یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کے راز کو افشاء کروں۔

رشید نے کہا بہت روز سے میرے دل میں ایک بات ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے بیان کروں اب میرے سینے میں اتنی وسعت نہیں کہ اے وہ سنبھال سکے اس کی وجہ سے میری راتیں بیداری میں گزرتی ہیں۔ ابراہیم نے کہا جناب والا ضرور مجھ سے بیان کریں۔ میں کبھی دوبارہ اسے آپ سے بھی بیان نہیں کروں گا۔ اور کبھی تنہائی میں بھی اسے اپنی زبان سے نہ نکالوں گا۔ رشید نے کہا۔ سنو! بات یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ کو قتل کر کے میں اس قدر نامد ہوں کہ اس ندامت کا اظہار بھی الفاظ میں نہیں کر سکتا۔ کاش! میری سلطنت چلی جاتی وہ زندہ رہتا۔ اس کے قتل کے بعد سے نیند اور لطف زندگی میرے لیے حرام ہیں۔

ان الفاظ کو سنتے ہی ابراہیم کی آنکھوں سے بے اختیار اشک مسلسل رواں ہوئے اور وہ کہنے لگا۔ اللہ ابو الفضل پر اپنا رحم فرمائے اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ اے میرے مالک اس کے قتل میں آپ نے بڑی غلطی کی ہے اور اس کے معاملہ میں آپ سے لغزش ہوئی۔ دنیا میں ایسے آدمی کہاں نصیب ہیں وہ اس زمانے میں سب سے بڑا متقی تھا۔

ابراہیم بن عثمان کا قتل:

یہ سن کر رشید نے کہا حرامزادے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ نکل یہاں سے۔ ابراہیم کھڑا ہوا۔ مگر یہ حالت تھی کہ زمین اس کے تلووں سے نکل گئی تھی۔ اس نے اپنی ماں سے آ کر کہا کہ اب میری جان گئی۔ اس نے کہا ان شاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ اچھا تو کہو کیا ہوا۔ ابراہیم نے کہا ہوا یہ کہ رشید نے اس طرح میرا امتحان لیا ہے کہ اگر میری ہزار جانیں بھی ہوتیں تو بھی ان میں سے ایک نہ بچ سکتی۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیٹے نے آ کر اس کے تلوار ماری جس کے زخم سے وہ چند باتیں کر کے مر گیا۔

امیر حج عبید اللہ بن عباس:

اس سال عبید اللہ بن العباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۸ھ کے واقعات

اس سال ابراہیم بن جبرئیل موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کے لیے گیا۔

ابراہیم بن جبرئیل کی رومیوں پر فوج کشی:

وہ درہ صفصاف سے رومیوں کے علاقہ میں آیا خود تقفو راس کے مقابلہ کے لیے بڑھا۔ مگر اس کے عقب میں کوئی اہم معاملہ ایسا سے پیش آیا کہ وہ ابراہیم کے مقابلہ سے پسپا ہو کر پلٹ گیا۔ واپسی میں مسلمانوں کی ایک جماعت سے اس کا مقابلہ ہو گیا۔ اس طرح اسے تین مرتبہ جنگ کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اس نے شکست کھائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان لڑائیوں میں چالیس ہزار سات سو رومی کام آئے ان کے چار ہزار جانور پکڑے گئے۔

امیر حج ہارون الرشید:

اس سال قاسم بن الرشید نے وابق میں جہاد کے لیے قیام کیا۔ اس سال رشید کی امارت میں حج ہوا۔ وہ پہلے مدینہ آئے یہاں انہوں نے اہل مدینہ کو نصف عطا دی۔ واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ رشید کا آخری حج ہوا۔

۱۸۹ھ کے واقعات

اس سال امیر المومنین ہارون الرشید رے گئے۔

علی بن عیسیٰ کی امارت خراسان:

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن عیسیٰ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کرنے کے لیے رشید نے یحییٰ بن خالد سے مشورہ کیا تھا۔ یحییٰ نے اس کے تقرر کی مخالفت کی اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ رشید نے اس مشورہ کو نہ مانا۔ اور علی بن عیسیٰ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کے ہارون الرشید کو تختہ آف:

اس نے وہاں جا کر اہل خراسان پر بہت سختیاں اور مظالم کیے۔ اور بہت سی دولت جمع کر لی اور اس قدر گھوڑے اور اشیائے خورد و نوش پکڑے مشک اور نقد رقم بطور ہدیہ رشید کی خدمت میں ارسال کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ ان کے معاند کے لیے

رشید شامیہ میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے وہ تمام ہدایا بالترتیب ان کے سامنے پیش کیے گئے۔ ان کو دیکھ کر رشید ششدر ہو گئے۔ یحییٰ پہلو میں کھڑا تھا۔ رشید نے اس سے کہا۔ ابوعلیٰ یہ اس شخص نے ہمیں تحفے بھیجے ہیں جس کے متعلق تم نے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اسے خراسان کا والی نہ مقرر کروں۔ مگر ہم نے تمہاری بات نہ مانی اور مخالفت کی اور اس میں برکت ہوئی جس کا نتیجہ یہ سامنے موجود ہے۔ اس معاملہ میں دیکھ لو تمہاری رائے کیسی قاصر رہی اور ہماری رائے کیسی بار آور ثابت ہوئی۔

علی بن عیسیٰ کے خلاف جعفر بن یحییٰ کی شکایت:

یحییٰ نے کہا امیر المومنین اگرچہ میں چاہتا تو یہ ہوں کہ میری یہ رائے صائب ہو اور میرا یہ مشورہ قرین صواب ہو۔ مگر اس سے بڑھ کر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین کی رائے زیادہ صائب ان کی فراست زیادہ کارگر اور ان کا علم اور معرفت میرے علم و معرفت سے کہیں اعلیٰ اور افضل ہو۔ اگر مجھے اس بات کا قوی اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کی ولایت کے عواقب اور نتائج برے ہوں گے۔ جن سے اللہ آپ کو محفوظ اور مامون رکھے۔ تو بے شک ان سب اشیاء کی خوبی اور کثرت قابل تحسین ہوتی۔

رشید نے پوچھا وہ کیا ہے۔ یحییٰ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ علی بن عیسیٰ نے یہ تمام نواد عمائد اور اشراف خراسان پر ظلم کر کے جمع کیے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس نے زبردستی حاصل کیا ہے اگر امیر المومنین مجھے حکم دیں تو میں ایک گھنٹہ میں اس سے دو چن کر خ کے تاجروں سے حاصل کر کے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے دیتا ہوں۔

ہارون الرشید کی علی بن عیسیٰ سے بدظنی:

رشید نے پوچھا یہ کیونکر یحییٰ نے کہا عون جوہری جو ہمارے پاس جواہرات کا صندوق لایا تھا۔ ہم نے ستر لاکھ قیمت لگائی۔ اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ حکم ہو تو میں ابھی اپنے داروغہ کو اس کے پاس بھیج کر اس صندوق کو دوبارہ دیکھنے کے لیے منگواتا ہوں اور پھر صاف انکار کر دوں گا کہ میرے پاس وہ جواہرات نہیں آئے۔ اس طرح ہمیں ستر لاکھ کا یہ نفع حاصل ہوگا۔ اسی طرح بڑے بڑے تاجروں میں سے صرف دو کے ساتھ ایسا عمل کروں گا۔ اور یہ طریقہ اخفائے حال اور عواقب مضر سے زیادہ بچانے والا ہے۔ بہ نسبت اس طریقہ کار کے جو علی بن عیسیٰ نے ان تحائف کے حاصل کرنے اور جمع کرنے میں اختیار کیا ہے۔ اس طرح میں تین گھنٹے میں امیر المومنین کے لیے ان تمام تحائف کی قیمت سے زیادہ کا مال جمع کیے دیتا ہوں اور یہ میرا طریقہ زیادہ اہل اور مامون ہے۔ علی نے تو تین سال میں یہ جمع کیے ہیں۔

ہارون الرشید کا علی بن عیسیٰ کے متعلق یحییٰ سے مشورہ:

یحییٰ کی یہ بات رشید کے دل نشین ہو گئی اور اب انہوں نے پھر کبھی علی کا تذکرہ یحییٰ کے سامنے نہیں کیا۔ جب اس نے خراسان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا وہاں کے عمائد اور اشراف کو اپنے مظالم سے اپنا دشمن بنا لیا اس کی جان و مال پر دست درازی کی تو وہاں کے سربراہ آوردہ عمائد نے رشید کو اس کی شکایت لکھی نیز تمام علاقہ خراسان کے لوگوں نے رشید کے اعزاز اور مصاحبین کو اس کی شکایت میں مسلسل خط لکھے۔ جس میں اس کی زشت خوئی اور قابل اعتراض طریقہ ملاقات اور سلوک کی شکایتیں کی گئیں اور امیر المومنین سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کے بجائے اپنے کسی خاص معتمد علیہ اور حامی سلطنت کو یہاں کا والی مقرر کر کے بھیج دیں۔ رشید نے یحییٰ بن خالد کو بلایا اور اس سے علی بن عیسیٰ کے برطرف کرنے میں مشورہ لیا اور کہا کہ کوئی ایسا شخص بتاؤ جو خرابیاں اس فاسق نے وہاں پیدا کر

دی ہیں وہ اس کی اصلاح کر سکے۔ بچی نے یزید بن مزید کا نام تجویز کیا مگر رشید نے اسے نہ مانا۔
ہارون الرشید کی روانگی رہے:

رشید سے کہا گیا کہ علی بن عیسیٰ آپ کی بغاوت پر آمادہ ہے اسی بنا پر مکہ سے واپس آ کر سیدھے رہے روانہ ہوئے۔ جمادی الاول کے ختم میں ابھی تیرہ راتیں باقی تھیں کہ انہوں نے نہروان آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے قاسم اور مامون بھی تھے۔ یہاں سے یہ رہے چلے۔ جب قرما سین آئے۔ تو قاضیوں وغیرہ کی ایک جماعت یہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے ان سب کو اس بات پر شاہد مقرر کیا کہ میرے اس پڑاؤ میں جس قدر مال و متاع جانور اسلحہ اور دوسری چیزیں موجود ہیں یہ سب میں عبد اللہ المامون کو دیتا ہوں۔ اب ان میں میرا کوئی حق نہیں ہے۔ نیز انہوں نے اپنے مصاحبین اور حاضرین دربار سے مامون کے لیے تجدید بیعت کرائی۔ ہرثمہ بن اعین اپنی فوج خاصہ کے افسر اعلیٰ کو بغداد بھیجا اور اب انہوں نے دربارہ اپنے دربار کے تمام حاضرین سے محمد بن ہارون الرشید۔ عبد اللہ اور قاسم کے لیے ولایت عہد کی بیعت لی۔ البتہ قاسم کی ولی عہدی کی توثیق اور تنسیخ مامون کے حوالے کی کہ جب وہ خلیفہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اسے ولی عہد رکھے یا علیحدہ کر دے۔
علی بن عیسیٰ کی دربار خلافت میں باریابی:

جب ہرثمہ بغداد سے واپس آ گیا تو اب رشید رہے روانہ ہوئے۔ تقریباً چار ماہ رہے میں قیام پذیر رہے۔ علی بن عیسیٰ خراسان سے بہت سا روپیہ جانور۔ تحائف، سامان، مشک، سونے چاندی کے برتن، جواہر اور دوسری نوادراشیاء لے کر حاضر دربار خلافت ہوا اور یہ سب چیزیں اس نے رشید کے نذر کیں اور اس کے بعد اس نے رشید کے ساتھ جو ان کے بیٹے، اعزاء، کاتب، خدمت گار اور امراء، ہم سفر تھے۔ ان سب کو علیحدہ علیحدہ حسب مراتب نذرانے اور تحائف پیش کیے۔
علی بن عیسیٰ کی امارت خراسان پر بحالی:

جب رشید نے دیکھا کہ اس کا طرز عمل اس اطلاع کے بالکل خلاف ہے جو اس کی شکایت میں ان کو موصول ہوئی تھی۔ وہ اس سے خوش ہو گئے اور اسے اس کی خدمت پر خراسان واپس بھیجا بلکہ خود بھی اس کی مشایعت کی۔
قاسم مومنین کی ولی عہدی کی بیعت:

بیان کیا گیا ہے کہ قاسم کے لیے اس وقت جو عہد ولایت لیا گیا وہ اس کے بھائی محمد اور عبد اللہ کے عہد ولایت کے بعد لیا گیا۔ اور اب اس کا نام مومنین رکھا گیا۔ اور اس کے لیے ہارون نے ہرثمہ کو ماہ رجب ۱۸۹ ہجری کی گیارہ تاریخ کو سنجر کے دن مدینہ السلام بھیجا۔

شروین و مرزبان وغیرہ کو امان:

رہے سے رشید نے اپنے خدمت گار حسین کو طبرستان بھیجا۔ اسے تین خط لکھ کر دیئے۔ ایک خط میں شروین ابی فارن کے بیٹے وعدہ امان لکھا تھا دوسرے میں دنداہر مزمازیار کے دادا کے لیے وعدہ امان تھا۔ تیسرے میں مرزبان بن جستان شاہ دیلم کے لیے وعدہ امان تھا۔ شاہ دیلم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رشید نے اسے خلعت و انعام سے نوازا اور اسے اس کی ریاست کو بھیج دیا۔ سعید الحرش چار سو طبرستانی بہادروں کو لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ان سب نے رشید کو نذر دی اور بندگی عرض کی۔ دنداہر مزبھی

رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے وعدہ امان کو قبول کر کے ہمیشہ مطیع و فرمان بردار رہنے اور خراج ادا کرنے کا پختہ وعدہ کیا۔ نیز شروین کی طرف سے بھی اسی قسم کی ضمانت جسے رشید نے منظور کر لیا۔ اور اسے پھر اس کے علاقہ کو جانے کی اجازت دی۔ ہرثمہ بن اعین کو اس کے ہمراہ بھیجا۔ ہرثمہ نے اس کے اور شروین کے بیٹے کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لیا۔ خزیمہ بن خازم والی آرمینیا بھی رے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت سے تحفے نذر گزارے۔

اس سال رشید نے عبداللہ بن مالک کو طبرستان، رے، رویان، دنیا و نذاقوس اور ہمدان کا والی مقرر کیا۔

امارت عمان پر عیسیٰ بن جعفر کا تقرر:

اسی سفر کے اثناء میں بارون نے محمد بن الجنید کو ہمدان اور رے کے درمیانی راستے کا محافظ مقرر کیا۔ اور عیسیٰ بن جعفر بن سلیمان کو عمان کا والی بنایا۔ اس نے جزیرہ ابن کاوان کی سمت سے سمندر کو عبور کر کے وہاں ایک قلعہ سر کیا۔ اور دوسرے کا محاصرہ لیا۔ ابن مخلد الازدی نے اس پر غارت گری کی۔ عیسیٰ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لے کر ذی الحجہ میں عمان آ گیا۔ جعفر بن یحییٰ کی لاش کو جلانے کا حکم:

اس سال رشید علی ابن عیسیٰ کے رے سے خراسان واپس جانے کے چند روز بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ قربانی کا دن ان کو قصر اللصوص میں ہوا۔ یہاں انہوں نے قربانی کی اور وہ دو شنبہ کی رات کو جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں دو راتیں باقی تھیں، مدینہ السلام آئے۔ جب پل سے گزرنے لگے تو حکم دیا کہ جعفر بن یحییٰ کے لاشہ کو جلادیا جائے۔ یہ بغداد کے کنارے کنارے گئے۔ شہر کے اندر نہیں آئے نہ وہاں قیام کیا۔ بلکہ اسی وقت سیدھے رقد جانے کے لیے چلے گئے۔ اور سلیمین آ کر انہوں نے منزل کی۔

بارون الرشید کی نظر میں بغداد کی اہمیت:

رشید کے ایک امیر نے یہ بات بیان کی کہ جب رشید بغداد پہنچے تو کہنے لگے کہ میں اس شہر سے بغیر قیام کے گزر رہا ہوں حالانکہ شرق و غرب میں اس سے زیادہ مامون اور آرام دہ دوسرا شہر کوئی نہیں۔ یہ میرا اور میرے آباؤ کا وطن ہے۔ جب تک ہمدان خاندان باقی ہے اور وہ اس شہر کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ یہ بنی العباس کی حکومت کا پایہ تخت رہے گا۔ میرے بزرگوں کو آج تک اس شہر میں کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ پیش نہیں آیا۔ کہ جو بدقبالی اور نحوست کا باعث ہو۔ باعتبار قیام گاہ کے بھی یہ اگرچہ بہترین مقام ہے۔ مگر میں ایسی جگہ رہنا چاہتا ہوں جہاں سے ہمارے دشمنوں، منافقوں اور ملعون خاندان بنی امیہ کے طرفداروں کی جن کے ساتھ دوسرے سازشی باغی چورڈاکو اور رہزن مل گئے ہیں۔ اچھی طرح سرکوبی ہو سکے۔ اگر یہ بات پیش نظر نہ ہوتی تو میں اپنی مدت العمر کبھی بغداد سے باہر نہ جاتا۔

اس سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جزیہ کا معاہدہ طے پایا۔ جس کی رو سے رومی علاقہ میں اب کوئی مسلمان ایسا نہ رہا جو فدیہ دے کر رہنا نہ کرایا گیا ہو۔

امیر حج عباس بن موسیٰ:

اس سال قاسم نے دابق میں جہاد کی نیت سے قیام کیا۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۰ھ کے واقعات

اس سال رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں بارون کے خلاف بغاوت کی۔

رافع بن لیث کی بغاوت کی وجہ:

اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ یحییٰ بن الاشعث بن یحییٰ الطائی نے اپنے چچا ابو نعمان کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ یہ ایک خوش بیان اور مال دار عورت تھی۔ یحییٰ نے مدینۃ السلام میں اقامت اختیار کی اور اپنی بیوی کو سمرقند میں چھوڑ دیا۔ جب اسے مدینۃ السلام میں رہتے ہوئے زمانہ دراز گزر گیا اور اس کی بیوی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے شوہر نے کئی باندیاں رکھ چھوڑی ہیں جو صاحب اولاد بھی ہو گئی ہیں۔ تو اس نے اپنی گلو خلاصی چاہی۔ مگر اس کے شوہر نے اسے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ رافع کو اس عورت کا حال معلوم ہوا۔ اس کے دل میں اس عورت اور اس کے مال کا لالچ پیدا ہوا۔ اس نے کسی ذریعہ سے یہ کہلا کر بھیج دیا کہ ایک ہی صورت میں خلع ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ تم شرک اختیار کرو اور اس کے لیے کچھ معتبر لوگوں کو اپنے پاس بلاؤ اور ان کے سامنے اپنے بال کھول دو۔ اس کے بعد توبہ کر لینا تاکہ پھر تمہارے ساتھ میں نکاح کر سکوں۔ اس نے یہی طریقہ اختیار کیا۔

رافع بن لیث پر عتاب:

رافع نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس کی اطلاع یحییٰ بن الاشعث کو ہوئی اس نے رشید کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا۔ رشید نے علی بن عیسیٰ کو حکم بھیجا کہ تم رافع اور اس کی بیوی میں افتراق کرو اور رافع کو سزا دو۔ اور اس پر حد زنا جاری کر کے اسے قید کر دو۔ اور بیڑیاں پہنا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تمام سمرقند میں اس کی تشہیر کے لیے پھراؤ تاکہ تمام لوگوں کو عبرت ہو۔

رافع بن لیث کی اہانت و اسیری:

سلیمان بن حمید الازدی نے حد سے تو بچا لیا البتہ بیڑیاں پہنا کر گدھے پر سوار تمام سمرقند میں اسے تشہیر کے لیے پھرایا۔ یہاں تک کہ رافع نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ تشہیر کے بعد اسے سمرقند جیل میں قید کر دیا گیا۔ وہ ایک رات کو حمید بن اسحاق کو تو ال سمرقند کی نگرانی سے بچ کر بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلیغ پہنچا اس سے امان چاہی مگر علی نے امان دینے سے انکار کر دیا بلکہ چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس کے بیٹے عیسیٰ بن علی نے اس کی سفارش کی اور اس نے بھی دوبارہ اس عورت کو علی کے سامنے طلاق دی علی نے اسے سمرقند واپس جانے کی اجازت دے دی۔

رافع بن لیث کی بغاوت:

اس نے سمرقند آ کر علی بن عیسیٰ کے عامل سلیمان حمید الازدی پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے کو اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ مگر اس کے آنے سے پہلے ہی اہل سمرقند سباع بن مسعدہ کے پاس آئے انہوں نے اسے اپنا رئیس بنایا۔ اس نے رافع کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اب رافع کے طرفدار سباع پر چڑھ دوڑے اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور رافع کو اپنا رئیس بنایا۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی ماوراء النہر کے باشندے بھی اس شورش میں شرکت کے لیے اس کے پاس آئے۔ عیسیٰ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا۔ رافع نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ اب علی بن عیسیٰ فوج کی بھرتی اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔

عبداللہ المامون کی قائم مقامی:

اس سال موسمِ گرما میں رشید نے جہاد کیا انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کو رقبہ میں اپنا قائم مقام بنا کر متعین کیا تمام امور سلطنت اس کے تفویض کر دیئے۔ اور اس کے لیے تمام اطراف و اکناف سلطنت میں فرمان نافذ کر دیا۔ کہ تمام عہدیدار مامون کے احکام کی بجا آوری کریں۔ نیز انہوں نے منصور کے مہرِ خلافت بھی جسے وہ بہت مبارک سمجھتے تھے۔ اور وہی مہرِ خلافت تھی۔ مامون کو دے دی اس پر منقوش تھا۔ (اللہ ثننی منت بہ)

فضل بن سہل کا قبولِ اسلام:

اس سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس سال رومی عین زریہ اور کینیسیہ سودا آئے۔ عارت گری کی اور قیدی پکڑ کر لے گئے۔ مگر اہل مصیصہ نے قیدیوں کو ان سے چھڑا لیا۔

فتح ہرقلہ:

اس سال رشید نے ہرقلہ فتح کیا اور وہاں سے اپنی فوجیں روم کے علاقہ میں پھیلا دیں بیان کیا گیا ہے کہ اس مہم میں رشید ہمراہ ایک لاکھ پینتیس ہزار تو باقاعدہ تنخواہ یافتہ فوج تھی۔ رضا کار اور دوسرے وہ لوگ جن کا نام دیوان میں درج نہ تھا۔ اس کے علاوہ تھے۔ عبداللہ بن مالک نے ذی الکلاع پر دھاوا کیا۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ رشید نے داؤد بن علی بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے علاقہ میں گرد آوری کے لیے بھیجا۔ شراحیل بن محسن بن زانہ نے قلعہ صقالیہ اور دبستہ فتح کیے یزید بن خالد نے صفصاف اور ملقوبیہ فتح کیے۔ رشید نے اس سال کے ماہ شوال میں ہرقلہ فتح کیا تھا۔ انہوں نے اسے بالکل ویران کر دیا۔ اس کی تمام آبادی کو لوٹڈی غلام بنا لیا۔ رشید نے تیس دن تک ہرقلہ میں قیام کیا۔ انہوں نے حمید بن معیوف کو سواصل بحر شام کا مصر تک والی مقرر کیا۔ مید قبرس پہنچا۔ وہاں اس نے شہر سمار کیے۔ ان کو جلادیا۔ اور سولہ ہزار لوٹڈی غلام پکڑ کر رافقہ لایا۔ ان کی فروخت قاضی ابوالختر کی سپرد کی گئی۔ اسقف قبرس کی دو ہزار قیمت اٹھی۔ ماہِ رجب کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں۔

تقفور کی جزیرہ و خراج کی ادائیگی:

جب رشید روم کے علاقہ میں جہاد کے لیے بڑھے تھے انہوں نے اس موقع کے لیے ایک ٹوپی بنوائی تھی جس پر لکھا تھا مجاہد حاجی اسی کو وہ اس موقع پر پہنا کرتے تھے۔ ہرقلہ سے رشید طوانہ گئے وہاں انہوں نے پڑاؤ کیا۔ پھر وہاں سے بڑھے اور اس مقام پر عقبہ بن جعفر کو اپنا قائم مقام بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہاں ایک سرکاری قصر تعمیر کرے۔ تقفور نے خراج اور جزیرہ اپنا اپنے دلی عہد اپنے رؤسا اور اپنے علاقہ کے تمام باشندوں کا جو بقدر چچاس ہزار دینار کے ہوتا تھا۔ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اس نے اپنی ذات کا جزیرہ چار دینار اور اپنے بیٹے استہراق کے دو دینار بھیجے تھے۔

تقفور کی ایک جاریہ کے متعلق درخواست:

تقفور نے اپنے دوست بڑے امیروں کے ہاتھ ایک خط جاریہ کے متعلق جو ہرقلہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی رشید کو بھیجا

وہ خط یہ ہے:

”یہ خط عبداللہ ہارون امیر المؤمنین کے نام تقفور بادشاہ روم کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے۔ سلام علیک اے بادشاہ! مجھے

آپ کی جناب میں ایک ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ اگر اسے آپ پورا کر دیں تو اس میں آپ کا دینی یا دنیاوی کوئی ضرر نہیں۔ وہ معمولی بات ہے۔ ہرقلہ کی باندیوں میں ایک لڑکی میرے بیٹے کی مخطوبہ ہے اسے آپ براہ مہربانی میرے بیٹے کو مرحمت فرمادیجیے۔ میں اس عنایت کا نہایت شکر گزار ہوں گا۔ سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“

خط میں اس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ آپ مجھے خوشبودار مصالحہ اور اپنے خاص خیموں میں سے ایک خیمہ بطور تحفہ مرحمت فرمائیں۔ رشید نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو حاضر کیا جائے وہ پیش کی گئی اسے آراستہ کیا گیا اور وہ ایک تخت پر خود اس خیمہ میں جس میں رشید رہتے تھے بٹھائی گئی اور رشید نے اس لڑکی کو مع خیمہ اور اس کے تمام ظروف اور بیش قیمت سامان کے تقفور کے وکیل کے سپرد کر دیا اور جو دوسری چیزیں عطریات وغیرہ کی قسم سے اس نے مانگی تھیں وہ بھی بھیجیں۔ نیز کھجور دوسرے خشک میوے، مٹھے اور تریاق بھیجا۔ رشید کے وکیل نے یہ تمام چیزیں تقفور کو دیں۔

تقفور کے تحائف:

تقفور نے اسے ایک کیت گھوڑے کا بوجھ اسلامی درہم جن کی مقدار پچاس ہزار تھی۔ اسے دیئے نیز دیا کے سوتھان بزیوں کے بارہ شکاری باز چار شکاری کتے اور تین سواری کے گھوڑے بطور خلعت اسے دیئے تقفور نے رشید سے یہ شرط کی تھی کہ وہ ذی الکلاع۔ سلہ اور قلعہ سنان کو بر باد نہ کریں گے۔ رشید نے اس سے یہ اقرار لیا تھا کہ اب وہ ہرقلہ کو آباد نہ کرے گا۔ اور نیز یہ کہ وہ تین لاکھ دینار بطور تاوان جنگ رشید کو دے گا۔

سیف بن بکر خارجی کا قتل:

اس سال قبیلہ عبدالقیس کے ایک خارجی سیف بن بکر نے خروج کیا۔ رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا محمد نے اسے عین النورہ میں قتل کر دیا۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ:

اس سال اہل قبرص نے عہد نامہ صلح کی خلاف ورزی کر کے عذر کر دیا معیوف بن یحییٰ نے جہاد کیا۔ اور اس کے بہت سے باشندوں کو لوٹ ڈی غلام بنالیا۔

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ الہادی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۱ھ کے واقعات

ثروان خارجی کا خروج:

اس سال ایک خارجی ثروان بن سیف نے حولایا کی سمت میں خروج کیا۔ یہ علاقہ سواد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ رشید نے طوق بن مالک کو اس کی سرزنش کے لیے بھیجا۔ طوق نے اسے شکست دی اور زخمی کر دیا۔ تقریباً اس کے تمام ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ طوق کو تو یہ بھی گمان تھا کہ اس نے ثروان کو قتل کر دیا ہے اس نے فتح کی خوشخبری رشید کو لکھی۔ ثروان زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

ابوالنداء کا خروج:

اس سال ابوالنداء نے شام میں خروج کیا۔ رشید نے اس کی تلاش کے لیے یحییٰ بن معاذ کو بھیجا۔ اور اسی کو شام کا والی مقرر کر دیا۔ اس سال مدینہ السلام میں برفباری ہوئی۔

اس سال حماد البریری نے ہبصم الیمانی کو گرفتار کر لیا۔

اس سال رافع بن لیث کے معاملہ نے سمرقند میں نازک صورت اختیار کر لی۔

اہلِ نسف کی رافع سے امداد طلبی:

اہلِ نسف نے رافع کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع و منقاد ہیں آپ اپنے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیج دیں جو عیسیٰ بن علی کے قتل

میں ہماری امداد کرے۔ رافع نے رئیس شاش کو اس کے ترک سپاہیوں کے ساتھ اور اپنے ایک دوسرے امیر کو نسف بھیجا۔ انہوں

نے آ کر عیسیٰ بن علی کا محاصرہ کر لیا اور قتل کر دیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ کا واقعہ ہے۔ مگر اس جماعت نے عیسیٰ کے ساتھیوں سے کوئی تعارض

نہیں کیا۔

یزید بن مہملہ کا جہاد:

اس سال رشید نے اپنے خادم حمویہ کو خراسان کی ڈاک کا عامل مقرر کیا اس سال یزید بن مہملہ الہبیری نے دس ہزار فوج کے

ساتھ رومی علاقہ پر جہاد کیا۔ رومیوں نے اسے ایک تنگ درہ میں گھیر کر طرسوس سے دو منزل فاصلہ پر مع پچاس آدمیوں کے قتل کر دیا۔

باقی بچ کر چلے گئے۔

رومیوں کی مرعش میں غارتگری:

رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما میں جہاد کے لیے بھیجا تیس ہزار خراسانی باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی۔ خدمت گار مسرور

بھی اس کے ساتھ تھا۔ فوج کی سپہ سالاری کے علاوہ فوج کی تنخواہوں وغیرہ کی تقسیم اور دوسرے انتظامات اور اخراجات سب مسرور

سے متعلق تھے۔ خود رشید بھی حدیث کے درے میں آئے۔ یہاں انہوں نے عبداللہ بن مالک کو متعین کیا۔ سعید بن مسلم بن قثم کو

مرعش میں متعین کیا۔ رومیوں نے مرعش پر غارتگری کی۔ کچھ مسلمانوں کو قتل۔ اور بغیر نقصان اٹھائے واپس چلے گئے۔ حالانکہ

بن مسلم مرعش میں مقیم تھا۔ مگر وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

ذمیوں کو امتیازی لباس پہننے کا حکم:

رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس بھیجا۔ خود وہ ماہ رمضان میں تین دن تک درہ حدیث میں قیام کر کے رقد واپس چلے

آئے۔ رشید نے حکم دیا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر جو کنسے ہوں وہ منہدم کر دیئے جائیں نیز اس سال انہوں نے سندی بن

شاہک کو لکھا کہ مدینہ السلام میں جس قدر ذمی ہوں ان کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا لباس اور سواری مسلمانوں سے جدا اختیار کریں تاکہ

ان میں امتیاز ہو سکے۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا والی مقرر

کیا۔

علی بن عیسیٰ کی بلخ سے روانگی:

ہم علی بن عیسیٰ کے بیٹے کے قتل کے واقعہ بیان کر چکے ہیں اس کے قتل کے بعد علی بلخ سے چل کر اس خوف سے مرو آیا۔ کہ مبادا رافع بن الیث اس پر قبضہ کرے۔ اس کے بیٹے عیسیٰ نے بلخ میں اپنے پائیں باغ میں نہایت کثیر دولت جس کا اندازہ تین کروڑ کیا جاتا ہے دفن کر دی تھی۔ جس کی اطلاع خود علی بن عیسیٰ یا کسی شخص کو بھی نہ تھی۔ البتہ عیسیٰ کی ایک لونڈی اس مقام سے واقف تھی۔ جب علی بلخ سے روانہ ہو گیا تو اس باندی نے اس مدفون خزانہ کی اطلاع ایک خادم کو کر دی۔ اس کے ذریعہ یہ خبر شہرت پائی۔

علی بن عیسیٰ کی معزولی کا سبب:

چنانچہ بلخ کے فرار اور دوسرے عمائد اس باغ میں آئے اس تمام دولت پر انہوں نے قبضہ کر کے اس عوام میں تقسیم کر دیا رشید کو اس کی اطلاع ہوئی۔ کہنے لگے کہ ایک تو وہ میرے حکم کے بغیر بلخ سے چلا گیا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی دولت وہاں اپنے بعد چھوڑ گیا۔ حالانکہ اس نے تو کہا تھا کہ رافع سے جنگ کرنے کے لیے اسے اپنی عورتوں کے زیوروں کو فروخت کرنا پڑا ہے۔ اس واقعہ کو معلوم کر کے رشید نے علی کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا۔ اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو والی خراسان مقرر کیا۔ اور علی کی تمام جائداد پر قبضہ کر لیا۔ جس کی مالیت اکٹھ کروڑ ہوئی۔

رشید کا ایک مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے کے ارادے سے جرجان آئے تو ہم ان کے ہمراہ تھے۔ یہاں ان کی خدمت میں علی بن موسیٰ کی وہ دولت جو ان کے حکم سے ضبط کی گئی تھی پیش ہوئی۔ یہ پندرہ سو اونٹوں پر بار تھی۔

علی بن عیسیٰ کی اشراف خراسان سے بدسلوکی:

علی کے خلاف مذکورہ بالا لغزشوں کے علاوہ یہ بھی شکایت تھی کہ اس نے خراسان کے اشراف اور عمائد کی توہین اور تذلیل کی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ہشام بن فرخرو اور حسین بن مصعب اس سے ملنے آئے انہوں نے سلام کیا۔ علی بن عیسیٰ سے کہا اے ملحد اور ملحد کے بیٹے تجھ پر اللہ کی سلامتی نازل نہ ہو۔ تجھے اسلام سے جس قدر عداوت ہے میں اس سے واقف ہوں۔ اور تو ہمیشہ اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ تیرے قتل کے لیے مجھے صرف خلیفہ کے حکم کا انتظار ہے۔ ورنہ اللہ نے تو تیرا خون مباح کر ہی دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ میرے ہاتھوں سے تیرا کام بہت جلد تمام کرے گا۔ اور جلد ہی تجھے اپنے عذاب سے سزا دے گا۔ کیا شراب کے نشہ میں بدمست ہو کر تو نے اسی میرے مکان میں میرے متعلق بری خبریں بیان نہیں کی ہیں۔ تو نے تو یہ کہا کہ مدینۃ السلام سے تیرے پاس میری برطرفی کی اطلاع آئی ہے۔ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ دور ہو یہاں سے۔ بہت جلد تجھ پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی۔ حسین نے کہا۔ اللہ جناب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آپ کے لیے یہ بات زبیا نہیں کہ کسی پغلیخو یا بد معاش کی شکایت کو باور کریں۔ مجھ پر جو الزام عائد کیا گیا ہے میں اس سے بری ہوں۔ علی نے کہا تو جھوٹا ہے۔ جو بات مجھے معلوم ہوئی۔ اس کی صحت ثابت ہو چکی ہے تو نے شراب پی اور اس کے نشہ میں بے شک تو نے وہ بات کہی ہے کہ جس کی وجہ سے تو نہایت سخت تادیب کا مستوجب ہے اور شاید بہت ہی جلد اللہ تجھے سخت سزا دے۔ فوراً یہاں سے بغیر اجازت اور مصاحب کے نکل جا۔ چنانچہ حاجب نے آن کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دربار سے نکال دیا۔

ہشام بن فرخسرو کی اہانت:

ہشام بن فرخسرو سے علی نے کہا کہ تیرا گھر سازش گاہ ہے مجھے معلوم ہے کہ وہاں دنیا جہاں کے احمق تیرے پاس جمع ہوتے ہیں اور تو سرکاری عہدہ داروں کی برائیاں بیان کرتا ہے۔ اللہ مجھے قتل کر دے اگر میں تیرا کام تمام نہ کروں۔

ہشام نے کہا اللہ مجھے آپ پر سے نفا کر دے۔ میں نہایت ہی مظلوم اور قابل رحم ہوں۔ میری حالت تو یہ ہے کہ جناب کی تعریف کرتے کرتے میری زبان خشک ہوئی جاتی ہے اور آپ تک یہ بات پہنچائی گئی ہے کہ میں آپ کی برائی کرتا ہوں۔ اس کا میں کیا علاج کر سکتا ہوں۔ علی نے کہا۔ خدا کرے تیری ماں مر جائے تو جھوٹ بولتا ہے ہمیں تیرے گھر والوں اور تیری اولاد سے پتہ چل گیا ہے کہ تیرے دل میں کیا منصوبے ہیں۔ نکل جا بہت جلد میں تیری طرف سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

ہشام بن فرخسرو کی عالیہ کو ہدایت:

ہشام اٹھ کر چلا گیا۔ آخر شب میں اس نے اپنی بیٹی عالیہ کو جو اس کی اولاد میں سب بڑی تھی اس کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔ بی بی میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہو ورنہ میں مارا جاؤں گا۔ اب تم اپنے باپ کی موت یا زیست چاہو اختیار کرو۔ عالیہ نے کہا میں آپ پر قربان آپ بیان تو کریں۔ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ علی بن عیسیٰ میرے قتل کے درپے ہے۔ میں نے یہ سوچا ہے کہ ظاہر کروں کہ مجھے فاجع ہو گیا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے اپنی باندیوں کو لے کر میرے بستر کے پاس آنا اور مجھے ہلانا۔ جب تم دیکھو کہ مجھ سے حرکت نہیں کی جاتی تم شور مچانا کہ ہیں یہ کیا ہوا۔ اور فوراً اپنے بھائیوں کو بلا کر ان کو میری علالت سے مطلع کرنا۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے لیے اپنے یا پرانے کسی سے یہ راز ظاہر مت کرنا کہ میں تندرست بیمار بنا ہوں۔

ہشام بن فرخسرو کی مصنوعی علالت:

اس کی بیٹی نے جو نہایت عقلمند اور محتاط تھی حسبہ، عمل کیا۔ وہ کچھ عرصہ تک اپنے بستر پر بے حس و حرکت پڑا رہا۔ خود سے جنبش نہیں کرتا تھا دوسرے لوگ اٹھاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل خراسان میں سے کسی دوسرے شخص کو ہشام کے علاوہ علی بن عیسیٰ کی برطرفی کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ اسے کس طرح گمان ہو گیا تھا کہ علی برطرف ہو گیا ہے اور اس کا یہ گمان پورا ہوا۔ اور جس روز ہرثمہ وہاں آیا یہ اس کے استقبال کے لیے اچھا خاصہ روانہ ہوا۔ راستہ میں علی کے کسی فوجی عہدیدار نے اسے یوں جاتا دیکھ کر ٹوکا کہ آپ تو اب اچھے ہو گئے اس نے کہا میں اللہ کے فضل سے ہمیشہ سے تندرست ہوں۔ بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن عیسیٰ نے اسے جاتے دیکھ کر پوچھا کہاں چلے اس نے کہا اپنے امیر ابو حاتم کے استقبال کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا تم تو بیمار تھے۔ ہشام نے کہا ہاں اللہ نے مجھے ایک ہی رات میں صحت عاجل عطا فرمادی۔ اور ظالم سرکش والی کو برطرف کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی کا فیصلہ:

اس ملاقات کے بعد حسین بن مصعب نے یہ کیا کہ وہ علی بن عیسیٰ کے شر سے رشید کی پناہ لینے کے لیے مکہ چلا آیا۔ رشید نے

اسے پناہ دی۔

جب رشید نے علی کی برطرفی کا ارادہ کر لیا تو انہوں نے تنگی میں ہرثمہ بن اعین کو بلایا۔ اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے

کسی دوسرے سے مشورہ نہیں لیا ہے۔ اور نہ اس بات سے کسی کو آگاہ کیا ہے کہ میں تم پر اس قدر اعتماد کرتا ہوں۔ میرے ممالک مشرقی کی حالت خراب ہے۔ وہاں کا انتظام درست نہیں رہا۔ چونکہ علی بن عیسیٰ نے میری ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اس لیے اہل خراسان اس سے سخت ناراض ہیں اور اب اس کی بات بگڑ چکی ہے۔ اس نے مجھ سے امداد اور فوج مانگی ہے۔

ہارون الرشید کی ہرثمہ بن اعین کو ہدایات:

میں اسے لکھتا ہوں کہ میں تم کو اس کی مدد کے لیے اتنی فوج دولت اسلحہ اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ جسے پڑھ کر وہ بالکل مطمئن ہو جائے، بھیجتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک دوسرا خط سر بھر تم کو دوں گا اور تا وقتیکہ تم نیسا پور نہ پہنچ جاؤ اسے نہ خود تم کھولنا اور نہ کسی دوسرے کو اس سے آگاہ کرنا۔ وہاں پہنچ کر ہمارے اس فرمان کے مطابق عمل کرنا۔ جو ہدایت دی گئی ہو اس پر اسی طرح کار بند ہونا۔ اس سے سرمو تجاوز نہ کرنا۔ میں اپنے خدمت گار رجاہ کو علی بن عیسیٰ کے نام کا پنا ایک قلمی خط دے کر تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ تاکہ جو کارروائی تم اس کے ساتھ کر دیا جو طرز عمل وہ تمہارے مقابلہ میں اختیار کرے رجاہ اسے دیکھتا رہے مگر رجاہ سے بھی یہ بات نہ کہنا کہ علی بن عیسیٰ سے کوئی خاص کام پیش آ گیا ہے۔ یا اس کے معاملہ نے کوئی اہمیت اختیار کی ہے۔ نیز اسے ہرگز یہ نہ بتانا کہ میں تم کو کیوں علی بن عیسیٰ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ تم سفر کی تیاری کرو اور سب لوگوں سے چاہے وہ تمہارے خاص دوست ہوں یا عام ملاقاتی یہی کہو کہ میں تم کو علی بن عیسیٰ کی مدد کے لیے بطور کمک بھیج رہا ہوں۔

ہارون الرشید کا علی بن عیسیٰ کے نام خط:

رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو جو خط اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! حرامزادے میں نے تجھے عزت اور شہرت دی۔ میں نے تجھے عرب کے سرداروں پر مقدم کیا۔ عجمی شہزادوں کو تیرے ماتحت کیا۔ مگر تو نے میرے اس احسان کا مجھے یہ بدلہ دیا ہے کہ تو نے میرے حکم اور میری صریح ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اپنے علاقہ میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ میری رعایا پر تو نے ظلم کیا۔ اپنے طرز عمل کی خرابی بے جا حرص اور کھلی ہوئی خیانت مجرمانہ سے تو نے اللہ اور اس کے خلیفہ کو ناراض کر دیا۔ میں نے اپنے مہوئی ہرثمہ بن اعین کو تمام خراسان کا والی مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے تیری اولاد تیرے اہلکاروں اور عہدیداروں سے نہایت سخت مواخذہ کرے تمہارے پاس ایک درہم نہ چھوڑے اور جس مسلمان یا ذمی کا کوئی مطالبہ تمہارے ذمے واجب الادا ہو اس کو تم سے پورا کرانے اگر تم یا تیرے بیٹے یا تیرے مقرر کردہ عہدہ دار ادائیگی حق سے انکار کریں تو اس صورت میں میں نے ہرثمہ کو یہ اختیار اور حکم دیا ہے کہ وہ تم کو عذاب دے اور درے لگوائے اور تم پر وہ سزا عائد کرے جو خانِ خداداد بے ایمان ظالم سرکش اور بے رحم کو دی جاتی ہے تاکہ اس طرح پہلے تو اللہ کا حق ایفا ہو۔ اس کے بعد خلیفہ کا اور اس کے بعد مسلمانوں اور ذمیوں کا حق پورا ہو۔ لہذا تم اپنی جان اس سزا کے لیے پیش نہ کرو جس کا کوئی درمان نہ ہو سکے۔ اور اپنی ذمہ داریوں سے بخوشی یا بجزبوری عہدہ برآ ہو جاؤ۔“

امارتِ خراسان پر ہرثمہ کی تقرری کا فرمان:

رشید نے ہرثمہ کا جو فرمان تقرر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے:

”یہ فرمان ہارون الرشید امیر المؤمنین نے ہرثمہ بن اعین کو علاقہ خراسان کا والی عام مقرر کرتے وقت لکھا ہے اور اسے ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ سے ہر وقت ڈرتا رہے اس کی اطاعت کرے اور اس کے احکام کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ جو معاملہ اسے پیش آئے اس میں وہ کلام اللہ کو اپنا راہنما بنائے جو باتیں اللہ نے حلال کی ہیں ان کو حلال رکھے۔ جن کو حرام کیا ہے ان کو حرام قرار دے۔ اگر کسی مسئلہ کے تصفیہ میں اسے کلام اللہ سے کوئی صاف صاف حکم نزل سکے تو وہ توقف کرے اور شریعت الہیہ کے فقہاء اور علماء کلام اللہ سے اس مسئلہ میں مشورہ کریں یا اس کے متعلق امام کو لکھ بھیجیں تاکہ اس طرح اللہ عزوجل اس معاملہ میں اپنے مقرر کردہ امام کے ذریعہ اپنی رائے اور ارادہ کو جوازِ زمی طور پر مناسب اور صحیح ہو گا ظاہر کر دے۔

میں نے ہرثمہ کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ علی بن عیسیٰ اس کے لڑکوں عہدیداروں اور اہلکاروں کو گرفتار کر لے۔ ان کو اچھی طرح سزا دے اور سرکاری مالیہ اور مسلمانوں کے حقوق کی جو رقم اس کے ذمہ ہو اسے وہ وصول کرے۔ جب اس سے اور اس کے متعلقین سے یہ مطالبات وصول ہو جائیں اس کے بعد دوسرے مسلمان اور ذمیوں کے مطالبات پر جو ان کے ذمے ہوں توجہ کرے اور جس کا جو حق ثابت ہو وہ اسے دلوائے۔

اگر امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے مطالبات ان کے ذمہ ثابت ہونے کے بعد وہ اس سے انکار کریں یا اس کے ادا کرنے سے اعراض کریں تو ہرثمہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو سخت عذاب دے۔ اور مار مار کر برا حال کر دے۔ چاہے اس میں ان کی جان ہی جاتی رہے۔ اور جب ان سے تمام مطالبات بے باق کرا لیے جائیں تب ان کو باغیوں کی طرح جانوروں کی نگلی پیٹھ پر سوار کر کے جرائم پیشہ لوگوں کی خوراک کھلا کر اور لباس پہنا کر اپنے خاص معتمد اصحاب کی نگرانی میں ہماری جناب میں روانہ کر دے۔ ابو حاتم میں نے تم کو جو احکام اور ہدایات دی ہیں اسی پر تم عمل پیرا ہونا۔ میں نے اللہ اور اپنے دین کو اپنی ذاتی خواہش اور ارادے پر ترجیح دی ہے۔

میں چاہتا ہوں تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی رہے اور اسی طرح تم کا رہنڈر ہو۔ خراسان جاتے ہوئے اضلاع کے جن جن عہدہ داروں سے تمہاری ملاقات ہو ان سے اس طرح کا سلوک کرنا کہ وہ تم سے بھڑک نہ جائیں اور نہ ان کے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک یا خوف یا بدگمانی پیدا نہ ہونے پائے۔ خراسان پر پہنچ کر تم اہل خراسان کو بہت عمدہ طرز حکومت کی امید دلانا ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کرنا اور ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اس کے بعد مستقل طریقہ پر خراسان پر اس طرح حکومت کرنا جس سے اللہ اس کا خلیفہ اور رعایا سب خوش ہوں۔ یہ فرمان تقرر میں خود اپنے قلم سے لکھ رہے ہوں۔ میں اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ حاملان عرش اور ساکنانِ سماوات کو گواہ بناتا ہوں اور اللہ کی شہادت بالکل کافی ہے۔ اس فرمان کو خود امیر المؤمنین نے اپنے ہاتھ سے تنہائی میں جب کہ ان کے پاس سوائے اللہ اور ملائکہ کے کوئی دوسرا موجود نہ تھا لکھا ہے۔“

ہمویہ کے ہارون الرشید کے نام خطوط:

اس کے بعد رشید نے حکم دیا کہ ہرثمہ بن اعین کے خراسان جانے سے متعلق ایک مراسلہ علی بن عیسیٰ کو محکمہ انشاء سے لکھا جائے جس کا مضمون یہ ہو کہ ہرثمہ کو تمہاری اعانت اور مدد کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ چنانچہ اس مضمون کا ایک مراسلہ لکھا گیا اور یہی بات

سرکاری طور پر ظاہر کی گئی کہ ہرثمہ کو علی کی مدد کے لیے بھیجا جا رہا ہے اس اثناء میں ہموئیہ کے مسلسل کئی خط ہارون کے پاس اس مضمون کے آئے کہ رافع نے آپ سے نہ بغاوت کی ہے اور نہ بنی عباس کی حمایت سے اس نے بے تعلقی ظاہر کی ہے اور نہ اس کے ہمراہی آپ کے مخالف ہیں بلکہ ان کے معاندانہ کارروائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ علی بن عیسیٰ کو جس نے ان پر بڑی سختیاں اور ظلم کیے ہیں۔ برطرف کر دیا جائے۔

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا والی ہو کر خراسان روانہ ہوا۔

ہرثمہ بن اعین کی روانگی خراسان:

جس روز ہرثمہ کے لیے فرمان تقرر لکھا گیا ہے۔ اس کے چھٹے دن ہرثمہ خراسان کے لیے روانہ ہوا۔ خود رشید نے اس کی مشایعت کی اور حسب ضرورت اور ہدایتیں دیں۔ جس سے اس نے سرمو تجاویز نہیں کیا علانیہ طور پر تو اس نے علی بن عیسیٰ کو مالِ اسلحہ۔ خلعت اور عطر بھیجے۔ البتہ جب یہ نیسا پور پہنچ گیا تو اس نے اپنے خاص تجربہ کار سن رسیدہ اور معتمد علیہ لوگوں کو طلب کر کے ان سے فرداً فرداً تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے بکے عہد اور اقرار لیے کہ وہ اپنے معاملہ کو کسی پر ظاہر نہ کریں گے۔ اس کو بالکل راز میں رکھیں گے۔ اس کے بعد اس نے ان میں ہر شخص کو اس کی مناسبت کے اعتبار سے خراسان کے مختلف اضلاع کا عامل مقرر کیا۔ اس طرح اس نے جرجان، نیسا پور، طہسین، نسا اور سرخس کے عامل مقرر کر دیئے ہر شخص کو فرمان تقرر دینے کے بعد حکم دیا کہ تم نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو جاؤ۔ اور وہاں پہنچ کر بھی کسی کو اپنا حال نہ بتانا۔ بلکہ محض مسافروں کی طرح وقت گزارنا اور اس وقت تک (جو اس نے بتا دیا تھا) خاموش بیٹھے رہنا۔

ہرثمہ کی عمال کو ہدایات:

ہرثمہ نے رشید کی سفارش پر اسماعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا۔ اور اب وہ نیسا پور سے آگے بڑھا۔ جب وہ مرو سے ایک منزل رہ گیا تو اس نے اپنے دوسرے معتمد علیہ امراء کو طلب کر کے ان سب کو ایک ایک رقعہ دیا۔ جس پر علی بن عیسیٰ کے لڑکوں، عہدہ داروں اور اعزہ وغیرہ کے نام تھے۔ ان میں سے ہر شخص کو ایک نام کا رقعہ دیا۔ اور اس خوف سے کہ مبادا اس کی ولایت کے ظاہر ہونے کے بعد یہ لوگ بھاگ جائیں گے۔ اس نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مرو پہنچتے ہی جس کے نام کا رقعہ تمہارے پاس ہو۔ اسے جا کر گرفتار کر لینا۔

ہرثمہ کا علی بن عیسیٰ کے نام خط:

اس انتظام کے بعد ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ کو لکھا کہ اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو اپنے کچھ خاص معتمد لوگوں کو میرے پاس بھیج دیں تاکہ جو روپیہ میں آپ کے لیے لایا ہوں اسے وہ لے جائیں۔ کیونکہ جب روپیہ مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گا تو اس سے آپ کی شوکت اور عظمت بڑھ جائے گی۔ اور آپ کے دشمنوں کے بازو کمزور ہو جائیں گے۔ نیز مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر اس مال کو میں اپنے پیچھے چھوڑ دوں گا تو بعض طامع اور حریص لوگ اس پر دندان آرتیز کریں گے اور ہمارے شہر میں داخلہ کے وقت کو فرصت سمجھ کر اسے لوٹ لے جائیں گے۔ علی بن عیسیٰ نے اپنے صراف اور مہتمم توشہ خانہ کو روپیہ لینے کے لیے بھیجا۔ ہرثمہ نے اپنے خزانچیوں سے کہہ دیا کہ آج رات تو ان کو باتوں میں مصروف رکھو اور روپیہ دینے میں کچھ اس طرح ان سے بہانے

کہا کہ ان کے دلوں میں طمع پیدا ہو جائے اور شک جاتا رہے۔ خزانچوں نے حسب عمل کیا۔ انہوں نے علی کے طرف سے کہا کہ ہم ان جانوروں اور خچروں کے متعلق جن پر روپیہ بار ہو کر آیا ہے۔ ذرا ابو حاتم سے پوچھ لیں کہ ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ سب رقم تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔

ہرثمہ بن اعین کا مرو میں استقبال:

اس کے بعد ہرثمہ اس منزل سے اور مرو کی طرف آگے بڑھا۔ جب یہ شہر سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے لڑکوں اور امرا کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہرثمہ کے استقبال کو آیا اور اس نے اس کی شایان شان اس کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا۔ جب ہرثمہ کی نگاہ اس پر پڑی اس نے گھوڑے سے اترنے کے لیے اپنا پاؤں دابا مگر علی نے بلند آواز سے لکارا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ بخدا! اگر آپ اتریں گے تو میں بھی اتر پڑوں گا۔ یہ سن کر ہرثمہ اپنی زین پر ہی جما رہا۔ اب وہ دونوں باہم قریب ہو کر بغلگیر ہوئے۔ اور ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ علی ہرثمہ سے رشید کا حال۔ کیفیت اور سیاست اور ان کے دوسرے خاص مصائب اور امراء عساکر اور اعیان سلطنت کا حال پوچھتا جاتا تھا۔ ہرثمہ اس کو جواب دیتا جاتا تھا۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ کنینار کے پل پر آئے۔ پل اتنا تنگ تھا کہ اس پر ایک وقت میں ایک ہی سوار گزر سکتا تھا۔ ہرثمہ نے اپنے گھوڑے کی لگام روک لی اور علی سے کہا کہ آپ بڑھیں۔ علی نے کہا میں ہرگز نہیں بڑھوں گا۔ آپ پہلے بڑھیں ہرثمہ نے کہا یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کی موحدگی میں آگے بڑھوں۔ آپ امیر ہیں۔ اور میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوں۔

علی بن عیسیٰ پر عتاب:

علی بڑھا۔ اس کے پیچھے ہرثمہ چلا۔ دونوں مرو کے اندر آئے اور علی کے قصر پر پہنچے۔ رشید کا شاگرد پیشہ رجا ہر وقت سائیک طرح ہرثمہ سے چمٹا ہوا تھا۔ دن ہو یا رات۔ سواری ہو یا نشست کسی حالت میں اس سے جدا نہیں ہوتا تھا۔ علی نے ناشتہ طلب کیا دونوں نے بیٹھ کر اسے کھایا۔ رجا نے بھی ان کے ساتھ ہی کھانا کھایا۔ پہلے تو اس کی نیت یہ ہوئی تھی کہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو مگر ہرثمہ نے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ تم بھوکے ہو پہلے کھانے سے فارغ ہو جاؤ۔ کیونکہ بھوکے کی اور اس شخص کی جس نے حقنہ لیا ہو۔ کوئی رائے صائب نہیں ہوتی۔ جب کھانا بڑھا دیا گیا تو علی نے ہرثمہ سے کہا میں نے آپ کے قیام کے لیے کا شان پر جو محل ہے اسے خالی کر دیا ہے اگر آپ چاہیں تو وہاں چلیں۔ ہرثمہ نے کہا مجھے اس قدر کام درپیش ہیں کہ ان میں تاخیر نہیں کی جاسکتی پہلے میں ان سے فارغ ہو جاؤں۔ اب رجا نے رشید کا خط اور سرکاری مراسلہ علی کو دیا علی نے اسے کھول کر پڑھا۔ پہلے ہی حرف پر اس کی نظر پڑی تھی کہ وہ خط ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور اسے معلوم ہو گیا کہ جس بات کا اندیشہ تھا۔ آخروہ ہو کر رہی۔ اس کے بعد ہرثمہ نے اسے اس کے بیٹوں اور عالموں کو قید کر لیا۔

ہرثمہ کی جامع مسجد میں تقریر:

اس سفر ہی میں ہرثمہ کے ساتھ بیڑیوں اور رسیوں کا ایک بوجھ تھا۔ اس کی طرف سے قطعی اطمینان ہو جانے کے بعد ہرثمہ جامع مسجد میں آیا۔ تقریر کی۔ اس میں لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو اس بدکردار علی کی حرکتوں کا علم ہوا۔ انہوں نے اسے برطرف کر کے اس کے بجائے مجھے آپ علاقوں کا والی مقرر کیا ہے۔ اور اس کے عمال اور اس کے متعلقین کے

متعلق یہ احکام دیئے ہیں۔ عام اور خاص کوئی شخص ہو۔ اس کا جو حق یا مطالبہ علی کے ذمہ ہوگا۔ وہ پورا کرایا جائے گا۔ اور اس کے متعلق پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

علی بن عیسیٰ سے سرکاری مطالبات کی طلبی:

اس کے بعد اس نے اپنے تقرر کے فرمان کو پڑھوایا۔ لوگوں نے اس پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور ان کی امیدیں وسیع ہو گئیں۔ ان کی توقعات بڑھ گئیں۔ سب نے خوشی میں نعرہ بکیرا اور تہلیل بلند کیا اور امیر المؤمنین کی زندگی اور جزائے خیر کی خوب دعائیں مانگیں۔ اس کے بعد ہرثمہ مسجد سے قصر واپس آیا۔ اس نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں عاملوں اور کاتبوں کو طلب کر کے ان سے کہا بہتر یہ ہے کہ تم خود تمام سرکاری مطالبات ادا کرو۔ اور مجھے اس بات کا موقع نہ دو کہ میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی کروں۔ نیز ہرثمہ نے ان کے ساہوکاروں میں یہ اعلان کر دیا کہ جس کے پاس علی بن عیسیٰ یا اس کے متعلقین کا روپیہ جمع ہو وہ لا کر حاضر کر دے۔ ورنہ سرکار اس سے بری الذمہ ہے۔ چنانچہ جس جس کے پاس ان کی امانتیں جمع تھیں وہ اس نے ہرثمہ کو لا کر دے دیں۔

علاء بن ماہان کی دیانت داری:

البتہ اہل مرو میں سے ایک شخص جو مجوسی الاصل تھا۔ برابر اس بات کی کوشش اور تاک میں لگا رہا کہ وہ کسی طرح علی بن عیسیٰ تک پہنچ جائے۔ چنانچہ کسی نہ کسی طریقے سے وہ اس مقصد میں کامیاب ہوا۔ اور علی کے پاس پہنچا اور اس سے خفیہ طور پر کہا کہ آپ کا کچھ مال میرے پاس جمع ہے اگر آپ کو اس کی ضرورت ہو تو پہلے میں اسے آپ کو پہنچا دوں۔ اس کے بعد میں مرنے کے لیے تیار ہوں۔ اس سے میرا نام تو رہ جائے گا کہ میں نے امانت کا ایسا اس طرح کر دیا اور اگر آپ کو سردست اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے میں اپنے پاس جمع رکھتا ہوں تاکہ آئندہ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے آپ اس سے کام لے سکیں۔

اس کی اس آمادگی اور دیانت سے علی حیرت زدہ ہو گیا کہنے لگا اگر میں نے تم ایسے ایک ہزار آدمیوں کو اپنا دوست بنا لیا ہوتا تو پھر کسی سلطان یا شیطان کو کبھی جرأت ہی نہیں ہوتی کہ وہ میرے خلاف کوئی کارروائی کرے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جو مال تمہارے پاس ہے اس کی کیا قیمت ہوگی اس ساہوکار نے کہا کہ آپ نے اپنے کچھ مال۔ کپڑے اور مشک میرے پاس امانت رکھوایا تھا۔ مجھے اس کی قیمت تو معلوم نہیں۔ مگر وہ اسی طرح سالم محفوظ ہے۔ اس میں سے کوئی چیز گئی نہیں۔ علی نے کہا اسے ابھی رہنے دو۔ اگر اس کا پتہ چل گیا تو تم اسے سرکار کو دے دینا۔ اور اپنے آپ کو بچالینا۔ اگر وہ بچ گیا تو اس وقت میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا۔ نیز علی نے اس کی اس امانت اور مستحسن جرات پر اسے جزائے خیر کی دعا دی۔ اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس نیکی پر اس کی بہت تعریف کی۔ بعد میں اس شخص کی ایمانداری ضرب المثل ہو گئی تھی۔ علاء بن ماہان اس کا نام تھا۔

علی بن عیسیٰ کی املاک کی ضبطی:

علی کا روپیہ جس جس کے پاس تھا ان سب کا پتہ ہرثمہ کو لگ گیا تھا۔ البتہ صرف علاء بن ماہان کی امانت کا حال اسے معلوم نہ ہوا ہرثمہ نے ان کی تمام املاک یہاں تک کہ ان کی عورتوں کے زیورات پر قبضہ کر لیا۔ قرق امین ان کے گھروں میں جا کر پہلے ہرثمہ نے اپنے قبضے میں لے لیتے۔ صرف بے قیمت کاٹھ کباڑ چھوڑنے کے بعد عورتوں سے کہتے کہ تم اپنا زیوراتا کر دو۔ جب وہ زیوراتا کر عورت کے قریب پہنچتا تو وہ ڈانٹتی کہ اگر تو صالح اور نیک چلن ہے تو اپنی نگاہ میری طرف سے پھیر لے۔ کیونکہ بخدا جو زیور

میرے جسم پر تھا۔ جس کی تجھے تلاش تھی۔ وہ میں نے پہلے ہی اتار پھینکا ہے۔ اب ان میں سے جو خدا ترس لوگ عورت کے قریب جانے سے پرہیز کرتے۔ وہ اس کی التجا کو منظور کرتے۔ اور خود وہ عورت انگوٹھی پازیب یا کوئی دوسری چیز جس کی قیمت دس درہم بھی ہوتی اتار کر اس کی طرف پھینک دیتی ان میں جو لوگ شریک یا بد نفس ہوتے وہ اس بات پر راضی نہ ہوتے۔ بلکہ یہ کہہ کر کہ ممکن ہے تو نے کوئی سونے کی چیز۔ موتی یا یا قوت چھپا رکھا ہو۔ خود جامہ تلاش لینے پر اصرار کرتے۔ اور اپنے ہاتھ سے جسم کے مقعر مقامات کو ٹٹولتے۔ تاکہ اگر وہاں کوئی چیز چھپائی گئی ہو تو معلوم ہو جائے۔

علی بن عیسیٰ کی مرو سے روانگی:

جب ہرثمہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا تو اب اس نے علی کو بغیر گدے کے اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کیا۔ اس کی گردن اور پیروں میں اس قدر روزنی بیڑیاں کہ وہ صرف اٹھ بیٹھ سکے۔ ڈالیں اور اسے رشید کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کے عمال سے سرکاری مطالبہ کی وصولی:

ایک شاہد یعنی بیان کرتا ہے کہ جب ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں کا تبوں اور عاملوں سے سرکاری مطالبہ وصول کر لیا تو اب اس نے دوسرے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے حقوق اور مطالبات پیش کریں۔ جب کسی شخص کا حق اس کے یا اس کے کسی آدمی کے ذمے ثابت ہوتا۔ تو ہرثمہ اسے حکم دیتا کہ یا تو اس مطالبہ کو بے باق کر دو ورنہ میں اس کی سخت سزا دیتا ہوں علی اس کے جواب میں کہتا کہ جناب والا مجھے ایک دو دن کی مہلت عطا فرمائیں۔ ہرثمہ کہتا کہ میں تم کو مہلت نہیں دے سکتا۔ البتہ اس کا اختیار مدعی کو ہے وہ چاہے تو مہلت عطا فرمائیں۔ چنانچہ پھر ہرثمہ مدعی سے کہتا کہ اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ان کو مہلت دے دو۔ اگر وہ اس کی آمادگی ظاہر کرتا تو ہرثمہ کہتا کہ اب جاؤ اور پھر اس کے پاس آ کر اپنا مطالبہ کرنا اس اثنا میں علی علاء بن ماہان سے کہلا بھیجتا کہ تم فلاں شخص کو اس کے اتنے مطالبہ کے متعلق یہ رقم ادا کر کے یا جیسا تم مناسب سمجھو میری طرف سے سمجھوتہ کر لو۔ علاء بن ماہان حسبہ اس کے دعویدار سے سمجھوتہ کرتا اور اس طرح اس کا معاہدہ رو براہ کر دیتا۔

علی بن عیسیٰ کی ہرثمہ سے شکایت:

ایک شخص نے ہرثمہ سے آ کر عرض کیا کہ اس بد معاش نے میری نہایت بیش قیمت چیزے کی ڈھال کہ اس جیسی کسی دوسرے کے پاس نہ تھی۔ مجھ سے زبردستی لے لی۔ میں تین ہزار درہم میں بھی اسے فروخت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے لے لینے کے بعد میں نے اس کے دروغ سے آ کر اس کی قیمت طلب کی مگر اس نے ایک حبہ مجھے نہیں دیا۔ میں ایک سال تک اس ظالم کی سواری میں نکلنے کا منتظر رہا جب وہ ایک مرتبہ سراری میں برآمد ہوا تو میں نے سانسے آ کر دہائی دی کہ جناب والا میں اس زرہ کا مالک ہوں اور آج تک مجھے اس کی قیمت نہیں ملی ہے۔ اس نے مجھے ماں کی گالی دی اور میرا حق بھی مجھے نہیں دیا۔ اب آپ اس سے میری چیز کی قیمت وصول کریں اور اس نے میری ماں کو جو گالی دی ہے اس کی سزا دی جائے۔ ہرثمہ نے پوچھا تمہارے دعوئی کا کیا ثبوت ہے اس نے کہا جی ہاں ہے اس وقت سینکڑوں آدمیوں نے اس کی گفتگو کو سنا تھا۔ وہ شاہد ہیں۔ ہرثمہ نے ان کو طلب کر کے اس کے دعوئی پر شہادت لی اور اس کے بعد علی سے کہا کہ اب تم پر حد قذف لازم ہے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ ہرثمہ نے کہا چونکہ تم نے اس کی ماں پر اتہام لگایا علی نے کہا تم کو کس احق نے یہ بتایا ہے ہرثمہ نے کہا یہ مسلمانوں کا قانون ہے۔ علی نے کہا تو میں شہادت دیتا ہوں کہ امیر المؤمنین نے

ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بہت سی دفعہ تجھے ماں کی گالی دی ہے اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ خود تو نے بے شمار مرتبہ اپنے بیٹے حاتم کو اور ایک مرتبہ اپنے امین کو ماں کی گالی دی ہے۔ کوئی ہے جو تم پر ان کی طرف سے یا تمہارے آقا پر تمہاری طرف سے حد جاری کرے۔ ہرثمہ نے زرہ کے مالک کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ بھائی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شیطان سے محض اپنی زرہ یا اس کی قیمت کا مطالبہ کرو۔ گالی کا مواخذہ چھوڑ دو۔

ہرثمہ کا بارون الرشید کے نام خط:

جب ہرثمہ نے علی کو رشید کی خدمت میں ارسال کیا تو حسب ذیل خط اپنی اس کارروائی کے بیان میں جو اس نے مروا کر علی کے مقابلہ میں کی تھی لکھا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم! اللہ عزوجل ہمیشہ سے خلافت اپنے بندوں اور علاقوں سے متعلقہ امور میں امیر المؤمنین کی حمایت اور مدد کرتا رہے اور تمام معاملات حکومت کو چاہے وہ ان کے سامنے ہوں یا ان سے دور رہوں، خاص ہوں یا عام بڑے ہوں یا چھوٹے امیر المؤمنین کی خواہشوں کے مطابق طے کرتا رہا ہے تاکہ ان پر احسان ہوتا کہ خلافت کی حفاظت ہو اور والیان خلافت اور اہل حق کی اس لیے عزت افزائی کرتا ہے تاکہ خود خلافت کا اعزاز قائم رہے۔ ہم اللہ کی جناب میں دست بدعا ہیں کہ وہ اپنی عادت حسنہ کو جس کا اس نے ہمیں حوادث کے موقع پر خوگر بنا دیا ہے۔ ہمیشہ برقرار رکھے اور ہم اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس کے حکم اور رائے پر کار بند ہوں اور اس سے تجاوز نہ کریں۔

جب سے کہ میں نے جناب والا کی فرودگاہ کو خیر باد کہا آپ کی ہدایات کو اپنے لیے شیخ ہدایت سمجھ کر تمام معاملات میں انہیں کے مطابق عملدرآمد کیا۔ اور چونکہ میں جانتا تھا کہ انتشار امر ہی میں سعادت و برکت ہے اس وجہ سے میں نے ان سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ میں خراسان کے علاقہ میں داخل ہوا مگر اس تمام سفر کے اثنا میں امیر المؤمنین نے جو حکم دیا تھا اور جو راز میرے سپرد کیا تھا۔ اسے میں نے بغیر کسی سے بیان کیے قطعاً راز میں رکھا۔ البتہ خراسان پہنچ کر میں نے اہل شاش اور فرغانہ سے مراسلت کر کے ان کو اس خائن سے توڑ لیا۔ اور اس طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی ان توقعات کو جو ان علاقوں سے تھیں ہمیشہ کے لیے منقطع کر دیا۔ نیز میں نے ان لوگوں کو بھی جو بلخ میں تھے۔ اس مضمون کے خط لکھے جن کو میں پہلے وضاحت کے ساتھ امیر المؤمنین کی خدمت میں لکھ چکا ہوں۔ نیسا پور پہنچ کر میں نے اس علاقہ کا جس سے میں گزرا تھا۔ جیسے جو جان، نیسا پور، عساء اور سرخس کا یہ انتظام کیا کہ وہاں سے روانہ ہونے سے پہلے میں نے اپنے صوابدید سے وہاں کے جدید عامل مقرر کر دیئے اور ان کے انتخاب میں میں نے انتہائی احتیاط سے کام لیا اور صرف اپنے ان معتمد علیہ لوگوں کو مقرر کیا ہے جن کی قابلیت، امانت، دیانت اور تقویٰ مسلم تھی میں نے بیعت کی قسم لے کر یہ عہد لیا کہ وہ اپنے تقرر کو بالکل راز میں رکھیں۔ یہ عہد لے کر میں نے احکام تقرر ان کے حوالے کیے اور حکم دیا کہ وہ اپنی حیثیت کو بالکل چھپائے ہوئے خاموشی سے اپنے اپنے اضلاع پر جائیں اور وقت معہود تک بالکل مسافروں کی طرح وہاں خاموش وقت گزاریں اور اس کے لیے میں نے وہ وقت متعین کیا تھا جب کہ میں مرو میں داخل

ہو جاؤں اور میری اور علی بن عیسیٰ کی ملاقات ہو جائے۔ اس کے بعد وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں۔ میں نے حسب اطلاع سابق اہلعلی بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا۔ ان تمام عاملوں نے میرے احکام کی بیعت نہ بجا آوری کی اور وقت مقررہ پر انہوں نے اپنے اپنے اضلاع کی حکومت کا جائزہ لے کر اس کا انتظام شروع کر دیا۔ اور اس طرح بغیر کسی پریشانی یا تردد کے پیش آئے اس تمام علاقہ کا انتظام درست ہو گیا۔

جب میں مرو سے صرف ایک منزل رہ گیا تو میں نے چند اپنے معتمدین خاص کو علی بن عیسیٰ کے بیٹوں کا ہوں اور ان کے دوسرے متعلقین وغیرہ کے نام لکھ کر دے دیئے ایک ایک پرچہ پر ایک ایک نام لکھ کر ایک شخص کو دیا تاکہ میرے مرو میں داخل ہوتے ہی وہ شخص معنون کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اگر اس معاملہ میں کوتاہی یا تاخیر کرتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ لوگ میری دلالت کے شہرت پذیر ہوتے ہی روپوش ہو جائیں گے یا منتشر ہو جائیں گے اور اس وقت ان کی گرفتاری دشوار ہوگی۔ میرے معتمد علیہ اشخاص نے اس تجویز پر عمل کیا۔ میں اپنی قیام گاہ سے شہر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں وہاں سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے بیٹوں اہل خاندان اور امراء کے ساتھ میرے استقبال کو آیا۔

میں اس کے ساتھ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آیا اور میں نے اس سے اس طرح کا معاملہ کیا کہ وہ میری طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔ نیز اس کی پاسداری اور اظہار تعظیم کے لیے میں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اسے دیکھتے ہی میں گھوڑے سے اترنے لگا اس سے اس کا اطمینان اور اعتماد اور بڑھ گیا۔ نیز اپنے وہاں پہنچنے سے پہلے راستے میں جو خط میں نے اسے لکھے تھے ان میں میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا تھا کہ اسے خطاب کرتے ہوئے انتہائی تعظیم و تکریم کے الفاظ اور نرم لہجہ اختیار کیا جائے تاکہ اس کے دل میں میری آمدگی وجہ سے کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو اور اس طرح امیر المومنین کی تجویز میں جس کی تکمیل انہوں نے میرے سپرد کی تھی۔ کوئی خلل واقع نہ ہو۔

اللہ نے یہ سب کام امیر المومنین کے لیے نہایت خیر و خوبی سے سرانجام کر دیا۔ اب وہ اور میں ایک جگہ آ کر بیٹھے وہاں میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھ سے خواہش کی کہ آرام کرنے کے لیے اس مکان میں منتقل ہو جاؤں میں اس نے میرے ٹھہرنے کے لیے آراستہ کیا تھا۔ مگر میں نے کہا کہ جن اہم امور کا سرانجام میرے متعلق کیا گیا ہے ان میں کسی طرح تاخیر نہیں کی جاسکتی۔

اس کے بعد رجا خدمت گار نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور زبانی پیام پہنچایا۔ اب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے معلوم ہوا کہ وہ بات پیش آگئی جو اس کے افعال و اعمال کا نتیجہ تھی۔ یعنی یہ کہ چونکہ اس نے امیر المومنین کے احکام ہدایات اور ان کی ذاتی طرز حکمرانی کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اس وجہ سے امیر المومنین اس سے ناراض ہو گئے ہیں اور اب ان کی رائے اس کے لیے بدل چکی ہے میں نے اسے گرفتار کر کے اپنے ایک شخص کے سپرد کر دیا اور پھر جامع مسجد گیا۔ وہاں میں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی۔ اس میں ان سے حسن سلوک اور جادلانہ حکومت کا وعدہ کیا۔ اور امیر المومنین کا پیام ان کو سنایا۔ اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو علی بن عیسیٰ کے مظالم اور تشدد کا علم ہوا ان کو اس سے بڑا رنج ہوا اور انہوں نے مجھ سے اس کے عہدے داروں اور متعلقین اور طرف داروں کے متعلق یہ یہ

ہدایات کی ہیں۔ اور جن جن اشخاص پر وہ عوام ہوں یا خواص، انہوں نے مظالم کیے ہوں یا ان کے ذمہ ان کے حقوق اور مطالبات ثابت ہوں میں ان کا پورا پورا انصاف کروں گا اور ان کے حقوق دلوؤں گا۔

اس کے بعد میں نے حکم دیا کہ میرا فرمان تقرر حاضرین کو سنایا جائے۔ جب وہ پڑھا جا چکا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ فرمان میرے لیے مثال اور رہبر ہے۔ میں حرف بحرف اس کی بجا آوری کروں گا اس پر کار بند رہوں گا۔ اگر ان ہدایات میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کروں تو میں اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کروں گا۔ اور اس وقت میری وہ حالت ہو گیا جو امیر المومنین کی رائے اور حکم کے مخالف کی ہوتی ہے۔ میرے اس اعلان پر تمام لوگوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ ایک نے دوسرے کو مبارک باد دی اور نعرہ تکبیر و تہلیل سے ایک شور برپا کر دیا۔ اور امیر المومنین کو طولِ حیات اور حسن جزا کی بہت دعائیں دیں۔

اس سے فارغ ہو کر اب میں پھر اس جگہ آیا جہاں علی بن عیسیٰ تھا۔ میں نے اس کو اس کے بیٹوں خاندان والوں اور اہلکاروں اور عاملوں کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں۔ اور حکم دیا کہ جس قدر سرکاری اور مسلمانوں کا روپیہ ان کے ذمہ ہے وہ سب ادا کر دیں تاکہ مجھے ان پر تشدد کرنے کی نوبت نہ آئے۔ میں نے ان کے امانت داروں میں اعلان کر دیا کہ جو روپیہ ان کا ہو وہ لے آئیں۔ انہوں نے سب لا کر مجھے دے دیا اس میں جس قدر دینار و درہم تھے۔ ان کی تفصیل میں پہلے امیر المومنین کو ارسال کر چکا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ کی مدد سے اور جو کچھ ان کے ذمہ ہوگا اسے میں وصول کر لوں گا۔

میں نے مروآتے ہی رافع، اہل سمرقند اور ان لوگوں کو جو بلخ میں ہیں نہایت مفصل اور آخری خط لکھ دیئے ہیں۔ کیونکہ میں ان کے متعلق یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ میری بات کو مان لیں گے۔ اور امیر المومنین کی اطاعت پر مضبوطی سے جمع جائیں گے۔ ان خطوط میں میں نے ڈرانے سمجھانے بچھانے اور بتانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ جناب والا جب میرے پیامبران کا جواب لے کر واپس آئیں گے اور مجھے معلوم ہوگا کہ انہوں نے میری بات مانی یا رد کی ہے میں اقتضائے حال کے مناسب کارروائی کروں گا۔ اور امیر المومنین کو اصل واقعات سے راجع سازی اور دیانت کے ساتھ اطلاع دوں گا اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اعانت اور کفایت کی عادت جاریہ کے مطابق ان امور کو بھی بوجہ احسن سرانجام کرے گا۔ والسلام۔“

بارون الرشید کا ہر شمعہ کے نام فرمان:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”امیر المومنین کو تمہارا خط پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تم کس دن اور کیونکر مرو پہنچے۔ اور مرد پہنچنے سے پہلے تم نے جو تدابیر اختیار کیں اور ان اضلاع کا جن کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں۔ وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر تم نے جو انتظام کیا اور ان پر جن جن اشخاص کروالی مقرر کیا اور خدا علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں اور عزیزوں کے مقابلہ میں تم نے جو دانائی اور مصلحت اندیشی اختیار کی کہ ان کو تمہارے متعلق کوئی بدگمانی نہیں ہونے پائی کہ تم نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اور اس تمام کارروائی میں تم نے امیر المومنین کے احکام اور ان کی ہدایات پر کلیتہً عمل کیا۔“

جو کچھ تم نے لکھا ہے امیر المومنین اس کے مفہوم سے اچھی طرح آگاہ ہوئے۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تمہارے تمام کام بنا دیئے۔ اور تمہاری اعانت کی۔ اور تم کو وہ توفیق دی جس سے تم نے امیر المومنین کے ارادے اور ان کے منشا کو پورا کر دیا اور تم نے نہایت خوبی سے امیر المومنین کے احکام کی جو ایسے معاملہ سے متعلق تھے۔ جن کی ان کو سخت فکر اور ان سے تعلق خاطر تھا۔ بجا آوری کی اور اس کا رروائی کو سرانجام دینے میں پوری مستعدی اور کوشش صرف کی۔ تمہاری اس محنت اور خلوص پر وہ تم کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہیں۔ اور اللہ سے دعا مانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ان امور میں جن کو انہوں نے تمہارے سپرد کیا اور جس کام کے لیے انہوں نے تم کو مقرر کر کے وہاں بھیجا ہے تمہاری اس قسم کی کارگذاری اور مستعدی کو باقی رکھے گا۔

امیر المومنین تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم غدار اور خائن علی بن عیسیٰ اس کی اولاد اہلکار عہدہ دار و کلاء اور ساہوکاروں کے پاس جو روپیہ ہو اس کی تلاش میں بیش از بیش جدوجہد اور مستعدی کرو اور اس بات کی تحقیق کرو۔ کہ ان کے ذمے سرکاری مطالبات کتنے ہیں اور رعایا میں سے کن کن لوگوں کے حقوق اور مطالبات جو انہوں نے ظلم کر کے غصب کیے ہیں۔ ان کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ علی بن عیسیٰ وغیرہ کا جو مال جہاں ہو یا جن امانت داروں کے پاس انہوں نے رکھوایا ہو۔ ان سب کو برآمد کرو اور اس تمام کارروائی میں حسب ضرورت شدت اور نرمی اختیار کرو تا کہ وہ مطالبہ جو ان کے ذمہ ثابت ہو وصول ہو سکے۔

اس معاملہ میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھنا۔ اسی طرح دوسرے لوگوں کے جو حقوق ان کے ذمہ ثابت ہوں یا جو مظلوم انہوں نے ان پر کیے ہوں ان سب کے معاملہ میں پوری حق پر وہی منصف شعاری سے کام لینا تا کہ کوئی مظلوم یا متضرر ایسا نہ رہے جس کی دادی نہ ہو جائے۔ جب تم یہ تمام کام پوری طرح سرانجام دے چکو تب اس نمک حرام اور اس کے بیٹوں عزیزوں اہلکاروں اور عہدہ داروں کو بیڑیاں پہنا کر منہ کالا کر کے اس ذلت و خواری کے ساتھ جس کے وہ اپنے اعمال کی وجہ سے مستوجب ہیں۔ کیونکہ اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دینا۔

اس کے بعد ہمارے سابقہ حکم کے مطابق تم سمرقند جانا اور اس پست ہونے والے رافع اور علاقہ اور انہرا اور طخارستان کے ان لوگوں کو جو اس کی تحریک میں شریک ہو کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں۔ امیر المومنین کی اطاعت میں مراجعت اور واپسی کی دعوت دینا۔ اور اس امانت کو جو امیر المومنین نے تمہارے ساتھ کی ہے ان میں تقسیم کرنا۔ اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کر کے ہمارے حیطہ اطاعت میں واپس آجائیں اور اپنی جتھہ بندی چھوڑ دیں تو فہو المراد۔ ان میں سراسر ان کا فائدہ ہے۔ اور اس وقت امیر المومنین کی یہ خواہش ہے کہ تم ان کی گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دو۔ کیونکہ بہر حال وہ ہماری رعایا ہیں۔ اور ہم پر لازم ہے کہ جب وہ ہمارا کہا مان لیں تو ہم بھی ان کو معاف کر دیں ان کو امان دے دیں اور جس شخص اور اس کی ظالمانہ حکمرانی کی وجہ سے انہوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی تھی اس سے ان کو مطمئن کر دیں۔ نیز ان کے حقوق اور دوسرے مطالبات میں ان کے ساتھ بھی پورا انصاف کیا جائے۔

اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول نہ کریں اور امیر المومنین نے ان کے متعلق جو حسن ظن قائم کیا ہے یہ ان کے طرز عمل سے غلط ثابت ہو تو اب ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اس وقت وہ نافرمان باغی سرکش فتنہ پرور اور عافیت کے رد کرنے والے ہوں گے۔ اور چونکہ امیر المومنین پر جو فرض عاید تھا اس سے وہ اس شخص کو جس کی وجہ سے انہوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی ہے۔ برطرف اور ذلیل کر کے اور قبول اطاعت کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر کے عہدہ برآ ہو چکے ہوں گے اس لیے اگر اب بھی وہ اپنی بغاوت اور سرکشی پر مصر ہوں گے تو اس وقت وہ اللہ کو ان کے خلاف شاہد بنائیں گے۔ اور صرف اس قسم کی طاقت اور قوت حاصل ہے اسی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔ والسلام۔“

امیر حج فضل بن عباس:

اس مراسلہ کو اسماعیل بن صبیح نے امیر المومنین کے سامنے لکھا اس سال فضل بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سنہ کے بعد ۲۱۵ھ تک پھر مسلمانوں کی کوئی مہم موسم گرما میں جہاد کے لیے نہیں کی گئی۔

۱۹۲ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی رافع پر فوج کشی:

اس سال ثابت بن نصر بن مالک کے ہاتھوں مسلمانوں اور رومیوں میں جنگی قیدیوں کا فدیہ سے تبادلہ ہوا اس سال رشید رافع سے لڑنے خراسان جاتے ہوئے رقد سے کشتیوں کے ذریعہ مدینۃ السلام آئے۔ جمعہ کے دن ماہ ربیع الآخر کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ جب وہ بغداد آگئے وہ رقد میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر آئے تھے۔ اور خزیمہ بن خازم کو اس کا مددگار بنا آئے تھے۔ پھر وہ پانچ شعبان کو نماز عصر کے بعد خیزرانہ دروازے سے خراسان جانے کے لیے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے۔ رات انہوں نے بستان ابی جعفر میں بسر کی صبح کو نہروان روانہ ہوئے اور وہاں منزل کی۔ یہاں سے انہوں نے حماء البریری کو نہروان کے مضافات اور توابع کا عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔ اور اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنا نائب مقرر کیا۔ ذوالریاستین کا مامون کو مشورہ:

ذوالریاستین کہتا ہے کہ جب رافع سے لڑنے رشید خراسان جانے لگے میں نے مامون سے کہا کہ جب کہ رشید خراسان جو تمہاری ولایت ہے جا رہے ہیں اور محمد ولی عہدی میں تم پر مقدم کیا گیا ہے۔ تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا۔ جب یہ مر جائیں گے اور تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک یہ ہوگا کہ تم کو محمد ولی عہدی سے علیحدہ کر دے گا۔ وہ زبیدہ کا بیٹا ہے۔ بنو ہاشم اس کے مامون ہیں۔ اور زبیدہ اور اس کی دولت اس کی حمایت پر ہوگی۔ مناسب یہ ہے کہ تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس سفر میں تم کو اپنے ساتھ لے لیں مامون نے ساتھ چلنے کی اجازت مانگی رشید نے انکار کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر کہو کہ چونکہ آپ علیل ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔ اس کے علاوہ میں اور کسی بات کی تکلیف آپ کو نہ دوں گا۔ جب مامون نے اس طرح اجازت مانگی۔ رشید نے

اجازت دی اور اب وہ بھی ان کے ساتھ خراسان روانہ ہوا۔

محمد بن الصباح کا بیان:

محمد بن الصباح الطبری کہتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے لگے تو میرے باپ نہروان تک ان کی مشایعت کے لیے گئے اثنائے راہ میں رشید اس سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صباح میرا خیال ہے کہ اب آئندہ کبھی میری اور تمہاری ملاقات نہ ہو گی۔ صباح نے کہا یہ جناب والا کیا فرماتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح و سالم بخیر و عافیت واپس لائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو فتح و نصرت نصیب کی ہے اور دشمن کو آپ کے قابو میں دیا ہے۔ کہنے لگے جو میری حالت ہے اسے تم کیا جانو۔ اس نے کہا بے شک میں تو نہیں جانتا۔ کہنے لگے آؤ میں تم کو دکھاؤں۔

ہارون الرشید اور صباح کی گفتگو:

رشید شہراہ سے تقریباً سو گز علیحدہ چلے گئے اور ایک درخت کے سایہ میں ہو کر اپنے خاص خدمت گار کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ وہ سب ایک طرف کو ہٹ گئے۔ صباح سے کہا۔ یہ بات اللہ کی امانت ہے تم اس کی حفاظت کرنا کسی کو نہ بتانا۔ اس نے کہا میرے آقا آپ یہ کیا فرماتے ہیں۔ میں آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں اور آپ مجھے اپنے بچوں کی طرح گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں ہرگز اس راز کو کسی سے بھی بیان نہیں کروں گا۔ اب انہوں نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا۔ اس کے چاروں طرف حریر کی پٹیاں بندھی تھیں۔ کہنے لگے۔ یہ دیکھو یہ میری بیماری ہے۔ میں اس کا اظہار کسی سے نہیں کرتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہر بیٹے کی طرف سے میرے اوپر ایک جاسوس متعین ہے۔ مسرور مامون کا جاسوس ہے۔ جبرئیل ابن سختیشوع امین کا جاسوس ہے۔ انہوں نے ایک تیسرا نام بھی لیا جسے صباح بھول گیا۔ ان میں ہر شخص میری سانس اور ایام زندگی گن رہا ہے۔ میری عمران کو اب بہت طویل معلوم ہو رہی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد میرا وقت آخر ہو۔ اگر تم خود اس کا امتحان چاہتے ہو تو ابھی اس کا مشاہدہ کر لو۔ میں گھوڑا منگواتا ہوں دیکھ لینا کہ کس طرح کا کمزور اور اڑنے والا گھوڑا میرے لیے آتا ہے۔ تاکہ میری بیماری میں اور زیادتی ہو اور کسی طرح میرا کام ختم ہو۔ صباح نے کہا اے میرے آقا اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور نہ میں ولی عہدوں کے متعلق کوئی بات کہنا چاہتا ہوں البتہ ضرور دعا کرتا ہوں کہ جن والہس ہوں یا قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے تعلق دار رکھنے والے جو آپ کا دشمن ہو اللہ اسے آپ پر سے قربان کر دے۔ اور آپ سے پہلے ان کا خاتمہ کر دے اور ہمیں کبھی آپ کے متعلق کسی بری بات کو نہ دکھائے۔ آپ کے ذریعہ اسلام کو ترقی دے اور آپ کی بقا سے اس کے ارکان مضبوطی سے جمائے اور دنیائے اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرے اور آپ کو اس ہم سے کامیاب اور فتح مند واپس لائے۔ آپ کے دشمن کو آپ کے قابو میں دے۔ اور آپ نے اپنے رب سے جو توقعات قائم کی ہیں ان کو وہ اسی طرح پورا کرے اس پر رشید نے کہا بہر حال جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم نے دونوں فریقوں سے اپنے کو بری کر لیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمہارا ان میں سے کسی سے تعلق نہیں ہے۔

اب انہوں نے گھوڑا طلب کیا۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی گھوڑا لوگ ان کے لیے لے کر آئے جیسا کہ وہ پہلے بیان کر چکے تھے۔ انہوں نے صباح کی طرف دیکھا اور سوار ہو گئے۔ اور اس سے کہا کہ چونکہ تم کو بہت سے کام ہیں اب واپس جاؤ۔ صباح نے ان کو خیر باد کہا اور یہی اس کی ان سے آخری ملاقات تھی۔

آذربائیجان میں شورش:

اس سال حمزہ میہ فرقہ نے نواح آذربائیجان میں شورش برپا کی رشید نے عبداللہ بن مالک کو دس ہزار شہسواروں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ عبدالملک نے ان کو قید کیا اور لونڈی غلام بنالیا اور ان کو لے کر وہ رشید سے قرما سین میں آ ملا۔ رشید کے حکم سے قیدی قتل اور لونڈی غلام فروخت کر دیئے گئے۔

متفرق واقعات:

اس سال قاضی علی بن ظہیان نے قصر اللصوص میں انتقال کیا۔ اس سال یحییٰ بن معاذ ابوالندا کو گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں جبکہ وہ رقبہ میں قیام پذیر تھے۔ لایا۔ رشید نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال عجیف بن عصبہ اور الاحوص بن مہاجر شیعوں کی اولاد کی ایک جماعت کے ساتھ رافع بن لیث کا ساتھ چھوڑ کر ہرمہ کے پاس چلے آئے اس سال ابن عائشہ اطراف مصر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں لایا گیا اس سال ثابت بن نہر بن مالک سرحدوں کا محافظ مقرر کیا گیا۔ اس نے جہاد کیا اور مظمورہ فتح کیا۔ اس سال بدندوں میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ اس سال شروان الحروری خارجی نے شورش برپا کی اور اس نے بصرہ کے صحرا میں سرکاری عامل کو قتل کر دیا۔

اس سال علی بن عیسیٰ کو گرفتار کر کے بغداد لایا گیا۔ اور اسے اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا۔

امیر حج عباس بن عبداللہ:

اس سال عیسیٰ بن جعفر نے طراستان میں جب کہ وہ رشید کے پاس جا رہا تھا۔ انتقال کیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دسکرہ میں اس نے انتقال کیا۔

اس سال رشید نے ہیسیم الیمانی کو قتل کر دیا۔

اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۳ھ کے واقعاتفضل بن یحییٰ کی وفات:

اس سال کے ماہ محرم میں فضل بن یحییٰ بن برمک نے حالت قید میں بمقام رقبہ انتقال کیا۔ اس کی زبان میں زخم ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ شق ہو گئی تھی وہ بیماری کی حالت میں کہا کرتا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ رشید ابھی نہ مر میں لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے مرنے کے بعد تم اس قید کی مصیبت سے نجات پا جاؤ گے۔ مگر اس کا جواب وہ یہ دیتا کہ میرا وقت ان کے وقت سے قریب رہے۔ کئی ماہ کے مسلسل علاج کے بعد حالت درست ہو گئی اور وہ باتیں کرنے لگا۔ مگر پھر مرض نے شدت اختیار کی زبان اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور اب وقت آخر ہوا۔ جمعرات اور جمعہ اسی حالت میں گزرے سنیچر کے دن اذان صبح کے ساتھ رشید سے پانچ ماہ پیشتر پینتالیس سال کی عمر میں فضل نے انتقال کیا۔ اس کی موت سے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ قصر سے باہر لانے سے پہلے اس کے ان اعضاء نے جو قصر میں تھے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر جب اس کی لاش باہر لائی گئی تو اور دوسرے

لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

ہارون الرشید کو ہرثمہ سے خدشہ:

اس سال سعید الطبری نے جو جوہری کے نام سے مشہور ہیں انتقال کیا۔

اس سال ماہ صفر میں ہارون جرجان پہنچے۔ وہاں ان کی خدمت میں علی بن عیسیٰ کی دولت جو پندرہ سوا دنوں پر ہاتھی پیش کی گئی۔

یہ جرجان سے ماہ صفر ہی میں علالت کی حالت میں طوس چلے گئے۔ اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کو ہرثمہ پر کچھ شبہ ہو گیا۔

مامون کی روانگی مرو:

اس وجہ سے انہوں نے اپنے مرنے سے تیس راتیں پیشتر اپنے بیٹے مامون کو مرو بھیج دیا۔ اور اس کے ساتھ عبد اللہ بن مالک

یحییٰ بن معاذ اسد بن یزید بن مزید عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث سندی بن الحرثی اور نعیم بن حازم کو مرو بھیج دیا۔ مامون کا قلدان

وزارت اور انشا ایوب بن ابی شمیر کو تفویض کیا اس کے بعد ان کے مرض نے شدت اختیار کی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی

معدور ہو گئے۔

بشیر بن الیث کی گرفتاری:

ہرثمہ اور رافع کے طرفداروں میں ایک جنگ ہوئی۔ جس میں ہرثمہ نے بخار فح کر لیا اور رافع کے بھائی بشیر بن الیث کو پکڑ

لیا۔ اور پھر اسے ہرثمہ نے رشید کی خدمت میں طوس بھیج دیا۔

جامع المروزی کا بیان:

جامع المروزی بیان کرتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو رافع کے بھائی کو لے کر رشید کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

جب رافع کا بھائی ان کے سامنے آیا اس وقت وہ زمین سے ایک ہاتھ بلند ایک تخت پر متمکن تھے۔ اور اس پر ایک ہی ہاتھ آیا اس سے

زیادہ موٹا گد پڑا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ میں آئینہ تھا۔ جس میں وہ اپنی صورت دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا

اور پھر رافع کے بھائی کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے اے فاحش زادے۔ مجھے توقع ہے کہ وہ ذلیل (ان کی مراد اس سے رافع تھا) میری

گرفت سے بچ نہ سکے گا۔ جس طرح کہ تو نہ بچ سکا۔

بشیر بن الیث کی ہارون الرشید سے رحم کی درخواست:

اس نے کہا امیر المؤمنین بے شک میں نے آپ کے خلاف جنگ کی اور اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی۔ اس کے شکر یہ میں

آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کریں جس سے اللہ خوش ہو۔ اور میں آپ کا حامی اور جاٹار ہو جاؤں اور اس طرح جب رافع کو یہ معلوم

ہو گا کہ آپ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا ہے تو شاید اللہ اس کے قلب کو آپ کے لیے نرم کر دے اور وہ آپ کے مقابلہ سے باز

آ جائیں اس پر رشید برہم ہو گئے اور انہوں نے کہا۔ بخدا اگر میری زندگی صرف اتنی باقی ہو کہ میں اس میں صرف ایک بات زبان

سے کہہ سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے قتل کر دو۔

بشیر بن الیث کا قتل:

رشید نے قضائی کو طلب کر کے اس سے کہا کہ تو اپنی چھری تیز بھی مت کریوں ہی رہنے دے۔ اور فاسق اور فاسق زادے

کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اور جلد اس کام کو ختم کر۔ میں چاہتا ہوں کہ قبل اس کے کہ میرا وقت آخرو ہو۔ اس کے جسم کے دو عضو بھی سالم نہ رہنے پائیں۔ قصائی نے حسب الحکم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے انہوں نے حکم دیا کہ ان کو شمار کیا جائے۔ میں نے شمار کیے تو وہ چودہ عضو بدن تھے۔ جو علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے تھے۔ انہوں نے دونوں ہاتھ دعا کے لیے آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور عرض پرداز ہوئے۔ بارالہ کہ جس طرح تو نے اپنے دشمن کو میرے قبضہ میں دے کر اپنا بدلہ اس سے لیا ہے اسی طرح اس کے بھائی کو میرے قابو میں دے۔ یہ کہہ کر ان پر غشی طاری ہو گئی اور تمام حاضرین ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس سال ہارون الرشید نے وفات پائی۔

ہارون الرشید سے جبرئیل بن مخشیشوع کی گفتگو:

جبرئیل بن مخشیشوع کہتا ہے کہ میں رقبہ میں رشید کے ساتھ تھا۔ روزانہ صبح کے وقت سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں جاتا

شب میں ان کی جو کیفیت رہتی اسے پوچھتا۔ اگر طبیعت ناساز ہوتی وہ مجھ سے بیان کر دیتے۔ اس کے بعد وہ آزادی کے ساتھ مجھ سے اپنی خلوت شب کی باتیں بیان کرتے اپنی باندیوں کا ذکر کرتے اپنی تخیلہ کی صحبت میں جو کرتے جتنی پیتے، جتنی دیر صحبت کرتے سب بیان کرتے۔ اس کے بعد مجھ سے لوگوں کی خبریں اور حالات پوچھتے۔ حسب معمول ایک دن میں صبح کو ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ مگر انہوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی منہ بنائے مغموم اور متفکر ہیں میں دن کے کافی عرصے تک اسی طرح ان کے سامنے مودب کھڑا رہا اور وہ اسی طرح چپ تھے۔ جب اس بات کو بہت دیر گزری تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا اے میرے آقا! اللہ مجھے آپ پر نثار کر دے آپ کا یہ کیا حال ہے۔ اگر آپ بیمار ہیں تو مجھ سے کہیں۔ شاید میں اس کا مداوا کر سکوں۔ اور کسی اپنے عزیز قلبی کے متعلق کوئی حادثہ پیش آیا ہے تو اس میں سوائے صبر و تسلیم کے کوئی چارہ نہیں اور غم کرنے سے کیا اہل جاتا ہے۔ اگر آپ کی سلطنت میں کوئی رخنہ پیدا ہو گیا ہے تو اس پر اس قدر حزن و ملال کی اس لیے ضرورت نہیں کہ تمام بادشاہوں پر اس قسم کے واقعات گزر چکے ہیں اور اس صورت میں سب سے زیادہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیں۔ اور میرا مشورہ لیں۔

ہارون الرشید کا خواب:

رشید نے کہا جبرئیل جتنی باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے کوئی بات مجھے پیش نہیں آئی۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اس کی وجہ سے میں نہایت ہی متفکر اور پریشان خاطر ہوں میں نے عرض کیا آپ بیان فرمائیں یہ بالکل معمولی بات ہے۔ پھر میں نے ان کے پاس جا کر ان کے پاؤں چومے اور کہا کہ محض ایک خواب کی وجہ سے آپ اس قدر مغموم اور محزون ہیں۔ ممکن ہے کہ پریشان خیالات یا فتور ہضم کی وجہ سے بخارات فاسدہ کی وجہ سے یا سودا کے غلبہ سے آپ نے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہو۔ ان اسباب میں سے جو سبب بھی ہوا ہو یہ خواب نہیں بلکہ محض نکس ہے۔ رشید نے کہا اچھا میں بیان کیے دیتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے اسی بستر پر لیٹا ہوں کہ یکا یک میرے نیچے سے ایک ہاتھ نکلا جسے میں پہچانتا ہوں اور ہتھیلی نظر پڑی وہ بھی میری دیکھی ہوئی ہے مگر اس شخص کا نام میرے ذہن میں نہیں ہے کہ وہ کون ہے۔ بہر حال میں نے دیکھا کہ اس ہتھیلی میں سرخ مٹی ہے۔ کوئی شخص جس کی آواز میں سن رہا ہوں مگر اس کی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مٹی ہے جس میں تم دفن کیے جاؤ گے۔

میں نے پوچھا یہ مٹی کہاں ہے اس نے کہا طوس میں۔ یہ کہہ کر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور بات ختم ہو گئی اور میں بیدار ہو گیا۔
بارون الرشید کا طوس میں قیام:

میں نے کہا جناب والا۔ یہ ایک نہایت الجھا ہوا خواب ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب آپ اپنے بستر پر تشریف لے گئے تھے اس وقت آپ خراسان اس کی جنگوں اور خراسان کے کچھ علاقے کے نکل جانے کی وجہ سے پریشان تھے اور ان امور پر غور فرما رہے تھے۔ کہنے لگے کہ ہوا تو ایسا ہی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کی اسی پریشانی نے حالت خواب میں بخاراتِ فاسدہ سے مل کر یہ خواب دکھایا ہے۔ آپ اس کی قطعی پروا نہ کریں۔ نشاط و سرور اختیار کریں۔ پھر ایسا خواب نظر نہ آئے گا۔ میں بہت دیر تک مختلف ترکیبوں سے ان کو بہلاتا رہا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر فارغ البال ہوئے اور حکم دیا کہ آج ہمارے عیش و نشاط کے لیے یہ انتظام کیا جائے اور روزانہ معمول سے آج فلاں فلاں سامان زیادہ کیا جائے اس کے بعد وہ بھی اس خواب کو بھول گئے۔ اور ہم بھی بھول گئے۔ کسی شخص کے دل میں بھی اس کا خیال نہیں آیا جب رافع نے خروج کیا۔ تو رشید خراسان چلے۔ اثنائے راہ سفر میں کسی جگہ ان کو مرض لاحق ہوا جو برابر بڑھتا گیا۔ طوس پہنچ کر ہم سب جنید بن عبدالرحمان کے قصر میں جو اس کے موضع سنا باذ میں تھا۔ قیام پذیر ہوئے۔
بارون الرشید کی علالت:

حالت مرض میں وہ اس قصر کے باغ میں تھے۔ یکا یک ان کو اپنا وہ خواب یاد آیا فوراً چونک پڑے اور بمشکل گرتے پڑتے اٹھے۔ ہم سب جھپٹ کر ان کے پاس آئے اور ہر شخص نے پریشان ہو کر پوچھا۔ جناب کا مزاج کیسا ہے اور اس وقت کیا نئی بات پیش آئی۔ کہنے لگے جبرئیل تم کو وہ خواب یاد ہے جو میں نے رقبہ میں طوس کے متعلق دیکھا تھا یہ کہہ کر انہوں نے سر اٹھا کر مسرور کو دیکھا اور اس سے کہا: ذرا اس باغ کی مٹی تو لاؤ مسرور جا کر اپنی مٹھی میں مٹی لے کر آیا۔ اس وقت اس نے آستین چڑھا رکھی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ ننگا تھا۔ اسے اس طرح دیکھ کر کہنے لگے بخدا! یہی ہاتھ اور بعینہ یہی مٹی ہے۔ جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ اور یہ سرخ مٹی ہے۔ کوئی بات غلط نہیں ہوئی۔ اس کے بعد وہ زار و قطار رونے لگے اور اس واقعہ کے تین دن بعد اسی باغ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور وہ دن ہوئے۔

بارون الرشید کا جبرئیل کو قتل کرنے کا ارادہ:

کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس مرض میں رشید کا انتقال ہوا اس کے علاج میں جبرئیل نے غلطی کی جس کا علم رشید کو ہو گیا تھا۔ اور جس رات ان کا انتقال ہو گیا اسی رات وہ اسے قتل کر کے وافع کے بھائی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے جبرئیل کو اسی غرض سے اپنے سامنے بلایا مگر جبرئیل نے عرض کیا امیر المؤمنین کل تک اور انتظار فرمائیں۔ کل آپ کی طبیعت سنبھل جائے گی۔ مگر اسی دن ان کا کام تمام ہو گیا۔

قبر کھودنے کا حکم:

حسن بن علی الرقی کا دادا جس کے پاس کرائے کے لیے سوانٹ تھے اور وہی رشید کو اپنے اونٹوں پر طوس لے گیا تھا۔ بیان کرتا ہے۔ کہ رشید نے حکم دیا کہ قبل اس کے کہ میں مروں میری قبر کھود کر تیار کر لی جائے۔ چنانچہ ان کی قبر کھودی گئی وہ اس کو دیکھنے لگے۔ میں ایک قبہ میں بٹھا کر آگے سے اونٹ کی ٹکیل پکڑے ہوئے ان کو قبر پر لایا اسے دیکھ کر کہنے لگے۔ اے ابن آدم تیری جگہ یہ ہے۔

کسی شخص نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب مرض نے شدت اختیار کی تو انہوں نے قبر کی تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی محل میں جس میں فروکش تھے حمید بن ابی غانم الطائی کے احاطہ میں ایک مقام مشقب نام تھا وہیں ان کے لیے قبر کھودی گئی۔ اس کے بعد کئی آدمیوں نے اس میں اتر کر قرآن تم کیا اتنی دیر تک وہ برابر قبر کے کنارے ایک سحافہ میں بیٹے رہے۔

بارون الرشید کی حالت:

سہل بن صاعد نے بیان کیا کہ جس مکان میں رشید کا انتقال ہوا میں وہاں موجود تھا۔ جب سانس اکھڑی اور تنفس میں ان کو دقت پیش آنے لگی انہوں نے ایک مونٹا لحاف منگوا لیا اور اسے ہر طرف سے لپیٹ لیا۔ اب ان کو نزع کی سخت تکلیف ہوئی۔ میں جانے کے لیے اٹھا مجھ سے کہا سہل بیٹھو میں بیٹھ گیا میں بہت دیر تک بیٹھا مگر اس اثناء میں نہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات کی۔ جب لحاف گرنے لگتا وہ اسے پھر چاروں طرف سے سنبھال کر پیٹ لیتے جب اسی طرح بہت دیر گزری تو اب میں پھراٹھا مجھ سے کہا۔ سہل کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا امیر المؤمنین مجھ سے آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ اگر آپ لیٹ جاتے تو شاید آپ کو کچھ آرام ملتا۔ اس پر خوب اچھی طرح ہنسے اور کہنے لگے۔ سہل میں اس حال میں کسی شاعر کا یہ شعر پڑھ رہا ہوں:

شماسا و صبرا شدۃ الحدثان

وانسی من قوم کرام یذیدہم

ترجمہ: ”بے شک میں ان شرفاء میں ہوں جن کو حادثہ کی شدت زیادہ مستقل مزاج اور اپنی تکلیف سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔“

کفن کے لیے کپڑے کا انتخاب:

مسرور نے بیان کیا ہے کہ جب رشید کو محسوس ہوا کہ ان کا وقت آخراً پہنچا انہوں نے مجھے حکم دیا کہ توشہ خانہ کھول کر وہاں جو سب سے قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا کپڑے کا تھان ہو لے آؤ۔ میں نے کوئی ایک تھان ایسا نہ پایا۔ جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں۔ دو تھان سب سے زیادہ قیمتی تھے۔ ایک کی قیمت دوسرے سے کچھ ہی زیادہ تھی۔ البتہ یہ فرق تھا کہ ایک سرخ اور دوسرا سبز تھا میں ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ انہوں نے دونوں کو دیکھا۔ میں نے ان کی قیمت بیان کی کہنے لگے ان میں جو بہتر ہے اسے میرے کفن کے لیے رہنے دو۔ اور دوسرے کو پلٹا دو۔

بارون الرشید کی وفات:

بیان کیا گیا ہے کہ حمید بن ابی غانم کے قصر میں ایک مقام مشقب نام میں انہوں نے سنیچر کی آدھی رات میں اس سال کے ماہ جمادی الآخر کی تیسری کو انتقال کیا۔ ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ فضل بن الربیع اور اسمعیل بن صبیح انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے۔ خدمت گاروں میں سے مسرور حسین اور رشید تھے۔ ۲۳ سال ۲ ماہ ۸ دن مدت خلافت ہوئی اس کی ابتداء جمعہ کی رات جب کہ ۷۰ھ کے ماہ ربیع الاول کے ختم میں ۴ راتیں باقی تھیں ہوئی اور انتہا سنیچر کی رات جب کہ ۱۹۳ ہجری کے ماہ ربیع الآخر کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں ہوئی۔

بارون الرشید کی عمر:

ہشام بن محمد کہتے ہیں ابو جعفر الرشید بارون بن محمد جمعہ کی رات کو ۴ ربیع الاول ۷۰ ہجری ۲۳ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے۔ اور سنیچر کی رات کیم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اس طرح وہ ۲۳ سال ایک ماہ اور ۶ دن خلیفہ رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وفات کے دن ان کی عمر ۴۷ سال ۵ ماہ اور ۵ دن تھی وہ ۱۲۵ ہجری کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں جب کہ تین راتیں باقی تھیں پیدا ہوئے۔ اور ۶/ جمادی الآخر ۱۹۳ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ بہت ہی گورے چٹے خوب صورت اور شاندار آدمی تھے۔ بال گھونگر والے تھے جن پر سفیدی آچکی تھی۔

ہارونی عہد کے والیان ممالک

مدینہ کے والی:

اسحاق بن عیسیٰ بن علی، عبدالملک بن صالح بن علی، محمد بن عبداللہ، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم، علی بن عیسیٰ بن موسیٰ، محمد بن ابراہیم، عبداللہ بن مصعب الزبیری، بکار بن عبداللہ بن مصعب ابوالہتتری، وہب بن وہب العباس بن محمد بن ابراہیم، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم۔

مکہ کے والی:

عبداللہ بن قثم بن العباس، محمد بن ابراہیم، عبید بن قثم، عبداللہ بن محمد بن عمران، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم العباس بن موسیٰ بن عیسیٰ، علی بن موسیٰ بن عیسیٰ، محمد بن عبداللہ النعمانی، حماد البریزی، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، احمد بن اسمعیل بن الفضل بن العباس بن محمد، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ۔

کوفہ کے والی:

یعقوب بن ابی جعفر، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، العباس بن عیسیٰ بن موسیٰ بن موسیٰ بن موسیٰ۔

بصرہ کے والی:

محمد بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر، عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، خزیمہ بن خازم، عیسیٰ بن جعفر، جریر بن یزید، جعفر بن سلیمان، جعفر بن ابی جعفر، عبدالصمد بن علی، مالک بن علی الخزاعی، اسحاق بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر، عیسیٰ بن جعفر، الحسن بن جمیل امیر المؤمنین کا مولیٰ، اسحاق بن عیسیٰ بن علی۔

خراسان کے والی:

ابوالعباس الطوسی، جعفر بن محمد بن الاشعث، العباس بن جعفر الغطریف، بن عطا، سلیمان بن راشد افرمال گذاری، حمزہ بن مالک، الفضل بن یحییٰ، منصور بن یزید بن منصور، جعفر بن یحییٰ، مگر علی بن الحسن بن قحطبہ اس کے نائب کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہرثمہ بن اعین۔



خلیفہ ہارون الرشید کی سیرت و حالات

ایک سو رکعت نماز اور روزانہ زکوٰۃ و صدقہ:

عباس بیان کرتا ہے کہ بشرطیکہ کوئی خاص علت نہ پیش آجائے۔ مرتے دم تک ان کا یہ دستور تھا کہ روزانہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اپنے ذاتی مال میں سے روزانہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد ایک ہزار درہم صدقہ دیتے تھے۔ جب حج کے لیے جاتے تو سونے اور ان کی اولاد ان کے ہمراہ ہوتی اور جس سال خود حج کے لیے نہ جاتے تو تین سو آدھوں کو اپنے خرچ سے حج کے لیے بھیجتے ان کو پورے مصارف حج دیتے اور بہت عمدہ لباس بھی دیتے۔

ہارون الرشید کی سخاوت:

وہ ہمیشہ منصور کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے البتہ روپیہ خرچ کرنے میں وہ منصور سے بالکل مختلف تھے ان سے پہلے کسی خلیفہ نے اتنی سخاوت نہیں کی جتنی انہوں نے کی ان کے بعد بے شک مامون نے ایسی ہی فیاضی کی۔ جو شخص ان کے ساتھ احسان کرتا کبھی وہ احسان رانگاں نہ جاتا بلکہ پہلے ہی موقع پر اس کی جزاء دیتے۔ شعر و شعرا کے عاشق تھے۔ ادباء اور فقہا کی بہت خاطر کرتے تھے۔ دین کے معاملہ میں شک و شبہ کو بہت برا جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس کا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا اور اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس سے ثواب نہیں ملے گا۔ اپنی تعریف کو خصوصاً خوش گو شاعر کی زبانی بہت پسند کرتے تھے۔ اور اس کا پیش بہا صلہ دیتے۔

مروان بن ابی حفصہ شاعر کو انعام:

مروان بن ابی حفصہ ۳/ رمضان ۱۸۱ ہجری اتوار کے دن ان کے ہاں باریاب ہوا۔ اور اس نے ان کی تعریف میں اپنا وہ مشہور قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے:

وسدت بھاردت الثغور فاحکمت
به من امور المسلمین المراتر

اس قصیدہ پر انہوں نے پانچ ہزار دینار اسی مجلس میں اسے دیئے اس کے علاوہ لباس اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ دس رومی غلام اور لوٹنڈیاں عطا کیں۔ نیز اپنی سواری خاصہ کا ایک گھوڑا بھی دیا۔

ہارون الرشید اور ابن ابی مریم:

بیان کیا گیا ہے کہ ابن ابی مریم المدنی رشید کا مصاحب تھا۔ یہ ایک بڑا بولنے والا۔ ظریف بذلہ سخ اور ہنسانے والا تھا رشید کو کسی وقت اس کے بغیر چین نہ آتا تھا۔ اور نہ وہ کبھی اس کی باتوں سے آزرہ ہوتے اس کے ساتھ ہی اسے اہل حجاز کے تمام واقعات شرفا کے القاب اور ظرافت کے نکات یاد تھے یہ اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے رشید کا اس قدر مصاحب خاص بن گیا تھا کہ رشید نے اسے اپنے قصر ہی میں ایک مکان رہنے کے لیے دے دیا تھا۔ اور ان کی اجازت سے ان کی حرم محل کی دوسری عورتوں مولیوں اور

غلاموں سے بے تکلف ملتا جلتا تھا۔ ایک مرتبہ رات کو جب وہ سو رہا تھا، انہوں نے اس پر سے لحاف اتار لیا اور کہا کہ صبح کیسی ہوئی۔ اس نے کہا میری صبح اب تک نمودار نہیں ہوئی ہے۔ تم جاؤ اور اپنا کام کرو۔ رشید نے کہا چلو نماز پڑھو۔ اس نے کہا یہ ابوالجاردہ کی نماز کا وقت ہے اور ہم تو قاضی ابو یوسف کے تبعین میں سے ہیں۔ یہ جواب سن کر رشید اسے سوتا چھوڑ کر چلے گئے اور اب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔

ابن ابی مریم کا مذاق:

اس کے غلام نے آ کر اس سے کہا اٹھو امیر المومنین نماز کے لیے کھڑے ہو چکے ہیں۔ اب وہ اٹھا اور کپڑے پہن کر رشید کی طرف گیا۔ اس وقت وہ نماز صبح میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے۔ جب یہ ان کے پاس پہنچا تو وہ یہ آیت: وَمَا لِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي (اور میں کیوں نہ اس کی عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھ رہے تھے۔ اسے سن کر ابی مریم المدنی نے کہا ہاں بے شک میں بھی نہیں جانتا تھا کہ آپ کیوں اپنے خالق کی عبادت کریں۔ رشید سے نماز میں ہنسی ضبط نہ ہو سکی۔ وہ نیت توڑ کر اس کی طرف غضب آلود صورت بنائے پھرے اور کہنے لگے ابن ابی مریم تم نماز میں بھی مذاق سے نہیں چوکتے اس نے کہا جناب والا میں نے کیا کیا۔ رشید نے کہا تم نے میری نماز خراب کر دی اس نے کہا۔ بخدا میں نے یہ نہیں کیا۔ میں نے تو آپ کے منہ سے ایک بات سنی تھی۔ جس سے مجھے رنج ہوا۔ جب آپ نے یہ کہا۔ وَمَا لِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي اس پر میں نے یہ کہا بخدا! میں بھی اس کی وجہ نہیں جانتا۔ اب رشید پھر بنسے اور کہا دیکھو قرآن اور دین میں آئندہ مذاق نہ کرنا۔ ان دو کے علاوہ اور سب باتوں میں تم کو آزادی ہے۔

ہارون الرشید کو عباس بن محمد کا تحفہ:

ایک مرتبہ عباس بن محمد نے ایک عالیہ رشید کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ بلکہ وہ خود اسے اپنے ساتھ لے کر رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پرداز ہوا کہ امیر المومنین اللہ مجھے آپ پر نثار کر دے میں جناب کے لیے ایسا نادر عالیہ لایا ہوں جو کسی دوسرے کے میسر نہیں اس میں جو مشک ڈالا گیا ہے وہ تبت کے پرانے کتوں کی نافوں کا ہے۔ جو عنبر ہے وہ بحر عدن کا عنبر ہے اور بالچتر مدینہ کے فلاں شخص کی ہے۔ جو اپنی خاصیت عمل میں مشہور ہے اور اس کا ترکیب دینے والا ایک شخص ہے جو بصرہ میں رہتا ہے۔ جو اس کے بنانے کی ترکیب سے پوری طرح واقف ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے قبول کر کے مجھے ممنون فرمائیں۔ رشید نے اپنے خدمت گار خاقان کو جو ان کے سراپے کھڑا تھا کہا کہ اس عالیہ کو لے آؤ۔ خاقان اسے اندر لے کر حاضر ہوا۔ وہ چاندی کے ایک بڑے مرتبان میں رکھا ہوا تھا۔ اور اوپر سرپوش ڈھکا تھا۔ خاقان نے سرپوش ہٹایا۔

ابن ابی مریم کا عالیہ کے متعلق مذاق:

ابن ابی مریم المدنی بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا امیر المومنین یہ مجھے عنایت کر دیجیے۔ انہوں نے فرمایا تم ہی لے جاؤ۔ اس پر عباس کو سخت رنج اور غصہ آیا اور اس نے کہا تو نے اسے لے لیا۔ ابن ابی مریم المدنی نے کہا ان کی فاحشہ ماں کی قسم یہ صرف اسے اپنے چوتروں پر ملیں گے۔ رشید ہنس پڑے اور ابن ابی مریم نے لپک کر اپنی قمیص کا دامن ان کے سر پر ڈالا اور پھر اس مرتبان میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے مٹھی بھر کر ایک مرتبہ ان کے چوتروں میں ملا اور دوسری مرتبہ ان کے چٹروں اور بغل میں ملا پھر اس سے ان کا منہ سر اور ہاتھ پاؤں سیاہ کر دیئے۔ اسی طرح اس نے ان کے تمام اعضاء جسم پر وہ عالیہ لگا دیا اور خاقان سے کہا کہ ذرا میرے

غلام کو یہاں بلا لاؤ۔ رشید نے بھی جو ہنسی کی وجہ سے اپنے قابو میں نہ تھے خاقان سے کہا کہ اس کے غلام کو یہاں بلا لو۔ خاقان نے اسے آواز دی۔ ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ جس قدر غالیہ بچ گیا ہے یہ تم رشید کی فلاں بیوی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ اسے اپنی فرج میں لگا لو اور ابھی تمہارے ساتھ جماعت کرنے آتا ہوں غلام اسے لے کر چلا گیا اب رشید کا ہنسی سے یہ حال تھا کہ وہ بالکل اپنے آپ میں نہ تھے اور بالکل بے قابو ہو چکے تھے۔

ابن ابی مریم کی عباس بن محمد سے گفتگو:

اس کے بعد ابن مریم نے عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔ بخدا! تم بھی بالکل سٹھیا گئے ہو۔ تم کو یہ خیال نہیں آیا کہ تم خلیفہ اللہ کی خدمت میں آ کر ایک معمولی غالیہ کی تعریف کر رہے ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جو شے آسمان سے نپکتی ہے یا زمین سے نکلتی ہے اور ہر شے جو دنیا میں موجود ہے وہ ان کے قبضہ قدرت میں اور زیر نگین ہے اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ ملک الموت سے یہ بات کبھی جا رہی ہے کہ جو تم سے کہا جا رہا ہے۔ اسے یاد رکھو اور حسب عمل کرو۔ بھلا کہیں اس طرح غالیہ کی تعریف کرنا اور اس کے بیان میں اتنی طویل تقریر کرنا امیر المومنین کی جناب میں تم کو زیب دیتا ہے کیا تم نے کوئی بقال عطار یا کھجور فروش سمجھا ہے۔ ابن ابی مریم کی اس گفتگو پر رشید کو اس قدر ہنسی آئی کہ قریب تھا کہ ہنستے ہنستے وہ ہلاک ہو جائیں۔ انہوں نے اس روز ایک لاکھ درہم ابن ابی مریم کو انعام دیا۔

ابن ابی مریم کی ایک روز کی کمائی:

ایک روز رشید کا ارادہ کسی دوا کے استعمال کا ہوا ابن ابی مریم نے ان سے کہا کہ کل جب آپ دو الگائیں تو مجھے اپنا حاجب بنائیں اور جس قدر میں کماؤں وہ میں اور آپ تقسیم کر لیں گے۔ رشید نے کہا اچھا انہوں نے اس حاجب کو جس کی نوبت کل تھی، حکم دیا کہ کل تم اپنے گھر آرام کرو۔ میں نے ابن مریم کو کل کے لیے حاجب مقرر کیا ہے۔ علی الصباح ابن ابی مریم بارگاہ خلافت پر حاضر ہو گیا اور ایک کرسی اس کے لیے رکھ دی گئی۔ رشید نے دو الگائی۔ اس کی خبر محل میں پہنچی۔ ام جعفر کا پیامبر امیر المومنین کی مزاج پر ہی کرنے اور اس دوا کے استعمال کی وجہ پوچھنے حاضر ہوا۔ ابن ابی مریم نے اسے رشید کی خدمت میں جانے کی اجازت دی اور اس کے آنے کی غرض و غایت بیان کی۔ وہ جواب لے کر واپس ہوا ابن مریم نے اس سے کہا کہ سیدہ سے جا کر یہ بات ضرور کہہ دینا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کے آدمی کو باریاب کیا ہے۔ اس نے جا کر ام جعفر سے یہ بات بیان کی۔ اس نے بہت سامال ابن مریم کو اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد یحییٰ بن خالد کا فرستادہ آیا۔ ابن ابی مریم نے اس کے ساتھی بھی وہ سلوک کیا۔ پھر جعفر اور فضل کے فرستادے آئے اس نے ان کے ساتھ بھی یہی کیا۔ چنانچہ ہر برکتی نے بہت سامال اسے اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد فضل بن الربیع کا پیامبر آیا۔ ابن ابی مریم نے اسے بغیر باریاب کیے پلٹا دیا۔ دوسرے تمام امراء اور اکابر کے آدمی خیریت پوچھنے آئے ان میں سے جس جس کے آدمی کو اس نے سہولت سے باریاب کیا اس نے ابن ابی مریم کو اس کا بڑا بھاری صلہ عطا کیا۔ عصر کے وقت ساٹھ ہزار دینار اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جب رشید اس دوا کو دھو کر اور غسل کر کے فارغ ہوئے اور باہر آئے تو انہوں نے ابن ابی مریم سے پوچھا کہو آج کیا کیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میں نے ساٹھ ہزار دینار کمائے ہیں۔ رشید کو یہ رقم بہت معلوم ہوئی انہوں نے کہا ہمارا حصہ کہاں ہے اس نے کہا وہ علیحدہ موجود ہے۔ رشید نے کہا ہم نے اپنا حصہ بھی تمہیں دیا اس کے معاوضہ میں دس ہزار سیب تم ہمیں لا دو۔ اس نے وہ سیب لا کر داخل کر دیئے اور اس طرح یہ تمام لوگوں میں جنہوں نے رشید سے معاملہ کیا فائدہ میں رہا۔

اسلمعیل بن صبیح کا شیرہ کے متعلق بیان:

اسلمعیل بن صبیح کہتا ہے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت ایک باندی اس کے سر اٹھنے کھڑی تھی، جس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ اور دوسرے میں ایک چمچ تھا اور وہ ان کو ایک ایک چمچا اس پیالہ میں سے چٹا رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید رقیق شے ہے مگر میں سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا ہے وہ اس بات کو تاڑ گئے کہ میں اس کی ماہیت دریافت کرنا چاہتا ہوں مجھے آواز دی میں نے کہا۔ حاضر کیا ارشاد ہوتا ہے۔ پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے۔ میں نے کہا جی نہیں۔ کہنے لگے یہ ماش اور گیہوں کا شیرہ ہے۔ جس میں پھٹے ہوئے دودھ کا پانی شریک کیا گیا ہے۔ یہ کج شدہ ہاتھ پاؤں کو سیدھا کرنے اور اعصاب کے تشنج کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس سے رنگ صاف ہوتا ہے اضمحلال دور ہوتا ہے، یہ جسم کو فربہ اور میل کو دور کرتا ہے۔ میں نے گھر آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے باورچی کو بلا کر حکم دیا کہ علی الصباح اس قسم کا شیرہ تیار کر کے لاؤ اس نے پوچھا وہ کیسے بنایا جائے۔ میں نے اس کے اجزا اور ترکیب بیان کی اس نے کہا کہ آپ تین دن اس کا استعمال نہ کر سکیں گے اور تنگ آ جائیں گے۔ چنانچہ پہلے دن تو وہ مجھے بہت خوشگوار معلوم ہوا۔ دوسرے دن اس سے کم اور تیسرے دن جب میرا باورچی اسے تیار کر کے میرے پاس لایا تو میں نے کہہ دیا کہ مت لاؤ۔

ہندوستانی طبیب منکھ:

ایک مرتبہ رشید کسی مرض میں بیمار ہوئے۔ تمام طبیبوں نے ان کا علاج کیا۔ مگر ان کو افاقہ نہ ہوا۔ ابو عمر الاعمی نے ان سے عرض کیا کہ ہندوستان میں منکھ نام ایک طبیب ہے جسے اہل ہند سب سے زیادہ حاذق سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اس کا ہندوستان کے مشہور عابدوں اور فلاسفوں میں شمار ہے۔ اگر امیر المومنین اسے بلائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے امیر المومنین کو شفا دے دے۔

منکھ کی بغداد میں طلبی:

رشید نے اس کے لانے کے لیے اپنا آدمی بھیجا اور اس کے ہاتھ طبیب کو زارہ کے لیے کافی مال بھیجا۔ منکھ رشید کے پاس آیا اس نے ان کا علاج کیا۔ اس کے علاج سے ان کی بیماری جاتی رہی اس صلہ میں رشید نے علاوہ بڑی رقم انعام کے اس کا پیش بہا منصب بھی مقرر کر دیا۔

خلد کا ایک حکیم:

منکھ خلد سے گزر رہا تھا کہ وہاں اس نے مانی کے فرقہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر بچھا رکھی ہے اس پر بہت سی شیشیاں پڑی ہیں اور وہ اپنی ذوا کی تعریف میں جو کوئی مچون تھی، کھڑا ہوا تقریر کر رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے کہ یہ ہر وقت رہنے والے بخار کی دوا ہے۔ ایک دن بیچ آنے والے بخار کی دوا ہے یہ چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا ہے۔ پیٹ کے اور گھٹنوں کے درد کی دوا ہے۔ بوا سیر، ریاح، جوڑوں کے درد اور آنکھوں کے درد کی دوا ہے۔ پیٹھ کے درد اور دوسرا درد آدھے سر کے درد کی دوا ہے۔ سلسل البول کی دوا ہے۔ فالج اور عرشہ کی دوا ہے۔ غرض کہ جسم انسان کی جتنی بیماریاں ہیں ان سب کے نام اس نے لیے اور کہا کہ بس یہ سب کے لیے اکسیر ہے۔ منکھ نے اپنے ترجمان سے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے ہندی زبان میں ترجمہ کر کے اسے سمجھایا کہ اس

کے دعاوی یہ ہیں۔

منکہ کی خلد کے حکیم کے متعلق رائے:

منکہ ہنسا اور کہنے لگا کہ جو کچھ بھی ہو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عرب جاہل آدمی ہے اور یہ اس لیے کہ اگر اس شخص کا دعویٰ صحیح ہے۔ تو پھر مجھے اپنے وطن اور اہل و عیال سے جدا کر کے اتنے طویل سفر کی زحمت دینے سے کیا فائدہ تھا۔ یہ ایسا باکمال تو یہیں ان کے پاس موجود تھا۔ اور اگر یہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے تو اسے وہ قتل کیوں نہیں کر دیتے۔ کیونکہ شریعت نے تو اس کا اور اس ایسے دوسرے دھوکہ بازوں کا خون مباح کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو صرف ایک ہی جان جائے گی۔ مگر اس کی وجہ سے ہزاروں جانیں ہلاکت سے تونج جائیں گی اور اگر یہ جاہل اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو روزانہ یہ ایک آدمی کو مار ڈالے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ روزانہ دو تین یا چار کا خاتمہ کر دے یہ تو بڑی بدانتظامی اور غیر آئینی بات ہے۔

سواد کے تحصیلدار کو ہدایت:

یحییٰ بن خالد برمک نے ایک شخص کو سواد کے کسی ایک تعلقہ کا تحصیلدار مقرر کیا وہ رخصت ہونے کے لیے رشید کے سلام کو حاضر ہوا۔ اس وقت یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ دونوں حاضر تھے۔ رشید نے ان سے کہا کہ اسے کچھ ہدایت کر دیجیے۔ یحییٰ نے کہا دیکھو آمدنی بڑھانا اور علاقہ کو آباد کرنا۔ جعفر نے کہا جیسا برتاؤ تم اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے ساتھ روا رکھنا۔ رشید نے کہا عدل کرنا اور احسان کرنا۔

ہارون الرشید اور یزید بن مزید:

رشید کسی وجہ سے یزید بن مزید الشیبانی سے ناراض ہو گئے تھے۔ پھر خوش ہو گئے اور اسے دربار میں آنے کی اجازت دی۔ یزید نے ان کے سامنے پہنچ کر کہا۔ امیر المومنین تمام تعریفیں اس خدا کے لیے سزاوار ہیں جس نے آپ کی ملاقات سے ہمارے لیے خوشی اور اطمینان کا راستہ صاف کر دیا۔ اور آپ کی اس عنایت کی وجہ سے ہمارے رنج و اندوہ کو دور کر دیا۔ اللہ آپ کو اس بات کی جزائے نیک عطا فرمائے کہ آپ جس سے ناراض ہوتے ہیں۔ جب وہ معافی چاہتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں اور جہش سے خوش ہوتے ہیں اس پر مسلسل انعام و اکرام کر کے اسے اپنا زیر بار احسان بنا لیتے ہیں۔ اس بات پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی ایسی نیک سرشک بنائی ہے کہ آپ حالت غیظ و غضب میں معاف کر دیتے ہیں خطا کار سے درگزر کرتے ہیں اور اپنے احسانات اور اکرام سے گراں بار کر دیتے ہیں۔

ہارون الرشید کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق استفسار:

مصعب بن عبداللہ الزبیری اپنے باپ عبداللہ بن مصعب کا بیان نقل کرتا ہے کہ ایک دن رشید نے مجھ سے پوچھا کہ جن لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا ہے ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہیں۔ میں نے کہا جناب والا ایک جماعت نے ان پر اعتراض کیا۔ اور ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا۔ جن لوگوں نے ان پر اعتراض کیے تھے وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور انہیں میں شیعہ اہل بدعت اور خارجی ہیں اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا وہ آج تک اہل سنت والجماعت ہیں۔ رشید کہنے لگے کہ اس جواب کے بعد اب مجھے آئندہ کبھی اس معاملہ پر استفسار کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مراتب:

ایک مرتبہ پوچھا۔ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں کیا تھا۔ میں نے کہا جو مرتبہ ان دونوں کا ان کی موت میں ہو وہی مرتبہ ان کا ان کی زندگی میں تھا۔ رشید نے کہا تم نے میرے سوال کا جواب کافی دے دیا۔

ہارون الرشید کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

خدمت گاران خاص میں سے سلام یا رشید امیر المومنین رشید کی ذاتی املاک کا جو سرحدوں پر اور شام میں واقع تھی، مہتمم مقرر کیا گیا۔ چند روز کے بعد اس کے حسن اخلاق کی تعریف میں مسلسل خطوط ان کو موصول ہوئے۔ زبانی بھی لوگوں نے اس کی مدح کی۔ رشید نے حکم دیا کہ اس کا درجہ بڑھایا جائے اور اسے اس حسن کارگزاری کا صلہ دیا جائے اور ہماری جو املاک جزیرہ اور مصر میں ہیں ان میں اسے اختیار دیا جائے کہ وہ جس جس کو چاہے اپنی نگرانی میں لے لے۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امیر المومنین بھی کھارہے تھے جو بلخ سے ان کے لیے آئی تھی اسے چھیل چھیل کر کھاتے جاتے تھے، اسی حالت میں انہوں نے کہا۔ اے فلاں ہمیں تمہاری حسن کارگزاری کے متعلق بہت عمدہ اطلاعیں ملی ہیں۔ ہم تمہاری ہر درخواست کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور ہم نے تمہارے لیے اس انعام و صلہ کا حکم دیا ہے اور فلاں اور فلاں علاقے اور تمہارے تفویض کردیئے ہیں۔ کچھ اور چاہتے ہو نہ بخوشی بیان کرو۔ اب وہ اپنی کارگزاریاں بیان کرنے لگا۔ اور کہنے لگا امیر المومنین میں نے رعایا کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا ہے کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کو بھول گئے۔ یہ سنتے ہی رشید کو سخت غصہ آ گیا۔ ایک بھی اٹھا کر اسے ماری اور فرمانے لگا۔ حرام زادے عمر بن عمر بکتا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں تو ہم خاموش بھی ہو جائیں۔ مگر تو سمجھتا ہے کہ کیا ہم تیرے اس گستاخی کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں برداشت کر لیں گے۔

عبداللہ بن محمد کی روایت:

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما کہتا ہے کہ مجھ سے ابو بکر بن عبدالرحمن بن عبید اللہ بن عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ مجھے ضحاک بن عبداللہ نے جو بہت عمدہ بزرگ تھے۔ یہ بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے کسی شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس عمری کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ میں ان پر تعدی بھی نہیں کرنا چاہتا اور ان کے پیرووں کو بھی اچھا نہیں سمجھتا۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے صحیح طور پر ان کا طریقہ اور مسلک معلوم ہو جائے۔ مگر مجھے کسی ایک شخص پر اتنا اعتماد نہیں کہ میں اسے ان کے پاس بھیجوں۔ عمر بن یزید اور فضل بن الربیع نے کہا کہ امیر المومنین ہم دونوں اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رشید نے کہا مناسب ہے تم دونوں جاؤ۔

عمر بن یزید اور قفس بن الربیع کی عبداللہ عمری سے ملاقات:

یہ دونوں عرج سے خلص کے لیے جو صحرا میں واقع تھا روانہ ہوئے۔ عرج کے راہنما اپنے ساتھ لے لیے اور چاشت کے وقت اس مقام پر پہنچ گئے جہاں وہ عمری مقیم تھا۔ وہ اس وقت مسجد میں تھا۔ انہوں نے اور ان کے ہمراہیوں نے اپنی سواریاں ایک جگہ بٹھادیں اور وہ دونوں بادشاہوں کا سالباں پہن کر عطر لگا کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اس کی خدمت میں مسجد میں آئے اور اس نے کہا اے ابو عبدالرحمن ہم اپنی اہل مشرق کی جماعت کے وکیل ہیں۔ آپ کے تبعین کہتے ہیں کہ آپ اللہ سے ڈریں اور

جب چاہیں خروج کریں۔ اس نے ان کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا کہتے ہو اور کس سے کہتے ہو۔ ان دونوں نے کہا جناب سے۔ وہ کہنے لگا بخدا میں ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی ایک مسلمان کے خون کا وبال لیے ہوئے بھی خدا کے رو برو جاؤں۔ یہ قیامت تک نہیں ہو سکتا۔

عبداللہ بن عبدالعزیز عمری کو دولت کی پیشکش:

جب وہ دونوں اس کی طرف سے مایوس ہوئے کہ یہ اس طرح ہمارے جال میں نہیں آ سکتا تو اب انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ مال ہے آپ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کر سکتے ہیں اس نے کہا مجھے اس کی بھی ضروریات نہیں ہے۔ انہوں نے کہا جناب والا بیس ہزار دینار ہیں۔ اس نے کہا مجھے ان کی قطعی ضرورت نہیں۔ وہ کہنے لگے آپ خود نہیں لیتے کسی کو دینا۔ یہ اس نے کہا تم جسے چاہو دے دو میں کوئی تمہارا خدمت گار یا مددگار تو نہیں ہوں کہ نشان دہی کرتا پھروں۔

عمر و فضل کی مایوسی:

جب وہ دونوں اس کی طرف سے قطعی مایوس ہو گئے کہ یہ کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آ سکتا تو اپنا سامنہ لے کر اسے کھانا میں بیٹھ کر چلے۔ دوسرے دن صبح کو جانوروں کو پانی پلانے کے وقت دوسری منزل میں رشید آئے۔ وہ ان کے منتظر دونوں ان کی خدمت میں اسی وقت باریاب ہوئے اور جو واقعہ گزرا تھا وہ پورا بیان کر دیا۔ سن کر رشید کہنے لگے کہ میری بیس ہزار ہوں آتا کہ اب اس کے بعد میں اس شخص کے ساتھ اور کیا سلوک کروں۔

عبداللہ عمری اور ہارون الرشید:

اسی سال عبداللہ حج کے لیے گیا۔ جب وہ دوکانداروں سے کچھ اشیاء اپنے بچوں کے لیے خرید رہا تھا۔ اس وقت ہارون سواری پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے۔ عبداللہ سامنے آ گیا اس نے اشیاء کی خریداری چھوڑ دی اور ان کے پاس آ کر ان کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ سپاہی اور کوٹوالی کے جو ان اس کی طرف لپکے مگر ہارون نے ان کو حکم دیا کہ اس سے باز رہیں۔ اور اس سے کچھ باتیں کیں میں نے دیکھا کہ رشید کے آنسو گھوڑے کی گردن پر گر رہے ہیں۔ پھر وہ چلا گیا۔

ہارون الرشید کی خانہ کعبہ میں دعا:

لیث بن عبدالعزیز الجوز جانی۔ جو چالیس سال سے مکہ میں ہجرت کر کے مقیم تھا۔ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے کعبہ کے ایک حاجب نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب رشید حج کرتے تو کعبہ کے اندر آ کر اپنی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور یہ دعا مانگتے۔ اے وہ ذات جو مانگنے والوں کی ضروریات کی مالک ہے جو خاموش رہنے والوں کے دل کی بات سے آگاہ ہے۔ تو ہر مانگنے والے کو فوراً جواب دیتا ہے تو ہر خاموش رہنے والے کی دلی آرزوؤں سے پورا پورا واقف ہے۔ تیرے تمام وعدے سچے تیرے احسانات بے پایاں اور تیری رحمت وسیع ہے تو اپنی رحمت محمد ﷺ اور ان کی اولاد پر نازل فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ ہماری برائیوں کو دفع کر دے۔ اے وہ ذات مقدس جس کو بندوں کے گناہ کوئی ضرر نہیں پہنچاتے جس سے عیوب پوشیدہ نہیں۔ جس کو گناہوں کی مغفرت سے کوئی نقص نہیں پہنچتا اے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر جمایا ہے۔ جس نے فضا کو آسمان سے قائم کیا ہے اور خود اپنے لیے اسمائے حسنی مقرر کیے ہیں محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور میرے تمام کاموں کو بخیر و خوبی سرانجام دے۔ اے وہ ذات! جس کی

جناب میں مختلف زبانوں میں سائل نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنی درخواستیں عرض کرتے ہیں۔ میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ جب تو مجھے اس دنیا سے اٹھائے اور میں لحد میں رکھا جاؤں اور میرے سب اپنے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اس وقت تو میرے گناہوں کو بخش دینا۔ الہی! جس طرح تو سب سے افضل و اعلیٰ ہے اسی طرح میں اعلیٰ سے افضل تیری حمد کرتا ہوں۔ الہی! محمد ﷺ پر ایسی رحمت اور سلامتی نازل فرما جو ان کو مرغوب طبع ہو۔ اور ان کے لیے باعث حفاظت ہو۔ خداوند! تو ہمارے بدلے ان کو آخرت میں جزائے خیر عطا فرما۔ الہی! تو ہم کو نیک بخت جلا شہداء کی موت دے اور ہم کو ویسا سعید بنا جن کو تیری طرف سے رزق پہنچے گا۔ اور ان بد بختوں میں شامل نہ کر جو تیری رحمت اور نعمت سے محروم رہیں گے۔

ابن ابی داؤد کی طلبی:

ایک مرتبہ رشید نے ابن ابی داؤد اور خادمان تربت حسین کو طلب کیا جب یہ سب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حسن بن راشد کی نظر ابن ابی داؤد پر پڑی اس نے پوچھا کیسے آئے۔ ابن ابی داؤد نے کہا اس شخص نے طلب کیا ہے اور مجھے اس کی جانب سے اپنی جان کو خطرہ ہے۔ حسن بن راشد نے کہا کہ جب تم ان کے سامنے جاؤ اور وہ تم سے سوال کریں تو کہہ دینا کہ مجھے حسن بن راشد نے وہاں متعین کیا ہے۔

ابن ابی داؤد کی رہائی و بحالی:

ابن ابی داؤد رشید کے پاس آیا اور اس نے وہی بات کہہ دی رشید کہنے لگے میں نہیں سمجھتا کہ حسن بن راشد کی اس معاملہ میں شرکت ہے۔ اچھا اسے حاضر کرو۔ حسن حاضر ہوا۔ رشید نے پوچھا تم نے کیوں اس شخص کو حیر میں متعین کیا ہے۔ حسن نے کہا اللہ اس پر اپنا رحم کرے جس نے اسے حیر میں مقیم کیا ہے۔ مجھے ام موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں اسے وہاں بھیج دوں۔ اور میں درہم ماہانہ اس کو دے دوں۔ رشید نے کہا اچھا اسے حیر جانے دو اور جو ماہوار موسیٰ نے اس کے لیے مقرر کی تھی وہ جاری کر دو۔ یہ ام موسیٰ مہدی کی ماں اور یزید بن منصور کی بیٹی (رشید کی دادی) تھی۔

خس کے پردے استعمال کرنے سے اجتناب:

علی بن محمد کا باپ بیان کرتا ہے کہ مٹھی ایک مرتبہ عون العبادی کے مکان میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ گرمی منا رہے ہیں۔ اور ایک ایسے ایوان میں جو چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے ایک چبوترہ پر جو مکان کے داہنے بازو میں واقع تھا بیٹھے ہیں۔ اس میں کوئی فرش بھی نہیں ہے۔ ایک باریک کرتا زیب تن ہے اور رشیدی ازار چوڑے پائینچوں کی پہن رکھی ہے۔ جس ایوان میں وہ خود رہتے تھے اس میں وہ کبھی خس کے پردے اس وجہ سے کہ اس سے ان کو ضرر پہنچتا تھا نہیں ڈالواتے تھے۔ البتہ کسی طرح سے خس کی ٹھنڈک ان کو پہنچائی جاتی تھی، مگر وہ خود خس خانہ میں بیٹھتے نہ تھے۔ سب سے پہلے رشید ہی نے اس ایوان میں جہاں وہ موسم گرما میں دو پہر بسر کرتے گرمی کی حدت دور رکھنے کے لیے یہ ترکیب کی تھی کہ اس کی چھت کے نیچے ایک اور چھت بنوائی تھی۔ اور اس کی وجہ تحریک یہ بات ہوئی کہ ان کو معلوم ہوا کہ ایرانی بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے مکانوں کی چھت کو روزانہ مٹی سے لپواتے تھے۔ تاکہ آفتاب کی تمازت کو گیلی مٹی جذب کر لے۔ اور ان تک حرارت کا اثر نہ ہو۔ اس وجہ سے رشید نے یہ کیا کہ چھت کے نیچے ایک اور چھت اس ایوان کی بنوائی جہاں وہ موسم گرما میں دو پہر کا وقت گزارتے۔

ہارون الرشید کی دوپہر کی خواب گاہ:

مجھے بتایا گیا ہے کہ موسم گرما میں روزانہ یہ دستور تھا کہ عطاران کے لیے ایک چاندی کے تفر میں گلاب، زعفران، خوشبودار مصالحے اور پھولوں سے ایک مرکب تیار کرتا تھا اور اسے ان کی دوپہر کی آرام گاہ میں لے جاتا تھا۔ اسی کے ساتھ رشید یہ تراش کے ساتھ لائے جانے کرتے لائے جاتے اور ان کو اس مصالحہ میں تر کیا جاتا اور روزانہ سات بانڈیاں حاضر کی جاتیں جن کے تمام کپڑے اتار دیے جاتے اور پھر ان کو یہ کرتے پہنائے جاتے۔ ان کو ایک ایسی کرسی پر جس کی نشست میں سوراخ ہوتا بٹھایا جاتا کرتے کے دامنوں کو کرسی کے چاروں طرف اس طرح لٹکایا جاتا کہ وہ اسی کرسی کو ہر طرف سے ڈھانک لیتے اور اب کرسی کے نیچے غبر میں ملی ہوئی عود کو دھونی کے لیے سلگا دیتے اسی طرح اس کرتے کو باندی کے جسم پر اس دھونی سے خشک کرتے اس طرح ان کی دوپہر کی خواب گاہ خوشبو کی پیٹوں سے مہک اٹھتی۔

ہارون الرشید کی عباس بن حسن سے فرمائش:

عبداللہ بن عباس بن الحسن بن عبید اللہ بن العباس بن علی بن ابی طالب بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عباس بن الحسن نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید نے مجھ سے کہا کہ تم اکثر یبوع کی تعریف کرتے رہتے ہو۔ مختصر طور پر اس کا حال بیان کرو۔ میں نے کہا نظم میں نثر میں۔ انہوں نے کہا دونوں طریقے سے۔ میں نے عرض کیا وہ تمام نخلستان ہے جو اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ اس پر وہ مسکرائے اور اب میں نے یہ شعر پڑھے:

من منزل حاضر ان شفت اوبادی
والصفت والبنون والملاح والبخاری

یا وادی القصر نعم القصر والوادی
تسری قراقیرہ والعبس واقفہ

ترجمہ: ”وادی القصر تیرا قصر اور وادی دونوں خوب ہیں۔ یہ شہری اور بدوی دونوں کا مسکن ہے۔ یہاں قرمرے سفید اونٹنیاں، گوہ مچھلی، ملاح اور حدی خواں سب ہی کثرت سے موجود ہیں۔“

ابن السماک کی ہارون الرشید کو نصیحت:

ایک مرتبہ رشید نے ابن السماک کو طلب کر کے اس سے خواہش کی کہ تم مجھے کچھ نصیحت کرو۔ اس نے کہا امیر المومنین آپ خدائے واحد سے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر وقت ڈرتے رہیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ کل آپ اپنے رب کے سامنے جواب دہی کے لیے کھڑے ہوں گے اور پھر وہی مقام جنت یا دوزخ آپ کا ٹھکانہ ہوگا۔

اسے سن کر ہارون زار و قطار رونے لگے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہوگئی۔ فضل بن الربیع نے ابن السماک سے کہا۔ جناب والا آپ نے یہ کیا فرمایا۔ بھلا کسی شخص کو اس امر میں شبہ بھی ہو سکتا ہے کہ امیر المومنین جنت میں نہ جائیں گے وہ حق کو قائم کرتے ہیں اس کے بندوں میں عدل کرتے ہیں اور ان پر احسان کرتے ہیں مگر ابن السماک نے فضل کی بات پر اعتبار نہیں کیا۔ اور امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا کہ جناب والا بخدا! یہ فضل بن الربیع قیامت کے دن نہ آپ کے ساتھ ہوگا اور نہ آپ کے پاس ہوگا۔ آپ اس کی باتوں میں نہ آجائے گا آپ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنا خیال رکھیں اس پر ہارون اس قدر روئے کہ سب کو اندیشہ ہوا کہ مبادا اسی طرح جان دے دیں۔ اور فضل تو ایسا چپ ہوا کہ ایک حرف اس کی زبان سے نہ نکلا۔ اسی حالت میں دربار

برخاست ہوا۔

سلطنت کی قیمت:

ایک مرتبہ اور ابن السماک رشید سے ملنے آیا۔ اس وقت رشید نے پانی مانگا۔ پانی کا ایک کوزہ پیش کیا گیا۔ جب رشید پینے کے لیے اسے منہ سے لگانے لگے تو ابن السماک نے کہا۔ امیر المؤمنین میں آپ کو آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ ذرا توقف فرمائیے اور اس بات کا جواب دیجیے کہ اگر اس وقت آپ کو پانی نہ پینے دیا جائے تو آپ اس کی کتنی قیمت دینے کے لیے تیار ہیں۔ رشید نے کہا اپنی آدھی سلطنت۔ اس نے کہا اب نوش فرمائیے۔ جب وہ پی چکے تو ابن السماک نے کہا میں آپ کو آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر اب آپ کا پیشاب روک دیا جائے تو اس کے اثر کے لیے آپ کیا معاوضہ دیں گے۔ انہوں نے کہا اپنی ساری سلطنت ابن سماک نے کہا وہ ملک جس کا مول ایک پیاس پانی ہو۔ اس قابل نہیں کہ کوئی سمجھ دار آدمی اس کی آرزو کرے یہ سن کر ہارون رو پڑے۔ فضل بن الربیع نے ابن السماک کو اشارہ کیا کہ آپ چل جائیں۔ وہ اٹھ گیا۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العمری کی ہارون الرشید کو نصیحت:

ایک مرتبہ عبداللہ بن عبدالعزیز العمری نے رشید کو کچھ نصیحت کی۔ رشید نے اس کا یہ قول بہم یا عم یاد رکھا۔ جب وہ جانے لگے تو انہوں نے دو ہزار دینار کی تھیلی امین اور مامون کے ہاتھ سے بھیجی۔ اثنائے راہ میں وہ دونوں اس سے آملے انہوں نے کہا۔ چچا جان امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ یہ رقم آپ قبول کریں اسے خود خرچ کریں یا تقسیم کر دیں۔ عبداللہ نے کہا امیر المؤمنین میرے مقابلہ میں اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ یہ رقم کن لوگوں کو دی جائے۔ پھر اس نے تھیلی میں سے صرف ایک دینار لے لیا۔ اور کہنے لگا۔ میں نے اسے برا سمجھا کہ سخت جواب بھی دوں اور بد تہذیبی بھی کروں اس لیے ایک دینار لیے لیتا ہوں۔

ایک نو عمر لڑکے کا عمری سے مباحثہ:

اس کے بعد وہ ان سے ملنے بغداد روانہ ہوئے رشید کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ وہ بغداد آئے اور اس طرح دونوں عمری ایک جگہ جمع ہو جائیں۔ اسی اندیشہ سے وہ اس کے اعزاز سے کہنے لگے کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ جب تک وہ بغداد میں رہا میں نے اسے برداشت کر لیا اور اس کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ سمجھی مگر اب تو یہ میرے دار السلطنت میں آ رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے طرفداروں کو بہکائے گا۔ تم لوگ اسے اس ارادے سے باز رکھو اور بغداد جانے سے روک دو۔ انہوں نے کہا کہ وہ ہماری بات نہ مانے گا۔ رشید نے موسیٰ بن عیسیٰ کو لکھا کہ تم اس کے ساتھ کوئی ایسی چال کرو کہ وہ یہاں سے ٹل جائے موسیٰ نے ایک دس سال کے لڑکے کو جسے بہت سے مواعظ اور خطبات حفظ تھے بلا کر عبداللہ سے مقابلہ کرایا اس لڑکے نے اس سے بڑی بحث کی اور ایسے ایسے پند و نصائح سنائے جو عبداللہ نے کبھی نہ سنا تھا۔ نیز اس نے عبداللہ کو منع کیا کہ وہ امیر المؤمنین سے تعرض نہ کرے۔ عبداللہ نے اپنا جوتا بغل میں دبا یا اور یہ کہتا ہوا:

﴿فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحِقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾

”انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا لہذا ہلاک ہوں دوزخی“۔ مجلس سے چل دیا۔

ایک زاہد کی ہارون الرشید کو نصیحت:

ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ بغداد چھوڑ کر وہ رقبہ میں رشید کے پاس مقیم تھا ایک دن وہ بھی رشید کے ساتھ شکار کو گیا کہ ایک سالک نے سامنے آ کر رشید سے کہا اے ہارون اللہ سے ڈرتے رہو۔ انہوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو حکم دیا کہ میری واپسی تک اس شخص کو گرفتار رکھو۔ شکار سے واپس آ کر کھانا طلب کیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو بھی ہمارے خاصہ میں سے کھانا کھلا دیا جائے جب وہ کھانی چکا تو اب اسے اپنے سامنے بلایا اور اس سے کہا کہ خبردار جو بات ہم دریافت کریں اس کا بھٹک بھٹک جواب دینا۔ اس نے کہا کہ آپ کے حق کے مقابلہ میں بہت ہی کم بات ہے۔ ارشاد فرمائیے۔

ہارون الرشید اور زاہد کی گفتگو:

ہارون نے پوچھا میں براہوں یا فرعون۔ کہا فرعون جس نے کہا اِنَّا رَبُّكُمُ الْاَلٰهَ عَلٰی اور وَمَا عَلَّمْتُمْ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ رشید نے کہا تم نے سچ کہا اب تم بتاؤ کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ بن عمران اس نے کہا موسیٰ بہتر تھے وہ اللہ کے کلیم اور مخلص تھے۔ اللہ نے ان کو اپنا بنایا۔ اپنی وحی ان پر نازل فرمائی اور تمام مخلوقات میں سے صرف اس سے باتیں کیں ہارون نے کہا تم نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ اچھا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں کہ جب اللہ نے ان کو اور ان کے بھائی کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ ہدایت کی قَوْلُوْهُ فَوَلّٰی لَیْسًا لَّعَلَّہٗ یَسْتَدْکُرُ اَوْ یَخْشٰی تم اسے نرم لہجہ میں پیام پہنچانا۔ شاید وہ سمجھ لے اور ڈر جائے، مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کیے ہیں اور اس سے صاف صاف نہیں بلکہ کنائے کے پیرائے میں باتیں کرنا اللہ نے یہ حکم اس شخص کے واسطے دیا ہے جو اپنے تکبر اور نخوت میں شہرہ آفاق تھا۔ تم خود بھی اس سے اچھی طرح واقف ہو۔ اب دیکھو تم میرے پاس آئے ہو۔ میرا یہ حال ہے کہ جس سے تم بھی واقف ہو کہ اللہ کے جوفرائض مجھ پر ہیں ان میں سے اکثر کو پورا کرتا ہوں۔ میں اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا۔ اللہ کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا۔ اس کے حکم اور ممانعت کی اتباع کرتا ہوں۔ باوجود اس کے تم نے مجھے بہت ہی سخت الفاظ اور درشت لہجہ میں نصیحت کی۔ نہ تم نے اللہ کی بتائی ہوئی تہذیب پر عمل کیا اور نہ نیکوں کے اخلاق کی اقتدا کی۔ تم نے خواہ مخواہ کے لیے اپنے آپ کو معرض خطر میں ڈالا۔ اب بتاؤ کہ تم میری گرفت سے کیونکر بچ سکتے ہو۔ اس زاہد نے کہا امیر المؤمنین مجھ سے خطا ہوئی میں آپ سے معافی کا خواست گارہوں۔

ہارون الرشید کا زاہد سے حسن سلوک:

رشید نے کہا اللہ تم کو معاف کرے اس کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ بیس ہزار درہم اس کو دیئے جائیں۔ اس نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں سیاح ہوں مجھے مال کی ضرورت نہیں۔ ہرثمہ نے اسے غصے سے گھورا اور ڈانٹا کہ تم جاہل ہو۔ امیر المؤمنین کے صلہ کو رد کرتے ہو۔ مگر رشید نے ہرثمہ سے کہا خاموش رہ۔ اور اس نے زاہد سے کہا کہ ہم نے تم کو یہ مال اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم کو اس کی ضرورت تھی۔ بلکہ ہماری عادت ہے کہ دوست ہو یا دشمن جس شخص کو خلیفہ سے باتیں کرنے کا امتیاز حاصل ہوتا ہے اسے وہ ضرور صلہ اور عطا دیتے ہیں۔ ہمارے اس صلہ میں سے جس قدر چاہو لے لو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔ اب اس زاہد نے اس میں سے دو ہزار درہم لے لیے۔ ان کو دربانوں اور حاضرین آستانہ مبارک میں تقسیم کر دیا۔

ہارون الرشید کی ازواج

زبیدہ ام جعفر بنت جعفر:

بیان کیا گیا ہے کہ رشید نے زبیدہ ام جعفر بن المصور سے شادی کی اور ۱۶۵ ہجری میں مہدی کے عہد میں بغداد میں محمد بن سلیمان کے محل میں شب ہاشمی کی۔ یہ محل بعد میں عباسہ کے قبضہ میں آیا اور پھر معتصم باللہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ زبیدہ کے بطن سے رشید کا لڑکا محمد الامین پیدا ہوا اور زبیدہ نے ۲۱۶ھ میں بغداد میں انتقال کیا۔ رشید نے امة العزیز موسیٰ الہادی کی ام ولد سے نکاح کیا اور اس سے علی بن الرشید پیدا ہوا۔

امة العزیز ام محمد صالح:

رشید نے ام محمد صالح المسکین کی بیٹی سے نکاح کیا اور ذی الحجہ ۱۸۷ھ میں اس سے رقدہ میں شب ہاشم ہوئے۔ اس کی ماں ام عبد اللہ عیسیٰ بن علی کی بیٹی تھی۔ کرخ میں جو محل ام عبد اللہ کے نام سے مشہور ہے وہ اسی کا تھا۔ جس میں شہد والے رہتے تھے۔ یہ مکان اسے ابراہیم بن المہدی سے ملا تھا۔ پھر اس نے اس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اور اس کے بعد رشید نے اس سے نکاح کیا۔

عباسہ بنت سلیمان:

رشید نے سلیمان بن ابی جعفر کی بیٹی عباسہ سے شادی کی اور ذی الحجہ ۱۸۷ھ میں اس سے شب ہاشم ہوئے۔ یہ اور صالح کی بیٹی ام محمد دونوں ان کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں۔

عزیزہ بنت غطریف:

رشید نے عزیزہ غطریف کی بیٹی سے شادی کی۔ یہ پہلے سلیمان بن ابی جعفر کے نکاح میں تھی۔ سلیمان نے اسے طلاق دے دی پھر رشید نے اس سے نکاح کر لیا۔ یہ خیزران کی بیٹی تھی۔

جرشیہ عثمانیہ:

رشید نے جرشیہ عثمانیہ سے شادی کی۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عثمان بن عفان بنی شمر کی بیٹی تھی۔ چونکہ وہ یمن کے مقام جرش میں پیدا ہوئی تھی اس لیے اسے جرشیہ کہتے تھے اس کی دادی فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھی اور اس کے باپ کا چچا عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما تھا۔ رشید کے انتقال کے بعد ان کی یہ چار بیویاں موجود تھیں ام جعفر ام محمد صالح کی بیٹی عباسہ سلیمان کی بیٹی اور عثمانیہ۔

ہارون الرشید کی اولاد ذکور:

محمد الاکبر اس کی ماں زبیدہ تھی۔ عبد اللہ المامون اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام مراجل تھا۔ القاسم المتوہن۔ اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام قصف تھا۔ محمد ابواسحق المعتصم اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا۔ علی اس کی ماں امة العزیز تھی۔ صالح اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام رعم تھا۔ محمد ابو عیسیٰ اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام عرابہ تھا۔ محمد ابو یعقوب اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام شذرہ تھا۔ محمد ابو العباس اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام نبخت تھا۔

محمد ابوسلیمان، اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام رواج تھا۔ محمد ابوعلی، اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام دواج تھا۔ محمد ابوجہد، اس کی ماں ام ولد تھی۔ جس کا نام کتمان تھا۔

ہارون الرشید کی اولاد اناث:

سیکھ۔ اس کی ماں تصف تھی۔ یہ قاسم کی بہن ہے۔ ام حبیب اس کی ماں مار تھی۔ اور یہ ابواسحق المعتصم کی بہن ہے اروی،

اس کی ماں حلوب تھی۔ ام الحسن اس کی ماں کا نام عرابہ تھا۔ ام محمد یہ حمدونہ ہے۔ فاطمہ اس کی ماں غصص تھی اور اس کا نام مصفی تھا۔ ام بیہا اس کی ماں کا نام سکر تھا۔ ام سلمہ اس کی ماں کا نام زحق تھا۔ خدیجہ اس کی ماں شجر کروب کی بہن تھی۔ ام القاسم، اس کی ماں خرق تھی۔ رملہ ام جعفر اس کی ماں علی تھی۔ ام علی اس کی ماں انیق تھی۔ ام الغالیہ اس کی ماں سمندل تھی۔ ربطہ اس کی ماں زتیہ تھی۔

المفضل بن محمد کا بیان:

المفضل بن محمد الفی کہتا ہے۔ ایک مرتبہ رشید نے مجھے بلا بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مسند لگائے بیٹھے تھے۔ محمد بن زبیدہ ان کی بائیں جانب اور مامون ان کے داہنے جانب بیٹھا تھا۔ میں نے سلام کیا انہوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا فَسَبِّكَ بِكُفْمُکُمْ میں کتنے اسم ہیں۔ میں نے کہا تین پوچھا کیسے۔ میں نے کہا کاف رسول اللہ ﷺ کے لیے میم کفار کے لیے اور یا یہ اللہ عز وجل کے لیے ہے کہنے لگے تم نے ٹھیک جواب دیا ہے۔ ہمارے اس شیخ یعنی کسائی نے ہمیں یہ ہی بتایا ہے۔

ایک شعر کی تشریح:

اس کے بعد انہوں نے محمد سے کہا تم سمجھو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے اچھا اسی طرح اس کا اعادہ کرو۔ جس طرح مفضل نے بیان کیا ہے۔ محمد نے اسی طرح بیان کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا اگر تم کو کچھ دریافت کرنا ہے تو تم ہم سے شیخ کے سامنے پوچھو میں نے کہا جی ہاں امیر المؤمنین میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا فرزونی کا یہ شعر۔

لناقمر اھا والنجوم الطوالع

اخذنا بافاق السماء علیکم

کہنے لگے کیا دریافت کرتے ہو۔ اس کا مطلب تو پہلے ہی ہمارے شیخ نے ہم سے بیان کر دیا ہے لناقمر اھا سے مراد آفتاب و ماہتاب ہیں اس کی مثال سة العمرین یعنی طریقہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہے میں نے کہا میں کچھ اور بھی اس کے متعلق دریافت کروں۔ کہنے لگے ہاں پوچھو۔ میں نے کہا شعرا نے اس ترکیب و ترتیب کو کیوں مستحسن قرار دیا ہے۔ کہنے لگے دو اسم ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں سے ایک بولنے والوں کی زبان پر زیادہ چڑھ گیا ہو تو وہ اسی کو ترجیح دے کر اصل قرار دے دیتے ہیں اور دوسرے اسم کو اول میں شامل کر دیتے ہیں۔ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کا عہد حکومت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد سے بہت زیادہ تھا۔ ان کی فتوحات بھی بہت تھیں نیز ان کا نام بھی سہل تر تھا۔ اس وجہ سے لوگوں نے ان کے نام کو ترجیح دے کر اصل قرار دے لیا۔ اور اسی نام سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی معنون کر دیا۔ اس کی دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول بعد المشرقین ہے۔ یہاں مراد مشرق و مغرب ہیں۔ میں نے کہا اس میں اب بھی ایک بات اور دریافت طلب ہے۔ کہنے لگے ہاں اس مسئلہ میں لوگوں نے ہمارے اس بیان کے علاوہ دوسری تاویل بھی کی ہے۔

کسائی نے کہا امیر المومنین نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ ان تمام اقوال پر حاوی ہیں جو اس کی تاویل میں لوگوں نے کہے ہیں۔ اور اس کا پورا پورا مطلب تو صرف عرب جانتے ہیں۔ اب پھر انہوں نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔ کوئی بات اور باقی ہے۔ میں نے کہا وہ غایت تو باقی رہ گئی۔ جس پر شاعر نے فخر کیا ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا شاعر کی مراد آفتاب سے ابراہیم اور ماہتاب سے محمد اور نجوم سے وہ خلفائے راشدین مراد ہیں جو آپ کے نیک بزرگوں میں سے ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر امیر المومنین نے گردن اٹھا کر دیکھا اور پھر فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ وہ ایک لاکھ درہم میرے گھر پہنچا دے تاکہ اس سے میں اپنا قرضہ ادا کر سکوں۔

عمانی شاعر کی قاسم کی ولی عہدی کی سفارش:

نیز انہوں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ جو شاعر آستانہ پر حاضر ہوں ان کو باریاب کیا جائے۔ عمانی اور منصور النمری باریاب کیے گئے۔ رشید نے کہا ان کو میرے قریب لاؤ۔ عمانی یہ شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا:

وقل لامام المقتدی بانہ ما قاسم دون مکرمی

ابن امیہ فقد رضیناہ فقیم فسّمہ

”اس امام سے جو ساری امت کا پیشوا ہے کہہ دو کہ قاسم کسی طرح بھی ابن ام (مامون) سے کم نہیں ہے۔ ہم نے اسے پسند کیا ہے اب آپ کھڑے ہوں اور اسے بھی ولایت کے عہد کے لیے نامزد کریں۔“

رشید نے کہا۔ تم چاہتے ہو کہ میں اپنی اسی نشست میں قبل اس کے کہ اٹھ جاؤں قاسم کے لیے بیعت لے لوں۔ عمانی نے کہا جی ہاں اقبل اس کے کہ آپ خود ارادتا انھیں نہ یہ کہ آپ کو کسی ضرورت سے اٹھنا پڑ جائے۔ رشید نے حکم دیا کہ قاسم کو بلایا جائے۔ وہ حاضر ہوا اور اب عمانی آہستہ آہستہ اپنا قطعہ گنگنا نے لگا۔ رشید نے قاسم سے کہا کہ اس شخص نے مجھے تمہاری ولی عہدی کے لیے بیعت لینے پر آمادہ کیا ہے اسے اس کا بہت بڑا صلہ دو۔ قاسم نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر و چشم۔ کہنے لگے ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں۔

نمیری کا قصیدہ:

نمیری آگے آؤ۔ وہ ان کے قریب آیا۔ اور اس نے اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کیا۔ ما تنقصی حسرة منا ولا جزع سنا۔ سناتے جب ان اشعار پر پہنچا:

ماکان احسن ایام الشباب وما

ابغی حلاوة ذکراه التی تدع

ماکنت اوفی شبابی کنہ عزتہ

حتی مضی فاذا الدنیالہ تبع

”عہد شباب کس قدر عمدہ تھا کہ جس کے ذکر میں اب تک حلاوت موجود ہے۔ شباب میں تم میں نے اس کا پورا لطف اٹھایا نہیں اور اسی طرح وہ زمانہ گزر گیا اور اب اس دنیا میں کچھ لطف نہیں رہا۔“

رشید کہنے لگے بے شک جب عہد شباب گزر جائے تو پھر دنیا میں کوئی لطف باقی نہیں رہتا۔

ایک اعرابی شاعر کی ملاقات کی درخواست:

ایک مرتبہ سعد بن سلمہ الباہلی رشید کے پاس آیا۔ اس نے ان کو سلام کیا۔ رشید نے اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا۔ سعید نے کہا امیر المومنین کے آستانے پر باہلہ کا ایک اعرابی شرف ملاقات کے لیے حاضر ہے۔ میں نے اس سے بہتر شاعر آج تک نہیں دیکھا۔

رشید نے کہا یہ دیکھو عثمائی اور منصور الثمری ایسے بڑے شاعر یہاں موجود ہیں ان کی موجودگی میں کیونکر کسی دوسرے شاعر کو باریاب کیا جائے۔ البتہ اگر یہ منظور کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ سعید نے کہا آپ کی خاطر میری اس التجا کو یہ دونوں قبول کر لیں گے۔ آپ اس اعرابی کو بلا تو لیجیے۔

اعرابی شاعر سے ہارون الرشید کی فرمائش:

رشید نے اسے بلا لیا۔ اس وقت اس اعرابی نے لعل کا جبہ پہن رکھا تھا۔ اور یمنی چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی۔ اور پھر اسی کو پلا کر اپنے کاندھوں پر ڈال دیا تھا۔ نیز وہ عمامہ باندھے تھا۔ جس سے اس نے اپنے دونوں رخسار باندھ رکھے تھے۔ اور اس کا ایک سرا چھوڑ رکھا تھا۔ یہ اسی ہیئت کے ساتھ امیر المومنین کے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ کرسیاں ڈال دی گئی ان پر کسائی۔ مفضل ابن مسلم اور فضل بن الربیع بیٹھ گئے ابن مسلم نے اس اعرابی سے فرمائش کی امیر المومنین کی شان میں کچھ سناؤ۔ اس نے بے ساختہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔ امیر المومنین کہنے لگے تم نے بہت خوب شعر سنائے ہیں۔ اگر یہ شعر خود تمہاری تصنیف ہیں۔ تو اب تم ان دونوں یعنی امین اور ماموں کی تعریف میں ہماری خاطر کچھ کہہ کر سناؤ۔ وہ دونوں اس وقت امیر المومنین کے دونوں جانب متمکن تھے۔ اعرابی کہنے لگا آپ نے میرے ذمے ایسا مشکل کام دیا ہے کہ جس کے لیے میں پہلے سے قطعاً تیار نہ تھا۔ علاوہ بریں آپ کا رعب فی البدیہ کہنے کا اضطراب اور توانی کا نفور میری راہ میں حائل ہیں۔ مجھے جناب والا اتنی مہلت عطا فرمائیں کہ میں توانی کو سوچ لوں اور آپ کا رعب داب میرے قلب سے دور ہو۔ تو میں عرض کروں۔ رشید نے کہا ہم تم کو مہلت دیتے ہیں اور جس خوبی سے تم نے اپنی مشکلات بیان کی ہیں اسی کو تمہارا امتحان قرار دیتے ہیں۔ اعرابی نے کہا امیر المومنین اب میں نے سانس لے لیا ہے اور میدان مار لیا ہے۔ یہ شعر حاضر ہیں:

وانت امیر المومنین عمودھا

ہما ظنباھا بارک اللہ فیہما

ذری قبة الاسلام فاهتر عمودھا

بنیت بعبد اللہ بعد محمد

ترجمہ: ”وہ دونوں خلافت کی دو کرسیاں ہیں۔ اللہ ان میں برکت دے اور آپ خلافت کی اصلی تھونی ہیں۔ آپ نے پہلے محمد اور اس کے بعد عبد اللہ کو ولی عہد مقرر کر کے اسلام کے قبہ کو اس قدر سر بلند کر دیا ہے کہ وہ شان کے ساتھ جھوم رہا ہے۔“

اعرابی شاعر پر عنایت:

رشید نے اشعار سن کر کہا تم نے بہت خوب کہا ہے اللہ تم کو برکت دے۔ اچھا جو چاہو مانگو۔ مگر یہ خیال رہے کہ جس قدر عمدہ شعر تم نے کہے ہیں اسی کے مناسب سوال بھی ہو۔ اعرابی نے کہا امیر المومنین سو۔ رشید مسکرائے اور حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اور سات پارچے اسے دیئے جائیں۔

قاسم کا ہارون الرشید سے شکوہ:

بیان کیا گیا ہے کہ ولی عہد مقرر ہونے سے پہلے ایک مرتبہ قاسم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رشید نے اس سے کہا کہ اس معاملہ میں مامون تمہارا کچھ خیال رکھے گا۔ قاسم نے کہا اندیشہ یہ ہے کہ وہ بالکل ہی محروم کر دے گا اسی طرح ایک مرتبہ اور بھی رشید نے قاسم سے کہا تھا کہ میں نے تمہارے متعلق امین اور مامون کو وصیت کر دی ہے۔ قاسم نے کہا جناب والا ان کے لیے تو جناب نے

سارے انتظامات کر دیئے ہیں اور مجھے دوسروں کے حوالے کر دیا ہے۔

اہل مدینہ کے لیے وظائف و عطیات:

مصعب بن عبداللہ الزبیری کہتا ہے۔ رشید مدینہ رسول ﷺ آئے ان کے دونوں بیٹے محمد الامین اور عبداللہ المامون ہمراہ تھے۔ مدینہ میں انہوں نے سب کو عطا دی اور اس سال انہوں نے مدینہ کے مرد و عورتوں میں تین عطا کیں تقسیم کیں۔ جس کی مجموعی مقدار دس لاکھ پچاس ہزار دینار ہوئی۔ نیز انہوں نے اس سال مدینہ کے پانچ سو سربر آوردہ موالی کے وظائف مقرر کیے اور ان میں سے بعض جیسے یحییٰ بن مسکین ابن عثمان اور مخراق بنی تمیم کے موالی کے جو مدینہ میں قرآن کا درس دیتا تھا مناصب مقرر کر دیئے۔

اسحاق الموالی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے اپنے بیٹوں کے لیے بیعت لی تو بیعت کرنے والوں میں عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بھی تھا۔ جب یہ بیعت کرنے بڑھا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

لاقصرا عنها ولا بلغتهما
حتى يطول علي يدك طولها

ترجمہ: ”جب تک کہ آپ کے ہاتھ میں عنان خلافت ہے۔ خدا نہ کرے کہ وہ دونوں اس سے محروم ہو جائیں یا وہ ان کو ہمدست ہو جائے۔“

رشید اس کی اس بر محل مثال کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کو بہت زیادہ صلہ دیا یہ شعر طرح بن اسمعیل کا ہے۔ جو اس نے ولید بن مزید اور اس کے دونوں بیٹوں کے متعلق کہا تھا۔ ابوالشیخ اور ابونواس حسن بن ہانی نے رشید کے مرثیے لکھے بیان کیا گیا ہے کہ ہارون کی موت کے وقت بیت المال میں نو کروڑ سے زیادہ تھے۔



خلیفہ محمد الامین

امین کی بیعت:

اس سال محمد الامین بن ہارون کی خلافت کے لیے رشید کے پڑاؤ میں بیعت لی گئی۔ اس وقت عبداللہ المامون بن ہارون مرو تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مولیٰ حمویہ نے جو طوس میں عامل پڑھا۔ ابو مسلم اپنے مولیٰ کو بغداد میں اس کا نائب برید اور خبر رساں تھا۔ رشید کی موت کی اطلاع بھیجی۔ ابو مسلم محمد کے پاس آیا اس نے رشید کی موت کی تعزیت کی۔ اور ان کو خلافت کی مبارکباد دی۔ سب سے پہلا شخص یہ ہی تھا جس نے امین سے تعزیت کی۔ اور ان کو مبارکباد دی۔ اس کے بعد بدھ کے دن ۱۴/ جمادی الآخر کو رجاء خدمت گارجے صالح بن الرشید نے امین کے پاس رشید کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا۔ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجاء جمعرات کی شب میں ۱۵/ جمادی الآخر کو امین کی خدمت میں پہنچا تھا۔ جمعہ کے دن یہ خبر مشہور کی گئی۔ جمعرات کے سارے دن اور شب جمعہ اس خبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تمام لوگ رجاء کے آنے کی وجہ کو ایک دوسرے سے پوچھتے رہے۔

امین کا خطبہ:

جس وقت صالح کا خط امین کو رجاء کے ہاتھ موصول ہوا۔ جس میں رشید کی وفات کی خبر درج تھی وہ اپنے خلد والے قصر میں قیام پذیر تھے۔ خط کے موصول ہوتے ہی وہ شہر کے اندر ابو جعفر کے قصر میں منتقل ہو گئے اور انہوں نے سب لوگوں کو جمعہ کے دن حاضری کا حکم دیا۔ تمام لوگ حاضر ہوئے۔ امین نے ان کو نماز پڑھائی۔ نماز پوری کرنے کے بعد وہ منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد انہوں نے حاضرین کو رشید کی خبر مرگ سنائی اور اپنے آپ کو اور تمام لوگوں کو صبر کرنے کی تلقین کی۔ ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ ان کو بڑی بڑی امیدیں دلائیں اور سب کا لے اور گوروں کو عام معافی دی۔ ان کے اکثر اہل خاندان۔ مقررین خاص موالی اور فوجی اور ملکی امراء اور سرداروں نے اسی وقت ان کی بیعت کر لی۔ جو لوگ بیعت نہ کر سکے۔ ان سے بیعت لینے کے لیے انہوں نے اپنے باپ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو مقرر کر دیا اور بقیہ تمام حاضرین نے ان کے لیے سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انہوں نے سندھ کو حکم دیا کہ وہ تمام دوسرے فوجی عہدیداروں اور فوج سے بیعت لے لے اور اس باقاعدہ سپاہ کے لیے جو مدینہ السلام میں موجود تھی، حکم دیا کہ ان کو دو سال کے لیے معاش ایک دم دے دی جائے۔ نیز اپنے خاص آدمیوں کو بھی انہوں نے دو سال کی معاش یکمشت عطا کی۔

اس سال امین اور مامون میں اختلاف کی ابتداء ہوئی اور باوجود اس عہد و پیمان کے جو ان کے باپ نے دونوں سے ایک دوسرے کے متعلق لیا تھا۔ جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔

امین و مامون کی کشیدگی:

ہم پہلے اس بات کو بیان کر چکے ہیں کہ جب رشید خراسان کے لیے روانہ ہوئے تو انہوں نے ان تمام امراء اور دوسرے

لوگوں کو جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھے مامون کے لیے جدید بیعت لی۔ نیز اس بات کا فیصلہ کیا کہ جس قدر باقاعدہ سپاہ ان کے ساتھ ہے وہ سب مامون کے ساتھ کر دی جائے اور جس قدر مال و متاع اسلحہ اور دوسرا سامان ان کے ساتھ ہے وہ بھی سب مامون کا ہے۔

امین کی بکر بن المعتز کو ہدایات:

جب امین کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے باپ کے مرض نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور وہ اس سے جانبر نہ ہو سکیں گے۔ اس نے روزانہ ان کی کیفیت مزاج سے اطلاع دینے کے لیے ایک ایک شخص کو ان کے پاس بھیج دیا۔ اس کام کے لیے اس نے بکر بن المعتز کو رشید کے پاس بھیجا اور اسے کئی خط متعدد لوگوں کے نام لکھ کر دیئے۔ ان خطوں کو اس نے صندوقوں کے کھوکھلے پاپون کے اندر رکھ کر اوپر سے گائے کی کھال منڈھ دی۔ اور اسے حکم دیا کہ جب تک امیر المؤمنین کا انتقال نہ ہو جائے۔ وہ نہ اپنے آنے کی غرض بیان کرے اور نہ ان خطوط کی اطلاع کسی شخص کو بھی دے۔ چاہے وہ خود امیر المؤمنین ہوں یا ان کے پڑاؤ کا کوئی دوسرا شخص ہر چاہے اس میں اس کی جان ہی جاتی رہے۔ البتہ جب ان کا انتقال ہو جائے تب وہ ہر شخص کے نام کا خط اس کے حوالے کر دے۔

بکر بن المعتز کی اسیری:

بکر طوس آیا۔ رشید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے اس کو بلا کر آنے کی وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے محمد نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں روزانہ آپ کی کیفیت مزاج سے ان کو اطلاع دیتا رہوں۔ رشید نے پوچھا۔ تمہارے پاس کوئی خط ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ رشید نے حکم دیا اس کے تمام سامان کی تلاشی لی جائے۔ مگر تلاشی کے بعد بھی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ رشید نے کہا سیدھے سیدھے بتادو۔ ورنہ خوب پٹواؤں گا۔ اس پر بھی اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا۔ اب انہوں نے اسے قید کر دیا۔

بکر بن المعتز کے قتل کا حکم:

جس رات کو ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ تم بکر بن المعتز کے پاس جاؤ۔ اور اس سے دریافت کرو۔ اگر وہ اقرار کرے تو خیر ورنہ اس کی گردن مار دو۔ فضل اس کے پاس آیا۔ اس نے پھر اس سے اقرار لینا چاہا۔ مگر اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا۔ اتنے میں ہارون پر غشی طاری ہوئی۔ جس کی وجہ سے غورٹوں نے نالہ و شیون شروع کر دیا۔ فضل نے اس گریہ کو سن کر بکر کے قتل سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اور جلدی سے ہارون کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد ان کو افاقہ ہو گیا۔ مگر اب وہ اس قدر ضعیف ہو گئے تھے اور موت کا احساس طاری ہو چکا تھا۔ کہ وہ بکروغیرہ سب کو بھول چکے تھے اس کے بعد دوبارہ ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی کہ سب نے خیال کیا کہ اب وہ ختم ہو گئے گریہ کا ایک شور برپا ہو گیا۔

بکر بن المعتز کی فضل بن الربیع سے درخواست:

اسے سن کر بکر بن المعتز نے عبداللہ بن ابی نعیم کے ہاتھ اپنا ایک رقعہ فضل بن الربیع کو بھیجا اور اس سے درخواست کی کہ تم اس معاملہ میں غلط نہ کرو۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس ایسی چیزیں ہیں جن کے علم کی تم کو ابھی ضرورت پیش آئے گی۔ بکر حسین خدمت گار کے پاس قید تھا۔ جس وقت رشید کا انتقال ہو گیا فضل نے اسی وقت بکر بن المعتز کو بلا بھیجا اور پوچھا کیا ہے اس نے اس اندیشہ سے کہ مبادا رشید زندہ ہوں راز کے ظاہر کرنے سے میری جان خطرہ میں پڑ جائے اب بھی انکار ہی کیا۔

بکر بن المعتز کی رہائی:

البتہ جب اسے صحیح طور پر رشید کی موت کا علم ہو گیا اور خود اسے دکھایا گیا تب اس نے کہا میرے پاس امیر المومنین محمد کے متعدد خط ہیں۔ مگر جب تک میں حالت قید و بند میں ہوں میرے لیے ان کا نکالنا جائز نہیں حسین نے تو اس کے چھوڑنے سے انکار کر دیا مگر فضل نے اسے رہا کر دیا۔

امین کے امراء کے نام خطوط:

تب اس نے وہ خط لا کر ان کو دیئے۔ یہ خط پکانے کے برتنوں کے صندوقوں کے پاؤں میں جن پر گائے کی کھال منڈھی تھی، بحفاظت رکھے تھے۔ اس نے ہر شخص کے نام کا خط اس کو دے دیا۔ اسی میں ایک خط خود امین کا قلمی حسین خدمت گار کے نام تھا۔ جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ بکر بن المعتز کو رہا کر دے۔ بکر نے وہ خط حسین کو دے دیا۔ ایک خط عبداللہ المامون کے نام تھا جسے بکر نے اپنے پاس ہی رکھ لیا۔ تاکہ اسے مامون کے پاس مرد بھیج دے۔ اب سب نے صالح کو بلانے کے لیے قاصد بھیجا۔ یہ طوس میں اپنے باپ کے ساتھ اور رسید کے ان سب لڑکوں میں جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ سب سے بڑا تھا۔ وہ اسی وقت ان سب کے پاس آ گیا اس نے اپنے باپ کو دریافت کیا۔ لوگوں نے ان کے مرنے کی اسے اطلاع دی۔ سنتے ہی اس نے سخت جزع و فزع کا اظہار کیا۔ اب لوگوں نے اسے اس کے بھائی محمد کا وہ خط جو بکر لایا تھا دیا جو لوگ ان کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھے، انہیں نے ان کی تجہیز و تکفین کا سارا انتظام کیا۔ ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

امین کا مامون کے نام خط:

جب تم کو میرا خط موصول ہو تم اس مصیبت پر جو امیر المومنین کی موت کی ہم پر پڑی ہے صبر کرنا۔ موت وہ ہے جو بہر حال سب کو آئے گی اور آئی ہے۔ اس وقت تمہارے مجھ سے دور ہونے کا مجھے قلق ہے چونکہ اللہ نے امیر المومنین کے لیے دنیا اور آخرت میں سے بہتر مقام آخرت کو پسند فرمایا اور ان کو دنیا و دین کا دوا فر حصہ دینا چاہا اس لیے اس نے ان کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھالیا۔ ان شاء اللہ اللہ ان کی سعی کو مشکور کرے گا۔ اور ان کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اب تم پوری دانائی اور ارادے کے ساتھ اپنی بات کے استحکام کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اور فوراً اپنے بھائی کے لیے اپنے لیے اس کی حکومت کے لیے اور تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ ہونے دینا کہ امیر المومنین کی موت کے صدمہ سے تم مغلوب ہو جاؤ۔ کیونکہ اس سے اجر ساقط ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں گرانی حاصل ہوتی ہے۔

میں زندگی اور موت ان کی دونوں حالتوں میں امیر المومنین کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور وہیں پلٹ کر جائیں گے وہاں جس قدر امراء فوج باقاعدہ اور خاص و عام لوگ ہوں اور ان سے اپنے بھائی کے لیے پھر اپنے لیے پھر قاسم بن امیر المومنین کے لیے اسی عہد کے مطابق جو امیر المومنین نے تمہارے لیے سب سے لے لیا ہے بیعت لے لو اور سب کو یہ بتا دو کہ میرا طرز عمل یہ رہے گا کہ ان کی بھلائی کے لیے کوشاں رہوں، ان کی ضروریات کو پورا کروں اور ان پر عطا و اکرام کروں۔ بیعت لیتے وقت جس شخص کی اطاعت پر تم کوشہ ہو اسے قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیج دو اور اس کی کیفیت سے اطلاع دو۔ کسی ایسے شخص کو کبھی معاف نہ کرنا۔ کیونکہ اس کے لیے جہنم اس دنیا سے بہتر جگہ ہے۔

اپنے علاقوں کے تمام عمال کو اور اپنی سپاہ کے تمام سرداروں کو امیر المؤمنین کی موت کی اطلاع لکھ بھیجا اور اس میں لکھ دینا کہ چونکہ اللہ نے ان کے لیے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کے اعمال حسنة کا اجر صرف دنیا میں دے۔ اس وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی جنت اور آسائش و راحت سے بہرہ ور کرنے کے لیے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور ان شاء اللہ وہ اپنے تمام جانشینوں کو اپنی زیر قیادت جنت میں لے جائیں گے ان کو حکم دینا کہ وہ اپنی سپاہ اور خاص و عام لوگوں سے حسب ہدایت مذکورۃ الصدور بیعت لے لیں گے۔ ان کو تاکید کرنا کہ وہ اپنی سرحدوں کی پوری طرح حفاظت کریں اور دشمن کے لیے ہمیشہ تیار رہیں۔ میرے قلب کو ان کے ساتھ خاص لگاؤ ہے۔ میں ان کی حاجت بر آری اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھو کہ میں اپنی سپاہ اور اپنے مددگاروں کی تقویت میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

جبکہ مراسلے تم اپنے عاملوں کو ارسال کرو ان سب کا مضمون عام ہوتا کہ وہ علی الاعلان پڑھ دیا جائے اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں گے اور ان کی توقعات بڑھ جائیں گی۔ اور میں تم کو حکم اور اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ عام اس سے کہ وہ تمہارے پاس ہو یا تم سے دور ہو۔ حسب ضرورت اپنی صوابدید پر جو چاہو سلوک کرو اور یہ اختیار تم کو اس لیے ہے کہ مجھ کو معلوم ہے کہ تم دور اندیش مصلحت بین اور صاحب الرائے ہو۔ میں تم کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اس سے التجا کرتا ہوں کہ وہ تمہاری وجہ سے میرے بازو قوی کر دے اور میری بات بنا دے کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اس کے تمام اسباب موافق بھی خود ہی بہم پہنچاتا ہے۔

یہ خط بکر بن المہتمر نے شوال ۱۹۳ھ میں میرے سامنے اور میری اہلک کے مطابق لکھا۔

امین کا صالح کے نام خط:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے حکم اور علم کے مطابق اور اس قانون کے مطابق جو اس کے خلفاء اولیاء انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین میں جاری ہے کہ سُبْحٰنَہٗ ہٰذَا لَیْلَکَ الْاِیَّامِ وَجَہَہٗ لَہٗ الْحُکْمُ وَالْبَیْہٖ تُرْجَعُونَ۔ اس کی ذات کے ماسوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ اسی کو حکومت حاصل ہے اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ امیر المؤمنین کا انتقال ہو گیا۔ لہذا جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اللہ نے اپنے ثواب عظیم سے بہرہ مند ہونے کے لیے اور اپنے انبیاء علیہم السلام کی مصاحبت اور رفاقت کے لیے امیر المؤمنین کو اپنے پاس بلا لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُونَ۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم محمد ﷺ کی امت پر امیر المؤمنین کا صحیح جانشین مقرر کرے۔ امیر المؤمنین اپنی زندگی میں مسلمانوں کے جائے پناہ تھے۔ اور ان پر نہایت شفقت اور مہربان تھے۔ اب بغیر کسی تاخیر اور انتظار کے تم اپنی حکومت کے انتظام کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ چونکہ تمہارے بھائی نے تم کو اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ تم کو چاہیے کہ تم اس انتخاب کو حق بجانب ثابت کرو۔ ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین کے بیٹوں، اہل بیت، مویوں اور دوسرے خاص و عام متعلقین میں سے جو لوگ وہاں ہوں ان سے معاہدہ کے مطابق جو امیر المؤمنین نے اپنی زندگی میں ترتیب دیا تھا محمد بن امیر المؤمنین، پھر عبد اللہ بن امیر المؤمنین کے لیے اس کے بعد قاسم بن امیر المؤمنین کے لیے اس شرط پر کہ قاسم کے تفرک رخنہ اور اثبات عبد اللہ کے اختیار میں رہے بیعت لے لو ہم سب کے لیے سعادت و برکت اسی میں ہے کہ امیر المؤمنین کے عہد حکومت کے مطابق بیعت لی جائے اور تمام لوگوں کو یہ بتا دیا جائے کہ

میں ان کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں ان کی شکایات کو رفع کروں گا۔ ان کے حالات سے باخبر ہوں گا۔ ان کے یومیے اور عطا ان کو دوں گا اگر اس بارے میں کوئی مفسد قندہ برپا کرے فوراً تم اس کو ایسی سخت سزا دینا جو دوسروں کے لیے عبرت ہو۔

امیر المومنین کی اولاد خادموں اور بیویوں کو فضل بن الربیع کی نگرانی میں دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ اپنی فوج اور متعلقین کے ساتھ ان سب کو لے کر روانہ ہو جائے فردگاہ کا تمام انتظام اور نگرانی عبداللہ بن مالک کے سپرد کرنا وہ ایسا شخص ہے کہ اس پر اس معاملہ میں پورا اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ نیز سب لوگ اسے پسند کرتے ہیں۔ کوتوالی کی جو باقاعدہ جمعیت اور بے قاعدہ جمعیت وہاں ہو اس سب کو اس کے تحت کر دینا اور حکم دینا کہ وہ اس فرقہ کو اپنی جمعیت کے ساتھ ملا لے اور دن اور رات میں ہر وقت نہایت حزم اور مستعدی کے ساتھ فردگاہ کی حفاظت کرتا رہے کیونکہ ہماری اس حکومت کے دشمن اور معاند اس مصیبت کے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر کہیں جارحانہ کارروائی نہ کریں۔

حاتم بن ہرثمہ کو اس کے موجودہ عہدہ پر برقرار رکھنا اور امیر المومنین کے مصلوں کی نگرانی کا حکم دینا جس طرح اس کے باپ کی وفاداری اور اخلاص ہمیشہ خلفاء کی نگاہ محمود رہا ہے۔ اس طرح یہ بھی اپنے باپ کی طرح مطیع اور مرید ہے۔ تمام خدمت گاروں کو حکم دینا کہ وہ بھی اپنے اپنے متعلقین اور فرقوں کو اس موقع پر حاضر رکھیں۔ تاکہ حسب ضرورت ان کی خدمات سے کام لیا جاسکے۔ اسد بن یزید بن مزید کو اپنے مقدمہ پر اور یحییٰ بن معاذ کو اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ ساتھ لشکر مقرر کرنا جو منازل مقررہ ہیں۔ ان سے ہرگز تجاوز نہ باری باری رات میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوتے رہیں۔ ہمیشہ شاہراہ اعظم پر سفر کرنا جو منازل مقررہ ہیں۔ ان سے ہرگز تجاوز نہ کرنا اس میں تم کو آرام ملے گا اسد بن یزید سے کہنا کہ وہ اپنے خاندان یا فوجی عہدیداروں میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کر کے اپنے آگے بھیج دے تاکہ وہ منزلوں کو اور حسب ضرورت راستے کی مرمت اور اصلاح کرتا رہے جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اس کی جگہ تم کسی دوسرے مناسب اور معتمد علیہ شخص کو مقرر کر لینا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی موزوں آدمی کے تقرر میں تم کو کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔ کوئی کام بغیر فضل بن الربیع کے مشورے کے ہرگز نہ کرنا۔ جس شخص کے پاس جو کچھ نقد و جنس اسلحہ اور سامان کی شکل میں ہو۔ اسے اسی طرح اس کے قبضے میں رہنے دینا اور تا وقتیکہ تم میرے پاس نہ پہنچ جاؤ۔ تم اس کے متعلق کسی سے کوئی تعرض نہ کرنا۔

میں نے بکر بن المصنوع کے ذریعہ جو ہدایات تم کو بھیجی ہیں وہ تم سے کہہ دے گا۔ ان ہدایات پر حسب مقتضا ضرورت اپنی صوابدید پر عمل کرنا۔ اگر تم اہل لشکر کو یومیہ یا عطا دینا چاہو تو اس کی تقسیم فضل بن الربیع کی نگرانی میں کرنا۔ تاکہ وہ اپنی ضمانت اور ذمہ داری پر رقم تقسیم کرے۔ سیاہہ نویسوں کے سامنے ہر ایک رقم کا اندراج سیاہہ میں کرادے۔ یہ کام فضل کے متعلق اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی قسم کے اہم اور ذمہ دارانہ فرائض کو انجام دیتا رہا ہے میرے اس خط کے پہنچنے ہی تم اسطیعیل بن صبیح اور بکر بن المصنوع کو ڈاک کے ذریعہ میرے پاس روانہ کر دینا اور جہاں تم ہو میرے اس خط کے موصول ہوتے ہی بغیر کسی تاخیر اور مہلت کے تم اپنے تمام لشکر اور مال اور خزانوں کو لے کر میرے پاس آنے کے لیے روانہ ہو جانا۔ اللہ ہر تکلیف کو تم سے دور رکھے اور تمہاری تائید کرے۔

اس خط کو بکر بن المصنوع نے میری املا کے مطابق میرے سامنے ماہ شوال ۱۹۲ھ میں لکھا۔

عصا و مہر خلافت کی روانگی بغداد:

ہارون کے دفن ہونے کے بعد رجاء خدمت گار عصائے خلافت، مہر خلافت اور چادر لے کر ان کی موت کی اطلاع دینے وہاں سے روانہ ہو کر جمعرات کی شب میں یا دوسرے بیان کے مطابق بدہ کے دن بغداد آیا اور جو کچھ بغداد آ کر اس نے کیا اسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اسحاق بن عیسیٰ بن علی کی تقریر:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہارون کی خبر مرگ بغداد آئی، اسحاق بن عیسیٰ بن علی منبر پر تقریر کرنے پڑھا۔ اس نے حمد و ثنا کے بعد کہا۔ کہ اس وقت ہم کو نہایت سخت مصیبت پیش آئی ہے اور اس کا نہایت ہی بہتر عوض ملا ہے ہمیں ایسے شخص کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے جس کی نظیر نہیں اور ان کے عوض میں ہمیں ایسا شخص ملا ہے کہ اس کی بھی مثال نہیں۔ اس کے بعد اس نے لوگوں کو ہارون کی موت کی اطلاع دی اور ان کو بیعت کے لیے ترغیب و تحریص کی۔

حسین بن مصعب اور فضل بن سہل کی گفتگو:

فضل بن سہل نے بیان کیا ہے کہ اس سفر میں خراسان کے عمائد ہارون کے استقبال کو آئے تھے۔ ان میں حسین بن مصعب بھی تھا۔ یہ مجھ سے بھی ملا اور اس نے کہا کہ ہارون تو دو ایک دن میں مرجائیں گے محمد بن رشید کی بات کمزور معلوم ہوتی ہے۔ البتہ تمہارے آقا کے لیے اچھا موقع ملا ہے۔ لاؤ ہاتھ پھیلاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے مامون کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے چند روز کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا اس وقت اس کے ہمراہ ظلیل بن ہشام بھی تھا۔ حسین نے مجھ سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس پر تم پوری طرح اعتماد کر سکتے ہو اس سے بھی بیعت لے لو۔

مامون کی مراجعت مرو:

اس وقت مامون سمرقند کے ارادے سے مرو سے روانہ ہو کر خالد بن حماد کے قصر میں جو مرو سے ایک فرسنگ پر واقع ہے خود پہلے آ گیا تھا۔ اور اس نے عباس بن المسیب کو حکم دیا تھا کہ وہ تمام فوج کو لے کر اس کی فرد گاہ میں اس سے آ ملے۔ اسی اثناء میں خدمت گار اسحاق ہارون کی خبر مرگ کے پاس آیا۔ عباس کو اس کا اس وقت آنا ناگوار گزرا۔ اس نے مامون کو جا کر اس کے آنے کی اطلاع دی۔ مامون مرو واپس آیا اور ابو مسلم کے قصر میں جو بطور سرکاری محل کے استعمال ہوتا تھا، آ کر منبر پر اس نے رشید کی موت کی خبر سنائی۔ اپنے کپڑے چاک کر لیے اور پھر منبر سے اتر آیا۔ لوگوں میں مال بٹوایا۔ محمد کے لیے اور پھر اپنے لیے بیعت لی اور تمام فوج کو ایک سال کی تنخواہ عطیہ دی۔

امرا اور سپاہ کی مراجعت بغداد:

جب ان امراء سپاہ اور ہارون کے اولاد نے جو طوس میں تھے۔ اپنے اپنے نام کے خط جو محمد نے ان کو بھیجے تھے۔ پڑھے تو اب انہوں نے محمد کے ساتھ مل جانے کا باہمی مشورہ سے تصفیہ کیا۔ اس موقع پر فضل بن الربیع نے کہا کہ میں تو اس فرماں روا کو جو موجود ہے اس شخص کی خاطر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا ہوگا۔ نہیں چھوڑتا اور اب اس نے سب کو کوچ کا حکم دے دیا۔ تمام لوگ بغداد آنے پر صرف اس لیے آمادہ ہو گئے کہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کے پاس چلے آئیں۔ اس وجہ سے انہوں نے ان عہود

چونکہ اس نے خراسان میں خروج کیا تھا۔ اس وجہ سے خود منصور کے قیام گاہ میں پلچل پڑ گئی تھی مگر بہر حال اللہ نے اس فتنہ کو فرو کر دیا۔ اس کے بعد یوسف البرم نے جس کو بعض مسلمان کا فر سمجھتے ہیں خروج کیا۔ اللہ نے اس کے فتنہ کو بھی فرو کر دیا۔ اس کے بعد استاذ سیس نے جو کفر کا داعی تھا خروج کیا اس کے مقابلہ کے لیے مہدی رے سے نسا پور تک آئے۔ مگر اللہ نے اس فتنہ سے سلطنت کو محفوظ رکھا۔ مگر اب جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی بات ہے۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ جب رافع کی بغاوت کی خبر دربار میں پہنچی تو لوگوں پر کیا اثر تھا۔ مامون نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اس خبر سے سخت پریشان ہو گئے تھے۔

فضل بن سہل کا مامون کو مشورہ:

فضل نے کہا اب دیکھئے کہ اگر آپ خروج کر دیں اور آپ اپنے انھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کی ذمہ داری بھی ان پر لازم ہے تو اہل بغداد کا کیا حال ہو۔ ذرا انتظار کیجیے اور اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کی خلافت کی ضمانت کرتا ہوں۔ مامون نے کہا میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں۔ اور اس کے متعلق تمام کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اب تم اسے سرانجام دو۔ فضل بن سہل نے کہا میں آپ سے صحیح طور پر یہ بات کہتا ہوں جس میں کوئی دھوکہ نہیں ہے کہ اگر عبداللہ بن مالک یحییٰ بن معاذ اور دوسرے فلاں اور فلاں بڑے سپہ سالار آپ کے لیے اس معاملہ کو سرانجام دینے کے لیے کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنی ذاتی ریاست اور فوجی طاقت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں آپ کے لیے زیادہ سود مند ہوں گے۔ اور جو شخص بھی اس کام کے لیے کھڑا ہوگا۔ اور خدمت کے لیے کھڑا ہوگا۔ میں اس کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ اور جب آپ کا مقصود حاصل ہو جائے۔ اس وقت البتہ آپ چاہیں میرے ساتھ سلوک کریں۔ اس تجویز کے مطابق فضل نے ان سب امراء سے ان کے مکان پر جا کر ملاقات کی اور اس بیعت کو یاد دلایا۔ جس کی ذمہ داری اور جس کا ایقان پر واجب تھا۔ مگر سب نے اس تجویز کو نہایت ہی کراہیت سے دیکھا۔ کسی نے تو کہا یہ نہ ہوگا۔ کسی نے کہا وہ کون ہے جو امیر المؤمنین اور ان کے بھائی کے درمیان مداخلت کرے۔

فقہا کو دعوت حق:

فضل بن سہل ہوتا ہے کہ میں نے آ کر مامون سے ساری سرگزشت بیان کی۔ اس نے کہا تم ہی اس معاملہ کو سرانجام دو۔ میں نے کہا آپ نے فرمایا ہے ہاں حدیث سنی ہے۔ اور قانون شریعت میں بہت اچھی واقفیت حاصل کی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں جس قدر تہا اہل اللہ کے قلب کریں۔ ان کو دعوت حق دیں۔ اس کے عمل کی ترغیب و تحریص کریں سنت کا احیا کریں۔ سروں پر بیٹھیں اور لوگوں کی تہنیت کران کو رفع کریں۔

امراء و اہل خرا۔ ان سے حسن سلوک:

اب ہم نے اس تجویز پر عمل کیا اور تمام فقہا کو دربار میں بلایا۔ امراء بادشاہوں اور شہزادوں کی تعظیم و تکریم کی۔ اگر کوئی تمیم ہوتا تو ہم کہتے کہ ہم تجھ کو موسیٰ بن کعب کی جگہ سمجھتے ہیں۔ ربیع سے کہتے کہ ہم تجھ کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کی جگہ سمجھتے ہیں۔ یمانی سے کہتے کہ ہم تجھ کو قطبہ اور مالک بن الہیثم کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اس طرح ہم ہر قبیلہ کو اس کے کسی مشہور سردار سے نسبت دے کر پکارتے ہم نے خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دیا۔ اس سے تمام خراسان خوش ہو گیا اور اہل خراسان کہنے لگے۔ کیوں نہ ہو آخر یہ ہمارا بھانجہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا کا پوتا ہے۔

علی بن اسحاق کہتا ہے کہ جب محمد خلیفہ ہو گئے اور بغداد میں بالکل سکون ہو گیا تو اپنی بیعت کے دوسرے ہی دن سینچر کی صبح کو انہوں نے حکم دیا کہ شہر کے اندر ابو جعفر کا جو محل ہے اس کے گرد چوگان اور دوسرے کھیل تماشوں کے لیے ایک میدان بنایا جائے۔
ام جعفر کا بغداد میں استقبال:

اس سال ماہ شعبان میں ام جعفر رتہ سے ان تمام خزانوں کو لے کر جو وہاں اس کے پاس تھے بغداد روانہ ہوئی۔ اس کے بیٹے محمد الامین نے بغداد کے تمام عمائد اور اکابر کو لے کر انبار آ کر اس کا استقبال کیا۔
مامون کا اظہار اطاعت:

مامون خراسان اور اس کے توابع اور ملکیات کی امارت پر قائم رہا۔ رے تک کا علاقہ اس کے تحت تھا۔ اس نے امین کو اپنی اطاعت کا خط لکھا۔ اور بہت سے تحائف ان کو بھیجے۔ اس کے بعد بھی مامون کے مسلسل خط جن میں محمد کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی ان کے پاس آتے رہے اور مامون نے خراسان کے تحفے جس میں جواہرات، ظروف، مشک، جانور اور اسلحہ تھے۔ کثیر مقدار میں امین کو بھیجے۔
ہرثمہ کا سمرقند پر حملہ:

اس سال ہرثمہ سمرقند کی فصیل کے اندر گھس آیا اور رافع نے شہر کے اندرون میں پناہ لی۔ اس نے ترکوں سے امداد طلب کی۔ ترک مدد کے لیے آئے۔ اس طرح ہرثمہ ایک طرف رافع اور دوسری طرف ترکوں کے بیچ میں گھر گیا مگر پھر ترک پلٹ گئے اور اب رافع کمزور ہو گیا۔
شاہ روم تقفور کا خاتمہ:

اس سال تقفور شاہ روم برجان کی جنگ میں مارا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد حکومت سات سال ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا استبراق اس کا جانشین ہوا۔ مگر چونکہ یہ زخمی تھا اس لیے دو ماہ ہی زندہ رہ کر مر گیا۔ اور اب اس کا بہنوئی میخائیل بن جور جس روم کا بادشاہ ہوا۔
امیر حج داؤد بن عیسیٰ و عمال:

اس سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔
متفرق واقعات:

اس سال محمد بن ہارون نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ کی ولایت پر جس پر اسے ہارون نے سرفراز کیا تھا بحال رکھا۔ البتہ خزیمہ بن خازم کو انہوں نے جزیرہ کا عامل مقرر کر دیا اور قنسرین اور سرحدی چھاؤنیوں پر بدستور قاسم کو برقرار رکھا۔

۱۹۳ھ کے واقعات

حمص میں شورش:

اس سال اہل حمص نے اپنے عامل اسحاق بن سلیمان کی جسے محمد نے ان کا عامل مقرر کیا تھا مخالفت کی وہ ان سے خوف زدہ ہو کر سلمیہ منتقل ہو گیا۔ محمد نے اس کو واپس بلا لیا۔ اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو بھیجا۔ اس کے ساتھ عافیہ بن سلیمان بھی تھا۔

عبداللہ نے اہل حمص کے کئی سربراہ اور وہ لوگوں کو قید کر دیا۔ اور ان کے شہر میں اطراف سے آگ لگا دی۔ اب اہل حمص نے امان کی درخواست کیا، عبداللہ نے اسے منظور کر لیا چند روز کے لیے وہاں امن و امان ہو گیا۔ مگر پھر انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ تب عبداللہ نے ان کے کئی آدمی قتل کر دیئے۔

قاسم کی برطرفی:

اس محمد نے اپنے بھائی قاسم کو اس تمام علاقہ شام، قنسرین، عواصم اور سرحدوں کی ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا۔ برطرف کر دیا اور اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا۔ اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مدینہ السلام میں رہا کرے۔ اس سال محمد نے حکم دیا کہ تمام سلطنت میں منبروں پر اس کے بیٹے موسیٰ کے لیے اسے امیر کہہ کر دعا مانگی جائے۔

فضل بن الربیع کی ریشہ دوانی:

اس سال امین اور مامون نے باہم دوسرے سے معاندانہ چال چلی۔ جس سے ان کے تعلقات بگڑ گئے۔



امین و مامون کی جنگ

جب فضل بن الربیع طوس سے ان تمام عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر جو رشید نے اس سے مامون کے لیے تھے۔ امین کے پاس عراق آ گیا تو اب اسے فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر اس کی زندگی میں خلافت مامون کو مل گئی تو اسے وہ زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس اندیشہ سے اب اس نے محمد کو بہکانا شروع کیا کہ آپ ولایت عہد سے مامون کو علیحدہ کر کے اس کے بجائے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد بنائیں۔ حالانکہ خود امین کا ارادہ یہ نہ تھا۔ بلکہ اس کے برخلاف وہ چاہتا تھا کہ اس عہد و پیمان کو جو ان کے باپ نے اس سے اس کے بھائیوں عبداللہ اور قاسم کے لیے لیا ہے پوری طرح ایفا کرے۔

فضل بن ربیع کی سازش:

مگر فضل برابر مامون کی شان کو اس کی نظروں میں کم کرتا رہا اور اس کی علیحدگی کی سازش میں لگا رہا۔ ایک مرتبہ اس نے امین سے کہا کہ آپ اپنے بھائیوں کے معاملہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہیں الگ کیجیے اصل میں تو ان دونوں سے قبل آپ کے لیے بیعت ہو چکی تھی۔ وہ تو یوں ہی آپ کے بعد یکے بعد دیگر اس آپ کی بیعت میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اس مشورہ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ بھی فضل کے ہموں ہو گئے اور ان سب نے مل کر محمد کو اس کی رائے سے پھیر دیا۔

موسیٰ بن امین کے لیے امیر کا لقب:

اس کے متعلق سب سے پہلی تدبیر جو فضل کے مشورہ سے امین نے کی وہ یہ تھی کہ اپنے تمام شہروں کے عاملوں کو یہ حکم بھیج دیا کہ آئندہ سے امیر المؤمنین کے لیے دعا کے بعد امیر کہہ کر موسیٰ کے لیے بھی دعا کی جایا کرے۔ اور اس کے بعد مامون اور قاسم بن الرشید کے لیے دعا ہو۔

قاسم کی علیحدگی کی مامون کو اطلاع:

فضل بن اخطب بن سلیمان کہتا ہے کہ جب مامون کو اس حکم کی اور اس بات کی کہ امین نے قاسم کو اس تمام علاقہ کی ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا علیحدہ کر کے اسے مدینۃ السلام میں رہنے کا حکم دیا ہے اطلاع ہوئی تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ خود اس کی علیحدگی کی ابتدائی تدبیر ہیں اس نے محمد سے مراسلت بند کر دی اور فرامین سے اس کا نام خارج کر دیا۔

رائع بن الیث کی امان کی درخواست:

اسی زمانہ میں رائع بن الیث بن نصر بن سیار کو مامون کی حالت اس کی حسن سیرت رحم و کرم اور اپنی رعایا کے ساتھ احسان اور شفقت کا حال معلوم ہوا اس نے اپنے کچھ آدمی امان طلب کرنے کے لیے ارسال کیے۔ ہرثمہ نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی۔ رائع اپنی جائے پناہ سے نکل کر مامون کے پاس چلا آیا۔ ہرثمہ اس کے بعد سمرقند میں مقیم رہا۔

مامون کا رافع سے حسن سلوک:

مامون نے رافع کی خاطر مدارات کی۔ جب ہرثمہ نے رافع کا محاصرہ کیا تھا۔ اس وقت ہرثمہ کے ہمراہ طاہر بن حسین بھی تھا۔ رافع کی معافی کے بعد ہرثمہ نے مامون سے درخواست کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے ترک مستقر کی اجازت مرحمت ہو۔ اجازت کے بعد دریائے بلخ کو جو اس وقت بالکل بخی بستہ تھا۔ اپنی فوج کے ساتھ عبور کر کے مرو آیا۔ عام طور پر اس کا استقبال ہوا۔ مامون نے اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا۔

عباس بن عبد اللہ عادل رے کی برطرفی:

اس تمام کارروائی کو محمد نے بالکل ناپسند کیا اور اب مامون کے خلاف اس نے کارروائی شروع کی۔ سب سے پہلے یہ کیا کہ عباس بن عبد اللہ بن مالک کو جو مامون کی جانب سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ تم رے کے نوادر درخت ہمارے پاس بھیج دو۔ اس براہ راست اسے حکم دینے سے منشا یہ تھا کہ اس طرح اس کا امتحان کر لیا جائے کہ وہ کس کا ساتھ دیتا ہے۔ عباس نے امین کے حکم کی بجا آوری کی اور اس بات کو مامون اور ذوالریاستین سے پوشیدہ رکھا۔ مگر مامون کو خبر ہو گئی اس نے حسن بن علی المامونی کو اور اس کے ہمراہ سہمی کو ڈاک کے ذریعے رے بھیجا۔ اور عباس بن عبد اللہ بن مالک کو رے کے عمل سے برطرف کر دیا۔

امین کے سفراء کی مرو میں آمد:

رہبی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے گھوڑے سے اترنے نہ پایا تھا کہ رے کے ایک ہزار مرد میرے پاس جمع ہو گئے تھے مجھ نے مامون کے پاس تین آدمیوں کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ ان میں ایک عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ تھا دوسرا صالح صاحب مصلیٰ اور تیسرا محمد بن عیسیٰ بن ہبیک تھا۔ امین نے ان کے ہاتھ ایک خط بھی رے کے عامل کو بھیج دیا تھا۔ جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ علانیہ طور پر فوج اور اسلحہ کے ساتھ ان کا استقبال کرے۔ انہوں نے قومس، نسا پور اور سرخس کے والیوں کو بھی اسی قسم کے مراسلے لکھے۔ اور ان سب نے امین کے احکام کی بجا آوری کی۔ اب وہ سفراء مرو آئے۔ ان کو ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ مہیا کر دیا گیا تھا یہ مامون کے پاس حاضر ہوئے اور اسے امین کا یہ پیغام پہنچا دیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے بیٹے موسیٰ کو اپنے پر مقدم کر دیں۔ اور یہ کہ انہوں نے ناطق بالحق موسیٰ کا لقب مقرر کیا ہے۔ اصل میں علی بن عیسیٰ نے امین کو اس بات کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اہل خراسان اس کو مانتے ہیں۔ مامون نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

عباس بن موسیٰ کی مامون سے گفتگو:

ذوالریاستین کہتا ہے کہ اس موقع پر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے مامون سے کہا کہ آپ کو اس تجویز کے قبول کرنے میں کیا پس و پیش ہے میرے دادا عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کی۔ مگر اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ اس پر میں نے اسے ڈانٹا۔ خاموش رہ تیرا دادا ان کے ہاتھ میں قیدی کی حیثیت رکھتا تھا۔ ان کی حالت بالکل مختلف ہے۔ یہ اس وقت اپنے نانیال اور اپنے مریدین میں مقیم ہیں۔

ذوالریاستین کی عباس بن موسیٰ سے گفتگو:

اس گفتگو کے بعد یہ اشخاص دربار سے چلے گئے اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ فروکش کر دیئے گئے چونکہ عباس بن موسیٰ کی

ہوشیاری و ذکاوت کا مجھ پر خاص اثر پڑا تھا۔ میں نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ آپ کی فراست اور بزرگی کا یہ اقتضا ہے کہ آپ امام سے بہرہ ور ہوں۔

اسی زمانہ میں مامون کو امام کہہ کر خطاب کیا جاتا تھا۔ مگر خلیفہ نہیں کہا جاتا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد نے اسے ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا ہے تو اس نے اپنا لقب امام مقرر کیا حالانکہ اس سے پہلے ہی محمد نے اپنے سفراء سے یہ بات کہہ دی تھی کہ مامون کا لقب امام مقرر کیا گیا ہے۔

عباس بن موسیٰ کی مامون سے بیعت:

اسی بنا پر عباس نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرات نے اس کا لقب امام مقرر کیا ہے۔ میں نے کہا تو اس سے کیا ہوا۔ امام مسجد کا ہوتا ہے۔ اور قبیلہ کا بھی امام ہوتا ہے۔ اگر تم اپنے عہد کا ایفا کرو تو اس تبدیلی سے تم کو کوئی ضرر نہیں اور اگر بد عہدی کرو گے تو وہ امام ہیں۔ اس کے بعد میں نے عباس سے کہا کہ میں تم کو امیر جج مقرر کروں گا اس سے بڑھ کر معزز عہدہ اور کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ مصر میں جہاں کی حکومت چاہو تم کو دے دی جائے گی۔ تھوڑی ہی دیر میں میں نے اس سے مامون کی خلافت کے لیے بیعت لے لی۔ اور اس کے بعد وہ برابر دار الخلافت کی خبریں لکھتا رہا۔ اور ہماری تحریک میں مشورہ دیتا رہا۔

علی بن یحییٰ اور عباس بن موسیٰ کی ملاقات:

علی بن یحییٰ الرضیٰ بیان کرتا ہے کہ مرو جاتے ہوئے عباس بن موسیٰ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے اس سے مامون کی حسن سیرت اور ذوالریاستین کی حسن سیاست اور موقع شناسی کی تعریف کی تھی، مگر اس نے میرے بیان کو باور نہیں کیا تھا۔ جب وہ مرو سے واپس ہوا تو پھر مجھ سے ملنے آیا۔ میں نے پوچھا کیسا پایا۔ اس نے کہا ذوالریاستین اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ تم نے پہلی مرتبہ مجھ سے بیان کیا تھا۔ میں نے کہا۔ کیا تم نے امام سے مصافحہ کیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا اچھا آپ اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیجیے۔

موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت:

وہ سفراء محمد کے پاس پہنچے اور انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ مامون نے آپ کی تجویز کو رد کر دیا ہے۔ فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ نے امین پر سخت دباؤ ڈالا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے بیعت لے لیں اور مامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیں۔ فضل نے بہت سامان بھی امین کو دیا آخر کار امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لی الناطق بالحق اس کا نام رکھا۔ علی بن عیسیٰ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور اسے عراق کا والی مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے بشر بن السمیدع والی نے موسیٰ کی بیعت کی۔ اس کے بعد مکے اور مدینہ کے والیوں نے وہاں کے چند خاص خاص لوگوں سے موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ عوام کو ابھی بے خبر رہنے دیا۔ اب فضل بن الربیع نے حکم دے دیا کہ منبروں پر عبد اللہ اور قاسم کا کسی حیثیت سے بھی نہ نام لیا جائے اور نہ ان کے لیے دعا کی جائے۔ بلکہ اس نے یہ بھی سازش کی کہ مامون کا ذکر برائی سے کیا جائے۔

عہد ناموں کا اتلاف:

فضل نے کعبہ کے ایک حاجب محمد بن عبد اللہ بن عثمان بن طلحہ کے ہاتھ کے ایک خط بھیجا۔ جس میں اسے حکم دیا گیا کہ وہ ان

دونوں تحریروں کو جن کو بارون نے لکھا تھا۔ اور جس میں امین سے مامون کے لیے عہد و فالیہ تھا۔ اور اسے کعبہ میں محفوظ کر دیا تھا لے آئے۔ یہ شخص وہ دونوں معاہدے لے آیا۔ اگرچہ کعبہ کے دوسرے حاجیوں نے اس پر اعتراض بھی کیا۔ مگر اس نے ان کی بالکل پروا نہ کی اور اب خود ان کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا۔ امین نے وہ دونوں معاہدے اپنے قبضے میں کر لیے۔ لانے والے کو بیش بہا صلہ عطا کیا۔ اور معاہدوں کو چاک کر کے پارہ پارہ کر دیا۔

امین کا مامون کو ایک ضلع سے دستبرداری کا حکم:

قبل اس کے کہ امین اور مامون میں علانیہ مخالفت ہو۔ امین نے مامون کو لکھا تھا کہ تم خراسان کے فلاں ضلع سے میرے حق میں دستبردار ہو جاؤ۔ اور میں اپنا عامل وہاں مقرر کر دوں گا۔ اور تم اس بات کو منظور کرو کہ میں کسی شخص کو عامل نہ مقرر کر کے تمہارے پاس متعین کر دوں بلکہ وہ تمہاری تمام خبریں مجھے لکھتا رہے۔

فضل بن سہل کا مامون کو مشورہ:

اس خط سے مامون بہت رنجیدہ ہوا اس نے فضل بن سہل اور اس کے بھائی حسن کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لیے طلب کیا۔ فضل نے کہا یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ آپ کے رازدار پیرو اور اعز ایہاں موجود ہیں چونکہ وہی لوگ ہمیشہ مشاورت میں شرکت کرتے ہیں۔ اور ان کے بغیر کسی معاملہ کا تصفیہ ہوا تو یہ نہ صرف خلاف مصلحت ہوگا بلکہ اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ ان پر اعتماد نہیں کیا گیا۔ آئندہ جو رائے عالی ہو۔

حسن نے کہا مناسب یہ ہے کہ جن لوگوں کے خلوص پر آپ کو اعتماد ہو۔ ان سے آپ مشورہ لیجیے نیز ایسے دشمنوں کی برائی سے بھی جن سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح حفاظت کی جاسکتی ہے کہ ان کو مشورہ میں شریک کر لیا جائے۔

مامون کی مجلس مشاورت:

مامون نے اپنے خاص امراء اور سرداروں کو طلب کیا اور ان کو امین کا خط پڑھ کر سنایا۔ سب نے کہا کہ خباب والا ایک نہایت اہم اور خطرناک معاملہ میں مشورہ طلب کرتے ہیں اس لئے ہم کو اس پر کافی غور و خوض کرنے کی مہلت عطا ہو مامون نے کہا تمہاری رائے صائب ہے۔ بے شک دورانہدیشی اور احتیاط کا یہی تقاضا ہے۔ میں اس کے لیے تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ مہلت کے بعد وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا آپ دو مشکلوں میں گھر گئے ہیں۔ اگر آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لئے اس وقت کے مشورے کو گوارا کر لیں تو میں اسے غلطی نہ سمجھوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ جب کہ معاملہ خطرناک ہو تو اس وقت مدی مقابل کے مطالبہ کا ایک جزو تسلیم کر لینا اس سے زیادہ مناسب ہے کہ انکار کر کے کھلی ہوئی عداوت اپنے سر لی جائے۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ جب آئندہ کے واقعات کا آپ کو علم نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ جو چیز آج آپ کو میسر ہے اس کو اچھی طرح اپنے قبضہ اقتدار میں رکھیں کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آج آپ کی بات بگڑ گئی تو کل اور زیادہ بگڑ جائے گی۔ ایک اور شخص نے کہا کہ اگر ان مطالبات کو تسلیم کرنے کی صورت میں آپ کو آئندہ کے لئے برے نتائج کا اندیشہ ہے تو اس میں کم از کم یہ بات تو ہے کہ ہم جماعت کی تفریق سے بچا جائیں گے ورنہ فساد ہو جائے گا اور اس کے نتائج اس سے کہیں زیادہ شدید ہوں گے اور ایک شخص نے کہا میں سلامتی کے طریقہ کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ شاید اسی صورت میں ہمیں اطمینان نصیب ہو جائے۔

حسن کا امراء کی آراء سے اختلاف:

حسن نے کہا میں اس بات کو تسلیم کرتا کہ آپ حضرات نے رائے زنی میں پورے تفکر اور تشخص سے کام لیا ہے۔ مگر میری رائے آپ کے مخالف ہے۔ مامون نے کہا تم ان سے منظرہ کرو۔ حسن نے کہا جی ہاں اسی لئے تو یہ مجلس قائم کی گئی ہے۔

حسن کا امراء سے مناظرہ:

اب حسن نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ کیا آپ حضرات اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ محمد نے جو مطالبہ کیا ہے۔ اس کا اسے حق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم اس بات کو جانتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اس بات کا احتمال ہے کہ اگر مامون نے ان کی بات نہ مانی تو اس کو ضرر پہنچے گا۔ حسن نے کہا۔ کیا آپ لوگوں کو اس بات پر پورا اعتماد ہے کہ اگر امین کا یہ مطالبہ مان لیا جائے تو وہ آئندہ اس سے تجاوز کر کے کوئی دوسرا مطالبہ نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا اس بات کا اعتماد نہیں۔ البتہ ہمارا خیال ہے کہ شاید بات اسی پر ختم ہو جائے اور جو خطرہ اور اندیشہ تم کو ہے وہ وقوع پذیر نہ ہو۔ حسن نے کہا فرض کرو کہ اس بات کے بعد کوئی اور مطالبہ کرے تو کیا ہوگا۔ کیا آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے پہلے مطالبہ کو منظور کر کے مامون کی حیثیت کمزور ہو چکی ہوگی۔ انہوں نے کہا اگر اس تسلیم کے عواقب میں کوئی بات رونما ہوئی تو اس وقت ہم اس کا اس طرح مقابلہ اور مدافعت کریں گے۔ جس طرح تم اب ابتداء ہی میں کرنا چاہتے ہو۔ حسن نے کہا یہ بات گذشتہ حکما کے قول کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا۔ جناب والا اس وقت تو یہی مناسب ہے کہ اگر آج کوئی بات آپ کے خلاف مرضی پیش آئے تو اسے آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لیے بادل ناخواستہ قبول ہی کر لیں۔ اور آج کے اطمینان کو کل کے لیے خطرات پیدا کر کے آلودہ نہ کریں۔

فضل بن سہل کی تجویز:

مامون نے فضل سے پوچھا کہ اس اختلاف رائے میں تمہارا مشورہ کیا ہے اس نے کہا۔ جناب والا! اللہ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرے کیا محمد کی طرف سے اس بات کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ اگر آپ اس وقت اس کے مطالبہ کو مان لیں۔ اپنی قوت سے دستبردار ہو کر اسے اور طاقتور کر دیں تو وہ اسی طاقت کو آپ کے مقابلہ میں بروئے کار نہ لائے گا۔ اور کیا محتاط اور دور اندیش آدمی ذرا سے موجودہ فائدہ کی خاطر اپنے مستقبل کو خطرہ میں ڈالتا ہے اس کے برخلاف ایسے مواقع پر حکمانے یہ مشورہ دیا ہے کہ موجودہ مصیبت کو آئندہ کی بہبودی کے لیے برداشت کر لینا چاہئے۔ مامون کہنے لگا۔ تم نے بالکل سچ کہا ہے۔ جن لوگوں نے نفع عاجل کو آئندہ کی فلاح پر ترجیح دی اور اسے اختیار کیا۔ انہیں کی عاقبت برباد گئی۔ چاہے وہ دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا۔ اس پر دوسرے تمام لوگوں نے کہا۔ ہم نے اپنی عقل کے مطابق رائے دے دی ہے اور اللہ مناسب اور صحیح رائے سے جناب کی تائید کرے گا۔

مامون کا امین کے نام خط:

مامون نے فضل سے کہا۔ تم میری طرف سے امین کو جواب لکھو اس نے کہا مجھے امیر المومنین کا خط ملا:

”امیر المومنین نے اس میں مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں بعض مقامات سے جن کے نام جناب نے لکھ دیئے اور جن کی حکومت صراحتہ رشید نے اپنے عہد نامے میں میرے تفویض کی ہے آپ کے لیے دستبردار ہو جاؤں۔ امیر المومنین نے جو حکم دیا ہے وہ تمام تر اس عہد نامے پر ناکند ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو علاقہ میرے پاس ہے۔ اس کے مفاد عامہ کو میں

اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس رکھتا ہوں۔ اگر یہ تمام باتیں اس عہد نامے اور میثاق میں صاف طور پر مذکور نہ ہوتیں اور مجھ پر ایک خطرناک دشمن کی نگہداشت، فتنہ پرواز عوام کی حفاظت اور ایسی فوج سے جس کی وفاداری پر بغیر مال خرچ کیے اور احسان و انفضال کے اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہو سابقہ پڑتا تو اس وقت بھی مصالحو عامہ اور اطراف سلطنت کے استحکام اور انقباض کے لیے امیر المومنین کے لیے لازمی ہوتا کہ وہ خود ہی ان مقاصد کے لیے بے دریغ دولت خرچ کرتے نہ یہ کہ الٹا وہ مجھ سے ایسا سوال کرتے ہیں جو صریحی میرا حق ہے۔ اور جس کے عہد نامے نے توثیق کر دی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اگر امیر المومنین کو یہاں کی اصل حالت کا علم ہوتا جس کا علم مجھے ہے تو وہ مجھ سے کبھی اس قسم کا سوال نہ کرتے پھر بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ان شاء اللہ میرے اس بیان کے بعد وہ میرے اس عذر کو قبول کر لیں گے۔“

مامون کی خراسان کی ناکہ بندی:

مامون نے خراسان کی سرحد پر اپنے چوکیدار مقرر کر دیئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی پیامبر عراق سے خراسان میں نہیں آسکتا تھا۔ یہ عہدیدار مسافر کے ساتھ اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر دیتے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں۔ اس طرح کسی شخص کو اس بات کا موقع نہ تھا کہ وہ یہاں کی کوئی خبر معلوم کرے یا اپنا کوئی اثر قائم کرے۔ یا ترغیب اور دھمکی سے کسی کو اپنے ساتھ ملا لے۔ یا کسی سے کوئی پیام کہے۔ یا خط دے سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسان میں اس ناکہ بندی سے یہ موقع ہی نہیں ملا کہ ترغیب و تحریص یا دھمکی سے کسی کو بھی مامون کی مخالفت پر آمادہ کیا جاتا۔ تمام ناکوں پر معتمد علیہ چوکیدار مقرر کر دیئے گئے تھے۔ صرف ان لوگوں کو خراسان آنے کی اجازت ملتی جن کا چال چلن غیر مشتبہ ثابت ہوتا اور جو اس بات کی تصدیق اپنے پروانہ راہ داری سے کر دیئے کہ وہ اپنے گھر واپس آ رہے ہیں۔ یا کسی مشہور اور ایسے بے خطر تاجر کو اجازت مل جاتی جس کا رویہ اور مسلک مشتبہ نہ ہوتا۔ ان کے علاوہ اور دوسرے تمام لوگوں کو چاہے سامان تجارت ان کے ساتھ ہو یا محض اپنے کو مسافر اور راہ گیر بتائیں۔ سفر کرنے اور خراسان کے شہروں میں آنے جانے سے روک دیا گیا۔ نیز تمام خطوں کو کھول کر پڑھا جاتا تھا۔

امین کے سفر کی روانگی:

مامون کے اس انکار کے بعد اتمام حجت کے لیے محمد نے ایک جماعت کو خراسان بھیجا تاکہ پہلے وہ خود وہاں کی حالت ہ مشاہدہ کر لیں۔ اس کے بعد ان سے خواہش کی جائے کہ وہ اپنے طرفداروں میں عطا تقسیم کریں اور مخالفین کو محروم کر دیں۔ اور وہاں سے آ کر جو بات یہ جماعت بیان کرے وہ ان کے مقصد بر آری میں حجت اور ذریعہ بنے جب یہ جماعت رے کی حد پر پہنچی وہاں انہوں نے ناکہ بندی اور روک تھام کے تمام انتظامات کو مکمل پایا۔ ناکہ داروں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ اور سفر اور اقامت دونوں حالتوں میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہے۔ کہ کسی طرح ان لوگوں کو یہ موقع ہمدست نہ ہو۔ کا کہ وہ خود کسی سے کچھ کہتے یا ان سے کوئی بات کرتا۔ ان کے آنے کی اطلاع مامون کو کی گئی۔ انہوں نے حکم دیا کہ ان کو مرو لایا جائے۔ حالت نظر بندی میں وہ جماعت مرو لائی گئی مگر اس تمام سفر میں نہ کوئی خبر ان کو معلوم ہوئی اور نہ انہوں نے کسی سے کوئی بات کی۔

امین کی سفیروں کو ہدایات:

حالانکہ امین نے ان کو ہدایات کی تھیں کہ وہ تمام لوگوں میں مامون کی علیحدگی کی خبر شائع کر دیں۔ اور جس بنا پر ایسا کیا گیا ہے

وہ بھی ظاہر کر دیں۔ حکومت کے وفاداروں کو مامون کی مخالفت کی دعوت دیں۔ ان کو خوب روپیہ دیں بڑی بڑی حکومتوں جاگیروں اور مکانات کے دینے کا ان سے پختہ وعدہ کریں۔ مگر یہاں آ کر دیکھا کہ ہر چیز پر قید و بند ہے کہ ان میں سے کسی بات کے سرانجام دینے کا ان کو موقع نمل سکا۔ اسی مجبوری کی حالت میں وہ آستانے پہنچ گئے۔

ان کے ہاتھ امین نے جو خط مامون کے نام بھیجا تھا وہ یہ ہے۔

امین کا مامون کے نام خط:

اما بعد! اگرچہ امیر المومنین رشید نے وہ تمام علاقہ جس پر تم حکمران ہو صرف تم کو دیا ہے اور صوبہ جبل کو اسی لیے تمہارے تفویض کیا ہے کہ اس سے تمہاری حکومت کی تقویت ہو اور تمہاری سمت محفوظ رہے:

”مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس علاقہ کی وہ آمدنی جو اخراجات کے بعد فاضل بچے اسے بھی تم اپنے قبضہ میں رکھو۔ تمہارے علاقہ کی آمدنی وہاں کے اخراجات کے بعد فاضل بچے اسے بھی تم اپنے قبضہ میں رکھو۔ تمہارے علاقہ کی آمدنی وہاں کے اخراجات اور غیر معمولی واقعات کے لیے کافی ہے۔ مگر اس کے بعد بھی تم فاضل رقم کو لے لیتے ہو اس کے علاوہ ایک دوسرا نہایت ہی زرخیز اور سیر حاصل علاقہ تمہاری سمت میں شامل کیا گیا ہے۔ جس کی تم کو قطعی ضرورت نہ تھی، اس لیے مناسب یہ ہے کہ وہ علاقہ ہمیں واپس دے دیا جائے۔ میں نے اس معاملہ کے لیے تم کو خط لکھا تھا۔ اور اس میں یہ بھی خواہش کی تھی کہ تم ہمارے ایک پرچہ نویس کو اپنے ہاں رہنے دو تاکہ وہ ہمیں تمہاری سمت کی ضروری خبروں سے اطلاع دیتا رہے۔ مگر تم نے ہماری ان خواہشوں کو رد کر دیا۔ اب اگر تم کو اپنی رائے پر اصرار ہے تو ہم کو اس کا حق ہے کہ تم سے اس معاملہ میں باز پرس کریں۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ اور تب ہم بھی تم سے مطالبہ نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔“

مامون کا امین کو جواب:

یہ خط پڑھ کر مامون نے اس کے جواب میں امین کو لکھا:

”مجھے امیر المومنین کا خط موصول ہوا۔ اگر وہ خط کسی نامعلوم بات کے متعلق ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔ ایک غیر حق بات کا سوال ہی کیوں ہو۔ اس کے انکار سے مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ جن لوگوں کو منصف ہونا چاہئے۔ جب وہ انصاف نہیں کرتے تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دونوں حریف درجہ انصاف سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور جب وہ شخص جسے اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہو، دیدہ و دانستہ ارادتا انصاف سے تجاوز کر جائے تو پھر کیا رہا۔ بھائی صاحب میں آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں آپ کی خوشنودی کا خواہاں ہوں۔ اللہ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے اور جس حال میں مجھے رکھا ہے دونوں پر دل سے خوش ہوں۔ والسلام۔“

مامون کی امینی سفر کو ہدایت:

خط لکھنے کے بعد مامون نے امین کے سفر کو طلب کر کے ان سے کہا کہ امیر المومنین نے جس معاملہ کے متعلق مجھے خط لکھا تھا میں نے اس کا جواب لکھ دیا ہے۔ اسے تم ان کو دے دینا اور زبانی کہہ دینا کہ جب تک اپنے حق کی حفاظت کے لیے میں بالکل ہی

مجبور نہ ہو جاؤں گا برابر آپ کا مطیع و مقتدر ہوں گا۔ جب وہ لوگ جانے لگے تو مامون نے پھر کہا۔ ساجو جو بات آپ نے دیکھی اور سنی ہے امید ہے کہ آپ سے دیانت داری کے ساتھ اس کو پہنچا دیں گے۔ جو پیام آپ ان کے خط میں لائے ہیں اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ ہمارے پیام کو صداقت کے ساتھ ان تک نہ پہنچائیں۔

امینی سفارت کی مراجعت عراق:

وہ لوگ پلٹ کر عراق آ گئے۔ نگران کو کوئی بات ایسی نہیں ملی جو وہ مامون کے خلاف امین سے کہہ سکتے۔ اور ان کو یہ محسوس ہوا کہ وہ دونوں پورے ارادے اور تفکر کے بعد اپنی دانست میں اپنے حق پر جسے ہوئے ہیں جب مامون کا جواب امین کو موصول ہوا اسے پڑھ کر وہ فرط غضب سے بے قابو ہو گئے اور اب انہوں نے یہ حکم دیا جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مامون کے لیے اب نمرار کے بعد دغانہ مانگی جائے۔

امین کا مامون کے نام خط:

نیز انہوں نے یہ دوسرا خط مامون کو لکھا:

”اما بعد! مجھے تمہارا خط مل گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی بے شمار نعمتیں جو تم پر نازل کی ہیں تم ان کو برباد کر دینا چاہتے ہو۔ اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں ڈال دینا چاہتے ہو۔ اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ تم میری اطاعت ہی کو چھوڑ دیتے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس میں تمہارا بھی نفع ہے۔ کیونکہ بہر حال اس فاضل رقم کا فائدہ تمہاری تمام رعایا پر یکساں مرتب ہو گا۔ اور اس سے بیشتر تمہاری سلامتی اور عافیت مقصود ہے۔ تم اپنی رائے سے اطلاع دو میں ان شاء اللہ اسی پر عمل کروں گا۔“

ذی الریاستین کا مامون کو مشورہ:

اسی زمانے میں مامون نے ذی الریاستین سے کہا کہ میرے تمام اہل و عیال اور وہ مال جو رشید نے صرف مجھ کو محمد کے سائے عطا کیا ہے۔ جن کی مقدار ایک کروڑ ہے اور جس کی اب مجھے ضرورت ہے سب محمد کے ہاں ہے اب بتاؤ اس معاملہ میں کیا تدبیریں جائے۔ کہ مجھے مل جائے۔ مامون نے اس بات کو کئی مرتبہ اس سے کہا۔ اس پر اس نے کہا بے شک آپ کو اس رقم کی ضرورت ہے۔ نیز اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ آپ کے اہل و عیال آپ کے پاس ہوں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اگر آپ اس معاملہ کے متعلق ان کی تحکمانہ لہجہ میں کچھ لکھیں اور اسے وہ نہ مانیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے عہد کی خلاف ورزی کی اور تب مجبوراً آپ کو ان سے لڑنا پڑ جائے گا۔ اور میں اس بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا۔ کہ اختلاف کی ابتداء آپ کی جانب سے ہو۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ ان کو ایک خط لکھیں۔ اس میں اپنا حق مانگیں اور درخواست کریں کہ وہ آپ کے بیوی بچوں کو یہاں بھیج دیں۔ اس وقت ان کا اس خواہش سے انکار ان کی طرف سے عہد کی صریحی خلاف ورزی ہوگی۔ اگر وہ آپ کی درخواست مان لیں تو بہت اچھا ہے سب کی سلامتی اور عافیت اسی میں ہے اور اگر رد کر دیں تو اس وقت آپ پر یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ کہ آپ نے بلاوجہ لڑائی اپنے سر لی۔ اگر اجازت ہو تو یہی لکھ دوں۔

مامون کا امین کے نام خط:

چنانچہ اب اس نے مامون کی طرف سے یہ خط امین کو لکھا:

”اما بعد! جب امیر المومنین کو اپنی رعایا کا اس قدر خیال ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہ صرف انصاف کرتے ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ احسان و آرام کرتے ہیں تو اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھی بھی یہی سلوک کریں گے۔ جس خطرناک سرحدی علاقہ میں مقیم ہوں۔ امیر المومنین اس سے بخوبی واقف ہیں۔ مجھے ایسی فوج سے سابقہ ہے جس کے متعلق یہ یقین ہے کہ جب وہ چاہے بدعبدی کر کے میری طاعت چھوڑ دے۔ میرے پاس خرچ بھی قلت سے ہے۔ میرے اہل و عیال اور مال سب امیر المومنین کے ہاں ہے اور اگرچہ میرے متعلقین امیر المومنین کی حفاظت و عنایت کے سایہ میں جو ان کے لیے بمنزل باپ کے ہیں آرام سے ہیں۔ مگر پھر بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ میرے پاس اور میری نگرانی میں آجائیں۔ نیز مجھے یہاں کے انتظامات کے لیے مال کی ضرورت ہے میں نے اپنے آدمی اپنے متعلقین اور مال کو یہاں لانے کے لیے بھیج دیئے ہیں۔ امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو فلاں شخص کو رقمہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ تاکہ وہ میرا مال وہاں سے بھجوادے۔ نیز حکم صادر فرمائیں کہ اس کام میں سرکاری طور پر اس شخص کی مدد کی جائے اور اس کی راہ میں کوئی دشواری نہ پیدا کی جائے۔ اگر امیر المومنین میری اس درخواست کے خلاف بھی حکم صادر فرمائیں گے۔ تب بھی میں اسے برداشت کروں گا۔ والسلام“

امین کا مامون کو جواب:

محمد نے مامون کو لکھا:

”اما بعد مجھے تمہارا خط ملا۔ اس میں تم نے ہمارے اس طرز عمل اور سلوک کا ذکر کیا ہے۔ جو ہم حق کے ماسوا اپنی رعایا اپنے اقربا اور بھائی کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور تم نے اپنے پرخطر سرحدی علاقہ میں قیام اور اس کی وجہ سے اپنی حکومت کی تقویت کے لیے اس مزید مال کی ضرورت ظاہر کی ہے۔ جو اللہ کے مال میں سے تمہارے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ اور اس کے اور اپنے اہل و عیال کے لیے جانے کے لیے جو ہمارے ہاں ہیں تم نے اپنے آدمی بھی بھیج دیئے ہیں۔ ہماری رعایا اور اپنوں کے ساتھ جس طرز عمل کا ذکر تم نے کیا ہے ہمیں اس سے انکار نہیں، مگر جس مال کے لیے تم نے لکھا ہے اس کی ہمیں مسلمانوں کے معاملات میں استحکام کے لیے خود ضرورت ہے۔ اور اس لیے اس کے بر موقع خرچ کا ہمیں زیادہ حق ہے۔ اور چونکہ اس سے عام طور پر تمہاری رعایا مستفید ہوگی اس لیے بالواسطہ اس کا نفع تم کو بھی پہنچے گا۔ اپنے اہل و عیال کے بھیجنے کے متعلق جو تم نے خواہش کی ہے اس کے متعلق اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں گے تو تمہاری خواہش کو پورا کر دیں گے اگرچہ وہ خود اپنی قرابت اور تمہارے خطرات کو پیش نظر رکھ کر یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کو اتنے طویل سفر کی زحمت دی جائے۔ کیونکہ اس طرح وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے اگر ہماری رائے ہوئی تو ان شاء اللہ ہم خود ان کو اپنے معتد علیہ لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیج دیں گے۔ والسلام“

امین کے طرز عمل پر مامون کی ناراضگی:

اس خط کو پڑھ کر مامون نے کہا وہ ہمارا حق غصب کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس طرح ہماری طاقت کو کمزور کر کے پھر وہ ہماری مخالفت پر علانیہ کمر بستہ ہو جائیں۔ ذوالریاستین نے اس سے کہا۔ کیا یہ بات سب کو معلوم نہیں ہے کہ رشید

نے یہ مال سب کے سامنے ان کے پاس جمع کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے سب کے سامنے محض امانتاً کچھ مدت کے لیے اپنے قبضے میں لیا تھا اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پر قبضہ نہ کریں گے۔ اس لیے بھی اس بارے میں زیادہ اصرار نہ کریں۔ اور اس بات کی توقع رکھیں کہ وہ کوئی حرکت ایسی نہ کریں گے جس کی وجہ سے آپ علانیہ طور پر ان کے مخالف ہو جائیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور جھگڑے کو منائیں اگر اس کے بعد بھی وہ اس کے لیے آمادہ ہوں تو اس کی ذمہ داری اللہ کے ہاں ان کے سر رہے گی۔ اور آپ چونکہ بے تصور ہوں گے اس لیے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

مامون کے اکابر بغداد کے نام خطوط:

اب مامون اور فضل کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اس خط کے بعد امین ضرور کوئی ایسی بات کریں گے جس سے باخبر رہنا ان کے لیے ضروری ہے۔ اور اس کام کے لیے اپنے کسی معتمد علیہ کو مقرر کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی سوچا کہ اس معاملہ میں اب جو کارروائی کریں گے اپنے ذی اثر اور باوجاہت طرفداروں اور ان لوگوں سے جنہوں نے بنی عباس کی حکومت کو قائم کرنے میں ابتداء میں خاص خدمات انجام دی ہیں۔ ضرور مشورہ لیں گے اور ان کی تائید حاصل کریں گے۔ اس کارروائی کو غیر موثر کرنے کے لیے انہوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے خاص آدمی کے ہاتھ دار الخلافہ بغداد کے اعیان و اکابر کے نام ایک خط لکھا جائے تاکہ اگر محمد مامون کو کوئی عہدی سے برطرف کرنے لگے تو وہ شخص اس خط کو ان لوگوں کو دے دے اور جو لوگ اس معاملہ میں امین کے ہمنوا ہوں ان کی اطلاع دے اور اگر امین اس معاملہ میں کوئی اور کارروائی نہ کریں تو وہ اس خط کو اپنے ڈبے میں محفوظ رکھے اور کسی کو نہ دے۔ مامون نے اس شخص سے کہا کہ تم جلدی بغداد پہنچ جاؤ۔ اور جاتے ہی یہ خط سب کو دے دینا۔

جو خط مامون نے اپنے قاصد کے ہاتھ بغداد بھیجا تھا۔ اس کا مضمون یہ ہے:

”اما بعد! مسلمانوں کی مثال اعضائے بدن کی ہے۔ اگر کسی ایک عضو کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے تمام اعضائے بدن متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کا اثر تمام مسلمانوں پر پڑھے گا۔ خاص کر اگر کسی ایسے شخص کو جو ان کے قانون شریعت کو قائم کرتا ہے اور ان کو آخرت کے عواقب سے ڈرا کر اس کے لیے سچی کو لازم قرار دیتا ہے کوئی تکلیف پہنچی تو اس کا اثر بدرجہ اولیٰ تمام مسلمانوں کو ہوگا چونکہ ائمہ کا مرتبہ تمام امت میں افضل و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی تکلیف بھی سب پر اثر کرے گی۔ ہم نے ایسی خبر سنی ہے کہ اس کا اظہار خود تم پر عنقریب ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ دو شخصوں میں اختلاف رائے ہوا ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ بے وفائی کا عزم کر لیا ہے۔ البتہ اگر تمام مسلمان محض اللہ کے لیے اپنی اعانت اور تائید کو مخصوص کر دیں تو شاید وہ ایسا کرنے سے باز رہے۔ تم کو اپنے قیام کی وجہ سے تمام باتوں کو خود دیکھنے اور سننے کا موقع ہے۔ اور پھر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں اور اگر علانیہ طور پر کسی اندیشہ کی وجہ سے تم کو ہماری حمایت کے اظہار کا موقع نہ ہو تو تم خاموش رہ جانا ہم تمہارے فشا کو سمجھ لیں گے۔ اس احسان کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور ہم بھی اس کے حق کو اپنے اوپر ضروری سمجھیں گے اس طرح تم کو دنیا و آخرت دونوں جگہ حصہ ملے گا۔ اور اگر دونوں باتوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو کم از کم ایک کی ضرور نگہداشت کرنا۔ اور اس کے متعلق اپنی رائے ہمیں لکھ دینا یا زبانی طور پر ہمارے پیامبر

سے کہہ دینا وہ ہمیں لکھ دے گا۔“

مامون کے قاصد کی بغداد میں آمد:

مامون نے دار الخلافہ کے دوسرے عمائد اور اشراف کو اس مضمون کا خط لکھا تھا۔ جب یہ پیامبر بغداد پہنچا اسی زمانے میں امین نے جمعہ کے خطبہ میں مامون کے لیے دعا کرنے کی ممانعت کی تھی۔ مامون نے انہیں لوگوں کو خط لکھے تھے۔ جن پر اسے پورا اعتماد تھا۔ ان میں سے بعض نے تو قطعاً کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ زبانی بھی جواب میں کچھ نہیں کہا۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اس کے خط کا جواب دیا ایک نے لکھا مجھے آپ کا خط ملا۔ حق اور صداقت کچھ ایسی حجت سے جو اپنی آپ دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص حق کو خیر باد کہے گا تو خود حق اس کے خلاف حجت بنے گا۔ جو شخص نفع عاجل کو عاقبت کے فائدہ پر ترجیح دے اس سے بڑھ کر خسارہ میں اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ شخص بالکل کھلے ہوئے نقصان میں ہے جو عاقبت کے فائدہ کو یہاں بھی کبکٹ اور تکلیف و واقعات کو اختیار کر کے ضائع کر رہا ہے چونکہ میں اپنے آپ کو ہر طرف سے خطرات سے محصور پاتا ہوں اس لیے جناب والا سے میری استدعا ہے کہ جناب والا میری سلامتی سلامتی جان کی خاطر اب آئندہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی مزید خواہش نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

قاصد کی امین اور امراء بغداد کے متعلق اطلاع:

اس پیامبر نے جو بغداد بھیجا گیا تھا مامون اور ذوالریاستین کو یہ خط وہاں کے واقعات کے متعلق لکھا:

”اما بعد! میں بغداد آیا آپ کے بھائی نے آپ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ہے میں نے وہ خط پہنچا دیئے میں نے محسوس کیا کہ اکثر آدمی اپنا دلی راز ظاہر نہیں کرنا چاہتے عام رعایا کی یہ کیفیت ہے کہ ان کو قبول کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے جو حکم ہوتا ہے اسے وہ برداشت کرتے ہیں۔ خود امین کا یہ حال ہے کہ اس کی اپنی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے نہ اس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ خود اس کا رو روائی کی مخالفت کرے اور نہ وہ خود شاید دل سے اسے پسند کرتا ہے۔ جو لوگ پس پردہ اس کا رو روائی کے روح رواں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے جلد ان کی کارروائی تکمیل کو پہنچ جائے۔ تاکہ اس فتنہ کی ناکامی کے خمیازہ سے وہ بچ جائیں۔ دشمن مستعد ہے اب انتظار نہ کیجیے۔“

امراء سے امین کا حسن سلوک:

جب سعید بن مالک بن قادم، عبداللہ بن حمید بن قحطبہ، عباس بن لیث، امیر المومنین کا مولیٰ، منصور بن ابی مظہر اور کثیر بن قادرہ مامون کی فرودگاہ سے امین کے پاس آگئے تو انہوں نے ان کے ساتھ بہت لطف و مہربانی برتی۔ ان کو اپنا تقرب عطا کیا۔ اور ان میں سے جس نے چھ ماہ کی عطا لے لی تھی۔ اسے بارہ ماہ کی عطا مزید دی اور خود عطا میں خاص اور عام سب کے لیے اضافہ کیا۔ اور جن لوگوں نے چھ ماہ کی عطا نہیں لی تھی ان کو اٹھارہ ماہ کی عطا دی۔

امین کی مامون کے متعلق یحییٰ بن سلیم سے گفتگو:

جب امین نے مامون کی علیحدگی کا ارادہ کیا تو انہوں نے یحییٰ بن سلیم کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لیے طلب کیا۔ اس نے عرض کیا۔ جب کہ رشید نے اپنے عہد نامے میں اس کی ولایت عہد کے لیے نہایت راسخ اور پختہ عہد و پیمان سب سے لے لیے ہیں تو اس کی موجودگی میں یہ کام کیونکر ہو سکتا ہے۔ امین نے کہا مامون کے متعلق رشید نے جو رائے قائم کی وہ فوری تھی۔ یہ تو محض جمعہ بن

یحییٰ نے اپنی خوشامد اور جادو بیانی سے ان کو ایسا موہ لیا کہ انہوں نے بغیر غور و فکر کے ہمارے لیے ایسا بڑا اورخت بودیا کہ جس کو شیخ و بنیاد سے اکھاڑے بغیر اب نہ ہم اپنی حکومت سے نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہماری حکومت پائیدار ہو سکتی ہے جب تک اسے صاف نہ کر دیا جائے مجھے اطمینان نہیں ہو سکتا۔

یحییٰ بن سلیم کی تجویز:

یحییٰ نے کہا اگر امیر المؤمنین اس بات کا تصفیہ کر چکے ہیں کہ اسے برطرف کر دیا جائے تو مہربانی فرما کر ابھی اس سے علانیہ اس طرح اظہار نہ کیجیے کہ لوگ اس کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں اور برا سمجھیں۔ بلکہ مناسبت یہ ہے کہ ایک حصہ فوج اور ایک ایک سالار کو پہلے اپنے پاس بلائیے اسے انعام و اکرام سے اپنا ہم خیال بنائیے۔ مامون کے جو خاص آدمی اور معتدین ہیں ان کو کسی طرح اس سے جدا کیجیے ان کو مال اور حکومت کی ترغیب و تحریص کیجیے جب پہلے اس طرح آپ اس کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے خاص آدمیوں کو علیحدہ کر لیں۔ پھر آپ اسے حکم دیں کہ وہ آپ سے آ کرے۔ اگر وہ آ جائے تو اس وقت جو آپ چاہتے ہیں اس کے ساتھ کریں اور اگر آنے سے انکار کرے تو اس وقت جب کہ اس کی طاقت کمزور ہو چکی ہوگی۔ اس کے بازو جھک گئے ہوں گے۔ اس کا پایہ کمزور ہو چکا ہوگا اس کی عزت جا چکی ہوگی۔ آپ اسے نہایت آسانی سے زیر کر لیں گے۔

یحییٰ کی تجویز سے امین کی مخالفت:

محمد نے کہا میں کوئی معاملہ اس طرح نہیں کرتا۔ جس طرح تمہاری زبان تواریح کی طرح چل رہی ہے۔ تم چرب زبان مقرر رہو صاحب رائے نہیں ہو۔ تم اس رائے سے باز آؤ اور ہمارے مخلص اور دانا بزرگ وزیر سے جا کر ملو۔ اور اپنی سیاہی اور قلم لے جاؤ تاکہ وہ تم سے کام لے سکے۔ یحییٰ نے کہا اگر میں اس کے پاس گیا تو البتہ صداقت اور خلوص اس کے سامنے آئے گا۔ ورنہ جس رائے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جاہل بھی ہے اور دھوکہ باز منافق بھی۔ کچھ روز کے بعد یحییٰ کو اپنی بات یاد آئی اور وہ فوراً اس کے پاس سے بھاگ گیا۔

فضل بن ربیع کی ایک سردار سے گفتگو:

سہل بن ہارون کہتا ہے کہ فضل بن سہل نے بغداد کے اپنے بعض خاص معتد غایہ سرداروں اور عمائد سے یہ ساز باز کی کہ وہ روزانہ وہاں کی خیریں اسے لکھتے ہیں۔ چنانچہ جب امین نے مامون کو ولی عہدی سے برطرف کرنے کا عزم بالجزم کر لیا تو فضل بن ربیع نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کو اس معاملہ میں مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا۔ اس نے کہا میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں مامون کے ساتھ بے وفائی کروں اور اس کے لیے جو عہد میں نے کیا ہے اسے توڑ دوں۔ ایسا نہیں کروں گا فضل نے کہا تمہارا اعتراض معقول ہے مگر اب خود مامون نے ایسی حرکت کی ہے کہ اس سے رشید کا وہ عہد جو انہوں نے اس کے لیے لیا تھا۔ کالعدم ہو گیا۔ اس نے پوچھا کیا اس کا قصور اس معاملہ میں عوام کے نزدیک اسی طرح پایہ ثبوت کو پہنچ گیا۔ جس طرح اس کی ولایت عہد کی بیعت جس کی تجدید کا حال سب کو معلوم ہے۔ فضل بن ربیع نے کہا ایسا تو نہیں اس شخص نے کہا فرض کرو کہ اسی نے خلاف معاہدہ کوئی بات کی ہے مگر جب تک اس کا علم عام نہ ہو جس کی وجہ سے نقض عہد ہو سکے۔ کیا اس صورت میں عوام کے نزدیک آپ کا نقض عہد کرنا ضروری سمجھا جائے گا۔ فضل بن ربیع نے کہا ہاں اس پر اس شخص نے بلند آواز سے کہا اللہ اللہ آج ایسا سابقہ مجھے کبھی پیش نہیں آیا تھا۔ یہ وہی

مامون ہے جس کی عزت اور منزلت کے قیام اور استحکام میں آپ بھی مشیر تھے۔ آج آپ ہی اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔
فضل بن الربیع کی تجویز سے اختلاف:

فضل بن الربیع دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے اپنی سچی رائے مجھ سے بیان کر دی اور بہت خوبی کے ساتھ اپنی امانت سے عہدہ برآ ہوئے۔ مگر یہ بتاؤ کہ اگر ہم رائے عامہ کو کسی طرح سے اپنے ساتھ کر لیں اور ہمارے شیعہ اور ہماری فوجیں ہمارے ساتھ ہو جائیں تو پھر تمہاری رائے کیا ہے اس نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں جس طرح عوام نے مامون کے لیے بیعت کی ہے اسی طرح آپ کی فوجوں نے جو عوام ہی پر مشتمل ہے اس کے لیے بیعت کی ہے اور ان کے دلوں میں وہ عہد و فاراخی ہو چکا ہے اگر وہ اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر میں اس معاملہ میں آپ کے ساتھ بھی ہو جائیں تب بھی ان کی وفاداری پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اطاعت وہی ہے جو ذاتی علم اور فہم پر مبنی ہو۔ فضل بن الربیع نے کہا اس تحریک کی کامیابی کی صورت میں جو منافع ان کو حاصل ہوں گے ان کی توضیح اور تشریح کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ اس نے کہا تب بھی اس وقت تو بادل نخواستہ وہ آپ کی بات مان لیں گے۔ مگر جب ان کے خلوص سے کام لینے کی ضرورت داعی ہوگی وہ آپ کا ساتھ چھوڑیں گے۔

سردار کا فضل بن الربیع کو مشورہ:

فضل بن الربیع نے پوچھا۔ عبد اللہ کی فوجوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا وہ دل سے اس کے ساتھ ہیں اور اس کے لیے تو لاؤ فعلاً پہلے سے کوشش کی گئی ہے۔ فضل نے پوچھا اس کی عام رعایا کے متعلق تم کیا خیال رکھتے ہو؟ اس نے کہا ہمیشہ سے امتحان کے وقت اس کا طرز عمل ایسا رہا ہے کہ جس پر افسوس نہیں کیا جاسکتا۔ نیز اس بنا پر بھی ان کے خلاف کوئی بات نہیں کی جاسکتی کہ اس وقت تو وہ اپنے مال و متاع کے پاس ہیں اور ان کو یہ بھی توقع ہوگی کہ اس کی وجہ سے ان کو مال اور معیشت میں فراغت حاصل ہوگی۔ وہ اپنی موجودہ خوش حالی کی ضرورت مدافعت کریں گے اور اس بات سے ضرور خائف ہوں گے کہ کہیں فتنہ و فساد کی وجہ سے ان پر مصیبت نازل نہ ہو۔ موجودہ حالات میں اس بات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں ہے کہ ہم اس کے علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کو اس کا مخالف بنا دیں۔ اور اس چال سے اس کا مقابلہ کریں۔ اس کے سنہ انتظام اور معدلت گستری کی وجہ سے چونکہ وہاں کے تمام کمزور افسر اور رعایا اس سے محبت کرتے ہیں اس وجہ سے اس کا بھی موقع نہیں کہ علانیہ طور پر اس سے لڑنے کے لیے اس پر چڑھائی کی جائے۔ رہے طاقتور افراد ملک کو اس کے خلاف کوئی وجہ شکایت اور مخالفت نہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ رعایا کا سواد اعظم کمزور اور ناتواں افراد پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔

فضل کہنے لگا۔ تم نے ایسی تقریر کی ہے جس سے کسی کارروائی کا موقع ہی نہیں رہا۔ تمہارے بیان کے مطابق نہ اس کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملایا جاسکتا اور نہ یہاں سے اس کے مقابلہ پر کوئی فوج بھیجی جاسکتی ہے اس سے بڑھ کر تم نے یہ بات کہی ہے کہ اس کی مخالفت کے لیے ہماری فوج میں کمزوری ہے اور اس کی فوج طاقتور ہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں نہ امیر المؤمنین جس بات کو اپنا حق سمجھتے ہیں اس کے ترک کرنے پر آمادہ ہوں گے اور اب تک اس معاملہ میں جو کارروائی ہو چکی ہے اس کے ہوتے ہوئے نہ میں خود اس بات پر آمادہ ہوں کہ اسے یہیں ختم کر دیا جائے۔ بسا اوقات معاملات کا ابتدائی رخ بھیانک اور پرخطر معلوم

ہوتا ہے مگر ان کا انجام نیک اور مفید نکلتا ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں جدا ہو گئے۔

مامون کے قاصد کا خط:

چونکہ فضل بن الربیع نے سرحد کی ناکہ بندی کر دی تھی تاکہ کوئی خط ادھر سے سرحد پار نہ جاسکے۔ اس وجہ سے مامون کے فرستادہ قاصد نے ایک عورت کے ہاتھ اپنا خط روانہ کیا۔ اس خط کو اس نے پالان کی ایک لکڑی میں سوراخ کر کے بحفاظت رکھ لیا۔ اور اپنے صاحب برید کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے مامون کے پاس پہنچا دے وہ عورت امین کی سرحدی چوکیوں سے اس طرح گزرتی چلی گئی جس طرح کوئی راہ گیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے۔ اس کی ہیئت کی وجہ سے نہ کسی کو اس پر شبہ گزرانا اس کی جامہ تلاشی کی گئی اس طرح مامون کو دار الخلافہ کی جو اطلاع موصول ہوئی وہ ان اطلاعات کے بالکل موافق تھی جو اسے دوسرے خطوط کے ذریعہ سے مل چکی تھی۔ جب ہر طرح اسے اپنی اطلاعات کی تصدیق ہو گئی تو اس نے ذوالریاستین سے کہا کہ ان اطلاعات سے حقیقت منکشف ہو چکی ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ابتدائی آثار بعد میں آنے والے واقعات کا پتہ دیتے ہیں۔ ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم حق پر ہیں اور شاید اس تلخی کا ثمرہ ہمیں شیریں ملے۔

طاہر بن حسین کو رے جانے کا حکم:

جب مامون کے لیے دعوت ترک کی گئی اور یہ بات صحیح طور پر معلوم ہو گئی کہ امین اسے علیحدہ کر دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے جو کام فضل بن سہل نے کیا یہ تھا کہ اس نے تمام سپاہیوں کو جن کو اس نے پہلے سے رے کے چاروں طرف پھیلا رکھا تھا۔ اس فوج کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا جو باقاعدہ طور پر رے میں متعین تھی۔ ان کثیر التعداد فوجوں کی موجودگی سے ان علاقوں میں قحط پڑ گیا۔ ان کے سربراہی کے لیے اس نے ہردہ اور ناکہ سے اس قدر سامان معیشت جانوروں پر بار کر کے ان کے پاس پہنچا دیا کہ ہر ضروری شے ان کو وہیں میسر آ گئی۔ یہ تمام فوجیں سرحد پر پڑی رہیں۔ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ مگر اپنے اس طویل قیام کے زمانے میں انہوں نے کسی مسافر یا دوسرے شخص کو مطلقاً نہ چھیڑا۔ اور نہ ستایا۔ اس کے بعد فضل بن سہل نے طاہر بن الحسین کو اس کے ماتحت سرداروں اور سپاہ کے ساتھ رے جانے کا حکم دیا۔ طاہر مسلسل طے منازل کرتا ہوا رے پہنچا اور وہیں اس نے اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ اس نے رے کے اطراف میں اپنے آدنی متعین کر دیئے۔ چونکہ قائم کیں اور ہر طرف اپنے جاسوس اور خبر پھیلا دیئے۔

عصمہ بن حماد کی روانگی ہمدان:

امین نے عصمہ بن حماد بن سالم کو ایک ہزار فوج کے ساتھ ہمدان بھیجا۔ اسے حکم دیا کہ وہ وہیں مقام کر دے اور حسب ضرورت صوبہ جبل کی جنگی کارروائیوں میں وہی سپہ سالار ہے۔ اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے مقدمۃ الحش کو سادہ بھیج دے۔ امین نے اس کے بھائی عبدالرحمن بن حماد کو اس کی جگہ اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا۔

امین کے عمال:

اب فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ امین کو اور زیادہ مامون کی علیحدگی اور اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لے لینے پر بھڑکانے اور ابھارنے لگے چنانچہ اسی سال انہوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کر کے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا۔ محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا۔ عبداللہ بن عبیدہ کو اس کا افسر خراج اور علی بن صالح صاحب المصلیٰ کو اس کا میرنشی

مقرر کیا۔

میخائیل شاہ روم پر حملہ:

اس سال رومیوں نے میخائیل شاہ روم پر اچانک حملہ کر دیا اس نے بھاگ کر جان بچائی اور رہبانیت اختیار کر لی۔ اس نے دو سال حکومت کی اور اس کے بعد لیون الفائد روم کا بادشاہ ہوا۔

امارت حمص پر عبداللہ بن سعید کا تقرر:

اس سال امین نے اسحاق بن سلیمان کو حمص سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو مقرر کیا۔ اس کے ہمراہ عافیہ بن سلیمان بھی تھا۔ عبداللہ نے وہاں کے بہت سے سربراہ لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور دوسروں کو قید کر دیا۔ اس نے چاروں طرف سے ان کے شہر میں آگ لگا دی اب انہوں نے امان کی درخواست کی۔ عبداللہ نے ان کی درخواست قبول کی۔ چند روز تو وہ لوگ امن و سکون سے بیٹھے مگر پھر شورش برپا کر دی۔ اس مرتبہ عبداللہ نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

۱۹۵ھ کے واقعات

اس سال امین نے ان درہم و دینار کا چلن موقوف کر دیا۔ جو ۱۹۴ھ میں اس کے بھائی مامون کے لیے خراسان میں مضروب ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مامون نے یہ حکم دے دیا تھا کہ اب ان میں امین کا نام ثبت نہ کیا جائے۔ ان سکوں کو باعینہ کہتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ چلتے نہ تھے۔

مامون و قاسم کے لیے دعا کی ممانعت:

اس سال امین نے اپنی تمام سلطنت میں مامون اور قاسم کے لیے منبروں پر دعابند کرادی اور حکم دیا کہ خود ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کی جایا کرے۔ اس وقت موسیٰ بالکل صغیرن تھا۔ باطلاق بالحق اس کا نام تجویز کیا گیا۔ یہ سب باتیں فضل بن الریح کے مشورہ سے ہوئیں۔ جب مامون کو اس کی اطلاع ملی اس نے امام الہدیٰ اپنا نام رکھ لیا اور یہی لقب اب تحریر میں بھی لکھا جانے لگا۔

علی بن عیسیٰ کی ولایت صوبہ جبل:

اس سال کیم ریح الآخر کو امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو تمام صوبہ جبل کا جس میں نہاوند ہمدان، قسم اور اصفہان شامل تھے۔ والی عام مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس صوبہ کے تمام جنگی اور خراج کے معاملات سب اسی کے تفویض کیے اور بہت سے دوسرے فوجی امراء بھی اس کے ساتھ بھیجے۔ دولاکھ دینار سے اور پچاس ہزار اس کے بیٹوں کو دیئے۔ جو فوج ساتھ بھیجی تھی اسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ دو ہزار مرصع تلواریں اور چھ ہزار پارے خلعت میں اسے دیئے۔

امین کے فرمان کا اعلان:

۸/ جمادی الآخر جمعہ کے دن انہوں نے اپنے تمام اہل بیت موالی اور دوسرے امرا کو شامیہ کے مقصورہ میں طلب کیا جمعہ کی نماز پڑھ کر مقصورہ میں آئے۔ اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ان سب کے سامنے محراب میں بٹھایا۔ اس وقت ان کے ساتھ فضل بن الریح اور

دوسرے تمام مدعو حاضرین موجود تھے۔ فضل نے امین کی طرف سے ایک فرمان پڑھ کر سنا یا جس میں اپنی اس حسن رائے کا ذکر تھا جو وہ ان کے متعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ حق بتایا تھا جو خود ان کا ان پر ہے کیونکہ ابتداء میں صرف تمنا نہیں کے لیے بیعت لی گئی تھی۔ جس کا ایجاب تک ان کے لیے ضروری ہے۔ نیز یہ بتایا گیا تھا کہ عبداللہ نے اپنا لقب امام مقرر کر کے اور اپنے لیے دعوت دے کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اس نے ان سے سلسلہ مراسلت بھی بند کر دیا ہے اور سکوں اور فرامین سے ان کا نام تک خارج کر دیا ہے۔ اس نے جو کچھ کیا ہے یا جن شرائط کا مدعی ہے ان میں سے کسی کا بھی اسے حق نہ تھا۔ اس کے بعد اس فرمان میں ان کی اطاعت کرنے اور ان کی بیعت پر قائم رہنے کے لیے ترغیب و تحریص کی گئی تھی۔

سعید بن الفضل و فضل بن الربیع کی تقاریر:

جب وہ فرمان پڑھا جا چکا تو سعید بن الفضل خطیب نے کھڑے ہو کر اس کے فرمان کے مضمون کی تائید اور تصدیق کی۔ اس کے بعد فضل بن الربیع نے بیٹھے ہوئے ایک طول طویل تقریر کی جس میں اس نے یہ کہا کہ امیر المؤمنین محمد الامین کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت یا خلافت کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اللہ نے عبداللہ وغیرہ کا اس میں کوئی حصہ نہ مقرر نہیں کیا ہے اس معاملہ میں نہ امین کے اہل بیت میں سے کسی شخص نے نہ اور دوسروں نے ایک لفظ زبان سے نکالا۔ البتہ محمد بن عیسیٰ بن نسیب اور فوج خاصہ کے بعض دوسرے سربراہ لوگوں نے کچھ کہا۔ اپنی اس تقریر کے دوران فضل بن الربیع نے یہ بھی اعلان کیا کہ اے اہل خراسان امیر موسیٰ بن امیر المؤمنین نے اپنے ذاتی مال میں سے تین کروڑ درہم تم میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد سب لوگ چلے گئے۔ علی بن عیسیٰ نے امین سے آ کر کہا کہ خراسانیوں نے مجھے لکھا ہے کہ اگر مامون کے خلاف جارحانہ کارروائی کروں تو وہ سب کے سب میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

اس سال علی بن عیسیٰ مامون کے خلاف لڑنے کے لیے رے روانہ ہوا۔

علی بن عیسیٰ کی پیش قدمی:

۱۵/ جمادی الآخر ۱۹۵ھ جمعہ کے دن شام کو نماز جمعہ سے عصر تک علی بن عیسیٰ مدینۃ السلام سے اپنی اس فرو دگاہ کو جو نہروان پر قائم کی گئی تھی روانہ ہو گیا۔ اور وہاں اس نے تقریباً چالیس ہزار فوج کے ساتھ قیام کیا۔ یہ اپنے ساتھ چاندی کی ایک زنجیر بھی لے گیا تھا۔ کیونکہ اسے یہ زعم تھا کہ وہ اس سے مامون کو قید کرے گا۔ پیچر کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ خود امین علی بن عیسیٰ کے ساتھ نہروان تک آئے اور ان فوجوں کا جو علی بن موسیٰ کے ساتھ جا رہی تھیں باقاعدہ معائنہ کیا۔ اس دن کا بقیہ حصہ انہوں نے نہروان میں بسر کیا۔ اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

علی بن عیسیٰ کی ہمدان میں آمد:

علی تین دن تک نہروان میں ٹھہر کر اپنی منزل مقصود کی طرف نہروان سے روانہ اور مسلسل کوچ کرتا ہوا ہمدان پہنچا اور وہاں اس نے عبداللہ بن حمید بن قحطیبہ کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔ اسی اثنا میں انہوں نے عصمہ بن حماد کو یہ حکم بھیجا تھا کہ وہ خود تو اپنے کچھ خاص آدمیوں کے ساتھ واپس آ جائے اور اپنی بقیہ فوج اور دوسرے مال و متاع اور اسلحہ کو علی بن عیسیٰ کے حوالے کر دے۔ انہوں نے ابوولف قاسم بن عیسیٰ کو بھی حکم بھیجا کہ وہ اپنی تمام جمیعت کے ساتھ علی بن عیسیٰ سے چلے۔ انہوں نے بلال بن عبداللہ الحضری کو اس کے ساتھ

کیا اور اس کا منصب مقرر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے عبدالرحمن بن جبلة الانباری کو دینور کا والی مقرر کر کے حکم دیا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ اور اسی کے ہمراہ انہوں نے وہ دو کروڑ درہم بھی بھیج دیئے۔ جو اس سے پہلے ہی اس کے پاس بھیج دیئے گئے تھے۔
علی بن عیسیٰ کی روانگی رے:

مگر علی عبدالرحمن کے اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ہمدان سے رے روانہ ہو گیا۔ یہ پورے بندوبست کے ساتھ رے پہنچا۔ وہاں طاہر بن الحسین نے چار ہزار سے بھی کم فوج کے ساتھ جس کی کل تعداد تین ہزار آٹھ سو بیان کی گئی ہے اس کا مقابلہ کیا۔ طاہر کی چھاؤنی سے تین شخص علی بن عیسیٰ کا تقرب حاصل کرنے اس کے پاس چلے آئے۔ علی نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں کے باشندے ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا میں آپ کے بیٹے عیسیٰ کی فوج کا جسے رافع نے قتل کر دیا ایک سپاہی ہوں۔ علی نے کہا: خوب تم تو میری ہی فوج کے ہو۔ اور پھر اس کے حکم سے دو سو کوڑے اس کے مارے گئے۔ اس کے علاوہ دوسرے دو شخصوں کے ساتھ بھی اس نے اہانت آمیز برتاؤ کیا۔ اس کے اس طرز عمل کی خبر طاہر کی تمام فوج میں پھیل گئی۔ جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ اس سے متنفر ہو گئے اور اب اس کے مقابلہ کے لیے زیادہ عزم سے تل گئے۔

مامون کی خلافت کی دعوت:

احمد بن ہشام طاہر کا صاحب شرط بیان کرتا ہے کہ ابھی ہمیں اس بات کی اطلاع نہیں ملی تھی کہ مامون نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ہے کہ ہمارا علی بن عیسیٰ سے مقابلہ ہو گیا۔ میں نے طاہر سے کہا کہ جس تڑک اور احتشام سے علی آیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر ہم اس سے لڑنے سے برآمد ہوں اور وہ یہ کہے کہ میں امیر المؤمنین کا عامل ہوں اور ہم کو اس کا اقرار کرنا پڑے گا تب ہم کس منہ سے اس سے لڑ سکیں گے۔ طاہر نے کہا اس باب میں اب تک مجھے کوئی ہدایت موصول نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کہا اس معاملہ کو تم مجھ پر چھوڑ دو۔ طاہر نے کہا جو تمہاری سمجھ میں آئے کر لو۔ میں اسی وقت منبر پر چڑھا اور میں نے محمد کو خلافت سے برطرف کر کے مامون کی خلافت کی دعوت دی۔

طاہر بن حسین کا قسطنطنیہ میں قیام:

اور اب ہم اسی دن یا دوسرے دن سنیچر ماہ شعبان ۱۹۵ھ کو وہاں سے چل کر قسطنطنیہ آئے۔ یہ مقام رے سے عراق کی سمت میں پہلی منزل ہے۔ اس وقت علی بن عیسیٰ مشکو بہ نام ایک صحرا تک آ پہنچا تھا اور اب ہمارے اور اس کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ ہم نے اپنے مقدمہ الجیش کو اور آگے بڑھا دیا کہ اب وہ علی سے صرف دو فرسنگ پر رہ گیا تھا۔ اس کا یہ خیال تھا کہ جب طاہر اسے دیکھے گا اسی وقت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا۔ مگر جب علی نے محسوس کیا کہ یہ واقعی جنگ پر تلاء ہوا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ تو بے آب و گیاہ صحرا ہے۔ یہاں پڑاؤ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ اس خیال سے وہ طاہر کی بائیں جانب ہو کر ایک ہاٹ میں جس کا نام بنی الزاری کا ہاٹ تھا آ گیا۔ ہمارے ساتھ ترک تھے ہم ایک نہر کے کنارے اتر پڑے۔ علی بھی ہم سے قریب ہی فروکش ہوا۔ ہمارے اور اس کے درمیان ٹیلے اور پہاڑیاں واقع تھیں۔

علی بن عیسیٰ کی رے پر قبضہ کی افواہ:

اس وقت رے میں ایک افواہ پھیلی کہ علی بن عیسیٰ نے رے پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کی خبر سے مامون نے اپنی فوج کو رے کی طرف روانہ کیا۔

لیا ہے۔ میں اسی شخص کے ساتھ شاہراہ پر آیا۔ اسے غور سے دیکھا۔ اور پھر میں نے کہا دشمن کا راستہ تو یہی ہے۔ مگر یہاں کسی جانور کا نشان قدم معلوم نہیں ہوتا۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس راہ سے اب تک کوئی گزرا نہیں ہے۔
طاہر بن حسین کا جنگ کی تیاریاں کرنے کا حکم:

میں نے طاہر کو آ کر بیدار کیا۔ اس سے کہا نماز پڑھ لو۔ اس نے کہا ہاں پڑھتا ہوں اس نے پانی منگوایا۔ اور نماز کی تیاری کرنے لگا۔ میں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا۔ صبح ہو گئی اس نے مجھ سے کہا سوار ہو کر چلو۔ اب ہم شاہراہ پر آئے اور ٹھہر گئے۔ طاہر نے کہا کیا تم ان ٹیلوں کے آگے جا سکتے ہو۔ ہم ٹیلوں پر سے ہوتے ہوئے ایسے مقام پر آئے جہاں سے علی بن عیسیٰ کی فرودگاہ ہمارے سامنے تھی، ہم نے دیکھا کہ اس کی فوج اسلحہ لگا رہی ہے۔ طاہر نے کہا کہ اگلے قدم واپس چلو ہم اپنی فرودگاہ آئے۔ اس نے خروج کا حکم دیا۔ میں نے فوراً مامونی حسن بن یونس المحاربی اور رسہمی کو بلا کر کہا کہ اب چلو وہ سب جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ مامونی میمنہ پر تھا اور رسہمی اور محمد بن مصعب میسرہ پر تھے۔

علی بن عیسیٰ کا حملہ:

دوسری طرف سے علی بن عیسیٰ اپنی کثیر التعداد فوج کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا۔ اسلحہ اور سونے کی چمک سے تمام میدان سنہر اور رو پہلا ہو رہا تھا۔ اس کے میمنہ پر حسین بن علی تھا۔ جس کے ساتھ ابو ولف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس متعین تھا اور اس کے میسرہ پر کوئی دوسرا سردار متعین تھا۔ اب انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی یہاں تک کہ وہ ہمارے فرودگاہ میں گھس آئے۔ مگر اسی وقت طاہر نے اپنی فرودگاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگا گیا۔
احمد بن ہشام کی حکمت عملی:

لڑائی سے قبل طاہر نے علی بن عیسیٰ کی فوج کی کثرت اور ساز و سامان کو دیکھ کر کہا تھا کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں البتہ ہم ان سے خارجیوں کی طرح لڑتے ہیں۔ اس نے ارادہ کیا کہ علی کی فوج کے قلب پر حملہ کرے اور اس غرض سے اس نے سات سو خوارزمیوں کو جن میں میکائل، سسل اور داؤد سیاہ تھے۔ اکٹھا کیا۔ میں نے طاہر سے کہا کہ میں ایک چال چلتا ہوں۔ وہ یہ کہ علی بن عیسیٰ کو وہ بیعت یاد دلاتا ہوں جو خاص طور پر اس نے تمام اہل خراسان کی طرف سے ان کے نمائندہ کی حیثیت سے مامون کے لیے کی تھی۔ اس نے کہا اچھی بات ہے ضرور ایسا کرو۔ اب ہم دونوں نے معاہدے دو نیزوں کے پھلوں سے باندھے اور میں دونوں صفوں کے درمیان جا کر کھڑا ہوا۔ میں نے امان مانگی اور کہا تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاؤ۔ نہ ہم تم کو ماریں اور نہ تم ہمیں مارو۔ علی بن عیسیٰ نے کہا۔ ہاں میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔ میں نے کہا۔ اے علی بن عیسیٰ تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ کیا یہ وہ عہد نامہ نہیں ہے جس میں خاص طور پر تم نے مامون کی بیعت کی ہے۔ اللہ سے ڈرو اب تم قبر کے دروازے پر پہنچ گئے ہو۔ اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا احمد بن ہشام۔ چونکہ علی نے اس کے چار سو کوڑے لگوائے تھے۔ اس وجہ سے اس کا نام سنتے ہی اسے پھر غصہ آ گیا اور اس نے خراسانیوں کو لاکاراکہ جو اسے پکڑ کر لائے اسے دو ہزار درہم دیئے جائیں گے۔

طاہر بن حسین کا حاتم پر حملہ:

.....

لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہی اس کی فرودگاہ سے عباس بن اللیث مہدی کا مولیٰ اور جس کا نام حاتم الطائی تھا میدان جنگ میں نکل کر آئے طاہر نے اس پر حملہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار کے قبضے کو مضبوطی سے پکڑ کر ایک ایسی ضرب لگائی کہ اسے زمین پر گرا دیا۔ داؤد سیاہ نے علی بن عیسیٰ پر حملہ کیا۔ اور اسے زمین پر گرا دیا۔ وہ علی کو بچا پتا نہ تھا اس روز وہ ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھا جس کے پاؤں کیت رنگ کے تھے۔ یہ گھوڑا اسے امین نے دیا تھا۔ حالانکہ جنگ میں ایسے گھوڑوں کو برا سمجھتے ہیں اور اسے شکست کی علامت خیال کرتے ہیں۔

علی بن عیسیٰ کا قتل:

علی کو زمین پر گرا کے داؤد نے کہا کہ کیوں نہ ہم اس کا کام تمام کر دیں اس پر طاہر الصغیر نے جس کا نام طہر بن التاجی ہے اس سے پوچھا کیا تم علی بن عیسیٰ ہو علی نے اس خیال سے کہ یہ میرا نام سن کر مرعوب ہو جائے گا۔ اور مجھ پر وار نہیں کرے گا۔ کہہ دیا کہ ہاں میں علی بن عیسیٰ ہوں اتنا سنتے ہی طاہر بن الصغیر اس پر چڑھ بیٹھا اور اس نے تلوار سے اسے ذبح کر ڈالا محمد بن مقاتل بن صالح نے اس سے حجت یہ کی کہ سر میں لوں گا اس میں تو اسے کامیابی نہیں ہوئی مگر اس نے اس کی داڑھی کا ایک ٹھہنچ لیا اور اس کو طاہر کے پاس لے آیا اور اس کے قتل کی اسے بشارت دی اصل میں طاہر کا پہلا وار فتح کا سبب ہوا۔ اور چونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑ لی تھی اس وجہ سے اسے اسی دن ذوالہیمنین کہنے لگے۔

علی بن عیسیٰ کی پسپائی:

علی کے تیرا انداز ہم پر تیر چلانے کے لیے آمادہ ہوئے مجھے بھی اب تک اس کے قتل کا علم نہیں ہوا تھا۔ اتنے میں شور مچا کہ سردار مارا گیا اب کیا تھا علی کی فوج بھاگی اور ہم نے دوفر سنگ تک اس کا تعاقب کیا۔ بارہ مرتبہ وہ ہماری مقاومت کے لیے ٹھہرے مگر ہر مرتبہ ہم نے ان کو مار بھگا دیا۔ طاہر بن التاجی علی بن عیسیٰ کا سر لیے ہوئے میرے قریب آیا میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کیونکہ علی کا ارادہ تھا کہ وہ میرے سر کو اس منبر پر نصب کرے جس پر امین کی خلافت سے علانیہ طور پر انکار کیا گیا تھا۔ اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ رے میں اس کے لیے دن کا کھانا تیار کیا جائے۔ میں شکست خوردہ فوج کے تعاقب سے پلٹ آیا۔ علی کا ایک تھیلا مجھے ملا اس میں ایک نیم آستین ایک کرتا اور ایک جبہ تھا۔ اس کو پہن کر میں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ ہم کو اس کی فرودگاہ میں سات سو تھیلیاں درہموں سے ملیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار درہم تھے۔

بخاری جماعت کی شراب نوشی:

ہم نے دیکھا کہ وہ بخاری جماعت جس کو اس نے گالیاں دی تھیں کئی خیر جن پر صندوق بار تھے۔ اسی خیال سے کہ ان میں مال ہوگا لیے ہوئے ہے۔ انہوں نے وہ صندوق توڑے دیکھا کہ ان میں سوار کی شراب بھری ہوئی ہے۔ اب انہوں نے شراب کے شیشے آپس میں تقسیم کر لیے اور کہنے لگے کہ چونکہ آج ہم نے بڑی محنت کی ہے آؤ شراب پیئیں۔

علی بن عیسیٰ کی لاش کا حشر:

میں طاہر کے خیمے میں آیا وہ میری اس تاخیر سے منگوم تھا۔ دیکھتے ہی کہنے لگا۔ بشارت ہو۔ یہ علی کا سر موجود ہے۔ جتنے غلام

کے دونوں ہاتھوں کو پیروں سے باندھ دیا تھا۔ جس طرح کہ گدھے کو اٹھاتے ہیں طاہر کے پاس لائے۔ اس کے حکم سے اسے کھیل میں لپیٹ کر ایک کنویں میں ڈال دیا گیا۔ طاہر نے اس فتح کی بشارت ذوالریاستین کو لکھ بھیجی۔ اگرچہ جہاں ہم تھے۔ وہاں سے مرو تقریباً دو سو پچاس فرسنگ کے فاصلہ پر تھا۔ مگر طاہر کا خط صرف جمعہ کی رات سنچر کی رات اور اتوار کی رات کو چل کر اتوار کے دن مرو پہنچ گیا۔

مامون کی خلافت کا اعلان:

ذوالریاستین کہتا ہے کہ جس روز ہم کو اس فتح کی خوشخبری ملی ہے اسی دن ہم نے ہرثمہ کو پورے ساز و سامان کے ساتھ طاہر کی مدد کے لیے روانہ کر دیا تھا۔ وہ اسی دن اپنے کام پر چلا گیا۔ خود مامون نے بھی کچھ دور اس کی مشایعت کی۔ میں نے مامون سے کہا کہ اب یہ بات بہت ضروری ہو گئی ہے کہ آپ کی خلافت کا اعلان کر دیا جائے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ عنقریب یہ تجویز آپ کے سامنے لائی جائے گی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت کرادی جائے۔ البتہ جب آپ کے خلافت کا باقاعدہ اعلان ہو چکا ہوگا۔ اس وقت آپ کے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ جو قدم آپ نے اس معاملہ میں بڑھا دیا ہے اسے واپس کر دیں۔ یہ کہہ کر میں ہرثمہ اور حسن بن سہل بڑھے اور ہم نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب کیا تھا ان کے تمام شیعوں نے ان کی فوراً بیعت کر لی۔

علی بن عیسیٰ کے قتل کی مامون کو اطلاع:

میں ہرثمہ کو چھوڑ کر اپنے گھر واپس آیا۔ چونکہ اس کے سامان سفر کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے میں تین دن سے سونہ سکا تھا۔ اس لیے آج بہت ہی تھکا ماندہ تھا۔ اتنے میں میرے خدمت گار نے آ کر کہا کہ عبدالرحمن بن مدرک حاضر ہے۔ یہ عامل پٹہ تھا۔ ہم پہلے سے منتظر تھے کہ کوئی نہ کوئی خط آتا ہوگا چاہے اس میں جو خبر درج ہو وہ ہمارے موافق ہو یا مخالف۔ وہ کمرہ میں آ کر خاموش کھڑا رہا۔ میں نے کہا کیا ہے؟ اس نے کہا فتح کی بشارت آئی ہے۔ میں نے طاہر کا خط پڑھا۔ اس میں مرقوم تھا۔ اللہ آپ کی عمر میں برکت دے، آپ کے دشمنوں کو تباہ و برباد کرے۔ میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میرے سامنے پڑا ہے۔ اس کی انگوٹھی میری انگلی میں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

میں فوراً تنہا امیر المومنین کے قصر کی طرف لپکا۔ میں قصر کے احاطہ میں پہنچ چکا تھا تب میرا غلام میرے پاس پہنچا۔ میں نے مامون کو جا کر اس فتح کی بشارت دی اور وہ خط پڑھ کر سنایا۔

علی بن عیسیٰ کے سر کی تشہیر:

انہوں نے اسی وقت اپنے تمام اہل بیت، فوجی امراء اور دوسرے عمائد اور اکابر کو اپنے پاس طلب کیا۔ دربار میں پہنچ کر سب نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ منگل کے دن علی کا سر بھی آ گیا اور اسے خراسان میں گشت کرایا۔

علی بن عیسیٰ کے قتل کی امین کو اطلاع:

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر امین کو ملی جو اس وقت دریا کے کنارے چھلی کے شکار میں منہمک تھے۔ انہوں نے خبر رساں سے کہا کہ اس کا ذکر ابھی مت کرو۔ کوثر نے دو مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور میں نے ابھی ایک بھی نہیں پکڑی ہے۔ طاہر کا ایک دستاویز اس فتح سے پہلے کہہ رہا تھا کہ علی بن عیسیٰ کا سر کوثر کے پاس آئے گا اور اسے خراسان کی طرف

کے ساتھ عقیدت مندی کی وجہ سے طاہر اس کے سامنے ٹھہر بھی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مارا گیا تو اب یہ بالکل کھویا گیا اور کہنے لگا بخدا! طاہر ایسا جوانمرد ہے کہ اگر وہ صرف اکیلا ہو اور علی اپنی ساری فوج کے ساتھ بھی ہو وہ اس سے ضرور لڑے گا۔ یہاں تک کہ وہ غالب آجائے یا مارا جائے۔

مامون کی املاک پر قبضہ:

علی کی فوج کے ایک شخص نے جو نہایت بہادر اور جری تھا اس کا مرثیہ کہا۔ جب اس کے قتل کی اطلاع امین کو اور فضل کو بغداد میں ہوئی، نے مامون کے خادم نونل کو جو بغداد میں اس کا وکیل، خازن، اہل و عیال کا نگران اور تمام اس کی جائیداد کا مختار عام تھا۔ امین کی طرف سے بلا بھیجا اور پھر اس سے وہ ایک کروڑ درہم جو رشید نے مامون کو عطا کیے تھے۔ لے لیے نیز مامون کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد پر جو سواد میں تھی۔ قبضہ کر کے اس پر اپنے کارندے مقرر کر دیئے اور عبدالرحمن الانباری کو پوری طاقت اور ساز و سامان کے ساتھ طاہر کے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا۔ یہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان آ گیا۔

امین کی حکمت عملی پر عبداللہ بن خازم کی تنقید:

اس موقع پر عبداللہ بن خازم نے یہ بات کہی کہ امین اپنی الٹی اور بے ہنگام تدبیروں سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا اور فوجوں کو ہزیمت دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ کبھی نہ ہوگا۔ اس پر پہلے کے کسی شاعر کی یہ بات صادق آتی ہے۔ جس گلہ کا چرہ اہا تو ہے وہ تو تباہ ہو کر رہے گا۔

امین کے متعلق ایک شاعر کے اشعار:

جب امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولی عہد خلافت بنایا اور علی بن عیسیٰ کورے بھیجا تو بغداد کے کسی شاعر نے امین کے سراپا لہو و لعب میں انہماک، امور جہان بینی سے غفلت اور علی بن عیسیٰ اور فضل بن الربیع کے ان کے مزاج میں درخور اور اقتدار کو دیکھ کر یہ قصیدہ لکھا:

اضاع الخلافۃ غشش الوزیر و فسق الامام و جهل المشیر

ترجمہ: ”وزیر کی نمک حرامی، مشیر کی نادانی اور امام وقت کے فسق و فجور میں انہماک نے خلافت کو تباہ کر دیا۔“

امین نے جب اپنے سفراء کے ذریعہ مامون کو وہ خط بھیجا جس میں اس سے کہا گیا تھا کہ تم میرے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت کر لو۔ تو مامون نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا:

”ما بعد! مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ اس میں آپ نے میری اس منزلت سے انکار کیا ہے۔ جو میرے آباء کی دی ہوئی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس حق کی خلاف ورزی کروں جو سب کو معلوم ہے۔ اگر آپ انصاف سے کام لیتے اور اسے نہ چھوڑتے تو آپ کی بات اور ہوتی۔ اور اگر اس وقت میں آپ کی اطاعت سے سرتابی کرتا تو میری بات گر جاتی۔ مگر اب تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ میں بدستور آپ کا عقیدت کیش نیاز مند ہوں۔ اور آپ حق اور انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ آپ کے لیے مناسب ہے کہ آپ اپنے ذاتی اغراض سے اعراض کر کے حق اور انصاف پر کاربند ہوں۔ اس کے بعد اگر میں حق پر قائم رہوں گا تو آپ کو میری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہونا چاہیے اور اگر میں اس کے خلاف

ورزی کروں گا تو اس وقت آپ اپنی کارروائی میں حق بجانب ہوں گے۔ آپ نے اپنے خط میں اطاعت کی خوبی اور مخالفت کی برائی لکھی ہے۔ میں خود اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ حق کی مخالفت کر کے کوئی شخص نہ بچا۔ البتہ جو حق پر قائم ہے اسے کچھ اندیشہ نہیں۔ والسلام۔“

مامون کا علی بن عیسیٰ کے نام خط:

جب مامون کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بھی امین کے ساتھ ہو گیا ہے تو اس نے یہ خط اسے لکھا:

”اما بعد! تم وہ ہو جس نے ہماری اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے۔ تم اور تمہارے اسلاف ہمیشہ سے ہماری خلافت کی حفاظت اور تائید کرتے رہے ہیں۔ تم اس جاں نثاری کو اپنے اوپر ائمہ کا حق سمجھتے رہے ہو۔ تم نے ہمیشہ جماعت کے نظام کو برقرار رکھا ہے۔ اور طاعت میں جاں نثاری کی ہے۔ اپنے مخالفوں کو قتل کیا ہے۔ اپنے ساتھیوں کی مدد و حمایت کی ہے۔ اپنے ائمہ کو تم نے ہمیشہ اپنے آباء اور اپنی اولاد پر ترجیح دی ہے اور شدت اور راحت ہر حالت میں ان کے ساتھ دیا ہے۔ تم نے ہمیشہ اجتماع اور اتحاد کو اپنی فلاح اور صلاح سمجھا اور افتراق کو اپنی تباہی اور بربادی، جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑا اسے تم نے بھی گمراہ سمجھا۔ تم وہ لوگ ہو جن کے ذریعہ اللہ نے اپنا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا ہے۔ کتنے ہمارے دشمن ہیں جن کو تم نے قتل کر کے میدان میں بغیر خبر گیری کے درندوں کا لقمہ بنا دیا کہ اب ہوائیں ان پر افسوس کر رہی ہیں۔ تمہاری انہیں جان نثاریوں اور کارگزاریوں کی وجہ سے ائمہ نے تم کو وہ اعلیٰ اور اشراف درجہ اور مرتبہ عطا کیا۔ جس پر آج تم فائز ہو۔ نیز خلافت کے تمام معاملات میں وہ سب کے سب تم پر اعتماد رکھتے اور تم کو ہر بات میں پیش پیش رکھتے تھے۔ اس وجہ سے امور خلافت میں جو اعتماد اور مرتبہ تم کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں بلکہ تم ہی اس کے سربراہ کار اور منصرم کلی ہو۔

تمام قوم میں تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ اگر تم حکم دو کہ پاس آؤ وہ پاس آ جائیں گے تم کہو آگے بڑھو وہ آگے بڑھ جائیں گے۔ تم رکو وہ بھی رک جائیں گے اور کھڑے رہیں گے۔ اسی خیر خواہی اور جان نثاری کی وجہ سے تمہاری عزت اور وقعت دن دینی اور رات چوگنی بڑھتی رہی۔ اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے تم آج اپنے اس موجودہ مرتبہ پر فائز ہو۔ تمہاری زندگی کا بیشتر حصہ گزر چکا ہے اور اب خاتمہ کا وہ زمانہ آیا ہے جس میں اس بات کا انتظار ہوتا ہے کہ یہ زمانہ بھی خیر و خوبی سے گزر جائے۔ تاکہ اس کی وجہ سے تمام گذشتہ کارگزاریاں مقبول اور معروف ہو جائیں۔ ورنہ اگر آ خر زمانے میں کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے تمام عمر کی خدمات پر پانی پھر جاتا ہے۔ مگر اس وقت تم نے اپنے آقا یا نعمت اور اراکین امامت کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے۔ کہ جس عہد و پیمانہ کو تم نے خود دوسروں سے منعقد کرایا تھا خود تم اب اس کو توڑ رہے ہو۔ وہ عہد صرف خواص تک محدود نہ تھا۔ بلکہ عوام الناس سے بھی نہایت ہی راسخ وعدوں اور غلیظ قسموں کے ساتھ لیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بات بگڑ جائے گی۔ تمام قوم میں تفریق پیدا ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے یہ نعمت خلافت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور ہمارے اسلاف کی تمام محنت اور کاوش برباد ہوگی۔ پھر جب تمہارے اولیائے نعمت ہی برباد ہو جائیں گے تو ضرور ہے کہ ان کے زوال کا اثر خاص طور پر تم تک بھی ساری ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت خراب نہیں کرتا مگر اس وقت تک کہ خود وہ قوم اپنے کو بدل دے۔ جو شخص خلافت کی عزت کے محافظوں کی عام طور پر بربادی کے لیے جدوجہد کرتا ہے خود وہ اپنا کچھ کم دشمن نہیں۔ اس کا روائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سب کے سب مارے جائیں گے۔ تمہارا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تم اس کا روائی کو مخالفت کرتے تو تمہاری رائے پر عمل ہوتا اور کسی طرح سے تمہاری اس رائے کو بد نیتی پر محمول نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس کے علاوہ اولیائے حق تمہاری اس حق پرستی کی وجہ سے تمہارا خاص احترام کرتے۔ جو شخص نفع عاجل کی خاطر حق کو چھوڑتا ہے اور عاقبت میں خود کو تباہ کر لیتا ہے۔ وہ اس شخص کے برابر نہیں جو حق کی اعانت کرتا ہے۔ اس کی عاقبت بھی درست رہتی ہے اور اس دنیا میں بھی اسے بہت زیادہ نفع ملتا ہے۔

اور یہ بات کچھ ایسی نہیں ہے کہ اس کے لیے تم سے استدعا اور درخواست کی جائے بلکہ یہ تو حق ہے جس کا ایفا تمہاری عزت اور شرافت کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ نیز پھر اس کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور وہ اہل امامت بھی جس کے حق کے استقرار کے لیے تم ایسا کرو گے تمہاری اس حق پرستی کا تم کو بہت زیادہ صلہ اور انعام دے گا۔ اگر تم وہاں اپنے قیام کی وجہ سے کوئی بات نہ کہہ سکتے ہو یا نہ کر سکتے ہو تو ایسے مقام پر چلے جاؤ جہاں تم بے خوف و خطر ہو کر آزادی سے اپنی کوئی رائے قائم کر سکو۔ یا اس شخص کے پاس آ جاؤ جو تمہاری کارگزاریوں کا اعتراف کرے اور جو عزت اور ثروت تم کو اب حاصل ہے۔ وہی یہاں بھی تم کو حاصل ہوگی۔

میں اس کے لیے تم سے اللہ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں۔ جس کی ضمانت بالکل کافی ہے۔ اگر اپنی جان کے خوف سے تم ایسا نہ کر سکتے ہو تو کم از کم یہ تو کرو کہ زبان سے اس تحریک میں جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری مرضی کے خلاف کی جا رہی ہے کوئی حصہ نہ لو۔ اس سے یہ تو ہوگا کہ دوسرے اشخاص بھی اس طرز عمل میں تمہاری اقتدا کریں گے۔ اور تمہاری علیحدگی سے خود بھی علیحدہ ہو جائیں گے۔ تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو میں ان شاء اللہ اسے یاد رکھوں گا۔“

ذوالریاستین کا فضل بن الربیع کے مشیر خاص کو مشورہ:

علی نے یہ خط محمد کو لاکر دیا اب کیا تھا جس قدر اشخاص اس تحریک میں پیش پیش تھے انہوں نے امین کو اور جوش دلانا شروع کیا اور اس کی آتش غضب کو تیز کر دیا۔ خود اس کے مزاج کی افتاد نے ان کے منصوبوں میں ان کی مدد کی۔ مگر چونکہ فضل بن الربیع ہی تمام امور کا سربراہ کلی تھا اس وجہ سے طے یہ پایا کہ اس سے مشورہ لیا جائے دوسری طرف ذوالریاستین نے اپنے اس خاص آدمی کو جو فضل کا مشیر خاص تھا لکھ دیا تھا کہ اگر آخروہاں یہی طے ہو کہ ہم سے جنگ کی جائے تو تم یہ کوشش کرنا کہ ہمارے مقابلہ میں علی بن عیسیٰ کو امیر بنا کر بھیجا جائے۔ ذوالریاستین نے یہ تجویز اس لیے کی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ اہل خراسان علی کو اس قدر برا سمجھتے ہیں کہ وہاں کے عوام تک اس سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔

فضل کے مشیر خاص کی تجویز:

فضل نے حسب عادت اس شخص سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اگر اس کام پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا جائے تو نہایت ہی مفید اور

مناسب ہو کیونکہ ایک زمانہ تک وہاں کا والی مقرر ہونے کی وجہ سے تمام خراسان میں اس کا اثر قائم ہے اس کے علاوہ اس کی کریم النفسی اور احسانات کی وجہ سے تمام خراسان اسے مانتا ہے۔ اس سے بہتر آدمی اس کام کے لیے میسر نہیں۔ نیز وہ ان لوگوں میں ہے جنہوں نے صحیح معنوں میں بنی عباس کی تحریک خلافت کو کامیاب بنایا ہے اور سب سے پہلے جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے ان کی یادگار ہے۔ اس مشورہ کی بنا پر سب نے علی بن عیسیٰ کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔ علاوہ اس باقاعدہ فوج کے جو مامون کی حمایت میں علی سے لڑی۔ اہل خراسان کے بہت سے عوام محض علی کے ان مظالم کا انتقام لینے جو اس نے اپنے عہد ولایت میں ان پر کیے تھے۔ مامون کے ساتھ ہو گئے۔ سوائے چند ان کمزور قلب اشخاص کے کہ خود جن کے ساتھ یا ان کے اسلاف کے ساتھ علی نے کوئی احسان کیا تھا۔ تمام اہل خراسان اس کی مخالفت میں ہم خیال تھے اور اسی وجہ سے اسے ہزیمت ہوئی اور وہ مارا گیا۔

امین اور عبداللہ بن خازم کی گفتگو:

امین کا مولیٰ عمر بن حفص کہتا ہے۔ چونکہ میں ان کے ملازمین خاص میں تھا۔ اس وجہ سے میں ہر وقت ان کی خدمت میں چلا جاتا تھا۔ ایسے اوقات میں بھی چلا جاتا تھا۔ جب کہ کوئی دوسرا ان کے پاس نہ جاسکتا اسی زمانہ میں ایک مرتبہ آدھی رات کو ان کی خدمت میں گیا۔ شمع سامنے رکھی تھی۔ اور وہ کسی فکر میں منہمک تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب بھی نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کسی اہم امر سلطنت کی تدبیر میں مشغول ہیں۔ میں خاموش ان کے سر اٹھنے کھڑا ہو گیا۔ رات کا بیشتر حصہ اسی طرح گزر گیا۔ اب انہوں نے سراٹھا کر مجھے دیکھا۔ اور کہا عبداللہ بن خازم کو بلا لاؤ۔ میں اس کے پاس گیا اور اسی وقت اسے ان کی خدمت میں لے آیا۔ اب ان میں مناظرہ ہونے لگا۔ تمام رات اسی میں ختم ہو گئی۔ میں نے عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ امیر المؤمنین میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس الزام سے بچیں کہ سب سے پہلے خلفاء میں آپ ہی عہد شکنی کریں اور اپنی قسم کا کچھ لحاظ نہ رکھیں اور اپنے پیشرو خلیفہ کے فیصلہ کو کالعدم کر دیں۔ امین نے کہا خاموش رہو عبدالملک کی جو تم سے کہیں زیادہ سمجھدار دور اندیش اور صاحب الرائے تھے یہ رائے تھی کہ دو ذرا ایک گلہ میں جمع نہیں رہ سکتے۔

امین کی مامون سے بیزاری:

امین فضل سے کہا کرتے تھے کہ عبداللہ کی موجودگی اور مخالفت میں زندگی کا کچھ لطف نہیں۔ اور اسے نلیحدہ کیے بغیر چارہ نہیں۔ فضل ان کے اس خیال میں ان کی تائید کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ وہ اس کام کو کر دے گا۔ امین کہتے تھے کب کرو گے جب مامون تمام خراسان اور اس کے ملحقہ علاقوں پر پوری طرح قابض اور متصرف ہو جائے گا کیا اس وقت کر سکو گے۔

خزیمہ بن خازم کی امین سے درخواست:

امین کا ایک اور خدمت گار بیان کرتا ہے۔ کہ جب انہوں نے مامون کی نلیحدگی اور اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تمام بڑے امراء جمع ہوئے انہوں نے ہر ایک سے فرداً فرداً اپنی خواہش ظاہر کی۔ اکثر نے اس کے ماننے سے انکار کیا۔ البتہ بعض لوگوں نے کبھی کبھی ان کی تائید بھی کی۔ اب انہوں نے خزیمہ بن خازم سے مشورہ کیا اس نے کہا: جناب والا جس نے آپ کو غلط باور دیا ہے۔ اسے سزا دینا چاہیے۔ جس نے آپ سے اس کی تائید کی ہے اسے سزا دینا چاہیے۔ جس نے آپ سے اس کی تائید کی ہے اسے سزا دینا چاہیے۔

ہے کہ آپ اپنے امرا سے عسا کر کو مامون کی علیحدگی کے لیے ترغیب نہ دیں کل یہی آپ کو علیحدہ کر دیں گے۔ آپ ان کو بد عہدی پر انوائہ کریں یہ ضرور آپ کے ساتھ بھی بے وفائی کریں گے۔ کیونکہ جو خود غدار ہوتا ہے۔ لوگ اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جو خود بد عہدی کرتا ہے وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے اس کے بعد علی بن عیسیٰ بن ماہان بڑھا اسے دیکھ کر امین مسکرائے اور کہنے لگے مگر یہ ہمارے اس تحریک کے بانی مہبانی اور اس سلطنت کے رکن رکن اپنے امام کے منشاء سے سرتابی نہیں کریں گے اور ان کی جاں نثاری میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اب انہوں نے علی کو اپنے تقرب کا وہ درجہ عطا کیا جو کسی دوسرے کو انہوں نے نہیں دیا تھا اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے مامون کی علیحدگی کے لیے امین کی رائے کا اتباع کیا اور ان کی حمایت کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

امین کو مامون کی دل جوئی کا مشورہ:

ابو جعفر کہتے ہیں۔ جب امین نے مامون کی علیحدگی کا ارادہ کیا تو فضل بن الربیع نے ان سے کہا کہ آپ اس کو تنگ نہ کریں۔ ممکن ہے کہ وہ خود ہی بغیر کسی خدشے کے آپ کی اس خواہش کو مان لے اور اس طرح آپ اس کی مخالفت اور جنگ کی مشقت سے بچ جائیں۔ امین نے کہا میں کیا کروں۔ اس نے کہا آپ اسے ایک خط لکھیں اس میں اس کی دل جوئی کریں اور کوشش کریں کہ اس کی وحشت دور ہو۔ اس کے بعد اس سے درخواست کریں کہ وہ اپنے علاقہ سے آپ کے لیے دست کش ہو جائے سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف بڑی فوجوں کے بھیجنے اور سازشیں کرنے سے یہ طریقہ زیادہ موثر اور مفید ہوگا۔ امین نے کہا بہتر ہے۔ تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو مناسب سمجھو کرو۔

اسلعلیل بن صبیح کی مامون کی طلبی کی تجویز:

مگر جب اسلعلیل بن صبیح مامون کو خط لکھنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ سے یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کا اس سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اپنے مقبوضات سے آپ کے لیے دستبردار ہو جائے۔ فوراً اس کے دل میں آپ کی طرف سے خطرہ اور بدگمانی پیدا کر دے گا۔ اور وہ آئندہ کے لیے متنبہ ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ بجائے اس کے آپ اسے یہ لکھیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ امور سلطنت میں تم سے مدد لیا کروں۔ اس لیے تم یہاں آ جاؤ یہ نہایت ہی موثر اور مفید طریقہ کار ہے۔ کیونکہ آپ کے حکم کی اطاعت میں اسے ضرور آپ کی خواہش کو ماننا پڑے گا۔ فضل نے کہا بے شک امیر المومنین یہی رائے نہایت مناسب ہے۔ امین نے کہا اچھا تو وہ اسی مضمون کا خط لکھ دے۔

مامون کی طلبی کا خط:

چنانچہ اسلعلیل ابن صبیح نے امین کی طرف سے یہ خط مامون کو لکھا:

”امیر المومنین نے تمہارے معاملہ پر کافی غور و خوض کیا ہے، جس سرحدی مقام میں تم ہو اس کی اہمیت بھی ان کے پیش نظر ہے۔ مگر اب وہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس آ جاؤ۔ تاکہ امور خلافت میں وہ تم سے مدد لے سکیں۔ اگرچہ امیر المومنین رشید نے تم کو خراسان کا والی مقرر کر کے اس تمام علاقہ کو بلا شرکت غیرے خود مختار اندھنیت سے تمہارے تفویض کیا ہے۔ مگر پھر بھی امیر المومنین کو یہ توقع ہے۔ اگر تم وہاں سے چلے آؤ گے تو اس سے رشید کے منشا یا عہد میں کوئی ستم یا خرابی نہ ہوگی۔ کیونکہ یہاں اس کے تمام دشمن بھی تمہارے منصف ہیں تمہارا ہر معاملہ وہاں جانتے

تمام مسلمانوں کو نفع ہوگا۔ لیکن اب امیر المومنین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمہارے قیام خراسان کے مقابلہ میں جہاں کہ تم اپنے اہل بیت سے بالکل علیحدہ پڑ گئے ہو۔ اور امیر المومنین سے بھی دور ہو۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم ان کے پاس آ جاؤ۔ تمہارے پاس آ جانے سے سرحدوں کی زیادہ اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی فوج کی حالت بھی درست رہے گی۔ خراج کے وصول ہونے میں بھی سہولت ہوگی اور عوام پر اس کا بہت اچھا اثر پڑے گا۔ امیر المومنین یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ تم سے تمام امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کو تمہارے علاقوں پر تمہارا قائم مقام مقرر کر دیں۔ اس طرح کہ وہ ہر بات میں تمہارا ماتحت رہے اور تمہارے احکام نافذ کرے۔ تم اللہ کا نام لے کر نہایت اطمینان و دلجمعی و خوشی اور آئندہ کے متعلق اپنے لیے نہایت عمدہ توقعات کو دل میں لیے ہوئے ہمارے پاس چلے آؤ اور اطمینان رکھو کہ یہ کارروائی نہایت ہی مفید ہے۔ اور اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا۔ کیونکہ تم ہی سب سے زیادہ اس بات کے اہل ہو کہ امیر المومنین اس سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں۔ اور اپنی فرماں روائی میں اسے شریک کریں۔ اس لیے کہ اس میں ان کے خاندان اور ان کے منصب جلیلہ کی فلاں اور صلاح مضمحل ہے۔ والسلام۔“

امین کے سفر کی روانگی:

امین نے یہ خط عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی، عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور صالح صاحب المصلیٰ کو دیا اور حکم دیا کہ تم لوگ اس خط کو مامون کے پاس لے جاؤ اور ہمارے مقصد کے حاصل کرنے اور تمام معاملات کو روبرو لانے کے لیے اس کے ساتھ نرمی اور تواضع کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھنا۔ ان میں سے ایک شخص کے ساتھ انہوں نے بہت سے تحائف، نقد مال اور دوسری قیمتی اشیاء مامون کو بھیجیں یہ ۱۹۳ھ میں ہوا۔

عباس بن موسیٰ کی تقریر:

اس خط کو لے کر یہ جماعت خراسان روانہ ہوئی جب یہ وہاں پہنچی مامون نے اس کو باریاب کیا۔ اس نے امین کا خط اور دوسرے تحائف مامون کو دیئے۔ سب سے پہلے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے تقریر شروع کی۔ خدا کی حمد و ثناء کے بعد اس نے مامون سے کہا۔ جناب والا آپ کے بھائی خلافت اور جہانبانی کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ان کی نیت ہمیشہ بھلائی کی ہے۔ مگر ان کے وزراء اور دوسرے اعدا اور انصار دیانت اور صداقت کے ساتھ ان کو مدد نہیں دیتے ان کے علاوہ خود ان کے اہل بیت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس سے مانوس ہوں۔ آپ البتہ ان کے بھائی ہیں وہ اس بات پر مجبور ہیں کہ آپ سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں۔ اور آپ کو اپنی فرمانروائی میں شریک کریں۔ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ ان کی مدد کرنے سے پہلو تہی نہیں کریں گے۔ اس وجہ سے ہم اس کام کے لیے آپ کو پھسلانا نہیں چاہتے اور نہ ہم اس خوف سے کہ آپ ان کے مخالف ہوں گے آپ کو طاعت کے لیے ترغیب دیتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اگر آپ ان کے پاس چلے جائیں گے تو اس سے آپ دونوں کی باہمی محبت کا اظہار ہوگا نیز اس سے ان کی دولت و سلطنت کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی دعوت کو قبول فرمائیں۔ ان کی خواہش کو پورا کریں اور جس کام میں وہ آپ کی مدد طلب کریں اس میں آپ ان کی مدد کریں۔ اس طرح نہ صرف

آپ ایک حق پورا کریں گے بلکہ اس میں صلہ رحم ہے۔ سلطنت کی بھلائی ہے۔ اور خلافت کی عزت افزائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام کام بنائے اور اس معاملہ میں جو رائے آپ کی ہو۔ اس کے نتائج آپ کے لیے بہتر اور مفید ہوں۔

عیسیٰ بن جعفر کا خطاب:

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے کہا۔ جس طرح اس معاملہ میں جناب والا کے سامنے طویل تقریر کرنا خلاف دانائی ہے اسی طرح امیر المومنین کے حق قرابت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کی تعریف میں کوتاہی کرنا قابل گرفت ہے اللہ آپ کی عزت افزائی کرے آپ امیر المومنین کے پاس نہیں ہیں۔ مگر ان کے دوسرے اہل بیت کی موجودگی نے ان کو آپ سے مستغنی نہیں کیا۔ وہ آپ کی ضرورت کو محسوس کرتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی دوسرا ان کے پاس آپ کی جگہ نہیں لے سکتا اور بھائی ہونے کی وجہ سے ان کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ ان کے کام آئیں اور اپنے امام کی بات مانیں مناسب ہے کہ جناب والا امیر المومنین کے حسب منشاء عمل پیرا ہوں اور اس طرح ان کی خوشنودی تقرب اور محبت حاصل کریں۔ اگر آپ ان کے پاس چلیں گے تو یہ آپ کا احسان بھی ہوگا اور اس سے آپ کو نفع بھی بہت ہوگا اور اگر آپ نہ جائیں گے تو اس سے ہمارے مذہب اور تمام مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔

محمد بن عیسیٰ کی مامون سے درخواست:

محمد بن عیسیٰ بن نہیک نے کہا۔ جناب والا تو خود ہی امیر المومنین کے حق اور مسلمانوں کے مفاد عامہ اچھی طرح سمجھتے ہیں اور ان کا احساس رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ طول طویل تقریروں اور خطبوں سے آپ کی نیت اور منشاء کو زیادہ سر بیج الحس کروں۔ چونکہ امیر المومنین کے پاس جو مشیر اور مصاحب ہیں۔ ان سے ان کا کام اب نہیں چلتا اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ تمام امور سلطنت میں آپ سے مدد اور مشورہ لیں۔ اگر آپ امیر المومنین کی اس خواہش کو منظور کر لیں گے تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہوگی۔ جس سے آپ کی تمام رعایا اور اہل بیت مستفید ہوں گے۔ اور اگر آپ کسی وجہ سے ایسا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ جو امیر المومنین کے لیے کوئی دوسری صورت پیدا کر دے گا۔ اور اس سے امیر المومنین کے آپ کے ساتھ حسن سلوک یا اس اعتماد میں جو ان کو آپ کی وفاداری اور خلوص پر ہے کوئی کمی نہیں ہوگی۔

صالح کی امین کے خط کی تائید میں تقریر:

صالح نے کہا جناب والا! خلافت کا بار نہایت گراں ہے اور مددگار بہت ہی کم ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے خاندان اور آپ کی اس خلافت کے مخالف ہیں اور درپردہ سازشیں کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں۔ آپ امیر المومنین کے اپنے بھائی ہیں اور چونکہ آپ ولی عہد اور ان کی حکومت اور سلطنت میں شریک اور سہیم ہیں اس وجہ سے امور سلطنت کی خوبی یا برائی کا اثر آپ دونوں پر یکساں مرتب ہوگا۔ اسی بنا پر چونکہ ان کو اس بات کا اعتماد کامل تھا کہ آپ امور خلافت میں ان کی مدد کریں گے انہوں نے آپ کو خط لکھا۔ اگر آپ ان کی بات مان کر ان کے پاس چلے جائیں گے تو اس سے خلافت کو عظیم الشان فائدہ پہنچے گا اور عام مسلمانوں اور ذمیوں کو اطمینان اور دلجمعی حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جناب والا کے تمام کام بناتا رہے آپ کی خواہشوں کو بار آور کرے اور آپ کے لیے مفید کاموں کو سرانجام پہنچائے۔

مامون کا سفر سے خطاب:

اب مامون نے تقریر شروع کی۔ خدا کی حمد و ثنا کے بعد اس نے کہا۔ آپ حضرات نے امیر المومنین کا جحق میرے سامنے وضاحت سے بیان کیا ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا اور نہ ان کی اعانت کرنے اور ذمہ داریوں میں شرکت کرنے سے پہلو تہی کرتا ہوں میں خود چاہتا ہوں کہ امیر المومنین کے فرمان کی اطاعت کروں اور ان کی ولی خواہش کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر صحیح رائے کافی غور و فکر کے بعد ہی قائم کی جاسکتی ہے۔ اور اس کی کوشش خلوص نیت پر شاہد ہوتی ہے امیر المومنین نے جو خواہش مجھ سے کی ہے۔ اس کی کوشش خلوص نیت پر شاہد ہوتی ہے۔ امیر المومنین نے جو خواہش مجھ سے کی ہے۔ اس سے اعراض کر کے میں پیچھے نہیں رہنا چاہتا اور نہ فوراً بغیر سوچے سمجھے اس پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے ایسے سرحدی علاقہ میں ہوں جس کا دشمن نہایت ضدی اور کڑوا ہے۔ اگر میں اس علاقہ کی حکومت کو بغیر انتظام کیے یوں ہی چھوڑ دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے فوج اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا۔ اور یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر یہیں رہ جاؤں اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں تو اس طرح میری اپنی خواہش جو امیر المومنین کا ہاتھ بٹانے، ان کی اعانت کرنے اور ان کے ارشاد کی بجا آوری کی ہے فوت ہو جاتی ہے۔ اس وقت تو آپ حضرات جاسیے تاکہ میں اس معاملہ پر غور کروں اور ان شاء اللہ میں یہی رائے قائم کروں گا کہ ان کے پاس چلوں۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس وفد کو مہمان بنایا جائے اور اس کے ساتھ اکرام اور احسان کیا جائے۔

مامون کی پریشانی:

خط پڑھ کر مامون کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ وہ خط اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ فضل بن سہل کر بلا کر اسے خط سنایا اور پوچھا کہ اس معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے۔ اس نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور ہمیں خطرہ میں نہ ڈالیں اور یہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ مامون نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ میں اپنی جگہ بیٹھا رہوں اور امین کا مخالف ہو جاؤں۔ بیشتر فوجی سردار اور سپاہ ان کے ساتھ ہے۔ تمام روپیہ اور خزانہ ان کے قبضے میں ہیں انہوں نے روپے سے تمام بغداد کو اپنا کر لیا ہے۔ دنیا روپے کی ہے اس کے سامنے سب بھک جاتے ہیں اور اس کے سامنے کسی کو اپنے عہد و پیمان کے ایفا کا خیال نہیں رہتا۔

فضل کی بغداد جانے کی مخالفت:

فضل نے کہا جب تعلقات خراب ہو جائیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کی جائیں ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ امین آپ کے ساتھ بد عہدی کر کے آپ کو آپ کے ممالک سے بے دخل کر دے گا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی فوج اور اپنی رعایا میں قیام کریں تاکہ اس کی طرف سے آپ کی مخالفت میں کوئی بات رونما نہ ہو تو آپ اس کے مقابلے کے لیے تیار ہوں۔ اب یا تو اللہ تعالیٰ آپ کی دیانت داری اور ایمان داری کے صلہ میں آپ کو فتح عطا فرمائے تو بہت ہی اچھا ورنہ یہ تو ہوگا کہ آپ عزت کی موت مریں گے اور اپنے ہاتھ اپنے کو دشمن کے حوالے نہ کریں گے۔ کہ وہ پھر جس طرح چاہے آپ کے متعلق فیصلہ کرے۔

مامون کا خاقان سے پناہ لینے کا ارادہ:

مامون نے کہا اگر یہ معاملہ مجھے ایسے وقت پیش آیا ہوتا کہ میرے پاس میری تمام فوج ہوتی اور اس ملک میں امن و امان ہوتا تو اس کا مقابلہ اور اس کی مدافعت میرے لیے بالکل سہل ہوتی۔ مگر اس وقت مشکل یہ ہے کہ خراسان میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ جینو یہ نے ہماری اطاعت سے انحراف کر دیا ہے۔ خاقان تبت نے خراج روک لیا ہے۔ شاہ کابل خراسان کے اس علاقہ پر جو اس کے ملک سے ملحق ہے عارت گری کے لیے تیار ہے۔ شاہ اترار بندہ نے مقررہ خراج کے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان معاملات میں کسی ایک کو بھی سیدھا رسکوں۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ امین نے مجھے اسی لیے طلب کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ بد عہدی کرنا چاہتا ہے۔ ان تمام مشکلات کا حل صرف یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سب کو چھوڑ کر سردست خاقان ملک ترک کے پاس چلا جاؤں اور اس کے پاس اس کے ملک میں پناہ گزین ہو جاؤں۔ مجھے یہ توقع ہے کہ خاقان مجھ اماں دے دے گا۔ اور جو شخص مجھ پر جبر یا مجھ سے غدر کرے گا اس سے وہ مجھے بچائے گا۔

فضل بن سہل کی تجویز:

فضل نے کہا جناب والا بد عہدی کا نتیجہ بہت ہی برا ہوا کرتا ہے اسی طرح ظلم و زیادتی کے انجام بد سے بھی بے خوف نہیں رہنا چاہیے بسا اوقات کمزور اور مغلوب غالب اور طاقتور ہو گئے ہیں۔ کامیابی قلت و کثرت پر نہیں ہے۔ موت کی تکلیف ذلت کی تکلیف سے سہل تر ہے۔ میں اس بات کو ہرگز مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اپنی سلطنت تمام امرائے عساکر اور اپنی فوج کو چھوڑ کر تنہا سر بے جسد کی طرح محمد کے پاس جا کر اس کے سامنے سراطاعت ختم کر دیں۔ اور بغیر جدوجہد کیے اس کے مقابلہ پر جنگ میں دادرمانگی دیئے بغیر خود کو اس کے حوالے کر دیں۔ اس وقت آپ بھی منجملہ اور رعایا کے ایک شخص ہو جائیں گے کہ وہ آپ کے ساتھ جس طرح چاہے گا سلوک کرے گا۔ اس کے برخلاف میں یہ مناسب سمجھتا ہوں وہ آپ بھی جینو یہ اور خاقان کو خط لکھیں۔ ان کو اپنی طرف سے ان کے ملکوں پر فرماں روا مقرر کر دیں اور وعدہ کریں کہ ان کے ہمسردوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں آپ ان کی مدد بھی کریں گے شاہ کابل کو خراسان کے تحائف اور میوے بھیج دیجیے اور کہیے کہ مصالحت کرے۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ خود خوشی سے اس بات کو قبول کرے گا۔ شاہ اترار بندہ کو لکھئے کہ اس سال کا خراج ہم اپنی طرف سے بطور صلہ تم کو معاف کیے دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنے تمام آدمیوں اور سپاہ کو جو پھیلی ہوئی ہے اپنے پاس جمع کر لیں۔ پھر رسالہ کار سالہ سے اور پیدل کا پیدل سے مقابلہ کریں۔ اگر کامیابی ہوئی تو سبحان اللہ ورنہ اس وقت بھی آپ کے لیے یہ موقع رہے گا کہ آپ خاقان کے پاس چلے جائیں۔

فضل کی تجویز سے مامون کا اتفاق:

فضل کی تقریر کا مامون پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اعتراف کیا کہ واقعی مصلحت یہی ہے جو تم کہتے ہو اور اس سے کہا کہ اب تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو چاہو کرو۔ انہوں نے نافرمان بادشاہوں کے نام اسی مضمون کے خطوط بھیج دیئے۔ انہوں نے مامون کی تمام خواہشوں کو تسلیم کر لیا اور پھر اطاعت کا اقرار کیا۔ جس قدر فوجی سردار اور فوجیں مرو سے باہر پھیلی ہوئی تھیں ان سب کو مامون نے اپنے پاس بلا لیا اور طاہر بن الحسین کو جو مامون کی طرف سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے علاقے کی اچھی طرح نگرانی اور حفاظت کرتا رہے۔ اپنی منتشر جماعتوں کو اپنے پاس جمع کر کے فوج اور اسلحہ کے ساتھ ہر وقت اچانک حملہ یا کسی

حادثہ کی مقاومت کے لیے تیار رہے اور اب مامون پوری طرح اس بات کے لیے مستعد ہو گیا کہ وہ امین کو خراسان میں مدخلت نہ کرنے دے۔

فضل بن سہل کی پیشین گوئی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خط آنے کے بعد مامون نے فضل بن سہل کو بلایا اور امین کے معاملہ میں اس سے مشورہ لیا اس نے کہا آج آپ مجھے غور کرنے کی مہلت دیں۔ کل صبح اپنی رائے عرض کروں گا۔ رات بھر وہ سوچتا رہا۔ صبح آ کر کہا میں نے ستاروں کو دیکھا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی جیتیں گے۔ اور آخر میں آپ کو کامیابی ہوگی۔ اس پیشین گوئی نے مامون کو اپنی جگہ ٹھہرا دیا۔ اور اب وہ امین کے مقابلہ میں پورے عزم اور ارادے اور اطمینان قلب کے ساتھ آمادہ ہو گئے۔

مامون کا امین کو جواب:

خراسان کے تمام انتظام کو ٹھیک کر کے مامون نے امین کے خط کا یہ جواب لکھا:

”مجھے امیر المومنین کا خط موصول ہوا۔ دوسروں کی طرح میں بھی آپ کا ایک عامل اور مددگار ہوں۔ امیر المومنین رشید نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس سرحد پر قیام کروں اور امیر المومنین کا جو دشمن ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے اس کی مدافعت کروں۔ میں اس کا یقین کامل رکھتا ہوں کہ میرا یہاں قیام رکھنا امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اس بات سے کہیں زیادہ مفید ہے کہ میں خراسان چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اگر چہ ذاتی طور پر میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ میں آپ کی قربت سے مسرور ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں جناب کو عطا فرمائی ہیں۔ ان کو مشاہدہ کروں بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں اور آنے سے معاف رکھیں۔“

اس خط کو لکھ کر انہوں نے امین کے وفد کو بلا کر اسے ان کے حوالے کیا۔ ان کو پیش بہا انعام اور خلعت سے سرفراز کیا۔ خود امین کو بھی خراسان کی بہت سی ہرقسم کی نادر اشیاء تحفہً ان کے ساتھ بھیجیں اور کہا کہ آپ حضرات میرے معاملے کو بخوبی ان کے سامنے بیان کریں اور میری مجبوریاں بتادیں۔

خراسان اور رے کے مابین نا کہ بندی:

مامون کا خط پڑھ کر امین نے سمجھ لیا کہ وہ کبھی ان کے پاس نہیں آئے گا۔ اس نے عصمہ بن حماد بن سالم اپنی فوج خاصہ کے سپہ سالار کو بلا کر حکم دیا کہ تم ہمدان اور رے کے درمیان جا کر نا کہ بندی کر دو۔ کسی تاجر کو کسی قسم کا اسباب معیشت خراسان نہ لے جانے دو۔ اور ہر شخص کی جامہ تلاشی لو تا کہ خط کے ذریعہ سے یہاں کی کوئی خبر مامون کو نہ مل سکے۔

خراسان پر فوج کشی:

یہ ۱۹۴ھ میں ہوا پہلے یہ انتظام کیا اس کے بعد اب انہوں نے خراسان پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو طلب کر کے اس کو پچاس ہزار فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ اس میں بغداد کے شہسوار اور پیادے دونوں طرح کے سپاہی تھے۔ فوج کا دیوان بھی اسی کے سپرد کر دیا گیا۔ اسے یہ اختیار دیا کہ وہ اپنی صوابدید پر جسے چاہے عہدہ کی ترقی دے۔ اور جسے چاہے اسی پانے والے والوں میں شامل کر دے۔ شام، اسیٹیا، کثیر روہ یہ بھی اسے دیے۔ اور یہ فوج مامون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئی۔

زبیدہ کی علی بن عیسیٰ کو ہدایات:

خراسان جاتے ہوئے علی ام جعفر کو سلام کے لیے حاضر ہوا۔ زبیدہ نے اس سے کہا۔ علی دیکھو! اگر چہ امیر المؤمنین میری اولاد ہیں مجھے عبد اللہ کا بھی بہت خیال ہے۔ اور میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ مبادا اسے گزند پہنچے۔ میرا بیٹا بادشاہ ہے محض خواہشات نفسانی کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کی سلطنت پر بھی قبضہ کرے اور اسے جھین لینے کے لیے وہ اب عبد اللہ پر حملہ کر رہا ہے۔ حالانکہ کریم خود تکلیف برداشت کرتا ہے دوسروں کو نہیں ستاتا۔ بلکہ دوسرے اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ تم عبد اللہ کے ساتھ اس کے باپ اور بھائی کے مرتبہ کو پیش نظر رکھ کر برتاؤ کرنا۔ اس کے ساتھ سخت کلامی نہ کرنا۔ کیونکہ تم مرتبے میں اس کے برابر نہیں ہو۔ اس پر غلاموں ایسی سختی نہ کرنا۔ اسے نہ قید کرنا اور نہ تکلیف دینا۔ کسی چھو کر یا خادم کو اس کی خدمت سے علیحدہ نہ کرنا۔ اسے شتاب روی کی تاکید نہ کرنا۔ اس کے برابر نہ چلنا اس سے قبل گھوڑے پر سوار نہ ہونا بلکہ بغیر اس کی رکاب خانے خود گھوڑے پر سوار نہ رہنا۔ اگر وہ تم کو گالیاں دے تو برداشت کر لینا۔ اگر وار بھی کرے تو اس کا جواب نہ دینا یہ کہہ کر زبیدہ نے اسے چاندی کی ایک چھٹکڑی دی اور کہا کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہو جائے تو یہ چھٹکڑی ڈالی جائے۔ علی نے کہا جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہے میں پوری طرح اس کی بجا آوری کروں گا۔

مامون کی ولی عہدی کی برطرفی کا اعلان:

امین نے علانیہ طور پر مامون کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اس کے بجائے اپنے بیٹے موسیٰ اور عبد اللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے اس کے لیے خراسان کے علاوہ تمام سلطنت میں بیعت لے لی اور انہوں نے اس موقع پر اپنے بنی ہاشم دوسرے امراء اور فوج کو نقد و جنس کی شکل میں بیش بہا انعام اور صلے دیئے۔ موسیٰ کا لقب ناطق بالحق اور عبد اللہ کا لقب القائم بالحق رکھا۔ اس کے بعد علی بن عیسیٰ ۱۹۵ھ کو بغداد سے روانہ ہو کر نہروان پر فروکش ہوا۔ خود امین نے اس کی مشایعت کی دوسرے امراء اور فوجیں سوار ہو کر چلیں۔ ان کے لیے بازار لگا دیئے گئے۔ مزدور اور معمار بھی ساتھ کیے گئے کہا جاتا ہے کہ علی کی فرودگاہ اپنے خیموں اور دوسرے لاؤ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ایک فرسنگ کی تھی بغداد کے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کوئی ایسی چھاؤنی نہیں دیکھی جس میں اس قدر آدمی ہوں اتنے عمدہ جانور ہوں اس قدر اعلیٰ اسلحہ ہوں اور اس کا دوسرا ساز و سامان اس قدر مکمل اور بہتر ہو۔

امین کی علی بن عیسیٰ کو ہدایات:

بغداد کے باب خراسان سے گزر کر امین سواری سے اتر کر پیادہ ہو گئے اور اب انہوں نے علی بن عیسیٰ کو ہدایت دینا شروع کیا اس سے کہا اپنی فوج کو رعایا پر ظلم نہ کرنے دینا۔ دیہات کے لوگوں پر غارتگری نہ کرنے دینا۔ درخت نہ کاٹنے دینا۔ عورتوں کی عصمت دری نہ کرنے دینا۔ یحییٰ بن علی کو رے کا والی مقرر کر کے اس کے ساتھ زبردست فوج متعین کر دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ رے کی آمدنی سے اپنی سپاہ کی معاش ادا کرتا رہے۔ جس جس ضلع سے تم آگے بڑھتے جاؤ وہاں اپنے کسی شخص کو عامل مقرر کرتے جانا۔ اہل خراسان کے جو سپاہی یا سردار تمہارے پاس آ جائیں ان کی بہت تعظیم و تکریم کرنا۔ ان کو خوب انعام دینا ایک بھائی کی خطا کا مواخذہ اس کے دوسرے بھائی سے نہ کرنا۔ اہل خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دینا۔ کسی ایسے شخص کو معافی نہ دینا جس نے تمہاری فوج پر تیرہ یا بیس۔ یا کسی کے بیس ہزار جن۔ و زر عبد اللہ پر قبضہ کیا اس روز سے اسے وہاں قیام کی زیادہ سے زیادہ ہفت تین

دن کی اجازت دینا اور جب اسے تم یہاں روانہ کرنا تو اپنے بہت ہی معتمد عالیہ اشخاص کی نگرانی میں بھیجنا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان کے اغوا سے وہ تم سے سرکشی کر جائے۔ اس وقت تمہاری ہوشیاری یہ ہو کہ تم اسے کسی طرح رفقار کر لو۔ اگر وہ خراسان کے کسی علاقہ میں بھاگ کر چلا جائے تو تم خود اس کے لیے جانا۔ جو ہدایات میں نے تم کو دی ہیں تم اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں امیر المومنین۔ امین نے کہا اللہ کی برکت اور مدد تمہارے ساتھ رہے گا۔

علی بن عیسیٰ کو ایک منجم کا مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ علی کے منجم نے اس سے آ کر کہا کہ بہتر ہوتا کہ آپ خراسان روانہ ہونے میں اتنا انتظار کرتے کر چاند اچھے خانوں میں آ جاتا اس وقت چاند پر نحوست ہے اور سعادت نہیں ہے مگر علی نے اس بات کی بالکل پروا نہ کی۔ اپنے غلام سعید سے کہا کہ مقدمہ الحیش کے سردار سے جا کر کہو کہ وہ کوچ کے لیے نقارہ پر چوب مارے۔ اور اپنا نشان آگے بڑھائے۔ ہم چاند کے سعد و نحس کو نہیں جانتے ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑیں گے جو ہم سے صلح و آتش کا خواہش مند ہوگا ہم اس سے صلح کر لیں گے۔ جو ہمارے مقابلے پر آئے گا اور لڑے گا ہم اس کے خون سے اپنی تلوار کو سیراب کریں گے۔ جب ہم نے جنگ میں پوری طرح ثابت قدم رہ کر دشمن کے مقابلہ کی ٹھان لی ہے تو چاند کی نحوست کو ہم کچھ نہیں جانتے۔

علی بن عیسیٰ کی نحوست و تکبر:

ایک وہ شخص جو اس مہم میں علی کے ہمراہ تھا۔ بیان کرتا ہے کہ جب وہ حلوان سے گزر گیا تو اسے خراسان سے آنے والے قافلے ملے۔ اس نے ان سے خراسان کی خبریں پوچھنا شروع کیں تاکہ اہل خراسان کی کچھ حالت معلوم ہو۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ طاہرے میں فروکش ہے۔ اپنی فوج کی تعلیم و تربیت اور سامان جنگ کی اصلاح کر رہا ہے۔ یہ سن کر علی ہنسا اور کہنے لگا یہ طاہر ہے کیا۔ میری شاخ کی ایک ٹہنی اور میری آگ کا ایک شرارہ ہے۔ اسے فوج کی قیادت سے اور جنگوں سے کیا سروکار۔ اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے مڑ کر کہا۔ جس وقت ہم نے ہمدان کی گھاٹی کو عبور کر لیا اور اسے اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اس طرح ہمارے سامنے سے اکھڑ جائے گا۔ جس طرح تیز آندھی کے جھونکے سے کوئی درخت اکھڑے جاتا ہے۔ بھیڑ کے بچے مینڈھے کی ٹکر نہیں سہار سکتے اور لومڑیاں شیر کے سامنے نہیں ٹھہر سکتیں۔ اور اگر ایسا ہی طاہر مردن کر اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو دیکھ لینا کہ سب سے پہلے وہی تلواروں کی دھاروں اور نیزوں کی انیوں کا نشانہ بنے گا۔

علی بن عیسیٰ کو طاہر کی جنگی تیاریوں کی اطلاع:

یزید بن الحارث کہتا ہے کہ جب علی ہمدان کی گھاٹی پر پہنچا تو یہاں بھی خراسان کا ایک قافلہ وہاں سے آتا ہوا سے ملا۔ اس نے پوچھا کوئی خبر بیان کرو۔ انہوں نے کہا طاہرے میں مقیم ہے اس نے جنگ کا سارا انتظام مکمل کر لیا ہے۔ وہ لڑائی کے لیے بالکل آمادہ ہے۔ خراسان اور اس کے متصل اضلاع سے برابر اس کے لیے کمک پہنچ رہی ہے۔ روزانہ اس کی طاقت اور سپاہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور تمام سپاہی یہی سمجھتے ہیں کہ وہی خراسان کے جیش کا مالک ہے علی نے پوچھا کیا کوئی اور نامی خراسانی بھی اس کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا ہے؟ انہوں نے کہا اور تو کوئی نہیں آیا۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ وہاں ایک عام بے چینی ہے اور سب لوگ ناکف ہیں۔

علی بن عیسیٰ کے دیلم، طبرستان وغیرہ کے حکمرانوں کے نام خطوط و تحائف:

یہ سن کر علی نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ عجلت کے ساتھ طے منازل کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے ہمارے دشمن کا انتہائی مقام پیش قدمی رہے ہے۔ اگر ہم رے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر خراسان کی سمت ان سے آگے نکل گئے تو اس سے ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے ان کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور ان کی تمام جماعت پر آگندہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس نے دیلم، جبل، طبرستان اور اس سے ملحقہ ریاستوں کی فرماں رواؤں کو خط لکھے ان کو بہت کچھ انعام و اکرام دینے کا وعدہ کیا۔ قیمتی تاج و کنگن اور مہلب تلواریں تحفہ میں بھیجیں اور حکم دیا کہ تم خراسان کے رستے مسدود کر دو۔ اور کسی کو طاہر کی مدد کے لیے اپنے علاقوں سے نہ گزرنے دو۔ ان بادشاہوں نے اس کی یہ بات مان لی۔

علی بن عیسیٰ کا سردار مقدمۃ الجیش کی رائے سے اختلاف:

اب علی بڑھتا ہوا رے کی سرحد میں داخل ہو گیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش کے سردار نے آ کر اس سے کہا کہ یہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا اپنے مخبر اس علاقے میں پھیلا دیں۔ اطلاع مقرر کر لیں اور پڑاؤ کے لیے کسی مناسب مقام کا انتخاب کر کے وہاں فروکش ہوں اور اپنے پڑاؤں کے گرد خندق بنائیں تاکہ آپ کی فوج بے خوف و خطر فروکش ہو جائے۔ اور کسی قسم کا دغ نہ ان کو نہ رہے اس سے ان کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہوگی۔ جو نہایت ضروری ہوں۔ علی نے کہا کیا کہتے ہو طاہر ایسا جو امر نہیں کہ اس مقابلہ کے لیے یہ حفاظتی تدابیر ضروری ہوں۔ ان دو شکلوں میں سے ایک شکل ہوگی کہ یا تو وہ رے میں قلعہ بند ہو جائے گا۔ اس طرح خود اہل رے اسے بھگت لیں گے اور ہمیں اس کے مقابلہ پر کوئی کارروائی ہی نہیں کرنا پڑے گی اور اگر ہمارے رسالے اور ہماری فوجیں اس کے قریب جا پہنچیں تو وہ رے کو چھوڑ کر نوک دم بھاگ نکلے گا۔

چیکی بن علی کی تجاویز کی مخالفت:

چیکی بن علی نے اس سے آ کر کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام پر آگندہ جماعتوں کو اکٹھا کر لوں۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر شب خون پڑے گا۔ اور آپ رسالہ کو جب تک کہ ان کی تعداد کافی نہ ہو اپنے پاس سے ادھر ادھر نہ بھیجیں فوجوں کا انتظام تساہل سے نہیں ہوتا۔ اور لڑائیاں فرصت اور موقع طلبی سے سر نہیں ہوا کرتیں۔ دور اندیشی یہ ہے کہ آپ ہر وقت چوکے رہیں۔ اور یہ نہ کہیے کہ طاہر مجھ سے لڑنے آیا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چنگاری بھڑک کر شعلہ بن گئی ہے۔ اور ایک چھوٹے سے چشمہ سے جب غفلت اور بے اعتنائی کی گئی وہ ایک بڑا سمندر بن گیا۔ ہماری فوجیں طاہر کے قریب پہنچ چکی ہیں اگر وہ بھاگنے والا ہوتا تو اب تک کبھی کا بھاگ گیا ہوتا۔ علی نے کہا چپ رہو۔ جہاں تم سمجھتے ہو کہ طاہر موجود ہے وہاں وہ نہیں ہے جب جو انہدوں کا مقابلہ ان کے برابر والوں سے ہوتا ہے۔ تب وہ جوش میں آتے ہیں اور صرف اپنے ہمسروں کے مقابلہ پر جنگ میں مستعدی اور جدوجہد کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے کیا۔ اس کے لیے میں کیا کروں۔

طاہر کو رے میں قیام کا مشورہ:

عبداللہ بن مجالد کہتا ہے کہ خراسان بڑھتے ہوئے علی رے سے دس فرسنگ فاصلہ پر آ کر فروکش ہوا۔ اس وقت طاہر رے میں تھا۔ جس کی اس نے اچھی طرح سے اطلاع دی، اور کہہ دیا کہ کبھی تمہیں۔۔۔ علی سے لڑنے کے لیے ہانکنا پڑتا۔ علی کے فوجیوں

ہونے کے بعد اس نے مصاحبین سے مشورہ لیا۔ کہ کس طرح علی کا مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا آپ شہر رے میں قیام کریں۔ اور یہیں سے حتی المقدور اس وقت اس سے کسی فیصلہ کن لڑائی سے بچتے رہیں۔ جب تک کہ خراسان سے مزید رسالہ آپ کی کمک کو آئے اور کوئی دوسرا سپہ سالار بھی آئے جسے آپ اپنی جگہ علی سے لڑنے کے لیے متعین کریں۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ شہر رے کے اندر قیام کرنے سے آپ کو اور آپ کی سپاہ کو بہت آرام ملے گا۔ یہاں رہ کر ہم سب کو تمام ضروریات زندگی بہت آسانی سے ہمدست ہو جائیں گی۔ نیز سردی کی تکلیف سے بھی حفاظت رہے گی اور اگر خود شہر میں ایک پر لڑائی آپڑی تو اس وقت ہم شہر کے مکانات کی حفاظت میں اپنا بچاؤ کر کے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ آپ کے پیچھے سے کوئی اور امدادی سپاہ آپ کے پاس پہنچ جائے۔

طاہر کی رے میں قیام کی مخالفت:

طاہر نے کہا: میری رائے تمہاری اس رائے سے بالکل مخالف ہے۔ اہل رے علی سے مرعوب ہیں۔ ان کے دلوں میں علی کا بیت و سطوت جاگزیں ہے۔ تم خود جانتے ہو اس کے ہمراہ عرب کے بدوی کو ہستانوں کے لٹیرے اور دیہات کے اچکے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر وہ ہمارے قیام رے کی حالت میں یہیں ہم پر حملہ آور ہو تو اس کے خوف سے خود یہاں کے باشندے ہم پر انہماک کھڑے ہوں گے۔ اور اس کی حمایت میں ہم سے لڑنے لگیں گے۔

طاہر کی تجویز:

علاوہ بریں یہ بات بھی سمجھ لو کہ جو جماعت خود اپنے گھروں میں سہمی ہوئی ہو۔ اور خود اس کی فرودگاہ پر حملہ کیا جائے۔ جماعت ضرور بزدل اور ننگی ہو جاتی ہے۔ اس کا وقار جاتا رہتا ہے۔ اور اس کا دشمن اس پر چیرہ دست ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کے سوا اور کوئی بات مناسب نہیں کہ شہر رے کو اپنے عقب میں چھوڑ کر آگے بڑھ کر مقابلہ کریں۔ اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو خیر ورنہ اس وقت ہم پسپا ہو کر شہر میں چلے آئیں گے۔ اور اس کی گلی کوچوں میں لڑیں گے اور قلعہ بند ہو کر اس وقت تک اس کی مدافعت کرنے رہیں گے جب تک کہ خراسان سے ہماری مدد کے لیے اور فوج آئے۔

طاہر کی رے سے روانگی:

اس پر سب نے کہا بے شک یہی رائے مناسب ہے اب طاہر نے اسی فیصلے کے مطابق اپنی فوج میں کوچ کا اعلان کر دیا اور وہاں سے چل کر انہوں نے رے سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر کلواص نام ایک گاؤں میں آ کر پڑاؤ کیا یہاں محمد بن العلاء نے اس سے آ کر کہا کہ جناب والا آپ کی فوج دشمن کی سپاہ سے مرعوب ہو گئی ہے ان کے دلوں میں اس کا خوف اور رعب جاگزیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے پڑاؤ میں رہ کر دفاعی جنگ کریں۔ البتہ جب اس طرح آپ کے سپاہی ان کی خوب سے واقف ہو کر ان کو پرکھ لیں۔ اور کوئی راہ ان کے خلاف پیش قدمی کی مل جائے۔ تب آپ خود ان پر جارحانہ کارروائی کر سکتے ہیں۔

طاہر کا فیصلہ کن جنگ کا ارادہ:

طاہر نے کہا میں کچھ کم تجربہ کار اور محتاط نہیں ہوں میری فوج کم ہے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر میں فیصلہ کن لڑائی کو نالتا تو مجھے یہاں تک شہر رے سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر کلواص نام ایک گاؤں میں آ کر پڑاؤ کیا یہاں محمد بن العلاء نے اس سے آ کر کہا کہ جناب والا آپ کی فوج دشمن کی سپاہ سے مرعوب ہو گئی ہے ان کے دلوں میں اس کا خوف اور رعب جاگزیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے پڑاؤ میں رہ کر دفاعی جنگ کریں۔ البتہ جب اس طرح آپ کے سپاہی ان کی خوب سے واقف ہو کر ان کو پرکھ لیں۔ اور کوئی راہ ان کے خلاف پیش قدمی کی مل جائے۔ تب آپ خود ان پر جارحانہ کارروائی کر سکتے ہیں۔

تحریر سے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا۔ اور اس طرح میرے اکثر ساتھی مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اور جو ہمارے ساتھ پامرد اور دلیر ہیں وہ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ میں تو اب یہ کرتا ہوں کہ اپنی پیدل سپاہ کو ان کی پیدل سپاہ سے اپنے رسالہ کو ان کے رسالہ سے بھڑادوں۔ اور اپنی فوج کی طاعت اور وفاداری پر پورا بھروسہ کر کے کامیابی یا شہادت کا استقلال کے ساتھ منتظر ہوں۔ اگر ہمیں فتح و کامیابی حاصل ہوئی تو فہوالمراد اور اگر دوسری صورت پیش آئی تو میں کوئی پہلا ہی آدمی نہیں ہوں جو لڑا ہو اور مارا گیا ہو۔ اور پھر شہادت کا اجر جو اللہ کے یہاں ملے گا وہ بہت اعلیٰ اور افضل ہوگا۔

علی بن عینی کی فوجی ترتیب:

علی نے اپنی فوج سے کہا کہ تم فوراً دشمن پر حملہ کر دو۔ چونکہ وہ بہت کم ہیں۔ اس لیے اگر تم ایک دم ان پر دھاوا کر دو گے تو وہ تمہاری تلواروں کی مار اور نیزوں کے وار کے سامنے ٹھہرنہ سکیں گے۔ اب اس نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے میمید اور میسرہ اور قلب میں تقسیم کر کے مرتب کیا۔ دس نشان بنائے۔ ہر نشان کے ساتھ ایک ہزار سپاہی متعین کیے ایک ایک نشان کو میدان جنگ میں بڑھایا۔ ہر نشان کے درمیان سو گز کا فاصلہ چھوڑا۔ ان جماعتوں کے سرداروں کو حکم دیا کہ جب اگلی جماعت سے دشمن کی جنگ ہو اور وہ دیر تک استقلال کے ساتھ دشمن سے لڑتے لڑتے گرم ہو جائے تو اس کے بجائے اس کی متصلہ دوسری جماعت آگے بڑھ کر دشمن سے لڑنے لگے اور اگلی کو ذرا دم لینے اور جنگ کے لیے دوبارہ تازہ دم ہونے کے لیے آرام کرنے کے لیے پیچھے ہٹائے۔ اس نے زرہ بکتر اور خود والوں کو نشانوں کے آگے متعین کیا۔ اور خود قلب فوج میں اپنے نہایت دلیر اور شجاع جوانمردوں کے جھرمٹ میں ٹھہر گیا۔

طاہر بن حسین کا فوج سے خطاب:

طاہر بن حسین نے بھی اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے ان کے پرے جمائے پھر وہ ایک ایک سردار اور اس کی جماعت کے پاس آیا اور کہا۔ اے اللہ والو! اے وفا شعار شکر گزارو! تم ان غدار اور بے ایمانوں کی طرح نہیں ہو جنہوں نے اس عہد و پیمانہ کو توڑ ڈالا ہے جس کی تم نے اب تک حفاظت کی ہے۔ انہوں نے اس بات کو ذلیل کیا ہے جس کی تم نے تعظیم کی ہے۔ اور اس وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے جس کو تم نے پورا کیا ہے۔ ان کا مقصد باطل ہے۔ وہ بد عہدی اور جہالت کے لیے لڑ رہے ہیں یہ ضرور مارے اور لوٹے جائیں گے۔ اگر تم آنکھیں بند کر کے میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تو مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ نصرت پورا کرے گا اور عزت و نصرت کے تمام دروازے تمہارے لیے کھول دے گا۔ اس لیے تم ان باطل پرستوں اور دوزخ کے کندوں سے اپنے دین کی خاطر نہایت بہادری سے لڑو۔ ان کے باطل سے اپنے حق کو بچاؤ۔ یہ صرف ایک گھنڈہ کی بات ہے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اب اس نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ بلند آواز کے ساتھ کہنا شروع کیا۔ اے صدق اور وفا کے حامیوں! خبردار ثابت قدم رہنا اور اپنی پوری غیرت اور حمیت کے ساتھ لڑنا۔

جنگ کا آغاز:

دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل بڑھے۔ اہل رے بھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر

نے۔ ان وقت کے فوجی حکام نے کہا کہ اگر ہمیں یہاں سے ہٹا دیا جائے تو ہمارے لیے کوئی اور جگہ نہیں ہے۔

تمہارے عقب میں ہیں ساز باز نہ کر سکے۔ اور اب صرف انتہائی جدوجہد اور جنگ میں ثابت قدمی تم کو بچا سکتی ہے۔ دونوں خریق گتھم گتھا ہو گئے اور بڑے زور کی لڑائی ہونے لگی۔ مگر دونوں فریق اپنی اپنی جگہ جھے رہے کسی کا قدم نہیں ڈگمایا۔ علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کر کے بری طرح پاش پاش کر دیا۔ نیز اس کے میسرہ نے طاہر کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے بھی اس جگہ سے ہٹا دیا۔ اس پر طاہر نے اپنی فوج سے کہا کہ جس طرح ہو سکے اپنی انتہائی شجاعت اور بسالت کے ساتھ دشمن کے قلب والے دستوں پر حملہ کرو اگر ان میں سے ایک نشان کو بھی تم نے پسپا کر دیا تو اس کے آگے بڑھے ہوئی جماعتیں خود بخود عقبی جماعتوں کے پاس پلٹ کر آ جائیں گے۔

طاہر کا علی بن عیسیٰ کی فوج کے قلب پر حملہ:

چنانچہ طاہر کی سپاہ پہلے تو نہایت ہی ثابت قدمی اور پامردی سے حملہ آوروں کے سامنے ڈٹی رہی اور پھر اس نے خود علی کی فوج کے قلب کے آگے بڑھے ہوئے نشانوں پر حملہ کیا۔ ان کو پسپا کر دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ نشان ایک پر ایک پلٹے اور اس طرح علی کا میمنہ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا۔ جب طاہر کے ہزیمت خوردہ میمنہ اور میسرہ نے اپنے ساتھیوں کی یہ کارگزاری دیکھی وہ اپنے مقابل پر پلٹ پڑے اور ان کو مار بھگا گیا۔ جب علی تک یہ نوبت پہنچی اس نے اپنے سو ماؤں کو لاکارنا شروع کیا۔ کہاں ہیں تاج و کلاہ والے۔ اے شریف زادو! میرے پاس آ کر ٹھہرو۔ پسپائی کے بعد جوابی حملہ کرو۔ جنگ میں کامیابی صرف استقلال اور پامردی سے ہوتی ہے۔

علی بن عیسیٰ کا خاتمہ:

اتنے میں طاہر کے کسی سپاہی نے اپنے تیر سے علی کو نشانہ بنایا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اب کیا تھا۔ طاہر کی فوج نے ان کو بے دریغ قتل اور اسیر کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ رات نے آ کر بھاگنے والوں اور پکڑنے والوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ فاتحوں کو بے شمار دولت ملی۔ طاہر نے علی کی سپاہ میں منادی کر دی جو ہتھیار ڈال دے گا۔ وہ مامون ہے۔ اس وعدہ معافی کے ساتھ انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ اور اپنے جانوروں سے اتر آئے۔ طاہر شہرے میں واپس آ گیا۔ اور اس نے جنگی قیدی اور مقتولین کے سر مامون کے پاس بھیج دیئے۔

عبداللہ بن علی بن عیسیٰ کی مراجعت بغداد:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی بن عیسیٰ مقتولین کے درمیان جان کے خوف سے لیٹ گیا۔ وہ زخموں سے چکنا چور تھا۔ اس وجہ سے وہ اس دن اور ساری رات بے حس و حرکت مقتولین میں پڑا رہا۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی اسے نہ پکڑے گا اس وقت اٹھا اور اپنی شکست خوردہ جماعت میں مل کر بغداد چلا گیا۔ یہ علی کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

سفیان بن محمد کا بیان:

سفیان بن محمد نے بیان کیا ہے جب علی خراسان روانہ ہوا تھا تو مامون نے اس سے لڑنے کے لیے فرداً فرداً اپنے تمام سرداروں سے استفسار کیا۔ مگر چونکہ سب کے دلوں میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لیے سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے اس کے مقابلہ سے اپنی جان چھڑائی۔

روپیہ بطور صلہ اور انعام کے دیا۔ نیز اسے حلوان سے لے کر اس تمام علاقے پر جو وہ خراسان کا فتح کر لے والی مقرر کیا اور ابنا کے دوسرے مشہور صاحب شجاعت اور بسالت اور دلیر لوگوں کو اس مہم میں اس کے ساتھ کیا۔

امین کے عبدالرحمن کو احکامات:

اسے حکم دیا کہ وہ راستے میں بہت کم ٹھہرے اور آرام کرے اور طے منازل میں عجلت سے کام لے۔ اور اسی طرح مسلسل کوچ کرتا ہوا طاہر سے پہلے ہمدان جا پہنچے وہاں اپنے گرد خندق بنائے۔ تمام ضروریات زندگی مہیا کرے اور اس تمام بندوبست کے بعد دوسرے دن تڑکے ہی طاہر اور اس کی فوج سے لڑ پڑے۔ لوگوں کے ساتھ کشادہ دہی اختیار کرے اور جو ہدایات میں نے دی ہیں ان کو پوری طرح نافذ کرے حفاظت اور احتیاط کا پورا انتظام رکھے۔ اور علی کی طرح غفلت اور تساہل سے قطعاً اجتناب کرے۔

عبدالرحمن کی ہمدان میں آمد:

عبدالرحمن اپنی مہم پر روانہ ہوا۔ ہمدان پہنچا۔ ناکہ بندی کی اس کی فیصل اور دروازوں کی قلعہ بندی کی شکستہ جگہوں کو درست کیا۔ مختلف ضروریات کے لیے بازار اور پیشہ ور لوگوں کو شہر کے اندر اکٹھا کر لیا اور ہر قسم کے آلات جنگ اور سامان خوراک کو جمع کر کے طاہر کے مقابلہ اور اس سے لڑنے کے لیے مستعد ہو گیا۔

یحییٰ بن علی کی امین سے امداد طلبی:

اپنے باپ کے قتل کے بعد یحییٰ بن علی اس کی مہر و فوج کی ایک جماعت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر رہے اور ہمدان کے درمیان ٹھہر گیا۔ اور اس کے باپ کی شکست خوردہ فوج کا جو شخص اس کے پاس سے گزرتا یہ اسے اپنے پاس روک لیتا۔ چونکہ اسے یہ خیال تھا کہ امین اسی کو اس کے باپ کی جگہ پر مقرر کر کے رسالے اور پیادے سے اس کی مدد کریں گے۔ اسی امید میں وہ اس ہزیمت خوردہ فوج کے سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگا۔ اس نے امین سے مدد مانگی۔ انہوں نے اسے لکھا کہ ہم نے عبدالرحمن لاہاری کو بھیج دیا ہے۔ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طاہر کا مقابلہ کرو۔ اگر مدد کی ضرورت ہو تو تم عبدالرحمن کو لکھنا۔ وہ تم کو ہر طرح کی کمک بھیج دے گا۔

یحییٰ بن علی کی روانگی ہمدان:

دوسری طرف طاہر کو تمام کیفیت معلوم ہوئی۔ عبدالرحمن کی طرف بڑھا۔ جب یحییٰ کے قریب پہنچا تو یحییٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کہ طاہر ہمارے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس کے ہمراہ خراسان کے جو پامرد پیادے اور جوانمرد شہسوار ہیں ان سے تم خوب واقف ہو چکے ہو۔ کل ہی تم سے اس کی لڑائی ہو چکی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے اگر میں اس ہزیمت خوردہ فوج کے ساتھ اس سے لڑا تو وہ ہمیں ایسا سخت صدمہ پہنچا دے گا۔ کہ اس کا اثر ہماری اس فوج پر بھی جو ہمارے عقب میں ہے پڑے گا۔ اور یہ ایک اچھا بہانہ عبدالرحمن کے ہاتھ آجائے گا۔ وہ امیر المومنین سے میری بزدلی اور نیکے پن کی شکایت کرے گا۔ اگر میں اس سے امداد طلب کروں اور اس کے انتظار میں پڑا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو قتل سے بچانے اور آئندہ ان سے کام لینے کے لیے میری مدد نہیں کرے گا۔ ان دو شکلوں میں صرف یہ طریقہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ ہمدان کی طرف بڑھیں اور عبدالرحمن کے قریب

ضرورت ہوئی تو ہم اس کی مدد کو پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑیں گے اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ اب یحییٰ پلٹا۔ اور جب وہ ہمدان کے قریب پہنچ گیا تو یہاں اس کے اکثر وہ ساتھی جو اس کے پاس جمع ہوئے تھے۔ اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی اپنی راہ ہو لیے۔

طاہر اور عبدالرحمن کی جنگ:

طاہر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا پہنچا۔ عبدالرحمن نے اپنی فوج میں لڑائی کے لیے آمادہ ہو جانے کا اعلان کیا اور اب وہ پوری طرح تیار ہو کر جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کا رزار میں مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ جنگ شروع ہوئی جس میں دونوں فریق نہایت ہی ثابت قدمی کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ پر جتھے رہے۔ نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے اور زخمی ہوئے۔

عبدالرحمن کی پسپائی:

اس کے بعد عبدالرحمن پسپا ہو کر شہر ہمدان میں چلا آیا۔ کئی دن اس نے وہاں قیام کیا۔ اس اثناء میں اس کی حالت سنبھل گئی۔ اور اس کے زخمی اچھے ہو گئے۔ اب پھر اس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لیے مستعد ہو جانے کا حکم دیا اور پوری طرح تیار ہو کر شہر سے نکل کر طاہر پر حملہ آور ہوا۔

طاہر کی حکمت عملی:

جب طاہر کی نظر اس کے جھنڈوں اور اگلی جماعتوں پر پڑی اس نے اپنی سپاہ سے کہا کہ عبدالرحمن کی چال یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ صرف تم کو اپنی صورت دکھائے اور جب تم اس کے پاس پہنچ جاؤ وہ تم سے لڑے۔ اگر تم نے اسے مار بھگا یا تو فوراً شہر کی طرف لپک کر اس میں گھس پڑے اور پھر وہاں شہر کی خندق پر تم سے مقابلہ کرے اور شہر کے دروازوں اور فصیل کی آڑ میں تم سے لڑے اگر اس کے برعکس اس نے تم کو شکست دے دی تو پھر تمہارا تعاقب کرنے اور جی کھول کر تم کو قتل کرنے کا اس کو وسیع میدان مل جائے گا۔ کہ تم میں سے جو بھاگے یا میدان سے پشت پھیرے وہ اسے قتل کر دے اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی خندق اور اپنی فرو دگاہ کے قریب ہی ٹھہرے رہیں۔ تاکہ اگر وہ ہمارے پاس آئے ہم اسے لڑیں گے اس طرح وہ تو اپنی خندق سے دور نکل آئے گا اور ہم اپنی خندق کے قریب ہی رہیں گے۔

عبدالرحمن کا طاہر کی فوج پر حملہ:

اس تجویز کے مطابق طاہر اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ عبدالرحمن نے یہ خیال کیا کہ میری ہیبت کی وجہ سے اس نے آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے سے پہلو تہی کی ہے۔ اس خیال خام کی وجہ سے وہ خود ہی اس سے لڑنے کے لیے چھینٹا۔ اب پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ طاہر اپنی جگہ جمارہا اور اس نے عبدالرحمن کی سپاہ کو بری طرح قتل کیا۔ ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ یہ رنگ دیکھ کر عبدالرحمن نے اپنی فوج کے حوصلے بڑھانے کے لیے ان کو لکارا۔ اے جماعت انبا اے امر ازادو اور تلوار کے مالکو یہ غم ہیں یہ بہت دیر تک جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم ثابت قدم رہو۔ اب وہ اپنے ہر نشان کے پاس آیا اور ان کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنے لگا۔

جگری سے لڑنے لگا۔ اور اس نے متعدد حملے طاہر کی فوج پر ایسے سخت کیے کہ ہر حملہ میں طاہر کے بہت سے سپاہیوں کا صفایا کر دیا گیا۔ مگر باوجود اس قدر دلیری اور جرأت کے طاہر کی فوج کا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ اور نہ ان میں کوئی اضطراب پیدا ہوا۔

عبدالرحمن کی شکست و پسیائی:

اس کے بعد طاہر کے ایک جوانمرد نے عبدالرحمن کے علم بردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اب طاہر کی تمام فوج نے یکجان ہو کر عبدالرحمن کی فوج پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کو ان کی جگہوں سے اکھاڑ دیا عبدالرحمن کی فوج نے پشت پھیری اور طاہر کی فوج نے بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ اسی طرح مارتے اور قتل کرتے ہوئے ان کو ہمدان کے دروازے تک دھکیل لائے۔

ہمدان کا محاصرہ:

طاہر نے شہر کے دروازے پر ٹھہر کر عبدالرحمن اور اس کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ عبدالرحمن روزانہ مقابلہ کے لیے شہر سے نکلتا اور شہر کے دروازوں ہی پر اس سے اور طاہر کی فوج سے لڑائی ہوا کرتی۔ عبدالرحمن کی سپاہ شہر کی فصیل پر سے طاہر کی فوج پر سنگ اندازی بھی کرتی۔

عبدالرحمن کی طاہر سے امان کی درخواست:

عبدالرحمن کی فوج محاصرہ کی شدت سے تنگ آگئی خود اہل شہر کو بھی ان کی موجودگی سے تکلیف محسوس ہونے لگی اور خود بھی ان سے لڑنے اور مارنے کے لیے آمادہ ہوئے۔ باہر سے طاہر نے ہر سمت سے سامان معیشت کی بہر سانی مسدود کر دی۔ عبدالرحمن اور اس کی سپاہ نے اپنی ہلاکت اور قحط زدگی کے خطرہ کو محسوس کیا۔ نیز ان کو یہ بھی اندیشہ ہو گیا کہ خود اہل شہر ہی ان پر وار کر دیں گے اس نے طاہر کے پاس اپنے سفرا بھیج کر اپنے اور اپنی فوج کے لیے امان کی درخواست کی جسے اس نے منظور کر لیا اور اس کا ایفاء کیا۔ عبدالرحمن اپنے اور یحییٰ بن علی کے ساتھیوں کو لے کر جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔

طاہر بن حسین کو اعزاز و خطاب:

ہم اس لقب کی وجہ پہلے بیان کر چکے ہیں جب طاہر نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی فوج کو شکست دے دی اور علی مارا گیا تو اس نے فضل بن سہل کو یہ خط لکھا۔

اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے دشمن کو برباد کرے۔ میں آپ کو یہ خط لکھتا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میری گود میں ہے۔ اور اس کی مہر میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔

خط پڑھ کر فضل اپنی جگہ سے فوراً اٹھ کر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے امیر المومنین کہہ کر اسے سلام کیا۔ مامون نے طاہر کی امداد کے لیے مزید سپاہ اور سردار بھیجے ذوالہجین اور صاحب جبل الدین اسے خطاب عطا کیا۔ اور اس کی فوج کے ان سپاہیوں کی جن کی تنخواہ اسی سے کم تھی ترقی دے کر اسی کر دی۔

سفیان بن علی بن عبداللہ کی بغاوت:

اس سال ماہ ذی الحجہ میں سفیان بن علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ نے شام میں علم بغاوت بلند کر کے اپنے لیے

کے مقابلہ سے نکل کر بھاگا۔ محمد المخلوع امین نے حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ مگر یہ ان کے سامنے ہی نہیں آیا بلکہ رقتہ پہنچ کر وہیں ٹھہر گیا۔

علاقہ جبال سے امینی عمال کا اخراج:

اس سال طاہر نے محمد کے عاملوں کو قزوین اور تمام علاقہ جبال سے نکال دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ عبدالرحمن کے مقابلہ کے لیے بڑھا تو اسے یہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کثیر بن قادرہ کو جو قزوین میں محمد کا عامل تھا۔ اور جس کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی، اپنے عقب میں یوں ہی رہنے دے گا تو ممکن ہے کہ وہ عقب سے اس پر حملہ کر دے۔ اس وجہ سے جب طاہر ہمدان کے قریب آ گیا اس نے اپنی فوج کو قیام کرنے کا حکم دیا وہ سب فروکش ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے ایک ہزار پیادے اور ایک ہزار شہسوار اپنے ساتھ لے کر کثیر بن قادرہ کا قاصد کیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی کثیر اور اس کی سپاہ قزوین کو خالی کر کے بھاگ گئی۔ طاہر نے ایک زبردست جمعیت اپنے ایک سردار کی قیادت میں وہاں اس ہدایت کے ساتھ متعین کر دی۔ کہ عبدالرحمن الانباری وغیرہ کے ساتھیوں میں سے جو قزوین میں آنا چاہے۔ یہ اس سے لڑیں اور اسے روک دیں۔

عبدالرحمن کی بد عہدی:

اس سال عبدالرحمن الانباری اسراہد میں مارا گیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے جب محمد المخلوع نے عبدالرحمن الانباری کو ہمدان بھیجا تو اس کے پیچھے انہوں نے خرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کو بھی اہل بغداد کے ایک زبردست رسالے کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ قصر اللصوص میں جا کر پڑاؤ کر دیں۔ عبدالرحمن کے تمام احکام کی بجا آوری کریں اور اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ اس کی مدد کریں۔

عبدالرحمن کا طاہر کی فوج پر اچانک حملہ:

جب عبدالرحمن طاہر سے وعدہ امان لے کر شہر سے نکل کر اس کی طرف آیا اور مقیم ہو گیا تو اس نے طاہر اور اس کی فوج پر ظاہر یہی کیا کہ اب وہ بالکل امن پسند ہے اور ان کے وعدہ امان اور پیمانہ صلح پر دل سے راضی ہے۔ مگر جب کہ طاہر اور اس کی فوج اس کی طرف سے بالکل بے خطر ہو گئی اس نے اچانک موقع پا کر اپنے ساتھیوں کو لے کر ان پر دھاوا کر دیا۔ طاہر اور اس کی فوج کو ان کی اس حرکت کی صرف اس وقت اطلاع ہوئی جب کہ وہ ان کے سروں پر آ گئے۔ عبدالرحمن نے بے دریغ اپنے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

طاہر کی فوج کی ثابت قدمی:

طاہر کی فوج کے پیادے اپنی تلواریں ڈھال اور تیر لے کر مقابلہ پر جے رہے اور گھنٹوں کے بل ہو کر اس طرح لڑے جو لڑائی کا حق ہے۔ اور اس وقت تک ان کو روکے رکھا۔ جب تک کہ سوار تیار ہو کر مقابلہ کے لیے آئیں جب وہ بھی آ گئے تو اب نہایت ہی ثابت قدمی اور بے جگری سے ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ تلواریں اور نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

عبدالرحمن کا قتل:

اب عبدالرحمن کے ساتھی بھاگے مگر وہ خود اپنے چند خاص آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں گھوڑے سے اتر پڑا اور لڑتا لڑتا

اس میں اتنی ہمت اب نہیں ہے کہ تعاقب کی زحمت برداشت کرے۔ آپ بھاگ جائیں۔ مگر اس نے یہی کہا کہ اب میں شکست کھا کر واپس جانا نہیں چاہتا۔ اور نہ امیر المومنین کو اپنی صورت دکھاؤں گا۔ اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔ اس کی فرودگاہ کولوث لیا گیا بچے بچے مصیبت کے مارے حشری کے بیٹوں عبد اللہ اور احمد کے پاس پہنچے۔ ان کے آنے کا یہ اثر ہوا کہ خود ان کی فوج میں اس قدر خوف اور دہشت پھیلی کہ بغیر اس بات کے کہ ایک دشمن بھی ان کے پاس آیا ہو یہ بے تحاشہ اپنے مقام سے بھاگے اور بغداد پہنچنے تک انہوں پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

طاہر بن حسین کا شلا شان میں قیام:

طاہر کے لیے اب میدان صاف تھا۔ وہ بلا مزاحمت عراق کی طرف بڑھا۔ ایک ایک شہر اور ضلع سے گزرتا ہوا حلوان کے ایک گاؤں شلا شان میں آ کر اس نے اپنا پڑاؤ کیا۔ اپنے گرد خندق بنائی ہر طرح سے اپنی فرودگاہ کو مستحکم کیا اور وہیں اپنی تمام فوجیں جمع کیں۔

امیر حج داؤد بن عیسیٰ و عمال:

اس سال امین کی طرف سے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اور اس سال اور اس سے دو سال پہلے یعنی ۱۹۲ھ میں اسی کی امارت میں حج ہوا تھا۔ عباس بن موسیٰ الہادی امین کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا اور منصور بن مہدی بصرہ کا عامل تھا۔ مامون خراسان میں فرمانروا تھا اور اس کا بھائی محمد بغداد میں حکمران تھا۔

۱۹۶ھ کے واقعات

اسد بن یزید کی طلبی:

اس سال محمد بن ہارون نے اسد بن یزید بن مزید کو قید کر دیا اور احمد بن مزید عبد اللہ بن حمید بن قحطبہ کو طاہر سے لڑنے کے لیے حلوان بھیجا۔

اسد بن یزید بن مزید نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن الانباری کے قتل کے بعد فضل بن الربیع نے مجھے بلا بھیجا۔ میں اس کے پاس گیا وہ اس وقت اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جسے وہ پڑھ چکا تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ سخت طیش کی حالت میں کہہ رہا تھا وہ تو خواب خرگوش میں ہے۔ نہ اسے حکومت کے جانے کی فکر ہو نہ وہ کسی مفید رائے اور تدبیر پر غور کرتا ہے۔ شراب و کباب نے اسے بدست کر دیا ہے وہ تو عیش و نشاط میں منہمک ہے۔ اور زمانہ اس کی بربادی کا انتظام کر رہا ہے۔ عبد اللہ اس کی مخالفت پر اب علانیہ طور پر مستعد ہو گیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ کے لیے اس نے اپنے سب سے بہتر آدمی کو مقرر کیا ہے جو اتنی دور سے گھوڑوں کی پشت پر نیزوں کی اینیوں اور تلواروں کی دھاروں پر محمد کی یقینی ہلاکت اور موت کو لیے ہوئے بڑھا آ رہا ہے۔

اسد بن یزید کو طاہر کے مقابلہ کا حکم:

اسد بن یزید کو طاہر کے مقابلہ کا حکم: اسد بن یزید کو طاہر کے مقابلہ کا حکم: اسد بن یزید کو طاہر کے مقابلہ کا حکم:

مخاطب ہو کر کہا۔ ابو الحارث میرے اور تمہارے سامنے ایک خاص مقصد ہے۔ جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ اگر ہم سے اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو ہم ہمیشہ کے لیے مذموم ہو جائیں گے اور اگر ہم نے اس کے لیے پوری مستعدی دکھائی تو ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ ہم ایک اصل کی شاخ ہیں اگر وہ مضبوط رہی تو ہم بھی قوی رہیں گے اور اگر اصل ہی کمزور ہوگئی تو ظاہر ہے کہ ہم بھی کمزور ہو جائیں گے۔ اس شخص نے تو اپنی حالت بالکل نادان چھو کر یوں کی سی کر لی ہے۔ ہر وقت عورتیں اس کی مشیر ہیں۔ خواب کے اوپر اس کو پورا بھروسہ ہے اور اپنے ان تمام رند مشرب اور یا وہ گو مصاحبین کی بات کو غور سے سنتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے۔ ان لوگوں نے اسے یہ طفل تسلی دی ہے کہ آخر میں اسی کی فتح اور کامیابی ہوگی۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بربادی اس سرعت سے اس کی طرف پڑھتی چلی آ رہی ہے۔ جس سرعت کے ساتھ کہ سیلاب ریت کے ٹیلوں کی طرف بڑھتا ہے۔ بخدا مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ اس کی ہلاکت اور تباہی کے ساتھ ہم بھی تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔ تم عرب کے مسلمہ جو انمرد ہو اور ایک جو انمرد کے بیٹے ہو۔ اس نے اس شخص کے مقابلہ کے لیے تم کو تاکا ہے۔ تمہاری سچی و فاداری اور حقیقی ہی خواہی نیز تمہاری انتہائی شجاعت اور اس کے ساتھ بختاوری نے تمہارے انتخاب میں رہبری کی ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری ہر ضرورت کو پورا کروں۔ اور جس قدر روپیہ تم چاہو تم کو دے دوں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اقتصاد برکت اور سعادت کی کنجی ہے۔ بہر حال جو ضرورت تم کو ہو وہ پوری کرو۔ اور جلد سے جلد اپنے دشمن کی راہ لو۔ اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتح کی عزت کا سہرا تمہارے ہی سر باندھے گا۔ تمہارے ہی ذریعہ اس خلافت اور حکومت کے رخنہ بھی پھر پاجائی کر دے گا۔

اسد بن یزید کے مطالبات و شرائط:

میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی اور امیر المومنین کی خدمت کے لیے بسر و چشم حاضر ہوں اور خود اس بات کو چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ان کے دشمن کو ذلیل اور مغلوب کروں۔ مگر نبرد آزما محض موقع کے بھروسہ پر کام نہیں کرتا۔ اور نہ جب تک فوج کے ساز و سامان میں کسی قسم کی بھی خرابی یا کمی ہو اسے کامیابی ہوتی ہے۔ جنگجو کا سرمایہ فوج اور فوج کا سرمایہ مال۔ امیر المومنین کی فیاضی کا یہ عالم ہے کہ جو سپاہی ان کی چھاؤنی میں موجود ہیں انہوں نے ان کے ہاتھ روپے سے بھر دیئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مستقل طور پر ان کو کثیر معاش مقرر کر دی اور ان کو بڑے بڑے انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔ اگر میں اپنی فوج کو لے کر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہوں جاؤں اور ان کے دل اپنے پیچھے رہنے والے متعلقین کی ضروریات میں الجھے رہیں تو ایسی پریشان خاطر فوج دشمن کے مقابلہ میں میرے کس کام آسکتی ہے کیونکہ انہوں نے غیر مصافی لوگوں کو لڑنے والوں پر اور نصیبوں اور کڑھلیوں کو محنت اور مشقت برداشت کرنے پر فضیلت دی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ میری تمام فوج کو ایک سال کی معاش اب دیں۔ اور ایک سال کی معاش ساتھ کر دیں۔ نیز ان میں جو لوگ جنگ میں آزمودہ اور بہادر فن حرب سے واقف ہوں ان کی معاش خاص مقرر کریں۔ اور مجھے اختیار ہو کہ میں خود اپنی جمعیت کے اچانچ اور کمزور سپاہیوں کو بدل دوں۔ اور ان کے بجائے دوسرے سپاہیوں کو بھرتی کر لوں۔ اپنی جمعیت کے ایک ہزار آدمی کو گھوڑے دے دوں۔ نیز یہ کہ جو شہر اور علاقہ میں فتح کروں اس کا کوئی حساب مجھ سے نہ لیا جائے۔

اسد بن یزید کی اسیری:

اسد بن یزید نے اس وقت تک اسیری نہیں کی تھی کہ اس نے اپنے دشمنوں کو اسیر کرنے سے روک دیا۔

ضرورت ہے۔ چنانچہ اب میں اور وہ امیر المؤمنین کی خدمت میں چلے۔ فضل مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں بار یاب ہوا۔ اس کے بعد مجھے اجازت ملی۔ ان کے سامنے گیا۔ مجھ سے اور ان سے ابھی دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ برہم ہو گئے اور انہوں نے مجھے قید کر دیا۔

اسد کا مامون کے فرزندوں کی حوالگی کا مطالبہ:

اس کے متعلق امین کا ایک خاص مصاحب بیان کرتا ہے کہ اسد نے ان سے یہ کہا کہ آپ مامون کے بیٹوں کو میرے حوالے کر دیجیے۔ تاکہ ان کو میں اپنے پاس نظر بند رکھوں۔ اگر مامون میری اطاعت قبول کر کے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو خیر ورنہ پھر مجھے اختیار ہو کہ میں اس کے لڑکوں کے ساتھ جو چاہوں سلوک کروں۔ اس پر امین نے کہا تو پاگل اعرابی ہے۔ یہ کیا سوال ہے۔ میں تجھے عرب اور عجم سپاہ کی قیادت اور تمام صوبہ جبال کی خراسان تک کی آمدنی کا مختار بناتا ہوں اور تیرے ہمسر جو دوسرے امراء اور رؤساء کے جانشین ہیں ان سے تیرا درجہ اور مرتبہ بڑھاتا ہوں اور تو مجھ سے اپنے بچوں کے قتل اور اپنے ہی گھر والوں کے خون کا خواست گار ہے۔ یہ سراسر حماقت اور غیر متعلق بات ہے۔

اس وقت بغداد میں مامون کے دو بیٹے اپنی ماں ام عیسیٰ بنت الہادی کے ساتھ مامون کے بغداد والے قصر میں مقیم تھے۔ جب بغداد پر مامون کا قبضہ ہو گیا تو یہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ خراسان چلے گئے۔ اور وہیں رہے۔ اور پھر سب کے ساتھ بغداد آئے۔ یہ مامون کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

احمد بن مزید کے متعلق سفارش:

جب امین نے اسد کو قید کر دیا تو مشیروں سے پوچھا کہ کیا اس کے خاندان میں کوئی اور ایسا شخص ہے کہ جس کو اس کے بجائے مقرر کیا جاسکے۔ کیونکہ ان کی دیرینہ خدمات اور وفا شعاری کی وجہ سے میں ان سے بگاڑنا نہیں چاہتا۔ لوگوں نے کہا۔ جی ہاں! احمد بن مزید موجود ہے۔ وہ ان سب پر باعتبار اپنی نیک کرداری، جان نثاری اور اطاعت کے بہتر ہے۔ اس کے علاوہ وہ نہایت بہادر جو امر دُفوجوں کے انتظام ان سے کام لینے اور لڑائی میں نہایت ہوشیار اور مستعد ہے۔ امین نے اسی وقت ڈاک کا ہرکارہ اس کے پاس دوڑایا کہ وہ فوراً اسے لے کر آئے۔

احمد بن مزید کی طلبی:

احمد اسحاقیہ نام ایک گاؤں کو اپنے چند عزیزوں، مولیوں اور خدمت گاروں کے ساتھ جا رہا تھا۔ اس نے نہریان عبور ہی کیا تھا کہ اس نے آدھی رات کو ڈاک کے ہرکارے کی آواز سنائی دی۔ کہنے لگا بھلا اس وقت اور اس مقام پر اس کے آنے کی کیا وجہ ہے۔ ضرور کوئی بات ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہرکارہ ٹھہرا اور اس نے ملاح کو آواز دی اور کہا کہ کیا تمہارے پاس احمد بن مزید ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ وہ سواری سے اترا اور اس نے امین کا خط احمد کو دیا۔ اس نے کہا میں اپنی زمین کے قریب آ پہنچا ہوں جو یہاں سے اب صرف ایک میل رہ گئی ہے۔ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں کھڑے کھڑے وہاں ہواؤں اور جو ضروری کام ہے اس کے متعلق مدایات دے آؤں۔ پھر تمہارے ساتھ تڑکے ہی جانا چلتا ہوں۔ اس نے کہا امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ بغیر ایک لمحے کی

بے خبری سے نہ آؤں۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں نہیں آؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں نہیں آؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں نہیں آؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں نہیں آؤں گا۔

سن کرا احمد اس کے ساتھ پلٹنا اور کوفہ آیا۔ یہاں ایک دن اس نے قیام کیا۔ اور جب اس نے ذرا آرام اور رخت سفر مہیا کر لیا تو امین کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔

احمد بن مزید اور فضل بن الربیع کی ملاقات:

احمد کہتا ہے جب میں بغداد آیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ سب سے پہلے فضل بن الربیع سے مل لینا چاہیے۔ تاکہ اس کے ساتھ اور اس کی موجودگی میں امین کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں۔ جب مجھے اس کے پاس آنے کی اجازت ملی اور میں اس کے سامنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تم طاہر کے مقابلہ کے لیے جاؤ اور عبداللہ اس بات پر مصر ہے کہ اسے بہت سارو پیسے دیا جائے اور بہت زیادہ فوجیں دی جائیں۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے مرحبا کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر اس کا مذاق اڑانے لگا اور مزاح کرنے لگا۔ پھر اس کے منہ پر مسکرا کر اس نے ہم بنی شیمان کی تعریف میں دو شعر پڑھے۔ اس پر عبداللہ نے بھی کہا کہ واقعی وہ اس تعریف کے مستحق ہیں۔ وہی اس خرابی کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ وہی دشمن کو سزا دے سکتے ہیں اور باغیوں کے شر سے تمام فرمانبرداروں کو بچا سکتے ہیں۔ پھر فضل نے مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین نے تمہارا ذکر چھیڑا۔ میں نے تمہاری اطاعت شعاری فرماں برداری خلوص نیت باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری شدت اور فوری صائب رائے قائم کر کے اس پر عمل کرنے کی قابلیت کی تعریف کی۔ انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ تم سے اپنی خاص اہم خدمات لی جائیں۔ تاکہ تمہاری شہرت اور عزت میں اضافہ ہو اور تم کو اس درجہ اور مرتبہ عالیہ پر فائز کیا جائے جس پر آج تک تمہارا کوئی خاندان والا نہیں سرفراز ہو سکا۔

احمد بن مزید کی سپہ سالاری:

اس کے بعد اس نے خدمت گار کو حکم دیا کہ میرے گھوڑوں پر زین کسواؤ۔ تھوڑی دیر میں اس کی سواری کے لیے گھوڑا تیار کر دیا گیا۔ اب وہ اور میں دونوں چلے۔ محمد کے پاس پہنچے۔ وہ اس وقت اپنے صحن محل میں بیٹھے تھے وہ مجھے اپنے قریب بلا تے گئے یہاں تک کہ میں ان کے بالکل ہی متصل پہنچ گیا۔ کہنے لگے تمہارے بھتیجے کے ترمز اور فساد نیت کی اکثر خبریں مجھے ملی تھیں۔ اور وہ عرصہ سے میری رائے کی مخالفت پر آمادہ رہتا ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے میں اس کی طرف سے بدظن ہو گیا ہوں اور مجھے اس کی وفاداری پر بھروسہ نہیں رہا۔ اس کی اسی قابل اعتراض روش اور غداری کی وجہ سے میں نے اس کی تادیب کے لیے اسے قید کر دیا ہے۔ اگرچہ میرے دل سے یہ بات چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ یہ کروں تمہاری مجھ سے بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری قدردان منزلت بڑھاؤں اور تمہارے خاندان پر تم کو ترقی دوں۔ اور اس غرض کے لیے میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس باغی خاندان جماعت کے مقابلہ کے لیے سپہ سالار مقرر کروں تاکہ ان کے مقابلہ میں لڑ کر دنیا کے اجر اور آخرت کے ثواب دونوں کے حاصل کرنے کا تم کو موقع ملے۔ اب تم دیکھ لو کہ تم اس کام کو کس طرح انجام دے سکو گے۔ اپنی نیت کو درست رکھو۔ امیر المؤمنین نے اس کام کے لیے تم کو اختیار کیا ہے۔ تم ان کی مدد کرو۔ اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں پوری جدوجہد کر کے ان کو خوش کرو وہ بھی تم کو خوش کر دیں گے۔ اور تمہاری عزت افزائی کریں گے اس کے جواب میں میں نے عرض کیا۔ اللہ آپ کی بات ہمیشہ در رکھے میں جناب والا کی خیر خواہی میں اپنی

ان شاء اللہ سے پورا کروں گا۔

احمد بن مزید کو حلوان جانے کا حکم:

انہوں نے فضل سے کہا کہ اسد کی فوج کے دفاتر ان کے حوالے کر دو نیز ہماری چھاؤنی میں جو اعرابی اور جزیرہ کے سپاہی ہوں ان کو بھی ان کے ساتھ بھیج دو۔ پھر مجھ سے کہا۔ بہت جلد اپنا انتظام درست کر کے دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جاؤ۔ میں ان کے پاس سے چلا آیا۔ میں نے فوج کا انتخاب کیا۔ اور تمام دفاتر غور سے دیکھے جن کا اندراج صحیح ثابت ہوا ان کی تعداد بیس ہزار ہو گئی۔ میں ان سب کو لے کر حلوان روانہ ہو گیا۔

امین کی احمد بن مزید کو ہدایات:

حلوان جاتے ہوئے احمد بن مزید محمد کے پاس رخصت ہونے کے لیے آیا۔ اور درخواست کی کہ امیر المؤمنین مجھے کچھ ہدایات دیں۔ انہوں نے کہا۔ میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ ظلم و زیادتی سے بچنا۔ کیونکہ ظلم مانع نصرت ہے۔ قابلیت ذاتی اور حسن کارگزاری کے بغیر کسی شخص کو ترقی نہ دینا جو اب وہی کا موقع دینے بغیر کسی پر تلوار نہ اٹھانا۔ اور جب کوئی شخص تمہارے قبضہ میں آ جائے اور تم کو یہ موقع ہمدست ہو کر تم اس کے ساتھ نرمی کر سکو تو ایسے موقع پر شدت اور قساوت اختیار نہ کرنا۔ اپنی فوج کے آدمیوں سے بہت اچھا برتاؤ کرنا۔ روزانہ مجھے اپنی خبریں بھیجتے رہنا۔ اور اس بات کا خیال اپنے دل میں نہ لانا کہ تم کسی ایسے کام کو میرے پاس ذریعہ تقرب بناؤ کہ جب اس کا مرافعہ میرے پاس ہو تو وہ تمہارے خوف کا باعث ہو جائے۔ عبد اللہ کے ساتھ ایک مخلص بھائی اور محسن مصاحب کا سا برتاؤ کرنا۔ جب وہ اور تم ایک جگہ جمع ہوں تو اپنے تعلقات خوشگوار رکھنا اگر وہ تم سے مدد مانگے تو تم اس سے انکار کرنا اور نہ مدد دینے میں دیر لگانا۔ تم دونوں متحدہ اور متفقہ طور پر رائے قائم کر کے کارروائی کرنا۔ اچھا اب جو تم کو ضرورت ہو وہ کہو۔ اور جلد اپنے دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ۔ احمد نے ان کو دعادی اور درخواست کی کہ آپ میری کامیابی کے لیے دعا مانگتے رہیں۔ میرے بارے میں کسی چغل خور کی بات نہ مانیں اور جب تک کہ آپ کو میرے فرض کی بجا آوری کا پورا تجربہ نہ ہو جائے آپ مجھے علیحدہ نہ کریں۔ اس کے بعد آپ اسد کو قید سے رہا کر کے آزاد کر دیجیے۔

احمد بن مزید اور عبد اللہ بن حمید کو احکامات:

امین نے احمد بن مزید کو بیس ہزار عروب کے ساتھ اور عبد اللہ بن حمید بن قحطبہ کو انبار کے بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ طاہر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ان کو حکم دیا کہ تم حلوان جا کر قیام کرو۔ اور طاہر اور اس کی فوج سے اس کی مدافعت کرو۔ اگر طاہر شلاشان میں قیام رکھے تو وہ دونوں اپنی فوج کے ساتھ وہاں تک بڑھ کر اس کا مقابلہ کریں۔ اور اسے اس مقام سے بھی خارج کر دیں اور جم کر اس سے لڑیں۔ دونوں آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھیں۔ اور طاعت میں ایک دوسرے کے دوست رہیں۔

طاہر بن حسین کی حکمت عملی:

وہ دونوں بغداد سے روانہ ہو کر حلوان کے قریب ایک مقام خانقین میں آ کر فروکش ہوئے۔ مگر طاہر بدستور اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا۔ اس نے اپنی اور اپنی فوج کی حفاظت کے لیے خندق بنالی اور احمد اور عبد اللہ کی چھاؤنیوں کو اپنے جاسوس اور مخبر بھیج دیئے۔

اتنی زیادہ عطا مقرر کی ہے۔ اور اس کے علاوہ ان کو اور مزید معاش دی ہے۔
احمد بن مزید اور عبداللہ میں نفاق:

اس طرح طاہر برابر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ ان دونوں امراء میں نزاع اور اختلاف پیدا ہو جائے۔ آخر کار وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو اور احمد اور عبداللہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ ان کی یکجہتی ختم ہو گئی۔ وہ خود آپس ہی میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے اور لڑ پڑے۔ پھر خود بخود طاہر سے لڑے بھڑے بغیر خاقانین کو چھوڑ کر پلٹ گئے۔
طاہر کا حلوان پر قبضہ:

طاہر نے بغیر کسی زحمت کے آگے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا۔ ابھی اسے یہاں آئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ہرثمہ بن اعین مامون اور فضل بن سہل کا مراسلہ لے کر ان کے پاس آیا۔ جس میں طاہر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقہ کو اس کے تفویض کر دے اور خود اہواز روانہ ہو۔ طاہر نے حسب بجا آوری کی ہرثمہ حلوان میں اقامت گزریں ہو گیا اور اس نے اسے خوب مستحکم کر لیا اور اس کے تمام راستوں اور پہاڑوں میں اپنی جنگی چوکیوں اور پہرے قائم کر دیئے اور طاہر اہواز کی سمت روانہ ہو گیا۔
فضل بن سہل کا اعزاز و خطاب:

اس سال مامون نے فضل بن سہل کی قدر اور منزلت اور بڑھائی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ جب مامون کو معلوم ہوا کہ طاہر نے علی بن عیسیٰ کو قتل کر کے اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور ان کو امیر المومنین کا لقب دے کر ان کی خلافت کا اعلان کر دیا اور خود فضل بن سہل نے بھی اسی لقب سے ان کو خطاب کیا اور اب ان کو صحیح طور پر یہ بھی اطلاع مل گئی کہ طاہر نے عبدالرحمن بن جبلة الانبادی کو بھی قتل کر کے اس کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا ہے تو انہوں نے فضل بن سہل کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس سنہ کے ماہ رجب میں انہوں نے مشرق میں جبل ہمدان سے جبل سفیان اور تبت تک کا علاقہ طولاً اور بحر فارس اور بحر ہند سے لے کر بحر دہلیم اور ہرجان تک کا علاقہ عرضاً اس کے تفویض کر دیا۔ تیس لاکھ درہم اس کی تنخواہ مقرر کی اور گھاٹیوں والی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پرچم اس کے لیے قائم کیا۔ اس کے علاوہ ایک نشان اور بھی اسے دیا اور ذوالریاستین کے خطاب سے سرفراز کیا۔
فضل بن سہل کی تلوار:

ایک شخص جس نے فضل کی تلوار حسن بن سہل کے پاس دیکھی تھی بیان کرتا ہے اس پر چاندی کے حروف میں ایک طرف ریاست الحرب اور دوسری طرف ریاست اللہ منقوش تھا۔ فضل نے اپنا پرچم علی بن ہشام کو دیا اور نشان نعیم بن حازم کو دیا اور حسن بن سہل کو اپنا والی خراج مقرر کیا۔

اس سال محمد بن ہارون نے عبدالملک بن صالح بن علی کو شام کا والی مقرر کر کے شام جانے کا حکم دیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ اہل شام کی اس قدر فوج جبراً بھرتی کر کے اس کے ساتھ طاہر اور ہرثمہ سے لڑے۔
عبدالملک بن صالح سے امین کا حسن سلوک:

جب طاہر کی قوت و شوکت بڑھ گئی اس کا بول بالا ہو گیا اور اس نے محمد کے امراء اور اس کی فوجوں کو پے در پے شکستیں دیں تو عبدالملک بن صالح نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کہا کہ میں نے تم سے کچھ نہیں مانگا ہے۔ تم نے میری فوجوں کو شکستیں دی ہیں۔

اسے معافی دی اور رہا کر دیا۔ اس احسان کا وہ ہمیشہ سے معترف تھا اور ان کی اطاعت و نصیحت کو اپنا فرض سمجھتا تھا۔
عبدالملک بن صالح کی امین سے درخواست:

اس نے عرض کیا امیر المومنین میں اس بات کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کو آپ کے بارے میں جہارت ہو گئی ہے اور وہ آپ کی ہلاکت کے آرزو مند ہو گئے ہیں۔ دونوں جگہ لوگوں کا یہی ارادہ ہے کہ آپ کو تباہ کیا جائے۔ اب تک آپ نے ان کے ساتھ ایسی مروت برتی ہے کہ اگر آپ اسی نرم طرز عمل پر چندے اور قائم رہے تو وہ سرکش اور گستاخ ہو جائیں گے اور اگر آپ دیتے دیتے ہاتھ کھینچ لیں گے تو وہ آپ سے بگڑ جائیں گے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک روپیہ خرچ نہ کیا جائے تو پھر روپیہ باقی نہیں رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ مشکل آ پڑی ہے کہ پے در پے اور مسلسل ہزیمتوں اور جان کے نقصانات نے دشمن کا اس قدر رعب اور ہیبت ان کے قلوب میں پیدا کر دی ہے کہ اب وہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے ہچکچاتے اور ڈرتے ہیں۔ اگر آپ ان کو طاہر کے مقابلہ پر روانہ کریں گے تو طاہر اپنے عزم راسخ کی قوت کی وجہ سے تھوڑی فوج کے ساتھ ان پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ کیونکہ آپ کی فوج میں نہ جانہ ہے اور نہ وفا۔ ان کے مقابلہ میں اہل شام لڑائیوں اور شہدائے بے برداشت کرنے کے عادی ہیں ان میں کا بہت بڑا گروہ میرا مطیع فرمانبردار ہے۔ اگر آپ مجھے شام بھیج دیں تو میں وہاں سے ایک ایسی زبردست فوج آپ کے لیے تیار کر لوں گا جو دشمن کے پرہیزگار اڑا دے گی۔ اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب جان نثاروں کی مدد کرے گا۔

عبدالملک بن صالح کی ولایت شام:

امین نے کہا۔ میں نے تم کو اس کام کے لیے مقرر کیا۔ اس مقصد کے لیے جس قدر سامان اور روپیہ درکار ہو وہ سب تم کو دیا ہوں تم فوراً شام روانہ ہو جاؤ۔ اور وہاں جا کر اپنی صوابدید کے مطابق کارروائی شروع کر دو۔

امین نے اسے تمام شام اور جزیرہ کا والی مقرر کیا اور بہت جلد اپنے عمل پر جانے کی تاکید کی۔ انہوں نے فوج باقاعدہ کا ایک دستہ اور اہلکاروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ اس سال عبدالملک بن صالح شام روانہ ہوا اور رقبہ پہنچ کر وہیں ٹھہر گیا۔

عبدالملک کا رقبہ میں قیام:

رقبہ پہنچ کر عبدالملک وہیں فروکش ہوا۔ اور وہاں سے اس نے شام کی فوج جمعیتوں کے سرداروں اور اہل جزیرہ کے عمائد کے نام خطوط روانہ کیے۔ اپنے ان خطوط میں اس نے ہر شخص سے جس کے حسن خدمات کی توقع تھی اور جس کی شجاعت اور کارروائی کی شہرت تھی بڑے بڑے صلے اور انعام کا وعدہ کیا۔ اور امیدیں دلائیں۔ چنانچہ تمام رؤسا اور جمعیتیں یکے بعد دیگرے اس کے پاس آئیں اس نے ہر سردار کو جو اس سے ملنے آیا انعام خلعت اور سواری سے سرفراز کیا۔ شام کے لیڈرے اور اعرابی بھی پہاڑی دروں کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اس طرح اس کے پاس ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔

سپاہ اور لیڈروں میں لڑائی:

اسی اثناء میں ایک خراسانی سپاہی کی نظر ایک ایسے گھوڑے پر پڑی جو اس سے سلیمان بن ابی جعفر کی جنگ میں چھین لیا گیا تھا۔ اور وہ اس وقت ایک ڈاکو کی سواری میں تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ خراسانی اس گھوڑے سے لپٹ گیا تھا اس سے ایک نزاع پیدا ہوئی جو بڑھ کر کھلی ہوئی مخالفت ہو گئی۔ لیڈروں کی جماعت اکٹھا ہو گئی اور باقاعدہ سپاہ بھی ایک جامع ہو گئی اور اب ان میں گلچپ ہونے لگی۔

ہر فریق نے اپنے آدمی کی حمایت کی اور اب ان میں گھونے اور مکے بازی ہونے لگی۔
محمد بن ابی خالد سے جماعت ابناء کی درخواست:

جماعت ابناء کے بعض لوگ آپس میں مشورہ کر کے محمد بن ابی خالد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں ان لٹیروں نے جو دست درازی ہم پر کی ہے اس کی خبر آپ کو ہو چکی ہے۔ اب آپ ہماری قیادت کر کے ہماری بات بنائیں ورنہ ہم ذلیل ہو جائیں گے اور ہر شخص ہم کو کمزور سمجھ کر ہمیں دبانے کی کوشش کرے گا۔ اس غرض کے لیے وہ روزانہ اس کے پاس جانے لگے ایک دن اس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس ہنگامہ میں خود شرکت کروں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ذلت کی حالت میں دیکھوں۔ یہ سن کر ابناء مستعد ہوئے اور انہوں نے لڑنے کا تہیہ کر لیا۔
ابناء کا لٹیروں پر اچانک حملہ:

اور جب لٹیروں کی وہ جماعت ادھر ادھر پھر رہی تھی انہوں نے بے خبری میں ان کو آ لیا۔ اور حملہ کر کے بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کیا۔ بہت سوں کو میدان میں قتل کر دیا اور بہت سوں کو ان کی فردگاہ میں ہی گھس کر ذبح کر ڈالا۔ اب لٹیروں نے اپنی جماعت کو لکارا کہ تیار ہو جاؤ۔ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلحہ لگا کر باقاعدہ لڑنے کے لیے مستعد ہو گئے۔ اور جنگ ہونے لگی۔ عبد الملک بن صالح کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنا پیامبران کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو حکم دے کہ وہ لڑائی سے باز آ جائیں اور ہتھیار رکھ دیں مگر انہوں نے اس کے پتھر مارے اور اس تمام دن نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابناء نے لٹیروں کی ایک جماعت کے بے شمار آدمی قتل کر دیئے۔
عبد الملک بن صالح کا اظہار تاسف:

عبد الملک کو جب معلوم ہوا کہ زواقیل کے اس قدر زیادہ آدمی مارے گئے تو اس نے جو اس وقت مریض اور کمزور تھا اظہار تاسف میں ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ اس سے بڑھ کر ہماری ذلت کیا ہوگی کہ عرب اپنے ہی علاقہ اور گھر میں اس طرح مارے جا رہے ہیں۔
ایک شخص کا اہل حمص سے خطاب:

اس کے اس جملہ سے ان لوگوں کو بھی جواب تک اس ہنگامے سے الگ تھلک رہے تھے۔ غصہ آ گیا اور اب بات بہت بڑھ گئی۔ حسن بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے ابناء کی قیادت سنبھال لی۔ دوسرے دن زواقیل رقتہ میں جمع ہوئے اور ابناء اور اہل خراسان رافقہ میں جمع ہوئے۔ اہل حمص کے ایک شخص نے اپنے ابناء کے وطن کو لکارا کہ بھاگنا بلاکت سے سہل ہے اور مرنا ذلت سے آسان ہے۔ تم نے اپنا اپنا گھربارا اس لیے چھوڑا تھا کہ عسرت کے بعد فراغت اور ذلت کے بعد عزت نصیب ہوگی۔ مگر اب تو تم خود مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ اور موت کے احاطہ میں بیٹھ گئے ہو۔ مسودہ جماعت کی مونچھوں اور ٹوپوں میں موت نمایاں ہے۔ اس لیے قتل اس کے سفر کے تمام راستے بند ہو جائیں اور مصیبت آپڑے بھاگ چلو۔
شامیوں کی روانگی:

اسی طرح بنی کلب کے ایک شخص نے اپنی اونٹنی کی رکاب پر کھڑے ہو کر اپنی قوم والوں کو لڑائی کی مصیبت سے ڈرایا اور کہا کہ

سیاہ جھنڈے کا اب تک ویسا ہی بول بالا ہے۔ اس کے اقبال میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ اہل خراسان کی تلواروں کے زخم اور ان کے نیزوں کے نشان تمہاری گردنوں اور سینوں میں اب تک باقی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ قیل اس کے کہ یہ معاملہ اور بڑھے تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور قیل اس کے کہ جنگ کی آگ زیادہ روشن ہونے پائے تم اس سے گزر جاؤ۔ اپنے گھر چلو۔ فلسطین میں مرنا جزیرہ میں زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ میں تو جاتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرے ساتھ ہو لے۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔ اس کے ساتھ اکثر شامی چلے گئے۔ زوا قیل نے اس گھاس اور چارے میں جو تاجروں نے فوج کے لیے اکٹھا کیا تھا آگ لگا دی اور حسین بن علی بن عیسیٰ بن مابان اپنی خراسانی اور ابناء کی جماعت کے ساتھ طوق بن مالک کے خوف سے رافقہ میں ٹھہرا رہا۔

طوق بن مالک کی لڑائی سے علیحدگی:

بنی تغلب کے ایک شخص نے طرق سے آ کر کہا کیا تم نہیں جانتے کہ عربوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں کیا کیا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تمام اہل جزیرہ کی آنکھیں تم پر اٹھتی ہیں اور وہ تمہاری تائید اور مدد کی آس لگائے ہیں۔ اٹھو تھوڑا ایسا شخص اس معاملہ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا۔ اس نے کہا نہ میں قیسی ہوں نہ یمنی نہ میں اس ہنگامہ کی ابتداء میں شریک تھا کہ لامحالہ مجھے اس کی انتہا میں شریک ہونا پڑے۔ علاوہ بریں میں ہرگز ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی قوم یا خاندان کو محض چند بے عقل سپاہیوں اور قیس کے جاہلوں کی وجہ سے معرض خطر میں ڈالوں۔ سلامتی اسی میں ہے کہ میں الگ تھلگ رہوں۔

نصر بن شبث کا خراسانی سپاہ پر حملہ:

نصر بن شبث زوا قیل کی جماعت کے ساتھ ایک کیمت چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ایک سیاہ فولادی نصف زرہ پہنے جسے اس نے اپنی پشت سے کسی چیز سے باندھ رکھا تھا۔ ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں ڈھال سنبھالے ہوئے میدان مقابلہ میں رجز پڑھتا ہوا بڑھا اور آتے ہی اس نے اور اس کی جماعت نے اہل خراسان پر حملہ کر دیا۔ اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگے۔ سرکاری سپاہ اس کے مقابلہ پر جمی رہی۔ اور زوا قیل کے بہت سے آدمی کام آئے۔ ابناء نے حملہ شروع کیا۔ اور ہر حملہ میں مقابل کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی کیے۔ اس حملہ میں کثیر بن قادرہ ابو الفیل اور داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ الخراسانی نے نہایت ہی مردانگی دکھائی اور بہت آدمی مارے۔ زوا قیل شکست کھا کر بھاگے۔ نصر بن شبث، عمرو السلمی اور عباس بن زفر اس روز ان کے آخر میں تھے۔ اور ان کو بچاتے جاتے تھے۔

عبدالملک بن صالح کی وفات:

اس سال عبدالملک بن صالح نے وفات پائی۔ نیز اس سال محمد بن ہارون خلافت سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کے بجائے اس کے بھائی عبداللہ المامون کے لیے بغداد میں بیعت لی گئی۔ محمد کو قصر ابی جعفر میں مع ام جعفر بنت بن ابی جعفر کے قید کر دیا گیا۔



باب ۶

خلیفہ امین کی معزولی

حسین بن علی کی مراجعت بغداد:

جب عبد الملک بن صالح نے رقد میں وفائی پائی تو حسین بن علی بن سیسی بن ماہان نے فوج میں کوچ کی منادی کر دی۔ اس نے پیادوں کو کشتی میں سواروں کو سواری پر بٹھایا۔ ان کو صلہ دیا۔ ان کے کمزوروں اور ناتوانوں کو قوی کر دیا اور پھر سب کو کسی نہ کسی چیز پر سوار کر کے رجب ۱۹۶ھ میں جزیرہ سے نکال لایا۔ جب یہ اپنی فوج لے کر بغداد آیا تو یہاں اپنا۔ اور دوسرے اہل بغداد نے بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اس کے لیے خیمے نصب کیے دوسرے امراء اور اشراف نے بھی اس کا استقبال کیا۔ یہ بڑی عزت کے ساتھ مطمئن اپنے گھر میں آ گیا۔

حسین بن علی کی طلبی:

ٹھیک آدھی رات کو امین نے اسے طلب کیا۔ اس نے ان کے فرستادے سے کہا۔ کہ میں نہ گویا ہوں نہ قصہ گو۔ اور نہ مسخرہ نہ آج تک میں نے ان کی کوئی ملازمت کی ہے۔ اور نہ میرے ہاتھوں ان کا روپیہ خرچ ہوا ہے۔ کہ اس کا حساب طلب ہو پھر وہ کیوں اس وقت مجھے طلب کرتے ہیں۔ تم اب چلے جاؤ۔ صبح کو ان شاء اللہ میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

حسین بن علی کا اہناء سے خطاب:

امین کا آدمی اس وقت پلٹ گیا اور دوسری صبح کو حسین باب الجسر آیا یہاں بہت سے آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے اس دروازہ کو جو عبید اللہ بن علی کے محل کی طرف کھلتا تھا۔ اور سوق بکچی کے دروازے کو بند کر دیا۔ اور اہناء کو مخاطب کر کے کہا۔ خلافت الہی طیش اور خفت عقل کے ساتھ نہیں چلتی۔ اور نہ اللہ کی نعمتیں ظلم اور تکبر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔ محمد چاہتا ہے کہ تمہارے ضمیر کو ہضم کر جائے تمہاری بیعت کو توڑ دے۔ تمہارے اتحاد میں پھوٹ ڈال دے تمہاری عزت اور ذل کو دے دے۔ کل کی بات ہے۔ کہ وہ زواقیل کا مربی اور سرپرست تھا۔ بخدا! اگر زمانے نے اس کی مساعدت کی اور اسے دوبارہ قوت حاصل ہوئی تو اس کا وبال تم پر پڑے گا۔ اور تمہاری دولت اور عزت کو ضرور نقصان پہنچے گا۔ اس لیے قبل اس کے کہ وہ ہمیں مٹائے۔ ہم خود اسے مٹادیں اور قبل اس کے کہ وہ ہماری عزت برباد کرنے پائے۔ ہم اس کی عزت برباد کریں۔ یہ سمجھ لو کہ تم میں سے جو اس کی مدد کرے گا وہ بعد میں الگ کر دیا جائے گا۔ اور جو اس کی حفاظت کرے گا وہ خود قتل کر دیا جائے گا۔ اللہ کے یہاں کسی کے لیے چشم پوشی نہیں ہے۔ اور وہ کسی شخص کو جو اس کے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے بغیر سزا دینے نہیں چھوڑتا۔

حسین بن علی اور امینی لشکر کی جنگ:

اس تقریر کے بعد اس نے اپنی جمعیت کو پل عبور کرنے کا حکم دیا۔ وہ اسے طے کر کے باب الخراسان والی سڑک پر آئے۔ یہاں جریہ اور باب الشام کے متصل چوک والے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ محمد کے رسالوں میں سے کچھ رسالے جن میں اعراب اور

دوسرے لوگ تھے۔ تیزی سے دوڑتے ہوئے حسین بن علی کے مقابل آئے اور اب ان میں نہایت خون ریز جنگ دن کے معتد بہ حصہ تک ہوتی رہی۔ حسین نے اپنے سرداروں اور خاص آدمیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو۔ چنانچہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر تلواریں اور نیزے لیے ہوئے امین کے رسالہ پر بڑھے اور اس پامردی اور جوانمردی سے لڑے کہ آخر کار ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ یہاں تک وہ باب الخلد کو چھوڑ کر چل دیئے۔

امین کی خلافت سے برطرفی و اسیری:

حسین نے ۱۱/ رجب ۱۹۶ ہجری اتوار کے دن محمد کو خلافت سے برطرف کر دیا اور دوسرے دن دو شنبہ کو صبح سے لے کر شام تک عبداللہ المامون کے لیے بیعت لے لی۔ اس کے بعد منگل کے دن علی الصباح وہ امین کے پاس آیا۔ اس سے پہلے حسین امین کی فوجوں میں لڑائی ہونے کے بعد عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے امین پر اچانک دھاوا کر کے اسے قصر الخلد سے نکالا اور اسے قصر ابی جعفر میں لایا اور وہاں نماز ظہر سے پہلے اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد عباس ام جعفر کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ تم اپنے محل سے ابو جعفر کے ساتھ مدینہ چلو اس نے انکار کیا عباس نے ایک ڈولی منگوائی اور اسے حکم دیا کہ اس میں بیٹھو۔ نیز اس پر کوڑا اٹھایا۔ اس کے ساتھ بدتہذیبی اور سخت کلامی کی وہ مجبور اس میں بیٹھ گئی۔ اب اس نے حکم دیا کہ اسے اٹھایا جائے اور اس طرح وہ بھی اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ مدینہ ابو جعفر میں لے آئی گئی۔

محمد بن ابی خالد کی امین کی حمایت میں تقریر:

دوسرے دن صبح لوگوں نے حسین بن علی سے اپنی معاش کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے ایک دوسرے سے مل کر صلاح و مشورہ کرنے لگے محمد بن ابی خالد باب الشام میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا اور اس نے کہا حسین بن علی کو ہم پر حکومت کرنے اور ہماری موجودگی میں اس معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ نہ وہ باعتبار عمر کے ہم سے بڑا ہے نہ باعتبار اپنی شرافت اور مرتبہ کے ہم سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ ہم میں ایسے لوگ ہیں جو اس ادنیٰ حرکت کو پسند نہیں کرتے۔ اور نہ وہ اس چال سے اس کے مطیع بنائے جا سکتے ہیں۔ میں تم میں سب سے پہلے اس کے عہد کو توڑتا ہوں اور اس کے فعل کا انکار اور اس کی برائی کا اظہار کرتا ہوں جو اس باب میں میرا ہم رائے ہو وہ میرے ساتھ آ جائے۔ اسدالحر بیہ نے کہا اے میری جماعت والو! آج کے بعد کل آنے والا ہے۔ تم بہت عرصہ سے سوتے پڑے ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم پیچھے رہ گئے۔ اور دوسرے آگے بڑھ گئے۔ دوسرے لوگوں نے محمد کی برطرفی اور قید کی شہرت کمائی ہے۔ تم کو چاہیے کہ تم ان کو رہائی دلانے اور آزاد کرانے کی نیک نامی حاصل کرو۔

اہباء کے ایک سردار کا فوج سے خطاب:

اتنے میں اہباء کا ایک بڑا مقتدر اور ذی اثر سردار گھوڑے پر سوار وہاں آیا اور اس نے لوگوں کو لاکارا۔ ذرا خاموش رہو میری بات سن لو۔ سب خاموش ہو گئے۔ اس نے کہا یہ بتاؤ کہ تم محمد کی مخالفت پر کیوں آمادہ ہوئے ہو کیا اس نے تمہاری معاش روک دی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی امیر یا سردار کا تنزل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا۔ اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی عہدیدار کو برطرف کیا ہے۔ انہوں نے کہا اس نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔ اس نے پوچھا پھر بتاؤ کہ تم نے کیوں اس کا ساتھ چھوڑا اور اس کے ذلیل کرنے اور قید کرنے میں اس کے دشمن کی کیوں اعانت کی۔ کیا

اس بات کو بھول گئے کہ جس قوم نے اپنے حلیف کو قتل کیا اللہ نے اس کے قاتل کی تلوار کو اسی قوم پر مسلط کر دیا ہے اور ان کو بھی نہایت ظالمانہ موت مرنا پڑا ہے۔ ابھی اپنے خلیفہ کی حمایت کے لیے چلو۔ اسے چھڑاؤ۔ اور جو شخص اسے برطرف یا قتل کرنا چاہے اس سے لڑو۔

حسین بن علی کی گرفتاری:

اس شیخ کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جماعت حریہ اور اس کے ساتھ بیشتر بازار والے تنواریں علم کیے باقاعدہ فوجی ترتیب اور نظام کے ساتھ حسین بن علی کے مقابلہ کے لیے بڑھے اور اس سے اور اس کی فوج سے آفتاب کے بلند ہونے سے زوال تک نہایت بہادری سے لڑے۔ اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو زخمی کر دیا اور حسین بن علی گرفتار کر لیا گیا۔

امین کی رہائی:

اسدالمحرابی محمد کے پاس پہنچا اس نے ان کی بیڑیاں کاٹ دیں اور ان کو دربار خلافت میں لا کر بٹھایا۔ ان کی نظر بعض ایسے لوگوں پر پڑی جو نہ لڑائی کا لباس پہننے تھے اور نہ فوج کا لباس پہننے تھے۔ نہ ان کے پاس پورے اسلحہ تھے۔ ان کے متعلق انہوں نے حکم دیا کہ ان کو ہتھیار اور لباس دیا جائے۔ انہوں نے سرکاری ذخیروں سے اپنی ضرورت کے مطابق اسلحہ لے لیے امین نے ان سے انعام و اکرام کا وعدہ کیا۔ اور آئندہ کے لیے بھی توقعات دلائیں اس اجازت کی بنا پر عوام الناس نے بہت سے اسلحہ سوتی تھان اور دوسرا سامان سرکاری ذخائر سے لوٹ لیا۔

حسین بن علی کی بحالی:

حسین ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس کی بغاوت پر اسے ملامت کی اور کہا۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں نے تیرے باپ کو دوسرے تمام امرا پر ترقی دی۔ اسے سپہ سالار بنایا۔ جس قدر اس نے مانگا اتنا روپیہ اسے دیا۔ تمام خراسانیوں، تمہارے عزت بڑھادی اور تمہارے علاوہ دوسرے امرائے فوج کے مقابلہ میں تمہاری منزلت بلند کی۔ اس نے کہا بے شک جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ سب بجا اور درست ہے۔ امین نے کہا پھر میں نے کیا برائی تمہارے ساتھ کی جس کی وجہ سے تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور دوسرے لوگوں کو ورغلا کر مجھ سے لڑنے کے لیے میرے اوپر چڑھ آئے۔ اس نے کہا چونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ امیر المؤمنین اپنی رحم دلی اور وسعت ظرف سے کام لے کر مجھے معاف کر دیں گے اس وجہ سے مجھے یہ جسارت ہوئی انہوں نے کہا اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ہم تم کو یہ بھی اختیار دیتے ہیں کہ اس بنگامہ میں تمہارے گھر والوں میں سے جو مارا گیا ہو تم اس کا بدلہ لے لو۔

اس کے بعد امین نے اس کے لیے خلعت منگوا یا اور وہ اسے دیا گیا۔ سواریاں اسے دیں اور حکم دیا کہ تم حلوان جاؤ اور درے سے پار کا تمام علاقہ تمہاری ولایت میں دیا جاتا ہے۔

حسین بن علی کا فرار:

عثمان بن سعید الطائی کہتا ہے کہ حسین سے میرے بہت ہی خاص دوستانہ مراسم تھے۔ جب امین اس سے خوش ہو گئے اور

انہوں نے اس کے عہدہ اور تہ پر اسے دوبارہ بحال کر دیا تو میں مبارکباد دینے کے لیے اس کے پاس آیا۔ میں نے اسے باب الجسر پر کھڑا ہوا پایا۔ میں نے اسے مبارک باد دی۔ دعادی اور پھر اس سے کہا کہ تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ تم دو چھاؤنیوں کے سپہ سالار ہوئے اور امیر المؤمنین کے معتمد عالیہ بنے اس سرفرازی پر اور معافی پر تم کو شکر گزار ہونا چاہیے اور مخلصانہ طریقہ پر ان کی خدمت کرنا چاہیے۔ اس کے بعد میں نے اس سے مزاح اور مذاق کیا اور کچھ اس کی مدح میں شعر پڑھ کر سنائے۔ اور اس میں سے ترغیب و تحریص دلائی کہ اب وہ اپنا بدلہ لے۔ اس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر عمر نے مساعت کی اور مجھے فتح و نصرت حاصل ہوئی، تو میں ایسا نہیں کروں گا۔

حسین بن علی کا قتل:

حسین اس کے بعد وہ باب الجسر پر ٹھہر گیا۔ اور پھر اپنے چند خدمت گاروں اور موالیوں کے ساتھ بھاگ گیا۔ امین نے فوراً لوگوں میں اس کے تعاقب کی منادی کرادی اور ایک جماعت سوار ہو کر اس کو پکڑنے کے لیے دوڑی انہوں نے مسجد کوثر پر اسے جاملایا۔ جب اس نے رسالہ کوآتا ہوا دیکھا تو وہ گھوڑے پر سے اتر ا۔ اس نے اپنے گھوڑے کے پاؤں باندھ دیئے۔ دو رکعت نماز پڑھی احرام باندھا اور اب ان کے مقابلہ پر آ گیا اور خود اس نے اس جماعت پر متعدد حملے اس دلیری سے کیے کہ ہر حملہ میں ان کو پسپا کیا۔ اور قتل کیا مگر پھر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حسین گر پڑا۔ لوگوں نے جھپٹ کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا۔

امین کی تجدید بیعت:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امین نے اسے معافی دے کر اپنا وزیر مقرر کر لیا تھا اور اپنی مہر بھی اس کے سپرد کر دی تھی۔ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نصف رجب ۱۹۶ھ میں مسجد کوثر میں جو بغداد سے ایک فرسخ پر نہر بین کے راستے پر واقع ہے قتل کیا گیا۔ اسی سال کے رجب کی سولہ تاریخ کو جمعہ کے دن امین کی خلافت کے لیے تجدید بیعت ہوئی۔ حسین نے امین کو دو دن قصر ابو جعفر میں قید رکھا۔ حسین جس رات کو مارا گیا۔ اسی رات فضل بن الربیع بھاگ گیا۔

طاہر بن حسین کی روانگی اہواز:

اس سال ہرثمہ کے آجانے کے بعد طاہر بن الحسین حلوان سے اہواز آیا اور اس نے امین کے عامل محمد بن المہلبی عامل اہواز کو قتل کر دیا۔ اور اس کے لیے طاہر نے اپنے آگے اہواز کو فوجیں بھیج دی تھیں جنہوں نے اس کے آنے سے پہلے ہی یہ کارروائی ختم کر دی۔

طاہر کو محمد بن یزید کی پیش قدمی کی اطلاع:

طاہر نے شلاشان میں فروکش ہو کر حسین بن عمر الرستمی کو اہواز روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرے۔ بغیر اطلاع کیے آگے نہ بڑھے ہمیشہ ایسے محفوظ مقام میں پڑاؤ کرے جہاں اس کی فوج کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ اس کے جانے کے بعد طاہر کو اس کے مجزوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ محمد بن یزید المہلبی جو امین کی جانب سے اہواز کا عامل ہے بڑی

زبردست جمعیت کے ساتھ ہمارے مقابلہ پر پیش قدمی کر رہا ہے۔ اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ ہندسہ ساہور میں آ کر اپنا پڑاؤ ڈالے اور چونکہ یہ مقام ابواز اور جبل کے مابین حد فاصل ہے۔ یہاں ٹھہر کر وہ ابواز کی مدافعت کرے اور جو طاہر کی فوج ابواز کے علاقہ میں داخل ہونا چاہے اسے روک دے۔ اور اس کے پاس بہت عمدہ ساز و سامان اور فوج ہے۔

طاہر کے فوجی سرداروں کی روانگی ابواز:

طاہر نے اپنے چند سرداروں کو جن میں محمد بن طلوت محمد بن العلاء عباس بن نجار اخذہ حارث بن ہشام داؤد بن موسیٰ اور بادی بن حفص تھے۔ اپنے پاس بلایا اور ان کو حکم دیا کہ تم بہت تیزی کے ساتھ ابواز چلے جاؤ اور یہ کوشش کرنا کہ تمہارا ہراؤ دل دستہ حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ فوج سے اتصال قائم کرے۔ تاکہ اگر اسے امداد کی ضرورت ہو تم اس کی مدد کر سکو۔ اور اگر کسی فوج سے اس کا مقابلہ ہو جائے تو تم اس کی پشت پناہ رہو۔

طاہر نے ان سب جمعیتوں کو روانہ کر دیا۔ مگر ابواز کے سامنے پہنچنے تک اثنائے راہ میں ان کو کوئی نہ ملا۔

قریش بن شبل کی کمک:

دوسری طرف محمد بن یزید کو ان فوجوں کی پیش قدمی کا علم ہوا۔ اس نے اپنی فوج کا معائنہ کیا جو ان میں ضعیف تھے ان کو قوی کیا پیادوں کو خنجروں پر سوار کیا۔ اور اب بڑھ کر سونے عسکر مکرم پر اس نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔ آبادی اور پانی کو اس نے اپنے پیچھے رکھا۔ طاہر کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں محمد بن یزید قبل از قبل اس کی فوجوں کو نہ آئے اس نے قریش بن شبل کو ان کی مدد کے لیے بھیجا۔ اور اب خود وہ بھی اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو کر ان کے قریب ہی آ گیا اور اس نے حسن بن علی المامون کو اپنے آگے روانہ کیا۔ اور ہدایت کی کہ تم قریش بن شبل اور حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

محمد بن یزید کی مراجعت:

یہ سب فوجیں بڑھتی ہوئی عسکر مکرم پر محمد بن یزید کے نزدیک آ گئیں۔ اس نے اپنی فوج سے پوچھا کیا رائے ہے آیا میں دشمن سے جنگ کو نالتا رہوں یا فوراً ایک فیصلہ کن لڑائی لڑوں چاہے مجھے کامیابی ہو یا میرے خلاف جنگ کا فیصلہ ہو۔ بخدا! میں خود یہ نو مناسب نہیں سمجھتا کہ ابواز واپس جاؤں اور وہاں قلعہ بند ہو کر طاہر سے عرصہ تک لڑتا رہوں اور بصرہ سے مدد طلب کروں۔ اس کے ہمراہی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ ابواز واپس چلے جائیں وہاں جبری طور پر فوج بھرتی کریں اور جس پر آپ کا قابو چلے اسے اور اپنی قوم میں سے جو آپ کے ساتھ آخردم تک لڑنے کے لیے آمادہ ہوں ان کو جنگ کے لیے آمادہ اور مستعد کریں۔ محمد نے اس مشورہ کو قبول کیا۔ خود اس کی قوم والوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا۔ اور اب وہ وہاں سے پلٹ کر سوق ابواز میں آ رہا۔ طاہر نے قریش بن شبل کو حکم دیا کہ تم اس کا اس طرح تعاقب کرو۔ کہ قبل اس کے کہ وہ سوق ابواز میں قلعہ بند ہو سکے تم اسے جاملو۔ نیز اس نے حسین بن علی المامونی اور حسین بن عمر الرستمی کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی قریش کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوں تاکہ اگر اس کو ان کی امداد کی ضرورت پیش آئے تو اس کی مدد کر سکیں۔

محمد بن یزید کی ابواز میں آمد:

قریش بن شبل محمد کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ جس قریہ سے محمد رخت سفر اٹھا تا قریش وہاں پہنچ کر پڑاؤ کرتا اسی طرح طے منازل کرتے ہوئے سوق ابواز آئے مگر محمد بن یزید شہر میں اپنے حریف سے پہلے جا پہنچا۔ اس نے شہر کی آبادی کو اپنے پیچھے رکھا۔ اپنی فوج کو جنگ کے لیے مرتب کیا۔ اور اب اس نے دشمن سے لڑائی کی ٹھان لی۔ روپیہ طلب کیا اسے اپنے سامنے ڈھیر کرادیا۔ اور اپنی فوج والوں سے کہا جسے انعام اور ترقی لینا ہو وہ اپنی کارگزاری آج مجھے دکھائے۔

قریش بن شبل کی فوجیوں کو ہدایت:

سامنے سے قریش بھی بڑھتا ہوا اس کے بالکل قریب آ پہنچا۔ اس نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ تم آگے بڑھ کر حملہ نہ کرو بلکہ چپ چاپ آرام سے اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ پوری مستعدی کے ساتھ تم اس وقت لڑو جب کہ تم آرام لے کر تازہ دم ہو چکے ہو۔ اور اس وقت تم پورے نشا اور قوت کے ساتھ دشمن سے لڑنا۔ چنانچہ اس کے ہر ایک سپاہی نے اپنی سامنے حسب مقدر بہت سے پتھر جمع کر لیے اور جب تک محمد بن یزید میدان طے کر کے ان تک پہنچے۔ انہوں نے پتھروں اور تیروں سے اس کے بے شمار آدمیوں کو مضروب اور مجروح کر دیا۔

محمد بن یزید کا ابن شبل پر حملہ:

محمد بن یزید کی فوج کا ایک دستہ ان تمام مواقع کو ہٹاتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہوا۔ قریش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اتر کر ان کی طرف بڑھے اور اسی طرح لڑے۔ حسب الحکم انہوں نے اتر کر ان کو روکا اور اس جو انمردی اور استقلال سے ان کا مقابلہ کیا۔ حملہ آور پلٹ گئے اور اب دونوں حریف حملے اور جوابی حملے کرنے لگے۔

محمد بن یزید کی شجاعت:

محمد بن یزید نے اپنے ان چند موالیوں کی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے ساتھ تھے اور پوچھا کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کس معاملہ میں؟ اس نے کہا میں اپنے ساتھیوں کو پسپا ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ مجھے اب ان کی واپسی کی امید نہیں ہے۔ میں نے تو یہ عزم کر لیا ہے کہ میدان میں اتر پڑوں اور خود آخردم تک لڑوں۔ جو اللہ چاہے گا وہ ہو جائے گا۔ جو تم میں سے جانا چاہے وہ بخوشی چلا جائے کیونکہ میں تمہاری بقا کو ہلاکت پر کہیں زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری نمک حرامی ہوگی۔ آپ نے ہمیں آزاد کیا۔ ذلت کے بدلے عزت دی غربت کے بدلے دولت دی اور اب اس وقت ہم آپ کا ساتھ چھوڑیں یہ کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ ہم آپ کے آگے بڑھیں گے اور آپ کی رکاب کے نیچے اپنی جانیں دیں گے۔ آپ کے بعد اس دنیا میں اور زندگی پر لعنت ہے۔ یہ ارادہ کر کے وہ سب کے سب گھوڑوں سے اتر گئے انہوں نے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور قریش کی فوج پر نہایت ہی سخت حملہ کیا اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اور بہت سوں کو پتھروں سے کچل ڈالا۔

محمد بن یزید کا قتل:

اسی اثنا میں طاہر کا ایک سپاہی کسی طرح محمد بن یزید تک جا پہنچا اس نے نیزے کے ایک وار سے اسے زمین پر گرادیا۔ اس

کے گرتے ہی دوسروں نے لپک کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک بھری نے اس کا مرثیہ لکھا۔

ابن ابی اعینہ شاعر کا مرثیہ:

یثم بن عدی کہتا ہے کہ جب ابن ابی اعینہ طاہر کے پاس آیا اور اس نے اسے اپنا یہ قصیدہ سنایا:

من استسه البلاد لم یرم منها و من او حشته لم یقم

ترجمہ: ”جس سے تمام علاقے مانوس ہوں وہ وہاں سے نہیں بھاگتا اور جس سے وہ متوحش ہوں وہ وہاں قیام نہیں کرتا“۔ اور سناتے ہوئے اس شعر پر پہنچا:

ما سألنی الا الواحدة فی الصدر محصورة عن الکلم

ترجمہ: ”میری تمام امید صحیح ثابت ہوئیں البتہ صرف ایک بات ایسی ہے جو میرے دل میں ہے اور اسے میں زبان سے ادا نہیں کر سکتا“۔

طاہر مسکرایا اور کہنے لگا بخدا! اس بات کا مجھے بھی اسی قدر رنج و الم ہے جس قدر تم کو ہے اور جو کچھ ہوا اسے میں خود پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے نیز خلافت کے استحکام اور ہمارے مخلصانہ طاعت کا یہ اقتضا ہے کہ اپنوں سے حسن سلوک کریں اور بیگانوں کو جدا کریں۔ راوی کہتا ہے کہ اب میں سمجھا کہ اس گفتگو سے محمد بن یزید بن حاتم مراد ہے۔

طاہر بن حسین کا اہواز پر قبضہ:

عمر بن اسد کہتا ہے کہ محمد کو قتل کر کے طاہر اہواز میں فروکش ہو گیا۔ اس کے تمام علاقہ میں اس نے اپنے عامل بھیج دیئے۔ یمامہ بحرین اور عمان کے علاقہ پر اہواز سے لے کر بصرہ کی سرحد تک پر اپنا والی مقرر کر دیا پھر وہ خود خشکی کے راستے واسط کی طرف بڑھا۔ یہاں اس وقت سندی بن یحییٰ الحرشی اور خزیمہ بن خازم کا خلیفہ یثم مقیم تھے۔ طاہر کی پیش قدمی کی شہرت ہوتے ہی اس کے سامنے جس قدر جنگی چوکیاں اور عمال تھے وہ ایک ایک کر کے اپنے مستقر کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب طاہر ان کے قریب پہنچتا وہ اپنا مقام چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ اسی طرح بلا مزاحمت وہ واسط کے قریب پہنچ گیا۔

سندی بن یحییٰ اور یثم بن شعبہ کا فرار:

سندی بن یحییٰ اور یثم بن شعبہ نے اپنی اپنی جمعیتوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ وہ ان دونوں کے اس اکٹھا ہو گئیں۔ اور دونوں نے لڑنے کی ٹھانی۔ یثم نے اپنے مہتمم سواری کو حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے گھوڑے پر زین تیار کی جائے۔ مہتمم نے ایک گھوڑا اس کے قریب کر دیا۔ وہ اپنے دامن کو برابر بنا ہوا بڑھانے میں کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے۔ مہتمم سواری نے دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے اور پریشانی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہیں۔ اس نے کہا اگر آپ بھاگنا چاہتے ہیں تو شوق سے بھاگ جائیے یہ جانور نہایت تیز رو اور دور دم ہے۔ وہ ہنسا اور کہنے لگا مناسب ہے۔ بھاگنے والے گھوڑے کو میرے قریب لاؤ۔ ہمارا مقابلہ طاہر سے ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کے مقابلہ سے بھاگنا پر عار نہیں۔ اور اب سندی اور وہ دونوں واسط کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

طاہر بن حسین کا واسطہ پر قبضہ:

طاہر واسطہ میں پہنچ گیا۔ اسے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ یثیم اور سندی نم الصلح پر پہلے پہنچ جائیں اور وہاں قلعہ بند ہو بیٹھیں۔ اس نے محمد بن طاہر کو حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور ان سے پہلے نم الصلح پہنچ کر اس پر قبضہ کر لو۔ اور اگر وہ وہاں آتا چاہیں تو انہیں روک دو۔ اس نے اپنے ایک دوسرے سردار احمد بن المہلب کو فہ کی طرف روانہ کیا۔

عباس بن موسیٰ کی مامون کی اطاعت:

اس وقت عباس بن موسیٰ الہادی کو فہ کا والی تھا جب اسے احمد کی آمد کی اطلاع ملی اس نے امین سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا اور طاہر کو لکھ بھیجا کہ میں نے مامون کے لیے بیعت کر لی ہے اور میں آپ کا مطیع ہوں۔ طاہر نے نیل کے دہانے پر منزل کی۔ اب واسطہ اور کو فہ کا تمام درمیانی علاقہ طاہر کے قبضے میں آ گیا۔

منصور بن مہدی اور مطلب بن عبد اللہ کی اطاعت:

منصور بن مہدی نے بھی جو امین کا بصرہ پر عامل تھا۔ طاہر کی اطاعت قبول کر لی۔ طاہر اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو کر طرنا یا آیا۔ یہاں وہ دو دن ٹھہرا مگر یہاں اسے کوئی ایسا موقع نظر نہ آیا جہاں وہ اپنا پڑاؤ ڈالتا۔ اس وجہ سے اس نے یہاں ایک پل بنوایا اور خندق بنائی اور عمال کو ان کے تقرر کے احکام لکھ کر ارسال کیے۔ منصور بن المہدی نے بصرہ میں اور عباس بن موسیٰ الہادی نے کو فہ میں اور مطلب بن عبد اللہ بن مالک نے موصل میں مامون کے لیے بیعت لے لی اور جب ۱۹۶ھ میں امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔

مامونی عمال کا تقرر:

بیان کیا گیا ہے کہ طاہر کی آمد کے وقت کو فہ پر امین کی طرف سے فضل بن عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ والی تھا۔ جب مذکورہ صدر لوگوں نے طاہر کو لکھ کر بھیجا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں۔ ہم نے امین سے قطع تعلق کر کے مامون کے لیے بیعت لے لی ہے تو اس نے سب لوگوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا۔ طاہر نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن الہاشمی کو سکے اور مدینہ کا والی مقرر کیا۔ یزید بن جریر البہلی کو یمن کا والی مقرر کیا۔ اور اس نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ بھیجا۔ اس سال طاہر نے امین کی فوجوں سے مدائن لے لیا پھر وہاں سے صرصر چلا اور پل باندھ کر صرصر آ گیا۔

محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو شب خون مارنے کا حکم:

جب طاہر نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ روانہ کیا اور امین کو اپنے عامل کو فہ کی نمک حرامی بغاوت اور مامون کی بیعت کو لینے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے محمد بن سلیمان سپہ سالار اور محمد بن حماد البربری کو دشمن کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ تم دونوں حارث اور داؤد پر قصر میں شب خون مارنا۔ ان سے لوگوں نے کہا کہ اگر اس غرض کے لیے تم نے شاہراہ اختیار کی تو تمہاری پیش قدمی کا حال ان سے چھپ نہیں سکتا۔ وہ ہوشیار ہو جائیں گے۔ البتہ مناسب یہ ہے کہ تم مختصر راستے سے نم الجامع پہنچ جاؤ۔ یہ مقام ایسا ہے کہ وہاں ہاٹ ہے اور چھاؤنی بھی ہے وہاں پہنچ کر فروکش ہو جانا۔ اور چونکہ وہاں سے تم ان دونوں سے قریب ہو جاؤ گے اس لیے اگر تم چاہو گے تو وہاں سے باسانی تم ان پر شب خون مار سکتے ہو۔ اس مشورہ کے مطابق انہوں نے یاسر یہ کی پیدل

فوج کو فوجی رواج کیا۔ مگر حارث اور داؤد کو بھی ان کے اس ارادے کی خبر ہو گئی وہ دونوں تو صرف رسالہ کے ساتھ فوراً چل کھڑے ہوئے۔ اور پیدل سپاہ کے لانے کا بھی انتظام کر گئے اور ایک کشتی کے ذریعے گہرے مقام سے دریا کو عبور کر کے دشمن کے قریب جو دریا کے پہلو میں پڑا ہوا تھا۔ چاہنچے اور آتے ہی ان پر نہایت شدید حملہ کر دیا۔

محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کی حارث اور داؤد سے جنگ:

طاہر نے محمد بن زیاد اور نصیر بن الخطاب کو حارث اور داؤد کی مدد کے لیے بھیج دیا۔ اب یہ سب فوجیں جامع میں جمع ہو گئیں اور یہاں سے وہ محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کی طرف بڑھیں۔ نہر ورقیط اور جامع کے درمیان ان کا آ مناسبانہ ہوا اور نہایت ہی شدید جنگ ہوئی۔ جس میں اہل بغداد کو شکست ہوئی۔ محمد بن سلیمان میدان جنگ سے بھاگ کر قریہ شاہی آیا۔ اس نے فرات کو عبور کیا اور خشکی کے راستے انبار چلا گیا اور محمد بن حماد بغداد چلا گیا۔

فضل بن موسیٰ کی روانگی کوفہ:

محمد بن عماد کے بغداد واپس آنے پر امین نے فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی کو کوفہ کا والی مقرر کر کے کوفہ بھیجا۔ ابو السلاسل ایاس الجرابی اور جمہور البخاری کو اس کے ساتھ کیا اور فضل کو تیز رفتاری کی ہدایت کی فضل نے روانہ ہوا۔ اس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا تھا کہ اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور فضل گر پڑا۔ اس نے فوراً وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور اس واقعہ کو اس نے برا شگون سمجھا اور کہنے لگا اسے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو اس راستہ میں مجھے برکت دینا۔

فضل بن موسیٰ کی حکمت عملی:

طاہر کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی اس نے اس کے مقابلہ کے لیے محمد بن العلاء کو روانہ کیا اور حارث اور داؤد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اعرابیوں کے ایک قریہ میں محمد اور فضل کا مقابل ہو گیا۔ فضل نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میں طاہر کا مطیع و منقاد ہوں اور یہاں محض امین کو دکھانے اور دھوکہ دینے کے لیے آ گیا ہوں تم میری مزاحمت نہ کرو۔ مجھے جانے دو تا کہ میں طاہر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ محمد نے کہا میں تمہارے مطلب کو نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نہ تمہاری بات کو قبول کرتا ہوں نہ اسے رد کرتا ہوں۔ اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم امیر طاہر پر جا کر حملہ کر دو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ اور سیدھے اپنے گھر کا راستہ لو۔

فضل بن موسیٰ کا محمد بن العلاء پر اچانک حملہ:

وہ پلٹ گیا۔ مگر محمد نے اپنی فوج سے کہہ دیا کہ اس شخص سے احتیاط کرو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مکر و دغا کرے گا۔ اس گفتگو کے تھوڑی دیر کے بعد اس نے حملہ کے لیے تکبیر کہی۔ کیونکہ اسے تو یہ خیال تھا کہ محمد بن العلاء اس کی طرف سے بالکل بے خوف و خطر اور مطمئن ہو گیا ہوگا۔ مگر جب وہ جنگ کے لیے بڑھا تو اس نے پہلے ہی سے محمد بن العلاء کو ہر بات کے لیے پوری طرح مستعد اور آمادہ پایا۔ جنگ شروع ہو گئی اور اس قدر سخت ہوئی جس قدر ممکن تھی فضل کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی۔ جس کی وجہ سے وہ گر پڑا۔ مگر ابو السلاسل اسے دشمن کے حملے سے اس وقت تک بچاتا رہا جب تک کہ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہو گیا۔ اس کی اس مدافعت پر فضل نے کہا کہ میں تمہاری اس کارگزاری کو امیر المؤمنین سے بیان کروں گا۔

طاہر کی مدائن کی جانب پیش قدمی:

محمد بن العلاء کی فوجوں نے فضل کی فوج پر عام حملہ کر دیا اور مار بھگا گیا۔ کوئی تک وہ ان کو قتل کرتے ہو چلے گئے۔ اس واقعہ میں اسماعیل بن محمد القرشی اور جمہور البخاری قید کر لیے گئے۔ اب طاہر نے مدائن کا رخ کیا۔ یہاں امین کی باقاعدہ فوج کا زبردست رسالہ برکی کی قیادت میں موجود تھا یہاں برکی قلعہ بند ہو کر مدافعت کے لیے تیار تھا۔ امین کے پاس سے روزانہ اسے کمک اور خلعت و انعام مل رہا تھا۔ جب طاہر مدائن کے قریب صرف دو فرسخ فاصلہ پر رہ گیا تو گھوڑے سے اتر کر اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر تک تسبیح پڑھتا رہا اور پھر دعاء مانگی کہ خداوند اتو اس وقت اسی طرح میری مدد کر جس طرح تو نے جنگ مدائن میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ یہاں سے اس نے حسن بن علی الماسونی قریش بن شبل اور ہادی بن حفص کو اپنے مقدمہ پر روانہ کیا۔ اور خود بھی چلا۔

طاہر کا مدائن پر قبضہ:

جب برکی نے اس کے نقاروں کی آواز سنی تو اپنے گھوڑوں پر زینیں کسیں اور اب جنگ کے لیے ترتیب قائم کرنے لگا۔ جو آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ان کو پیچھے بلا لیا۔ خود برکی صفیں برابر کرنے لگا۔ مگر بے قاعدگی کا یہ حال تھا کہ ابھی وہ ایک صف درست کرتا اور اسی وقت وہ درہم درہم ہو جاتی۔ فوج کی اس بے قاعدگی کی وجہ سے وہ اس کا انتظام نہ کر سکا۔ اور پریشان ہو کر کہنے لگا۔ خداوند امین فوج کی اس بزدلی اور نکلے پن سے تیری پناہ مانگتا ہو۔ اپنے ساتھ فوج کے افسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھاگنے کے لیے راستہ چھوڑو اس فوج سے بھلا کیا ہوگا۔ چنانچہ بغیر لڑائی کے تمام فوج نہایت سراسیمگی میں کہ ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا۔ بغداد کی طرف بھاگی۔

طاہر بن حسین کا صصر میں قیام:

طاہر نے مدائن پر قبضہ کر لیا اور یہاں سے اس نے قریش بن شبل اور عباس بن بخاراخذہ کو درزبجان روانہ کیا۔ احمد بن سعید الحارثی اور نصر بن منصور بن نصر بن مالک نہرویا الی پر چھاؤنی ڈالے پڑے تھے۔ انہوں نے برکی کی فوج کو بغداد کی طرف جانے سے روکا۔ اب طاہر خود بڑھ کر درزبجان ان دونوں کے سامنے آیا اور اپنی پیدل سپاہ ان سے لڑنے کے لیے آگے بڑھائی۔ مگر معمولی سی جھڑپ کے بعد ہی ان کی فوجیں میدان سے بھاگ گئیں۔ طاہر بائیں سمت سے صصر میں آیا۔ اس پر اس نے پل باندھا اور وہیں اتر پڑا۔

داؤد بن عیسیٰ کی امین کی بیعت سے برأت:

اس سال داؤد بن عیسیٰ امین کے عامل مکہ اور مدینہ نے اس سے پہلے اپنی برأت کر کے مامون کے لیے خود بھی بیعت کی اور تمام دوسرے لوگوں سے بھی اس کے لیے بیعت لے لی اور اس کی اطلاع طاہر اور مامون کو لکھ بھیجی۔ اس کام کو ختم کر کے وہ خود مامون کی خدمت میں روانہ ہوا۔

داؤد بن عیسیٰ کو موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا حکم:

جب امین خلیفہ ہوئے انہوں نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کو مکہ اور مدینہ بھیجا۔ انہوں نے

محمد بن عبدالرحمن بن محمد المخرومی کو جو رشید کی جانب سے مکہ کا عامل تھا۔ برطرف کر دیا رشید کے زمانے میں اسے حجاز میں شرعی انتظامی اور عدالتی تمام اختیارات حاصل تھے۔ امین نے داؤد کو عامل مقرر کر کے اسے ولایت سے تو علیحدہ کر دیا مگر قضاء اسی کے پاس رہنے دی۔ داؤد نے اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا اور ۱۹۳ھ اور ۱۹۴ھ میں اسی کی امارت میں حج ہوا۔ مگر جب ۱۹۶ھ آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عبداللہ المامون نے اپنے بھائی سے قطع تعلق کر لیا ہے اور طاہر نے امین کے سپہ سالاروں کو بری طرح شکستیں دی ہیں۔ اس سے پہلے امین نے داؤد بن عیسیٰ کو لکھا تھا کہ تم عبداللہ المامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے میرے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت کر لو امین نے وہ دونوں معاہدے بھی جن کو رشید نے مرتب کر کے کعبہ میں لٹکا دیا تھا اپنا آدمی بھیج کر منگوا لیے تھے اور اپنے قبضے میں کر لیے تھے۔

داؤد بن عیسیٰ کی امین کی عہد شکنی کی مذمت:

امین کی ان حرکتوں کی وجہ سے داؤد نے کعبہ کے تمام حاجیوں کو قریش اور فقہاء اور ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ دونوں معاہدے لکھے گئے اور ان پر ان کی شہادتیں ہوئیں تھیں جن میں خود داؤد بھی تھا۔ جمع کیا اور ان سے کہا کہ آپ سب اس عہد و میثاق سے اچھی طرح واقف ہیں جو رشید نے بیت الحرام میں اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت لیتے وقت لیا ہے کہ ہم سے یہ اقرار لیا گیا ہے کہ ہم ان دونوں میں جو مظلوم ہو ظالم کے مقابلہ میں اس کا ساتھ دیں۔ جس پر زیادتی کی گئی ہو اس کا زیادتی کرنے والوں کے مقابلہ میں ساتھ دیں جس کے ساتھ بد عہدی کی گئی ہو اس کا بد عہدی کرنے والے کے مقابلہ میں ساتھ دیں اب ہمیں اور آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ امین نے اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ المامون اور قاسم الموتمن کے ساتھ ظلم زیادتی اور بد عہدی کی ابتداء کی ہے اور ان دونوں کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اپنے بالکل شیر خوار بچے کے لیے بیعت لی ہے اور نہایت ہی مجرمانہ طریقہ پر رشید کے دونوں عہد ناموں کو کعبہ سے منگوا کر جلا ڈالا ہے۔ میں غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں اور میں نے اس کا اب عزم کر لیا ہے۔ کہ امین کی خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے عبداللہ المامون کی خلافت کے لیے کیونکہ ان پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے بیعت کر لوں۔

داؤد بن عیسیٰ کی تجویز سے اہل مکہ کا اتفاق:

اہل مکہ نے اس سے کہا کہ ہم اس رائے میں بالکل آپ کے ساتھ ہیں اور ہم بھی امین سے برأت کرتے ہیں۔ داؤد نے ان سے کہا کہ ظہر کی نماز میں اس معاملہ پر میں آپ سے گفتگو کروں گا۔ اس نے مکے کی تمام گلی کوچوں میں اپنا نقیب بھیج دیا کہ وہ لوگوں کو نماز ظہر میں شرکت کے لیے کہہ آئے۔ ۲۷/ رجب ۱۹۶ بروز پنجشنبہ داؤد اپنے قصر سے حرم میں آیا اور اس نے نماز ظہر پڑھائی۔

داؤد بن عیسیٰ کا اہل مکہ سے خطاب:

اس کے بعد رکن اور مقام کے درمیان اس کے لیے ایک منبر رکھا گیا وہ اس پر چڑھ گیا اور تمام عمائد اور اشراف کو اس نے اپنے قریب بلا لیا۔ داؤد خوش بیان اور بلند آواز مقرر تھا جب سب جمع ہو گئے تو اب اس نے یہ تقریر کی:

تمام تعریفیں اس ذات کے لیے سزاوار ہیں جو تمام سرزمین کا مالک ہے۔ جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ہر قسم کی بھلائی اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے اور غالب اور دانا ہے۔ میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جن کو اس نے اپنی شریعت دے کر دنیا میں مبعوث کیا۔ ان پر انبیاء کی بعثت کو ختم کر دیا۔ ان کو تمام اہل عالم کے لیے رحمت بنایا۔ اللہ کی سلامتی اور رحمت ان پر ہمیشہ کے لیے نازل ہو۔ اما بعد اے اہل مکہ تم ہی خلافت کی اصل ہو اور فرع بھی تمہارا ہی خاندان اور قبیلہ ہے۔ تم ہزار خلافت میں برابر کے شریک ہو۔ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو تمہارے شہر میں مبعوث کیا۔ تمام مسلمان تمہارے قبیلے کی طرف رخ کرتے ہیں۔ تم اس عہد سے بخوبی واقف ہو جو ہارون الرشید (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹوں کے لیے بیعت لیتے وقت تمہارے سامنے تم سے لیا ہے۔ کہ تم ان دونوں میں جو مظلوم ہو اس کی ظالم کے مقابلے میں مدد کرو گے۔ اور جس پر زیادتی کی گئی ہوگی یا جس کے ساتھ بد عہدی کی جائے گی زیادتی اور بد عہدی کرنے والے کے مقابلے میں مدد کرو گے۔ اب ہم کو اور تم کو یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ محمد بن ہارون نے ظلم و زیادتی اور بد عہدی کی ابتداء کی ہے اور ان شرائط کی سرنگی خلاف ورزی کی ہے جن کا ایفا خود اس نے اسی بیت اللہ الحرام میں اپنے ذمے ضروری قرار دیا تھا اس بنا پر اب میرے اور آپ کے لیے قانونی طور پر یہ بات جائز ہو گئی ہے کہ ہم اسے خلافت سے معزول کر دیں اور اس کے بجائے اسے خلیفہ بنا لیں جس پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ آگاہ رہو کہ میں تمہارے سامنے محمد بن ہارون کو اس طرح خلافت سے علیحدہ کرتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ٹوپی کو سر سے اتار کر پھینک دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنی ٹوپی سر سے اتار کر اپنے ایک خدمت گار کو جو اس کے قریب ہی منبر کے نیچے کھڑا تھا دے دی۔ یہ سرخ کشیدے کے کام کی تھی۔ اب اسے ایک سیاہ ہاشمیہ ٹوپی لاکر دی گئی۔ جسے اس نے پہن لیا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ میں نے تو عبد اللہ المامون امیر المومنین کی خلافت کے لیے بیعت کر لی ہے۔ اب آپ حضرات بھی کھڑے ہوں اور اپنے خلیفہ کے لیے بیعت کریں۔

اہل مکہ کی مامون کی بیعت:

عمائد کی ایک جماعت ایک ایک کر کے منبر کے قریب اس کے پاس آئی اور اس نے باری باری اس کے ہاتھ پر عبد اللہ المامون کی خلافت اور امین کی علیحدگی پر بیعت کی۔ اس کے بعد داؤد منبر سے اتر آیا۔ اب نماز عصر کا وقت آ گیا اسی نے نماز عصر پڑھائی اور پھر وہ مسجد کے ایک سمت میں بیعت لینے کے لیے بیٹھ گیا۔ لوگ جوق در جوق آ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ وہ ان کو بیعت نامہ پڑھ کر سنا دیتا تھا اور وہ اس کے ہاتھ کا مصافحہ کرتے تھے۔ چند روز تک اس نے اسی طرح بیعت لی۔

مدینہ منورہ میں مامون کی بیعت:

اس نے سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ کو جو اس کی طرف سے مدینہ کا نائب تھا حکم بھیجا کہ تم اہل مدینہ سے بھی اسی طرح امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کی بیعت لو۔ جس طرح میں نے اہل مکہ سے لی ہے۔ مکہ کے قیام ہی میں اسے مدینہ سے جواب آ گیا کہ اس کے حسب مناسبت معاملہ سرانجام پا گیا۔

داؤد بن عیسیٰ کی روانگی مرو:

اس جواب کے موصول ہوتے ہی وہ فوراً اپنے چند بیٹوں کو لے کر مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بصرہ کی راہ مرو روانہ ہوا۔ بصرے سے فارس اور کرمان ہوتا ہوا مامون کے پاس مرو پہنچا۔ اور جس طرح اس نے ان کی بیعت لی اور امین کو علیحدہ کیا اور اہل حرین نے جس خوشی سے اس سب کارروائی کو قبول کیا۔ وہ تمام کیفیت مامون سے بیان کی۔

امارت مکہ و مدینہ پر داؤد بن عیسیٰ کا تقرر:

اس سے مامون بہت خوش ہوئے اور سب سے پہلے اہل حرین کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لینے کو انہوں نے اپنے لیے بہت ہی باعث یمن و برکت سمجھا۔ ان کو ایک لطف آمیز خط لکھا۔ جس میں ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ اور ان کو تو قعات دلائیں اور حکم دیا کہ داؤد کے لیے مکہ اور مدینہ کی ولایت کا فرمان تقرر رکھا جائے۔ امامت مظالم کی سماعت اور خراج کی وصولی بھی اسی کے متعلق رہے۔ نیز حرین کے علاوہ مکہ کی ولایت بھی اس کے تفویض کی جائے۔ اس کے لیے تین نشان اسے دیئے اور والی رے کو حکم لکھا کہ پانچ لاکھ درہم بطور مدد کے اسے دیئے جائیں۔

داؤد بن عیسیٰ کی مراجعت مکہ:

ان کے احکام کو لے کر داؤد بن عیسیٰ تیزی کے ساتھ، تاکہ وہ حج میں شریک ہو سکے، جس کا زمانہ قریب تھا۔ مرو سے حجاز روانہ ہوا۔ اس سفر میں اس کا بھتیجا عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن عکلی بن عبد اللہ بن العباس بھی ساتھ تھا۔ مامون نے اس کو اس سال کے لیے امیر حج مقرر کیا تھا۔ وہ اور اس کا چچا داؤد خراسان سے روانہ ہو کر طاہر بن الحسین کے پاس بغداد ٹھہرے۔ طاہر نے ان کی بہت تعظیم و تکریم کی اور ان کی کارگزاریوں کو خوب سراہا۔ اور ان کے ساتھ یزید بن جریر بن یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری کو جسے طاہر نے یمن کا والی مقرر کیا تھا بھیجا۔ اس کے ساتھ رسالے کی ایک بڑی جمعیت ساتھ کی اس یزید نے ان سے اس بات کا ذمہ کیا تھا، کہ میں اپنی قوم اور خاندان والوں کو جن میں یمن کے روساء اور اشراف ہیں امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کے لیے اپنا ہم خیال بناؤں گا۔ بغداد سے چل کر یہ سب کے سب سکے آئے۔ ان کو حج مل گیا۔ اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں حج ہو گیا۔

اہل یمن کی مامون کی بیعت:

حج سے واپسی میں عباس طاہر کے پاس، جس نے اس وقت امین کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ چلا آیا۔ داؤد بن عیسیٰ حرین میں اپنے کام پر ٹھہر گیا۔ اور یزید یمن آیا۔ یہاں اس نے اہل یمن کو امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کو تسلیم کرنے کی دعوت دی اور طاہر بن الحسین کا ایک خط بھی جو ان کے نام تھا اور جس میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا وعدہ اور مامون کی طاعت کے لیے ترغیب دی گئی تھی اور مامون کے اس عادلانہ طرز عمل کا بیان تھا جو انہوں نے اپنی رعایا کے لیے بے اختیار کیا تھا، پڑھا کر سنایا۔ اہل یمن نے اس دعوت کو بخوشی قبول کر کے مامون کے لیے بیعت کر لی۔ اور امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا یزید بن جریر بن یزید نے ان کے ساتھ بہت ہی نیک طرز عمل اختیار کیا اور بہت ہی عدل و انصاف سے حکومت کرنے لگا۔ اور ان کی بیعت کی اطلاع مامون اور

طاہر کو لکھ بھیجی۔

ہرثمہ کا نہروان پر قبضہ:

اس سال ماہ رجب اور شعبان میں امین نے تقریباً چار سو نشان بہت سے فوجی سرداروں کو باندھ کر دیئے اور ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر الامر مقرر کیا۔ اور ان کو ہرثمہ بن اعین کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا یہ چلے اور ماہ رمضان میں نہروان سے چند میل کے فاصلہ پر مقام جلاتا میں ان کا ہرثمہ سے مقابلہ ہو گیا۔ جنگ ہوئی۔ ہرثمہ نے ان کو مار بھگا گیا۔ اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک گرفتار ہوا۔ ہرثمہ نے اسے مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور خود دھاوا کر کے نہروان پر قابض ہو گیا۔

طاہر کے خلاف فوجی بغاوت:

اس سال ایک بڑی جماعت نے طاہر کا ساتھ چھوڑ کر امین کے پاس پناہ لی۔ اور فوج باغی ہو گئی۔ امین نے اس جماعت میں بہت سارے پیہ تقسیم کیا۔ ان میں جو معمولی سپاہی تھے ان کو افسر بنا دیا اور ان کی داڑھیوں کو عالیہ لگا گیا۔ اسی وجہ سے یہ لوگ تو ان کی مشہور ہوئے۔

یزید بن الحارث نے بیان کیا ہے کہ نہر صرصر آ کر طاہر نے وہیں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اور امین اور اہل بغداد کے مقابلہ میں اب اس نے زیادہ چستی و چالاکی سے کام لینا شروع کیا جو فوج اس سے لڑنے آئی اس نے شکست دی مگر امین کی داد و دہش کا طاہر کی فوج پر اس قدر دباؤ پڑا کہ پانچ ہزار خراسانی اور دوسرے لوگ طاہر کی فرو دگاہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ قدرتی طور پر امین اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور عمدہ توقعات دلائیں اور ان سب کے نام اسی پانے والوں میں لکھ لیا۔ چند ماہ اسی طرح گزرے۔ امین نے حربیہ اور دوسرے لوگوں کی ایک جماعت کی جنہوں نے خود اپنے کو اس کے لیے پیش کیا اور خواہش کی۔ فوجی عہدے دیئے اور ایک نشان دے کر انہیں دسکرة الملک اور نہروان بھیج دیا۔ اور حبیب بن جہم السمری الاعرابی اس کی جمعیت کے ساتھ ان کا سپہ سالار مقررہ کر کے بعد میں روانہ کیا۔ مگر فریقین میں کچھ زیادہ لڑائیاں نہ ہوئیں۔ امین نے بغداد کے فوجی امراء کو لڑائی کے لیے مدعو کیا اور اس کو یا سر یہ۔ کوثر یہ اور سفیان بن بھجا۔ ان کو خوراک بھیجی۔ معاش دی اور ان کو ان لوگوں کے بچاؤ کے لیے جوان کے عقب میں تھے۔ بطور آڑ کے متعین کر دیا۔

طاہر کے فوجی سرداروں کے نام خفیہ خطوط:

انہوں نے اپنے بہت سے جاسوس طاہر کی فوج میں بھیج دیئے اور اس کی فوج کے سرداروں کے نام خفیہ خطوط لکھے۔ جن میں ان کو بہت کچھ لالچ اور ترغیب دی۔ وہ سردار طاہر سے بگڑ گئے اور ان میں سے اکثر امین کے پاس آ گئے۔ ان کے ہر دس آدمیوں کے ساتھ ایک طبل تھا۔ جس کی آواز سے انہوں نے تہلکہ برپا کر دیا۔ ہتھیاروں کی چمک دکھاتے ہوئے اور گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے۔

طاہر اور امینی لشکر کی جنگ:

یہ لوگ طاہر کے مقابلہ کے لیے نہر صرصر پر نمودار ہوئے طاہر نے اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کیا۔ ہر دستے کے پاس آ کر کہا کہ تم اپنے مقابل کی کثرت سے مرعوب نہ ہونا۔ اور اس بات کی ہرگز پروا نہ کرنا کہ انہوں نے امین کی امان حاصل کر لی ہے۔ ان

باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ کامیابی اور فتح خلوص اور ثابت قدمی سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت پر غالب آگئی۔ اور بے شک اللہ مدد کرتا ہے ان کو جو ثابت قدم ہوتے ہیں اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دے دیا وہ بڑھی اور کچھ دیر تک تلوار چلتی رہی مگر پھر اللہ نے بغداد والوں کو ذلیل کیا اور شکست کھا کر بھاگ گئے انہوں نے اپنی فوج کی قیام گاہ کو بھی چھوڑ دیا۔ طاہر کی فوج نے ان کی فرد گاہ کو اس میں جس قدر روپیہ اور ہتھیار تھے لوٹ لیا۔

قواد الغالیہ:

امین کو اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی انہوں نے عطا کے لیے روپیہ طلب کیا۔ وہ ان کے سامنے لاکر ڈھیر کر دیا گیا۔ انہوں نے اپنے تمام خزانے اور ذخیرے نکلوائے اس میں سے صلے دیئے۔ مضامقات والوں کو بلایا۔ خود ہی ہر شخص کا معائنہ کیا جو شخص ذرا تنومند اور شکیل سامنے آتا وہ اسے خلعت دیتے اور افسر بناتے۔ اور جس کو افسر مقرر کرتے اس کی داڑھی میں غالیہ لگواتے۔ اس وجہ سے یہ قواد الغالیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے اپنے ان نئے افسروں کو پان پان سو درہم انعام اور ایک شیشی غالیہ کی دی۔ مگر ان افسروں کے سپاہیوں اور ماتحتوں کو کچھ نہ دیا۔ اس کی اطلاع طاہر کے جاسوسوں اور مخبروں نے اسے آ کر دی۔ اس نے بھی خط و کتابت کے ذریعہ خفیہ ساز باز کی ترغیب و تحریص دی اور اپنے ساتھ ملا لینے کی خوشامد کی اس طرح ادنیٰ سپاہی اپنے افسروں کے خلاف ہو گئے۔

امینی لشکر میں شورش:

چنانچہ انہوں نے ۶/ ذی الحجہ ۱۹۶ھ بروز چہار شنبہ خود امین کے خلاف شورش برپا کر دی۔ جب فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا اور امین کے لیے صورت حال نازک ہو گئی۔ انہوں نے فوجی افسروں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ان کا کسی نہ کسی طرح تدارک کیجیے اور اپنے معاملہ کو سنبھالیے۔ انہیں سے آپ کی حکومت قائم ہے۔ حسین کے زمانے میں اللہ کے بعد انہیں نے آپ سے حکومت چھینی اور پھر آپ کو واپس دی۔ آپ ان کی شجاعت اور بہادری سے بھی واقف ہو چکے ہیں۔

طاہر بن حسین اور تنوخی میں سمجھوتہ:

امین نے خاص طور پر ان کے معاملہ پر توجہ کی ان سے لڑنے کا حکم دے دیا۔ تنوخی وغیرہ پناہ گزینوں اور ان فوجوں کو جو ان کے پاس تھیں ان سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ تنوخی نے مقابلہ ہوتے ہی لڑنا شروع کیا۔ طاہر اور ان کے درمیان مراسلت کے ذریعہ سمجھوتہ ہو گیا۔ جس کی رو سے اس نے ان کی اطاعت کی شرط پر ان کے یرغمال اپنے قبضے میں کر لیے۔ ان کو امان دی اور بہت سا روپیہ بھی دیا۔

طاہر بن حسین کا باغ باب الانبار میں قیام:

اس کے بعد خود طاہر اپنے مقام سے بڑھ کر ۱۲/ ذی الحجہ منگل کے دن باب الانبار والے باغ میں آ گیا۔ اس باغ میں وہ مع اپنے افسروں باقاعدہ فوج اور دوسرے ہمراہیوں کے فروکش ہوا۔ اور امین کے جو پناہ گزین افسر اور فوج طاہر سے آ ملی تھی وہ اس باغ

میں اور شہر کے مضافات میں مقیم ہوئی۔ طاہر نے ان سب سپاہیوں کی تنخواہ اسی درجہ مقرر کر دی اور افسروں اور خاص امرازادوں کی معاش دو چند کر دی اس کے علاوہ بھی ان کو اور ان کے بہت سے سپاہیوں کو یکمشت نقد انعام اور صلہ دیا۔

بغداد میں بد امنی:

قیدی جیل خانے توڑ کر نکل آئے۔ تمام لوگوں میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بدچلن اور آوار گرد امن پسندوں پر چڑھ دوز سے۔ فاجر غالب اور مومن ذلیل ہوئے اور نیک لوگ دھوکے سے قتل کیے گئے۔ لوگوں کی بڑی گت بنی۔ البتہ جو لوگ طاہر کے پڑاؤ میں تھے وہ اس وجہ سے اس قتل و غارت گری سے محفوظ رہے کہ خود طاہر کی ان پر سخت نگرانی تھی اور اس نے ان اوباشوں اور بد معاشوں کے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ اسی حالت میں طاہر نے ان پر حملہ کر دیا اور صبح شام ان سے لڑنے لگا۔ آخر کار لڑتے لڑتے دونوں فریق تھک گئے اور آبادی برباد ہو گئی۔

امیر حج عباس بن موسیٰ:

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں جسے طاہر نے امیر حج مقرر کیا تھا۔ حج ہوا اور اس نے مامون کے لیے بحیثیت حیفہ کے دعا مانگی یہ پہلا حج تھا۔ جب کہ حرمین میں خلیفہ کی حیثیت سے مامون کا نام دعا میں لیا گیا۔

۱۹۷ھ کے واقعات

اس سال قاسم بن ہارون الرشید اور منصور بن المہدی عراق سے مامون کے پاس چلے آئے مامون نے قاسم کو جرجان بیج دیا۔ اس سال طاہر ہرثمہ اور زہیر بن المسیب نے بغداد میں امین کا محاصرہ کر لیا۔

زہیر بن المسیب کے مظالم:

محمد بن یزید التیمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن المسیب الضحیٰ قصر رتہ کلو اذئی پر فروسک ہوا۔ اور اس نے منجبتین اور عرادے نصب کیے اور خندقیں کھود لیں۔ جن دنوں میں سرکاری باقاعدہ سپاہ طاہر سے لڑنے میں مصروف ہوئی۔ یہ آنے جانے والوں کو عرادوں سے پتھر مارتا۔ نیز اس نے تاجروں کے مال پر عشر لگایا۔ اور کشتیوں پر بھی خراج عاید کیا۔ اور لوگوں پر ہر قسم کے مظالم شروع کر دیئے۔ طاہر کو بھی اس کی ان حرکتوں کی اطلاع ہوئی۔ لوگوں نے اس سے آ کر اپنے مصائب کی شکایت کی۔ اس بے آئینی اور فساد کا اثر ہرثمہ تک پہنچا۔ طاہر نے اس کی مدد کے لیے فوج بھیجی۔ قریب تھا کہ وہ گرفتار کر لیا جاتا مگر پھر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ ہرثمہ نہر بین پر فروسک ہوا اس نے دربار پر ایک دیوار اور خندق بنائی اور منجبتین اور عرادے مہیا کر لیے۔ عبید اللہ بن الوضاع کو اس نے شاسبہ پر فروسک کیا اور خود طاہر باب الانبار والے باغ میں مقیم ہوا۔

حسین الخلیج کا بیان:

حسین الخلیج بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے باب الانبار والے باغ پر قبضہ کر لیا تو اب امین کو طاہر کے بغداد میں داخل ہو

جانے کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ جس قدر روپیہ ان کے پاس تھا وہ سب انہوں نے تقسیم کر دیا۔ وہ بے بس اور مجبور ہو گئے خزانوں میں جس قدر اسباب و سامان تھا۔ اس سب کو انہوں نے فروخت کر دیا۔ اور سونے اور چاندی کے جس قدر برتن تھے ان سب کے درہم و دینار مضروب کر کے اپنی فوج کو بھیجے اور خود اپنے صرف میں لائے۔ اسی مجبوری کی حالت میں انہوں نے حکم دیا کہ حربیہ پر تحقیق اور عرادے نصب کیے جائیں اور پیڑوں سے اس حصہ کو جلا دیا جائے تاکہ کوئی وہاں آنے جانے والا زندہ نہ بچے۔

سعید بن مالک کی نگرانی:

محمد بن منصور البادر دی بیان کرتا ہے کہ جب امین کے مقابلہ میں طاہر کی شوکت بہت بڑھ گئی، طاہر نے ان کی سپاہ کو مار بھگا یا اور ان کے سپہ سالار ان کو چھوڑ گئے تو ان میں سے جن لوگوں نے طاہر کے یہاں پناہ لی ان میں سعید بن مالک بن قادم بھی تھا۔ یہ طاہر سے جا ملا اس نے بغین کے محلہ وہاں کے بازاروں اور اس سے متصل اور اس سے آگے دجلہ کے کنارے کو دجلہ کے پلوں تک اس کی نگرانی میں دے دیا۔ اور اسے حکم دیا کہ جس مکانات اور راستوں پر تمہارا قبضہ ہو وہاں اپنی حفاظت اور مفتوحہ زمین کے استحکام کے لیے دیوار اور خندق ضرور بنالینا۔ طاہر نے بہت سارے روپیہ اس کے مصارف کے لیے دیا۔ مزدور اور اسلحہ بھی دیئے۔ حربیہ جماعت کو ہدایت کی ضرورت کے وقت اس کی مدد کریں۔

باب الرقیق اور باب الشام پر افسران کا تقرر:

اسی طرح اس نے باب الرقیق کی سڑک اور باب الشام پر یکے بعد دیگرے اپنے افسر مقرر کر دیئے۔ اور ان کو بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے سعید بن مالک کو دی تھیں خود اندرون شہر اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف ویرانی اور بربادی رونما ہوئی۔ اور بغداد کے تمام محاسن مٹ گئے۔

بغداد میں طوائف الملوکی:

امین نے قصر صالح، قصر سلیمان بن ابی جعفر اور وہاں سے دجلہ کے اور اس کے ملحقہ علاقہ کو علی فراہم اور اس کی جمعیت کے سپرد کیا اس نے ایک شخص سمرقندی نام کے زیر اہتمام جو خود بھی منجیق چلاتا تھا۔ تمام مکانات اور بازاروں میں آگ لگا دی اور منجیقوں اور عرادوں سے ان کو برباد کر دیا۔ اس کے جواب میں طاہر نے بھی شہر کے ساتھ یہی کیا۔ ان مضافات والوں کو جو انبار کے راستے پر اور کوفہ پر اور باب الکوفہ اور اسی کے قریب آباد تھے۔ اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ جس سمت کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس نے ان کی حفاظت کے لیے وہاں خندق بنا دی۔ پہرہ چوکیاں قائم کر دیں اور اپنا جھنڈا بلند کر دیا۔ اور جن لوگوں نے اس کی بات نہ مانی وہ ان سے لڑا اور اس کے مکان کو جلا دیا۔ صبح و شام وہ اسی طرح اپنے امراء رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ مدت تک ان سے لڑتا رہا۔ جس سے تمام بغداد میں وحشت اور پریشانی پھیل گئی اور لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ تمام شہر کھنڈر ہو جائے گا۔

بنی ہاشم، فوجی امراء کی املاک کی ضبطی:

طاہر نے ان مضافات کو جن کے باشندوں نے اس کی مخالفت کی اور مدینہ ابو جعفر شرقی کرخ کے بازار محلہ خلد اور اس کے

ملحقہ علاقہ کو باغی علاقہ قرار دیا۔ اس نے ان بنی ہاشم، فوجی امراء اور مولیوں کی جو اس کی اطاعت قبول کر کے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے ان تمام املاک اور پیداوار کو جو اس کے مفتوحہ علاقہ میں تھی ضبط کر لیا۔ اس سے ان کی تمام عزت خاک ہو گئی۔ ان کے حوصلے پست سرینچے ہو گئے اور انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ باقاعدہ فوج بھی بہت پست ہمت ہو گئی اور اس نے تھک کر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اب صرف آوارہ گرد اچھے مفلس ننگے مجرم قیدی اوباش اور بازاری انفاردار اذیل مقابلہ پر رہ گئے۔ حاتم بن الصقر نے ان کو لوٹ کی اجازت دے رکھی تھی۔ اب ہرش اور افریقہ والے لڑنے کے لیے آئے۔ جن سے خود طاہر نہایت تن دہی سے اور جان فروشی کے ساتھ بغیر کسی تقصیر اور تباہی کے لڑتا تھا۔ اس حالت کے بیان میں خزیمی نے بغداد کا ایک طویل شہر آشوب لکھا۔

اس سال ان لوگوں نے جن کو امین نے نصر صالح میں متعین کیا تھا۔ طاہر کی اطاعت قبول کی اور اسی سال قصر صالح میں وہ مشہور اور خونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

اہل بغداد کی اطاعت کی درخواست:

محمد بن الحسین بن مصعب نے بیان کیا ہے کہ طاہر امین اور اس کی فوج کے مقابلے میں ثابت قدمی کے ساتھ بہت روز تک لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اہل بغداد اس کی لڑائی سے تنگ آ گئے۔ علی فراہمرد نے جو صالح اور سلیمان بن ابی جعفر کے محلوں میں امین کی طرف سے متعین تھا۔ طاہر سے امان کی درخواست کی اور اس بات کا ذمہ لیا کہ وہ اس تمام علاقہ کو جو اس کی سمت میں دجلہ کے پلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اور ان تمام منجیقوں اور عرادوں کے جو اس کے پاس ہیں طاہر کے حوالے کر دے گا۔ طاہر نے اس کی درخواست قبول کی اور اپنے کوتوال ابو العباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی کو اپنے ان فوجی سرداروں اور بہادر شہسواروں کے ساتھ جن کو اس نے اس کے ساتھ کر دیا۔ رات کے وقت علی کے پاس بھیجا۔ علی نے سپینچر کی رات نصف جمادی الآخر ۱۹ھ کو وہ تمام علاقہ جس پر امین نے اسے متعین کیا تھا اس کے سپرد کر دیا۔

کوتوال محمد بن عیسیٰ کی اطاعت:

خود امین کے کوتوال محمد بن عیسیٰ نے جو اہل افریقہ قیدیوں اور اوباشوں کے ساتھ نہایت ہی مستعدی اور خلوص کے ساتھ امین کی حمایت میں طاہر سے لڑ رہا تھا۔ اور جس سے لڑائی میں سب ڈرتے تھے۔ طاہر کی اطاعت کر لی۔

قصر صالح کا معرکہ:

جب یہ دونوں امین کے خاص سردار طاہر سے جا ملے تو اب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اور وہ اتنے مضطرب و پریشان ہوئے کہ اب انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی موت کے انتظار میں ام جعفر کے دروازے چلے آئے مگر اوباش عیاروں آوارہ گردوں اور سپاہیوں نے بڑھ کر قصر صالح کے اندر اور باہر دن چڑھے تک دشمن سے خوب جنگ کی ابو العباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی اپنے ان چند امراء اور سرداروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قصر کے اندر مارا گیا۔ اور علی فراہمرد اپنی جماعت کے ساتھ قصر کے باہر ان سے لڑا مگر اسے شکست ہوئی۔ اور وہ طاہر سے جا ملا۔ اس لڑائی سے پہلے یا بعد کوئی ایسی دوسری لڑائی اس تمام جنگ

میں ایسی نہیں پیش آئی جس میں طاہر اور اس کی فوج کو ایسی ذلت نصیب ہوئی ہو یا ان کے اس قدر آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہوں۔ جس قدر اس واقعہ میں ہوئے۔ اس واقعے کے متعلق اکثر لوگوں نے شعر کہے جس میں جنگ کی شدت اور خونریزی کو بیان کیا گیا عوام نے بھی اس پر نظمیں کہیں۔

بنی ہاشم اور امرا کی مامون کی بیعت:

طاہر نے اپنے پیامبر دشمن کی فوج میں بھیج دیئے اور فوجی امراء اور بنی ہاشم وغیرہ کو ان کی جائداد اور پیداوار ضبط کر لینے کے بعد خط لکھے۔ اس میں ان سے خواہش کی کہ وہ امین سے برأت کر کے مامون کے لیے بیعت کر لیں۔ اور ہماری امان میں آ جائیں۔ چنانچہ ایک جماعت جس میں عبداللہ بن حمید قحطیہ الطائی۔ اس کے بھائی حسن بن قحطیہ کے بیٹے یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی العاص تھے۔ طاہر سے جا ملی۔ ان کے علاوہ بہت سے دوسرے امراء اور بنی ہاشم نے خفیہ طور پر طاہر سے مراسلت کی اور وہ دل سے اس کے ساتھ ہو گئے۔

اوباشوں اور چوروں کی لوٹ مار:

جب قصر صالح کا واقعہ ہوا تو اب پھر امین مطمئن ہو کر عیش و نشاط اور شراب میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے اس تمام معاملے کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور ہرش کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اپنے قریب کے جو شہر کے دروازے مضافات، گلی، کوچے کرخ کا بازار دجلہ کا مخصوص علاقہ باب الجول اور کناہہ تھا۔ ان پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں جس قدر چور بد معاش اور بد چلن آدمی تھے۔ انہوں نے اس شخص کو جس پر ان کی دسترس ہوئی۔ چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا ضعیف العزب مسلمان ہو یا ذمی لوٹ لیا۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کی نظیر کسی جنگ سے متاثرہ مقام میں کبھی نہیں سنی گئی۔

طاہر بن حسین کا حسن انتظام:

جب یہ حالت عرصہ تک رہی تو لوگوں کے لیے بغداد میں رہنا دو بھر ہو گیا جن میں استطاعت تھی وہ ان تمام ذلتوں اور مظالم مصائب کو برداشت کر کے اور جان پر کھیل کر بغداد چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے برخلاف طاہر نے ہر مشتبہ چال و چلن والے شخص پر پوری نگرانی رکھی اور محمد بن ابی خالد کو حکم دیا کہ وہ کمزوروں اور عورتوں کی حفاظت کرے اور ان کو بحفاظت مامون جگہ میں پہنچا دے۔ جب کوئی مرد یا عورت ہرش کے آدمیوں سے چھٹکارا پا کر طاہر کی فوج میں آ جاتی تب اسے اطمینان ہوتا۔ اور یہاں آ کر عورتیں اپنے سونے چاندی یا دوسری قیمتی اشیاء اور کپڑوں کو ظاہر کرتیں یہاں تک کہ طاہر کی فوج کی نیک چلنی اور ہرش کے آدمیوں کی بد کرداری ان دونوں کی خصوصیات اور ان لوگوں کی مثال جو ہرش کے پنجے سے نجات پاتے۔ اس دیوار مثال سے منطبق ہوئی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ سُوْرًا لَّهُ نَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴾

اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے ان کے درمیان ایک دیوار بنائی جس کے اندر وہ رحمت ہی رحمت سے اور

بیرونی جانب عذاب ہے۔“

اس غیر آئینی حالت جنگ نے طول کھینچا جس کی وجہ سے اہل بغداد کو یہ مصائب اور مظالم سہنا پڑے اب ان کی حالت ستیم ہو گئی اور ان میں دم نہیں رہا۔

ایک خراسانی سردار کا ہمتی جماعت سے جنگ کا واقعہ:

ایک مرتبہ طاہر کا ایک مشہور و معروف بہادر خراسانی سردار جنگ کے لیے میدان کارزار میں آیا۔ اس کی نظر ایک ہمتی جماعت پر پڑی۔ جس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھے اس نے ان کی تحقیر و توہین کے لہجہ میں اپنے آدمیوں سے کہا یہ ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! یہی ہیں مگر یہ بلا ہیں۔ اس نے کہا تم کو اس کے مقابلے میں کنائی کاٹنے شرم نہیں آتی۔ تم ان سے منہ پھیرتے ہو۔ تمہارے پاس اسلحہ اور ہر طرح کا ساز و سامان ہے۔ تم قواعد بھی جانتے ہو اور جس قدر تم شجاع اور بہادر ہو اس سے بھی سب واقف ہیں۔ پھر تمہاری ان کے سامنے کچھ پیش نہیں جاتی۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب کہ ان کے پاس ہتھیار ہی نہیں ساز و سامان اور لباس بھی نہیں۔ حفاظت کے لیے ڈھال بھی نہیں۔ تو وہ کیونکر ہم سے بازی لے جاسکتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی کمان تانی اور قدم آگے بڑھایا۔ ان میں سے ایک کی نظر اس پر پڑی وہ فوراً تبر لگی ہوئی گوبچھن لے کر اس کی طرف متوجہ ہوا اس کی بغل میں ایک جھولی تھی۔ جس میں پتھر بھرے تھے۔ خراسانی نے اس پر تیر اندازی شروع کی جو تیر یہ چلاتا عیار اس طرح اپنا بدن چرا لیتا کہ وہ تیر اس کے نہ لگتا بلکہ اس کی گوبچھن میں آ کر پیوست ہو جاتا۔ یا اس کے قریب گر جاتا۔ جسے وہ اٹھا کر اپنی گوبچھن ہی میں کسی جگہ جسے اس نے اسی کام کے لیے بطور ترکش بنا رکھا تھا۔ رکھ لیتا۔ جو تیر آ کر گرتا وہ اٹھا لیتا اور کہتا پیسہ لاؤ۔ یعنی جو تیر اس نے جمع کیے ہیں ان کے ایک تیر کی قیمت ایک پیسہ ہے۔ بہت دیر تک اس خراسانی اور عیار کی یہی کیفیت رہی۔ جب خراسانی کے تمام تیر ختم ہو گئے تو اب وہ تلوار لے کر عیار پر حملہ آور ہوا۔ عیار نے اپنی جھول میں سے ایک پتھر نکالا اسے فلاخن میں رکھا اور خراسانی کے مارا جو ٹھیک اس کی آنکھ پر جا کر لگا۔ اور پھر دوسرا پتھر بھی ٹھیک اسی نشانہ پر دوبارہ مارا۔ اگر وہ اس کے سامنے سے ہٹ نہ جاتا۔ تو قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے۔ خراسانی یہ کہتا ہوا کہ یہ انسان نہیں ہے پلٹ کر بھاگ آیا۔ اس قصہ کو طاہر سے بیان کیا گیا وہ خوب ہنسا اور اب اس نے اس خراسانی سردار کو جنگ میں شریک ہونے سے معاف کر دیا۔

طاہر کی انتقامی کارروائی:

جب قصر صالح کی جنگ میں طاہر کے بے شمار آدمی قتل اور زخمی ہوئے تو اس واقعہ کا اس کے قلب پر اس وجہ سے بہت سخت اثر پڑا کہ اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں ان سب میں طاہر ہی فتح یاب رہا تھا۔ صرف یہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اس میں اسے شکست ہوئی۔ اور اس کی وجہ سے وہ جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی اور اس سے لڑے ان کے مکان جلادینے جائیں اور گرا دیئے جائیں۔ یہ باغی علاقہ دجلہ اور دار الرقیق کے درمیان باب الشام باب الکووفہ سے لے کر صراۃ تک ابو جعفر کی چکیاں رض حید نہر کرفا یہ اور کناسہ پر مشتمل تھا۔ اس نے رات اور شام ہر وقت امین کی فوج سے لڑنا شروع کیا۔ اور روزانہ ایک نہ ایک سمت اس کے قبضے میں آ جاتی تھی۔ جس کے آگے وہ اپنی فوج کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے خندق بنا لیتا تھا اب امین کے آدمی بھی مکانوں کو توڑنے اور زیادہ خراب کرنے لگے طاہر کے آدمی تو مکان کو صرف منہدم کر کے چلے جاتے مگر

امین والے ان کے دروازے اور چھتیں بھی نکال کر لے جاتے اسی طرح ان کے طرفداروں کو طاہر کے آدمیوں کے مقابلہ میں خود ان کے ہاتھوں میں زیادہ تکلیف پہنچتی۔

بغداد کی تجارتی ناکہ بندی:

طاہر نے جب دیکھا کہ ان پر مارنے کا گرانے اور جلانے کا کسی کا اثر ہی نہیں ہوتا تب اس نے تجارت کو مسدود کر دیا تاکہ کوئی چیز ان کو نمل سکے۔ اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینہ ابو جعفر شریقہ اور کرخ تک جس قدر آنا اور دوسری ضروریات زندگی ملیں سب پر قبضہ کر لیا جائے۔ بصرہ اور واسطہ سے جو کشتیاں بغداد آتی تھیں ان کو اس نے طرنا یا سے فرات میں منتقل کر دیا۔ اور وہاں سے وہ محمول الکبیر اور صراۃ ہوتی ہوئی باب الاروالی خندق میں لے آئی جاتی تھیں۔ جو کشتی زہیر بن المسیب کے پاس سے گزرتی اور اس پر سامان بار ہوتا۔ وہ ایک کشتی سے اجازت کے لیے ایک ہزار دو ہزار تین ہزار اس سے بھی زیادہ یا کم درہم خران لیتا۔ خود طاہر کے عاملوں اور سپاہیوں نے بغداد کے تمام راستوں پر یہی طریقہ عمل پذیر رکھا اور اب اور بھی سختی شروع کر دی۔ جس سے زر خ نہایت گراں ہو گئے اور بغداد والوں کو محاصرہ کی اس قدر تکلیف محسوس ہونے لگی کہ وہ اس بات سے قطعی مایوس ہو گئے کہ کبھی یہ مصیبت دور بھی ہو جائے گی۔ جو لوگ بغداد سے چلے آئے تھے وہ بہت خوش تھے اور جو وہیں رہ گئے وہ اپنے قیام پر بہت زیادہ متاسف تھے۔

جنگ کناسہ:

اس سال ابن عائشہ نے جو امین کی حمایت میں کچھ مدت تک یا سر یہ میں لڑ چکا تھا۔ طاہر سے امان طلب کی۔ اس سال طاہر نے اپنے ایک سردار کو نواح بغداد میں متعین کیا۔ اور اس نے علا بن وضاح الازدی کو اس کی جمعیت کے ساتھ محمول الکبیر پر متعین کیا۔ نعیم بن الوضاح اس کے بھائی کو ان ترک وغیرہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے صراط کے کنارے رض ابی ایوب سے ملحقہ علاقہ پر متعین کیا۔ کئی ماہ تک طاہر صبح و شام دشمن سے لڑتا رہا۔ دونوں فریق مقابلہ پر جیسے رہے۔ انہیں لڑائیوں میں کناسہ کی مشہور جنگ ہوئی۔ جس میں طاہر نے خود شرکت کی اور اس لڑائی میں امین کے بے شمار آدمی کام آئے۔

متمول اور تجارت کا بغداد سے فرار:

امین نے اپنے غلام زرتح کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اور ساہوکاروں سے روپیہ طلب کرے۔ انہوں نے ہرش کو حکم دیا کہ وہ زرتح کے احکام کی بجا آوری کرتا رہے۔ یہ دن و رات لوگوں کے مکانوں پر دھاوے کرتا اور کسی نہ کسی بہانے سے ان کے روپے پر قبضہ کر لیتا۔ اس طرح اس نے بہت سا روپیہ پیدا کر لیا اور لوگوں کو تباہ کر دیا۔ بہت سے لوگ حج کے بہانے سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے۔ اور دولت مند بھاگ گئے۔ اسی اثناء میں درب الحجارة کا واقعہ پیش آیا۔ اس جنگ میں امین کی فوج کو طاہر کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی۔ اور ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ اسی سلسلے میں باب الشماسیہ پر وہ مشہور جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ گرفتار ہوا۔

باب الشماسیہ کی جنگ:

ہرثمہ نہرین پر فوج کش تھا۔ وہاں اس نے ایک دیوار اور خندق بنائی تھی۔ اور جنگ کے لیے تخیلیں اور عرادے نصب کیے تھے۔ عبید اللہ بن الوضاح شماسیہ پر متعین تھا۔ یہ کبھی کبھی اپنے حریف کی فوج سے ڈرتا ہوا جنگ سے بچتا ہوا اپنے مقام سے چل کر

باب الخراسان میں آ کر کھڑا ہوتا اور لوگوں کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دیتا لوگ اسے گالیاں دیتے اس کا مذاق اڑاتے۔ یہ تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر پھر اپنے مقام کو پلٹ جاتا حاتم ابن الصقر امین کا سردار تھا اس کی فوج اور شہر کے آوارہ گرد عیاروں سے یہ طے ہوا کہ وہ سب کے سب رات کے وقت عبید اللہ بن الوضاع کے مقابلہ پر جمع ہوں۔ چنانچہ یہ سب اچانک اس کی بے خبری میں اس پر جا پڑے۔ اور اسے اس کے مقام سے ہٹا دیا۔ عبید اللہ شکست کھا کر بھاگا۔ اور اس کے کثیر التعداد گھوڑے اسلحہ اور دوسرا سامان حملہ آوروں کے ہاتھ لگا۔ حاتم بن الصقر نے شامیہ پر قبضہ کر لیا۔

ہرثمہ کی گرفتاری:

اس کی اطلاع ہرثمہ کو ہوئی وہ اپنی فوج لے کر عبید اللہ کی مدد کو آیا۔ تاکہ وہ ان حملہ آوروں کو پھر ان کے مقام پر پسپا کر دے۔ امین کے آدمیوں سے ان کا مواجہ ہوا۔ جنگ شروع ہوئی۔ ایک اوباش نے ہرثمہ کو پکڑ لیا۔ مگر وہ اس کو جانتا نہ تھا۔ کہ یہ کون ہے اسی وقت ہرثمہ کے ایک سپاہی نے اس شخص پر حملہ کیا۔ اور اس کا ہاتھ قطع کر دیا اور اس طرح ہرثمہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑایا اس کے بعد ہرثمہ مڑ کر بھاگا۔

ہرثمہ کی فوج کا فرار:

جب اس کے بھاگنے کی اطلاع اس کے پڑاؤ میں پہنچی تو وہاں کے لوگ فرود گاہ کو توڑ کر سیدھے حلوان چل دیئے۔ رات ہو جانے کی وجہ سے امین کی سپاہ نے تعاقب نہیں کیا۔ ورنہ وہ اس کی فرود گاہ کو لوٹ لیتے اور سب کو پکڑ لیتے دو دن تک ہرثمہ کا پڑاؤ خالی رہا۔ اس کے بعد پھر اس کی فوج وہاں آ گئی۔

طاہر کا باب الشماسیہ پر قبضہ:

جب طاہر کو یہ معلوم ہوا کہ شہر کے اوباشوں اور حاتم بن الصقر نے عبید اللہ بن الوضاع اور ہرثمہ کو بری طرح شکست دی ہے۔ وہ بہت ہی متاثر اور متفکر ہوا۔ اس نے شامیہ کے آگے دجلہ پر پل بنایا اور اپنی فوج کو پوری طرح مسلح کر کے خود ان کو لے کر پل تک آیا۔ یہاں سے اس کی فوج پل کو عبور کر کے دشمن سے دوچار ہوئی۔ اور نہایت بے جگری سے اس سے لڑی۔ طاہر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کو کمک بھیجتا رہا آخر کار انہوں نے امین کی سپاہ کو اپنے مقابلہ سے ہٹا دیا اور شامیہ سے ان کو نکال باہر کیا۔ اس کے بعد عبید اللہ بن الوضاع اور ہرثمہ جو دونوں لڑائی کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ پھر اپنے اپنے مورچوں پر واپس آئے۔

خیزرانہ کے محلات کی بربادی:

جب شہر کے اوباشوں کو فتح ہوئی تھی تو امین نے اپنے محلات اور مکانات کو جو خیزرانہ میں تھے بیس لاکھ درہم کے عوض ان لوگوں کو دیا تھا تاکہ وہ ان کو توڑ کر یہ رقم وصول کر لیں۔ طاہر کی فوج نے ان سب کو جلا دیا ان کی چھتیں سونے کی تھیں اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

عبید اللہ بن خازم کا بغداد سے فرار:

اس سال امین کی حالت بہت خراب ہو گئی ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ اس حالت میں عبید اللہ بن خازم بن خذیمہ بھی بغداد سے بھاگ کر مدائن چلا گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امین اسے غدار سمجھنے لگے تھے انہوں نے ارادل و انفار کو اس پر اکسا دیا جب

اسے اپنی جان اور مال کا اندیشہ ہوا وہ اپنے بیوی بچوں کو رات کے وقت کشتیوں میں سوار کر کے مدائن لے آیا۔ وہیں مقیم ہو گیا اور پھر اس نے لڑائی میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ طاہر نے خط کے ذریعہ اسے یہ دھمکی دی تھی کہ میں تمہاری تمام املاک کو ضبط کر لوں گا اور ان کو پامال و تاراج کر دوں گا اس خوف سے اس نے اس فتنہ سے قطعی کنارہ کش کر لی اور بچ گیا۔

کرخ کے تجار کا طاہر کو عرضداشت بھیجنے کا فیصلہ:

یہ بات سب میں مشہور ہو گئی کہ کرخ کے تمام تاجروں نے آپس میں مشورہ کر کے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے طرز عمل کو طاہر پر صاف ظاہر کر دیں اور بتادیں کہ ہم اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے۔ چنانچہ سب نے مل کر اس مضمون کی ایک تحریر طاہر کو لکھ بھیجی کہ ہم نہ صرف آپ کے مطیع و متقائد ہیں بلکہ چونکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ اللہ کے فرمانبردار اور حق و صداقت کے عامل اور بدچلن اشخاص پر روک تھام رکھتے ہیں۔ ہم آپ کو پسند کرتے ہیں۔ جنگ میں شرکت تو درکنار ہم تو اس جنگ کو اچھی نظر سے بھی نہیں دیکھتے کہ جو لوگ ہماری سمت سے آپ کا مقابلہ کریں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ ہم میں سے ہوں گے مگر ہم فرمانبرداروں کے تمام راستے البتہ ان سے پر ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف وہی نظر آتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا کوئی مکان یا دوسری جائیداد کرخ میں ہو۔ یہ جیب کتروں، جلادوں، بدچلن اور قیدیوں کی جماعت ہے جو آپ سے برسر پیکار ان کے ٹھکانے ممام اور مساجد ہیں جو ان میں تاجر ہیں وہ ادنا درجے کے پھیری والے تاجر ہیں۔ یہاں بدامنی کی یہ حالت ہے کہ نہ کسی عورت کی عصمت محفوظ ہے اور نہ کسی ضعیف العمر کی عزت باقی ہے اچکے لوگوں کے ہاتھوں سے دن دہاڑے علی الاعلان تھیلیاں چھین لیتے ہیں اور کوئی باز پرس نہیں کرتا۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنی حفاظت کر سکیں۔ چہ جائیکہ ان کی روک تھام ہم سے ہو سکے ہماری تو حالت ہے کہ اگر ہم راستے میں پتھر پڑھا ہوا دیکھیں تو اسے بھی ہٹا دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں اس کا حکم آیا ہے اسی سے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور ان بد معاشوں کو جن کا راستے سے اٹھا دینا ہمیشہ کے لیے قید کر دینا جلاوطن کر دینا اور اس طرح ان کی حرکتوں سے محفوظ رہنے میں دین و دنیا کا فائدہ تھا۔ خود روکتے اور ہٹا دیتے یہ تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارا کوئی آدمی آپ سے جنگ کرے۔

طاہر کو تحریر بھیجنے کی مخالفت:

انہوں نے اس مضمون کی طویل تحریر لکھی اور اسے ایک جماعت کو دیا کہ وہ اسے طاہر کے پاس لے جائے مگر ان میں بعض صاحب الرائے اور محتاط لوگ تھے انہوں نے یہ بات کہی کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ طاہر ان واقعات سے بے خبر ہے اس کے جاسوس ہر وقت آپ پر نگراں ہیں۔ ہم تو یہاں تک یقین رکھتے ہیں کہ وہ اتنا باخبر ہے کہ گویا اس وقت بھی ہمارے مشورہ میں موجود ہے۔ مناسب یہ ہے کہ یہ تحریر بھیج کر ہمیں منظر عام پر نہ آجانا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ اگر کسی سفلے نے دیکھ لیا تو بس ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ہماری تمام دولت تاراج ہو جائے گی۔ اور اس وقت طاہر کے ہاں اس کی صفائی پیش کرنے سے اس بات کا خطرہ اور زیادہ ہے کہ ہم ان کے ہاتھ پڑ جائیں۔ طاہر کی حالت تو یہ ہے کہ اگر ہم نے اس کے خلاف کوئی بھی بات کی ہو تو تب بھی اس بات کی زیادہ توقع تھی کہ وہ ہم کو معاف کر دے گا اور اس سے درگزر رہے گا اللہ پر بھی بروہ رکھو اور خاموش رہو۔ اس تجویز کو

سب نے مانا اور چپ ہو رہے۔

معمر کہ جزیرۃ العباس:

ہرش اپنے آوارہ گرد بازار یوں اوباشوں اور ان کے ساتھیوں کو لے کر جزیرۃ العباس آیا اس کے مقابلہ کے لیے طاہر کی ایک جماعت برآمد ہوئی اور دونوں میں نہایت خونریز اور شدید لڑائی ہوئی یہ مقام ایسا تھا جہاں اس سے پہلے اب تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ مگر اس لڑائی کے بعد اب یہ مقام باقاعدہ میدان کارزار بن گیا اور یہیں سے جنگ میں آخری فتح بھی ہوئی۔ پہلے دن کی لڑائی میں امین کے طرفدار طاہر کی فوج پر بھری رہے انہوں نے ان کو معمر کہ سے پسپا کر دیا اور ان کو رگیدتے ہوئے ابو یزید السمری کے مکان تک دھکیل دیا۔ یہاں تک کہ ان نواح کے جو انبار کے راستے کے قریب تھے مضافات والے ڈرے کہ شاید لڑائی کا اثر ان تک بھی پہنچے مگر طاہر نے اس رنگ کو دیکھ کر اس نے اپنے ایک سردار کو جو پہلے سے کسی سمت سے امین کی فوج سے لڑائی میں مصروف تھا۔ اس طرف بھیجا۔ اس نے آتے ہی ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے پر نچے اڑا دیئے۔ ہزار ہا صراط میں ڈوب مرے۔ اور دوسرے مارے گئے۔

امین کو اپنی شکست کا احساس:

امین کے خزانوں میں لوٹ سے جو کچھ بچ رہا تھا۔ اب اس کی فروخت کا بھی انہوں نے حکم دیا۔ مگر جو لوگ اس کام پر متعین کیے گئے تھے۔ انہوں نے اس مال کو خود چرائینے کے لیے چھپا دیا۔ اس سے ان کو بڑی مشکل پیش آئی۔ ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ لوگوں نے معاش طلب کی۔ اسی حالت میں وہ بہت ہی پریشان تھے۔ ایک دن کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اللہ ان دونوں فریقوں کو ہلاک کر دے۔ تاکہ میں اور دوسرے لوگ ان کی دست دراز یوں سے نجات پائیں یہ دونوں میرے دشمن ہیں۔ ایک میرے مال کے دریپے ہیں اور دوسرے میری جان کے جب ان کی فوج بھی منتشر ہوگئی اور خود ان کی قیام گاہ معرض خطر میں پڑ گئی تو اب ان کو طاہر کے غلبہ اور فتح کا یقین ہو گیا۔

امیر حج عباس بن موسیٰ:

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں جسے طاہر نے مامون کے حکم سے امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ حج ہوا۔ اس سال داؤد بن عیسیٰ مکہ کا والی تھا۔

۱۹۸ھ کے واقعات

طاہر بن حسین کا خزیمہ بن خازم کے نام خط:

اس سال خزیمہ بن خازم امین کا مخالف ہو گیا۔ اور اس نے ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر سے امان لے لی۔ اس سال ہرثمہ بغداد کے جانب شرقی میں گھس آیا۔

طاہر نے خزیمہ کو لکھ بھیجا کہ اگر اس معاملہ کا میرے اور امین کے درمیان ہی تصفیہ ہو گیا تو اس میں تم چاہے ان کی مدد کرو یا نہ کرو تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ خط ملتے ہی اس نے اپنے معتمد علیہ دوستوں اور خاندان والوں سے اس معاملہ میں مشورہ لیا۔

انہوں نے کہا ہم تو اب یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ طاہر نے ہمارے صاحب کی گدی دہالی ہے۔ اب تم اپنے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نکالو۔

خزیمہ بن خازم کی طاہر بن حسین سے امان کی درخواست:

خزیمہ نے طاہر کو لکھا کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور اگر بجائے ہرثمہ کے شرقی جانب میں آپ خود ہوں تو میں ہر خطرہ کو برداشت کر کے کسی نہ کسی طرح آپ کی خدمت میں چلا آؤں گا۔ مگر چونکہ مجھے ہرثمہ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے معاملہ کو آپ اس کے سپرد نہ کریں۔ بلکہ خود میری حفاظت کی ضمانت کر لیں اور ہرثمہ کو حکم دیں کہ وہ پلوں کو طے کر کے امین کے مقابلے پر بڑھے۔ اس کے بعد ہی میں آپ کے پاس چلا آؤں گا۔ اور اگر آپ اس بات کی ضمانت نہیں کرتے تو میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے آپ کو ان کمینوں اور انفارو اراڈل کے ہاتھ میں ڈال دوں۔ اور اس طرح تباہ اور برباد ہو جاؤں۔

طاہر بن حسین کا ہرثمہ کو حملہ کرنے کا حکم:

طاہر نے ہرثمہ کو لکھا کہ تم نہایت نکلے اور کمزور ثابت ہوئے ہو۔ میں نے تمہارے لیے اتنی بڑی فوج مہیا کی اس پر اس قدر روپیہ خرچ کیا اپنی اور امیر المومنین کی ضروریات کو روک کر تمہاری سربراہی کی حالانکہ خود مجھے اس کی شدید ضرورت تھی تم ایک کمزور اور معمولی دشمن کے مقابلہ پر اس طرح رکے ہوئے ہو جس طرح خوفزدہ جھجکتا ہے۔ اور قانون جنگ میں یہ جرم ہے۔ لہذا اب تم شہر کے اندر بزرگ شمشیر داخل ہونے کے لیے پوری طرح مستعد ہو جاؤ۔ میں تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم اپنی فوج کو آگے بڑھاؤ اور پلوں کو عبور کرو۔ اور میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس معاملہ میں کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔

خزیمہ و محمد بن علی کی امین کی بیعت سے برأت:

ہرثمہ نے اس کے جواب میں طاہر کو لکھا میں آپ کی رائے کی اصابت اور مشورہ کی سعادت سے باخبر ہوا۔ آپ جو حکم دیں گے میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ طاہر نے خزیمہ کو اس کی اطلاع دے دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خزیمہ کو اطلاع دینے کے ساتھ اس نے محمد بن علی بن عیسیٰ بن بابان کو بھی اس کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ چہار شنبہ کی رات میں جب کہ ماہ محرم ۱۹۸ ہجری کے ختم ہونے میں صرف آٹھ راتیں باقی تھیں۔ خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے ذجلہ کے پل پر دھاوا کر کے اسے طے کیا۔ اس پر اپنا علم نصب کیا اور امین سے برأت کی اور مامون کے لیے دعوت دی۔ عسکر مہدی کے باشندے اس روز چپ چاپ اپنے گھروں اور بازاروں میں خاموش بیٹھے رہے مگر ہرثمہ ابھی اس علاقہ میں نہیں آیا۔ ان دونوں کے علاوہ اور چند فوجی سردار ہرثمہ کے پاس آئے اور انہوں نے خلیفہ اس سے یہ عہد کیا کہ ان کی جانب سے کوئی ناگوار واقعہ اسے پیش نہ آئے گا۔ اس وعدہ کو اس نے مانا۔ اور اب وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔

طاہر بن حسین کا مدینہ شریف پر حملہ:

جمعرات کے دن صبح کو طاہر نے مدینہ شریف اس کے مضافات کرخ اور اس کے بازاروں پر حملہ کر دیا اور صراط کے دونوں نئے اور پرانے پل توڑ ڈالے۔ ان پلوں پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ طاہر نے امین کی فوج پر حملہ کیا اور خود اس نے لڑائی میں حصہ لیا۔

دارالرفیق میں امین کے جو ساتھی تھے۔ طاہران سے بھی لڑا۔ اس نے امین کو پسپا کر کے کرخ تک دھکیل دیا۔ خود طاہر باب الکرخ اور قصر الوضاح پر لڑا اس نے امین کی فوج کو کامل ہزیمت دی اور ان کو مار بھگا یا۔
طاہر بن حسین کا شہر میں داخلہ:

اب طاہر بغیر کہیں رکنے سیدھا بڑھتا چلا گیا۔ اور بزور شمشیر وہ زبردستی شہر کے اندر داخل ہوا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں خاموش بیٹھے گا وہ مامون ہے۔ اس نے قصر الوضاح کرخ کے بازار اور اطراف میں حسب ضرورت تھوڑی فوج ایک افسر کے ماتحت متعین کر دی۔ اور خود مدینہ ابو جعفر، قصر زبیدہ، قصر الخلد کا باب الجسر سے لے کر باب الخراسان تک باب الشام، باب الکوفہ، باب البصرہ اور دریائے صراط کے کنارے کو اس کے دجلہ کے سنگم تک اپنے رسالہ اور پورے ساز و سامان اور اسلحہ کے ساتھ محاصرہ میں لے لیا۔ حاتم بن الصقر ہرش اور افریقی اب تک اس کے مقابلے پر جھے ہوئے تھے۔
قصر زبیدہ و قصر الخلد پر سنگباری:

اس نے فیصل کے عقب میں شہر کے برخلاف اور قصر زبیدہ اور قصر الخلد کے مقابلہ میں مخبیقیں نصب کر دیں۔ اور ان سے سنگباری کی۔ امین اپنی ماں اور اولاد کو لے کر مدینہ ابو جعفر چلے آئے اس وقت ان کی فوج کے بیشتر سپاہی ان کے خواجہ سرا اور لونڈیاں ان کا ساتھ چھوڑ کر شہر کے گلی کوچوں میں اپنی اپنی راہ ہو لیں۔ اوباش اور سفلے بھی ان کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔
عمر الوراق کے اشعار:

اس حالت کے بیان میں عمر الوراق نے کچھ اشعار کہے۔ علی بن یزید کہتا ہے کہ ایک دن میں اور کچھ اور لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آ کر باب الکرخ پر طاہر کی لڑائی اور اس کے مقابلے سے لوگوں کی ہزیمت کی اطلاع دی۔ عمر کہنے لگا مجھے اس سے کیا۔ مجھے قدح شراب دو۔ وہی مرض ہے اور وہی دوا ہے ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا کہ فلاں نے عیاروں کو اس قدر مارا فلاں آگے بڑھا اور فلاں شخص لوٹ لیا گیا۔ اس پر اس نے چند شعر کہہ دیئے۔ جن کا مضمون یہ ہے کہ ہمارا زمانہ نہایت برا ہے۔ جس میں اکابر تو مر گئے ہیں اور سفلے اور معمولی اوباشوں کو طاقت حاصل ہو گئی ہے۔ اب جو کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے۔ خیر مجھے اس سے کیا مجھے شراب کافی ہے۔

امین کا محاصرہ:

امین اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ ابو جعفر میں قلعہ بند ہو گئے۔ طاہر نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ تمام دروازے مسدود کر دیئے اور آٹے اور پانی کی بہم رسانی ان کے اور اہل شہر کے لیے بند کر دی۔

طارق امین کا خاص خدمت گار بیان کرتا ہے کہ اس محاصرہ کے اثناء میں ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کچھ کھلاؤ۔ میں باورچی خانہ آیا۔ وہاں مجھے کچھ نہ ملا۔ میں حمزہ عطارہ کے پاس جو جوہر کی باندی تھی آیا اور میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بھوکے ہیں۔ تمہارے پاس کچھ ہو تو دو۔ مجھے باورچی خانے میں تو کچھ نہیں ملا۔ اس نے اپنی چھوکری نبان سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے وہ ایک مرغی اور روٹی لے کر آئی۔ میں نے وہ امین کو لاکر دیں۔ ان کو کھا کر انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا۔ مگر آبدار خانے میں کوئی شے نڈل سکے۔ سن کر چپ ہو گئے۔ وہ ہرثمہ کے مقابلہ کا عزم کر چکے تھے۔ اس لیے بغیر پانی پئے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔

ابراہیم بن المہدی کی طلبی:

ابراہیم بن المہدی بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے امین کا محاصرہ کر لیا۔ میں مدینہ منصور میں ان کے قصر کے باب الذهب میں ان کے ہمراہ مقیم تھا۔ محاصرہ سے تنگ آ کر وہ ایک رات کو وسط رات میں اپنے قصر سے نکل کر قصر قرار میں آئے جو دریاے صراط کی فرن میں قصر الخلد سے زیرین میں واقع ہے مجھے بلا بھیجا۔ میں ان کے پاس آیا۔ کہنے لگا ابراہیم دیکھو یہ رات کیسی سہانی ہے۔ چاند کیسا بھلا معلوم ہو رہا ہے اور اس کا عکس پانی میں کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم اس وقت دجلہ کے کنارے میں ہیں کہو کچھ پی لیں میں نے عرض کیا۔ جناب کی خوشی۔ انہوں نے ایک رطل نیبہ منگوائی اسے پی گئے اس کے بعد مجھے بھی اسی قدر پلائی گئی۔
ضعف جار یہ سے گانے کی فرمائش:

چونکہ میں ان کی بد مزاجی سے واقف تھا اس لیے پیتے ہی میں نے گانا شروع کر دیا۔ اس بات کا بھی انتظار نہیں کیا کہ وہ مجھ سے اس کی خواہش کرے اور جو ان کے مرغوب طبع گانے مجھے یاد تھے وہ میں نے سنائے کہنے لگے کہو تو کسی دوسرے کو بلاؤں جو تمہارے ساتھ باری باری سے گائے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اپنی جار یہ ضعف نام کو جو ان کے ہاں بہت پیش پیش تھی بلا لیا۔ اس کے نام سے میں نے براشگون لیا۔ کیونکہ ہم پہلے ہی محاصرہ میں تھے۔ جب وہ ان کے سامنے آئی تو انہوں نے گانے کا حکم دیا۔ اس نے نابغۃ الجعدی کا یہ شعر گایا:

کلیب لعمری کان اکثر نامہ وایسر ذنبا منک ضرج بالدم

”میری جان کی قسم ہے کلیب کے مددگار بھی تجھ سے زیادہ تھے اور اس کا جرم بھی خفیف تھا مگر پھر بھی وہ قتل کر دیا گیا۔“
اس شعر کو سن کر وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس کو انہوں نے بدشگون سمجھا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ کچھ اور گا۔
اب اس نے یہ شعر گائے:

ابکی فراقہم عینی وارقہا ان التفرق لاحساب بکاء

مازال بعدو علیہم ریب دهرہم حتی تفتانوا وریب الدهر عداء

”ان کی جدائی نے مجھے رلایا۔ کیونکہ احباب کی جدائی رلایا کرتی ہے۔ مدت سے زمانہ ان کے خلاف ہو رہا تھا۔ آخر کار وہ فنا ہو گئے اور زمانے کی انقلاب سے بھلا کون محفوظ رہتا ہے۔“

اسے سن کر امین کہنے لگے تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا اس کے سوا اور کوئی راگ ہی تجھے نہیں آتا وہ جار یہ کہنے لگی اے میرے آقا! اپنی دانست میں تو میں نے وہی چیزیں آپ کو سنائی ہیں جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ آپ ان کو پسند کرتے ہیں۔ میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ کوئی ایسی چیز سناؤں جو آپ کو بری معلوم ہو اور یہ راگ خود بخود میرے دل میں آئے۔ اس کے بعد اس نے دوسرا راگ شروع کیا:

اما ورب السکون والحرك ان المنایا کثیرۃ الشربک

ما اختلف اللیل والنهار ولا دارت نحوم السہاء فی الفلک

الا لنقل النعیم من ملک عان یحب الدنیا الی الملک

وملک ذی العرش دائم ابدا لیس لقان ولا بمشترک

تجزیہ: ”دقلم ہے مالک سکون و حرکت کی۔ مصائب تنہا نہیں آتے۔ دن اور رات اور ستاروں کی ہر گردش کے ساتھ ایک نہ ایک ایسے بادشاہ سے جو دنیا کی محبت میں سرشار ہوتا ہے دولت حکومت سلب کر کے دوسرے کو دے دی جاتی ہے اور صرف مالک عرش کی حکومت دائمی غیر فانی ہے جس میں کسی کی شرکت نہیں۔ امین کی ضعف جاریہ سے خفگی:

امین نے کہا اللہ کا غضب تجھ پر ہو۔ کھڑی ہو۔ وہ کھڑی ہوئی ان کا ایک نہایت خوبصورت بنا ہوا بلور کا قدح تھا۔ جسے وہ زب ریاچ کہتے تھے۔ وہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ جب وہ باندی جانے کے لیے اٹھی تو اس کا پاؤں اس جام پر پڑا جس سے وہ چکن چور ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس جاریہ کے ساتھ شریک جلسہ ہونے کا ہمارے لیے یہ پہلا ہی اتفاق تھا اور صحبت میں تمام باتیں خلاف پسند ہی اس سے سرزد ہوئیں۔ امین نے مجھ سے کہا ابراہیم تم نے اس جاریہ کی حرکتیں اور جام کی شکست کو محسوس کیا۔ بخدا! میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت اب قریب آ گیا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے گا۔ آپ کی حکومت کو غلبہ اور قیام بخشنے گا۔ آپ کے دشمن کو تباہ کر دے گا۔ ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ہم نے دجلے کی سمت سے یہ آواز سنی فَضِي الْأَمْرِ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ وہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ دونوں استفسار کرتے تھے امین نے کہا ابراہیم تم نے بھی وہ آواز سنی جو میں نے سنی ہے۔ اگرچہ میں سن چکا تھا۔ مگر میں نے کہا۔ میں نے تو کچھ نہیں سنا کہنے لگے کچھ آہٹ محسوس کرتے ہو۔ میں دریا کے کنارے آیا مگر مجھے وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔ اب ہم پھر باتوں میں مصروف ہو گئے دوبارہ وہی آواز آئی فَضِي الْأَمْرِ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ سنتے ہی امین اپنی جگہ سے پریشان ہو کر اٹھے اور سواری پر بیٹھ کر پھر اپنے شہر کے مقام میں چلے آئے۔ اس واقعے کو ایک یادورا تیں گزری تھیں کہ سنیچر کے دن ۲/یا ۶/صفر ۱۹۸ھ کو وہ قتل کر دیئے گئے۔

امین کا قصر الخلد سے فرار:

ابو الحسن الداعی کہتا ہے جب ۱۹۸ھ ہجری کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں سات دن باقی تھے۔ جمعہ کی رات کو امین اپنے قصر الخلد سے بھاگ کر مدینہ السلام آئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ منجیق سے جو سنگباری ہوتی تھی اس کے پھر اب ان کے قصر تک پہنچنے لگے تھے۔ جان سے پہلے انہوں نے اپنے تمام مکانات ایوانات اور وہاں کے فرش و فرش جلودیے اور پھر مدینہ السلام آ رہے اس وقت تک طاہر سے جنگ کو شروع ہوئے بارہ دن کم چودہ ماہ گزرے تھے۔ اس سال محمد بن ہارون و امین قتل کیے گئے۔



خلیفہ امین کا قتل

امراء عساکر کا امین کو مشورہ:

محمد بن عیسیٰ الجلودی بیان کرتا ہے کہ جب امین مدینہ منصور میں آ کر قیام پذیر ہوئے تو ان کے امراء عساکر کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ نہ خود امین میں اور نہ ان میں اب یہ تاب ہے کہ وہ محاصرہ کے شدید اندکامقابلہ کر سکیں اور ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ حاتم بن الصقر اور محمد بن ابراہیم بن الاقلب الافریقی اور امین کے دوسرے سرداران کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری اور آپ کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ ہم اسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ آپ اس پر غور فرما کر پھر مستقل ارادہ کیجیے۔ ہمیں توقع ہے کہ جو بات ہم نے سوچی ہے ان شاء اللہ وہ ہمارے لیے مفید ہوگی۔ امین نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ دشمن نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے آپ کے رسالہ میں سے اب صرف ایک ہزار عمدہ اور تندرست گھوڑے آپ کے پاس رہ گئے ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم انبا کے ساتھ سوائے اشخاص کا انتخاب کریں جن کو ہم جانتے ہوں کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کو گھوڑوں پر سوار کر کے ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے رات کے وقت کہ وہی اس کام کے لیے سب سے بہتر وقت ہے یہاں سے نکل جائیں اس وقت کوئی ہمارے سامنے نہ ٹھہرے گا۔

بغداد سے روانگی کی تجویز:

اس طرح ہم محاصرہ سے نکل کر جزیرے اور شام چلے جائیں وہاں آپ جدید فوج بھرتی کریں اور مال گزاری وصول کریں۔ اس طرح آپ ایک وسیع سلطنت اور نئے ملک میں آ جائیں گے۔ وہاں خود بخود لوگ آپ کے پاس جمع ہونے لگیں گے اور یہ فوجیں بھی وہاں تک آپ کا تعاقب نہ کریں گی اور پھر ممکن ہے کہ زمانہ آپ کے موافق پلٹا کھائے۔ اور اللہ تعالیٰ کوئی کامیابی کی صورت پیدا کر دے۔ امین نے کہا تمہاری رائے بہت مناسب ہے۔ اور اب وہ اس کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے۔

ظاہر کا سلیمان اور محمد بن عیسیٰ کو انتباہ:

اس منصوبے کی اطلاع ظاہر کو مل گئی۔ اس نے سلیمان بن ابی جعفر اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاک کو لکھا کہ اگر تم نے امین کو یہیں نہ روکا اور ان کو اس ارادے سے باز نہ رکھا تو میں تمہاری تمام جائیداد پر قبضہ کر لوں گا اور پھر خود تمہارے درپے ہوں گا۔

سلیمان بن ابی جعفر اور محمد بن عیسیٰ کی امین سے درخواست:

یہ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ یہاں سے چلے جانے کا ہے۔ ہم خدا کے واسطے آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں اس سے آپ کی جان معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ آپ کے یہ صلاح کار لٹیرے ہیں۔ ہیں محاصرہ نے جو شدت اختیار کر لی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب ان کے لیے مفر نہیں رہا۔ چونکہ اس جنگ میں

ان کی شرکت اور جدوجہد کی خبر عام ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بھائی طاہر اور ہرثمہ کوئی بھی ان کو اب امان دینے والا نہیں۔ اسی سے بچنے کے لیے انہوں نے یہ سوچا ہے کہ جب وہ آپ کو لے کر باہر نکل آئیں اور آپ ان کے ہاتھ میں ہوں تو وہ آپ کو قید کر لیں اور آپ کا سر کاٹ کر اس کو اپنے امان اور تقرب کا ذریعہ بنائیں اور اس طرح کی مثالیں اکثر پیش آ چکی ہیں کہ غداروں نے ایسا ہی کیا ہے۔

سلیمان و محمد بن عیسیٰ کے قتل کا ارادہ:

راوی کہتا ہے کہ جس کمرے میں امین سلیمان اور ان کے ساتھی باتیں کر رہے تھے اس کے برآمدے میں میرے باپ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے یہ گفتگو سنی اور یہ بھی محسوس کیا کہ ان لوگوں کے بیان کے مطابق انہوں نے اپنی رائے کے نتائج سے ڈر کر ان کی بات مان لی ہے تو ان سب کا یہ ارادہ ہوا کہ اندر جا کر سلیمان اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیں۔ مگر پھر یہ بات ان کے ذہن میں آئی کہ اس طرح تو اندر اور باہر جگہ لڑائی ہو جائے گی۔ وہ اپنے ارادے سے رک گئے۔

امین کے ارادوں میں تبدیلی:

جب یہ بات پوری طرح امین کے دل میں بیٹھ گئی تو انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اور اب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وہ معافی لے کر دشمن کے پاس چلے آئیں۔ اس طرح انہوں نے سلیمان، سندی اور محمد بن عیسیٰ کی خواہش کو منظور کر لیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ کی غرض یہی ہے کہ آپ سلامت رہیں اور رنگ رلیوں میں مزے اڑائیں۔ آپ کے بھائی اس بات کے لیے بالکل آمادہ ہیں کہ جہاں آپ پسند کریں وہیں وہ آپ کو رکھیں اور کسی مخصوص مقام میں آپ کی ضروریات زندگی اور تمام عیش و نشاط اور دلچسپیوں کا سامان فراہم کر دیں۔ آپ ان سے قطعی کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں امین اس رائے پر مائل ہوئے اور انہوں نے ہرثمہ کے پاس آنا منظور کر لیا۔

طاہر بن حسین کے پاس جانے کی تجویز:

مگر میرے باپ اور ان کے ساتھی اس وجہ سے ہرثمہ کے پاس جانے سے بچتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ خود اس کی فوج میں رہ رہے تھے۔ اس وجہ سے وہ اس کے طور و طریق سے واقف تھے اور خائف تھے کہ وہ ان کو اپنے سے علیحدہ کر دے گا۔ ان کے ساتھ خصوصیت نہ برتے گا اور نہ ان کو مراتب دے گا۔ اس اندیشہ سے یہ لوگ امین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ جب آپ کے ہمارے مشورہ کو جو نہایت ہی صائب ہے رد کر دیا ہے اور منافقوں کی بات مان لی ہے تو اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ کا طاہر کے پاس چلے جانا ہرثمہ کے پاس جانے سے آپ کے لیے زیادہ نافع ہے۔

امین کی طاہر سے نفرت:

امین نے کہا تم یہ کیا کہتے ہو۔ میں طاہر کو قطعی برا سمجھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اینٹ کی ایک ایسی سربفلک رفیع اور نہایت چوڑی مضبوط دیوار پر جس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری کھڑا ہوں۔ میں نے اپنا سیاہ لباس پہن رکھا ہے۔ بیٹی باندھ رکھی ہے تلوار بھی ہے۔ ٹوپی بھی ہے۔ اور موزے بھی پہن رکھے ہیں اور طاہر دیوار کی بنیاد میں کھڑا ہوا اسے ڈھا رہا ہے۔ یہاں تک کہ دیوار گر پڑی میں بھی گرا اور میری ٹوپی میرے سر سے گر گئی۔ اس وجہ سے میں طاہر کو اپنے لیے بہت ہی منحوس

خیال کرتا ہوں اس سے مجھے وحشت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے پاس جاؤں۔ ہرثمہ ہمارا مولیٰ اور ہمارے والد کے برابر ہے اور میں اس سے نہ صرف بہت زیادہ مانوس ہوں بلکہ اس پر اعتماد کامل رکھتا ہوں۔

حفص بن ارمیائیل کا بیان:

حفص بن ارمیائیل بیان کرتا ہے کہ جب امین نے اپنے قرار والے مکان سے بستان کے مکان میں عبور کر کے آنا چاہا۔ جہاں ان کا پل بھی تھا تو حکم دیا کہ اس ایوان میں فرش بچھایا جائے اور وہاں خوشبودار نجورات کی دھونی دی جائے۔ اس کام کے لیے میں اور میرے مددگار ماتحت ساری رات پھول اور خوشبودار مصالح لیے ٹھہرے رہے۔ اور سیب انار اور ترنج کو تراش کر ان کو کمروں میں جماتے رہے۔ اس کام کی وجہ سے میں اور میرے ماتحت ساری رات جاگے۔

حفص کی ایک ضعیفہ کو ہدایت:

صبح کی نماز کے بعد میں نے ایک بڑھیا کو ایک کوزہ عنبر کے نجور کا دیا۔ جو خربزے کے مشابہ تھا۔ اور اس میں سو مشقال عنبر تھا۔ اور میں نے اس سے کہا کہ میں ساری رات جاگا ہوں۔ اب مجھے سخت نیند آ رہی ہے۔ ایک نیند لیے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ جب تم دیکھو کہ امیر المومنین پل پر آ رہے ہیں تم اس عنبر کو آتش دان میں رکھ دینا۔ میں نے اسے چاندی کا ایک چھوٹا سا آتش دان بھی دیا۔ اس پر آگ بھی تھی اور یہ ہدایت کی کہ عنبر ڈالتے ہی آگ پھونک دینا تاکہ وہ جل جائے۔ یہ کہہ کر میں تباہ کن کشتی میں جا کر سو رہا۔

امین کے ادبار کی پہلی علامت:

میں بے خبر سو رہا تھا کہ وہ بڑھیا بہت ہی گھبرائی ہوئی آئی اور اس نے مجھے بیدار کیا۔ اور کہا حفص اٹھو انیس تو مصیبت میں پڑ گئی ہوں۔ میں نے پوچھا خیر ہے۔ کیا ہوا۔ اس نے کہا میں نے ایک شخص کو تنہا پل پر آتے ہوئے دیکھا۔ اس کا جسم امیر المومنین کے جسم کے مشابہ تھا۔ ایک جماعت اس کے آگے تھی اور اور ایک پیچھے تھی۔ مجھ کو یقین آ گیا کہ امیر المومنین ہیں۔ میں نے اس عنبر کو جلا دیا۔ جب وہ شخص میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ عبد اللہ بن موسیٰ ہے اور امیر المومنین اب آ رہے ہیں۔ میں نے خوب ڈانٹا اور سخت ست کہا اور اتنا ہی عنبر پھر اسے دیا تاکہ وہ اسے ان کے سامنے جلائے یہ ان کے ادبار کی پہلی علامت تھی۔

امین کو طاہر سے امان طلب کرنے کا مشورہ:

علی بن یزید کہتا ہے کہ جب امین کو محصور ہوئے ایک طویل مدت گزر گئی تو سلیمان بن ابی جعفر، ابراہیم بن المہدی اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک ان کا ساتھ چھوڑ کر عسکر مہدی چلے گئے وہ مدینہ منصور میں جمعرات جمعہ اور سنجر کو محصور ہے انہوں نے اپنے دوستوں اور بقیہ لوگوں سے طلب امان کے متعلق مشورہ کیا۔ اور پوچھا کہ کس طرح طاہر سے چھٹکارا ہو۔ سندی نے کہا اے میرے آقا ہم پسند کریں یا نہ کریں مامون کو ضرور ہم پر فتح حاصل ہوگی اور ہرثمہ کے ہاں ہمیں امان مل سکتی ہے۔ امین کہنے لگے۔ مگر ہرثمہ تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہو۔ ہر طرف سے تو مجھے موت نے گھیر لیا ہے۔ دوسرے مصاحبین نے کہا۔ آپ طاہر کے پاس چلے اگر آپ نے خلیفہ اس سے اس بات کا عہد واثق کر لیا کہ آپ اپنا ملک اس کے تفویض کر دیں گے تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے۔

امین کی طاہر سے امان طلبی کی مخالفت:

امین نے کہا تمہاری رائے بالکل غلط ہے اور میں نے تم سے مشورہ کرنے میں غلطی کی۔ اگر میرا بھائی عبد اللہ خود اپنے تمام

معاملات کو سرانجام دیتا تو جو کامیابی طاہر کے ذریعہ سے اسے ہوئی ہے اس کا دسواں حصہ بھی اسے خود نہ ہوتی۔ میں طاہر کو پہلے ہی ٹول چکا ہوں وہ کسی طرح عبداللہ کے ساتھ غداری کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ اور نہ اس کی جان نثاری کے سوا کوئی اور مقصد اس کے پیش نظر ہے۔ اگر طاہر ہی میرا کہا مان کر میرے ساتھ ہو جاتا تو پھر اگر روئے زمین کے باشندے میری مخالفت کرتے تو مجھے ان کی کچھ پروا نہ ہوتی۔ میں تو چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہو جاتا تو میں اپنے تمام خزانے اسے دے دیتا اور اپنی تمام حکومت اس کے تفویض کر دیتا۔ اور محض اس کے سایہ عاطفت میں زندگی گزار دیتا مگر اس بات کی میں اس سے توقع بھی نہیں کر سکتا۔

ہرثمہ سے امان طلبی کی تجویز:

سندی نے کہا امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں آپ تو ہمیں لے کر فوراً ہرثمہ کے پاس چلئے۔ کیونکہ اس کا یہ خیال ہے کہ اگر آپ حکومت سے دست بردار ہو کر اپنے کو اس کے حوالے کر دیں گے تو پھر اسے آپ کے خلاف کسی کارروائی کے کرنے کا کوئی حق رہے گا۔ اس نے مجھ سے تو یہ کہا ہے کہ اگر اس وقت عبداللہ آپ کو قتل کرنا چاہے گا تو وہ آپ کی مدافعت میں لڑ پڑے گا۔ رات کے وقت جب تمام لوگ سو چکے ہوں آپ نکل چلئے اس طرح مجھے امید ہے کہ ہماری اس تجویز کی لوگوں کو خبر نہ ہوگی۔

امین کی حوالگی کے متعلق طاہر بن حسین کا عزم:

ابوالحسن مدائنی نے بیان کیا ہے کہ جب امین نے ہرثمہ کے پاس آنا چاہا اور اس نے ان کی خواہش کو منظور کر لیا تو یہ بات طاہر کو شاق ہوئی۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ اس شکار کو اس طرح ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ طاہر نے کہا وہ میرے علاقے اور میری سمت میں ہیں۔ میں نے لڑ کر اور محاصرہ کر کے ان کو اس نوبت پر پہنچایا ہے کہ اب وہ امان کی درخواست پر مجبور ہوئے۔ میں کبھی اس بات کو پسند نہ کروں گا کہ میرے ہوتے ہوئے وہ اپنے کو ہرثمہ کے حوالے کریں اور اس طرح فتح کا سہرا اس کے سر رہے۔

امراء عساکر کا طاہر بن حسین کو مشورہ:

جب ہرثمہ اور دوسرے سرداروں نے یہ رنگ دیکھا وہ اس مسئلہ پر مشورہ کرنے کے لیے خزیمہ بن خازم کی قیام گاہ پر جمع ہوئے طاہر اور اس کے خاص خاص سردار بھی وہاں آئے۔ سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاکب بھی شریک جلسہ ہوئے اور اب اس مسئلہ پر بحث و مباحثہ ہونے لگا۔ انہوں نے طاہر کو مطلع کیا کہ امین اس بات کے لیے تو کبھی تیار نہ ہوں گے کہ وہ تمہارے پاس آ کر پناہ لیں اور اگر تم ان کی خواہش کو نہ مانو گے تو ممکن ہے کہ ان کے اس معاملہ میں ویسا ہی فتنہ اور ہنگامہ پھر اٹھے جیسا کہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن مہان کے معاملہ میں ہو چکا ہے۔ چونکہ تم سے وہ مانوس نہیں ہیں اور ڈرتے ہیں اور ہرثمہ پر ان کو پورا اعتماد ہے اور اسے اپنے لیے مامن سمجھتے ہیں اس سے وہ خود تو اس کے پاس پناہ لیں گے۔ البتہ مہر، عصا اور چادر خلافت وہ تمہارے لیے حوالے کر دیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ کو اس قدر سہل کر دیا ہے تو تم اسے نہ بگاڑو۔ بلکہ غنیمت سمجھو۔ طاہر نے بخوشی پر تجویز مان لی۔

ہرش کی ریشہ دوانیاں:

اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہرش کو جب اس تصفیہ کی خبر ہوئی اس نے طاہر کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لیے اسے اطلاع دی کہ جو بات تمہارے اور امین کے درمیان طے پائی ہے وہ سراسر مکر ہے۔ مہر خلافت عصا اور چادر امین کے ہمراہ ہرثمہ کے پاس

جائے گی۔ طاہر نے اس اطلاع پر یقین کر لیا اور اس سے وہ سخت طیش میں آ گیا اس نے قصر ام جعفر اور غلد کے محلوں کے گرد اپنے مسلح آدمی جن کے پاس گنڈا سے اور تیر تھے پوشیدہ مقامات پر متعین کر دیئے۔ یہ اتوار کی رات تھی جب کہ ماہ محرم ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں اور سریانی تاریخ کے اعتبار سے ۱۸ ستمبر تھی۔

امین پر طاہر بن حسین کا حملہ:

خدمت گار طارق بیان کرتا ہے کہ جب امین ہرثمہ کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے تو پیاسے تھے۔ میں نے آبدار خانے میں ان کے لیے پانی تلاش کیا۔ مجھے نہ ملا۔ اس سے وہ مغموم ہوئے مگر پھر اس قرارداد کے مطابق جوان کے اور ہرثمہ کے درمیان ہو چکی تھی وہ جلدی سے روانہ ہوئے انہوں نے خلافت کا لباس جامہ و نیمہ اور ایک لائٹی ٹوپی پہنی۔ شمع سامنے تھی۔ جب ہم باب البصرہ کے نگہبان سپاہیوں کے قریب پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ ان سپاہیوں کی چھاگلوں میں پانی ہو گا وہ لا کر مجھے پلا دو۔ میں نے پانی کا ایک کوزہ لا کر ان کو دیا مگر اس کی بو کی وجہ سے انہوں نے اسے پیانہیں اور پیاسے ہی ہرثمہ کی طرف بڑھ گئے۔ طاہر نے اچانک ان پر حملہ کیا۔ خود وہ بھی ان کی گھات میں غلد میں موجود تھا۔ جب وہ تباہ کن کشتی کے پاس آئے تو اب طاہر اور اس کے ساتھیوں نے گھات سے ایک دم نکل کر ان پر تیر اور پتھر برسائے۔ ان کی زد سے بچنے کے لیے سب لوگ پانی کی سمت جھک پڑے۔ کشتی الٹ گئی۔

امین کی گرفتاری:

ہرثمہ امین اور دوسرے آدمی جو اس میں تھے پانی میں گر پڑے۔ امین تیر کر دریا کے دوسرے کنارے بستان موسیٰ پہنچے۔ طاہر نے یہ خیال کیا کہ اس میں ہرثمہ کی چال ہے وہ خود جگہ کو عبور کر کے صراۃ کے قریب آ گیا۔ جو کسی کے لیے ابراہیم بن جعفر الخلی اور محمد بن حمید شکلمہ ام ابراہیم بن المہدی کا بھتیجا جسے خود طاہر نے اس کام پر متعین کیا تھا۔ موجود تھے۔ طاہر کا یہ دستور تھا کہ جب وہ کسی خراسانی کو کوئی خدمت دیتا تھا تو خود ہی ایک جماعت کو اس کے ساتھ کر دیتا تھا۔ محمد بن حمید نے جو طاہری کے نام سے مشہور ہے اور جسے وہ دوسرے سرداروں سے پہلے اہم خدمات پر متعین کیا کرتا تھا۔ امین کو پہچان لیا اور اپنے سپاہیوں کو لگا راہ وہیں اتر گئے۔ اور انہوں نے امین کو پکڑ لیا اور اس نے بڑھ کر ان کی زلفیں پکڑ لیں اور پھر ان کی پند لہیاں پکڑ کر گرا دیا۔ اب ان کو ایک گھوڑے پر سوار کیا گیا اور سپاہیوں کی ایک معمولی بے بی چادر ان پر ڈال دی۔ ان کو ابراہیم بن جعفر الخلی کی قیام گاہ پر لائے۔ ابراہیم باب الکووفہ میں قیام کرتا تھا۔ اور قیدیوں کی طرح ان کے پیچھے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو گھوڑے پر بٹھا دیا۔ تاکہ وہ گرنے نہ پائیں۔

طاہر کو امین کی گرفتاری کی اطلاع:

خطاب بن زیاد بیان کرتا ہے کہ جب امین اور ہرثمہ دریا میں گر پڑے تو طاہر اس خوف سے کہ کہیں ہرثمہ کی غرقابی کا الزام اس کے ذمے عائد نہ ہوا اپنے پڑاؤ کی طرف لپکا جو باب الانبار کے مقابل بستان مونسہ میں تھا۔ جب طاہر باب الشام پہنچا ہم اس کے ہمراہ سواری میں تھے۔ حسن بن علی المامونی اور حسن الکبیر رشید کا خادم بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہاں محمد بن حمید ہمارے پاس آیا وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور طاہر کے پاس جا کر اس نے اس کی اطلاع دی کہ میں نے امین کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کو ابراہیم الخلی کی قیام گاہ باب الکووفہ بھج دیا ہے۔ طاہر ہماری طرف ملتفت ہوا اور اس نے یہ خبر ہم سے بیان کی اور پوچھا کیا کہتے ہو۔ مامونی نے کہا نہ

کیجیے۔ یعنی حسین بن علی کا سا سلوک اس کے ساتھ نہ کیجیے۔ طاہر نے اپنے مولیٰ قریش الدندانی کو بلا کر اس کو امین کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا اور اس کے پیچھے خود طاہر بھی باب الکووفہ اس جگہ کورہا نہ ہوا۔
ابو حاتم کی امین سے قصر میں قیام کی درخواست:

محمد بن عیسیٰ الجلو دی مذکورہ واقعات کے سلسلے میں کہتا ہے اتوار کی رات میں عشا کے بعد وہ جانے کے لیے آمادہ ہوئے۔ قصر سے صحن قصر میں آ کر کرسی پر بیٹھے۔ اس وقت انہوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا۔ اس پر سیاہ عبا تھی۔ ہم ان کے پاس آئے اور گرز لیے ہوئے سامنے کھڑے ہو گئے۔ کہ خادم حاضر ہوا اور عرض پر داز ہوا کہ ابو حاتم سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ وعدہ میں آپ کو لینے کے لیے حاضر ہوں مگر میری رائے یہ ہے کہ آج رات آپ برآمد نہ ہوں تو بہتر ہے۔ کیونکہ میں نے دجلہ کے کنارے کچھ ایسی آہٹ پائی ہے جس سے میں خوفزدہ ہو گیا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے زیر کر لیا جائے گا۔ اور آپ کو میرے ہاتھ سے چھڑا لیا جائے گا۔ یا آپ مارے جائیں گے۔ میری واپسی تک آپ ٹھہرے رہیں۔ میں کل سارا انتظام کر کے رات کو حاضر ہوں گا اور آپ کو لے چلوں گا اگر اس وقت کوئی میری مزاحمت کرے گا تو میں آپ کے لیے لڑوں گا اور اس کے لیے پہلے ہی تیار رہوں گا۔ امین نے اپنے خدمت گار سے کہا کہ جا کر کہہ دو کہ تم وہیں ٹھہرے رہو میں ابھی آتا ہوں اس کے بغیر چارہ نہیں اور میں کل تک ٹھہر نہیں سکتا۔
امین کی روانگی:

امین بہت پریشان ہوئے کہنے لگے تمام لوگ اور خود میرے موالی اور پہرہ دار مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر کہیں مجھے صبح ہوگی تو میری تنہائی کی خبر طاہر کو ہو جائے گی اور وہ مجھے یہیں آ کر گرفتار کرے گا۔ انہوں نے اپنا سیاہ بال تراشیدہ چاند تارے والا پچکلیاں گھوڑا زہری طلب کیا پھر اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کے گلے سے لگایا اور بیمار کیا اور کہا کہ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جن کو انہوں نے اپنی آستین سے جذب کیا۔ کھڑے ہوئے اور تڑپ کر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اب ہم ان کے آگے ہو کر قصر کے دروازے تک پیدل آئے اور پھر اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ صرف ایک شیخ ان کے سامنے تھے۔ جب ہم باب الخراسان سے ٹلی ہوئی محرابوں کے پاس پہنچے تو ابو حاتم نے مجھ سے کہا تم اپنا ہاتھ ان کے اوپر کر لو تا کہ اگر کوئی ان پر تلوار کا وار کرے جس کا مجھے اندیشہ ہے تو اس کا وار تم روک لو اور وہ محفوظ رہیں۔ میں نے اپنے گھوڑے کی لگام زین کے ہرنے پر ڈال دی۔ اور اپنا ہاتھ ان پر پھیلا دیا۔ ہم باب الخراسان آئے ہمارے حکم سے وہ کھول دیا گیا۔ اب ہم گھاٹ پر آئے ہرثمہ کی آتش فشاں کشتی موجود تھی۔ امین اس کی طرف بڑھے۔ گھوڑے نے آگے بڑھنے میں پس و پیش کیا انہوں نے چابک مارا اور اسے پانی میں سے کشتی کے بالکل قریب لے آئے اور کشتی میں اتر گئے ہم گھوڑے کو لے کر پھر شہر کے اندر چلے گئے۔ اندر آ کر ہم نے دروازہ بند کر دیا۔ اب ہمیں شور سنائی دیا۔ ہم دروازے کے برج پر چڑھ کر اس شور کو سننے کھڑے ہو گئے۔
امین کا کشتی میں استقبال:

احمد بن سلام صاحب المظالم (ناظم فوجداری) بیان کرتا ہے کہ دوسرے سرداروں کے ساتھ میں بھی ہرثمہ کی کشتی میں موجود تھا۔ جب امین کشتی میں اترے تو ہم سب کے سب ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور خود ہرثمہ نے دوزانو ہو کر معذرت کی کہ

نقرس کی وجہ سے میں کھڑے ہونے سے مجبور ہوں اس نے ان کو اپنے سینے سے لگالیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کو چومنے لگا اور کہتا جاتا تھا۔ اے میرے آقا! مالک اور میرے آقا مالک کے صاحبزادے امین ہم سب کو نور سے دیکھ رہے تھے عبید اللہ بن الوضاح سے پوچھا۔ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں عبید اللہ بن الوضاح ہوں امین نے کہا میں نے پہچانا۔ اللہ تم کو جزائے خیر دے۔ تم نے برف کے معاملہ میں میرے ساتھ اس قدر مہربانی کی ہے کہ اگر اللہ اس کو سلامت رکھے اپنے بھائی سے میں ملا تو تمہارے اس احسان کا خاص طور پر ان سے ذکر کروں گا۔ اور درخواست کروں گا کہ وہ میری طرف سے تم کو اس کا عوض دیں۔

احمد بن سلام کی گرفتاری:

ہرثمہ نے حکم دیا کہ کشتی دھکیلی جائے۔ اسی وقت طاہر کے سپاہیوں نے جو سر بند اور تباہ کن کشتیوں میں سوار تھے ہم پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے ایک شور برپا کر دیا اور کشتی کے پتکے سے لپٹ گئے۔ کچھ سپاہی اسے کاٹنے لگے اور بعض کشتی میں سوراخ کرنے لگے۔ اور دوسرے ہم پر اینٹ اور تیر برسائے لگے کشتی میں سوراخ پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے اس میں پانی بھر آیا وہ غرق ہونے لگی۔ ہرثمہ پانی میں کود پڑا۔ ایک ملاح نے اسے دریا سے نکالا۔ اسی طرح ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی طرح پانی سے نکل آیا اس وقت میں نے امین کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے چاک کیے اور پانی میں کود پڑے جب میں کنارے پہنچا تو طاہر کا ایک سپاہی مجھ سے آلیٹا اور وہ مجھے ایک شخص کے پاس لے کر آیا جو ام جعفر کے محل کی پشت پر درجہ کے کنارے لوہے کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے آگ روشن تھی۔ سپاہی نے فارسی میں اس سے کہا کہ یہ بھی ان کشتی والوں میں سے ہے جو پانی میں ڈوبے تھے اور اب یہ نکل آیا ہے۔ اس شخص نے جو کرسی پر متمکن تھا مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا ہرثمہ کے آدمیوں میں ہوں۔ احمد بن سلام میرا نام ہے اور امیر المومنین کے مولیٰ (ہرثمہ) کا صاحب شرط ہوں اس نے کہا تم نے جھوٹ بیان کیا ہے۔ مجھے صحیح پتہ دو۔ میں نے کہا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس نے پوچھا امین پر کیا گزری۔ میں نے ان کو کپڑے چاک کر کے پانی میں کودتے ہوئے دیکھا تھا۔

احمد بن سلام کے قتل کا حکم:

یہ سن کر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا میرا گھوڑا لاؤ۔ وہ گھوڑا لائے اور وہ اس پر سوار ہو گیا۔ اور مجھے ساتھ ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ میرے گلے میں ایک ڈوری باندھ دی گئی اور میں اس کے ساتھ ہوا۔ جب وہ رشید یہ کوچہ سے ہوتا ہوا۔ اسد بن المرزبان کی مسجد کے پاس پہنچا تو چونکہ دوڑتے دوڑتے میں تھک گیا تھا۔ مجھ سے اب دوڑا نہ گیا جو سپاہی مجھ لیے جا رہا تھا اس نے کہا یہ شخص ٹھہر گیا ہے اور اب ساتھ نہیں دوڑتا۔ اس نے کہا پھر کیا دیکھتا ہے اتر کر سرتار لے۔

احمد بن سلام کی پیشکش:

میں نے کہا میں آپ پر قربان آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور چونکہ میں نے ناز و نعم میں زندگی بسر کی ہے اسی وجہ سے میں اب دوڑ نہ سکا۔ میں اپنی جان کے عوض دس ہزار درہم فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہوں جب اس نے دس ہزار کا نام سن لیا تو اب میں نے کہا صبح تک آپ مجھے اپنے پاس رکھیں صبح کو مجھے ایک آدمی دیں میں اسے اپنے مختار کے پاس اپنے مکان عسکر مہدی بھیج دوں گا۔ اگر وہ دس ہزار نہ لادے تو آپ میری گردن مار دیں۔ اس نے کہا یہ بات ٹھیک ہے۔ اب اس نے

میرے متعلق حکم دیا کہ مجھے سوار کر لیا جائے۔ میں اس کے ساتھی سپاہیوں میں سے ایک کے پیچھے سوار ہو گیا وہ مجھے اپنے افسر اعلیٰ کے مکان میں جو ابو الصالح کا تب کے لیے تھا لے آیا۔ اس نے اپنے غلاموں کو میری نگرانی کا حکم دیا اور اس کے لیے ان کو سخت تاکید کر دی۔ پھر اس نے مجھ سے امین اور ان کے پانی میں گرنے کے واقعات کو اچھی طرح سمجھ کر سنا اور پھر ظاہر کو اس واقعے کی اطلاع دینے چل دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم الخلیفی تھا۔

امین کی ایک حجرے میں اسیری:

اس کے غلاموں نے مجھے اس مکان کے ایک حجرے میں جس کا فرش ناہموار تھا اور دو تین تکیے پڑے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہاں لپٹی ہوئی چٹائیاں رکھی تھیں داخل کیا۔ انہوں نے ایک چراغ بھی وہاں لا کر رکھ دیا۔ میں اس حجرے میں بیٹھ گیا۔ اور وہ دروازہ کو بند کر کے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ایک گھڑی رات گزری تھی کہ رسالہ کی چاپ سنائی دی۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ ان کے لیے واہوا۔ اور وہ یہ کہتے ہوئے ”پسر زبیدہ“ اندر آئے۔ ایک برہنہ شخص جس نے صرف پانچامہ پہن رکھا تھا۔ اور عمامہ سے نقاب ڈال لی تھی اور جس کے دوش پر ایک بوسیدہ خرقد پڑا ہوا تھا میرے حجرے میں لایا گیا۔ لانے والوں نے محل کے ملازموں کو حکم دیا کہ اس کی پوری طرح نگرانی کی جائے۔ اس کام کے لیے انہوں نے خود اپنی جمعیت کے کچھ سپاہی اور وہاں متعین کر دیئے۔

امین اور احمد بن سلام کی گفتگو:

جب وہ میرے حجرے میں بیٹھ گیا تو اب اس نے اپنا منہ کھولا وہ امین تھے۔ ان کو دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی اور میں نے اپنے اور ان کے حال کے تفاوت پر اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ وہ مجھے غور سے دیکھنے لگے پوچھا کون؟ میں نے کہا آپ کا غلام کہا کیسے؟ میں نے کہا احمد بن سلام صاحب المظالم کہنے لگے ہاں اس نام کے بغیر بھی میں نے پہچانا۔ تم رقبہ میں میرے پاس آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے تم تو اکثر میرے پاس آتے اور دل خوش کرنے والی باتوں سے مجھے لطف اندوز کرتے تھے۔ میں تم کو خوب جانتا ہوں تم میرے مولانا نہیں ہو۔ بلکہ میرے بھائی اور اپنے ہو۔

امین کو اختلاج قلب:

اس کے بعد انہوں نے مجھے آواز دی۔ احمد! میں نے کہا حاضر کہا میرے قریب آؤ۔ مجھے لپٹا لو۔ مجھے اس وقت سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ میں نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا دیکھا کہ ان کو سخت اختلاج قلب ہو رہا ہے دل اس طرح دھڑک رہا تھا کہ اب سینے سے نکل جائے۔ میں ان کو اپنے سینے سے لگائے رہا اور ان کو تسکین دیتا رہا۔ پوچھا احمد میرے بھائی کیسے ہیں؟ میں نے کہا وہ زندہ ہیں۔ کہنے لگے وہاں کا واقعہ نو لیس بھی کس قدر جھوٹا ہے۔ غالباً اس لڑائی سے بری الذمہ ہونے کے لیے اس نے یہ خبر مشہور کر دی ہے۔ میں نے کہا آپ ان کے ڈاک والے کو کیا کہتے ہیں۔ اللہ آپ کے وزراء کا برا کرے جنہوں نے آپ کو اس حالت پر پہنچایا ہے کہنے لگے سوائے کلمہ خیر کے میرے وزراء کے متعلق کچھ نہ کہو۔ کامیابی بھی ہوتی ہے ناکامی بھی ہوتی ہے۔ میں ہی پہلا آدمی نہیں ہوں جس نے کسی بات کے حاصل کرنے میں کوشش کی اور وہ ناکام رہا۔ پھر کہنے لگے احمد تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ کیا کریں گے کیا مجھے قتل کر دیں گے یا اپنے وعدہ امان کو پورا کریں گے؟ میں نے کہا جناب والا میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ ایفائے عہد کریں گے۔ اب وہ اس خرقد کو جو ان کے شانوں پر پڑا تھا سردی کی وجہ سے اپنے جسم سے لپٹنے لگے اور اسے داہنے بائیں اپنے

بازوؤں پر روکا۔ میں ایک صدی پہنے تھا میں نے اسے اتارا اور کہا اے میرے آقا! آپ اسے پہن لیں۔ کہنے لگے چھوڑو بھی اس کا ذکر کرتے ہو اللہ نے جس حال میں رکھا ہے اس میں بھی میرے لیے خیر ہوگی۔

امین کی شناخت:

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ کھولا گیا۔ ایک مسلح شخص ہمارے پاس آیا۔ اس نے امین کو اچھی طرح شناخت کر لینے کے لیے غور سے دیکھا اور جب شناخت کر لیا تو وہ واپس چلا گیا اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا۔ یہ محمد بن حمید الطاہری تھا۔ اس کے اس وقت آنے کی وجہ سے میں تاڑ گیا کہ امین مارے گئے چونکہ اس رات میں نے اس وقت تک نماز وتر ادا نہیں کی تھی مجھے اندیشہ ہوا کہ بغیر وتر ادا کیے کہیں میں بھی ان کے ساتھ نہ مارا جاؤں میں وتر پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگے احمد مجھ سے دور مت جاؤ۔ میرے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ مجھے بہت سخت وحشت ہو رہی ہے۔ میں ان سے بالکل لگ کر کھڑا ہو گیا۔

عجمی جماعت کی حجرے میں آمد:

جب نصف یا قریب نصف کے رات ہوئی تو میں نے رسالے کی چاپ سنی۔ اب پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور وہ کھولا گیا عجمیوں کی ایک جماعت ننگی تلواریں لیے اندر گھس آئی ان کو دیکھ کر امین کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگے بخدا! میری جان اللہ کی راہ میں جا رہی ہے۔ کیا بچنے کی کوئی تدبیر کوئی فریادرس یا شریف بہادر نہیں رہا۔ اتنے میں وہ لوگ خود ہمارے حجرے کی چوکھٹ پر آ موجود ہوئے۔ مگر پھر بھی ان کے مرتبے کی وجہ سے اس قدر مرعوب تھے کہ وہ وہیں ٹھک گئے اور اب ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تو آگے بڑھ مگر وہ پیچھے ہٹ جاتا۔ میں کھڑا ہوا اور لپٹی ہوئی چٹائیوں کے پیچھے حجرے کے کونے میں چھپ گیا۔

امین کی قاتلین سے درخواست:

امین ایک تکیہ ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور کہتے جاتے تھے۔ تم کو کیا ہو گیا تم کس پر حملہ کر رہے ہو۔ میں رسول کے چچا کا پوتا ہوں بارون کا بیٹا اور مامون کا بھائی ہوں۔ میرے خون کے معاملہ میں تم اللہ سے خوف کرو۔ ان میں سے طاہر کے مولیٰ قریش الدندانی کے غلام شمار دیہ نے آگے بڑھ کر ان پر تلوار کا وار کیا جو ان کی پیشانی پر لگی۔ امین نے اس کے منہ پر تکیہ کھینچ مارا اور اس کو گرا کر اس پر چڑھ بیٹھے اور اس کی تلوار چھینے لگے۔ اس نے فارسی میں چلا کر کہا مجھے مار ڈالا مار ڈالا۔ اس کی آواز پر ایک دم بہت سے آدمی امین پر چڑھ دوڑے۔ ایک نے ان کی کمر میں تلوار بھونک دی اور اب وہ ان پر سوار ہو گئے۔ اور گدی پر سے ان کو ذبح کر ڈالا۔ ان کا سر کاٹ لیا اسے وہ طاہر کے پاس لے گئے اور جسم کو وہیں ڈال دیا۔ صبح کو آ کر ان کے جسم کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر لاد لے گئے۔ جب صبح ہو تو مجھ سے دس ہزار کا مطالبہ ہوا۔ میں نے اپنے مختار کو بلا کر اس سے وہ رقم منگائی اور ادا کر دی۔ امین جمعرات کے دن مدینہ منصور میں داخل ہوئے اور اتوار کے دن جلد آئے۔

امین کی مدافعت:

یہی راوی اسی قصے کے سلسلے میں بیان کرتا ہے کہ جب امین اس حجرے میں میرے پاس آئے اور ان کو ذرا سکون ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کے وزیروں کا برا کرے۔ ان کی وجہ سے آپ کی یہ گت بنی ہے کہنے لگے اے بھائی اب یہ عتاب کا موقع

نہیں ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے مامون کو دریافت کیا اور پوچھا کہ وہ زندہ ہے میں نے کہا جی ہاں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو پھر یہ لڑائی کس کی خاطر ہو رہی ہے اس پر انہوں نے کہا مگر مجھے تو عامر بن اسماعیل بن عامر کے بھائی یحییٰ نے جو ہرثمہ کی چھاؤنی میں واقع نہیں تھا۔ یہ اطلاع دی کہ وہ مر گئے۔ میں نے کہا اس نے بالکل جھوٹا اطلاع دی ہے پھر میں نے کہا آپ کی ازار بہت موٹی ہے آپ یہ میری نرم ازار اور قمیص پہن لیں۔ کہنے لگے جو میرے حال میں ہوگا۔ اس کے لیے یہی بہت ہے۔ میں نے کہا آپ اللہ کو یاد کریں اور استغفار کریں وہ استغفار کرنے لگے۔ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایسا سخت شور سنائی دیا کہ جس سے زمین لرزہ بر اندام ہو گئی۔ طاہر کے سپاہی اس مکان میں داخل ہو چکے تھے اور اب وہ ہمارے حجرے کی طرف آ رہے تھے۔ اس کا دروازہ بہت تنگ تھا امین کے پاس اس حجرے میں بھی ایک ڈھال تھی۔ پہلے تو وہ اس سے اپنی مدافعت کرتے رہے۔

امین کا قتل:

پھر ان کی پیچھے سے ایڑی کاٹ دی گئی اور بہت سے آدمی ان پر کود پڑے انہوں نے ان کا سر کاٹ لیا۔ اسے طاہر کے پاس لے گئے اور ان کے جسم کو لاد کر ان کی فرودگاہ واقع بستان منونہ میں لے آئے۔ اس وقت عبدالسلام بن العلاء ہرثمہ کی فوج خاصہ کے سردار وہاں سے آیا۔ یہ شامیہ والے پل سے دریا کو عبور کر کے یہاں آیا تھا۔ طاہر نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اس نے کہا کہ آپ کے بھائی نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا ہوا۔ طاہر نے اپنے غلام سے کہا کہ طشت لاؤ۔ وہ اسے اٹھالایا۔ اس میں امین کا سر رکھا تھا۔ طاہر نے اس سے کہا دیکھ لو یہ میں نے کیا ہے۔ اور ان سے جا کر اس کی اطلاع کر دو۔ جب صبح ہوئی طاہر نے امین کے سر کو باب الانبار پر نصب کر دیا۔ بغداد کی ایک خلقت عظیم جس کا شمار نہیں ہو سکتا اسے دیکھنے آئی طاہر بھی اس مقام پر آیا اور وہ سب سے کہتا تھا کہ یہ امین کا سر ہے۔

ایک مرتبہ امین نے اپنے کپڑوں میں جوں دیکھی۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ایک چیز ہے جو عام طور پر لوگوں کے کپڑوں میں ہوا کرتی ہے۔ کہنے لگے میں زوال نعمت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس روز یہ واقعہ پیش آیا اسی روز وہ قتل کیے گئے۔

امین کا بریدہ سر:

حسن بن سعید کہتا ہے کہ ان کے قتل کے بعد دونوں فوجیں طاہر کی اور بغداد کی ان کے قتل پر نادم ہوئیں۔ کیونکہ اس ہنگامے میں ان کو بہت سارو پیہ ملتا رہتا تھا۔ جس کو ٹھری میں امین عیسیٰ بن ماہان اور ابوالسرایا کے سر محفوظ تھے وہ میری نگرانی میں تھی۔ میں نے امین کے سر کو دیکھا صرف ان کے چہرے پر ضرب کا نشان تھا۔ ان کے سر کے بال اور داڑھی صحیح و سالم تھی۔ ان میں کچھ قطع و برید نہیں ہوئی تھی۔ سر کے بالوں کا رنگ بھی اصلی حالت میں تھا۔

مامون کا سجدہ شکر:

طاہر نے امین کے سر کو چادر عصارہ اور مصلے کے ساتھ جو کھجور کے پتوں سے بنایا گیا تھا۔ اپنے بچا زاد بھائی محمد بن الحسن بن مصعب کے ہاتھ مامون کے پاس بھیج دیا۔ مامون نے دس لاکھ درہم اسے مرحمت فرمائے۔ ذوالریاستین نے امین کے سر کو ایک ڈھال پر رکھ کر خود اپنے ہاتھ سے مامون کے سامنے پیش کیا۔ اسے دیکھ کر مامون نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علی بن حمزہ کا بیان:

علی بن حمزہ العلوی سے روایت ہے کہ امین کے قتل کے بعد آل ابی طالب کی ایک جماعت طاہر کے پاس آئی جو اس وقت بستان میں تھا، ہم بھی وہاں موجود تھے۔ طاہر نے ان کو صلہ دیا۔ اور ہمیں بھی صلہ دیا۔ پھر اس نے ہم سب کے لیے یاہم میں سے بعض کے لیے مامون کو لکھا کہ میں نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت دی ہے، ہم مرو آئے اور وہاں سے مدینہ واپس آ گئے۔ اہل مدینہ نے ہمارے مالا مال ہونے پر ہمیں مبارکباد دی اور وہ سب کے سب ہم سے ملنے آئے۔ ہم نے ان سے امین کے قتل کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ طاہر نے اپنے ایک مولیٰ قریش کو بلا کر امین کے قتل کا اسے حکم دیا تھا۔ یمن کراہل مدینہ کے ایک شیخ نے ہم سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کہا۔ میں نے اسے پورا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا کیا خدا کی شان ہے۔ ہم سے یہ بات روایت کی گئی تھی کہ قریش امین کو قتل کرے گا۔ ہمارا گمان قبیلہ قریش پر گیا تھا۔ مگر اب تو خود قاتل کا نام اس روایت کے نام کے مطابق ہو گیا۔

ابراہیم بن المہدی کا مرثیہ:

ابراہیم بن المہدی کو جب امین کے قتل کا علم ہوا تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور بہت دیر تک رویا اس نے ان کے مرثیہ میں کچھ شعر کہے۔ جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو یہ بات ان کو ناگوار گزری۔

طاہر بن حسین کا مامون کے نام خط:

طاہر نے اس فتح کی خوشخبری کے لیے حسب ذیل خط مامون کو لکھا:

”تمام تعریفیں اس اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہیں جو عزت والا، جلال والا، ملک اور حکومت والا ہے۔ اس کی یہ شان ہے کہ جب کسی بات کے کرنے کا وہ ارادہ کرتا ہے تو صرف حکم دیتا ہوں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ سوائے اس کے اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے وہ بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

جو بات اللہ نے پہلے سے مقدر کی تھی وہ پوری ہوئی۔ امین معزول نے اپنے عہد و پیمان کو توڑا۔ اس کی وجہ سے اللہ نے اسے ایک ایسے فتنے میں مبتلا کیا اور اس کے اعمال کی پاداش ہے۔ کیونکہ خود اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اسے قتل کر دیا۔ میں امیر المؤمنین کو پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہماری فوج نے مدینہ منصور اور خلد کا محاصرہ کر لیا۔ اور مدینہ السلام کے تمام راستوں، ناکوں اور ان گلی کو چوں پر جو جلد پر نکلتے ہیں پہرے لگا دیئے اور ان کو چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی۔ میں نے جنگی کشتیاں اور سر بند کشتیوں میں عرادے اور جنگجو ملاح بٹھا کر ان کو خلد اور باب الخراسان کے مقابل ٹھہرا دیا۔ تاکہ معزول کی نگرانی ہو اور وہ کسی راستے سے نکل کر بھاگ نہ جائے۔ تاکہ پھر وہ باہر نکل کر اس محاصرہ اور زلت کے بعد دوبارہ لوگوں کو اغوا کر کے آتش جنگ مشتعل نہ کرنے پائے۔

پیامبروں نے مجھ سے آ کر کہا کہ ہرثمہ کا ارادہ ہے کہ وہ امین کو اپنی پناہ میں لے اور مجھ سے اس کی یہ خواہش ہے کہ میں امین کو اس کے پاس آ جانے دوں اور ان کی مزاحمت نہ کروں۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے میں اور ہرثمہ یک جا جمع ہوئے۔ مگر چونکہ اللہ نے امین کو ذلیل کر دیا تھا۔ اور اپنے مفرک کوئی امید اسے نہیں رہی تھی، دوسروں کا تو ذکر ہی کیا ہے خود اس پر پانی تک بند تھا میں نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ امین کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ خود اس کے نوکروں اور شہر

کے حامیوں نے اپنے بچاؤ کے لیے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔

اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ میں پہلے امیر المومنین کو لکھ چکا ہوں۔ امید ہے کہ میری وہ تحریر ملاحظہ عالی میں گزر چکی ہوگی۔ میں نے ہرثمہ بن امین کی اس تجویز پر جو اس نے امین کے لیے سوچی تھی اور جس کا وہ اس سے وعدہ کر چکا تھا اچھی طرح غور کیا میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر اس بے بسی اور مجبوری کی حالت سے جس میں اللہ نے اسے ڈالا ہے۔ وہ کسی طرح نکل گیا تو اس سے اس فتنہ کا خاتمہ نہ ہوگا۔ بلکہ اطراف و اکناف کے خود غرض طامع اس کو اپنا آلہ کار بنا کر اور زیادہ خلفشار برپا کریں گے۔

میں نے ہرثمہ کو صاف طور پر اپنی اس رائے سے آگاہ کر دیا کہ میں ہرگز تمہاری تجویز کو پسند نہیں کرتا۔ مگر اس نے کہا کہ چونکہ میں وعدہ کر چکا ہوں اس سے کسی طرح انحراف ممکن نہیں۔ مجبوراً میں اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ امین رسول اللہ ﷺ کی روئے مبارک تلوار اور عصا اپنے نکلنے سے پہلے میرے پاس بھیج دے تو میں پھر اس کی مزاحمت نہیں کروں گا۔ ہرثمہ کی اس تجویز سے میں نے محض اس لیے اتفاق کیا، تاکہ ہم میں اب تک جو اتحاد و اتفاق ہے اس میں اختلاف رونما نہ ہو کہ پھر ہمارے اعدا کو ہم پر جسارت کا موقع ملے۔ ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ سنہر کی رات حسب قرار داد دونوں یک جا ہوں گے۔

چنانچہ میں اپنے خاص مخلص اور بہادر معتمد علیہ اشخاص کے ساتھ خود موقع پر گیا۔ شہر اور خلد کی نگرانی کے لیے خشکی اور تری میں جو انتظامات کیے گئے تھے اور جو لوگ متعین تھے ان سب کا میں نے معائنہ کیا اس کے بعد میں باب الخراسان میں آپ میں نے پہلے سے تباہ کن اور دوسری کشتیاں مہیا کر رکھی تھیں۔ وہ اسلحہ اور انتظامات اس کے علاوہ تھے جو خود میں نے اپنے اور ہرثمہ کے درمیان طے شدہ وقت معینہ پر نکلنے کے لیے کیے تھے۔ میں اپنے خاص معتمد اور خدمت گاروں کے ساتھ باب الخراسان پر ٹھہر گیا اور اپنی جمعیت میں سے کچھ سوار اور پیادے میں نے باب الخراسان اور گھاٹ کے درمیان اور کچھ دریا کے کنارے متعین کر دیئے ہرثمہ بھی پوری طرح مسلح اور مستعد ہو کر باب الخراسان کے قریب آ گیا اس نے مجھے دھوکہ دے کر میرے علم کے بغیر امین کو نکل آنے کی دعوت لکھ بھیجی تھی کہ جب وہ گھاٹ پر آ جائے گا تو ہرثمہ اسے اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لے گا اور اس طرح رواء، عصاء اور تلوار میرے پاس نہ آسکی۔ حالانکہ یہ بات اس قرار داد کے جو میرے اور ہرثمہ کے درمیان ہوئی تھی سراسر منافی اور مخالف تھی۔

چنانچہ جب امین وہاں آیا تو وہ لوگ جن کو میں نے باب الخراسان پر متعین کر دیا تھا اس کے آتے ہی میرے حکم کی بجا آوری میں اس پر حملہ آور ہوئے میں نے ان کو حکم دیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر وہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ امین ان سے بچنے کے لیے گھاٹ کی طرف لپکا ہرثمہ نے اپنی تباہ کن کشتی اس کے قریب کر دی اور وہ میرے آدمیوں سے پہلے کشتی میں پہنچ گیا۔ مگر اس کا خادم پیچھے رہ گیا۔ میرے غلام قریش نے اس کو پکڑ لیا۔ رواء، عصا اور تلوار کوثر کے پاس تھی، قریش نے یہ اس سے لے لیں۔

جب امین کے ساتھیوں نے دیکھا کہ میرے آدمی امین کو جانے نہیں دیتے اور مزاحمت کر رہے ہیں ان میں سے کچھ

ہرغمہ کی تباہ کن کشتی میں دوڑ آئے۔ جس سے وہ جھک گئی اور پھر ڈوب گئی۔ ان میں سے کچھ لوگ تو شہر چلے آئے۔ امین کشتی میں سے دریا میں کود پڑا اور تیر کر کنارے آ گیا۔ اب وہ اپنے اس وقت برآمد ہونے پر نادم تھا۔ مگر نقص عہد قائم اور اپنا شعار کبہ رہا تھا چونکہ میں نے تو اس سے کسی قسم کا عہد و پیمانہ نہیں کیا تھا اس وجہ سے اب میرے سپاہیوں نے جن کو میں نے گھاٹ اور باب الخراسان کے درمیان متعین کیا تھا بڑھ کر جبراً سے پکڑ لیا۔ اس وقت بھی اس نے اپنے شعار کو کبہہ کران کو دعوت دی اور اپنے نقص عہد پر قائم رہا۔ بلکہ جو اہرات کے سودا نے جس کے ایک دانے کی قیمت ایک ایک لاکھ درہم بیان کی گئی ہے۔ ان کو پیش کیے مگر میرے آدمیوں نے اپنے خلیفہ کی وفاداری اپنی فرض شناسی اور بات قائم رکھنے کے شریفانہ خیال کو پیش نظر رکھ کر اس کی رشوت کو ٹھکرا دیا پھر کیا تھا سب کے سب اس سے چٹ گئے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہی اسے قتل کر کے میرے سامنے سرخروئی حاصل کرے۔ انہوں نے اسے تلواروں پر رکھ لیا اور اس کا کام تمام کر کے اپنے اللہ رسول ﷺ، دین اور خلیفہ کی حمایت کا حق ادا کر دیا۔ اس کا سر کاٹ لیا گیا۔

مجھے اس کی اطلاع ہوئی میں نے اس کے سر کو اپنے پاس منگوا لیا اور تمام سپاہ کو جن کو میں نے مدینہ منصور خلد اس کے اطراف اور تمام ناکوں پر متعین کیا تھا ہدایت بھیج دی کہ جب تک میرا دوسرا حکم ان کو موصول نہ ہو وہ اسی طرح اپنے اپنے ناکوں اور مقامات کی حفاظت اور نگرانی کرتے رہیں۔ اس کے بعد میں اپنے مقام کو پلٹ آیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین اور اسلام پر فتح سے احسان عظیم کیا۔

صبح کو پھر لوگوں میں ایک ہيجان پیدا ہوا۔ امین معزول کے متعلق مختلف چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا۔ کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا۔ کسی کو شبہ تھا کسی کو یقین تھا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس شبہ کو بالکل رفع کر دوں۔ میں اس سر کو لے کر ان کے پاس آیا تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اس طرح تمام بدنیت حیلہ جو اور فتنہ پرداز مفسدین کی بری توقعات کا خاتمہ ہو جائے۔ دن چڑھے میں شہر کے اندر گیا۔ سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور امیر المومنین کی طاعت قبول کر لی۔

اس طرح شہر کا شرقی اور غربی حصہ اور اس کے تمام مضافات اور اطراف و جوانب نے امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی۔ جنگ ختم ہو گئی باشندوں نے سر تسلیم خم کر کے سلامتی پائی۔ اللہ نے فتنہ و فساد سے ان کو نکال دیا۔ اور امیر المومنین کی برکت سے ان کو امن و سکون راحت اور اطمینان عطا کر دیا۔ یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور اس پر اسی قدر اس کا شکر واجب ہے۔ میں امیر المومنین کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اب کوئی مفسد اور شریر باقی نہیں ہے۔ سب کے سب آپ کے مطیع اور منتقاد ہو چکے ہیں۔ امیر المومنین کی حکومت کی حلاوت سے اللہ نے ان کو شیریں دہن کر دیا ہے وہ اب بالکل اطمینان اور اس کے ساتھ صبح و شام تجارت اور کسب معاش میں مصروف ہیں۔ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اسی نے اس معاملہ کو ہمارے موافق پورا کیا ہے اور وہ اپنی رحمت سے اس میں اور اضافہ فرمائے گا۔

میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس نعمت فتح کو آپ کے لیے مبارک کرے اور اسی طرح ہمیشہ اپنے متواتر اسماوات اور نعمتوں سے سرفراز فرماتا رہے تاکہ اس طرح دین دنیا کی بھلائیاں آپ کے لیے اور آپ کی خلافت کی

برکتوں سے آپ کے دوستوں اور مددگاروں کے لیے جمع ہو جائیں اور بے شک اللہ ہی اس بات کا سزاوار ہے کہ وہ ایسا کر دے وہ سننے والا اور اپنے منشا کو پورا کرنے کے لیے تمام موافق اسباب و حالات کا مہیا کرنے والا ہے۔“
یہ خط اتوار کے دن جب کہ محرم ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی ہیں لکھا گیا۔

قتل سے پہلے امین کا امراء اور سپاہ سے خطاب:

اپنے قتل سے پہلے جب امین مدینہ منصور میں چلے آئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ اب حکومت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور ان کے اعوان و انصار ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ ضلع میں آ کر جسے انہوں نے اس ہنگامے سے پہلے باب الذہب پر بنوایا تھا بیٹھے اور جو امراء اور سپاہ اب تک شہر میں ان کے ساتھ تھی اسے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ یہ سب لوگ صحن میں جمع ہوئے امین ان کے سامنے برآمد ہوئے اور تقریر کی جس میں انہوں نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے سزاوار ہیں جو نعمت دیتا ہے اور گرا دیتا ہے۔ جو عطا کرتا ہے اور روک لیتا ہے جو روکتا ہے اور دیتا ہے۔ وہی جائے بازگشت ہے۔ میں زمانے کے حوادث حامیوں کی علیحدگی۔ لوگوں کی تفریق، مال کی بربادی اور مصائب کی افتداد پر اس کی تعریف کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس حالت میں مجھے صبر دے گا۔ اور اس کا اجر عظیم عطا کرے گا۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں خود اس نے اور اس کے ملائکہ نے اسی توحید ذات کی شہادت دی ہے۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے امین بندے اور رسول ہیں جو مسلمانوں کے لیے مبعوث فرمائے گئے اے تمام عالم کے پروردگار تو میری اس شہادت کو قبول فرما۔

اما بعد! اے شریف زادو و ہر ہدایت یافتہ لوگو! میرے وزیر اور مشیر فضل بن الربیع کے عہد میں امور سلطنت کی طرف سے جو غفلت میں نے برتی اس سے تم جو نبی واقف ہو۔ میں نے خاص طور اور عام تمام امور سلطنت اسی کے حوالے کر دیئے تھے۔ بہت روز تک یہ آئین قائم رہا اور اس کی وجہ سے میں نادم ہوا۔ تم لوگوں نے مجھے خبردار کیا اور میں بیدار ہو گیا۔ اور تم نے ہر اس بات میں جس کو تم نے اپنے اور میرے لیے برا سمجھا۔ میری اعانت طلب کی اس کے لیے جس قدر دولت میرے پاس تھی چاہے وہ میری اندوختہ تھی یا مجھے اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی تھی میں نے اسے تمہارے لیے صرف کر دیا۔ میں نے ایسے لوگوں کو عہدے دیئے جو ناکارہ ثابت ہوئے ایسے لوگوں کی مدد کی جو بالکل نکلے نکلے۔

اللہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ تمہاری رضا جوئی میں میں نے کوئی دقیقہ اپنی طرف سے اٹھا نہیں رکھا۔ اس کے برخلاف اللہ اس سے بھی خوب واقف ہے کہ تم نے میری برائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی میں نے علی بن عیسیٰ کو جو تمہارا سردار تھا تمہارا بڑا بزرگ اور تمہارے ساتھ نہایت ہی مہربانی اور لطف سے پیش آتا تھا۔ اور تمہارا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ تمہارے پاس بھیجا۔ تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا اس کے ذکر کو طول دینے سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے تمہاری یہ خطا معاف کر دی۔ بلکہ اور انعام و اکرام دیا اور صبر کیا۔ بلکہ جب مجھے بعض متفرق کامیابیوں کی اطلاع ملی تو میں نے پچھلے واقعات کو اپنے دل سے بھلا دیا۔

اس کے بعد میں نے تم کو عبد اللہ بن حمید بن قحطبہ کے ساتھ جو تمہاری اس دعوت عباسیہ کے ایسے رکن رکین کا بیٹا جس پر خود تم کونا تھا اور جس کی وجہ سے تم دل سے اس دعوت میں شریک ہوئے تھے درہ حلوان کی نگرانی پر متعین کیا۔ مگر تم نے اسی کے برخلاف

ایسی ہنگامہ آرائی کی کہ اس کا تم پر قابو نہ رہا۔ اور وہ ایسی حالت میں اپنے مقام پر ٹھہر نہ سکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ تمہاری تعداد بیس ہزار تھی۔ مگر تمہارا ہی جیسا ایک آدمی تم کو دو سال تک رگیدتا رہا۔ یہاں تک کہ دشمن تمہارے سردار اور خلیفہ یعنی مجھ پر چڑھ آئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک اچھے آدمی کے احکام کو بدل و جان مانتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے اسی اثناء میں تم نے حسین کے ساتھ خود مجھ پر حملہ کر دیا۔ مجھے گالیاں دیں۔ مجھے لوٹا اور پکڑ کر قید کر دیا اور ایسی حرکتیں کیں کہ جن کا اس وقت ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے۔ تمہارے قلوب کینہ دوز تھے اور اکثر و بیشتر تمہاری اطاعت نامعتبر ثابت ہوئی۔ چونکہ میں نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی ہوں اس لیے میں ان تمام باتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں والسلام۔

بغداد میں عام معافی کا اعلان:

محمد کے قتل کے بعد جب ہنگامہ فرو ہوا۔ تمام کالے اور گوروں کو عام معافی دی گئی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے۔ جمعہ کے دن طاہر شہر میں آیا۔ اس نے نماز جمعہ لوگوں کو پڑھائی اور ایک نہایت بلیغ تقریر کی جس میں زیادہ تر آیات قرآنی کو اس نے دہرایا۔ اسی تقریر میں اس نے کہا:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ. مَا لِكِ الْمُلْكِ تُوْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

اس کے علاوہ اس نے کلام پاک کی اور بھی با موق آیات کیے بعد دیگرے اپنی تقریر میں پڑھیں۔ اور تمام لوگوں کو حکومت کی اطاعت اور اتفاق پر قائم رہنے کی ترغیب و تحریص کی اور پھر اپنی فرد گاہ پلٹ آیا۔

طاہر بن حسین کا امر اور بنی ہاشم سے خطاب:

بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن طاہر نے منبر پر چڑھ کر جب کہ مسجد میں بنی ہاشم اور امراء وغیرہ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اپنی تقریر میں کہا:

تمام تعریفیں اس خدا کے لیے سزاوار ہیں جو اس تمام ملک کا مالک ہے۔ جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ سب بھلائیاں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ فتنہ پردازوں کی کارروائیوں کو پروان نہیں چڑھاتا اور نہ وہ خاندانوں کے مکر کامیاب ہونے دیتا۔ ہمارے ہاتھوں یا ہماری تدبیر سے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی ہے بلکہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ کیونکہ اللہ نے خلافت کو اپنے دین کا ستون اور اپنے بندوں کا نظام بنایا تاکہ اطراف ملک کا انتظام اور سردوں کی حفاظت ہو۔ ضرورت کے لیے سامان مہیا کیا جائے۔ مال گزاری و وصول کی جائے۔ حکم نافذ ہوا انصاف کو قائم کیا جائے اور بری باتوں کو اور مہلک شہوات کو مٹا کر اس تلذذ کو مٹا کر جس میں خلیفہ معزول ہر وقت منہمک تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا ہے جو دنیا کی فریب وہ آسائشوں اور دولت و اقتدار کی راحتوں کو اچھا سمجھ کر ان سے بہرہ ور ہو رہا تھا اور دنیا کی ظاہری خوشمنائی پر دل و جان سے گرویدہ و فریفتہ تھا سنت کا احیاء کیا تم نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے سرکش کو جب اس نے اپنے عہد و پیمانے سے انحراف کر کے اللہ کی نافرمانی کی اس کے حکم سے سرتابی کی اور جس بات کی اللہ نے ممانعت فرمائی تھی اس کو بدل دیا تو اللہ نے حسب وعدہ اسے سخت سزا دی اور اس لیے اب تم اطاعت حکومت پر مضبوطی سے قائم رہو۔ جماعت کا سررشتہ کبھی ہاتھ سے

جانے تہ دو اور ان مفدہ پردازوں باغی سرکشوں کی راہ اختیار نہ کرو۔ جنہوں نے فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا اور اتحاد و اتفاق کے مستحکم قلعہ کو پاش پاش کر دیا تو اللہ نے بھی ان کو دنیا میں ذلیل کیا اور ان کو نقصان ہی میں رکھا۔

طاہر بن حسین کا ابراہیم بن المہدی کے نام خط:

فتح بغداد کے بعد طاہر نے ابو اسحق المختصم کو یاد دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق ابراہیم بن المہدی کو یہ خط لکھا۔ مگر اکثر لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خط ابو اسحق المختصم کو طاہر نے لکھا تھا۔

اما بعد! اگرچہ یہ بات مجھے ناگوار ہے کہ میں اہل بیت خلافت کے کسی فرد کو بغیر امیر کے خطاب کروں۔ لیکن چونکہ مجھے اس بات کی اطلاع ملی ہے کہ تم امین معزول کے ہم خیال اور موید تھے اگرچہ واقعہ تو اس سے پہلے میں بارہا تم کو امیر کہہ کر خطاب کر چکا ہوں۔ مگر اب بغیر القاب کے خط لکھتا ہوں اور اگرچہ یہ بات غلط ہے جو مجھے معلوم ہوئی ہے تو پھر فدا السلام علیک ایہا الامیر ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ خط کے آخر میں طاہر نے یہ دو شعر بھی لکھ دیے۔

جھل ورايک بالعزير تغريبر

رکوبک الامر مالسم قبل فرصه

حط المصيبين و المغرور مغرور

اقبع بدنبال الحطئون بها

ترجمہ: ”تمہارا عواقب پر غور کیے بغیر کسی کام کا کرنا سراسر جہالت ہے اور کسی دوسرے کو آئادہ فساد کرنا خود دھوکے میں مبتلا ہونا ہے۔ دنیا کس قدر بربری شے ہے کہ خطا کار کو یہاں دہری مصیبتیں حصے میں ملتی ہیں۔ اور جو شخص مغرور ہوتا ہے وہ دراصل فریب خوردہ ہے۔“

طاہر کے خلاف فوجی بغاوت:

جب طاہر نے امین کو قتل کر دیا تو خود طاہر کی فوج نے اس کے برخلاف بغاوت کر دی۔ طاہر ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور چند روز تک روپوش رہا۔ جب فوج نے دوبارہ اطاعت قبول کی تو یہ اپنی جگہ واپس آیا۔

طاہر بن حسین کا فرار:

امین کے قتل کو پانچ روز گزرے تھے۔ فوج طاہر پر چڑھ آئی۔ اس وقت وہ بالکل خالی ہاتھ تھا۔ ان کا انتظام نہ کر سکا۔ وہ یہ سمجھا مضافات والے درپردہ اس ہنگامے میں شریک ہیں حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ ان میں سے کسی شخص نے جنبش تک نہیں کی تھی اس کی نوج کا زور بہت بڑھ گیا اور اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا وہ بستان سے بھاگ گیا۔ بلوایوں نے ان کے کچھ سامان کو لوٹ لیا اور طاہر عاقر قوف چلا گیا مگر جانے سے پہلے اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر دی تھی اور ام جعفر اور موسیٰ اور عبد اللہ امین کے بیٹوں کو قصر میں نظر بند کر دیا تھا۔

موسیٰ اور عبد اللہ کی روانگی خراسان:

اس کے بعد اس نے ان سب کو ابو جعفر کے قصر الخلد میں منتقل کر دیا۔ یہ جمعہ کی رات جب کہ ربیع الاول کی بارہ راتیں باقی تھیں قصر الخلد میں منتقل کیے گئے۔ اور پھر خود طاہر ان کو اسی رات ایک تباہ کن کشتی میں سوار کر کے اپنے ساتھ ہمہیا جو زاب اعلیٰ کے مغربی کنارے ہے لے گیا۔ وہاں سے اس نے امین کے دونوں بیٹوں کو ان کے بچا مامون کے پاس ابواز اور فارس کے راستے سے

خراسان بھیج دیا۔

طاہر بن حسین سے فوج کی طلب معاش:

جب فوج نے طاہر کے خلاف بلوا کر دیا اور اپنی معاش طلب کی۔ انہوں نے باب الانبار کو جو خندق پر واقع تھا۔ اور باب البستان کو جلا دیا اور ہتھیار علم کر لیے۔ وہ دن اور دوسرا دن انہوں نے اسی طرح بسر کیے پھر انہوں نے موسیٰ یا منصور کا نعرہ بلند کر دیا۔ اس پر لوگوں نے محسوس کیا کہ طاہر نے موسیٰ اور عبداللہ کو شہر سے لے جانے میں بڑی دانائی برتی۔ اب طاہر اور وہ سردار جو اس کے ساتھ تھے پھر ایک جاہل جمع ہوئے اور بلوائیوں سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔

امراء عسا کر کی طاہر بن حسین سے معذرت:

جب اس کی اطلاع بلوائی سرداروں اور سرغنوں کو ہوئی وہ سب کے سب طاہر کے پاس آئے اور اس سے معذرت کی اور اس ہنگامے کی ذمہ داری اپنے کم فہم سپاہیوں اور بے قاعدہ سپاہیوں کے سر رکھی۔ اور طاہر سے درخواست کی کہ آپ ان سے درگزر کر دیں۔ ان کی معذرت کو قبول فرمائیں اور ان کو معاف کر دیں۔ انہوں نے اس بات کی ضمانت کی جب تک آپ ہم میں قیام کریں گے اب کوئی بات آئندہ آپ کے خلاف طبع رونمانہ ہوگی۔ طاہر نے کہا تھا میں تم سے علیحدہ ہو کر صرف اس وجہ سے یہاں چلا آیا ہوں کہ تلوار سے تمہاری خبر لوں۔ اگر اب آئندہ تم نے کوئی ناشائستہ حرکت کی تو پھر میں بھی اپنے ارادے کو پورا کر کے چھوڑوں گا۔ اور تم کو خوب سزا دوں گا۔ اس جواب سے اس نے ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ طاہر نے ان کو چودہ ماہ کی معاش دلوائی۔

امراء عسا کر کی طاہر کو یقین دہانی:

واقعہ مذکورہ کے متعلق مدائنی کہتا ہے۔ جب فوج نے بلوا کر دیا۔ اور طاہر ان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا۔ سعید بن مالک بن خازم محمد بن ابی خالد اور ہبیرہ بن خازم شہر کے مضافات اور محلوں کے بعض اور سربرآوردہ لوگوں کے ساتھ طاہر کے پاس گئے اور مغالطہ قسمیں کھا کر انہوں نے اس ہنگامے سے اپنی قطعی برات ظاہر کی اور اپنے اپنے حلقوں کے آئندہ عمدہ طرز عمل کے لیے اس نے ضمانت کی اور اطمینان دلایا۔ کہ ہم اپنی اپنی سمت کا پورا انتظام رکھیں گے۔ اور اب کوئی بات آپ کے ناگوار خاطر ہماری سمت میں رونمانہ ہوگی۔ عمیرہ ابوشن بن عمیرہ الاسدی اور علی بن یزید بھی دوسری عمائد شرفا کو لے کر اس کے پاس آئے اور ابو خالد۔ سعید بن مالک اور ہبیرہ نے جو قیام امن کی ضمانت طاہر سے کی تھی اسی طرح کی ضمانت انہوں نے بھی کی۔ اور بتایا کہ ہمارے دوسرے بھائی بند آپ کے متعلق بہت عمدہ خیال رکھتے ہیں۔ آپ کے معترف ہیں۔ آپ کے دل سے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ آپ کی فوج والوں نے بستان میں جو ہنگامہ برپا کیا اس میں انہوں نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا۔

طاہر بن حسین کی مراجعت:

ان بیانات سے طاہر مطمئن ہو گیا۔ مگر اس نے یہ کہا کہ بلوائی معاش کا مطالبہ کر رہے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے سعید بن مالک نے بیس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور یہ رقم طاہر کو بھیج دی جس سے طاہر خوش ہو گیا۔ اور اب پھر اپنے پڑاؤ میں بستان چلا آیا۔ سعید بن مالک کی طاہر کو مالی امداد:

طاہر نے سعید سے کہا کہ میں اس رقم کو صرف اس طرح قبول کرتا ہوں کہ یہ تمہارا قرض مجھ پر ہوگا۔ سعید نے کہا کہ اسے میں

نذر کرتا ہوں اور آپ کا جو حق ہم پر عاید ہے اس کے مد نظر میری طرف سے یہ بہت ہی حقیر شے ہے جو پیش کش کی جا رہی ہے۔ طاہر نے اس رقم کو بطور صلہ قبول کیا اور اپنی فوج کو چودہ ماہ کی معاش دلادی۔ جس سے وہ مطمئن اور خاموش ہو گئے۔

سمرقندی کی روپوشی:

امین کے ہمراہ ایک شخص سمرقندی نام تھا جو ان منجیقوں سے جو کشتیوں پر نصب تھیں۔ دجلہ کے اندر سے سنگ اندازی کیا کرتا تھا۔ جب کبھی مضافات والے اپنے مقابل امین کے ساتھیوں کو خندق میں بے بس کر دیتے تھے ایسے نازک موقع پر اس کو طلب کیا جاتا اور وہ ان پر سنگ اندازی کر کے ان کو پیچھے ڈھکیں دیتا وہ ایسا قادر انداز تھا کہ اس کا کوئی پتھر خطانہ کرتا مگر جہاں تک معلوم ہے اس روز اس نے پتھر سے کسی شخص کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ امین کے قتل کے بعد جب پل اکھیر دینے گئے اور وہ مجتہدین جو دجلہ میں تھیں اور جس سے یہ سنگ اندازی کیا کرتا تھا۔ جلا ڈالی گئیں تو اب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ میرے ہاتھوں جو لوگ مارے گئے ہیں۔ ان کے بدلے میں اب میں مارا جاؤں گا اس خوف سے وہ روپوش ہو گیا۔

سمرقندی کی گرفتاری:

لوگوں نے اس کی تلاش شروع کر دی مگر اس نے ایک نچر کرایہ کر کے خراسان کی راہ لی اور ڈھونڈھنے والوں کی گرفت سے نکل گیا اثنائے راہ میں کسی جگہ ایک شخص سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے اسے پہچانا۔ جب وہ آگے بڑھ گیا تو اس نے نچر کے مالک سے کہا کہ اس شخص کے ساتھ تو کہاں جا رہا ہے۔ تجھے معلوم ہے کہ یہ کون ہے۔ بخدا اگر تو بھی اس کے ہمراہ پکڑ لیا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ ورنہ کم از کم قید تو ضروری ہے۔ نچر والے نے یہ سن کر انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کرے۔ مجھے تو اب اس کا کام اور اس کا نام معلوم ہوا۔ یہ شخص چپکے سے اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس یا فوج کی چوکی کو گیا وہاں جا کر اس نے اس کا پتا دیا۔ جو سپاہی یہاں متعین تھے وہ کندغوش کے جو ہرثمہ کی فوج میں تھا۔ بیڑے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اسے گرفتار کر کے ہرثمہ کے پاس بھیج دیا۔

سمرقندی کا خاتمہ:

ہرثمہ نے اسے خزیمہ بن خازم کے پاس مدینہ السلام بھیج دیا۔ خزیمہ نے اسے اس کے کسی مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا۔ اس شخص نے اسے جانب شرتی سے دجلہ کے کنارے لاکر زندہ سولی پر لٹکا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ اسے سولی کے تختے پر باندھنے لگے تو ایک خلقت وہاں جمع ہو گئی اس نے اپنے مصلوب ہونے سے پیشتر ان سے کہا کہ اس سلوک پر تم کو شرم نہیں آتی۔ کل تک تم میری قادر اندازی پر میری تعریف کرتے تھے۔ اور مجھے دعائیں دیتے تھے اور آج تم نے مجھے نشانہ بنانے کے لیے پتھر اور تیر جمع کیے ہیں۔

سولی کا تختہ اٹھا دیا گیا۔ لوگوں نے پتھر اور تیر اور نیزوں سے اسے اپنا نشانہ بنانا شروع کیا۔ اسی طرح اس کا کام تمام ہوا۔ مگر مرنے کے بعد بھی انہوں نے اسے نہ چھوڑا۔ بلکہ اسے مارتے رہے۔ دوسرے دن اسے جلا دیا۔ پہلے تو آگ جب اس کے جلانے کے لیے لائے اور اسے مشتعل کرنے لگے تو وہ شعلہ پذیر نہ ہوئی پھر سر کٹنے ز نسل اور ایندھن جمع کر کے ایک الاؤ روشن کیا اس سے اس کا کچھ حصہ جسم جل گیا باقی کو کتوں نے پھاڑ کھایا۔ یہ واقعہ سنہ ۲۰۰ / صفر کو ہوا۔

باب ۸

خلیفہ امین کی سیرت

محمد الامین بن ہارون کی مدتِ خلافت:

ہشام بن محمد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابو موسیٰ جمعرات کے دن جب کہ ماہ جمادی الاول ۱۹۳ھ کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں تھیں خلیفہ ہوا اور اتوار کی رات جب کہ صفر ۱۹۸ھ کے ختم میں چھ راتیں رہ گئی تھیں قتل کیا گیا۔ اس کی ماں زبیدہ جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی بیٹی تھی اس طرح چار سال آٹھ ماہ پانچ دن اس کی مدتِ خلافت ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ ابو عبد اللہ اس کی کنیت تھی۔

داؤد بن عیسیٰ کی امارت میں حج:

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ نصف جمادی الآخر ۱۹۳ھ میں امین خلیفہ ہوا۔ اس کی ولایت کے سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا تھا۔ حالانکہ امیر حج ابو البختری مقرر ہوا تھا۔ اس نے اپنی خلافت کے دس ماہ پانچ دن کے بعد عصمہ بن ابی عصمہ کو سادہ بھیجا اور ۳/ربیع الاول کو اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنایا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اس کا صاحب شرط تھا۔ امیر حج علی بن الرشید:

۱۹۴ھ میں علی بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال اسماعیل بن عباس بن محمد مدینہ کا عامل تھا۔ اور داؤد بن عیسیٰ مکہ کا عامل تھا۔ اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے اور ۱۹۵ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان بن الحسین کے مقابلہ اور علی کے قتل میں ایک سال تین مہینے اور ۱۹ دن گزرے تھے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا بیان:

یہی راوی کہتا ہے کہ امین معزول اتوار کی رات میں جب کہ محرم کے ختم میں پانچ راتیں باقی تھیں قتل کیا گیا۔ اس طرح اس کی پوری مدتِ حکومت جس میں اس فتنہ کا زمانہ بھی شامل ہے چار سال سات ماہ اور تین دن ہوئی۔

قاسم بن ہارون الرشید کی ولی عہدی سے علیحدگی کا اعلان:

امین کے قتل کے بعد منگل کے دن ۱۲/صفر ۱۹۸ھ کو طاہر کا خط مامون کو موصول ہوا جس میں امین کے قتل کی مفصل کیفیت درج تھی اسی وقت مامون نے اس خبر کو مستنہر کر دیا۔ اور دربار منعقد کیا۔ تمام امرابار یاب ہوئے۔ فضل بن سہل نے طاہر کا خط پڑھ کر سنایا۔ سب نے مامون کو دعائے خیر دی اور اس فتح پر مبارک باد دی۔ امین کے قتل کے بعد مامون نے طاہر اور ہرثمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اب قاسم بن ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دو۔ ان دونوں نے اس فرمان کو شائع کر دیا۔ اور حسب فرمان احکام نافذ کر دیئے۔ جمعہ کے دن جب کہ ماہ ربیع الاول ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں قاسم کی برطرنی کا فرمان سب جگہ پڑھا گیا۔

امین کا حلیہ و عمر:

امین کی عمر ۲۸ سال ہوئی۔ امین بہت چوڑے چکلے تھے۔ کن بیٹیوں پر بالکل بال نہ تھے۔ آنکھیں چھوٹی تھیں۔ چونچدار ناک تھی۔ خوب صورت تھے۔ بڑے سرین تھے دونوں میں بہت فاصلہ تھا۔ اور وہ رصافہ میں پیدا ہوئے تھے۔
طاہر بن حسین کے اشعار:

ان کے قتل کے بعد طاہر نے یہ شعر پڑھا:

قتلت الخليفة في داره

وانحبت بالسيف امواله

”میں نے خلیفہ کو اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ اور بزور شمشیر اس کے مال کو لوٹ لیا۔“

اس موقع پر طاہر نے یہ دو شعر اور پڑھے:

وقتل الجبابره الكبارا

ملكت الناس قسرا و اقتدارا

السي المامون تبذرا ابتدارا

و وجهت الخلافة نحو مرو

”میں بزور طاقت سب کا فرماں روا بن گیا۔ اور میں نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کر دیا۔ میں نے خلافت کو مامون کے پاس مرو بھیج دیا ہے۔ اور وہ تیزی سے ادھر چلی جا رہی ہے۔“

لبابہ بنت علی کا مرثیہ:

امین کے قتل پر بہت سے لوگوں نے مرثیے لکھے۔ ایک شاعر نے جو بھی کہی۔ عمرو بن عبد الملک وراق نے بغداد کا شہر آشوب

لکھا اس میں طاہر کی بھوکی اور اس پر تعریض کی۔

لبابہ بنت علی بن المہدی کی بیٹی یعنی یہ شعر کہے:

بل للمعالی و الرمح و الترس

ابكك لا للنعيم و الانس

ارملنى قبل ليلة العرس

ابكى على هالك فجمعت به

”میں تجھے اپنی کسی راحت یا الفت کی بنا پر نہیں روتی۔ بلکہ اعلیٰ کاموں نیزے اور ڈھال کی خاطر روتی ہوں میں اس

مرنے والے پر جس کی جدائی ک صدمہ مجھے اٹھانا پڑا ہے۔ اس لیے روتی ہوں کہ اس نے مجھے شب عروس سے پہلے ہی بیوہ کر دیا۔“

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار عیسیٰ بن جعفر کی بیٹی کے ہیں جو امین کے ساتھ منسوب ہو چکی تھی۔

امین کے قتل پر شعرا کے مرثیے:

حسین بن الضحاک الاشرقی بنی ہابلہ کے مولیٰ نے جو امین کا خاص مصاحب اور ندیم تھا اور جسے اس کے قتل کا یقین ہی نہ آتا

تھا، بلکہ وہ اس کی واپسی کا ہر وقت منتظر تھا اس کے کئی مرثیے لکھے۔

عبد الرحمن بن ابی الہداید نے اس کے کئی مرثیے لکھے۔ مقدس بن صتی نے مرثیہ لکھا۔ خزیمہ بن الحسین نے امین کا ایک مرثیہ

ام جعفر کی زبان میں لکھا اور ایک مرثیہ خود اس نے لکھا۔

ذوالریاستین کا اظہار تاسف:

موصلی کہتا ہے۔ جب طاہر نے امین کا سرمامون کے پاس بھیجا ہے تو ذوالریاستین اسے دیکھ کر رونے لگا۔ اور اس نے کہا کہ طاہر نے امین کو قتل کر کے لوگوں کی تلواریں اور زبائیں ہم پر کھول دیں۔ ہم نے تو اسے یہ حکم دیا تھا کہ وہ امین کو اسیر کر کے یہاں بھیج دے۔ مگر اس نے ان کو ذبح کر کے بھیجا ہے۔ اس پرمامون کہنے لگے جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب تم اس کے قتل کے الزام سے برات کی تدبیر کرو۔ اکثر لوگوں نے اس اعتذار کو لکھا ہے۔ اور اسے بہت طول دیا۔

احمد بن یوسف کا اعتذار:

احمد بن یوسف ایک بالشت کا غنڈے لیے ہوئے حاضر ہوا اور اس میں اس نے لکھا تھا:

”اما بعد! امین معزول نسب و قرابت میں امیر المؤمنین کا شریک و سہم تھا مگر اللہ نے آپ کے اور اس کے درمیان حکومت و قرابت دونوں رشتوں سے اس وجہ سے افتراق کر دیا کہ اس نے اس معاہدے کی جس پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا۔ خلاف ورزی کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے قصے میں فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اٰھْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صٰلِحٍ وہ تمہارا نہیں ہے اس لیے کہ وہ بدکار ہے۔ اس بیان سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ جو شخص اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرے اس کی اطاعت ہرگز کسی پر لازم نہیں۔ اور جس نے اللہ کی بات کو قطع کر دیا ہو اس سے قطع تعلق کرنا مورد الزام نہیں میں امیر المؤمنین کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں جب کہ اللہ نے معزول کو قتل کر کے اس کی بدعہدی کی پوری سزا سے دی ہے اور امیر المؤمنین کی حکومت کو راسخ کر دیا ہے اور اپنے حسن وعدہ کا ایفا کر دیا ہے۔ کیونکہ اس کے وعدے کی صداقت کی وجہ سے اسی بات کا انتظار تھا آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے افتراق کے بعد الفت اور اختلاف امت کے بعد پھر اسے اتحاد نصیب ہوا ہے اور اسلام کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد پھر نمایاں کر دیا ہے۔“

جرادتیہ و غرابیہ:

حمید بن سعید بیان کرتا ہے کہ جب امین خلیفہ ہو گئے اورمامون نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ انہوں نے ہجرے جمع کیے ان کو خرید اور ان سے بہت زیادہ انس کیا۔ دن ہو یا رات وہ ہر وقت خلوت میں ان کے پاس رہتے امین کے نہ صرف کھانے پینے کا تمام انتظام انہیں کے سپرد تھا۔ بلکہ امور سلطنت میں وہی دخیل تھے امین نے ان کی ایک علیحدہ جماعت مرتبہ کی تھی اس کا نام جرادتیہ رکھا۔ حبشیوں کی ایک جمعیت بنائی اس کا نام غرابیہ رکھا انہوں نے ان خواجہ سراؤں کی وجہ سے اپنی شریف بیبیوں اور لونڈیوں سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ سب ان سے نالاں تھیں۔ اور ان میں سے کسی ایک نے امین کی اس بے التفاتی کی شکایت میں کچھ شعر بھی کہے۔ جن میں زنانوں کے ساتھ ان کے اس قدر ارتباط پر تعریض بھی کی۔

مسخروں اور خواجہ سراؤں کے وظائف:

خلیفہ ہونے کے بعد ہی انہوں نے تمام سلطنت سے مسخروں کو طلب کر کے اپنے پاس جمع کیا ان کے وظائف مقرر کیے۔ بہتر سے بہتر گھوڑے خریدے اور بہت سے وحشی جانور درندے اور پرندے وغیرہ جمع کیے۔ اپنے بھائیوں اعزاز اور امراسے ملنا چھوڑا۔ ان کی اہانت کی۔ جس قدر نقد خزانوں میں اور خود ان کے پاس جواہرات تھے وہ سب خواجہ سراؤں مصاحبوں اور افسانہ

گویوں کو عطا کر دیئے۔ یہاں تک کہ رقبہ میں بھی جس قدر جو اہرات نقد اور اسلحہ تھے وہ سب اپنے پاس منگوائے اپنے لہو و لعب، عیش و نشاط اور تفریحی بزموں کے لیے قصر الخلد، خیزران، بیتان موسیٰ، قصر عبدویہ، قصر المعلیٰ، رقبہ، کلوادی، باب الانبار، دیاری اور ہوب میں نشاط گا ہیں، بنوائیں شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل کی پانچ کشتیاں دجلہ میں تیار کرائیں اور ان پر بے شمار روپیہ خرچ کیا۔

حسین بن الضحاک کہتا ہے کہ امین نے ایک بڑی کشتی بنوائی جس پر تین لاکھ درہم لاگت آئی اس کے علاوہ انہوں نے سونس کی شکل کی ایک دوسری کشتی بنوائی۔

منصور خدمت گار کی عباس بن عبد اللہ سے علیحدگی:

احمد بن اسحاق بن برص مشہور کوئی گویا بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی جعفر با اعتبار اپنی شجاعت، فراست اور تعلیم و تربیت کے بنی ہاشم کے ممتاز لوگوں میں تھا، اس کے بہت سے خدمت گار تھے ان میں منصور اس کا بہت ہی خاص اور محبوب خدمت گار تھا۔ وہ کسی بات پر اس سے ناراض ہوا کہ بھاگ کر امین کے پاس جو اس وقت ام جعفر کے قصر قرار میں تھا۔ چلا گیا۔ امین نے اسے بڑی خوشی سے اپنی ملازمت میں قبول کر لیا۔ اور اس نے بہت رسوخ ان کے ہاں پیدا کر لیا۔ ایک دن یہ خدمت گار امین کے اور خدمت گاروں کے ساتھ جن کی جماعت کا نام سبافہ تھا، سواری میں عباس بن عبد اللہ کی ڈیوڑھی کے سامنے سے خاص طور پر اس لیے گزرا تا کہ عباس کے خادم اسے دیکھ لیں کہ اب اس کی کیا شان ہے۔

منصور خادم کی گرفتاری:

اس کی اطلاع عباس کو ہوئی۔ سنتے ہی وہ محض کرتا پہنے ہاتھ میں گرز لے جس پر کیمخت منڈھی تھی باہر نکل آیا۔ عباس نے ابو اللورد کے دربیہ میں اسے جا لیا۔ اور اس کی لگام پکڑ لی دوسرے خدمت گاروں نے اس کی مزاحمت کی مگر عباس نے جس جس کے گرز مارا اسے نکما کر دیا۔ وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ عباس اپنے مفروہ خدمت گار کی لگام پکڑے اسے کھینچتا ہوا اپنے گھر کے اندر لے آیا۔ امین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ انہوں نے ایک بڑی جماعت اسے چھڑانے کے لیے بھیجی۔ یہ وہاں آ کر ٹھہر گئے۔ عباس نے ان کے مقابلہ کے لیے اپنے غلاموں اور مولیوں کو جن کے پاس ڈھالیں اور تیرتھے اپنے قصر کی فسیل پر متعین کر دیا۔

امین کی فوج کا عباس بن عبد اللہ کا محاصرہ:

راوی کہتا ہے کہ چونکہ امین کی فوج کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ عباس کے محل کو آگ لگا دے۔ اس لیے ہمیں یہ خوف ہوا کہ اس کے ساتھ ہمارے مکانات بھی جل جائیں گے اسی وقت رشید البہارونی اس سے آ کر ملا اور اس نے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا نہیں جانتے کہ اگر امین فوج کو حکم دیں تو محض نیزوں سے تمہارے اس سارے محل کو برباد کر دیں۔ کیا تم ان کے مطیع نہیں رہے۔ اس نے کہا میں ان کا بدستور مطیع ہوں۔ رشید نے کہا تو ابھی چل کھڑے ہو۔ وہ درباری سیاہ لباس پہن کر چلا۔ اپنے محل کے پھانک پر آ کر اس نے اپنے غلام سے کہا۔ گھوڑا لاؤ۔ رشید نے کہا تم سوار نہیں ہو سکتے۔ تم کو پاپیادہ چلنا پڑے گا۔ یہ اسی طرح آگے بڑھا۔ شارع عام پر پہنچ کر اس نے دیکھا۔ اس دنیا اندی چلی آ رہی ہے۔ جلودی ہے۔ افریقی ہے ابو البطلہ ہے اور ہرش کی جمعیت بھی موجود ہے یہ ان کو غور سے دیکھنے لگا۔ میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ وہ پیادہ چلا جا رہا ہے اور رشید گھوڑے پر سوار ہے۔

ام جعفر کی عباس بن عبد اللہ کی سفارش:

ام جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی وہ فوراً امین کے پاس گئی اور ان سے اس کی سفارش کی۔ امین نے کہا اگر میں اسے قتل نہ کر دوں تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں نہ سمجھنا۔ ام جعفر اب اور زیادہ الحاح اور زاری کرنے لگا امین نے برہم ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑے گا۔ یہ سنتے ہی اس نے اپنے بال کھول دیئے اور کہا کہ جانتے ہو جب میرا سر کھلا ہو اس حالت میں کون میرے پاس آسکتا ہے۔

عباس بن عبد اللہ کی نظر بندی:

ابھی یہی رد و قدح ہو رہی تھی اور ابھی عباس وہاں نہیں آیا تھا کہ صاعد خدمت گار نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے قتل کی خبر ان سے بیان کی۔ اسے سن کر وہ اس کے عواقب و نتائج پر غور کرنے میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ عباس کو بالکل بھول گئے۔ وہ دس دن تک دہلیز میں نظر بند پڑا رہا۔ دس دن کے بعد وہ یاد آیا۔ حکم دیا کہ خود اس کے محل کے ایک حجرے میں اسے قید کر دیا جائے۔ اور اس کے صرف تین معمر موالی اس کی خدمت میں رہیں۔ اور تین الوان کھانا اس کا یومیہ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

عباس بن عبد اللہ کا بغداد سے فرار:

وہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے خروج کرنے اس کی مامون کے لیے دعوت خلافت دینے اور امین کو قید کر دینے تک اسی طرح اپنے قصر میں قید رہا۔ اس ہنگامے میں اسحاق بن عیسیٰ بن علی اور محمد بن المعبدی عباس کے پاس سے جو اس وقت بالا خانے پر تھا گزرے اور انہوں نے اسے للکارا کہ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ حسین بن علی کے پاس چلے آؤ۔ یہ اپنی قید سے نکل کر حسین کے پاس آیا اور پھر باب الجسر پر ٹھہر کر اس نے ام جعفر کو ہزاروں گالیاں دیں۔ اسحاق بن موسیٰ اس وقت لوگوں سے مامون کے لیے بیعت لے رہا تھا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حسین مارا گیا۔ عباس بغداد سے بھاگ کر ہرثمہ کے پاس نہر بین چلا گیا۔

امین کا عباس کے محل پر قبضہ:

اس کا بیٹا فضل امین کے پاس آیا۔ اس نے اپنے باپ کی امین سے سخت شکایت کی امین نے اپنے آدمی بھیج کر عباس کے محل پر قبضہ کر لیا۔ اور اس ۱۹۸ھ میں اس نے حج کیا۔

عباس بن عبد اللہ کا بیان:

اس واقعہ کے بعد عباس بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مامون کے محل میں ہم سب جمع ہوئے۔ سلیمان بن جعفر نے مجھ سے کہا۔ کیا تم نے اب تک اپنے بیٹے کو قتل نہیں کیا۔ میں نے کہا چچا جان میں آپ پر قربان کوئی اپنے بیٹے کو بھی قتل کرتا ہے۔ سلیمان نے کہا تم اسے قتل کر دو۔ اسی نے تمہاری شکایت کی تھی اور تمہارے روپیہ کا پتہ دیا تھا۔ جس کی ضبطی کی وجہ سے تم محتاج ہو گئے۔

وضاح بن حبیب کی جلی:

احمد بن اسحاق بن برصو ماہان بیان کرتا ہے کہ جب امین محصور ہو گئے اور اپنے معاملہ کو سنبھال نہ سکے انہوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا۔ کیا ایسا شخص ہے جس سے مشورہ لے کر اطمینان حاصل کیا جاسکے۔ لوگوں نے کہا۔ جی ہاں اہل کوفہ میں ایک عرب وضاح بن حبیب بن بدیل التیمی اس کا اہل ہے وہ گذشتہ نامور عربوں کی یادگار اور صاحب الرائے شخص ہے امین نے کہا اسے بلا بھیجا جائے۔

وہ ہمارے پاس آیا اور پھر امین کی خدمت میں پیش ہوا۔ امین نے کہا مجھے تمہارے پختہ اخلاق اصابت رائے کی اطلاع ہوئی ہے تم میرے معاملہ میں کچھ مشورہ دو۔

وضاح بن حبیب کا امین کو مشورہ:

اس نے کہا جناب والا اب کسی مشورہ کا موقع نہیں رہا زیادہ سے زیادہ آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جنگ کے متعلق اپنی کامیابی کی جھوٹی افواہیں مشہور کر دیا کریں۔ کیونکہ یہ بات بھی ایک مؤثر حربہ ہے۔ امین نے حسب بکیر بن المعتمر کو جو دجیل میں فروکش ہوتا تھا اس کام پر متعین کر دیا۔ چنانچہ جب امین کو کوئی حادثہ پیش آتا یا ان کو لڑائی میں ہزیمت ہوتی وہ اس سے کہتے کہ اس کے متعلق کوئی خبر تراش کر مشہور کرو۔ وہ جھوٹی خبریں مشہور کرتا۔ مگر جب خود لوگ ان کی تصدیق کرنے آتے تب ان پر اس کذب کی حقیقت منکشف ہوتی۔ یہ بکیر بن المعتمر جسے میں نے خود دیکھا ہے ایک تنومند آدمی تھا۔

قصر الخلد کے چبوترے کا انہدام:

کوثر کہتا ہے۔ ایک دن امین نے حکم دیا کہ قصر الخلد میں ایک چبوترے پر فرش کیا جائے۔ چنانچہ زرعی بساط بچھائی گئی اس پر قالین اور دوسرے فرش اس کے مشابہ بچھا دیئے گئے۔ چاندی سونے اور جواہرات کے بہت سے ظروف سجائے گئے۔ امین نے اپنی لونڈیوں کی مہتممہ کو حکم دیا کہ سولونڈیاں آراستہ پیراستہ کر کے تیار کی جائیں۔ اور ان کا دس دس کا طائفہ اس طرح ہمارے سامنے بھیجا جائے کہ ان کے سب کے ہاتھ میں عود ہوں اور وہ سب مل کر ایک آواز سے گاتی ہوئی آئیں۔ پہلے مرحلے میں دس بھیجی گئیں جب وہ اس چبوترے پر چڑھ آئیں تو پھر ایک دم اچھل کر سامنے آئیں اور یہ شعر انہوں نے گایا:

ہم قتلوه کسی یکونوا مکانہ کما غدر رشیمو ما بکسری مرابہ

”انہوں نے اس کی جگہ لینے کے لیے اسے قتل کر دیا۔ جس طرح کہ ایک دن کسری کے مصاحبین نے دھوکہ سے اسے قتل کر دیا۔“

شعرن کر امین نے غصے سے اف کہا۔ ان لونڈیوں اور ان کی مہتممہ دونوں پر لعنت بھیجی۔ اور ان کو چبوترے سے اتروا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے مہتممہ کو حکم دیا کہ دوسری دس پیش کی جائیں۔ اب وہ حسب سابق سامنے آئیں اور ایک آواز سے سب نے مل کر یہ شعر گائے:

من کان مسروراً بمقتل مالک فلیات نسوتنا برجہ نہارا

یجد النساء حوا سرانبدنہ بلطامن قبل نیح الاسحار

”جو شخص کہ مالک کے قتل پر خوش ہوا سے چاہیے کہ وہ دن کے وقت ہماری عورتوں کا حال آ کر دیکھے کہ وہ ننگے سر اس پر نوحہ کر رہی ہوں گی۔ اور طلوع فجر سے پہلے وہ اس کے ماتم میں سر بیٹتی ہوں گی۔“

ان اشعار کو سن کر وہ بہت تلملے اور اس جماعت کو اول کی طرح سامنے سے برخاست کر دیا پھر دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے۔ اب پھر حکم دیا کہ دس اور حاضر کی جائیں۔ اس مرتبہ دوسری دس حسب سابق ایک آواز سے یہ شعر گاتی ہوئی سامنے آئیں:

کلیب لعمری کان اکثر ناصر والیسرة نیامنٹ طرح بالدم

پتھر چھتا: ”قسم ہے میری جان کی باوجود یکہ تمہارے مقابلہ میں کلیب کا جرم بھی معمولی تھا اور اس کے مددگار بھی بہت زیادہ تھے۔ پھر بھی وہ ذبح کر دیا گیا۔“

اب تو ان کو تاب نہ رہی۔ فوراً مجلس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس جگہ کو منحوس سمجھ کر اس کے انہدام کا حکم دے دیا۔

امین کا حزن و ملال:

محمد بن دینار کہتا ہے کہ سخت محاصرے کی حالت میں ایک دن امین معزول بہت ہی پریشان اور رنجیدہ بیٹھے تھے اس وقت دل بہلانے کے لیے انہوں نے اپنے ندیموں کو پاس بلایا اور شراب منگائی ان کی ایک منہ لگی چہتی لوٹدی تھی۔ اس سے کہا کچھ گا کر سنا۔ اور پھر پینے کے لیے شراب کا جام اٹھایا۔ اللہ نے اس کی زبان گنگ کر دی۔ اور صرف یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکلا:

کلیب لعمری کان اکثرنا صرا وایسرة نبا منک طرح بالدم
سنتے ہی جو پیالہ ان کے ہاتھ میں تھا وہی پھینک کر اس کے مارا اور اسے شیروں کے سامنے ڈالوا دیا۔ دوسرا جام اٹھایا اور دوسری لوٹدی طلب کی اس نے یہ شعر گایا:

ہم قتلوه کی یکونوا مکانه کما عذرت یوما بکسری مرزبه
اس مرتبہ پھر انہوں نے پیالہ اس کے منہ پر پھینک مارا اور پھر دوسرا جام اٹھایا اور دوسری لوٹدی کوگانے کا حکم دیا۔ اس نے یہ مصرعہ پڑھا:

قومی ہم قتلوا امیم احی

”میری ہی قوم نے میرے بھائی امیم کو قتل کیا ہے۔“

امین نے پھر وہ جام اس کے منہ پر مارا اور صینی کولات ماردی اور جس طرح پہلے نہایت متفکر و متردد تھے پھر ملول و مخزن سوچنے لگے۔ اس واقعہ کے کچھ ہی دن کے بعد وہ قتل کر دیئے گئے۔

فطیم کی وفات پر ام جعفر کی تعزیت:

جب ان کی بیوی فطیم جو ان کے بیٹے موسیٰ کی ماں تھی نے انتقال کیا تو ان کو اس کی موت کا بہت سخت صدمہ ہوا۔ ام جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے کہا مجھے امیر المؤمنین کے پاس لے چلو جب وہ ان کے پاس آئی امین نے اس کا استقبال کیا اور بہت ہی عملگین لہجے میں کہنے لگے۔ اماں جان فطیم مرگئی۔ ام جعفر نے یہ شعر پڑھے:

ففسی بقائک ممن قدمعی خلف

نفسی فداوک لایذهب بنت اللہف

ما بعد موسیٰ علی مفقودہ اسف

عرضت موسیٰ فہانت کل مرزبہ

پتھر چھتا: ”میں تم پر قربان رنج سے اپنے کو ہلاک نہ کرو۔ کیونکہ مرنے والی کے مقابلے میں تمہاری بقا زیادہ ضروری ہے۔ اس کے عوض میں تم کو موسیٰ مل گیا ہے۔ لہذا اس نعمت کے مقابلے میں اب کسی مرنے والے پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔“

اس کے علاوہ ام جعفر نے یہ بھی کہا۔ اللہ تم کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے صبر دے اور اس صبر کو آخرت میں تمہارے لیے ذخیرہ

بنائے۔

ابونواس شاعر کے اشعار:

ابونواس نے رشید کی زندگی میں بنی مضریٰ ججو میں ایک قصیدہ لکھا۔ رشید نے اسے قید کر دیا یہ امین کے برسر ولایت آنے تک قید رہا۔ ان کے قید ہونے کے بعد اس نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا یہ ان کی امارت کے عہد میں بھی ان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس قصیدہ کو جس کا مطلع ہے:

تذکر امین اللہ والعهد بذکر مقامی و انشادیک الناس حضر

ترجمہ: ”اللہ کے امین کو یاد کرو۔ اور ملاقات یاد رکھی جاتی ہے۔ اس حال میں کہ سب کی موجودگی میں یہاں کھڑا ہوا تم کو اپنے اشعار سنار ہا ہوں۔“

ایک لوٹڈی نے امین کے سامنے گا کر سنایا انہوں نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں۔ لوگوں نے کہا ابونواس کے کہنے لگے وہ کہاں ہے۔ لوگوں نے کہا وہ قید میں پڑا ہوا ہے۔ امین نے کہا اب اسے ڈرنا نہ چاہیے اسحق بن فراتہ اور سعید بن جابر نے جو امین کے رضاعی بھائی تھے ابونواس سے کہا کہ بھیجا کہ شب گزشتہ امیر المومنین نے تمہارا ذکر کیا اور کہا کہ اب مطمئن رہنا چاہیے۔

ابونواس کی رہائی و اعزاز:

اتناس کر ابونواس نے ان کی مدح میں اور شعر لکھے اور ان کو امین کی خدمت میں بھیج دیا۔ جس میں ان کی مدح کے ساتھ فد سے رہائی کی درخواست تھی۔ امین نے ان کو پڑھوا کے سنا اور کہنے لگے۔ جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ سچ ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ رات کے وقت وہ امین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ انہوں نے اس کی بیڑیاں کٹوا دیں۔ وہ قید سے نکل کر جب ان کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت بھی اس نے ان کی مدح میں چند شعر پڑھے اس نے اسے خلعت سے سرفراز کیا رہائی دی اور مضاجین میں شامل کر لیا۔

ابونواس کی طلبی:

احمد بن ابراہیم الفارسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ابونواس نے شراب پی۔ امین کو ان کے عہد میں اس کی اطلاع کی گئی انہوں نے ابونواس کو قید کر دیا۔ فضل بن الربیع نے تین ماہ تک اسے قید رکھا۔ اس کے بعد امین نے اسے یاد کیا اور دربار میں طلب کیا۔ اس وقت بنو ہاشم وغیرہ دربار میں موجود تھے امین نے اس کے قتل کے لیے تلوار اور چہرہ بھی طلب کیا۔ اور جب وہ آ گیا تو اب اسے قتل کی دھمک دینے لگے۔

ابونواس کی رہائی:

ابونواس نے اپنا وہ قصیدہ جس کا مصرعہ اول تذکر امین اللہ والعهد بذکر ہے ان کو سنایا۔ امین نے کہا: اچھا اب تو میں معاف کرتا ہوں۔ مگر پھر پی تو؟ ابونواس نے کہا تب آپ کو میرا خون حلال ہے۔ امین نے اسے رہا کر دیا چنانچہ اس کے بعد پھر اس نے کبھی شراب نہیں پی۔ البتہ اسے سوگھ لیتا تھا۔ اور اسی طرف اس نے اپنے اس مصرع میں اشارہ کیا ہے: لا اذروق المذام الا شمیما میں شراب کو صرف سوگھ لیتا ہوں۔

ابونواس کی اسیری:

ابونواس کا غلام و جیم بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے کی وجہ سے امین اس سے ناراض ہو گئے اور اسے جیل میں ڈال

دیا۔ فضل بن الربیع کا ایک ماموں تھا وہ قیدیوں کا مفتش تھا۔ اس وجہ سے اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور ان کے حال کی خبر رکھتا تھا۔ اس اثناء میں بہت سے زندیق قید کیے گئے۔ اس نے ابونواس کو بھی جیل میں ان کے ساتھ دیکھا۔ چونکہ یہ اسے پہچانتا تھا اس وجہ سے زندیق سمجھ کر اس سے پوچھا اے نوجوان! تو بھی زندیق ہے۔ ابونواس نے کہا: معاذ اللہ مجھے ان سے کیا واسطہ۔ اس نے پوچھا شاید مینڈھے کے پرستاروں میں ہو۔ ابونواس نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ میں تو مینڈھے کو اس کے پشم سمیت نگل جاتا ہوں اس نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب پرست ہو۔ ابونواس نے کہا یہ بھی غلط ہے میں تو آفتاب سے اس قدر بغض رکھتا ہوں کہ کبھی دھوپ میں بیٹھا نہیں کرتا۔ اس نے پوچھا تو پھر کس جرم کی پاداش میں تم قید ہو۔ ابونواس نے کہا مجھ پر بے بنیاد تہمت لگائی گئی ہے۔ حالانکہ میں اس سے قطعی بری ہوں اس نے کہا کیا واقعہ یہی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ ابونواس نے کہا بے شک جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

ابونواس کا ترک شراب کا عہد:

اس نے فضل سے آ کر کہا کہ اللہ کی بے شمار نعمتوں کا یہ کچھ اچھا شکر یہ نہیں ہے کہ لوگ محض تہمت پر قید کر دیئے جائیں۔ فضل نے پوچھا کیا ہوا اس کے ماموں نے واقعہ بیان کیا۔ فضل مسکرایا۔ اور امین سے آ کر اس کی اطلاع دی۔ امین نے اسے بلایا اور عہد لیا کہ اب وہ آئندہ کبھی شراب نہ پیے گا اور نہ کوئی اور نشہ کرے گا ابونواس نے اس کا اقرار کر لیا۔ امین نے کہا اللہ کے سامنے عہد کرنے ہو اس نے کہا ہاں میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اب شراب نہ پیوں گا۔ اسے رہا کر دیا گیا۔ قریش کے بعض شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں بلایا مگر ابونواس نے کہا کہ میں پیوں گا نہیں۔ انہوں نے کہا اگر نہ پیو گے تو کیا ہرج ہے کم از کم اپنی باتوں سے تو ہمیں محفوظ کرو۔ اس کا اس نے اقرار کیا۔ اب ان میں شراب کا دور چلنے لگا۔ جب وہ خود سرشار ہو گئے تو اس سے کہنے لگے کیا اب بھی شراب کی لہک پیدا نہیں ہوئی۔ ابونواس نے کہا بخدا! اب یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسے پیوں۔ اور کچھ شعر بھی پڑھے۔

ابونواس کی اسیری کی وجہ:

ابوالورد السبعی کہتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ خراسان میں فضل بن سہل کے پاس تھے۔ وہاں امین کا ذکر آ گیا۔ فضل کہنے لگا۔ بھلا امین سے لڑنا کیونکر جائز نہ ہو جب کہ اس کا شاعر اس کے دربار میں یہ شعر کہتا ہو:

الاسقنی خمر او قدلی ہی الخمر
ولا تسقنی سرا اذا امکن الحجر

ترجمہ: ”کھڑی ہو۔ مجھے شراب پلا اور یہ کہہ کر دے کہ یہ شراب ہے اور جب علانیہ پینا ممکن ہے تو پھر چھپے چوری سے مت پلا۔“

یہ قصہ امین کو معلوم ہوا۔ انہوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ ابونواس کو پکڑ کر قید کر دو۔

ابونواس کا امین پر طنز:

ابونواس کے بعض دوستوں اور اس کے اشعار کے راویوں نے بیان کیا کہ اس نے کچھ شعر کہے اور آخر میں خود امین پر طنز کیا۔ امین نے اسے طلب کیا۔ اس وقت سلیمان بن ابی جعفر بھی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب ابونواس ان کے سامنے پہنچا، انہوں نے اسے نہایت بخشش ماں کی گالی دی اور کہا حرامزادے تو اپنے اشعار کے ذریعہ سے کینوں کے ہاں گدائی کرتا پھر تا ہے اور اس پر تیرا یہ غرور کہ تو مجھ پر طنز کرتا ہے اور ہمارے مقابلے میں اپنی عنائے نفس کا مدعی ہے۔ اب آئندہ کبھی تجھے ہمارے ہاں سے کچھ نہیں ملے گا۔

ابونواس پرامین کا عتاب:

سلیمان بن ابی جعفر نے کہا امیر المؤمنین بخدا! یہ تو مذہب شعویت کا بڑا رکن ہے۔ امین نے کہا اس کی کیا شہادت ہے۔ سلیمان نے بہت سے آدمیوں کو شہادت میں پیش کیا۔ ان میں سے بعض نے بے شک اس بات کی شہادت دی کہ اس نے ایک بارش کے دن شراب پی۔ اپنے قدح کو زیر سا رکھا۔ اس میں بارش کا ایک قطرہ گرا۔ ابونواس نے کہا کہ شعویت کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر قطرہ آب کے ساتھ ایک فرشتہ آسمان سے اترتا ہے لہذا دیکھو اس وقت میں ملائکہ کو پی رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے جام کی شراب پی لی۔ امین نے اسے قید کر دیا۔

اس موقع پر ابونواس نے کچھ شعر کہے۔ جس کا پہلا شعر یہ ہے:

ابونواس کے امین کے متعلق طنزیہ اشعار:

و بلا اقتراف قعطل جلسونی

یارب ان القوم قد ظلمونی

ترجمہ: ”اے رب! میری قوم نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ کہ بغیر کسی تصور کے مجھے قید کر دیا۔“

اس کے آخر میں یہ شعر تھا:

عنی فممن لی الیوم بالمأمون

ام الامین فلسست ارجو رفعه

ترجمہ: ”امین سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ میری حمایت کرے۔ کاش آج مامون یہاں ہوتا۔“

مامون کو ان اشعار کا علم ہوا۔ کہنے لگے بخدا! اگر میں نے اسے پالیا تو میں اس کے ساتھ وہ کروں گا جس کی اسے توقع بھی نہ

ہوگی۔ مگر ابونواس مامون کے بغداد آنے سے پہلے ہی مر گیا۔

دعا مہ کہتا ہے کہ جب ابونواس کی قید کو زمانہ گزر گیا تو اس نے حالت قید میں یہ شعر کہے:

یا جمیع المسلمینا

احمد و اللہ جمیعا

رینا ابق الامینا

ثم قولوا لا تملو

ضیرا التعنین الدنیا

صیرا الخصیان حتی

بامیر المومنینا

فاقتدی الناس جمیعا

ترجمہ: ”ہم تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کی حمد کریں۔ پھر بلا تردد کہو کہ اے ہمارے رب! تو امین کو زندہ رکھ۔ اس نے اس قدر

خصی بنائے ہیں کہ اب نامرد بنانے کا عام طریقہ رانج ہو گیا ہے اور اب تمام لوگوں نے اس باب میں امیر المؤمنین کی اقتداء کی ہے۔“

جب یہ اشعار خراسان میں مامون کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ توقع ہے کہ وہ میرے پاس بھاگ آئے گا۔

بز لہ شیخ شاعر کی جلی:

طاہر سے لڑائی کے اثناء میں ایک رات امین معزول رات کو دیر تک جاگتے رہے۔ انہوں نے آواز دی ہو تو ہم سے آ کر

باتیں کرے ان کے حاشیہ کے لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس نہیں گیا انہوں نے اپنے حاجب کو آواز دی اور اس سے کہا کہ میرے دل

میں بہت سے خطرات آرہے ہیں کسی بز لہ شیخ شاعر کو میرے پاس لے آؤ۔ تاکہ اس سے باتیں کر کے میں یہ بقیہ رات بسر کر دوں۔

امین کی ابونواس سے فرمائش:

حاجب نے ان کے پاس سے نکل کر سب سے قریب تر شخص کا رخ کیا۔ ابونواس مل گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ امیر المؤمنین بلا تے ہیں۔ ابونواس نے کہا تم کو شاید مغالطہ ہوا ہے۔ کسی دوسرے شخص کو طلب کیا ہوگا حاجب نے کہا نہیں میں تم کو لینے آیا ہوں۔ غرض کہ ابونواس امین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امین نے پوچھا کون؟ اس نے کہا آپ کا خادم حسن بن الہانی جو کل تک آزاد تھا۔ امین نے کہا خوف مت کرو۔ اس وقت میرے قلب میں کچھ امثال آئیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کو اشعار میں نظم کر دو اگر تم نے اس کام کو کر دیا تو جو مانگو گے دوں گا۔ ابونواس نے کہا وہ کیا ہیں امین نے کہا: عفا اللہ عما سلف. و بنس و اللہ ماجری فرس. و اکسری عودا علی انفک اور و تمنعی اشھی لک. ابونواس نے کہا بہتر ہے۔ میرے لیے چار نہایت عمدہ جسم اور ساخت کی باندیاں منگوائیے۔ امین نے ان کے لانے کا حکم دیا۔

ابونواس کے اشعار:

ابونواس نے یہ شعر پڑھے:

فقدت طول اعتلالک
لقد اردت جفائی!
وما اری فی مطالک
م اذا اردت بهذا
و قد اردت و صالک
تمنعی اشتهی لک

ترجمہ: ”ایک مدت سے تو حیلے بہانے کر رہی ہے۔ تو چاہتی ہے کہ میں تجھ سے علیحدہ ہو جاؤں اور میں تیرے وصال کا متمنی ہوں۔ اس انکار اور ٹالنے کا غالباً یہ مطلب ہے کہ تیرے اغراض سے تیری خواہش میں اضافہ ہو۔“
اشعار سنا کر ابونواس نے ایک باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کر لیا اور پھر یہ شعر سنائے:

قد صحت الایمان من حلفک
باللہ باسنی احشی مرۃ
و صحت حتی مت من خلقتک
ثم اکسری عودا علی انفک

ترجمہ: ”قسمیں تیرے حلف سے درست ہوئیں اور میں تدرست ہو کر تیری وعدہ خلافی سے غمنا۔ اے بی بی خدا کے لیے ایک مرتبہ اپنی قسم کو توڑ دے اس کے بعد جو چاہے کر۔“

ابونواس نے دوسری باندی کا ہاتھ پکڑ کر اسے علیحدہ کر لیا۔ اور پھر یہ شعر پڑھے:

فدیتک ما ذالصلف
واشتمک اهل الشرف

ترجمہ: ”میں تجھ پر قربان شرفا کے ساتھ تیرا یہ جو اور ان کو ملا مت کرنا کیسا۔“

ضلی عاشفا مذنفا
فداعتب مما اقترف

ترجمہ: تو اس عاشق بے تاب پر جو اپنی محبت کی وجہ سے معتوب ہے رحم کر۔

ولا تذکری ماضی
عفا اللہ عما سلف

ترجمہ: گذشتہ کو یاد مت کر کیونکہ گزری ہوئی بات کو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

اس کے بعد اس نے تیسری باندی کو علیحدہ کیا اور پھر یہ شعر سنائے:

وباعثات الی فی الفلس و ائیننا و احترس من العس

”بہت سی عورتیں مجھے ظلمت شب میں اپنے پاس بلاتی ہیں اور ہدایت کرتی ہیں کہ رات کے پہرے داروں سے بچوں۔“

حتی اذا نوم العمدۃ و لم

جب دشمن سو گئے اور مجھے کسی رقیب ماروٹنی کا اندیشہ نہ رہا۔

رکت مہری و قد طربت الی

میں اپنے جوان گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت ہی شوق و طرب میں ایک نہایت خوبصورت حور لقا نرم اور گداز بدن محبوبہ کی طرف جس کے ہونٹوں پر مٹی ہوئی تھی لپکا۔

فحئت و الصبح قد نهص له

میں اس کے پاس اس وقت آیا جب کہ صبح نمودار ہو چکی تھی اور اب میرے گھوڑے کی اس تک و دو کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔“

امین نے کہا یہ سب باندیاں تم لے لو۔ اللہ تمہیں مبارک کرے۔

امین کا سرکاری فرزند تلف کرنے کا حکم:

جب امین خلیفہ ہوئے تو رشید کے خدمت گار حسین نے ان کے ایک مکان میں جو درجلہ کے کنارے واقع تھا۔ ایک نہایت ہی عمدہ اور بیش بہا سرکاری فرزند بچھو دیا اور امین سے کہا کہ آپ کے والد کے پاس جب دوسرے بادشاہ کے سفیر آتے تھے تو وہ اسی فرزند کو اس موقع پر بچھوایا کرتے تھے اور اس سے بہتر ان کے پاس کوئی دوسرا فرزند نہ تھا۔ اس وجہ سے میں نے آپ کے لیے اسی کو بچھوایا ہے امین کہنے لگے مگر میں تو چاہتا تھا کہ میری خلافت کے عہد میں سب سے پہلے مروان (قدیم ایرانی دربار کا قالین) بچھایا جاتا اس فرزند کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ چنانچہ خدمت گاروں نے اور فرماشوں نے اس قیمتی فرزند کی دھجیاں اڑا دیں۔

ابراہیم بن المہدی کے ایک شعر کی قیمت:

ابراہیم بن المہدی نے ایک دن یہ شعر امین کو گا کر سنایا:

هجرتك حتی قیل لا یعرف الفلی و زرتك حتی قیل لیس له صبر

”میں تجھ سے جدا ہوا تو کہا گیا کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ نفرت کیا ہوتی ہے۔ میں تیرے پاس آیا تو کہا گیا کہ تمہارے دیکھے بغیر اے صبر نہیں۔“

شعر سن کر امین کو وجد آ گیا۔ اور انہوں نے حکم دیا کہ اس کی کشتی کو سونے سے بھر دیا جائے۔

مخارق کو جبوں کا عطیہ:

مخارق بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ امین کے پاس تھا اس روز بارش ہو رہی تھی وہ صبح کی شراب پی رہے تھے میں ان کے

قریب بیٹھا گا رہا تھا اس وقت وہاں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا وہ ایک نہایت عمدہ زرتار کا جبہ پہنے تھے۔ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت جبہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس وجہ سے میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے یہ تم کو بہت پسند ہے۔ میں نے عرض کیا میرے آقا بے شک یہ بہت خوبصورت ہے مگر آپ کا چہرہ اس کے لیے باعث حسن ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے۔ امین نے غلام کو آواز دی وہ حاضر ہوا۔ انہوں نے ایک دوسرا جبہ طلب کیا۔ اسے خود پہن لیا اور جو پہلے پہنے ہوئے تھے۔ وہ مجھے عطا کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر میں ان کو غور سے دیکھنے لگا۔ انہوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جو پہلے کر چکے تھے میں نے بھی حسب سابق ان کو جواب دیا۔ انہوں نے اس جے کو بھی مجھے دے دیا اسی طرح تین جے انہوں نے مجھے اس جے میں عطا فرمائے۔

امین کی مخارق سے خفگی:

مگر جب انہوں نے ان جیوں کو میرے جسم پر دیکھا تو اب وہ اپنی عطا پر سخت نادم ہوئے۔ ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میرے بکاول کو جا کر حکم دے کہ وہ ہمارے لیے گوشت بھون کر لائے اور اسے بڑی ترکیب سے تیار کرے اور ابھی لائے۔ غلام گیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ دو ایک خوان لے کر حاضر ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا خوان تھا جو بہت ہی نازک اور سبک بنا ہوا تھا۔ اس کے وسط میں بہت سا چکننا اور فر بہ پکا ہوا گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور دو روٹیاں تھیں۔ یہ خوان ان کے سامنے رکھ دیا گیا۔ انہوں نے ایک لقمہ توڑا اور اسے کھانے کے لیے دسترخوان پر جھکے۔ مجھ سے کہا مخارق تم بھی کھاؤ۔ میں نے معافی چاہی۔ کہنے لگے نہیں تم کو کھانا پڑے گا۔ مجبوراً میں نے بھی ایک لقمہ توڑا۔ اور گوشت کا کچھ حصہ لے کر ہاتھ سے اپنے منہ میں رکھا۔ میری اس حرکت پر برہم ہو کر کہنے لگے تجھ پر اللہ کی مارتیری حرص نے میرا سارا مزاج خراب کر دیا۔ کیوں تو نے اسے اپنا ہاتھ لگایا۔ یہ کہہ کر اب انہوں نے وہ کباب اپنے ہاتھ سے اٹھا کر میری گود میں پھینک دیا اور کہا کہ چل اٹھ جا میں کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کی تمام چکنائی اور روغن جیوں سے بہنے لگا۔ میں نے ان کو اتار کر اپنے گھر بھیج دیا اور پھر دھویوں اور زر بافوں کو بلا کر اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ ان کے یہ داغ مٹ جائیں اور وہ جے پھر اصلی حالت پر عود کریں مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

عبید اللہ بن ابی غسان کا بیان:

عبید اللہ بن ابی غسان بیان کرتا ہے کہ شدید سردی کے موسم میں ایک دن میں امین کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ اس وقت اپنے ایک تنہا مجلس میں اکیلے بیٹھے تھے اور اس قدر پیش قیمت اور اعلیٰ درجہ کا فرش وہاں بچھا ہوا تھا کہ اس کی نظیر میری نظر سے نہیں گزری تھی اور اس روز تین دن و رات گزر چکے تھے کہ میں نے نمبند کے علاوہ کچھ نہ کھایا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھ سے بات بھی نہیں کی جاتی تھی اور نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا۔ میں پیشاب کے بہانے اٹھا اور میں نے ایک خاصہ کے خدمت گار سے کہا کہ میں مر رہا ہوں کسی ترکیب سے مجھے کوئی ایسی چیز کھلاؤ کہ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ دیکھو میں ابھی ایک بات بتاتا ہوں۔ دیکھو میں کیا کرتا ہوں تم صرف میرے قول کی تصدیق کر دینا۔

عبید اللہ بن ابی غسان کا خبر بوزہ کھانے کا واقعہ:

جب امین پھر مجلس میں آ کر متمکن ہوئے خدمت گار مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ امین نے پوچھا کیوں مسکرائے۔ اس نے کہا کچھ

نہیں سرکار! امین برہم ہو گئے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ عبید اللہ بن ابی غسان بھی بڑے مزے کے آدمی ہیں کہ یہ خر بوزے سے بہت ہی سخت گھبراتے ہیں۔ اس کی خوشبو تک انہیں گوارا نہیں۔ امین نے پوچھا کیا واقعی یہ بات ہے۔ عبید اللہ نے کہا جی ہاں سرکار مجھے خر بوزہ سے بہت ہی نفرت ہے۔ کہنے لگے اس کے اس قدر خوش ذائقہ اور خوشبودار ہونے کے باوجود تم اس سے اس قدر کراہت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کیا عرض کیا جائے۔ ہے تو یہی۔ امین کو بڑی حیرت ہوئی انہوں نے اسی وقت خر بوزہ طلب کیا۔ متعدد پیش کیے گئے۔ ان کو دیکھتے ہی عبید اللہ کانپنے لگا اور ڈرتے ڈرتے دور ہٹنے لگا۔ امین نے حکم دیا کہ اس کو جانے نہ دو۔ پکڑ لو۔ اور اس کے سامنے خر بوزے رکھو اب عبید اللہ اور بھی زیادہ منہ بنانے لگا۔ اور ان کے کھانے سے تو بدو متحاشی کرنے لگا۔ امین ہنسنے لگے۔ اس نے کہا ایک کھاؤ۔ عبید اللہ نے کہا سرکار آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ بخدا! اس کے کھاتے ہی میرے پیٹ میں جو کچھ ہوگا اس میں ہوجان پیدا ہوگا اور بہت سے امراض اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں اپنے بارے میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں کہنے لگے یہ خر بوزہ کھا لو اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ یہ تمام فرس تم کو دے دوں گا۔ میں نے کہا اس کے کھاتے ہی جب میں مر جاؤں گا تو یہ فرس میرے کس کام کا۔ غرضیکہ میں برابر انکار کرتا رہا اور وہ اصرار کرتے رہے۔ خدمت گار چھری لائے اور اسے تراش کر اس کی قاشیں میرے منہ میں ٹھوسنے لگے۔ دکھانے کے لیے تو میں شور مچا رہا تھا اور اپنی سخت بے چینی کا اظہار کرتا رہا۔ مگر اسی کے ساتھ مزے سے اس کی قاشیں نگلتا رہا اور امین پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ بہت ہی جبر واکراہ سے کھا رہا ہوں۔ اسی حالت میں میں اپنا سر پینتار باور چلاتا بھی رہا۔ وہ ہنستے رہے۔

عبید اللہ بن ابی غسان کو فرس کا عطیہ:

جب میں کھا چکا تو اس مجلس دوسری مجلس چلے گئے اور فراشوں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ فرس میرے گھر لے جائیں اس دوسرے کمرے میں انہوں نے میرے ساتھ پھر وہی کیا۔ کہ یہاں بھی زبردستی ایک خر بوزہ مجھے کھلایا اور اس کا فرس بھی عطا کر دیا۔ تیسرے کمرے میں گئے اور وہاں پھر مجھے بلا کر ایک خر بوزہ کھلایا اور اس کا فرس بھی عطا کر دیا۔ اس طرح اس روز انہوں نے مجھے تین نہایت ہی بیش قیمت فرس عطا کیے اور تین خر بوزے کھلائے اس ترکیب سے بخدا! میری حالت درست ہو گئی اور میری جان میں جان آ گئی۔ امین ہاتھ منہ دھونے چلے گئے۔

منصور بن المہدی جو امین کا بڑا خیر خواہ بنتا تھا میرے پاس آیا میں بھی اس بات کو سمجھتا تھا۔ کہ دینے کو تو امین نے یہ فرس دے دیئے ہیں مگر بعد میں ان کو سخت ندامت ہوگی چنانچہ ان کی غیبت میں منصور میرے پاس آیا۔ اسے امین کی اس فیاضی کی اطلاع ہو چکی تھی اور کہنے لگا اے فاحشہ زادے تو اس طرح دھوکہ دے کر امیر المؤمنین کے مال پر قبضہ کرتا ہے۔ دیکھ میں تجھے اس کی کیا سزا دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا جناب دراصل واقعہ اور سبب تو یہ ہے۔ اب آپ مجھے قتل کر کے گنہگار ہوں یا معاف کر کے احسان کریں۔ میں اب آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔ اس نے کہا اچھا ہم نے معاف کر دیا۔

منصور کا عبید اللہ بن ابی غسان سے مذاق:

منہ ہاتھ دھو کر امین پھر مجلس میں آئے حکم دیا کہ اس حوض پر فرس کیا جائے فرس بچھا دیا گیا۔ وہ اور ہم سب اس پر بیٹھ گئے۔ حوض پانی سے بھرا ہوا تھا۔ کہنے لگے چچا جان میں چاہتا ہوں کہ عبید اللہ کو اس حوض میں ڈال دوں اور پھر آپ اس کی حالت کو دیکھ کر

خوب نہیں۔ منصور نے کہا۔ جناب والا آپ ایسا نہ کریں۔ ایک تو آج سردی اس قدر شدید دوسرے پانی میں برف ہے۔ اگر آپ اسے پانی میں ڈال دیں گے تو گویا اس کو مار ڈالیں گے۔ میں اس سے بھی اچھی ایک ترکیب بتاتا ہوں۔ وہ اس کے ساتھ کی جائے۔ امین نے پوچھا وہ کیا۔ منصور نے کہا وہ یہ کہ آپ اسے تخت سے باندھ کر غسل خانہ کے دروازے پر چھوڑ دیں تاکہ جو شخص پیشاب کرنے جائے وہ اس کے سر پر موتے کہنے لگے خوب بات بتائی۔ ایک چونکی طلب کی اس پر مجھے باندھا گیا اور پھر ان کے حکم سے خدمت گاروں نے مجھے لا کر غسل خانے کے دروازے پر ڈال دیا۔ اب خدمتگاروں نے آ کر اپنے کمر بند مجھ پر کھولے اور محض امین کو دکھانے کے لیے جھوٹ موٹ مجھ پر پیشاب کرنے لگے۔ میں وہائی دینے لگا وہ بہت دیر تک یہ تماشا کراتے رہے اور ہنستے رہے۔ اس کے بعد مجھے کھول دیا گیا۔ میں ظاہر کرتا رہا کہ پیشاب کی بدبو سے گویا میں سخت پریشان ہوں۔ اس بنا پر میرے کپڑے بدلوائے گئے اور مجھے انعام بھی دیا گیا۔

امین کا سمو سے تیار کرنے کا حکم:

فضل بن الربیع امین معزول کا حاجب بیان کرتا ہے۔ میں ایک دن ان کے سر ہانے کھڑا تھا۔ دن کا کھانا پیش ہوا۔ اکیلے انہوں نے اسے کھالیا اور عجیب طریقہ سے کھایا۔ حالانکہ ان سے پہلے خلفاء کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ باورچی خانے میں جس قدر کھانے پکتے تھے وہ ان سب کو پہلے چکھ لیتے تھے۔ اور پھر بعد میں اپنا خاصہ تناول کرتے تھے۔ جب اس قدر کھا چکے تو سواٹھا کر اپنی ماں کے خدمت گار ابو العنبر کو حکم دیا کہ باورچی خانے جاؤ اور باورچیوں کو حکم دو کہ وہ میرے لیے سمو سے تیار کریں اس طرح کہ آٹے کی لوٹی تیار کر کے اسے لانا کریں پھر اسے نہ توڑیں اور اس میں مرغ کی چربی۔ مکھن پودینہ انڈے پنیر زیتون اور جوز بھر دیں اس قسم کے بہت سے سمو سے تیار کر جلد لے آئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک چوکور خون میں یہ سمو سے اس طرح تلے اوپر رکھے ہوئے کہ وہ ایک مخروطی مینار سا بن گیا۔ امین کی خدمت میں پیش کیے گئے انہوں نے پہلے ایک اٹھا کر کھایا اس کے بعد دوسرا اور تیسرا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ایک ایک کر کے وہ سب چٹ کر گئے۔

مخارق اور ابراہیم کی طلبی:

مخارق کہتا ہے کہ ایک رات مجھے ایسی بات پیش آئی کہ اس کی نظیر نہیں رات گئے میں اپنے گھر میں تھا کہ امین کا آدمی جب کہ وہ خلیفہ تھے مجھے بلانے آیا۔ اور وہ مجھے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے قصر میں لایا۔ میں اندر آیا میں نے دیکھا کہ ابراہیم بن المہدی کو بھی میری طرح اسی وقت طلب کیا گیا ہے اور وہ اور میں ایک ساتھ آستانے پر حاضر ہوئے تھے وہ قصر کے صحن میں آنے والے دروازے پر آیا۔

امین کا رقص:

ہم نے دیکھا کہ تمام صحن میں بڑی بڑی شمعیں روشن ہیں اور ان کی روشنی سے رات دن بنی ہوئی ہے۔ خود امین ایک برجی میں جلوہ افروز ہیں اور تمام محل لوٹوں اور خدمت گاروں سے بھرا ہوا ہے۔ بھانڈ نقل کر رہے ہیں اور امین اس برجی میں سب کے سب کے سچ میں کھڑے ہوئے ناچ رہے ہیں۔ ہم سے خدمت گار نے آ کر کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم اسی مقام پر اس دروازے میں صحن سے متصل کھڑے ہو جاؤ اور میری آواز کے ساتھ ملا کر شہنائی بجاؤ چنانچہ ہماری شہنائی لوٹوں اور بھانڈوں کی آواز میں موسیقی کی یکسانی پیدا ہو گئی۔

یہ نظم تھی جو ہم سب گارہے تھے:

ہذی دنانیر فنسانى و اذکرھا

”یہ دینار مجھے بھلا دیتے ہیں مگر میں ان کو یاد کرتا ہوں“۔

میں اور ابراہیم دونوں اپنے حلق پھاڑ پھاڑ کر اس نفیری کی گت کو صبح تک گاتے رہے اور امین اسی طرح بغیر کسی تعب اور محنت کے محسوس کیے اپنے دیوان میں ناپتے رہے۔ ناپتے ناپتے کبھی وہ ہمارے اتنے قریب آ جاتے تھے کہ ہم ان کو دیکھ لیتے اور کبھی ہمارے اور ان کے درمیان باندیاں اور خدمت گار حاکم ہو جاتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی۔

حسین بن فراس کے مولیٰ کا بیان:

حسین بن فراس بنی ہاشم کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ امین کے عہد میں مجاہد اس شرط پر کہ ان کو مال غنیمت کا ٹکس دیا جائے گا جہاد کے لیے گئے چنانچہ جب ٹکس تقسیم ہوا تو ایک ایک غازی کے حصے میں چھ چھ دینار آئے یہ اس زمانے کے اعتبار سے بڑی رقم تھی۔

فضل بن ربیع کی ابونواس کے لیے سفارش:

ابن الاعرابی کہتا ہے کہ جب حسن بن ہانی (ابونواس) فضل بن ربیع کے سامنے پیش ہوا میں وہاں موجود تھا۔ فضل نے کہا۔ امیر المومنین سے شکایت کی گئی ہے کہ تم زندیق ہو اور وہ اس الزام سے قسمیں کھا کھا کر اپنی برات کرنے لگا۔ مگر فضل بار بار اس سے کہتا جاتا تھا کہ میں کیا کروں امیر المومنین سے تمہاری اس قسم کی شکایت ہوئی ہے۔ ابونواس نے اس سے درخواست کی کہ آپ امیر المومنین سے میری سفارش کریں۔ فضل نے اس کی سفارش کی اور امین نے اسے رہا کر دیا۔ اس رہائی کے بعد اس نے فضل کی تعریف میں کچھ شعر کہے۔

ابونواس کی ابو حبیب سے درخواست:

مگر ابو حبیب الموشی کہتا ہے کہ ایک دن میں مونس بن عمران کے ہمراہ فضل کے پاس جا رہا تھا اثنائے راہ میں مونس نے مجھ سے کہا۔ چلو ذرا ابونواس سے ملتے چلیں۔ ہم دونوں جیل میں اس کے پاس آئے۔ اس نے مونس سے پوچھا اے ابو عمران کہاں کا قصد ہے۔ اس نے کہا میں ابو العباس فضل بن ربیع کے پاس جا رہا ہوں۔ ابونواس نے کہا کیا میرا یہ رقعہ تم ان کو پہنچا دو گے۔ اس نے کہا ہاں! میں لے جاتا ہوں۔ ابونواس نے اس رقعہ میں چند شعر لکھ اسے دیئے اور یہی اشعار اس کی رہائی کا سبب بنے۔

شراب کی تعریف میں ابونواس کے اشعار:

جب امین نے ابونواس کا یہ شعر:

الاسقینی حمراً وَقُلْ لِي هِيَ الْخَمْرُ

سنا اور نیز دوسرے وہ اشعار جس میں اس نے شراب کی مدح اور آرزو کی تھی: سنے:

اسقینہا یا ذفافه مزة الطعم سلافه

ذل عندي من قلاها لرجاء او ضحافه

مثل مازل رضاعت
بعد ہارون الخلافہ
”اے ذفانہ! تو مجھے خالص تیز و تند اور تلخ شراب پلا۔ میرے نزدیک ہر وہ شخص جو کسی طمع یا خوف کی وجہ سے شراب کو براند
سمجھتا ہے۔ ایسا ہی ذلیل و خوار ہے جس طرح کہ ہارون کے بعد خلافت ذلیل و خوار ہو گئی ہے۔“
اور پھر یہ شعر سنا:

فجاء بھازینۃ ذہیۃ

فلو نستطع دون السجود لها صبیرا

”وہ ایسی سنہرے رنگ کی دکنی ہوئی شراب لایا کہ ہم کو مجبوراً اسے سجدہ کرنا ہی پڑا۔“

انہوں نے ابونواس کو قید کر دیا اور اس سے کہا کہ بلاشبہ تو کافر اور زندیق ہے اس موقع پر ابونواس نے فضل بن الربیع کو ایک
منظوم درخواست لکھ کر بھیج دی اس میں اپنی برأت ظاہر کی اور اس کی خوشامد کی تاکہ وہ امین سے اس کی سفارش کرے۔



باب ۸

خلیفہ مامون عبداللہ

ہرش کی بغاوت:

اس سال جوڑائی امین و مامون کے درمیان ہو رہی تھی بالکل ختم ہو گئی اور تمام مشرق عراق اور حجاز نے مامون کی اطاعت قبول کر لی اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں ہرش نے انفاراز اذل اور بدیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حکومت کی خلاف علم بغاوت برپا کر دیا۔ اور اپنے زعم میں آل محمد میں سے کسی بہتر شخص کے انتخاب کے لیے دعوت دی یہ نیل آیا۔ وہاں اس نے مال گزاری وصول کی۔ تاجروں پر غارتگری کی دیہات کو لوٹ لیا اور مویشی ہٹکا لے گیا۔

حسن بن سہل کی ولایت:

امین کے قتل اور تمام لوگوں کے مطیع ہو جانے کے بعد اس سال مامون نے اس تمام جبال فارس، ابوز، بصرے، کوفے، خاز اور یمن کے علاقوں پر جن کو طاہر نے فتح کیا تھا۔ فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو والی مقرر کیا۔ طاہر کو نصر بن شبث پر فوج کشی کا حکم:

اور طاہر کو جو اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ حکم بھیجا کہ وہ اپنے تمام زیر اقتدار علاقوں کو حسن بن سہل کے نائبوں کے حوالے دے۔ اور وہ خود رتہ جا کر نصر بن شبث سے لڑے اور اس کے بجائے ہم تم کو موصل جزیرہ شام اور تمام ممالک مغربی کا والی مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ حسن کا نائب علی بن سعید عراق کا والی خراج مقرر ہو کر عراق آ گیا۔ مگر جب طاہر نے فوج کی تمام معاش ادا کر دی محکمہ خراج کو اس کے حوالے نہیں کیا۔ البتہ ادائیگی معاش کے بعد اس نے اسے جائزہ دے دیا۔

امیر حج عباس بن موسیٰ:

اس سال مامون نے ہرثمہ کو خراسان بلا بھیجا۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۹ھ کے واقعات

اس سال حسن بن سہل عراق کا والی عام مقرر ہو کر بغداد آیا اور یہاں آ کر اس نے تمام اضلاع اور شہروں میں اپنے نائب اور عہدیدار مقرر کیے۔ اس سال جمادی الاوٰی میں طاہر رتہ روانہ ہوا۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد بھی اس کے ہمراہ رتہ روانہ ہوا۔ اور اسی سال ہرثمہ خراسان روانہ ہوا۔ اس سال ازہر بن زہیر بن المہدیہ ہرش کے مقابلے کے لیے گیا اور اس نے ماہ محرم میں اسے قتل کر دیا۔

محمد بن ابراہیم ابن طباطبا:

اس سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے جمعرات کے دن ۱۵/ جمادی الاخر کو کوفہ میں خروج کیا اور آل محمد رضی اللہ عنہم میں سے بہتر شخص کو خلیفہ منتخب کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے

کی دعوت دی اسی کو ابن طباطبہ کہا جاتا ہے۔ ابو السرایا السری بن منصور جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہانی بن قبضیہ بن ہانی بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شویان کی اولاد میں تھا۔ ابن طباطبہ کی اس تحریک کا اصل کارپرداز اس کا وزیر باتدبیر اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔

مامون کی نظر بندی کی افواہ:

اس کے خروج کی وجہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے، بعضوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ ان علاقوں کی ولایت سے جن کو ظاہر نے فتح کیا تھا۔ جب مامون نے اسے بدل دیا اور اس کی جگہ حسن بن سہیل کو مقرر کیا تو عراق میں یہ بات مشہور ہوئی کہ فضل بن سہل نے مامون پر بالکل قبضہ کر لیا ہے۔ نیز اس نے مامون کو ایک قصر میں نظر بند کر دیا اور کسی کو ان سے ملنے نہیں دیتا۔ چاہے عوام ہوں یا خالص امراء اور قریبی اعزاء اور وہی بغیر ان کی رائے خواہش اور مشورہ کے تمام امور سلطنت کو اپنی استبداد نہ رائے سے سرانجام دے رہا ہے۔ اس خبر سے عراق کے بنی ہاشم اور دوسرے عمائد سے ایک جوش پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے فضل بن سہل کے اس طرح مامون پر قابو پایا جانے بہت ہی برا سمجھا۔ اسی وجہ سے یہ سب کے سب حسن بن سہل پر چیرہ دستی کرنے لگے عراق کے تمام شہروں میں فساد برپا ہو گیا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ابن طباطبہ نے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں کوفہ میں خروج کیا۔

محمد بن ابراہیم کا کوفہ پر قبضہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے تحتانی عمال میں تھا اس نے اس کی معاش دینے میں دیر لگائی اور اسے مؤخر کر دیا۔ اس بنا پر ابو السرایا ہرثمہ سے مجز کر کوفہ چلا آیا۔ یہاں اس نے محمد بن ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ تمام کوفہ والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ محمد بن ابراہیم نے کوفہ میں مستقل اقامت اختیار کی۔ اطراف کوفہ کے رہنے والے اور بدوی وغیرہ اس کی حمایت کے لیے اس کے پاس آئے۔

زہیر بن مسیب کی کوفہ پر فوج کشی:

اس سال حسن بن سہل نے زہیر بن المسیب کو اس کی جمعیت کے ساتھ کوفہ روانہ کیا۔ جب ابن طباطبہ کوفہ میں داخل ہوا ہے اس وقت سلیمان بن ابی جعفر المصروع حسن بن سہل کی جانب سے وہاں کا عامل تھا۔ مگر وہ خود تو کوفہ میں تھا نہیں۔ البتہ اس کا نائب خالد بن مجمل الضحیٰ اس کے بجائے کوفہ پر متعین تھا جب اس کی اطلاع حسن بن سہل کو ہوئی وہ سلیمان پر بہت ناراض ہوا اور بگڑا۔ حسن نے اسے بزدل ٹھہرایا اور اب اس نے زہیر بن المسیب کو دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں سوار اور پیادہ دونوں کی طرح نوچیں تھیں کو فوج بھیجا۔ جب یہ فوج کوفہ کی طرف بڑھی اور اس کی پیش قدمی کی خبر باغیوں کو ہوئی وہ پہلے تو کوفہ سے نکل کر مقابلے کے لیے آمادہ ہوئے مگر جب مقابلہ کی اپنے میں طاقت نہ پائی تو شہر ہی میں ٹھہرے رہے البتہ جب زہیر قریہ شاہی پہنچ گیا تو اب کوفہ والے بھی شہر سے نکل کر آگے بڑھے اور پھر ٹھہر گئے۔ قنطرہ پہنچ کر زہیر نے ان کے سامنے آ کر منگل کی شام کو صغبر پر پڑاؤ کیا۔

زہیر بن مسیب کی شکست:

دوسری دن علی الصبح اس نے کوفہ والوں پر حملہ کر دیا۔ مگر انہوں نے اسے بری طرح شکست دی۔ اس کی فرودگاہ لوٹ لی اور

جس قدر روپیہ اسلحہ جانور اور دوسرا اسباب و سامان زہیر کے ساتھ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا۔ یہ بدھ کے دن کا واقعہ ہے۔
ابن طباطبائی کا انتقال:

اس کے دوسرے ہی دن یعنی جمعرات کیم رجب ۱۹۹ھ کو محمد بن ابراہیم ابن طباطبائی کا انتقال کیا۔
ابن طباطبائی کی وفات کی وجہ:

اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا۔ اور اس زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب ابن طباطبائی نے زہیر کی فرد گاہ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا تو اس نے ابوالسرایا کو اس میں دخل و تصرف کی قطعاً ممانعت کر دی۔ تمام فوج ابن طباطبائی کی مطیع تھی۔ اس طرز عمل سے ابوالسرایا پر یہ بات واضح ہو گئی کہ ابن طباطبائی کے ہوتے ہوئے اسے کچھ اختیار نہیں۔ اس نے ابن طباطبائی کو زہر دے دیا۔

ابوالسرایا کی کارگزاری:

اس کے مرنے کے بعد ابوالسرایا نے ایک بے ریش و بردت لڑکے محمد بن محمد بن یزید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بن ہشیم کو اس کی جگہ بٹھا دیا۔ اس طرح اب اس دعوت کا اصلی کارفرما اور مختار کلی ابوالسرایا ہو گیا وہی احکام نافذ کرتا تھا وہی عزل و نصب کرتا اور سارے اختیارات اسی کو حاصل تھے۔

عبدوس بن محمد بن خالد مروزی کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

جس روز زہیر کو نکست ہوئی اسی دن وہ قصر ابن ہبیرہ واپس آ کر وہاں فروکش ہو گیا۔ اس کے کوفہ روانہ ہو جانے کے بعد ہی حسن بن سہل نے عبدوس بن خالد مروزی کو نیل بھیج دیا تھا۔ مگر زہیر کی ہزیمت کے بعد عبدوس حسن بن سہل کے حکم سے کوفہ کے ارادے سے آگے بڑھا۔ جب یہ اپنی فوج کے ساتھ جامع پہنچا اس وقت زہیر قصر میں موجود تھا۔
عبدوس بن محمد کا قتل:

خود ابوالسرایا عبدوس کی طرف بڑھا۔ اور اتوار کے دن جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں۔ اس نے خود جامع پر پیش قدمی کر کے عبدوس پر حملہ کر دیا۔ اسے قتل کر دیا۔ ہارون بن محمد بن ابی خالد کو گرفتار کر لیا اور اس کی فرد گاہ کو لوٹ لیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر عبدوس کے ساتھ چار ہزار شہ سوار تھے، مگر ان میں سے کوئی بھی بچ کر بھاگ نہ سکا۔ یا مارے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ اس کامیابی کے بعد طالبین تمام شہروں میں پھیل گئے۔ ابوالسرایا نے کوفہ میں درہم مسکوک کرائے۔ ان پر یہ آیت کندہ کی:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَتْهُمْ بُيُوتًا مَرُوضًا ﴾

ابوالسرایا کی روانگی بصرہ:

جب زہیر کو جو اس وقت قصر میں مقیم تھا معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے عبدوس کو قتل کر دیا ہے۔ وہ اپنی تمام جماعت کو سمیٹ کر نہر الملک چلا آیا۔ اس کے بعد خود ابوالسرایا اپنے مقام سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ میں اپنی فوج سمیت چلا آیا۔ اس کے اطلاع کوئی اور نہر الملک تک دیکھ بھال کرنے آتے تھے۔ پھر ابوالسرایا نے اپنی فوجیں بصرے اور واسط روانہ کیں اور وہ ان میں داخل ہو گئیں۔

عبید اللہ بن سعید الحرشی جو حسن بن سہل کی جانب سے واسط کا عامل تھا۔ اس وقت نواح واسط میں کسی جگہ مقیم تھا۔ ابوالسرایا کے جیش نے واسط کے قریب اس کا مقابلہ کیا۔ اور اسے مار بھگا یا۔ یہ بغداد پلٹ آیا۔ اس کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہو گئے۔

حسن بن سہل کی ہرثمہ سے درخواست:

جب حسن بن سہل نے دیکھا کہ کسی شخص کی ابوالسرایا کے مقابلہ میں پیش نہیں جاتی جو فوج بھی اس کے مقابلہ پر گئی۔ اس نے اسے تباہ اور برباد کر دیا۔ اور اب کوئی سپہ سالار یہاں ایسا نہیں ہے جو کامیابی سے اس کا مقابلہ کرے۔ اس کی نظر نہایت بے تابی سے ہرثمہ پر گئی۔ مگر ہرثمہ پر یہ گزری تھی کہ جب حسن بن سہل مامون کی جانب سے عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہرثمہ نے اپنے تمام سرکاری کام اس کے حوالے کر دیئے اور خود حسن سے بگڑ کر خراسان چل دیا۔ یہ ابھی حلوان پہنچا تھا کہ حسن نے سندی اور صالح صاحب المصلیٰ کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ابوالسرایا سے لڑنے کے لیے بغداد واپس لے آئیں مگر ہرثمہ نے واپس آنے سے قطعی انکار کر دیا۔ حسن کے وکیل نے واپس آ کر اس کے انکار کی اسے اطلاع دی مگر اس نے دوبارہ سندی کو ایک نہایت لجاجت آمیز اور خوشامدانہ خط دے کر ہرثمہ کے پاس بھیجا۔

ہرثمہ کی کوفہ جانے کی تیاری:

اس خط کے پڑھنے کے بعد ہرثمہ اس سال کے ماہ شعبان میں بغداد چلا آیا۔ اور اب اس نے کوفہ جانے کی تیاری کی حسن بن سہل نے علی بن ابی سعید کو حکم دیا کہ تم مدائن واسط اور بصرہ کی سمت چلے جاؤ۔ یہ اس کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ابوالسرایا کو بھی جو اس وقت قصر ابن ہبیرہ میں مقیم تھا اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی وہ خود مدائن کی طرف بڑھا اور رمضان میں اس کی فوجیں مدائن میں داخل ہو گئیں۔ البتہ وہ خود اپنی جمعیت کے ساتھ بڑھتا ہوا رمضان میں نہر صرصر پر کوفہ کے راستے سے متصل فروکش ہوا۔

حسن بن سہل کی منصور بن المہدی کو ہدایت:

جب پہلی مرتبہ ہرثمہ نے حسن کے پاس جانے سے انکار کیا تو اس پر حسن نے منصور کو حکم دیا تھا کہ وہ فوج کے ساتھ بغداد سے چل کر ہرثمہ کے آنے تک یا سمرنبہ جا کر ٹھہرا رہے۔ منصور نے حسبہ اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد جب ہرثمہ آ گیا تو وہ بغداد سے چل کر سفینین آیا اور یہاں اس نے منصور کے سامنے پڑاؤ کیا۔ پھر یہاں سے بھی بڑھ کر اس نے نہر صرصر پر ابوالسرایا کے مقابل پڑاؤ کیا۔ صرف یہ نہران دونوں کے درمیان تھی۔ علی بن ابی سعید اس وقت کلواذلی میں مقیم تھا۔

ابن ابی سعید کا مدائن پر قبضہ:

عید الفطر کے دوسرے دن منگل کو وہ اپنی فرودگاہ سے جنگ کے لیے برآمد ہوا۔ اس نے اپنے مقدمہ الجیش کو مدائن بھیج دیا اور وہاں اس کی ابوالسرایا کی فوج سے جمعرات کے دن صبح سے شام تک نہایت شدید جنگ ہوئی دوسرے دن علی الصباح ہرثمہ اور اس کی فوج پھر جنگ کے لیے مستعد ہو کر میدان کارزار میں آئی اور جنگ شروع ہوئی ابوالسرایا کی فوج مقابلہ سے بھاگ گئی۔ ابن ابی سعید نے مدائن پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اطلاع ابوالسرایا کو ہوئی۔ وہ ۵/شوال شب شنبہ میں اپنے نہر صرصر کے پڑاؤ سے پھر قصر ابن ہبیرہ میں واپس چلا آیا۔ اور وہیں اتر پڑا۔

ہرثمہ اور ابوالسرایا کی جنگ:

دوسرے دن ہرثمہ کو اس کے جانے کی اطلاع ہوئی وہ تیزی سے اس کے تعاقب میں چلا اور اثنائے راہ ہی میں ابوالسرایا کی فوج کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے ان سب کو قتل کر کے ان کے سر حسن بن سہل کو بھیج دیئے۔ اس کے بعد ہرثمہ قصر ابن ہبیرہ پہنچا اور وہاں اس کے اور ابوالسرایا کے درمیان ایک نہایت خونریز معرکہ پیش آیا۔ جس میں ابوالسرایا کے بے شمار آدمی کام آئے۔

ابوالسرایا کی مراجعت کوفہ:

وہاں سے ابوالسرایا چپکے سے نکل کر کوفہ چلا گیا۔ کوفہ میں محمد بن محمد اور اس کے ساتھ شیعوں نے عباسیوں اور ان کے موالی اور شاگرد پیشہ لوگوں کے مکانات پر دفعۃً دھاوا کر کے ان کو تاخت و تاراج کر دیا۔ اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے نہایت شقاوت قلبی اور ظالمانہ طریقہ پر خارج کر دیا۔ عباسیوں کا جو روپیہ اور مال لوگوں کے پاس امانت تھا اس کو دریافت کر کے ضبط کر لیا اس موقع پر ہرثمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس سال میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اس بہانے سے خراسان جبال جزیرہ اور بغداد وغیرہ کے جو حاجی حج کے لیے جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے وہ ان کو وہیں روک دیتا کیونکہ اسے توقع تھی کہ وہ بہت جلد کوفہ پر قبضہ کر لے گا۔ ابوالسرایا نے مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرنے اور امارت حج کے لیے اپنے آدمیوں کو پہلے سے بھیج دیا تھا۔

محمد بن سلیمان کا مدینہ پر قبضہ:

اس وقت داؤد بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس حرمین کا والی تھا۔ اس نے حسین بن حسین الافطس بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عیسیٰ کو لے کر اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب بن عیسیٰ کو مدینے بھیجا تھا۔ محمد بن عیسیٰ مزاحمت کے مدینہ میں داخل ہو گیا۔ اور حسین بن حسن کے مکے گیا۔

مسرور الکبیر کا داؤد بن عیسیٰ کو مقابلہ کرنے کا مشورہ:

مکے کے قریب پہنچ کر وہ اہل مکہ کی مزاحمت کی وجہ سے کچھ دیر وہاں رکا وجہ اس کی یہ تھی کہ جب داؤد بن عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے حسین بن حسن کو امارت حج کے لیے مکہ بھیجا ہے اس نے بنی العباس کے موالیوں اور ان کے شاگرد پیشوں کو جمع کیا۔ اس سال بارون کا مشہور خدمت گار مسرور الکبیر بھی اپنے دو سوشہ سواروں کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ وہ اس بات کے لیے بالکل آمادہ ہو گیا کہ جو کوئی بھی زبردستی مکہ میں داخل ہوا اس سے لڑے اور شہر کو طالبین کے قبضے سے بچائے۔ اس نے داؤد بن عیسیٰ سے کہا کہ خود تم ورنہ تمہارا کوئی لڑاکا میرے ساتھ آمادہ ہو جائے پھر میں دیکھ لیتا ہوں داؤد نے اس سے کہا کہ حرم میں کسی طرح قتال جائز نہیں۔ ایک راستے اگر وہ آئیں گے میں اس دوسرے راستے سے ان کو نکال دوں گا۔

داؤد بن عیسیٰ کا حسین بن حسن سے مقابلہ کرنے سے انکار:

مسرور نے کہا یہ تم کیا کرتے ہو۔ اپنی حکومت اور سلطنت اپنے ایسے دشمن کے سپرد کرنا چاہتے ہو کہ جو تمہارے مذہب تمہاری عزت اور مال کو تباہ و برباد کر دے گا اور اس بارے میں کسی معترض کے اعتراض کی بھی پروا نہیں کرے گا۔ داؤد نے کہا میری حکومت مجھے اس سے کیا۔ جب تک میں بالکل بیوفانی نہ ہو گیا میرے خاندان والوں نے کسی ملک کی ولایت مجھے نہیں دی۔ اب اس بڑھاپے میں البتہ انہوں نے اس حجاز کی مجھے حکومت دی ہے۔ جس سے میں صرف اپنا پیٹ پالتا ہوں یہاں اور کیا رکھا ہے۔ اصل میں تو اس حکومت کے مالک تم اور تمہارے ایسے اور اشخاص ہیں۔ تمہارا جی چاہے تم لڑو یا نہ لڑو۔

داؤد بن عیسیٰ کی روانگی عراق:

اب داؤد تو مکہ چھوڑ کر مشاش چلا آیا۔ اس نے اپنا سامان اونٹوں پر بار کر کے عراق روانہ کر دیا۔ اور مامون کی جانب سے ایک فرضی مراسلہ اپنے بیٹے محمد بن داؤد کے امارت میں حج پر تفریر کا لکھ کر اسے دے دیا۔ اور کہا کہ تم حج کرانے جاؤ۔ ظہر اور عصر کی نماز منیٰ میں پڑھانا پھر مغرب اور عشا کی نماز بھی وہیں پڑھا کر رات بسر کرنا۔ صبح کی نماز پڑھا کر سواریوں پر سوار ہونا اور وہاں سے چل کر مزدلفہ کے راستے میں اترنا پڑنا وہاں سے اپنی بائیمی جانب عمر کے درے کے راستے مشاش کے رستے سے آنا۔ اور پھر بستان ابن عامر میں مجھ سے آملنا۔ اس کے بیٹے محمد نے اسی تجویز پر عمل کیا۔

مسرور الکبیر کی مراجعت عراق:

داؤد کی اس علیحدگی کی وجہ سے بنی عباس کے مولیوں شاگرد پیشوں کی جو جماعت کے میں اس کے ساتھ تھی تیز تر ہو گئی۔ خود مسرور کے حوصلے پست ہو گئے اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے دشمن کا مقابلہ کیا تو خود اس کے ساتھی اس سے جا ملیں گے اس اندیشے سے وہ بھی عراق واپس جانے کے ارادے سے داؤد کے پیچھے ہی چل کھڑا ہوا۔

احمد بن محمد کا امامت نماز سے انکار:

اب صرف حاجی عرفات میں رہ گئے۔ جب ظہر کا وقت آیا۔ بہت سے مکے والوں نے امامت سے پہلو تہی کی۔ احمد بن محمد بن ولید الرزومی نے جو مسجد حرام کے موزن امام اور قاضی جماعت تھے دیکھا کہ والیوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے قاضی مکہ محمد بن عبدالرحمن الخزومی سے کہا کہ آپ قاضی شہر ہیں آپ آگے بڑھیں حج کا خطبہ پڑھیں اور دونوں نمازیں پڑھائیں۔ انہوں نے کہا کہ نائب امام بھاگ گیا۔ اور یہ باغی جماعت زبردستی مکہ میں داخل ہونے پر تلی ہوئی ہے۔ میں کسی کے نام کا خطبہ پڑھوں انہوں نے کہا دعا میں آپ کسی کا نام ہی نہ لیں۔ محمد نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ امامت کریں خطبہ پڑھیں اور نماز پڑھادیں گے مگر انہوں نے اس سے قطعی انکار کیا۔

حسین بن حسن کی مکہ میں آمد:

آخر کار سب نے مل کر اہل مکہ کے ایک باہر والے شخص کو آگے بڑھایا اور اس نے بغیر خطبہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد تمام حاجی وہاں سے چل کر عرفہ کے موقف میں آئے اور غروب آفتاب تک سب نے وہاں وقوف کیا بعد مغرب سب لوگ بغیر امام کے عرفہ سے مزدلفہ آئے اور یہاں بھی ایک باہر والے نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی۔ اس اثناء میں حسین بن حسن سرف میں اس خوف سے ٹھہرا ہوا تھا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہو گیا تو اس کی مزاحمت کی جائے گی اور لڑائی ہوگی۔ مگر جب کہ بعض لوگوں نے جو طالین کی جانب مائل تھے اور عباسیوں سے ڈرتے تھے۔ اس سے جا کر کہا کہ مکہ منیٰ اور عرفہ سلطنت کے والیوں سے خالی ہو گیا ہے۔ وہ سب کے سب ان مقامات کو چھوڑ کر عراق چلے گئے ہیں تو اب حسین بن حسن عرفہ کے دن مغرب سے پہلے مکہ میں داخل ہوا۔ اس وقت اس کے ہمراہ پورے دس آدمی بھی نہ تھے۔

حسین بن حسن کی امامت:

اس جماعت نے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور رات میں عرفہ چلے گئے۔ وہاں کچھ رات

گئے تک وقوف کیا۔ پھر مزدلفہ آ کر حسین نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس نے قزح پر وقوف کیا وہاں سے وہ حاجیوں کو لے کر چلا۔ ایام حج میں اس نے منیٰ میں قیام کیا۔ بلکہ ۱۹۹ھ کے ختم ہونے تک وہ خود منیٰ ہی میں ٹھہرا رہا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد اطالبی بھی اس سال مدینے میں مقیم رہا۔ اب تمام حاجی اور وہ لوگ جو حج میں آئے تھے واپس چلے گئے۔ اس مرتبہ اتنی بات البتہ ہوئی تھی کہ حاجی عرفہ سے بغیر امام کے چلے آئے۔

ہرثمہ اور ابوالسرایا کی جنگ:

جب ہرثمہ کو جو قریہ شاہی میں فروکش تھا۔ خوف ہوا کہاں لیت و لعل میں تو اس سال کا حج جاتا رہے گا۔ اس نے ابوالسرایا اور اس کی فوج پر اسی مقام میں جہاں زبیر اس سے لڑا تھا۔ حملہ کر دیا۔ دن کے ابتدائی حصہ میں ہرثمہ کو ہزیمت ہوئی۔ مگردن کے آخر میں ابوالسرایا کی فوج نے شکست کھائی۔ جب ہرثمہ نے محسوس کیا کہ وہ بات پوری نہ ہو سکی جو وہ چاہتا تھا وہ قریہ شاہی میں رہ پڑا۔ اس نے حاجیوں وغیرہ کو واپس بھیج دیا۔

ہرثمہ کی امراء کے کوفہ سے مرسلت:

منصور بن المہدی کو اپنے پاس قریہ شاہی میں بلا بھیجا اس کے آنے کے بعد اس نے کوفہ کے عمائد اور امراء سے مرسلت شروع کی اور علی بن ابی سعید مدائن پر قبضہ کر کے واسط آیا۔ اور اسے اپنے قبضہ میں لے کر بصرہ کی طرف بڑھا مگر اس سال وہ اس پر قبضہ نہ کر سکا اور ۱۹۹ھ ختم ہو گیا۔

۲۰۰ھ کے واقعات

ابوالسرایا کا کوفہ سے فرار:

اس سال ابوالسرایا کوفہ سے بھاگ گیا اور ہرثمہ وہاں داخل ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوالسرایا اور اس کے ساتھی طالبین اتوار کی رات جب کہ ماہ محرم ۲۰۰ھ کے ختم ہونے میں ۱۱۳ راتیں باقی تھیں کوفہ سے بھاگ کر قادیسیہ آئے۔ اس رات کی صبح کو منصور بن المہدی اور ہرثمہ کوفہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے عام امان کا اعلان کر دیا۔ کسی سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اس دن عصر تک وہ کوفہ میں ٹھہر کر پھر اپنی فردگاہ میں واپس آ گئے اور کوفہ میں انہوں نے اپنے ایک شخص غسان بن ابی الفرج ابوالبراء ہیم بن غسان والی خراسان کی فوج خاصہ سردار کو اپنا جانشین بنا دیا۔ یہ اس محل میں جس میں محمد بن محمد اور ابوالسرایا فروکش تھے۔ فروکش ہو گیا۔ ابوالسرایا اور اس کے ساتھی قادیسیہ کو بھی چھوڑ کر واسط کی ایک سمت میں چلے آئے۔ اس وقت علی بن ابی سعید واسط میں موجود تھا۔ البتہ بصرہ اب تک علویوں کے قبضہ میں تھا ابوالسرایا واسط سے نیچے دجلہ کو عبور کر کے عیدسیٰ آیا۔ یہاں ان کو بہت سامال جو ابواز سے آیا تھا۔ ہاتھ لگ گیا۔ اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں سے چل کر سوس آیا۔ یہاں اس نے اور اس کی جماعت نے پڑاؤ کیا۔ چار دن وہ یہاں ٹھہرا وہ سوار کو ایک ہزار اور پیادے کو پانچ سو دینے لگا۔

حسن بن علی الباذغی اور ابوالسرایا:

چوتھے دن حسن بن علی الباذغی جو مامونی کے نام سے مشہور تھا اس جماعت کے پاس آیا اور اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ میں تم

سے لڑنا نہیں چاہتا جہاں تم چاہو چلے جاؤ۔ جب تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمہارا تعاقب بھی نہیں کروں گا۔ مگر ابوالسرایا نے یہ بات نہ مانی اور لڑنے کے لیے اڑ گیا۔

ابوالسرایا کی شکست و گرفتاری:

حسن نے ان سے جنگ کی ان کو مار بھگا یا ان کی فرودگاہ کو بالکل تاخت و تاراج کر دیا۔ اس لڑائی میں ابوالسرایا بہت سخت زخمی ہو گیا تھا۔ وہ بھاگا اور پھر وہ محمد بن محمد اور ابوالشوک اکٹھا ہو گئے۔ ان کے تمام دوسرے ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو گئے۔ صرف یہ تینوں جزیرہ کی راہ ابوالسرایا کے مکان راس العین آنے کے ارادے سے روانہ ہو گئے یہ بھاگتے بھاگتے جلولا پہنچے تھے۔ کہ ان کے گھوڑوں نے تھک کر ان کو گرا دیا۔ حماد الکندغوش وہاں پہنچ گیا۔ اور وہ ان کو گرفتار کر کے حسن بن بہل کے پاس جو نہروان میں حربیہ جماعت کا نکالا ہوا پڑا تھا لے آیا۔

ابوالسرایا کا قتل:

حسن نے سب سے پہلے ۱/ ربیع الاول جمعرات کے دن ابوالسرایا کی گردن ماری بیان کیا ہے کہ اس کے قتل کے لیے ہارون بن محمد بن ابی خالد کو جو ابوالسرایا کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا۔ متعین کیا گیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا۔

ابوالسرایا کے سر کی تشہیر:

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ قتل کے وقت جس قدر جزع فزع ابوالسرایا نے کیا۔ اس کی نظیر نہیں۔ قتل کے وقت اس نے بہت ہی بے چینی سے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کیے اور چیخنے چلانے لگا۔ اس کے سر میں رسی باندھی گئی اب بھی وہ بہت ہی چلاتا ہاتھ پاؤں مارتا اور چیخ و تاب کھارتا تھا۔ اسی حالت میں اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے سر کو حسن بن بہل کی چھاؤنی میں پھرایا گیا اور اس کا جسم بغداد بھیج دیا گیا وہاں اس کے دو حصے کر کے پل کے دونوں سروں پر ایک ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ کونے میں اس کے خروج پر اور پھر قتل میں دس ماہ کی مدت گزری تھی۔

زید النار کا بصرہ میں ظلم و تشدد:

جب ابوالسرایا نے دجلہ کو عبور کیا تھا۔ علی بن ابی سعید اس کی طرف بڑھا تھا۔ مگر جب وہ اس کی دسترس سے نکل گیا۔ تو علی بصرہ آیا اس نے بصرہ کو فتح کیا۔ طالبین میں سے بصرہ میں زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما جسے زید النار کہتے تھے اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا۔ زید النار اس کو اس لیے کہنے لگے کہ اس نے بنی عباس اور ان کے طرفداروں کے اکثر مکانات کو بصرہ میں جلا دیا تھا۔ نیز موجودہ جماعت کا جو شخص اس کے پاس پیش کیا جاتا اس کو وہ یہی سزا دیتا کہ آگ میں جلا ڈالتا۔

زید النار کی گرفتاری:

ان لوگوں نے بصرہ میں بہت سی دولت زبردستی جمع کی تھی علی بن ابی سعید نے زید النار کو زندہ گرفتار کر لیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے علی سے امان کی درخواست کی اور علی نے اس کو امان دے دی اس کے بعد علی نے اپنے ساتھ کے سپہ سالاروں میں سے عیسیٰ بن یزید الجبلو دی وقار بن جمیل، حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہارون بن المسیب کو کے مدینہ اور یمن روانہ کیا۔ تاکہ وہ ان

طالبین سے جو وہاں ہیں لڑیں۔

ابو السرایا کو قتل کر کے حسن بن سہل نے محمد بن محمد کو مامون کے پاس خراسان بھیج دیا۔

ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر کا خروج:

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ نے یمن میں خروج کیا۔

یہ اپنے خاندان کے کچھ لوگوں کے ساتھ مکے میں رہا کرتا تھا۔ جب اسے طالبین کے لیے ابو السرایا کے عراق میں خروج کرنے کی جسے ہم بیان کر آئے ہیں۔ اطلاع ہوئی یہ بھی اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکے سے یمن کے ارادے سے روانہ ہوا۔ اس وقت مامون کی جانب سے اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباسؑ یمن کا والی تھا۔ جب اسے ابراہیم کی یمن کی جانب پیش قدمی اور صنعا کے قریب آ جانے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی تمام سوار اور پیدل فوج کو لے کر یمن کو ابراہیم کے لیے خالی کر کے نجد یہ کی راہ پلٹ آیا۔ اور اس نے ابراہیم کے مقابلہ سے کنائی کا ٹی۔ اس کے اس طرز عمل کی بڑی وجہ اس کے چچا داؤد بن عیسیٰ کا حرمین سے بغیر مقابلے چلے آنا ہوئی۔ اور اس نے بھی اسی کی اقتدا کی۔ یہ مکے کے ارادے سے مشاش آیا۔

اسحاق بن موسیٰ کا مشاش میں قیام:

وہاں اس نے باقاعدہ چھاؤنی قائم کی۔ اور اب مکے میں داخل ہونا چاہا مگر ان علویوں نے جو مکے میں تھے اسے روک دیا۔

اس کی ماں مکے میں علویوں سے روپوش تھی وہ اس کی تلاش میں تھے۔ اس وجہ سے وہ ان سے روپوش ہو گئی تھی۔ اسحاق بن موسیٰ بہت مدت تک مشاش میں فروکش رہا۔ اس اثناء میں عباس کے جو طرفدار مکہ میں چھپے ہوئے اقامت گزریں تھے وہ پہاڑوں کی چوٹی سے گزرتے ہوئے ایک ایک اس کے پاس آنے لگے۔ اور اسی طرح خفیہ طور پر وہ اسحاق کی ماں کو بھی اس کے بیٹے کے پاس لے آئے اس ابراہیم بن موسیٰ کو جزا کہتے ہیں کیونکہ اس نے یمن میں ہزار ہا آدمیوں کو قتل کیا تھا ان کو لونڈی غلام بنایا تھا اور ان کے مال کو غصب کر لیا تھا۔

اس سال کی پہلی محرم کو جب کہ حاجی مکے سے چلے گئے۔ حسین بن حسن الافطس مقام کے عقب میں ایک گدے پر جسے دوہرا

کر کے بچھایا گیا تھا بیٹھ گیا تھا اور اس نے غلاف کعبہ کے اتارنے کا حکم دیا۔

حسین بن اسحاق کا غلاف کعبہ کے اتارنے کا حکم:

چنانچہ کعبہ پر جس قدر غلاف تھے وہ سب اتار لیے گئے اور اب صرف ننگا پتھر رہ گیا۔ اس کے بعد حسین نے وہ ریشمی غلاف

جن کو ابو السرایا نے اس کے ہاتھ اسی لیے بھیجا تھا کعبہ پر چڑھا دیئے ان پر مرقوم تھا۔ یہ اصغر بن الاصغر ابو السرایا داعی آل محمدؑ

کے حکم سے بنائے گئے ہیں۔ تاکہ بیت اللہ الحرام پر ڈالے جائیں اور عباسیوں کا سیاہ غلاف کعبہ سے اتار دیا جائے تاکہ کعبہ ان کے

غلاف سے پاک ہو جائے۔ یہ تحریر ۱۹۹ھ میں لکھی گئی۔

حسین کا عباسیوں کی اشیاء و املاک پر قبضہ:

جو غلاف اتارے گئے تھے ان کو حسین نے اپنے ہمراہی علویوں اور اپنے پیرووں میں ان کے مراتب کے مطابق تقسیم کر دیا۔

کعبہ میں جس قدر روپیہ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا۔ جس کسی کے متعلق اسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس عبا سیوں یا ان کے پیرووں کی کوئی امانت ہے اس نے اچانک اس کے مکان پر دھاوا کر دیا۔ اُسر وہاں کوئی شے جس کی نشاندہی کی گئی تھی دستیاب ہو گئی تھی۔ حسین نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اس امین کو کچھ سزا دے دی اور اُسر کوئی چیز اس کے پاس سے برآمد نہ ہوئی تو حسین نے اسے قید کر کے سخت عذاب دینا شروع کیا۔ البتہ اس نے اپنی مقدرت کے مطابق اپنی جان کا فدیہ ادا کر دیا تو اس سے سب کے سامنے اس بات کا اقرار کر لیا کہ جو شے اس کے ہاں سے ملی ہے وہ اصل میں عبا سیوں یا ان کے کسی دوسرے آدمی کی ہے اس قسم کی حرکت اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ کی۔

دار العذاب:

اس زبردستی تحصیل مال پر عذاب دینے کے لیے کوفے کا ایک شخص محمد بن مسلمہ حسین کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا یہ حنا طیبیب کے محلہ میں خالصہ کے مکان میں قیام پذیر تھا۔ اس کی وجہ سے اس مکان کو لوگ دار العذاب کہتے تھے۔ اس کے مظالم اور تشدد سے تنگ آ کر اکثر خوش حال لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کی اس نے یہ سزا دی کہ ان کے مکان منہدم کر دیئے۔

حرم اور مساجد کی بے حرمتی:

اس طرح حرم کی اس بے حرمتی اور شرفازادوں کی اس داروغہ سے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ حسین کے ساتھیوں نے مسجد کے ستونوں کے سروں پر سونے کا جو ہلکا پتر چڑھا ہوا تھا اسے نکالنا شروع کیا۔ بڑی کاوش و محنت کے بعد بقدر ایک مشقال کے وہاں سے سونا دستیاب ہوا تھا۔ مسجد کے اکثر ستونوں کا سونا اسی طرح اکھیڑ لیا گیا انہوں نے زمزم کی جالیوں پر جو نولاد چڑھا ہوا تھا اسے بھی نکال لیا۔ نیز ساگو ان کی لکڑی بھی اتاری اور ان سب کو بہت ہی معمولی قیمت پر فروخت کر دیا۔

محمد بن جعفر بن محمد:

جب حسین بن حسن اور اس کے ہمراہی علویوں نے محسوس کیا کہ ہمارے ان مظالم سے تنگ آ کر لوگ ہمارے مخالف ہو گئے ہیں۔ اور ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوالسرا یا قتل کر دیا گیا ہے، کوفے بصرے اور تمام صوبہ عراق میں جس قدر طالبین تھے وہ سب محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے پاس آئے۔ یہ ایک عابد و زاہد شیخ تھے۔ سب ان کی عزت کرتے تھے وہ اپنے خاندان والوں کے برے چلن سے قطعی متنفر اور علیحدہ تھے وہ ایک بڑے عالم دین تھے جس کو وہ اپنے گلوں سے روایت کرتے تھے اور پھر ان باتوں کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے۔ حسین بن حسن اور اس کے دوسرے ہمراہی علویوں نے ان سے کہا کہ تمام لوگوں میں آپ کی جس قدر عظمت و وقعت ہے۔ اس سے آپ واقف ہیں۔ آپ برآمد ہوں۔ ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس کے لیے آمادہ ہو گئے تو پھر کوئی شخص بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کرے گا۔ انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر ایک ان کے بیٹے علی بن محمد بن جعفر اور دوسرے حسین بن حسن الافطس نے اتنا اصرار کیا اور ان پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ آخر کار وہ اپنی رائے کے خلاف ان کے کہنے میں آگئے اور خلافت قبول کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ۶/ ربیع الآخر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سب نے ان کو بیعت کے لیے کھڑا کیا۔ پہلے ان سب نے ان کی بیعت کی پھر تمام اہل مکہ اور حجاز میں حرم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طوعاً و کرہاً ان کی بیعت کی۔ امیر المومنین ان کو خطاب دیا۔

علی حسین بن حسن کی بدکرداری:

چند ماہ اس طرح گزرے برائے نام وہ امیر المومنین تھے مگر دراصل ان کا بیٹا علی حسین بن حسن الافطس اور ان کے خاندان کی ایک جماعت جو نہایت ہی بد اخلاق ظالم اور بد کردار تھی حکمران تھی ایک مرتبہ حسین بن حسن قریش کے خاندان بنی فہر کی ایک عورت پر جو ایک مخزومی کی بیوی اور نہایت ہی حسین و جمیل تھی فریفتہ ہو گیا۔ اس نے اس کو بلا بھیجا۔ مگر اس نے آنے سے انکار کیا حسین نے اس کے شوہر کو دھمکی دی اور اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ وہ روپوش ہو گیا۔ حسن نے رات کے وقت اپنی ایک جماعت اس کے گھر بھیجی۔ وہ دروازہ توڑ کر اس کے گھر میں در آئے اور زبردستی اس عورت کو حسین کے پاس لے آئے۔ یہ اس کے مکے سے چلے جانے کے قریب زمانے تک اس کے پاس رہی پھر موقع پا کر وہ بھاگی اور اپنے گھر چلی آئی یہ اس وقت ہوا جب کہ حسین وغیرہ مکے میں جنگ میں مصروف تھے۔

علی بن محمد کی ناشائستہ حرکت:

اسی طرح علی بن محمد بن جعفر ایک قریشی لڑکے پر جو قاضی مکہ کا نہایت ہی حسین و جمیل نو عمر لڑکا اسحاق بن محمد تھا فریفتہ ہوا اور روز روشن میں خود اس کے مکان میں جو صفا پر واقع اور مسعی کے منظر پر تھا گھس گیا۔ اور پھر اپنے گھوڑے پر اس طرح سوار کر کے کہ اسے تو اس نے زین پر بٹھایا اور خود اس کے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھ کر نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا بازاروں کو چیرتا ہوا بیبر میمون لے آیا۔ یہ خود داؤد بن عیسیٰ کے محل میں جو منی کی راہ میں واقع تھا رہتا تھا۔

اہل مکہ کا محمد بن جعفر سے احتجاج:

ان ناشائستہ حرکتوں کو دیکھ کر تمام اہل مکہ اور مجاورین اپنے اپنے گھروں سے نکل کر مسجد حرام میں جمع ہوئے تمام دکانیں بند کر دی گئیں اور کعبہ کے گرد جو لوگ آباد تھے وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جو اس وقت داؤد کے محل میں موجود تھے آئے اور کہا کہ اس بچے کو جسے تمہارے صاحبزادے علی الاعلان بھگا لے گئے ہیں اس کو ہمارے حوالے کرو۔ ورنہ بخدا! ہم تم کو خلافت سے علیحدہ کر دیں گے اور قتل کر دیں گے ان کے اس ہجوم سے ڈر کر انہوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور اس کھڑکی کی جالی سے جو مسجد کے راستے میں کھلتی تھی ان سے گفتگو کی اور کہا کہ بخدا میں اس واقعہ سے قطعی ناواقف ہوں۔ پھر انہوں نے حسین بن حسن کو بلا کر اس سے کہا کہ تم میرے بیٹے علی کے پاس ابھی جاؤ اور اس لڑکے کو جو اس کے پاس ہے لے آؤ۔ حسین نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میری آپ کے بیٹے پر کچھ نہیں چلتی۔ اگر میں اس کے پاس گیا بھی تو وہ اپنے آدمیوں سے میرا مقابلہ کرے گا اور مجھ سے لڑ پڑے گا۔ محمد نے اہل مکہ سے کہا آپ مجھے امان دیں۔ میں خود اس کے پاس جاتا ہوں اور اس لڑکے کو چھڑائے لاتا ہوں۔ اہل مکہ نے ان کو جانے کی اجازت دی۔ وہ خود سوار ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آئے اور اس لڑکے کو اس سے چھڑا کر اسے اس کے اولیا کے حوالے کر دیا۔

اسحاق بن موسیٰ کی محمد بن جعفر سے جنگ:

اس واقعے کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ العباسی یمن سے مکے آنے کے لیے مشاش آ کر فرود کش ہوا۔ تمام علوی محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جمع ہوئے۔ اور انہوں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین اسحاق بن موسیٰ رسالہ اور پیدل کی

ایک زبردست جمعیت کے ساتھ ہماری طرف بڑھتا چلا آتا ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ہم اس کے بلند حصہ شہر میں خندق تیار کر کے اس کا مقابلہ کریں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ برآمد ہوں تاکہ تمام لوگ آپ کو دیکھ سکیں۔ اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے مکے کے قرب و جوار کے بدویوں کو جنگ کے لیے اپنے پاس بلا لیا۔ ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور مکے کے آگے اسحاق بن موسیٰ سے لڑنے کے لیے خندق بنالی چند روز تک وہ ان سے لڑتا رہا۔ مگر پھر وہ جنگ اور خونریزی کو برا سمجھ کر اپنے مقام کو خود چھوڑ کر عراق روانہ ہو گیا۔ اثنائے راہ میں ورقابن جمیل خود اپنی جمعیت اور جلودی کے ان سپاہیوں کے ساتھ جواب اس کے ہمراہ تھے اسحاق سے ملا ان سب نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مکے واپس چلو۔ ہم تمہاری حمایت میں لڑتے ہیں۔ اس بھروسہ پر اب اسحاق ان کے ساتھ پلٹ آیا اور مکے آ کر ان سب نے پھر مشاش پر پڑاؤ کیا۔

معرکہ بیڑمیمون:

شہر کے عوام سپاہ کے حبشی اور تنخواہ دار بدوی محمد بن جعفر کے پاس جمع ہوئے انہوں نے بیڑمیمون پر ان کو جنگ کے لیے مرتب کیا۔ اب اسحاق بن موسیٰ اور ورقابن جمیل اپنے دوسرے فوجی افسروں اور فوج کے ساتھ ان کے مقابل آئے۔ بیڑمیمون پر فریقین میں لڑائی ہوئی۔ جس میں ان کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور کام آئے۔ اسحاق اور ورقابن جمیل اپنے فرودگاہ کو واپس چلے گئے۔ اس واقعہ کے ایک دن بعد وہ دونوں پھر لڑنے آئے لڑے اور اس مرتبہ محمد بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔

محمد بن جعفر کی امان طلبی:

اس ناکامی پر محمد بن جعفر نے قریش کے عمائد کو جن میں قاضی مکہ بھی تھے فاتحین کے پاس اپنے سب کے لیے اس وعدہ پر کہ ہم مکہ چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ امان کی درخواست کی۔ اسحاق اور ورقابن جمیل اس درخواست کو منظور کر لیا اور تین دن کی علویوں کو مہلت دی۔ تیسرے دن جمادی الآخر میں وہ دونوں مکے میں داخل ہوئے۔ ورقابن جمیل کے نائب کی حیثیت سے والی مکہ تھا۔ طالبین نے مکہ چھوڑ دیا اور ہر جماعت اپنی اپنی راہ چل دی۔

محمد بن جعفر کی روانگی جدہ:

محمد بن جعفر نے جدہ کی راہ لی وہاں سے وہ جحفہ جانے لگے محمد بن حکیم بن مروان نے جو بنی عباس کے موالیوں میں سے تھا۔ جس کے مکان کو طالبین نے تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ جس پر نہایت سخت مظالم کیے تھے اور جو مکے میں بعض عباسیوں کی جائیداد کا جو جعفر بن سلیمان کی اولاد میں تھے مختار تھا۔ عباسیوں کے غلاموں کی شاگرد پیشہ جماعت کو اپنے ساتھ لے کر محمد بن جعفر کا تعاقب کیا اور جدہ اور عسفان کے درمیان ان کو جالیا۔ جو کچھ وہ مکے سے لے کر نکلے تھے۔ اس سب کو لوٹ لیا۔ ان کے کپڑے تک اتار لیے صرف ایک پانچامہ رہنے دیا وہ تو چاہتا تھا کہ وہ قتل ہی کر دے مگر پھر سوچ کر اس نے قبیس، عمامہ، روا اور معدودے چند درہم زاد راہ کے لیے ان کو بہت حقارت سے دے دیئے۔

محمد بن جعفر اور ہارون بن مسیب کی جھڑپیں:

محمد بن جعفر ساحل سمندر پر بلاد چہدیہ میں چلے آئے وہ موسم حج کے گزرنے تک وہاں مقیم رہے۔ اس دوران قیام میں انہوں نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ شجرہ وغیرہ کے قریب ان کے اور ہارون بن مسیب والی مدینہ کے درمیان کئی لڑائیاں اس وجہ سے

ہوئیں کہ ہارون نے اپنے آدمی ان کی گرفتاری کے لیے بھیجے۔ اس وجہ سے وہ اپنے ان لوگوں کے ساتھ جو وہاں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے ہارون کے مقابلہ کے لیے بڑھ کر شجرہ آئے ہارون نے ان کا مقابلہ کیا محمد بن جعفر کو شکست ہوئی۔ تیر سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ ان کے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میدان جنگ سے پلٹ کر پھر وہ اپنے سابقہ مقام میں آ گئے۔ اور ٹھہر کر حج کے نتیجے کا انتظار کرنے لگے۔ مگر جنہوں نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی نہیں آیا۔

محمد بن جعفر کی جلودی اور رجاء سے امان کی درخواست:

اس بے وفائی کو انہوں نے محسوس کیا اور اسی وجہ سے جب حج کا زمانہ ختم ہو گیا انہوں نے جلودی اور فضل بن سہل کے پیچھے۔ بھائی رجاء سے امان کی درخواست کی رجاء نے مامون اور فضل بن سہل کی جانب سے اس بات کی ان سے ضمانت کی کہ اب ان کو نہ ستایا جائے گا۔ اور جو وعدہ امان ان سے کیا جاتا ہے اس کا ایفا کیا جائے گا۔ محمد نے اس وعدہ کو مان لیا اور ان کو بالکل اطمینان ہو گیا۔ اب ماہ آخر کے آٹھ روز بعد اتوار کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں رجاء ان کو مکہ میں لایا عیسیٰ بن یزید الجلودی اور رجاء بن ضحاک اور فضل بن سہل کے عم زاد بھائی نے رکن اور مقام کے درمیان اسی جگہ جہاں محمد بن جعفر کے لیے بیعت لی گئی منبر رکھوایا، تمام قریشی وغیرہ پہلے سے جمع تھے جلودی منبر کے سب سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ گیا اور محمد بن جعفر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوئے اس وقت وہ عباسیوں کا سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ قبائلی سیاہ تھی ٹوپی بھی سیاہ تھی۔ کوئی تلوار ان کے پاس نہ تھی۔ تاکہ اب وہ خود ہی اپنی خلافت سے علیحدگی کا اعلان کریں۔

محمد بن جعفر کا اہل مکہ سے خطاب:

محمد نے کھڑے ہو کر کہا۔ حضرات جو مجھے پہلے سے پہچانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں خود بتاتا ہوں کہ میں محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ ہوں۔ میں نے اپنی خوشی سے عبداللہ امیر المومنین کی اطاعت کا عہد و پیمانہ اپنے ذمے لیا تھا۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا جن کے سامنے ہارون الرشید نے اپنے دونوں بیٹوں محمد معزول اور عبداللہ المامون امیر المومنین کی اپنے بعد جانشینی کے لیے کعبہ میں عہد نامے مرتب کیے تھے۔ مگر بد قسمتی سے ایک ایسا عام فتنہ برپا ہو گیا کہ اس میں ہم اور دوسرے سب ہی شامل ہو گئے۔ بات یہ ہوئی کہ مجھے سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنین عبداللہ المامون کا انتقال ہو گیا ہے اس وجہ سے میں اس بات کے لیے آمادہ ہو گیا کہ خلافت کے لیے اپنے کو پیش کروں۔ سب نے میری بیعت کر لی اور اسی وجہ سے کہ عبداللہ الامام المامون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا میں نے عہد واثق کیا تھا ان کے مرنے کی خبر کے بعد میں نے اپنی بیعت کو جائز قرار دیا۔ تم نے اور بہت سے دوسرے لوگوں نے میری بیعت کی مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ بات مجھے صحیح طور پر معلوم ہوئی ہے کہ مامون زندہ اور تندرست ہیں۔ اب میں اللہ سے اپنی خلافت کی دعوت سے استغفار کرتا ہوں اور جو بیعت تم نے میری کی تھی اس سے اپنے کو اس طرح علیحدہ کرتا ہوں جس طرح کہ اس کی انگوٹھی کو میں اپنی انگلی سے اتار کر علیحدہ کر دیتا ہوں اب میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہوں اب میری بیعت کی ذمہ داری ان کی گردنوں پر نہیں رہی اور خود میں نے اپنے کو اس سے قطعی خارج کر لیا۔ اب اللہ نے امیر المومنین عبداللہ المامون کا حق ان کو واپس دے دیا:

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ.

محمد بن جعفر کی روانگی عراق:

اس تقریر کے بعد وہ منبر سے اتر گئے۔ عیسیٰ بن یزید الجلودی ان کو لے کر عراق روانہ ہوا اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن عیسیٰ کو ۲۰۰ھ میں مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ عیسیٰ اور محمد بن جعفر عراق روانہ ہوئے۔ عراق پہنچ کر عیسیٰ نے ان کو حسن بن سہل کے حوالے کر دیا اس نے ان کو رجا بن ابی الضحاک کے ساتھ مامون کی خدمت میں مرو بھیج دیا۔
ایک عقیلی کی روانگی مکہ:

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطالبی نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ یمن سے مکہ بھیجا تاکہ یہ ہی حج میں امارت کرے۔ مگر اس عقیلی سے جنگ کی گئی جس میں اسے شکست ہوئی اور وہ مکے میں داخل ہی نہ ہونے پایا۔
امیر حج ابوالفتح ابن ہارون الرشید:

بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰۰ھ میں ابوالفتح بن ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا یہ عراق سے مکے آیا۔ اس کے ہمراہ اس سفر میں بہت سے امراء عسا کرتھے۔ جن میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا۔ جسے حسن بن سہل نے یمن کا والی مقرر کر کے بھیجا تھا۔ یہ تمام جماعت مکے آئی اس وقت جلودی اپنی فوج اور فوجی افسروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص کو یمن سے مکے بھیجا۔ تاکہ اس سال اس کی امارت میں حج ہو۔ جب یہ بستان ابن عامر آ گیا۔ اسے معلوم ہوا کہ اس سال تو ابوالفتح بن ہارون الرشید امیر حج مقرر ہو کر آیا ہے اور اس کے ہمراہ اس قدر فوج اور فوجی افسر ہیں کہ یہ ان میں سے کسی ایک کا بھی کامیابی سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔
عقیلی کا حجاج و حجاج پر حملہ:

اس افتاد کو محسوس کر کے وہ بستان ابن عامر ہی میں ٹھہرا ہوا ہاں سے حجاج اور تاجروں کا ایک قافلہ گزرا۔ اس میں خانہ کعبہ کا غلاف اور خوشبودار چیزیں تھیں۔ عقیلی نے تاجروں کے مال اور غلاف کعبہ وغیرہ ہر شے کو لوٹ لیا اور اب حاجی اور تاجر لئے لئے مکے پہنچے۔ ابوالفتح کو جو مکے میں شیش محل میں مقیم تھا۔ اس واقعے کی اطلاع ہوئی تمام امراء مشورے کے لیے اس کے پاس آئے جلودی نے اس سے کہا یہ ترویہ سے دو یا تین دن پہلے کی بات ہے کب میں اس کی خبر لیتا ہوں آپ بالکل اطمینان رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پچاس منتخب شہسواروں کہ میں اپنی فوج میں سے اور پچاس دوسرے تمام امراء کی فوج میں سے منتخب کر کے لے جاؤں اور پھر اسے سزا دوں۔ سب نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔

جلودی کا جماعت عقیلی پر حملہ:

اب جلودی صرف سوسو ماؤں کو لے کر چلا اور علی الصباح اس نے بستان ابن عامر آ کر عقیلی اور اس کی فوج پر چھاپہ مارا اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ ان میں سے اکثر کو اس نے پکڑ لیا اور بہت سے لٹے پاؤں بھاگ گئے اس نے پورے غلاف کعبہ پر قبضہ کر لیا۔ البتہ اس میں سے ایک آدھ چیز نہیں ملی۔ کیونکہ اس واقعہ سے ایک دن قبل کوئی شخص اسے لے کر بھاگ گیا تھا۔ نیز اس نے خوشبودار مسالوں اور تاجروں اور حاجیوں کے مقبوضہ مال پر بھی قبضہ کر کے اسے مکے بھیج دیا۔ اس کے بعد اس نے اسیران جنگ کو

طلب کر کے ہر شخص کے دس کوڑے لگوائے اور کہا۔ اے دوزخ کے کتو! جہاں چاہو اپنا منہ کالا کرو۔ نہ تمہارے قتل کرنے میں کچھ دشواری کہ مزا آئے اور نہ تم کو قید کرنے میں کوئی خوبی۔ جلودی نے ان سب کو رہا کر دیا۔ وہ راستے میں بھیک مانگتے ہوئے یمن چلے گئے۔ مگر بہت سے تو بھوک اور مشقت سفر کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

حسن بن سہل اور ابن ابی سعید میں کشیدگی:

اس سال ابن ابی سعید حسن بن سہل کا مخالف ہو گیا جب مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے اپنے خاص خدمت گار سراج کو عراق بھیجا۔ اور ہدایت کی اگر علی حسن سے صلح صفائی کر لے یا چپکے سے مروروانہ ہو جائے۔ تو خیر ورنہ اسی وقت اس کی گردن مار دینا۔ علی ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مرد چلا گیا۔ اس سال ماہ ربیع الاول میں ہرثمہ اپنی چھاؤنی سے مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مروروانہ ہوا۔

مامون کا ہرثمہ کو عراق جانے کا حکم:

ابو السرایا اور محمد بن محمد العلوی کے قصبے سے فارغ ہو کر ہرثمہ کو نے آیا۔ اور یہاں وہ اپنی چھاؤنی میں ربیع الاول تک ٹیم رہا۔ ربیع الاول کا چاند دیکھ کر وہ اپنے مقام سے روانہ ہوا اور نہر صرصر آیا۔ لوگ یہ سمجھتے رہے کہ یہ حسن بن سہل کے پاس مدائن جا رہا ہے مگر نہر صرصر پہنچ کر وہ عقر قوف کی سمت ہو گیا وہاں سے بروان ہوتا ہوا نہروان آیا اور یہاں سے اس نے سیدھی خراسان کی راہ لے لی۔ ایک سے زیادہ اس کے پڑاؤ میں مامون کے کئی خط اسے موصول ہوئے۔ جن میں اس سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ وہ عراق واپس چلا جائے۔ اور شام اور حجاز میں جس جگہ کو وہ پسند کرے وہاں کا اسے والی مقرر کر دیا جائے۔

ہرثمہ کا مامون سے ملنے پر اصرار:

مگر چونکہ ہرثمہ مامون اور ان کے آبا کا ہمیشہ سے سچا بہی خواہ رہا تھا اس وجہ سے اسے مامون پر ناز تھا۔ اس نے ان کی بات نہ مانی اور کہنے لگا کہ اب جب تک میں امیر المومنین سے مل نہ لوں گا واپس نہ جاؤں گا۔ اور اس بات پر وہ اس لیے مصر تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ ان کے علم اور منشا کے بغیر فضل بن سہل جس طرح حکومت کر رہا ہے اور جس طرح وہ خبروں کو ان تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے ان کے آگاہ کرے۔ اس کا ارادہ یہ بھی تھا کہ جب تک وہ مامون کو بغداد جو ان کے آبا و اجداد کا دار الخلافہ اور دار السلطنت ہے لے نہ آئے گا۔ تاکہ ان کی حکومت ایک وسطی مقام میں آجائے۔ اور وہاں سے وہ تمام اطراف و اکناف ملک پر آسانی سے نگرانی کر سکیں۔ ان کے پیچھا نہ چھوڑے گا۔

ہرثمہ کے خلاف فضل بن سہل کی مامون سے شکایت:

فضل کو اس کے ارادے کا علم ہو گیا اس نے مامون سے ہرثمہ کی شکایت کی کہ اس نے تمام ممالک اور رعایا میں آپ کے خلاف فتنہ و فساد برپا کیا ہے۔ اس نے آپ کے مقابلے میں آپ کے دشمن کی مدد کی ہے۔ اور یہ آپ کے دوستوں کا دشمن ہے۔ اس نے ابو السرایا کو شہ دے کر بغاوت پر آمادہ کیا۔ وہ اس کے فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا۔ اگر ہرثمہ چاہتا تو اسے بغاوت ہی نہیں کرنے دیتا۔ مگر جو کچھ ابو السرایا نے کیا ہے وہ سب اس کے اشارے سے کیا۔ جناب والا نے اسے کئی خط بھی لکھے۔ کہ وہ واپس چلا جائے اور اسے شام یا حجاز کی ولایت دے دی جاتی ہے مگر اس نے امیر المومنین کے حکم کو نہ مانا اور اب وہ امیر المومنین کی مرضی کے

خلاف اور ان کے حکم کو پس پشت ڈال کر امیر المومنین کے آستانے پر آیا ہے۔ وہ امیر المومنین کی شان میں بہت ہی بیہوشہ و الفاظ استعمال کرتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر اس کی بات نہ چلی تو عظیم الشان فتنہ برپا کر دے گا۔ جناب والا اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی تو وہ ضرور کسی دوسرے کی خلافت کے لیے بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دے گا۔

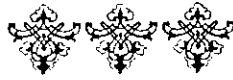
مامون کا ہرثمہ پر عتاب:

فضل کی اس گفتگو سے مامون کے دل میں ہرثمہ کی جانب سے گروہ بیٹھ گئی ہرثمہ نے بھی آنے میں دیر کی اور وہ ذیقعدہ تک خراسان نہ پہنچا۔ مرو پہنچ کر اسے اندیشہ ہوا کہ مامون کو اس کے آنے کی اطلاع ہی نہ دی جائے گی۔ اس نے اپنے وہاں پہنچ جانے کے لیے نغارے بجائے تاکہ مامون بھی سن لیں۔ نغارے کی آواز پر مامون نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہرثمہ اس جاہ و جلال کے ساتھ نغاروں کی آواز سے زمین و آسمان گونجتا ہوا آیا ہے۔ ہرثمہ کو اپنی جگہ یہ اعتماد تھا کہ جو بات وہ کہے گا مامون اسے بالکل صحیح سمجھ کر مان لیں گے۔ مامون نے اس کو باریابی کا حکم دیا۔ مگر ان کے قلب میں اس کی طرف سے پہلے ہی گروہ بیٹھ گئی تھی، کہنے لگے۔ تو نے اہل کوفہ اور علویوں سے سازش کی، تو نے ابوالسرایا کو بغاوت پر انخوا کیا۔ اور تیرے ہی اشارے سے اس نے یہ سب حرکتیں کیں۔ حالانکہ وہ تیری فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا۔ اگر تو چاہتا تو ان سب کو گرفتار کر لیتا۔ مگر تو نے ارادتا ان کو بغاوت کرنے کا موقع دیا اور ان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی۔

ہرثمہ کا قتل:

ہرثمہ ان الزاموں سے اپنی برات کرنے لگا۔ مگر انہوں نے اس کی ایک نہ مانی اسے پٹوایا۔ اس کی ناک پر گھونٹے لگوائے اس کے پیٹ پر لوگوں کو کدو دیا اور ان کے سامنے لوگ اسے گھسیٹ کر لے گئے۔ اس کے لیے چوہداریوں وغیرہ کو پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ جب مامون حکم دیں تو خوب اسے مارنا اور ذلیل کرنا۔ اس مار کے بعد اسے قید کر دیا گیا۔ چند ہی روز وہ قید رہا پھر اس کے مخالفوں نے خفیہ طور پر اسے قتل کر دیا اور ظاہر یہ کر دیا کہ وہ اپنی موت مر رہا ہے۔

اس سال بغداد میں حربیہ اور حسن بن سہل کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔



شورش بغداد

حسن بن سہل کے خلاف حربیہ کی شورش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہرثمہ بغداد سے روانہ ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں مقیم تھا۔ یہ بدستور یہیں مقیم تھا کہ اس نے بغداد اور حربیہ کو اس حرکت کا علم ہوا جو خراسان میں ہرثمہ کے ساتھ کی گئی۔ اس سے ان میں بے چینی پیدا ہوئی۔ حسن نے علی بن ہشام اپنے والی بغداد سے کہا بھیجا کہ حربیہ اور بغدادیوں کی جو سپاہ ہے اسے تم کچھ نہ دو۔ محض وعدے کرتے رہو۔ حالانکہ اس سے پہلے حسن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی معاش ان کو دے گا۔ ہرثمہ کے خراسان جاتے ہی حربیہ نے ہنگامے پر پا کر دینے اور کہنے لگے کہ تا وقتیکہ ہم حسن بن سہل کو بغداد سے نہ نکال دیں گے دم نہ لیں گے۔

حسن کے عمالوں کا بغداد سے اخراج:

اس وقت بغداد میں حسن کے عمالوں میں محمد بن ابی خالد اور اسد بن ابی الاسد موجود تھے حربیہ نے ان پر دھاوا کر کے ان کو بغداد سے نکال باہر کیا۔ اور اسحاق بن موسیٰ بن المہدی کو مامون کے حلیف کی حیثیت سے بغداد پر امیر بنا لیا۔ اس بات پر بغداد کے دونوں سمت کے باشندوں نے اتفاق کیا اور سب نے اسحاق کو اس منصب کے لیے پسند کیا۔ حسن بن سہل نے اپنے جاسوس ان کے پاس بھیجے اور ان کے امراء سے ساز باز کی۔ چنانچہ ان کی ایک جماعت عسکر عہدی کی سمت سے ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئی۔ حسن اب فوج کو چھ ماہ تنخواہ باقسطا داکر کرنے لگا۔ حربیہ نے اسحاق کو اپنے پاس منتقل کر کے اسے دجیل پر فروکش کیا۔

حربیہ کی کرخ میں آتش زنی:

دوسری جانب سے زہیر بن المسیب عسکر مہدی میں آ کر فروکش ہوا حسن نے علی بن ہشام کو بھی بغداد بھیج دیا یہ دوسرے جانب سے آ کر نہر صرصر پر اتر پڑا پھر محمد بن ابی خالد اور ان کے دوسرے سردار رات کے وقت بغداد میں آئے علی بن ہشام ۸ شعبان کو عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث الخزاعی کے مکان میں باب الحمول پر قیام پذیر ہوا۔ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہوا کہ جب حربیہ کو معلوم ہوا کہ اہل کرخ زہیر اور علی بن ہشام کو اپنی سمت سے بغداد میں داخل کر دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے باب الکرخ پر حملہ کر کے اسے آگ لگا دی اور منگل کے دن کرخ کو قصر الوضاح کی حد سے لے کر اندرون کرخ میں کاغذیوں تک کے علاقہ کوتاخت و تاراج کر دیا۔ جس رات یہ واقعہ ہوا اس کی صبح کو علی بن ہشام بغداد میں گھس آیا۔ حربیہ تین دن تک اس سے صراط کے نئے اور پرانے پل اور پن پچکیوں کے پاس لڑتے رہے۔

علی بن ہشام کا بغداد سے فرار:

اس کے بعد علی نے حربیہ سے وعدہ کیا کہ جب مال گزاری وصول ہوگی میں تم کو چھ ماہ کی معاش یک مشت دے دوں گا انہوں نے کہا کہ چونکہ ماہ صیام سر پر آ رہا ہے اس لیے اس کے خرچ کے لیے پچاس درہم فی کس فوراً دے دیئے جائیں۔ علی نے اس درخواست کو مان لیا اور اب وہ ان کو یہ رقم دینے لگا۔ مگر ابھی تک وہ سب کو بے باق بھی نہ کرنے پایا تھا کہ زید بن موسیٰ بن محمد بن علی

بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے جوزید النار کے نام سے مشہور ہے، بصرہ میں خروج کیا۔ یہ علی بن ابی سعید کی نگرانی میں قید تھا۔ اس قید سے کسی طرح نکل کر اس نے علانیہ بغاوت کر دی۔ اس نے ذی قعدہ ۲۰۰ھ میں ابناء کی ایک سمت میں خروج کیا تھا۔ ابوالسراہیہ کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا۔ بغداد سے اس کی گرفتاری کے لیے فوجیں روانہ کی گئیں۔ وہ اسے علی بن ہشام کے پاس پکڑا لے مگر علی صرف ایک جمعہ بغداد میں رہ سکا اس کے بعد وہ حریہ کے پاس سے بھاگ کر نہر صرصر چلا آیا اس کے اس طرح بھاگ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک طرف تو اس نے پچاس درہم فی کس ادا کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا اور اسی لیت و لعل میں رمضان پورا گزار کر ذی الحجہ آ گیا دوسرے یہ کہ اب حریہ کو ہرثمہ کی اس درگت کی جو اس کے دشمنوں نے خراسان میں اس کی بنائی اطلاع ہوئی اس جوش میں انہوں نے علی پر دعویٰ کر کے اس شہر سے نکال دیا۔

محمد بن ابی خالد کی انتقامی کارروائی:

اس وقت اس تحریک اور لڑائی کا اصلی رکن محمد بن ابی خالد تھا۔ یہ اس لیے شریک ہوا تھا کہ بغداد میں آ جانے کے بعد علی بن ہشام اس کی شایان تعظیم و توقیر نہیں کرتا تھا۔ اس بناء پر جب محمد بن ابی خالد اور زہیر بن میتب میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تو زہیر کو یہ جسارت ہوئی کہ اس نے محمد کو مارنے کے لیے کوڑا اٹھایا۔ محمد کو اس پر بہت غصہ آیا وہ ذی قعدہ میں حریہ کے ساتھ شامل ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لیے باقاعدہ میدان جنگ میں آ گیا۔ نہر ہا آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ علی بن ہشام وغیرہ اس کا کچھ نہ کر سکے محمد نے ان کو نہ صرف بغداد سے خارج کر دیا۔ بلکہ باہر نکل کر بھی اس کا تعاقب کیا اور نہر صرصر سے بھی ان کو مار بھگا یا۔

آل عباس کی تعداد:

اس سال مامون نے رجاہ بن ابی الضحاک اور اپنے خدمت گار فراتاس کو خراسان سے اس لیے بھیجا کہ وہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد اور محمد بن جعفر کو ان کی خدمت میں لے کر آئیں۔ اس سال عباس کی اولاد کا شمار کیا گیا۔ ان کی اولاد ۲۳ ہزار ثابت ہوئی جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک تھے۔

لیون شاہ روم کا خاتمہ:

اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ لیون کو جس نے سات سال چھ ماہ ان پر بادشاہت کی تھی قتل کر کے دوسری مرتبہ میغانیل بن جور جس کو اپنا بادشاہ بنایا۔

یحییٰ بن عامر کا قتل:

اس سال یحییٰ بن عامر بن اسمعیل کو اس گستاخی کی پاداش میں کہ اس نے ان کے منہ پر امیر اکافرین کہا تھا۔ اپنے سامنے قتل کر دیا۔ اس سال ابوالفتح بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔



۲۰۱ھ کے واقعات

منصور بن المہدی سے خلافت قبول کرنے کی درخواست:

اس سال اہل بغداد نے منصور بن المہدی کی خلافت قبول کرنے کے لیے بہت پھسلایا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ جب خلیفہ بننے سے اس نے قطعی انکار کر دیا تو اب انہوں نے اس سے خواہش کی کہ آپ ہمارے امیر ہو جائیں اور خلیفہ مامون ہی کو تسلیم کریں اس تجویز کو البتہ اس نے مان لیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

ہم اہل بغداد کے علی بن ہشام کو بغداد سے نکلنے کا سبب بیان کر آئے ہیں۔ جب حسن بن سہل کو جو اس وقت مدائن میں تھا اس واقعہ کی اطلاع ہوئی وہ خود بخود دوڑ کر ۲۰۱ھ کے شروع میں مدائن سے پسا ہو کر واسط چلا گیا۔

محمد بن ابی خالد کی علانیہ مخالفت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے علی بن ہشام کو اس وجہ سے بغداد سے نکالا ہے کہ جب ابوالسرایا کے قتل کے بعد حسن بن سہل نے محمد بن ابی خالد المروروزی کو بغداد بھیجا۔ محمد بن ابی خالد اس کا مخالف ہو گیا۔ حسن نے علی بن ہشام کو بغداد کی جانب غربی کا اور زہیر بن المسیب کو جانب شرقی کا والی مقرر کیا۔ اور خود وہ خیرانیہ میں مقیم رہا نیز اسی زمانے میں حسن نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو کوزوں سے حد لگائی اس پر جماعت اپنا بگڑ گئی اور ساری فوج میں ہلچل مچ گیا۔ حسن بھاگ کر بنجا آیا۔ پھر باسلا ما پینچا۔ اس نے حکم دیا کہ عسکر مہدی کے سپاہیوں کو تنخواہیں دے دی جائیں مگر اہل غربی کو نہ دی جائیں۔ اس وجہ سے دونوں سمت والے لڑ پڑے۔ محمد بن ابی خالد نے حربیہ جماعت کو بہت سا روپیہ دے کر اپنا کر لیا۔ علی بن ہشام مقابلہ سے بھاگا۔ اس کے بھاگنے کی وجہ سے خود حسن بن سہل بھی اپنے مقام سے بھاگ کر واسط چلا گیا۔ محمد بن ابی خالد بن الہدوان نے اس کے علانیہ مخالف کی طرح اس کا مقابلہ کیا۔ اور اب یہی اس باغی جماعت کا سرغنہ اور کارفرما ہو گیا تھا اس نے سعید بن الحسن بن قطبہ کو بغداد کی جانب غربی کا قنصر بن حمزہ بن مالک کو جانب شرقی کا والی مقرر کیا۔ منصور بن المہدی خزمیہ بن خازم اور فضل بن الربیع بغداد میں اس کی حمایت کے لیے آمادہ ہو گئے۔

محمد بن ابی خالد اور زہیر بن مسیب کی جنگ:

ان واقعات کے سلسلے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد جو طاہر بن الحسین کے ساتھ رقة سے عراق آیا۔ اس نے اور اس کے باپ نے حسن سے لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ بغداد سے حربیہ اور اہل بغداد کی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بڑھے۔ اور واسط کے قریب ابو قریش کے قریب تک پہنچ گئے۔ ان کی شوکت کا یہ حال تھا کہ جس مقام پر حسن کی کوئی فوج متعین تھی اور یہ وہاں گئے اور ان کی اُس سے جنگ ہوئی۔ ہمیشہ حسن ہی کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ دیر عاقول پہنچ کر محمد بن ابی خالد نے تین دن یہاں قیام کیا۔ اس وقت زہیر بن المسیب جو حسن کی طرف سے جوئی کا عامل تھا۔ اپنے علاقہ میں بنی الحنید کے اسکاف میں ٹھہرا

ہوا تھا اور یہاں سے وہ بغداد کے امراء اور سرداروں سے خفیہ طور پر مراسلت کرتا تھا اس نے اپنے بیٹے ازہر کو بغداد بھیجا وہ اسکاف سے چل کر نہر نہروان پہنچا تھا کہ یہاں محمد بن ابی خالد سے اس کا مقابلہ ہو گیا۔ محمد اس کی طرف لپکا اور اس نے اسکاف جا کر اسے ہر طرف سے گھیر لیا پھر اسے امان دے کر قید کر لیا اور اسے اپنے دیر العاقول کے پڑاؤ میں لے آیا۔ محمد نے اس کے تمام مال و متاع پر اور ہر اس تھوڑی بہت چیز پر جو زہیر کی اسے ملی تھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ خود واسطہ کی سمت بڑھا اور اس نے زہیر کو بغداد بھیج کر اپنے چند بھے بیٹے جعفر کے پاس قید کر دیا۔

حسن بن سہل کی روانگی واسط:

اب تک حسن جرجانیا میں ٹھہرایا ہوا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ زہیر محمد بن ابی خالد کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے وہ اپنے اس مقام سے اٹھ کر واسط آیا اور یہاں وہ صلح کے دہانے پر فروکش ہوا۔ محمد نے دیر العاقول سے اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجا یہاں سعید بن الساجور الکونی موجود تھا۔ ہارون نے اسے شکست دی اور اس کا تعاقب کرتا ہوا کوفہ میں گھس گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

فضل بن الربیع کی محمد بن ابی خالد سے امان کی درخواست:

اسی زمانے میں عیسیٰ بن یزید الجبلو دی محمد بن جعفر کو لے کر مکے سے کوفہ آیا تھا ہارون کے قابض ہو جانے کی وجہ سے اب ہر سب کے سب خشکی کے راستے سے واسط چلے۔ ہارون بھی اپنے باپ کے پاس پلٹ گیا۔ اور وہ دونوں شہر واسط پر قبضہ کرنے کے لیے جہاں حسن بن سہل مقیم تھا قریہ ابوقریش میں پھرا کٹھا ہو گئے۔ ان کے مقابلے کے لیے خود حسن اپنے پڑاؤ سے چل کر واسط کے عقب میں اس کے اطراف میں کسی مقام پر فروکش ہوا۔ امین معزول کے قتل کے بعد سے فضل بن الربیع روپوش تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی خالد واسط پہنچ گیا ہے۔ اس نے محمد سے امان کی درخواست کی۔ محمد نے اسے امان دے دی اب وہ ظاہر ہو گیا۔

محمد بن ابی خالد اور حسن بن سہل کی جنگ:

اب محمد بن ابی خالد لڑائی کے لیے بالکل آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ اور اس کا بیٹا عیسیٰ اپنی فوجوں کو لے کر واسط سے صرف دو میل کے فاصلہ پر آ گئے۔ حسن نے اپنی فوج اور سرداروں کو ان کے مقابلے کے لیے آگے بڑھایا۔ شہر واسط کے مکانات کے قریب فریقین میں نہایت ہی شدید خونریزی لڑائی ہوئی۔ عصر کے بعد غبار اور ہوا کا اس قدر شدید طوفان آیا کہ دونوں فریق ایک دوسرے میں گھٹن ہو گئے محمد بن ابی خالد کی فوج کو شکست ہوئی صرف وہ تہما مقابلہ پر جمار ہا۔ جب بہت سخت زخمی ہو گیا تو وہ بھی بھاگا اور اب اس کی فوج کو نہایت بری طرح شکست ہوئی۔ حسن کی فوج نے یہ شکست اسے اتوار کے دن جب کہ ربیع الاول ۲۰۱ھ کے ختم ہونے میں بانی تھیں دی۔

محمد بن ابی خالد کی پسپائی:

محمد بھاگ کر جب صلح کے دہانے پر پہنچا۔ حسن کی فوج اس کے مقابلے کے لیے چلی۔ ان سے جنگ کرنے کے لیے محمد نے صف آراستہ کی۔ مگر رات ہوتے ہی وہ اپنی فوج کو لے کر مقابلہ سے ہٹ گیا۔ اور مبارک پہنچ کر اس نے پڑاؤ کیا۔ دوسرے دن صبح کو حسن کی فوجیں پھر سامنے آئیں۔ محمد نے ان کا مقابلہ کیا اور تمام دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہی وہ یہاں سے بھی چل دیئے اور جیل آئے۔

محمد بن ابی خالد کا انتقال:

یہاں محمد نے قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیج دیا وہ نیل پہنچ کر ٹھہر گیا اور خود محمد جرجا یا میں فروکش ہوا۔ مگر جب اس کے زخم زیادہ خراب ہو گئے اس نے اپنے دوسرے سرداروں کو اپنے پڑاؤ میں چھوڑا اور اس کو اس کا بیٹا ابو زئیل ۶/ربیع الآخر دوشنبہ کی رات کو بغداد میں لے آیا۔ مگر اسی رات محمد بن ابی خالد نے اپنے زخموں کی وجہ سے بغداد میں انتقال کیا اور وہ اپنے ہی گھر میں خفیہ طور پر دفن کر دیا گیا۔

زہیر بن المسیب کا قتل:

زہیر بن المسیب جعفر بن محمد بن ابی خالد کے پاس قید تھا۔ بغداد آ کر ابو زئیل دوشنبہ کے دن ۸/ربیع الآخر کو خزیمہ بن خازم کے پاس آیا اور اس سے اپنے باپ کا واقعہ بیان کیا۔ خزیمہ نے بنی ہاشم اور دوسرے امرا کو بلا کر اس کی اطلاع دی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اب اپنے باپ کے بجائے میں آپ کی حمایت میں آپ کے دشمنوں سے نبٹنے لیتا ہوں۔ حاضرین نے اس کی امارت پسند کر لی۔ اور اب عیسیٰ اپنے باپ کی جگہ سپہ سالار ہو گیا۔ ابو زئیل خزیمہ کے پاس سے پلٹ کر زہیر بن المسیب کے پاس آیا اور اسے قید خانے سے نکال کر قتل کر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت ہی بے رحمی سے اسے زنج کر کے اس کے سر کو کاٹ کر عیسیٰ کے پاس اس کی فرودگاہ میں بھیج دیا۔

زہیر بن المسیب کے سر کی تشہیر:

عیسیٰ نے اسے ایک بانس پر لٹکایا۔ لوگوں نے اس کے جسم کو لے کر اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھی اور پھر تمام بغداد میں اسے گشت کرایا۔ خود اس کے اور اس کے خاندان والوں کے مکانات پر جو باب الکوفہ میں تھے۔ اسے دکھانے کے لیے لائے۔ پھر کرخ میں اسے گشت کرایا۔ جب شام ہوئی تو اسے باب الشام واپس لے آئے اور اسی رات کو اس کے جسم کو دجلہ میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۸/ربیع الآخر دوشنبہ کے دن ہوا۔ اس کارروائی کے بعد ابو زئیل پھر اپنے بھائی عیسیٰ کے پاس چلا آیا۔ عیسیٰ نے اسے صراط کے دہانے بھیج دیا۔

اہل نیل کی تاراچی:

حسن بن سہل کو محمد بن ابی خالد کے مرنے کی اطلاع ہوئی وہ واسط سے چل کر مبارک آیا اور یہاں ٹھہر گیا۔ جمادی الآخر میں اس نے حمید بن عبد الحمید الطوسی کو جس کے ہمراہ عمرا کو الاعمرا کو الاعمرا بنی سعید بن انسہ اور ابو البطح محمد بن ابراہیم الافریقی اور دوسرے کئی نامی شہسوار تھے۔ ابو زئیل سے لڑنے بھیجا۔ صراط کے دہانے پر ان کی ابو زئیل سے لڑائی ہوئی۔ انہوں نے اسے شکست دی۔ یہاں سے پسپا ہو کر وہ اپنے بھائی ہارون کے پاس نیل چلا آیا۔ مگر یہاں بھی حسن کی فوجوں نے اسے آلیا۔ اور نیل کے گھڑوں کے قریب ہی فریقین میں لڑائی ہونے لگی۔ تھوڑی دیر تک جم کر مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر پھر ہارون اور ابو زئیل کی فوجوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگتے ہوئے مدائن آئے یہ جنگ دوشنبہ کے دن جبکہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں وقوع پذیر ہوئی حمید اور اس کے ساتھیوں نے نیل میں گھس کر تین دن اسے مسلسل خوب ہی لوٹا۔ اہل نیل کے تمام مال و متاع پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ نیز آس پاس کے گاؤں بھی تاراج کر دیے۔

منصور بن مہدی کی امارت بغداد:

محمد بن ابی خالد کے مرنے کے بعد بنو ہاشم اور امراء بغداد نے خلافت کے مسئلہ پر بھی گفتگو کی تھی۔ ان کی رائے تھی کہ ہمارے آپس ہی میں سے ہم کیوں نہ کسی شخص کو خلیفہ بنا لیں اور مامون کو خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ ابھی وہ اس کے تصفیہ کے لیے ایک دوسرے کو تیار کر رہے تھے کہ ان کو ہارون اور ابو زینبیل کی شکست کی اطلاع ملی۔ اب انہوں نے منصور بن المہدی کی بہت خوشامد کی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ۔ اس نے اس سے انکار کر دیا۔ مگر وہ لوگ برابر اس سے اصرار کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے اسے بغداد اور عراق کا امیر مامون کے نائب کی حیثیت سے بنا ہی لیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ ہم مجوسی اور مجوسی زادے حسن بن سہل کی اطاعت ہرگز قبول نہیں کرتے۔ ہم اسے یہاں سے نکال دیتے ہیں۔ وہ خراسان واپس جائے۔

حسن بن سہل کی عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پیش کش:

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد والے حسن بن سہل سے لڑنے کے لیے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کے ساتھ ہو گئے۔ حسن بن سہل کو محسوس ہوا کہ وہ اب عیسیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے وہب بن سعید الکاتب کو عیسیٰ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تمہارا کہ میں تمہارے ہاں رشتہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ایک لاکھ دینار تم کو دوں گا۔ تمہارے خاندان والے اور اہل بغداد کو امان دوں گا اور جہاں کی ولایت پسند کرو وہ تم کو دے دی جائے گی۔ عیسیٰ نے اس کے جواب میں یہ مطالبہ کیا کہ ان مواعید کے لیے مامون کا اپنا لکھا ہوا خط بھیجا جائے۔ حسن نے وہب کو دوبارہ عیسیٰ کے پاس بھیجا اور اقرار کیا کہ میں تمہارے اس مطالبہ کو بھی تسلیم کرتا ہوں مگر وہب مبارک اور جبل کے درمیان ہی غرق ہو گیا۔

منصور بن مہدی کے عمال کا تقرر:

اس کے بعد عیسیٰ نے اہل بغداد کو لکھا کہ جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے میں خراج وصول نہیں کر سکتا۔ تم بنی ہاشم کے کسی شخص کو والی بنا لو۔ انہوں نے منصور بن المہدی کو اپنا والی مقرر کیا۔ اس نے کلواذی میں اپنی چھاؤنی ڈالی اہل بغداد نے تو اس سے یہ خواہش کی تھی کہ وہ خلافت قبول کرے مگر اسے اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں امیر المومنین کا محض اس وقت تک کے لیے نائب ہوں جب تک کہ وہ خود شریف لائیں یا کسی کو والی مقرر کر کے بھیجیں۔ بنو ہاشم، امراء اور سپاہ اس بات ہی پر راضی ہو گئی۔ اس تمام معاملہ کو خزیمہ بن خازم نے سرانجام دیا۔ منصور نے ہر سمت اپنے عمال بھیج دیئے۔

غسان بن عباد کی گرفتاری:

عین اسی زمانے میں حمید الطوسی بنو محمد کی تلاش میں بغداد آتا ہوا مدائن پہنچا ایک دن وہاں قیام کر کے پھر وہ نیل کی طرف پلٹ گیا۔ اس کی پیش قدمی کی اطلاع منصور کو ہوئی وہ بغداد سے چل کر کلواذی میں فروکش ہوا۔ اور یحییٰ بن علی بن عیسیٰ بن ماہاں مدائن کی طرف بڑھا۔ پھر منصور نے اسحاق بن العباس بن محمد الباشی کو دوسری جانب روانہ کیا اس نے نہر صرصر پر پڑاؤ کیا اور غسان بن عباد بن ابی الفرج ابو ابراہیم بن غسان فرماں روئے خراسان کے صاحب حرس کو کوفے کی سمت روانہ کیا۔ یہ وہاں سے بڑھ کر قصر ابن ہمیرہ آ کر وہاں مقیم ہو گیا۔ جب اس کے آنے کی اطلاع حمید کو ہوئی اس نے دفعۃً غسان کی بے خبری میں وہاں پہنچ کر قصر کا محاصرہ کر لیا۔ غسان کو گرفتار کیا اس کی فوج کی وردی اور اسلحہ لے لیے اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ یہ ۴/۱۱۰ھ میں واقعہ ہے اس کے بعد

ہر جماعت اپنی اپنی فرو دگاہ میں مقیم رہی۔ کسی نے کوئی حرکت نہیں کی۔
محمد بن یقظین اور حمید الطوسی کی جنگ:

البتہ محمد بن یقظین بن موسیٰ جو اب تک حسن بن سہل کے ساتھ تھا۔ اس کے پاس سے بھاگ کر عیسیٰ سے جا ملا۔ عیسیٰ نے اسے منصور کے پاس بھیج دیا۔ منصور نے اسے حمید کی سمت روانہ کر دیا۔ اس وقت خود حمید تو نیل میں مقیم تھا البتہ اس کا رسالہ قصر میں تھا۔ ابن یقظین ۲ شعبان سپتر کے دن بغداد سے روانہ ہو کر کوئی آیا۔ حمید کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے اور اس کی فوج نے وہیں اسے بے خبری میں آ لیا۔ حمید اس سے لڑ پڑا اور اس نے اسے مار بھگا یا اس کے بہت سے سپاہیوں کو اس نے قتل کر دیا۔ اور اسیر کر لیا اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد غرق ہو گئی۔ حمید اور اس کی سپاہ نے کوفہ کے قرب و جوار کے تمام دیہات تاخت و تاراج کر دیے۔ گائے بکری، گدھوں کو لوٹ لیا اس کے علاوہ زیور اور ہر قسم کے دوسرے سامان کو جس پر دسترس ہو سکی لوٹ لیا۔ اس واقعہ کو ختم کر کے حمید پھر نیل چلا گیا اور ابن یقظین پسا ہو کر نہر صرصر آ گیا۔

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کی چھاؤنی کی مردم شماری:

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے اپنی چھاؤنی کی مردم شماری کی ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی۔ جس میں سوار اور پیادے دونوں شامل تھے۔ اس نے سوار کو چالیس اور پیادے کو بیس درہم کے حساب سے معاش دی۔

رضا کار جماعت:

اس سال بغداد کے فاسقوں کی سرکوبی کے لیے رضا کاروں کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی۔ خالد ریش اور ابو حاتم سہل بن سلامتہ الانصاری الخراسانی اس جماعت کے رئیس تھے۔

رضا کار جماعت کے خروج کا سبب:

اس جماعت کے خروج کا سبب یہ ہوا کہ حربیہ کے فاسق اور بغداد اور کرخ کے شاطر دوسرے لوگوں کو بہت سخت ایذا دینے لگے وہ علانیہ طور پر بدکاری کرتے تھے۔ راہ گیروں کو لوٹ لیتے تھے اور سب کے سامنے راستوں پر سے عورتوں اور لونڈوں کو اٹھا لے جاتے تھے۔ وہ اتنے چیرہ دست ہو گئے تھے کہ جماعت بنا کر کسی کے پاس جاتے اور زبردستی اس کے بیٹے کو اٹھا لے جاتے اور وہ ان کی کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ لوگوں سے قرض اور صلے کے طور پر روپیہ طلب کرتے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ان کی جماعتیں دیہات جاتیں وہاں پہلے تو خوب دعوتیں کھاتے اور پھر جس قدر مال یا نقد پر ان کی دسترس ہوتی اس کو زبردستی وصول کر لیتے نہ حکومت ان کو روکتی تھی اور نہ اس کا ان پر کوئی زور ہی رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت حکومت خود ان کی امداد پر جمی ہوئی تھی اور وہی اندرونی طور پر اس کے یار و مددگار تھے۔ اسی وجہ سے ان کی بری سے بری حرکت کو بھی وہ نہیں روک سکتی تھی۔ وہ تاجروں سے چاہے وہ شاہراہوں پر ہوں کشتیوں پر ہوں سوار یوں پر ہوں لگان وصول کرتے تھے۔ یہ باغوں کی پاسبانی کرتے اور اس کا حصہ بنا تے تھے علانیہ ڈاکہ مارتے تھے اور کوئی شخص ان پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا۔ ان کی وجہ سے تمام مخلوق سخت مصیبت میں مبتلا تھی۔

قطر بل کی تاراجی:

ان کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی کہ انہوں نے قطر بل کو جا کر دن دہاڑے لوٹ لیا۔ مال و متاع سونا چاندی بکریاں گائے

اور گدھے وغیرہ لوٹ کر بغداد لائے اور یہاں تک کہ ان کو سر بازار بیچنا شروع کر دیا۔ اہل قطر بل نے بغداد آ کر حکومت سے استغاثہ کیا۔ مگر کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان مظلوموں کی مدد کرتا۔ نہ حکومت نے ان کے منصوبہ مال میں سے کوئی چیز ان کو واپس دلائی۔ واقعہ آخر شعبان میں ہوا۔ جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ حکومت کو کوئی پروا نہیں اور بد معاش لوگوں کا اس قدر مال لوٹ لاکر علانیہ بیچ رہے ہیں اور خود ان کے بازاروں میں یہ معاملہ ہو رہا ہے۔ اور انہوں نے تمام ملک میں فتنہ فساد جو رو تعدادی اور لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اس کے باوجود حکومت ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی۔ ہر محلہ کے صلحا اس کے سدباب کے لیے کھڑے ہوئے۔

مفسدوں کے خلاف کارروائی:

وہ ایک دوسرے سے جا کر ملے اور کہنے لگے کہ ہر کوچے میں ایک یا دو فاسق رہتے ہیں۔ ان کی تعداد دس تک ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس مٹھی بھر جماعت نے آپ لوگوں پر باوجودیکہ آپ ان سے کہیں زیادہ ہیں یہ حیرت دہشتی کر رکھی ہے۔ اگر آپ لوگ سب پوری طرح اتفاق کر لیں اور پھر ان کا مقابلہ کریں تو آپ ان کا قلع قمع کر دیں گے اور پھر ان کی یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ آپ کے بیچ میں یہ ناشائستہ حرکت کریں۔ خالد ریش جو انبار کی سڑک کی ایک سمت میں بود و باش رکھتا تھا کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے پڑوسیوں گھر والوں اور اہل محلہ کو دعوت دی کہ آپ نیکی کی اشاعت اور برائی کے روکنے میں میری مدد کریں۔ ان لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ اب اس جماعت نے اپنے قریب کے فاسقوں اور شاطروں پر حملہ کر کے ان کو ان کی بد کرداریوں سے روکا۔ مگر وہ نہ مانے بلکہ اس سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے خالد ان سے لڑا اس نے ان کو مار بھگا یا۔ اور بعض کو پکڑ کر خوب پیٹا اور پھر قید کر کے سرکار میں پیش کر دیا اس نے یہ سب کچھ تو کیا مگر اس سے حکومت کی مخالفت قطعی مقصود نہ تھی۔

ابوحاتم سہل ابن سلامہ:

اس کے بعد اہل حرمیہ کا ایک شخص ابوحاتم سہل بن سلامۃ الانصاری خراسان کا باشندہ کھڑا ہوا اس نے بھی لوگوں کو نیکی کی تعلیم بدی سے ممانعت اور قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے دعوت دی اپنے گلے میں کلام پاک لٹکا یا پھر سب سے پہلے اپنے پڑوسی اور ہم محلہ لوگوں کو چند نصیحت شروع کی۔ انہوں نے اس کی بات مانی پھر اس نے تمام لوگوں کو شریف کمین بنی ہاشم اور ان کے ماسوا دوسرے تمام لوگوں کو اس مقصد کے لیے دعوت دی اس کے لیے ایک دیوان بنایا۔ جو شخص اس مقصد کے لیے اس کے پاس آ کر اس کی بیعت کرتا اور اقرار کرتا کہ جو شخص چاہے اب ہو یا آئندہ اس کی یا اس کی تحریک کی مخالفت کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔ اس کا نام اس دیوان میں ثبت کر لیا جاتا۔ ہزار ہا آدمیوں نے آ کر اس کی بیعت کی۔

ابوحاتم سہل کی کارگزاری:

اس نے تمام شہر بغداد میں اس کے بازاروں، مضافات اور شاہراؤں پر گشت کی اور ممانعت کر دی کہ اب آئندہ سے کوئی شخص شمرہ کی تقسیم پر باغوں کی نگرانی اپنے ذمہ نہ لے۔ کیونکہ اس قسم کا معاملہ اسلام میں ناجائز ہے۔ اسی طرح کوئی شخص غلے کے تاجروں اور مسافروں سے کوئی لگان نہ لے اس نے کہا کہ خفارہ اسلام میں جائز نہیں۔ خفارہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص باغ کے مالک سے آ کر کہتا ہے کہ تیرا باغ نزول میں ہے۔ جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا میں اسے روک دوں گا۔ اور تم کو اس کے عوض میں ہر ماہ مجھے اس قدر درہم دینا پڑیں گے۔ چارونا چار باغ والے کو یہ مطالبہ ماننا پڑتا تھا۔ سہل نے اس معاملہ کو بھی اپنے ذمے لیا تھا۔ مگر

دریوش نے سہل کی مخالفت کی اور اس نے کہا کہ میں حکومت پر کوئی الزام عائد نہیں کر سکتا، نہ میں اس سے کسی قسم کی باز پرس کروں گا نہ لڑوں گا۔ نہ کسی بات کا حکم دوں گا۔ اور نہ کسی بات سے روکوں گا۔ سہل نے کہا: مگر میں تو ہر اس شخص سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کرے گا۔ چاہے وہ حکومت ہو یا کوئی اور ضرور لڑوں گا۔ حق سب کے لیے برابر ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کی حمایت بھی سب پر فرض ہے جو اس ارادے سے میرے ہاتھ پر بیعت کرے اسے میں قبول کروں گا۔ اور جو ان شرائط کو نہ مانے میں اس سے بھی لڑوں گا۔ ۳/رمضان ۲۰۱ھ جمعرات کے دن سہل اپنی اس دعوت کے اعلان کے لیے طاہر بن الحسین کی اس مسجد میں جسے اس نے حربیہ میں بنایا تھا، کھڑا ہوا۔ اس سے دو یا تین دن پہلے خالد الدریوش اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

منصور بن مہدی کی بغداد میں آمد:

اس زمانے میں منصور بن المہدی اپنی جبل کی چھاؤنی میں فروکش تھا۔ جب سہل بن سلامہ اور اس کے پیروے علانیہ کھڑے ہو گئے اور اس کی اطلاع منصور اور عیسیٰ کو ہوئی تو چونکہ ان کی فوجوں میں اکثر اسی قسم کے بد معاش آوارہ گرد اور بدکار آدمی بھی ہوئے تھے۔ ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں۔ منصور بغداد چلا آیا۔

عیسیٰ بن محمد کی روانگی بغداد:

اور عیسیٰ بن جو پہلے سے حسن بن سہل سے مراسلت رکھتا تھا بغداد کے اس ہنگامے کی خبر پاتے ہی اس سے اپنے اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کے لیے امان کی درخواست کی اور یہ بھی شرط کی کہ جب حسن کو بھائی وصول ہو اس کے ساتھیوں، اس کی سپاہ اور اہل بغداد کو چھ مہینے کی معاش دے۔ حسن نے یہ درخواست منظور کر لی۔ عیسیٰ اپنی چھاؤنی سے اٹھ کر ۱۳/شوال دوشنبہ کے دن بغداد چلا آیا۔ اس کی تمام فوجیں ایک ایک کر کے چھاؤنی چھوڑ کر بغداد چلی آئیں۔

عیسیٰ بن محمد اور حسن بن سہل کی ساز باز:

عیسیٰ نے ان کو بتا دیا کہ میں نے ان شرائط کے ساتھ سب کے لیے صلح کر لی ہے۔ اسے سب نے پسند کیا۔ اب وہ مدائن چلا آیا۔ یہاں یحییٰ بن عبد اللہ حسن بن سہل کا چچرا بھائی اس کے پاس آیا اور وہ دیر العاقول پر فروکش ہوا سب نے اسے سواد کا والی بنا لیا۔ مگر عیسیٰ کو بھی انہوں نے اس کی ولایت میں اس طرح شریک کر دیا کہ پرگنات اور بغداد کے علاقوں کو ان میں تقسیم کر دیا۔ کچھ ایک کے تحت اور کچھ دوسرے کے تحت کر دیئے گئے۔ جب عیسیٰ حسن بن سہل سے ساز باز کر کے اس طرح اس کے ساتھ ہو گیا اور عسکر مہدی والے اس کے پہلے بھی مخالف تھے اب مطلب بن عبد اللہ بن مالک الخزاعی سہل بن سلامہ کے مقابل اٹھے اس نے مامون اور سہل کے بیٹے فضل اور حسن کے لیے دعوت دی سہل نے اسے اس سے روکا اور کہا کہ اس لیے تو تم نے میری بیعت نہیں کی تھی۔

سہل بن سلامہ اور مطلب کی جنگ:

منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع شہر کے اندر چلے آئے اسی دن انہوں نے سہل بن سلامہ کی دعوت پر اس کی بیعت کی اور مطلب سے بھاگ کر حربیہ میں قیام پذیر ہوئے۔ سہل بن سلامہ حسن بن سہل کی طرف آیا۔ اس نے مطلب کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے اس لیے تو میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی۔ مگر مطلب نے اس کا کہنا نہ مانا۔ اور اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ دو یا تین دن تک سہل کی اس سے نہایت ہی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر عیسیٰ اور مطلب نے صلح کر لی اور

عیسیٰ نے سہل کو دھوکے سے قتل کر دینے کے لیے اپنا ایک آدمی مقرر کیا۔ اس نے موقع پا کر تلوار کا وار کیا۔ سہل پر اس کی ضرب کا کچھ اثر نہ ہوا۔ مگر اس کے بعد وہ اس قبیے کو چھوڑ کر اپنے مکان چلا آیا۔ اور اب صرف عیسیٰ اس جماعت کا کارفرما رہ گیا اور لوگ لڑائی سے رک گئے۔

حمید بن عبد الحمید کا قصر ابن ہبیرہ میں قیام:

اس زمانے میں حمید بن عبد الحمید نیل میں مقیم تھا۔ جب اسے اس ہنگامے کی خبر ملی وہ کوفے آ کر چند روز وہاں مقیم رہا۔ پھر کوفے سے قصر ابن ہبیرہ آ گیا اور یہیں اس نے اقامت اختیار کی مکان بنایا۔ اس کے گرد فصیل اور خندق بنائی یہ ذی قعدہ کے آخر کا واقعہ ہے۔

عیسیٰ بن محمد کی سہل بن سلامہ سے معذرت:

عیسیٰ بغداد میں قیام پذیر رہا اس اثناء میں وہ غلہ کے انتظار میں سپاہ کا معائنہ اور ان کی صحت کرتا رہا نیز اس نے پھر سہل بن سلامہ سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور اس سے کہا کہ آپ پھر نکلیں اور حسب سابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ اس کے لیے میں آپ کا حامی اور مددگار ہوں۔ چنانچہ سہل اب پھر حسب سابق کتاب اور سنت پر عمل کی دعوت دینے لگا۔



باب ۱۰

علی الرضا کی ولی عہدی

علی الرضا کی ولی عہدی:

اس سال مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کو مسلمانوں کا ولی عہد اور اپنے بعد ان کا خلیفہ مقرر کر دیا۔ رضائے آل محمد ﷺ ان کا نام رکھا۔ فوج کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس اختیار کرے اس کے لیے انہوں نے تمام آفاق میں احکام نافذ کر دیئے۔

علی الرضا کی بیعت اور سبز لباس پہننے کا حکم:

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد اپنی چھاؤنی سے بغداد آ کر اپنی سپاہ کے معائنہ ہی میں مصروف تھا کہ اس کے پاس حسن بن سہل کا خط آیا۔ جس میں اس نے عیسیٰ کو اطلاع دی تھی کہ امیر المومنین مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کو اپنے عہد اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے۔ اس انتخاب سے پہلے انہوں نے بنی عباس اور بنی علی کے ہر شخص پر غور کیا۔ مگر اس سے بہتر زیادہ متمنی پرہیزگار اور عالم دین ان کو دوسرا نظر نہیں آیا۔ انہوں نے رضائے آل محمد ﷺ اس کا لقب قرار دیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں سیاہ لباس ترک کر کے اب سبز لباس اختیار کر لوں۔ یہ خط عیسیٰ کو ۲/ رمضان ۲۰۱ھ منگل کے دن ملا۔ اپنے اس خط میں حسن بن سہل نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ اپنے پاس والوں، سپاہ افسر اور بنی ہاشم کو حکم دے کہ وہ علی الرضا کے لیے بیعت کریں اور تمام پوشاک، قبا، کلاہ اور عمامہ سبز پہنا کریں۔ تمام بغداد والوں سے اس حکم پر عمل کرایا جائے۔

بنی عباس کا رد عمل:

عیسیٰ نے اطلاع موصول ہوتے ہی اہل بغداد کو اس حکم کی بجا آوری کی ہدایت کی اور وعدہ کیا کہ ایک ماہ کی تنخواہ میں ابھی دے دیتا ہوں باقی غلہ آنے پر بے باق کر دی جائے گی۔ اس پر بعض تو عمل کرنے پر آمادہ ہوئے اور بعض نے اس حکم کے ماننے سے قطعی انکار کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز حکومت کو بنی عباس سے نکلنے نہیں دیں گے اس میں فضل بن سہل کی گہری چال معلوم ہوتی ہے۔ چند روز اسی اختلاف میں گزرے۔ بنی عباس اس تجویز پر بہت برہم ہوئے۔ اور آپس میں مشورہ کر کے انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بناتے ہیں۔ اور مامون کو خلافت سے علیحدہ کرتے ہیں۔ مہدی کے بیٹے ابراہیم اور منصور اس مخالفت میں سب سے زیادہ نمایاں تھے چنانچہ اسی سال اہل بغداد نے مامون کو چھوڑ کر ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنالیا۔ بنی عباس کا ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ:

ہم بغداد کے عباسیوں کی مامون سے ناراضی کا سبب ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور ان لوگوں کا بھی ذکر کر چکے ہیں۔ جو حسن بن سہل سے لڑنے کے لیے آمادہ اور متحد ہو گئے جس کی بنا پر حسن بغداد چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد مامون نے علی الرضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اور لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا۔ اور حسن بن سہل نے اس کے متعلق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو لکھا کہ وہ اہل بغداد سے اس حکم کی بجا آوری کرائے اس نے منگل کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ اہل بغداد سے ان احکام

کی بجائے آوری کردالی۔ اس موقع پر عباسیوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے تو ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے اسحاق بن موسیٰ بن المہدی کو ولی عہد مقرر کر لیا ہے اور ہم نے مامون کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ہم آئندہ سال کی پہلی محرم کو ہر اس شخص کو جو ہمارے ساتھ ہوگا دس دینار دیں گے۔

بنی عباس کی سازش:

اس دعوت کو بعض لوگوں نے قبول کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جب تک ہمیں یہ رقم نمل جائے ہم اسے نہیں مانتے۔ جمعہ کے دن جب لوگ نماز کے لیے تیار ہوئے انہوں نے چاہا کہ خود مستقل خلیفہ تو نہیں البتہ منصور کے بجائے ابراہیم کو مامون کا نائب بنا لیں۔ انہوں نے ایک شخص کو اس بات پر متعین کر دیا ہے کہ جب موذن اذان دے چکے تو وہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مامون کے لیے دعوت دیں اور اس کے بعد ابراہیم کو خلیفہ بنا لیں۔ نیز عباسیوں نے یہ بھی سازش کی کہ ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ جب یہ شخص مامون کی دعوت کا ذکر کرے تو سب کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم اس تجویز کو نہیں مانتے۔ ہونا یہ چاہیے کہ تم سب ابراہیم کی خلافت کے لیے بیعت کرو۔ اور ان کے بعد اسحاق کے لیے اور مامون کو سرے سے خلافت سے علیحدہ کر دو۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہماری املاک کو اس طرح غضب کرے جس طرح منصور نے کہا۔ عباسیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ بس اس قدر کہہ کر تم اپنے گھروں میں خاموش بیٹھ جانا۔ اس کے آگے ہم دیکھ لیں گے۔

بنی عباس کی مامون کی مخالفت:

چنانچہ اذان کے بعد جب اس مقرر کردہ شخص نے مامون کی دعوت بیعت دی تو اس جماعت نے حسب قرار داد اس کو جواب دے دیا۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز نماز جمعہ ہی غائب ہوگئی نہ خطبہ ہوا نہ نماز جمعہ البتہ سب نے ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھے اور اپنے گھروں کو چلے گئے۔ یہ اس جمعہ کا ذکر ہے کہ جب کہ ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کے ختم میں صرف دو راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

اس سال عبداللہ بن خرداذبہ والی طبرستان نے دیلم کے شہر لارز اور شند کو فتح کر کے بلاد اسلام میں شامل کر لیا۔ اس نے طبرستان کے پہاڑ بھی مسخر کر لیے اور شہر یارثروین کو اس کے پہاڑی مامن سے بے دخل کر دیا۔ اس نے مازیانہ بن قارن کو سر تسلیم خم کرنے کے لیے مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور ابولیلی شاہ دیلم کو بغیر کسی عہد کے قید کر لیا۔

بابک النخری کی شورش:

اس سال ابو السرایا کے صاحب محمد بن محمد نے انتقال کیا۔ اس سال بابک النخری نے جاویدانی بن سہل صاحب البذکی جماعت جاویدانیہ کے ساتھ شورش برپا کی۔ بابک نے یہ دعویٰ کیا کہ جاویدانیہ کی روح اس میں حلول کر آئی ہے۔ اس نے ایک عام ہنگامہ اور فساد برپا کر دیا۔ اس سال خراسان رنے اور اور اصہبان میں سخت قحط ہوا۔ اشیائے خوراک بہت ہی گراں ہو گئیں اور اموات ہوئیں۔

امیر حج اسحاق بن موسیٰ:

اس سال اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۲ھ کے واقعات

بغداد میں ابراہیم بن المہدی کی بیعت:

اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلیفہ بنایا اور مبارک اس کا لقب قرار دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے اس سال کی پہلی محرم کو ابراہیم کی بیعت کی اور مامون سے علیحدگی اختیار کی۔ جمعے کے دن ابراہیم منبر پر چڑھا۔ سب سے پہلے عبید اللہ بن العباس بن محمد الباشمی نے بیعت کی۔ اس کے بعد منصور بن المہدی نے، اس کے بعد تمام بنی ہاشم نے پھر دوسرے فوجی امراء نے بیعت کی۔ بیعت لینے کا کام المطلب بن عبد اللہ بن مالک کے سپرد تھا۔ اسی نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی تھی۔ اسی کے ساتھ سندھی صالح صاحب المصلیٰ۔ منجانب اور نصیر خدمت گار اور دوسرے موالی بھی اس معاملہ میں شریک اور اس کے منصرم تھے مگر یہ تمام امراء اور رؤساء چونکہ مامون سے اس بات پر ناراض تھے کہ انہوں نے کیوں خلافت کا وارث اپنے بعد بنی عباس کے علاوہ دوسرے خاندان کو بنا دیا اور کیوں اپنے آباء کا سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس اختیار کیا۔ صرف اس لیے وہ بھی اس تحریک میں شریک اور سال ہو گئے تھے۔

ابراہیم بن مہدی کا کوفہ اور علاقہ سواد پر قبضہ:

بیعت ہو جانے کے بعد ابراہیم نے فوج سے چھ ماہ کی معاش دینے کا وعدہ کیا۔ وہ بہت روز تک ان کو یوں ہی مالتا رہا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں دیتے وہ اس سے بھڑ گئے مجبوراً ابراہیم نے ہر سپاہی کو دو دو سو درہم نقد دیئے۔ اور بعضوں کو بقیہ مطالبہ کی پامنائی کے لیے پروانے لکھ کر دیئے۔ کہ سواد جا کر نقد واجب الادا کے معاوضہ میں اتنی قیمت کا گیہوں اور جو لے لیں۔ یہ لوگ پروانے لے کر وصولیابی کے لیے نکلے۔ جس چیز پر ان کو قبا ہو اپنے قبضے میں کر لیا۔ اس طرح انہوں نے زمینداروں۔۔۔ دونوں حصے خود وطن داروں اور حکومت کے لیے۔ ابراہیم نے اہل بغداد کے ساتھ اہل کوفہ اور تمام سواد کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے مدائن پر اپنا پڑاؤ ڈالا۔ عباس بن موسیٰ الہادی کو بغداد کی سمت شرقی اور اسحاق بن موسیٰ الہادی کو سمت غربی کا والی مقرر کر دیا۔ اس موقع پر اس نے یہ شعر کہا:

شربت بنفسی دونکم فی المہالک

الم تعلموا یا آل فہر باننی

”کیا آل فہر تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تم میں سے صرف میں نے اپنی جان جو کھوں میں ڈالی ہے“۔

مہدی بن علوان خارجی کا خروج:

اس سال مہدی بن علوان الحروری نے بزرجاہور میں خارجیوں کا شعار بلند کر کے خروج کیا۔ اس نے وہاں کے کئی پرگنوں نہر بوق اور اذاتین پر قبضہ کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۰۳ھ کے ماہ شوال میں خروج کیا تھا۔ بہر حال ابراہیم نے ابو اسحاق بن الرشید کو کئی سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں ابو البیط اور سعید بن الساجور بھی تھے۔ مہدی سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ ابو اسحاق کے ساتھ اس مہم میں اس کے کئی ترک غلام بھی تھے۔ شبیل صاحب السلبہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس وقت نو عمر تھا۔ اور ابو اسحاق کے ہمراہ تھا۔ خارجیوں سے ہمارا مقابلہ ہوا

ایک اعرابی نے ابو اسحق کے نیزہ مارا مگر ایک ترک غلام نے اسے پچالیا۔ اور اس نے کہا اشناس مرا مجھے پہچانتے ہو۔ اسی روز سے ابو اسحق نے اس کا نام ہی اشناس رکھ دیا۔ یہ ہی ابو جعفر اشناس ہے اس لڑائی میں مہدی شکست کھا کر حو لایا کی طرف پسا ہو گیا۔
المطلب کی شکست:

بعض ارباب سیر نے اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے مہدی علوان بن الدھقان الحروری کے مقابلہ کے لیے المطلب کو بھیجا تھا۔ جب یہ اس کے قریب پہنچا تو اس نے انڈی نام ایک خارجی کو جنگ سے کنارہ کش تھا۔ پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس کے انتقام کے لیے بہت سے بدوی جمع ہو گئے اور المطلب سے لڑے اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے اسے بغداد میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

اس سال ابو السرایا کے بھائی نے کوفہ میں بغاوت کر دی اور سفید لباس اختیار کیا۔ ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔ مگر ماہ رجب میں غسان بن ابی الفرج اس سے لڑا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے سر کو اس نے ابراہیم بن المہدی کے پاس بھیج دیا۔
مامون کا حسن بن سہل کے نام فرمان:

حسن بن سہل اپنی چھاؤنی واقع مبارک میں فروکش تھا۔ کہ اسے مامون کا حکم موصول ہوا۔ کہ تم سبز لباس اختیار کرو۔ اور ہمارے بعد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کی ولایت عہد کے لیے بیعت کرو۔ اور بغداد جا کر اس کا محاصرہ کر لو۔ اس حکم کی بجا آوری کے لیے حسن اپنے مقام سے روانہ ہو کر سمر آ یا اور حمید بن عبد الحمید کو لکھا کہ تم بغداد جا کر دوسری سمت سے اس کا محاصرہ کر لو۔ اور سبز لباس اختیار کرو۔ حمید نے اس حکم کی بجا آوری کی۔
حمید کے خلاف حسن بن سہل کو شکایات:

سعید بن الساجور ابوالبط غسان بن ابی الفرج محمد بن ابراہیم الافریقی اور حمید کے چند اور سرداروں نے ابراہیم بن المہدی سے اس وعدے پر ساز باز کر لیا تھا کہ وہ قصر ابن ہبیرہ کو اس کے لیے فتح کریں گے اور چونکہ ان کے اور حمید کے تعلقات بہت خراب تھے۔ اس وجہ سے اسی کے ساتھ وہ حسن بن سہل سے بھی مراسلت رکھتے تھے اور اسے یہ بتاتے رہتے کہ حمید اندرونی طور پر ابراہیم سے سازش کر رہا ہے۔ اس کے برعکس حمید حسن کو اسی قسم کی شکایت لکھا کرتا تھا۔
حمید کی طلبی:

حسن نے کئی مرتبہ حمید کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ۔ مگر وہ اس ڈر سے کہ میرے بعد میرے مخالف میری فرودگاہ پر قبضہ کر لیں گے۔ حسن کے پاس نہیں گیا۔ اس پر اس کے مخالفوں کو یہ لکھنے کا موقع مل گیا کہ وہ آپ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آتا ہے کہ وہ آپ کا مخالف ہو چکا ہے۔ اس نے تو صراط اور سورا کے درمیان اور سواد میں جائیداد خرید لی ہے۔ جب حسن نے زیادہ اصرار سے حمید کو بلایا تو آخر کار وہ ۵/ربیع الاخر جمعرات کے دن اس کے پاس آنے کے لیے اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوا۔
عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ:

اس کے جاتے ہی سعید اور اس کے دوستوں نے ابراہیم کو اطلاع دے دی اور درخواست کی کہ آپ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو یہاں بھیج دیں تاکہ ہم قصر اور حمید کی فرودگاہ کو اس کے حوالے کر دیں ابراہیم منگل کے دن بغداد سے مدائن کے ارادے روانہ ہوا تھا

اور اس نے کھواذی میں مقام کیا تھا۔ جب اسے یہ خط ملا اس نے عیسیٰ کو اس کے پاس بھیج دیا۔ حمید کے پڑاؤ والوں کو جب کی اس پیش قدمی اور اس کے قصر سے ایک فرسخ قریۃ الاعراب پر آ کر فروکش ہو جانے کی اطلاع ہوئی انہوں نے بھاگنے کی تیاری کی۔ یہ منگل کے رات کا واقعہ ہے۔ ان کے اس ارادے کے ساتھ ہی سعید ابوالبظ اور فضل بن الصباح الکندی الکوفی نے حمید کی فروگاہ پر اچانک دھاوا کر کے اسے بالکل تاخت و تاراج کر دیا۔ اس لوٹ میں ان کو خود حمید کی روپیہ کی سوتھیلیاں اور دوسرا سب سامان ہاتھ لگا۔ حمید کا ایک لڑکا اور معاذ بن عبداللہ بنج کر بھاگ گئے۔ بعض نے کوفے کی سمت اختیار کی۔ دوسروں نے نیل کا رخ کیا۔ حمید کا لڑکا اپنے باپ کی باندیوں کو لے کر کوفہ آیا وہاں اس نے خچر کرایہ پر لیے اور پھر شاہراہ سے حسن کی چھاؤنی میں اپنے باپ کے پاس آ گیا۔ سعید اور اس کے دوستوں نے قصر ابن ہبیرہ کو عیسیٰ کے حوالے کر دیا۔ عیسیٰ قصر میں داخل ہوا اور منگل کے دن ۱۰/ربیع الآخر کو اس نے قصر کو ان سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

حمید کی روانگی کوفہ:

حسن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ حمید اس کے پاس تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو اس کی اطلاع کر دی تھی۔ آپ نے میری بات نہ مانی اور اس طرح دھوکہ کھایا یہ کہہ کر وہ حسن کے پاس کوفہ آیا۔ یہاں اس کا جس قدر روپیہ اور دوسرا سامان اسباب تھا۔ اسے اس نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کو کوفے کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ تم بھی سبز لباس پہنو۔ مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی علی بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لیے دعوت دی۔ حمید نے ایک لاکھ درہم سے اس کی اعانت کی اور کہا کہ اپنے بھائی کے حق کے لیے لڑو۔ چونکہ کوفے والے تمہاری بات مانتے ہیں اس لیے تم کو آسانی سے کامیابی ہوگی اور یوں تو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر رات ہوتے ہی حمید عباس کو چھوڑ کر کوفے سے چل دیا۔

حکیم الحارثی اور عیسیٰ بن محمد کی جنگ:

اس ہنگامے کی اطلاع موصول ہوتے ہی حسن نے حکیم الحارثی کو نیل بھیج دیا تھا۔ جب عیسیٰ کو جو قصر میں تھا حکیم کی آہٹ کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فوج کو لے کر اس کے مقابلے کے لیے نیل روانہ ہوا۔ سنیچر ۱۴/ربیع الآخر کی رات میں آسمان پر ایک سرخی نمودار ہوئی بعد میں سرخی تو جاتی رہی۔ مگر دوسرے عموماً آخرب تک بھی آسمان پر باقی رہے۔ سنیچر کے دن صبح عیسیٰ اپنی فوج کو لے کر قصر سے نکل کر نیل کی طرف بڑھانیل پہنچ کر اس نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ اتنے میں عیسیٰ اور سعید حکیم پر آ پڑے وہ شکست کھا کر بھاگا۔ یہ نیل میں داخل ہو گئے۔

عباس بن موسیٰ کی کارروائی:

وہاں ان کو عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کی کارروائی کی اطلاع ہوئی وہ تو یہ دعوت دے رہا ہے اور بہت سے لوگوں نے تو اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور دوسروں نے یہ کہا ہے کہ اگر تم اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لیے دعوت دیتے ہو تو ہم کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر تم اس وقت اپنے بھائی یا اپنے کسی اور خاندان والے یا خود اپنی خلافت کے مدعی ہو۔ تو ہم تمہارے ساتھ ہیں مگر عباس نے یہی کہا کہ میں اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کے لیے دعوت دیتا ہوں اس پر جو غالی رافضی تھے ان سب نے اور شیعوں میں سے بھی اکثر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

معرکہ قنطرہ:

عباس یہ ظاہر کرتا تھا کہ حمید میری مدد اور ملک کے لیے آتا ہے۔ اور حسن نے بھی میری مدد کے لیے بہت سے لوگوں کو بھیج دیا ہے۔ مگر ان میں کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا۔ سعید اور ابوالبطینیل سے کونے چلے۔ دیرالاعور پہنچ کر انہوں نے وہ راہ اختیار کی جو قریہ شاہی کے پاس ان کو ہرثمہ کی فرودگاہ میں پہنچا دے۔

جب عباس کی جمعیت جمع ہو گئی تو اب یہ لوگ ۲/ جمادی الاولیٰ دو شنبے کے دن کوفہ سے دشمن کے مقابلہ کے لیے چلے۔ قنطرہ کے قریب آ کر علی بن محمد بن جعفر العلوی جو مامون کے ولی عہد علی الرضا کا بیٹا کے میں رہا کرتا تھا اور ابوالسرایا کے بھائی ابوعبداللہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جسے اس کے چچا کے بیٹے عباس بن موسیٰ بن جعفر امیر کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا۔ دشمن کے مقابلہ کے میدان کا رزار میں آئے۔ تھوڑی دیر ان سے لڑے۔ علی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ پسپا ہو کر کوفہ چلے آئے سعید اور اس کے ساتھی بڑھ کر حیرہ میں فروکش ہوئے۔ منگل کے دن علی الصباح یہ اپنے حریف سے لڑنے آئے عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے قریب حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اس موقع پر کوفہ میں جو عباسی اور ان کے موالی تھے وہ بھی کوفہ سے نکل کر اپنے حامیوں کے پاس چلے آئے۔ رات تک دونوں فریق خوب لڑے عباسیوں کا شعار یا ابراہیم یا منصور لا طاعة للمامون اور وہ سیاہ پوش تھے۔ عباس اور اس کے کوئی سبز پوش تھے۔ بدھ کے دن اسی مقام پر پھر لڑائی ہونے لگی جس فریق کا جس مقام پر قبضہ ہوتا۔ وہ اسے جلا دیتا۔

اہل کوفہ کا عباس بن موسیٰ سے معاہدہ امان:

یہ دیکھ کر کوفہ کے رؤسا سعید اور اس کے دوستوں کے پاس آئے اور انہوں نے عباس بن موسیٰ بن جعفر اور اس کے طرفداروں کے لیے اس شرط پر کہ وہ کوفہ سے چلے جائیں گے امان کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی درخواست مان لی۔ اس کے بعد یہ لوگ عباس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے عوام اور اراذل تمہارے ساتھ ہیں کوئی ثقہ ہے نہیں۔ اسی کے ساتھ تمہاری وجہ سے مخلوق خدا کو قتل و غارت اور آگ کی جو مصیبت ہو رہی ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں بہتر ہے کہ تم ہمارے ہاں سے چلے جاؤ۔

سعید کی عراجعت حیرہ:

عباس نے ان کی بات مان لی۔ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ یہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ اس لیے وہ اپنے کناسرہ کی قیامگاہ سے بھی اسی وقت دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ اس سمجھوتہ کی عباس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اطلاع نہیں دی۔ سعید اپنی فوج کو لے کر حیرہ پلٹ آیا۔

عباس بن موسیٰ کی جماعت کی غارت گری:

اس کے جانے کے بعد عباس والوں نے سعید اور عیسیٰ بن موسیٰ العباسی کے ان موالیوں اور سپاہیوں پر جو معرکہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حملہ کر دیا اور ان کو مار کر خندق تک دھکیل دیا انہوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کے موضع کولوٹ کر وہاں کے تمام گھروں کو جلا دیا۔ اور جو وہاں نمودار ہوا اسے قتل کر دیا۔ عباسیوں اور ان کے موالیوں نے اس واقعہ کی سعید کو خبر کی اور بتایا کہ عباس معاہدہ امان سے پھر گیا ہے سعید ابوالبط اور ان کے ساتھی عشا کے وقت کوفہ آئے۔ جس کسی کولوٹ مار کرتے دیکھا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور عباس

کے طرفداروں کی جس چیز پر ان کی دسترس ہوئی انہوں نے اسے جلاؤ الا۔ اسی طرح قتل کرتے اور جلاتے ہوئے یہ کہنا سہ آئے۔ ساری رات وہیں بسر کی۔ پھر رؤسائے کوفہ نے ان سے آکر اصل حقیقت بتائی کہ یہ سب عوام کا کیا دھرا ہے۔ عباس اس سے قطعی بری الذمہ ہے۔ وہ ہرگز اپنے کسی وعدے سے نہیں پھرا ہے۔ اس اطمینان دلانے پر سعید وغیرہ وہاں سے چلے آئے۔

کوفہ میں عام معافی کا اعلان:

۵/ جمادی الاولیٰ جمعرات کے دن صبح کو سعید اور ابوالبط کوفہ میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے سفید پوش اور سیاہ پوش سب کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ اور کسی شخص سے کوئی تعرض بجز بھلائی کے نہیں کیا۔ انہوں نے فضل بن الصباح کو جو کوفہ کا باشندہ تھا۔ کوفہ کا والی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ان کو لکھا کہ تم واسط کی طرف بڑھو اور سعید کو یہ لکھا کہ چونکہ کندی اپنے شہر والوں سے میل کی وجہ سے ان کی جنبہ داری کرتا ہے۔ اس لیے تم کوفہ پر اس کے علاوہ کسی اور کو والی مقرر کر دو۔ سعید نے غسان بن ابی الفرج کو کوفہ کا والی مقرر کیا پھر ابوالسرایا کے بھائی ابو عبد اللہ کو قتل کر دینے کے بعد اس نے غسان کو ولایت کوفہ سے برطرف کر کے ان کی جگہ اپنے بھتیجے ہول کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ یہ حمید بن عبد الحمید کے کوفہ آنے تک کوفہ کا والی رہا اس کے آنے کے بعد ہول کو۔ فہ سے بھاگ گیا۔

عیسیٰ بن محمد اور حسن کی جنگ:

ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو نبل کے راستے واسط جانے کا حکم دیا۔ اور اس نے ابن عائشہ البہاشمی اور نعیم بن خازم کو حکم دیا کہ وہ دونوں ساتھ ساتھ جائیں۔ یہ دونوں حسب الحکم جوئی کے قریب سے بڑھ گئے یہ جماعت الاولیٰ کا واقعہ ہے۔ سعید ابوالبط اور افریقی بھی ان دونوں سے آملے ان سب نے واسط کے قریب صیادہ پر پڑاؤ ڈالا اور سب ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئے۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ان سب کا سپہ سالار تھا۔ اپنے اس پڑاؤ سے یہ سب سردار جنگ کے لیے تیار ہو کر روزانہ حسن اور اس کی سپاہ کے مقابلہ کے لیے واسط آتے۔ مگر اس کی سپاہ میں سے کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہیں نکلتا۔ وہ سب واسط میں قلعہ بند ہو کر پڑے ہوئے تھے۔ آخر کار ایک دن حسن نے اپنی فوج کو حصار سے نکل کر دشمن سے مقابلہ کا حکم دیا سینچر کے دن ماہ رجب کے ختم ہونے پر چار راتیں باقی تھیں۔ حسن کی فوج واسط سے باہر نکل کر دشمن سے نہر داز ماہوئی۔ ظہر کے قریب تک نہایت شدید معرکہ جہاد و قتال گرم رہا۔ مگر اب عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگ کر طریانا اور نبل چلے آئے۔ حسن کی فوجوں نے ان کے فرودگاہ میں جس قدر اسلحہ اور مویشی وغیرہ ان کو ہمدست ہوئے۔ ان پر قبضہ کر لیا۔

اہل بغداد کو سہل بن سلامہ کی دعوت حق:

اس سال ابراہیم بن المہدی نے سہل بن سلامہ المطوعی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور اسے سزا دی۔ یہ بغداد میں مقیم تھا لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا تھا۔ بغداد کے اکثر باشندے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہیں فروکش وہ لوگ جو بالکل اس کے ہم خیال اور ہم رائے تھے اور خود اس کے مکان میں مقیم تھے وہ ان کے علاوہ تھے۔ مذکورہ بالا جنگ سے پہلے ہی ابراہیم نے سہل سے لڑنا چاہا تھا۔ مگر پھر وہ کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے ارادے سے رک گیا۔ مگر اس جنگ کے بعد جب عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی تو اس نے سہل کے خلاف کارروائی شروع کی اور جن

لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے اور خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کی تھی ان سے اس نے سازش کر لی جو شخص ان شرائط پر اس کی بیعت کر لیتا پھر وہ اپنے دروازے پر اینٹ اور سچ کا ایک برتن بنا تا اس پر کلام پاک اور اسلحہ لٹکا دینا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے تابعین بڑھتے بڑھتے باب الشام تک آ گئے۔ اہل کرخ اور دوسرے تمام لوگ ان کے علاوہ تھے۔ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو صرف وہ لوگ تھے جن کے مکانات بہیم ان کے مکان سے ملے جلا گئے تھے۔

عیسیٰ بن محمد اور سہل بن سلامہ کی جنگ:

جب عیسیٰ حسن کے مقابلہ سے شکست کھا کر بغداد آیا تو وہ اس کے بھائی اور کچھ ساتھی سہل بن سلامہ کی طرف بڑھے واقعہ یہ تھا کہ سہل عیسیٰ وغیرہ کی بہت برائیاں کرتا تھا۔ ہمیشہ ان کے نہایت ہی شنیع و قبیح افعال لوگوں کے سامنے بیان کرتا اور صرف فساق کے نام سے ان کو یاد کرتا یہ لوگ کئی دن اس سے لڑتے رہے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ہی اس سے لڑنے کا بیڑا اٹھایا تھا۔ یہ جب سہل کی قریب والی گلیوں میں پہنچا تو اس نے ناکے والوں کو کہیں ایک اور کہیں دو ہزار درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کو راستہ دے دیں انہوں نے اس بات کو مان لیا اس رقم میں سے ان لوگوں کو ایک ایک شخص کے حصے میں ایک ایک درہم دو دو درہم یا اس کے قریب ہی آئے تھے۔

سہل بن سلامہ کی روپوشی:

سنچر کے دن جب کہ ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں حملہ آوروں نے ہر سمت سے اسے آگھیرا۔ ناکے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ حملہ آور بڑھتے ہوئے طاہر بن حسین کی مسجد اور اس کے مکان تک جو مسجد کے بالکل متصل ہی تھا پہنچ گئے۔ ان کے وہاں تک آنے کے ساتھ ہی سہل روپوش ہو گیا اس نے ہتھیار اتار دیئے۔ تماشاویوں میں مل گیا اور عورتوں میں جا ملا۔ حملہ آور اس کے مکان میں جا گھے۔ مگر جب وہ نہ ملا تو انہوں نے اس پر خفیہ پولیس متعین کر دی۔

سہل بن سلامہ کی گرفتاری:

رات کو ان لوگوں نے اسے اس کے مکان کے قریب والی گلی میں پکڑ لیا اور اسے اسحاق بن موسیٰ الہادی کے پاس جو اپنے چچا ابراہیم بن المہدی کے ولی عہد خلافت تھا اور وہی مدینۃ السلام میں موجود تھا۔ لے کر آئے اس نے اس خوف سے مباحثہ اور مکالمہ کیا اسحاق نے اس کے سامنے اس کے تابعین کو دربار عام میں جمع کر کے اس سے کہا کہ تو نے ہماری حکومت پر عیب زنی کی اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا۔ سہل نے کہا میں نے بنی عباس سے بغاوت نہیں کی بلکہ میری دعوت انہیں کے لیے تھی۔ البتہ میں نے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ہے اور آج بھی اس دعوت پر قائم ہوں مگر بنی عباس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ تم سب کے سامنے علی الاعلان اس بات کو کہو کہ جو دعوت میں تم کو دے رہا ہوں وہ بالکل باطل ہے۔

سہل بن سلامہ کی اسیری:

اس غرض کے لیے یہ لوگوں کے سامنے لایا گیا۔ مگر اس نے کہا کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور اب بھی میں تم کو اسی کی دعوت دیتا ہوں۔ جب اس نے لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی تو عباسیوں نے اس کی ناک اور منہ پر تھپڑ مارے۔ سہل نے اس موقع پر کہا اے حربیہ والو۔ تمہاری وجہ سے اس مغرور کو اس قدر جسارت ہوئی ہے۔ اسے پکڑ

کر پھر اسحق کے پاس لائے اسحق نے اسے قید کر دیا۔ یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے۔ دو شنبہ کی رات کو اسے ابراہیم کے پاس مدائن لے گئے۔ یہاں ابراہیم نے اس سے وہ سوال کیا جو اسحق نے کیا تھا۔ اور سہل نے بھی وہی جواب دیا جو اس نے اسحق کو دیا تھا۔
محمد الرواعی کا قتل:

اس سے پہلے عباسیوں نے سہل کے ایک پیر و محمد الرواعی کو گرفتار کر لیا تھا ابراہیم نے اسے خوب پتوایا۔ اس کی داڑھی نچوا کر اسے بیڑیاں پہنائیں اور قید کر دیا تھا۔ جب سہل گرفتار ہوا تو اسے بھی انہوں نے قید کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ ہم نے تو اسے عیسیٰ کے حوالے کر دیا تھا۔ عیسیٰ نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر اس وجہ سے شائع کی گئی کہ ان کو خوف تھا کہ اگر لوگوں کو اس کے مقام کا پتہ چل گیا تو وہ اسے چھڑالے جائیں گے۔ سہل کے خروج سے گرفتاری اور قید تک بارہ ماہ گزرے تھے۔ اس سال مامون عراق آنے کے لیے مرو روانہ ہوئے۔

فضل بن سہل کے خلاف علی الرضا کی شکایت:

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے مامون کو اس فتنہ و فساد اور جنگ و جدال سے مطلع کیا جس میں کہ سب لوگ ان کے بھائی امین کے قتل کے بعد سے اب تک مبتلا تھے اور یہ بھی کہا کہ فضل بن سہل نے کبھی آپ کو ملک کے اصلی حالات سے اطلاع نہیں دی بلکہ ہمیشہ ان کو آپ سے چھپایا ہے خود آپ کے خاندان والے بعض باتوں کی وجہ سے آپ سے ناراض ہیں۔ اور آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آس مسحور اور مجنون ہو گئے ہیں آپ کی اس بے خبری کو دیکھ کر انہوں نے آپ کے چچا ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیا ہے۔ مامون نے کہا جہاں تک مجھے معلوم ہے انہوں نے ابراہیم کو خلیفہ نہیں بلکہ حکومت چلانے اور انتظام قائم رکھنے کے لیے محض اپنا امیر بنا لیا ہے۔ فضل نے مجھ سے یہی بات کہی ہے علی الرضا نے کہا کہ فضل آپ سے جھوٹ بول رہا ہے اور اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ ابراہیم اور حسن بن سہل کے درمیان عرصہ سے لڑائی جاری ہے اور وہ لوگ آپ سے اسی وجہ سے ناراض ہیں کہ آپ نے فضل اور اس کے بھائی کو اتنا رسوخ اور معاملات سلطنت میں اتنا درخور کیوں دے رکھا ہے۔ نیز مجھ سے جو آپ کے خاص تعلقات ہیں اور آپ نے اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد بنایا ہے یہ بات بھی ان کو سخت ناگوار ہے۔
علی الرضا کی شکایت کی تصدیق:

مامون نے پوچھا میرے ہاں کے کن کن لوگوں کو ان واقعات کا علم ہے۔ انہوں نے کہا: یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور چند اور فوجی امراء ان حالات سے واقف ہیں۔ مامون کہا آپ ان کو میرے پاس لے آئیں تاکہ میں ان سے وہ واقعات جو آپ نے بیان کیے ہیں دریافت کروں علی الرضا نے یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران، موسیٰ، علی بن ابی سعید فضل کا بھانجا اور خلف المصری کو مامون کی خدمت میں پیش کیا۔

مامون نے ان سے علی الرضا کے بیان کی تصدیق چاہی انہوں نے کہا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہمیں اپنے بیان کی وجہ سے فضل کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا ہم ایک لفظ نہیں کہہ سکتے مامون نے اس بات کا اقرار کیا اور ہر شخص کو اپنے ہاتھ سے وعدہ امان لکھ کر دے دیا۔ تب انہوں نے ان تمام فتنوں سے جو ملک میں برپا تھے ان کو پوری طرح مطلع کیا اور بتایا کہ اس وجہ سے آپ کے خاندان والے موالی اور دوسرے امراء آپ سے ناراض ہیں۔

مامون کو حقیقت حال کا علم:

ان لوگوں نے مامون کو بتایا کہ کس طرح فضل نے ہرثمہ کی جھوٹی بے بنیاد شکایت کر کے اسے نقصان پہنچایا اور ہرثمہ تو اصل میں آپ کو آپ کی بھلائی کے لیے مخلصانہ مشورہ دینے آیا تھا۔ اب اگر آپ نے ان حالات کا فوراً تدارک نہیں کیا تو یہ خلافت نہ صرف آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی بلکہ آپ کے خاندان ہی سے نکل جائے گی۔ فضل نے ہرثمہ کی شکایت ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسے خفیہ طور پر قتل کر دیا۔ حالانکہ اس کا مقصد آپ کی بھلائی اور خیر خواہی تھی۔ اس کے علاوہ طاہر بن الحسین نے آپ کے لیے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ سب پر ظاہر ہیں جو فتوح اس نے کیے اور جس طرح اس خلافت کو بالکل قابو میں کر کے وہ آپ کے پاس لے آیا اسے سب جانتے ہیں۔ مگر جب تمام معاملات درست ہو گئے تو اسے خلافت کے معاملات سے بالکل علیحدہ کر کے الگ تھلک رقبہ کے ایک گوشہ میں ڈال دیا گیا روپیہ اسے نہیں بھیجا گیا۔ جس کی وجہ سے اس کی شوکت و طاقت کمزور ہو گئی خود اس کی سپاہ اس کے تابع فرمان نہیں رہی۔ اگر وہ بغداد میں آپ کی خلافت کے استحکام و انتظام کے لیے ہوتا تو وہ تمام ملک کو ہموار کر لیتا۔ اور کسی شخص کو اس کے خلاف ایسی جرأت نہ ہوتی جیسی کہ اب حسن بن سہل کے خلاف لوگوں کو ہو گئی ہے۔ تمام عالم میں ہر طرف ہنگامہ ہی ہنگامہ برپا ہے۔ محمد کے قتل کے بعد سے طاہر بن الحسین کو رقبہ میں متعین کر کے اسے کئی سال سے بالکل بھلا ہی دیا گیا ہے۔ جو لڑائیاں اب ہو رہی ہیں ان میں کسی میں بھی اس سے کوئی مدد نہیں لی گئی ہے۔ حالانکہ جو اس سے کہیں ادنیٰ درجہ کے لوگ تھے ان کو شریک کیا گیا۔

امراء پر فضل بن سہل کا عتاب:

ان لوگوں نے مامون سے یہ بھی درخواست کی کہ آپ بغداد چلیں کیونکہ بنی ہاشم، موالیٰ امراء اور سپاہ جب آپ کی شان و شوکت کو دیکھیں گے وہ فوراً ٹھنڈے پڑ جائیں گے۔ اور آپ کی طاعت کے لیے سر تسلیم خم کریں گے جب ان سب باتوں کی مامون کو تحقیق ہو گئی۔ انہوں نے بغداد کے کوچ کا حکم دے دیا۔ فضل کو اس ملاقات کی کچھ خبر ہو گئی۔ اس نے ان لوگوں کی خوب خبر لی۔ بعضوں کو کوزوں سے پٹوایا۔ بعض کو قید کر دیا۔ اور بعض کی داڑھی نچوائی۔ علی الرضا نے دوبارہ مامون سے ان کا واقعہ بیان کیا۔ اور کہہ کر کہ آپ نے ان کو امان دی تھی۔ مامون نے کہا میں اس کا تدارک کر دوں گا۔

فضل بن سہل کا قتل:

جب مرو سے چل کر مامون سرخس آگئے تو چند آدمیوں نے فضل بن سہل پر جب کہ وہ حمام میں تھا حملہ کر دیا۔ اور تلواروں سے مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ جمعہ ۲/ شعبان ۲۰۲ھ کا واقعہ ہے۔ قاتل گرفتار کر لیے گئے۔ یہ چار آدمی غالب المسعودی الاسود قسطنطین الرومی فرج الدیلمی اور موفق الصقلی خود مامون کے خدمت گار تھے۔ قتل کے وقت فضل کی عمر ساٹھ سال تھی۔ قاتل بھاگے۔ مامون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا اور دس ہزار دینار ان کے پکڑنے والے کا انعام مقرر کیا۔ عباس بن ابیہثم بن بزرجمہر الدنیوری ان کو گرفتار کر کے مامون کے پاس لایا قاتلوں نے مامون سے کہا کہ آپ ہی نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ مامون ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

فضل بن سہل کے قاتلوں کی گرفتاری و قتل:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فضل کے قاتل جب گرفتار کر کے لائے گئے اور مامون نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا تم ان میں

سے کسی نے یہ کہا کہ فضل کے بھانجے علی بن ابی سعید نے ہمیں مقرر کیا تھا۔ دوسروں نے اس سے انکار کیا۔ مامون کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا۔ پھر مامون نے عبدالعزیز بن عمران علی موسیٰ اور خنف کو بلا کر ان سے پوچھا۔ انہوں نے اس واقعے سے اپنی قطعی برأت اور بے خبری ظاہر کی۔ مگر مامون نے ان کے انکار کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ان کو بھی قتل کر کے ان کے سر حسن بن سہل کے پاس واسط بھیج دیئے اور اسے لکھا کہ فضل کے قتل کی وجہ سے میں ایک بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔ میں نے اب تم کو فضل کی جگہ مقرر کر دیا ہے۔ مامون کا یہ خط حسن کو رمضان میں موصول ہوا۔ حسن اور اس کی فوج بدستور غلہ آنے اور خراج وصول ہونے تک واسط میں قیام پذیر رہی۔

المطلب بن عبداللہ کی مامون کی بیعت کی دعوت:

عید الفطر کے دن مامون سرخس سے عراق چلے اس وقت ابراہیم بن المہدی مدائن میں تھا اور عیسیٰ ابوالبط اور سعید نیل اور طرنا یا میں فروکش تھے۔ اور یہ روزانہ صبح و شام اس سے لڑا کرتے تھے۔ المطلب بن عبداللہ بن مالک بن عبداللہ مدائن سے بغداد آ گیا تھا۔ مگر اس نے بہانہ کر دیا کہ میں علیل ہوں اور اس وجہ سے اس نے لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ اب اس نے خفیہ طور پر مامون کے لیے دعوت دینا شروع کی اور لوگوں کو بتایا کہ منصور بن المہدی عراق میں مامون کا نائب ہے۔ آپ ابراہیم کی خلافت سے علیحدہ ہو جائیں منصور خزیمہ بن خازم اور سمت شرقی کے بہت سے امرائے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ اس نے حمید اور علی بن ہشام کو لکھا کہ تم بغداد آؤ۔ حمید نہر صرصر پر آ کر فروکش ہو اور علی النہروان پر۔

المطلب بن عبداللہ کا ابراہیم سے ملاقات کرنے سے انکار:

جب ابراہیم کو اس تحریک کی محقق خبر ہوئی وہ مدائن سے بغداد آنے کے لیے روانہ ہوا اور سپنجر کے دن ۱۴ صفر کو زندورد آ کر فروکش ہوا۔ اور اس نے المطلب منصور اور خزیمہ کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ انہوں نے اسے ٹال دیا۔ اور نہ گئے۔ اب ابراہیم نے عیسیٰ بن محمد بن خالد اور اس کے بھائی کو ان کے پاس بھیجا ان میں سے منصور اور خزیمہ نے تو اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ مگر المطلب کے موالیوں اور جمعیت والوں نے اس کے مکان کی مدافعت کی اور لڑے مگر اب کثیر التعداد حملہ آور ان پر چڑھ آئے۔ ابراہیم نے منادی کرادی کہ جو لوٹ نہیں شریک ہونا چاہے وہ المطلب کے گھر آ جائے۔ ظہر کے وقت ہزار ہا آدمی اس کے گھر پہنچے اور جو کچھ وہاں تھا اس سب کو لوٹ لیا۔ اس کے مکان کے علاوہ ان لوگوں نے اس کے خاندان والوں کے تمام مکانات بھی لوٹ لیے۔ اسے تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ یہ واقعہ منگل کے دن جب کہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں پیش آیا۔

حمید کا مدائن پر قبضہ:

جب حمید اور علی بن ہشام کو اس واقعہ کی خبر ہوئی حمید نے اپنے ایک سردار کو روانہ کیا اس نے مدائن پر قبضہ کر لیا اور پل کو توڑ ڈالا۔ اور پھر وہ مدائن ہی میں فروکش ہو گیا۔ علی بن ہشام نے اپنے ایک سردار کو بھیجا وہ مدائن میں فروکش ہو کر نہر دیالی آیا۔ اسے اس نے توڑ دیا۔ اب یہ سب مدائن میں مقیم ہو گئے پھر اپنی اس کارروائی پر جو ابراہیم نے المطلب کے ساتھ کی اسے ندامت ہوئی اور المطلب اس کے ہاتھ بھی نہیں آیا۔

مامون کی بوران سے شادی:

اس سال مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی بوران سے شادی کی نیز انہوں نے اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی علی الرضا سے اور

دوسری بیٹی ام الفضل کی شادی محمد بن علی بن موسیٰ سے کی۔

امیر حج ابراہیم بن محمد:

اس سال ابراہیم بن محمد بن جعفر بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لیے دعوت دی۔ حسن بن سہل نے عیسیٰ بن یزید الجلو دی کو جو بصرے میں تھا۔ حکم بھیجا تھا کہ اس سال وہ حج میں شریک ہو چنانچہ یہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکہ آیا۔ اور حج میں شریک ہوا اور پھر اپنے مستقر واپس آ گیا۔ چونکہ حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے یمن پر قبضہ کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اس لیے حج کر کے ابراہیم بن موسیٰ کے سے یمن چلا گیا۔

۲۰۳ھ کے واقعات

علی الرضائی کی وفات:

سرخس سے روانہ ہو کر مامون طوس آئے یہاں آ کر اپنے باپ کی قبر پر چند روز قیام پذیر ہوئے۔ علی الرضائی نے انکو رکھائے۔ جس سے ان کو ہیضہ ہوا۔ اور دفعۃً ان کا انتقال ہو گیا۔ یہ آخر ماہ صفر کا واقعہ ہے۔ مامون کے حکم سے وہ رشید کے قریب ہی دفن کیے گئے مامون نے ربیع الاول میں حسن بن سہل کو ان کی موت کی اطلاع دی اور اپنے انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا۔

اہل بغداد کو علی الرضا کے انتقال کی اطلاع:

مامون نے بنی العباس مولیوں اور اہل بغداد کو بھی علی الرضا کی موت کی اطلاع دی اور لکھا کہ آپ حضرات صرف ان کی ولی عہدی سے ناراض تھے۔ اب ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ میری اطاعت و فرمانبرداری کریں اس کے جواب میں انہوں نے مامون اور حسن کو ایسے سخت خطوط لکھے جو کسی کو نہ لکھے جائیں۔ مامون نے علی الرضا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مامون کی طوس سے روانگی:

اس سال وہ طوس سے بغداد آنے کے لیے روانہ ہو کر جب رے آئے تو یہاں انہوں نے اس رقم میں سے جو رے سے بارگاہ خلافت کے لیے سالانہ مقرر تھی، میں لاکھ درہم کم کر دیئے۔

حسن بن سہل کی دیوانگی:

اس سال حسن بن سہل مرض سودا میں مبتلا ہوا اور مرض نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اس سے وہ بالکل دیوانہ ہو گیا آخر کار زنجیروں میں باندھ کر ایک کوٹھڑی میں اسے بند کر دیا گیا۔ اس کے عہدیداروں نے مامون کو اس کے ان حالات سے مطلع کیا۔ مامون نے جواب دیا کہ دینار بن عبداللہ اس کے بجائے چھاؤنی کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے۔ اور میں خود بہت جلد وہاں آتا ہوں۔

عیسیٰ، حسن اور حمید کا خفیہ معاہدہ:

اس سال ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پٹوا کر قید کر دیا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حمید اور حسن سے محمد بن محمد المعبدی الباشمی کے ذریعہ اندرونی طور پر مراسلت کرتا تھا۔ اور

ظاہر میں ابراہیم کا مطیع اور مخلص بنا ہوا تھا۔ مگر وہ نہ حمید سے لڑتا تھا اور نہ وہ اس کی کسی بات یا کام میں تعرض کرتا تھا۔ جب کبھی ابراہیم اس سے کہتا کہ حمید سے لڑنے جاؤ۔ وہ کبھی یہ بہانہ بنا دیتا کہ فوج اپنی معاش کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اور کبھی کہہ دیتا کہ غلہ آجائے تو جاؤں۔ یہ اسی طرح کے حیلے بہانے کرتا رہا۔ البتہ جب اس کے اور حسن اور حمید کے درمیان اس کے اطمینان کے مطابق خفیہ قرارداد ہو گئی۔ تو وہ یہ اقرار کر کے کہ میں ابراہیم بن المہدی کو جمعہ کے دن جو سوال کا آخری دن ہو گا ان کے حوالے کر دوں گا۔ ان سے مل کر چلا آیا۔

عیسیٰ بن محمد کی سازش کا انکشاف:

اس سازش کی اطلاع ابراہیم کو بھی ہو گئی۔ جمعرات کے دن عیسیٰ باب الجسر آیا۔ اور اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے حمید سے صلح کر لی ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں اس کے معاملہ میں دخل نہ دوں گا اور اس نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ وہ میرے کسی معاملہ میں دخل نہ دے گا۔

اب اس نے باب الجسر اور باب الشام پر خندق بنوائی۔ ان واقعات کی ابراہیم کو اطلاع ہوئی اس سے پہلے عیسیٰ نے ابراہیم سے کہا تھا کہ شہر میں جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں اس نے اس کا اقرار کر لیا تھا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے اس کے متعلق ایسا خیال ظاہر کیا ہے اور وہ اسے گرفتار کر لینا چاہتے ہیں۔ ابراہیم ہوشیار ہو گیا۔ اور جمعہ کی نماز کے لیے نہیں گیا۔

عیسیٰ بن محمد کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ خود عیسیٰ کے بھائی بارون نے ابراہیم کو عیسیٰ کے ارادوں اور منصوبوں کی اطلاع دی تھی۔ اس اطلاع کے بعد ابراہیم نے عیسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجا تا کہ بعض معاملات میں اس سے گفتگو کرے۔ مگر اس نے آنے کا کوئی بہانہ بنا دیا اور نہ آیا۔ ابراہیم نے مسلسل کئی آدمی اس کے بلانے کے لیے بھیجے۔ آخر کار مجبور ہو کر اسے آنا پڑا اور وہ ابراہیم سے ملنے اس کے رصافہ کے قہر آیا۔ اس کے پاس پہنچتے ہی تمام لوگ مجلس سے اٹھادیئے گئے اور صرف ابراہیم اور عیسیٰ وہاں رہ گئے ابراہیم نے اس پر اپنا عتاب شروع کیا۔ عیسیٰ معذرت کرنے لگا کہ جس وجہ سے آپ مجھ پر عتاب کر رہے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ ابراہیم کوئی الزام اس پر لگا رہا وہ اس کی تردید کرتا۔ مگر جب بعض باتوں کا اس نے اس سے اقرار ہی کر لیا تو اب اس کے حکم سے عیسیٰ کو پینا گیا۔ پھر اسے قید کر دیا گیا۔ ابراہیم نے اس کی جمعیت کے چند سرداروں کو بھی پکڑ لیا۔ اور قید کر دیا اس نے آدمی عیسیٰ کے مکان میں بھیج دیئے۔ وہاں سے اس کی ایک ام ولد اور چند بالکل صغیر بچے گرفتار کر کے لائے گئے۔ ان کو بھی ابراہیم نے قید کر دیا۔ یہ اس جمعرات کا واقعہ ہے۔ جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں صرف ایک رات باقی تھی۔

عباس کا ابراہیم کے کارکن پر حملہ:

ابراہیم نے عیسیٰ کے نائب عباس کی تلاش کی مگر وہ روپوش ہو گیا۔ جب عیسیٰ کی گرفتاری کی اطلاع اس کے خاندان والوں اور دوستوں کو ہوئی وہ مشورہ کے لیے ایک دوسرے سے جا کر ملے۔ اس کے خاندان والوں اور بھائیوں نے عوام کو ابراہیم کے خلاف بھڑکایا اور اب وہ عیسیٰ کے خلیفہ عباس کی قیادت میں ابراہیم کے مقابلہ کے لیے اکٹھا ہوئے۔ انہوں نے ابراہیم کے کارکن پر جو جسر پر متعین تھا۔ حملہ کر کے اسے اس کے مقام سے نکال دیا۔ اس نے جا کر ابراہیم کو اس یورش کی اطلاع دی۔ ابراہیم نے حکم دیا کہ پل

توڑ دیا جائے۔ بلوایوں نے ان تمام عہدہ داروں کو جو ابراہیم کی طرف سے کرخ وغیرہ میں متعین تھے۔ وہاں سے نکال دیا۔ اب چور اچکے بد معاش پھر علانیہ طور پر نمودار ہوئے۔ اور اب وہ پولیس کی چوکیوں پر بیٹھ گئے۔
عباس کی حمید کو حوالگی بغداد کی دعوت:

عباس نے حمید کو لکھا کہ آپ آئیے میں بغداد آپ کو دینے دیتا ہوں۔ دوسرے دن جمعہ تھا۔ اس ہنگامے کی وجہ سے شہر کی مسجد میں بغیر خطبہ کے مؤذن نے ظہر کے چار فرض پڑھا دیئے۔ جمعہ کی نماز نہ ہو سکی۔ اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کی خلافت کے لیے دعوت دی۔
اہل بغداد کا عباس کے نام مشروط دعوت نامہ:

حمید کو اہل بغداد کا دعوت نامہ ملا۔ اس میں یہ بھی شرط تھی کہ وہ ہر شخص کو پچاس درہم دے۔ اس نے اسے منظور کیا اور اتوار کے دن کونے کے راستے بڑھ کر نہر صرصر پر فروکش ہوا۔ یہاں دوسرے دن دوشنبہ کی صبح کو عباس اور بغداد کے امراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حمید نے ان سے وعدے کیے ان کو امیدیں دلائیں۔ انہوں نے اس کی بات پر اعتماد کیا۔
حمید کو اہل بغداد کی مشروط پیشکش:

حمید نے وعدہ کیا کہ اگر آئندہ جمعہ کی نماز میں تم ابراہیم کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کے لیے دعوت دو تو سینیچر کے دن یا سریہ میں تم کو عطا تقسیم کر دوں گا۔ انہوں نے یہ بات مان لی۔ ابراہیم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو قید سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تم کو رہائی دیتا ہوں۔ تم اپنے مکان جاؤ اور اپنی سمت سے میرے لیے دشمن کی مدافعت کرو۔ مگر اس نے نہ مانا۔ جمعہ کے دن عباس نے محمد بن ابی رجا الفقیہ کو بلا بھیجا۔ اس نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور مامون کے لیے دعا مانگی۔
بغدادی فوج میں عطا کی تقسیم:

سینیچر کے دن حمید یا سریہ آیا۔ وہاں اس نے اہل بغداد کی فوج کا معائنہ کیا۔ اور جب اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے انہوں نے کہا ان پچاس میں سے دس دس کم کر کے آپ ہمیں چالیس دیں۔ کیونکہ اس عدد کو ہم اس وجہ سے منحوس خیال کرتے ہیں کہ علی بن ہشام نے ہمیں پچاس پچاس دیئے تھے۔ مگر پھر اس نے ہمارے ساتھ بد عہدی کی اور ہماری معاش بند کر دی۔ حمید نے کہا میں بجائے دس کم کرنے کے دس کا اضافہ کر کے ہر شخص کو ساٹھ دیئے دیتا ہوں۔
عیسیٰ بن محمد کی رہائی:

اس کی اطلاع ابراہیم کو ہوئی اس نے عیسیٰ کو طلب کر کے اس سے درخواست کی کہ تم میری حمایت میں حمید سے لڑو۔ اس مرتبہ اس نے اسے منظور کر لیا۔ ابراہیم نے اسے رہا کر دیا۔ اور اسے چند آدمیوں کی ضمانت لے لی۔ عیسیٰ نے فوج سے کہا کہ ہم بھی تم کو اسی قدر دینے دیتے ہیں۔ جو تم کو حمید نے دیا ہے۔ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ فوج نے انکار کر دیا۔ دوشنبہ کے دن عیسیٰ اپنے بھائی بندوں اور سمت شرقی کے سرداروں کے ساتھ دجلہ کو عبور کر کے ان کے پاس آیا اور اس نے سمت غربی والوں سے کہا کہ جو عطا حمید نے تم کو دی ہے ہم اس سے زیادہ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو خوب گالیاں دیں اور کہا کہ ہم ابراہیم کو نہیں چاہتے۔

عیسیٰ بن محمد اور حمید کی فوج میں جھڑپ:

عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے شہر کے اندر آ کر دروازے بند کر لیے اور فصیل پر چڑھ کر وہ ان لوگوں سے کچھ دیر تک لڑتے رہے مگر جب ان کو ایک جماعت کثیر نے آلیا تو وہ مقابلہ سے ہٹ کر باب خراسان آئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے۔
عیسیٰ بن محمد کی گرفتاری:

صرف عیسیٰ ان کو چھوڑ کر پلٹ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ دشمن سے لڑنے کے لیے جا رہا ہے۔ مگر پھر اس نے سچھ ایسی تدبیر کی کہ وہ خود بخود دشمن کے ہاتھوں میں قیدی کی طرح پڑ گیا۔ خود اسی کے سردار نے اس کو گرفتار کر لیا اور وہ اسے اس کے مکان لے آیا۔ باقی ابراہیم کے پاس چلے گئے اور انہوں نے یہ سارا واقعہ ابراہیم کو سنایا اس سے وہ نہایت سخت رنجیدہ ہوا۔ المطلب بن عبداللہ بن مالک پہلے ہی ابراہیم کا ساتھ چھوڑ کر روپوش ہو چکا تھا۔ جب حمید آیا تو وہ دریا کو عبور کر کے اس کے پاس جانے لگا۔ مگر معبد نے اسے گرفتار کر کے ابراہیم کے پاس پیش کر دیا۔ ابراہیم نے تین یا چار دن اسے قید رکھا۔ پھر یکم ذی الحجہ دو شنبہ کی رات اسے چھوڑ دیا۔
اس سال ابراہیم بن المہدی حمید بن عبدالمجید سے جنگ شروع ہو جانے سے اور سہل بن سلامہ کو اپنی قید سے رہا کرنے کے بعد روپوش ہو گیا۔

سہل بن سلامہ کی رہائی:

سہل بن سلامہ کے متعلق لوگوں کا بیان تھا کہ وہ قتل ہو چکا ہے حالانکہ وہ ابراہیم کے پاس قید تھا۔ حمید کے بغداد میں داخلہ کے بعد ابراہیم نے سہل بن سلامہ کو قید سے نکالا۔ اس نے حسب عادت مسجد رضافہ میں اپنی دعوت شروع کی۔ رات کے وقت اسے پھر قید کر دیا جاتا۔ چند دن یوں ہی گزرے۔ اس کے بعد اس کے ساتھ ہمراہی اس کی معیت کے لیے آئے۔ مگر اس نے سہل کو چھوڑ دیا۔ وہ چلا گیا اور روپوش ہو گیا۔

ابراہیم بن مہدی اور حمید کی جنگ:

جب ابراہیم کے امرا اور فوج نے دیکھا کہ حمید عبداللہ بن مالک کی چکیوں میں آ کر فروکش ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر اس سے جا ملے اور انہوں نے مدائن پر اس کے لیے قبضہ کر لیا۔ جب ابراہیم نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھا اس نے اپنی تمام جمعیت کو دمشق کے مقابلہ پر بڑھایا۔ نہر دیالی کے پل پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی۔ حمید نے ان کو شکست دی وہ پل کو عبور کر کے بھاگنے لگے۔ حمید کی فوج نے ان کا تعاقب کیا۔ اور ان کو بغداد کے گھروں میں گھس جانے پر مجبور کر دیا۔ یہ جمہرات ختم ماہ ذیقعدہ کا واقعہ ہے۔
بقرعید کے دن ابراہیم نے قاضی کو حکم دیا کہ وہ عیساباد میں نماز عید پڑھائے۔ چنانچہ قاضی کی امامت میں لوگوں نے عید کی نماز پڑھی اور پھر اپنے گھروں کو واپس آئے۔

ابراہیم بن مہدی کی روپوشی:

فضل بن الربیع جو روپوش ہو گیا تھا وہ بھی حمید سے جا ملا اسی طرح علی بن رابطہ بھی حمید کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ ہاشمی اور دوسرے فوجی امرا ایک ایک کر کے حمید کے پاس جانے لگے۔ یہ صورت حال محسوس کر کے ابراہیم کی ہمت پست ہو گئی اور اب کوئی تدبیر اسے سمجھائی نہیں دیتی تھی۔ المطلب نے حمید سے سازش کی تھی کہ میں بغداد کی سمت شرقی پر تمہارے لیے قبضہ کیے لیتا ہوں۔ ابوالبط

عبدالوہید اور ان کے چند اور ساتھی سرداروں نے علی بن ہشام سے یہ وعدہ کیا کہ ہم ابراہیم کو پکڑ کر تمہارے حوالے کیے دیتے ہیں۔ جب ابراہیم کو ان تمام حالات نے گھیر لیا ہے وہ دن بھران کی مدارات کرتا رہا۔ رات ہوتے ہی وہ روپوش ہو گیا۔ یہ بدھ کی رات کا جب کہ ذی الحجہ ۲۰۳ھ کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں۔ واقعہ ہے:

ابراہیم بن مہدی کی تلاش:

المطلب نے حمید کو لکھا کہ میں نے اور میری جمعیت نے ابراہیم کے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ اگر تم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہو تو آؤ ابن الساجور اور اس کے ہمراہیوں نے علی بن ہشام کو اسی قسم کی اطلاع دی۔ حمید اطلاع پاتے ہی چل پڑا۔ یہ عبداللہ کی چکیوں میں فروکش تھا۔ وہاں سے باب الجسر آیا۔ دوسری طرف سے علی بن ہشام نہر میں آ کر فروکش ہو گیا۔ اور یہاں سے مسجد کوثر پر بڑھ آیا ابن الساجور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور المطلب نے باب الجسر آ کر حمید کا استقبال کیا۔ اور وہیں اس سے ملاقات کی۔ حمید نے اسے تقرب دیا حسن سلوک کے وعدے کئے اور کہا کہ تمہاری کارگزاری کی اطلاع مامون کو کروں گا۔ اب یہ سب مل کر ابراہیم کے مکان آئے اسے تلاش کیا مگر وہ وہاں نہ ملا۔ مامون کے بغداد آنے تک ابراہیم برابر روپوش رہا۔ ان کے آنے کے بعد پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہوا اسے سب ہی جانتے ہیں۔

سہل بن سلامہ کی عزت و توقیر:

سہل بن سلامہ جو روپوش ہو کر اپنے گھر چلا گیا تھا ظاہر ہو گیا۔ حمید نے اسے اپنے پاس بلایا اسے تقرب دیا، اپنے قریب بلانا ایک فخر سے دیا۔ اور پھر عزت و احترام کے ساتھ اسے اس کے گھر پہنچا دیا۔ یہ بھی مامون کے وہاں آنے تک اپنے گھر بیٹھا رہا۔ ان کے آنے بعد یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مامون نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اپنے مکان میں پند و وعظ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سورج گرہن:

اس سال اتوار کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کامل سورج گرہن ہوا آفتاب کی روشنی بالکل جاتی رہی۔ اس کے قرص کا دو ٹکٹ سے زیادہ حصہ غائب ہو گیا۔ دن چڑھے سے گرہن شروع ہوا تھا، ظہر کے قریب تک یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد آفتاب صاف ہو گیا۔

امیر حج سلیمان بن عبداللہ:

ابراہیم کی کل مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ اور بارہ دن ہوئی علی بن ہشام نے بغداد کے شرقی حصے پر اور حمید نے غربی حصے پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار ذی الحجہ میں مامون ہمدان آگئے۔ اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا۔



باب ۱۱

مامون کی عراق میں آمد

۲۰۴ھ کے واقعات

مامون کا نہروان میں استقبال:

اس سال مامون عراق آگئے اور اب بغداد میں تمام فتنے فساد ختم ہو گئے۔

جر جان پہنچ کر مامون نے ایک ماہ قیام کیا۔ یہاں سے چل کر ذی الحجہ میں وہ رہے آئے یہاں چند روز قیام کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر پھر مسلسل منزلیں کرنے لگے۔ اب صرف ایک دن یا دو دن وہ قیام کرتے تھے۔ سنجر کے دن نہروان آئے۔ یہاں آٹھ روز تک مقیم رہے۔ ان کے خاندان والے امراء اور دوسرے عمائدان کے استقبال کے لیے نہروان آئے اور ان کو سلام کیا۔

طاہر بن حسین کی طلبی:

انہوں نے اثنائے سفر میں طاہر بن حسین کو رقعہ لکھا تھا کہ تم مجھ سے نہروان آ کر ملو۔ چنانچہ وہ ان کی خدمت میں یہیں حاضر ہوا۔ دوسرے سنجر کو جب کہ ماہ صفر ۲۰۴ھ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں۔ دن پڑھے وہ بغداد میں داخل ہوئے۔ اس وقت وہ بغداد میں داخل ہوئے۔ اس وقت وہ اور ان کے تمام ہمراہی سبزلباس میں تھے، قبائل ٹوپیاں، کشتیاں اور علم سب ہی سبز تھے۔ بغداد آ کر رصانے میں فروکش ہوئے۔ طاہر بھی ان کے ہمراہ وہاں آیا اسے اور اس کے ہمراہیوں کو انہوں نے خیزرانہ میں فروکش ہونے کا حکم دیا۔ پھر مامون رصانہ سے منتقل ہو کر اپنے قصر میں جو لب دجلہ تھا چلے آئے۔ انہوں نے حمید بن عبدالمہدی علی بن ہشام اور ہر امیر کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنی میں فروکش رہیں۔

بنی عباس اور اہل خراسان کا سبزلباس کے خلاف احتجاج:

یہ امر روزانہ مامون کے محل آتے تھے۔ کوئی شخص بغیر سبزلباس کے ان کی خدمت میں باریاب نہیں ہوتا تھا۔ تمام اہل بغداد اور بنی ہاشم نے یہی سبزلباس اختیار کر لیا تھا۔ سرکاری ملازم جس شخص کو سیاہ لباس پہننے دیکھتے اس کے لباس کو پھاڑ ڈالتے۔ کبھی کبھی کوئی شخص ڈرتے ڈرتے سیاہ کلاہ تو پہن بھی لیتا تھا مگر قبا اور علم کے متعلق کسی کو یہ جرات نہ ہوتی تھی کہ وہ سیاہ اختیار کرے۔ اور نہ سرکار سے معاف کرتی۔ آٹھ روز یہی کیفیت رہی پھر بنی ہاشم اور خاص کر بنی عباس نے اس معاملہ پر ان سے گفتگو کی اور کہا کہ امیر المومنین آپ نے اپنے آباؤ اپنے خاندان اور سلطنت کا مقررہ رنگ چھوڑ کر سبزلباس اختیار کیا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ اہل خراسان کے امرانے بھی اس معاملہ کے متعلق مامون کو عرضداشت بھیجی تھی۔

طاہر بن حسین کی سبز لباس ترک کرنے کی درخواست:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مامون نے طاہر سے کہا کہ جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے بیان کرو۔ اس نے موقع پاتے ہی سب سے پہلے یہی درخواست کی کہ آپ اس سبز لباس کو اتار کر سیاہ لباس پہنیں۔ جو آپ کے آباء کی دولت کا لباس ہے۔ مامون نے جب دیکھا کہ اگرچہ ان کے حکم کی اطاعت میں سب لوگوں نے سبز لباس تو اختیار کر لیا ہے۔ مگر وہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔

طاہر بن حسین کی درخواست کی منظوری:

سینچر کے دن انہوں نے دربار کیا اس وقت بھی وہ سبز لباس پہنے تھے جب سب جمع ہو گئے انہوں نے سیاہ لباس طلب کیا۔ اور اسے پہنا۔ پھر سیاہ خلعت منگوا کر اسے طاہر کو پہنایا۔ پھر انہوں نے اور چند امراء کو پاس بلا کر ان سب کو سیاہ قبائیں اور سیاہ کلاہیں پہنا دیں۔ جب یہ امراء دربار خلافت سے سیاہ لباس پہن کر باہر آئے تو تمام دوسرے عہدیداروں اور سپاہیوں نے سبز لباس اتار دیا اور اس کے بجائے سیاہ لباس پہن لیا۔ یہ سینچر کے دن کا واقعہ ہے جب کہ ماہ صفر کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ستائیس دن سبز لباس پہنا۔ پھر اسے چھاڑ ڈالا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آ کر جب تک کہ ان کے پہلے محل کے قریب دجلہ کے کنارے اور بستان موسیٰ میں اور امکانات تیار ہوں وہ رصافہ ہی میں قیام پذیر تھے۔

احمد بن ابی خالد کا اندیشہ:

احمد بن ابی خالد الاحوال بیان کرتا ہے کہ جب ہم مامون کے ساتھ خراسان سے آتے ہوئے حلوان کی گھائی پہنچے اس وقت میں ان کے ساتھ دوسری طرف سوار تھا۔ مامون کہنے لگے احمد مجھے عراق کی خوشبو آ رہی ہے۔ مگر میں نے یہ جواب دیا کہ جناب والا میں ایسا نہیں سمجھتا۔ کہنے لگے میری بات کا یہ جواب تو نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو سہو ہوا یا تم کسی اور بات کو سوچ رہے ہو۔ اس لیے تمہارا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا۔ میں نے عرض کیا امیر المؤمنین واقعہ تو یہی ہے۔ پوچھا کیا سوچ رہے تھے میں نے عرض کیا میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ ہم اہل بغداد کے پاس جا تو رہے ہیں۔ مگر ہمارے پاس اس وقت صرف پچاس ہزار درہم ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں فتنہ برپا ہے اور لوٹ مار کی وجہ سے اہل بغداد کو فتنہ و فساد مرغوب ہے۔ اب اگر اس وقت کوئی اٹھ کھڑا ہو اور ہنگامہ کر دے تو ہماری کیا بنے گی۔

مامون کی اہل بغداد کے متعلق رائے:

یہ سن کر مامون دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے۔ پھر کہا۔ احمد تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری فکر بہت خوب ہے مگر میں تم کو بتاتا ہوں کہ اس شہر میں باشندوں کے تین طبقے ہیں۔ ظالم مظلوم اور ایک وہ جو نہ ظالم ہے اور نہ مظلوم ظالم کی ساری توقع ہم سے صرف یہ ہوگی کہ ہم اسے معاف کر دیں اور اس سے کچھ نہ بولیں۔ مظلوم صرف یہ چاہے گا کہ ہم اس کا انصاف کریں اور حمایت کریں اور جو شخص نہ ظالم ہوگا اور نہ مظلوم وہ اپنے گھر بیٹھا رہے گا۔ اور کوئی حرکت نہیں کرے گا۔ بخدا! مامون کا کہنا حرف بحرف صحیح ہوا۔

اہل سواد سے دو خمس مال گزاری وصول کرنے کا حکم:

اس سال مامون نے حکم دیا کہ اہل سواد سے مال گزاری میں دو خمس لیے جائیں اس سے پہلے نصف لیا جاتا تھا۔ مامون نے

تفسیر ملجم کو جو جھکتی ہوئی تول سے دس مکا کیک (۱۰ بارونی ٹلوک کے حساب سے) برابر تھا۔ سرکاری تول کا پیمانہ مقرر کیا۔
اس سال یحییٰ بن معاذ کی بابک سے لڑائی ہوئی۔ مگر کسی کو اپنے حریف پر کامیابی نہیں ہوئی۔
امیر حج عبداللہ بن الحسن:

اس سال مامون نے صالح بن الرشید کو بصرے کا والی مقرر کیا اور عبداللہ بن العباس بن علی بن ابی طالب کو حرمین کا والی مقرر کیا۔ عبید اللہ بن الحسن کی امارت میں اس سال حج ہوا۔

۲۰۵ھ کے واقعات

طاہر کی مشرقی ممالک کی ولایت:

اس سال مامون نے طاہر کو مدینۃ السلام سے لے کر انصائے مشرق تک کے علاقے کا ناظم مقرر کر دیا اس سے پہلے انہوں نے اسے جزیرہ کا، کوتوالی کا، بغداد کے دونوں حصوں کا والی مقرر کیا تھا۔ حسب ضرورت سواد کی اعانت بھی اس کے ذمے کر دی تھی۔ اب مامون دربار کرنے لگے۔

محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم میں مناظرہ:

بشیر بن غیاث المریسی بیان کرتا ہے کہ میں شامہ محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم عبداللہ المامون کی خدمت میں حاضر تھے۔ تشیع پر مناظرہ ہونے لگا۔ محمد بن ابی العباس نے امامت کی تائید کی اور علی بن الہیثم نے یزید کی تائید کی۔ دونوں میں اس قدر بحث ہوئی کہ محمد نے غصے میں علی سے کہا اے بھٹی گنوار میں تجھ سے بات نہیں کرتا۔ مامون جو تکیے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے کہا گالی گلوچ پر اتر آنا ہارنے کی علامت ہے اور یہ بہت بری بات ہے۔ ہم نے اس بحث اور مباحثے کو صرف اس لیے اٹھایا تھا کہ جو حق بات کہے گا۔ ہم اس کی تعریف کریں گے اور جو اس سے انکار کرے گا ہم اسے سمجھائیں گے۔ اور جو شخص ان دونوں مباحثے باتوں سے انکار کرے گا اس وقت جو مناسب ہوگا ہم اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے جو اصل بات ہے اس پر دونوں قائم رہو اور کلام تو فروعی ہے۔ یہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ جب تم فروغ میں پڑ جاؤ تو اصل کے متعین ہونے کی وجہ سے تم آسانی سے پھر اس پر عود کر سکو۔ محمد نے کہا تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ واحد لا شریک ہے۔ محمد اس کے بندے اور رسول اور اسلام کے یہ فرائض اور قوانین ہیں۔

محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم میں تلخ کلامی:

اس کے بعد اب پھر دونوں میں مناظرہ شروع ہوا۔ محمد نے پھر علی کو وہی سخت الفاظ کہے جو اس نے پہلے کہے تھے۔ علی نے کہا اگر امیر المؤمنین یہاں تشریف نہ رکھتے ہوتے اور ان کی نرم مزاجی اور ممانعت کا خیال نہ ہوتا تو میں سر توڑ دیتا۔ کیا تو اس بات کو بھول گیا کہ تو مدینہ میں منبر کو دھویا کرتا تھا۔ مامون نے جو تکیے کے سہارے تھے۔ اب پھر سیدھے ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس منبر کے غسل کا کیا مطلب۔ کیا مجھ سے تیرے معاملے میں کوئی تفسیر ہوئی یا منصور نے تیرے باپ کے معاملے میں کوئی کمی اٹھا رکھی۔ بخدا! اگر خلیفہ اس بات سے حیا نہ کرتے کہ وہ اپنے وعدے سے انحراف کریں تو میں ابھی تجھے قتل کر دیتا کہ تیرا سر زمین پر تڑپتا نظر آتا۔ اٹھ

یہاں سے اب نہ آنا۔

مامون اور طاہر بن حسین کی ملاقات:

محمد بن ابی العباس دربار سے اٹھ کر سیدھا طاہر بن حسین اپنے بہنوئی کے پاس آیا اور اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ دربار کا یہ دستور تھا کہ مامون جب نبیذ پیتے تو اس وقت فتح خدمت گار درباری کرتا۔ یا سر توشہ خانہ کا دروغہ تھا۔ حسین ساقی تھا۔ اور ابو مریم سعید الجوبہری کا غلام ہر کارہ تھا۔

طاہر اس وقت محل آیا فتح نے مامون سے جا کر عرض کیا کہ طاہر ملنے کے لیے حاضر ہے۔ کہنے لگے یہ تو اس کے آنے کا وقت نہیں ہے۔ اچھا آنے دو۔ طاہر نے آ کر سلام کیا۔ مامون نے سلام کا جواب دیا مامون نے حکم دیا کہ اسے ایک رطل پلاؤ طاہر نے نبیذ کو اپنے دست راست میں لے لیا۔ مامون نے کہا بیٹھ جاؤ مگر طاہر باہر آیا اور یہاں اس نے وہ نبیذ پی اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس اثنا میں وہ دوسرا رطل بھی پی چکے تھے۔ اس کے آنے کے بعد مامون نے حکم دیا کہ اسے دوبارہ اسی قدر پلاؤ۔ طاہر نے اس مرتبہ بھی وہی کیا جو پہلے کر چکا تھا۔ اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مامون نے کہا بیٹھ جاؤ اس نے کہا امیر المومنین فوج خاصہ کے سردار کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھے۔ مامون نے کہا یہ آئین دربار عام کا ہے۔ دربار خاص کا نہیں۔ یہاں آزادی ہے۔

طاہر بن حسین کی محمد بن ابی العباس کی سفارش:

اتنے میں مامون رو پڑے ان کی دونوں آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں۔ طاہر نے پوچھا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں۔ خدانہ کرے کہ کبھی آپ کو رونا نصیب ہو۔ تمام ممالک اور رعایا آپ کے مطیع و منقاد ہو چکی ہے اور جو کچھ آپ نے چاہا اللہ نے اسے آپ کے لیے پورا کر دیا۔ اب رونے کی کیا ضرورت ہے۔ مامون نے کہا میں ایسی بات کے لیے روتا ہوں جس کا اظہار ذلت اور جس کا انخفا باعث حزن ہے اور بھلا کوئی ایسا بھی انسان ہے جسے کوئی غم نہ ہو۔ اچھا تم اپنے آنے کی غرض بیان کرو۔ طاہر نے کہا محمد بن ابی العباس سے خطا اور لغزش ہو گئی ہے۔ آپ اسے معاف کر دیں۔ اور اس سے خوش ہو جائیں۔ مامون نے کہا میں ان سے خوش ہو گیا اور میں نے حکم دیا ہے کہ اسے صلہ دیا جائے اور پھر اسے اس کے مرتبہ پر بحال کر دیا جائے اور چونکہ وہ ہمارے بے تکلف مونسوں میں نہیں ہے اس لیے ہم اسے اسی وقت یہاں نہیں بلاتے ورنہ بلا بھی لیتے۔

مامون کے رونے کی وجہ:

طاہر بن حسین نے واپس جا کر ابن العباس کو اس کی اطلاع دے دی اور ہارون بن جینو یہ کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اہل قلم مزے میں ہیں۔ خراسانی ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں تم تین لاکھ درہم لے جاؤ۔ دو لاکھ حسین خدمت گار کو دو اور ایک لاکھ محمد بن ہارون کے کاتب کو دینا اور اس سے کہنا کہ وہ مامون سے ان کے رونے کی وجہ کسی موقع سے دریافت کرے۔ ہارون نے حسبہ بجا آوری کر دی۔ جب صبح کا کھانا کھا چکے تو انہوں نے حسین سے پانی مانگا اس نے کہا بخدا! میں اس وقت تک آپ کو پانی نہ پلاؤں گا۔ جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں کہ طاہر کے آنے کے بعد آپ کیوں روئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کیوں تم کو اس کی کیا فکر ہوئی۔ اس نے کہا مجھے آپ کا رونا دیکھ کر سخت رنج ہوا۔ اس وجہ سے میں پوچھتا ہوں۔ مامون نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر کبھی تم نے اسے

بیان کر دیا تو میں تم کو قتل ہی کر دوں گا۔ اس نے کہا جناب والا۔ میں نے کب آپ کے کسی راز کو افشا کیا۔ جواب کروں گا۔ مامون نے کہا اس وقت مجھے اپنا بھائی امین یاد آ گیا اور جو ذلت ان کو ہوئی وہ مجھے یاد آئی۔ پہلے تو میں ضبط کرتا رہا مگر جب مجبور ہو گیا تو روکر میں نے اپنا جی ہلکا کر لیا۔ میں طاہر کو اس کی سزا دے کر چھوڑوں گا۔

طاہر کی احمد بن خالد سے درخواست:

حسین نے طاہر کو اس کی اطلاع دی۔ طاہر احمد بن خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرا کسی کی خوشامد کرنا معمولی بات نہیں ہے اور میرے ساتھ جو بھلائی کی جائے گی۔ وہ کبھی رازیں نہیں جاتی۔ تم کسی ترکیب سے مجھے مامون کے سامنے سے علیحدہ بھیجو اور احمد نے کہا اچھا میں اس کام کو کرتا ہوں تم کل علی الصباح میرے پاس آنا۔

طاہر بن حسین کا امارت خراسان پر تقرر:

ابن ابی خالد مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آج ساری رات میں نہیں سویا انہوں نے پوچھا کیوں؟ احمد نے کہا اس وجہ سے کہ آپ نے غسان کو خراسان کا والی مقرر کیا ہے۔ حالانکہ وہ اور اس کے ہمراہی ایک لقمے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کسی ترک نے ان پر یورش کر دی تو ان کے پر نچے اڑا دیئے گا۔ مامون نے کہا میں بھی اس معاملہ پر غور کرتا رہا ہوں تو پھر تمہاری رائے میں کیا کیا جائے۔ احمد نے کہا طاہر بن الحسین کو مامون کہنے لگے احمد یہ کیا کہتے ہو، بخدا وہ ضرور بغاوت کر دے گا۔ احمد نے کہا میں اس کے لیے اس کی طرف سے ضامن ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ مامون نے کہا اگر ایسا ہے تو بہتر ہے اسی کو بھیج دو۔

مامون نے اسی وقت طاہر کو بلا لیا اور خراسان کا ولایت کا فرمان لکھ دیا۔ طاہر اسی وقت بغداد سے چل کر خلیل بن ہشام کے باغ میں آ کر فرود کش ہو گیا۔ جب تک طاہر وہاں مقیم رہا اسے روزانہ ایک لاکھ درہم ارسال ہوتے تھے۔ وہ ایک ماہ وہاں مقیم رہا اور ایک کروڑ درہم جو والی خراسان کو ارسال ہوتے تھے اسے دے دیئے گئے۔

طاہر بن حسین کی روانگی خراسان:

ابو حسان الزیادی کہتا ہے کہ طاہر جبال اور حلوان سے لے کر خراسان تک کے علاقے کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا یہ جمعے کے دن جب کہ ماہ ذی قعدہ ۲۰۵ھ کے ختم ہونے میں ایک رات باقی تھی۔ تعداد سے روانہ ہوا۔ اس سے دو ماہ پیشتر ہی اس نے اپنی چھاؤنی علیحدہ قائم کر لی تھی اور اس اثناء میں وہ اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا۔

عبدالرحمن المظوعی سے اندیشہ:

اس راوی کے بیان کے مطابق اس کی ولایت کا سبب یہ ہوا کہ سب لوگوں نے اس سے کہا کہ عبدالرحمن المظوعی نے والی خراسان کے حکم اور اجازت کے بغیر خراجیوں سے لڑنے کے لیے نیشاپور میں ایک بڑی جمعیت اکٹھا کر لی ہے اندیشہ یہ ہے کہ شاید یہ تحریک اندرونی طور پر خود اصل خلافت ہی کے خلاف کی جا رہی ہو۔ اس وقت فضل بن سہل کا چچا زاد بھائی غسان بن عباد حسن بن سہل کی جانب سے اس کے قائم مقام کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا۔

طاہر بن حسین اور حسن بن سہل میں مخالفت:

علی بن ہارون بیان کرتا ہے کہ طاہر کے والی خراسان مقرر ہونے اور وہاں جانے سے پہلے حسن بن سہل نے اسے نصر بن شیبث سے لڑنے کے لیے جانے کا حکم دیا تھا۔ یہ بات طاہر کو ناگوار معلوم ہوئی وہ کہنے لگا ایک خلیفہ سے میں لڑا اور دوسرے کو خلافت دی اور اب مجھے اس قسم کا حکم دیا جاتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ میرے تحت سرداروں میں سے کسی کو اس کام کے لیے بھیجا جاتا۔ اس واقعے سے حسن اور طاہر کے تعلقات خراب ہو گئے۔ اور وہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگ گئے۔ خراسان کا والی مقرر ہو کر وہاں جانے تک طاہر حسن سے کلام نہیں کرتا تھا۔ کسی نے حسن کو اس پر توجہ دلائی مگر اس نے کہا کہ ہمارے باہمی نزاع کے اثناء میں جو بات اس نے کی ہے اب میں اس کی صفائی نہیں کرنا چاہتا۔

عمال کا تقرر:

اس سال عبداللہ بن طاہر رقہ سے بغداد چلا آیا۔ اس کے باپ نے اسے وہاں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ وہ نصر بن شیبث سے لڑے۔ اس سال یحییٰ بن معاذ بغداد آیا۔ مامون نے اسے جزیرہ کا والی مقرر کر دیا۔ مامون نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا۔ اور اسے بایبک سے جنگ کرنے کا حکم دیا اس سال السمری بن الحکم والی مصر نے مصر میں انتقال کیا۔ اس سال داؤد بن یزید سندھ کے عامل کا انتقال ہو گیا۔ مامون نے بشر بن داؤد کو اس شرط پر سندھ کا عامل مقرر کر دیا کہ وہ سالانہ دس لاکھ درہم دربار خلافت میں ارسال کرتا رہے اس سال انہوں نے عیسیٰ بن یزید الجبلو دی کوزط سے لڑنے کے لیے خلافت میں ارسال کرتا رہے اس سال انہوں نے عیسیٰ بن یزید الجبلو دی کوزط سے لڑنے کے لیے سپہ سالار مقرر کیا اس سال کے ماہ ذی قعدہ میں طاہر بن الحسین خراسان روانہ ہوا۔ یہ دو ماہ تک اپنی چھاؤنی میں فروکش رہا۔ البتہ جب اسے عبدالرحمن النیسابوری المطوعی کے نیساپور میں خروج کی اطلاع ملی تو یہ خراسان روانہ ہو گیا اور اسی سال اشروسنہ کے تغرغز نیہنچ گیا۔ اس سال فرج الرحمنی نے عبدالرحمن بن عمار النیسابوری کو پکڑ لیا۔

امیر حج عبید اللہ بن الحسن:

اس سال عبید اللہ بن الحسن والی حرمین کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۶ھ کے واقعات

داؤد بن ماجور کوزط پر فوج کشی کا حکم:

اس سال مامون نے داؤد بن ماجور کوزط سے لڑنے کے لیے بھیجا اور صوبہ بصرہ، ضلع دجلہ یمامہ اور بحرین اس کے تحت میں دے دیئے۔

اس سال دربار میں وہ آیا جس سے تمام سواد کس کرامام جعفر کی جاگیر اور عباس کی جاگیر غرق ہو گئیں۔ اور ان کا اکثر حصہ دریا برد ہو گیا۔ اس سال بایبک نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کوزک دی۔

عبداللہ بن طاہر کی ولایت رقبہ:

اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقبہ کا والی مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث اور بنی مضر سے لڑنے پر مقرر کیا۔ مامون نے یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا۔ اس سال اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے کام پر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق بیان کرتا ہے کہ رمضان میں مامون نے عبداللہ بن طاہر کو اپنے پاس بلا لیا۔ کسی نے یہ بھی بیان کیا کہ مامون نے اسے ۲۰۵ھ میں طلب کیا تھا۔ بعض ۲۰۶ھ اور بعض ۲۰۷ھ بیان کرتے ہیں۔ جب عبداللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے کہا میں ایک مہینے سے اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے خیر ہی کرے گا۔ میرے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں کو ترقی دلانے کے لیے باپ ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں مگر میں نے تم کو اس سے اعلیٰ پایا۔ جیسا کہ تمہارے باپ نے تمہارے متعلق کہا تھا۔ یحییٰ بن معاذ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے احمد بن یحییٰ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر وہ کچھ نہ نکلا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو بنی مضر اور نصر بن شبث سے لڑنے کے لیے متعین کر دوں۔ عبداللہ نے کہا بسرو چشم اس کے لیے حاضر ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس میں اللہ امیر المؤمنین اور تمام مسلمانوں کے لیے بھلائی کرے گا۔

مامون کے علم کے متعلق احکامات:

مامون نے اس کو والی مقرر کیا علم دے دیا اور پھر حکم دیا کہ جس راستے سے یہ اپنے گھر جائے وہاں دھویوں کی جو ڈوریاں بندھی ہوں وہ کاٹ دی جائیں نیز سایہ دار مسقف راستوں سے بھی اس علم کو نہ لے جایا جائے تاکہ اس کی راہ میں کوئی ایسا حائل نہ رہے جس کی وجہ سے وہ واپس آئے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کے لیے جھنڈا بنوایا۔ جس پر زردی سے معمولی عبارت جو عام طور پر جھنڈوں پر لکھی جاتی تھی مرقوم تھی، مگر مامون نے اس میں یہ زیادتی کی کہ اس پر یا منصور بھی لکھوایا۔

عبداللہ بن طاہر کی فضل بن ربیع سے درخواست:

عبداللہ علم لے کر دربار سے چلا۔ بہت سے آدمی اس کے ہمراہ تھے اسی جلوس کے ساتھ اپنے گھر آیا۔ دوسرے دن بہت سے لوگ اس سے ملنے آئے اور مبارک باد دی۔ فضل بن ربیع بھی اس کے پاس آیا اور شام تک وہاں ٹھہرا۔ رات ہونے لگی اور اپنے گھر جانے کے لیے اٹھا عبداللہ نے کہا اے ابوالعباس تم نے مجھ پر احسان اور فضل کیا ہے۔ میرے باپ نے جو آپ کے بھائی ہیں۔ مجھے یہ نصیحت کی ہے کہ میں آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رائے اور قیمتی مشورے سے مستفید ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو افطار تک اور میرے پاس ٹھہریں۔ اس نے کہا میں مجبور ہوں۔ میرے بعض حالات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے میں یہاں افطار نہیں کر سکتا۔ عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ ہم خراسانیوں کے کھانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اپنے باورچی خانے سے خاصہ طلب فرمائیے اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ میں رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے درمیان نفل پڑھا کرتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے جائیں۔ وہ خود بھی ان کی مشابعت کے لیے اپنے مکان کے صحن تک خاص خاص امور میں مشورہ لیتا ہوا آیا۔

طاہر بن حسین کا عبداللہ کے نام تاریخی خط:

بیان کیا گیا ہے کہ اپنے باپ کے خراسان جانے کے چھ ماہ کے بعد عبداللہ نصر بن شبث سے لڑنے بنی مضر کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو دیار ربیعہ کا والی مقرر کیا تھا اس وقت اس نے جو خط اسے لکھا تھا۔ وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

”ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اس کا دھیان رکھنا اس کی ناخوشی سے بچنا اپنی رعایا کا خیال رکھنا۔ جب تم کو اطمینان ہو آخرت کو یاد رکھنا کہ تم کو آخر میں وہیں جانا ہے اور وہیں ٹھہر کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا پڑے گی اور اس حالت میں تم ہمیشہ ایسے نیک اعمال کرنا جن کی وجہ سے تم قیامت کے دن اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ۔ چونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔ لہذا تم اس کے ان بندوں پر جن کو اللہ نے تمہاری حفاظت میں سونپا ہے۔ عنایت اور عدل کو اپنے اوپر لازم قرار دو۔ اور ان میں اللہ کے حقوق اور حدود کو جاری کرو۔ ان کی حفاظت کرو۔ ان کے گھر اور در کی حفاظت کرنا۔ ان کے خون نہ بہانا۔ ان کی راہوں کو ان کے لیے مامون رکھنا ان کی بسر اوقات میں ان کو راحت پہنچانا اور اس کے لیے وہ باتیں اختیار کرنا جو تم پر فرض کی گئی ہیں۔ جس کے لیے تم متعین کیے گئے ہو۔ جن کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی اور اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا۔ چاہے کر چکے ہو۔ یا اب کرو ان امور پر ہمیشہ اچھی طرح غور و خوض کرتے رہنا۔

ایسا نہ ہو کہ کسی اور وجہ سے یا مشغلہ میں پڑ کر تم اپنے اس فرض کو بھول جاؤ۔ کیونکہ اس فرض شناسی پر تمہاری ہر جگہ کامیابی کا مدار ہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے تم خود فرائض پر عمل کرنا۔ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنا اور وہ مسنون طریقہ پر ہو کہ پہلے باقاعدہ وضو کرنا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر قرآن ترتیل سے پڑھنا۔ رکوع سجود اور تشہد میں اطمینان سے کام لینا۔ اللہ کے لیے خلوص نیت کے ساتھ نماز ادا کرنا۔ اور جو لوگ تمہارے ساتھ یا تمہارے تحت ہوں ان کو بھی نماز کی تلقین و تاکید کرنا تاکہ اللہ کا یہ حکم کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر تم عمل کرنا تم سے ادا ہو فرض کے بعد سنن اور نوافل ادا کرنا۔ جب کوئی معاملہ درپیش ہو اس میں اللہ سے استخارہ کرنا اس سے ڈرتے رہنا اس معاملہ کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرنا اور جو ممانعت کر دی ہو اس سے اجتناب کرنا اس کے سلال و حرام کا خیال رکھنا پھر اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے جو آثار ملیں اس پر عمل کرنا۔ انصاف کرنے سے کبھی ملول نہ ہونا چاہیے تمہارا دل چاہتا ہو یا نہیں اور عدل کے بارے میں اپنے تعلقات کی قربت یا بعد کا خیال مت کرنا۔ فقہ فقہاء۔ علماء دین کتاب اللہ اور اس پر عمل کرنے والوں کی اقتداء کرنا۔ کیونکہ انسان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اسے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل ہو وہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس پر دوسروں کو ترغیب دے اور خود دین کی معرفت حاصل کرے جس سے اسے اللہ کا قرب نصیب ہو۔ کیونکہ جسے اللہ کے دین کی معرفت حاصل ہوگی اس سے صرف بھلائی سرزد ہوگی۔ وہی اس پر دوسروں کو کاربند کر سکے گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے گا اور تمام مہالک سے لوگوں کو بچائے گا۔ جسے دین کی معرفت حاصل ہوگی۔

اللہ اسے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائے گا تاکہ آخرت میں وہ اس کی اور منزلت بڑھائے اور بلند مراتب پر فائز

کرے۔ اور خود دنیا میں بھی ایسے شخص کو یہ فضیلت حاصل ہوگی کہ اس کے احکام کی توقیر ہوگی اس کی حکومت کا دبدبہ رہے گا۔ لوگ اس سے مانوس رہیں گے اور اس کے عدل پر پورا اعتماد کریں گے۔ اپنے تمام کاموں میں اقتصاد کو اختیار کرنا کیونکہ میانہ روی سے زیادہ نہ کوئی شے سود مند ہے اور نہ مامون۔ اس میں تمام فضائل جمع ہیں اور یہ رشد کی طرف رہبری کرتی ہے۔ رشد تو نیت تک پہنچاتی ہے اور توفیق سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ تمام دنیاوی امور میں وہ طریقے اختیار کرنا جو اقتصاد کی طرف رہنمائی کرتے ہوں، آخرت آجرا اعمال صالحہ سنن معروف اور معالم رشد کی طلب میں کبھی کمی نہ کرنا کیونکہ ایسی نیکی کے لیے جس سے محض اللہ کی خوشنودی اور جنت میں اس کے اولیا کی مصاحبت مقصود ہو کوئی شخص جتنی بھی کوشش کرے وہ کم ہے۔ جان لو کہ دنیاوی امور میں جس قدر میانہ روی اختیار کرو گے اسی قدر تمہاری عزت بڑھے گی۔ اور معاصی سے بچو گے۔ اس سے بہتر اور کوئی طریقہ اپنے نفس کو اور اپنے متعلقین کے نفس کو برائیوں سے بچانے اور اپنے معاملات کو ربا صلاح کرنے کا نہیں ہے۔ اس لیے تم اقتصاد کو اختیار کرنا تمہارے تمام کام بنتے چلے جائیں گے۔ تمہاری مقدرت بڑھ جائے گی اور خاص و عام تمہارے سچے وفادار اور مطیع رہیں گے۔

اللہ عزوجل کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا تمہاری رعیت تمہاری فرماں بردار رہے گی۔ تمام امور میں اللہ کی جناب میں وسیلہ اختیار کرنا تمہارا اقبال قائم رہے گا کسی شخص کو تولیت کے بعد جب تک اس پر کوئی الزام ثابت نہ ہو جائے علیحدہ نہ کرنا۔ کیونکہ نا کردہ گناہوں پر تہمت لگانا یا ان کے متعلق برا گمان قائم کرنا گناہ ہے ہمیشہ اپنے دوستوں سے حسن ظن رکھنا اس طرح وہ تمہارے اور زیادہ خیر خواہ اور مخلص بن جائیں گے۔ دشمن خدا شیطان کو کبھی اپنے معاملہ میں شریک نہ ہونے دینا کیونکہ اگر تم نے اسے ذرا سا بھی موقع دے دیا تو پھر وہی تم پر حاوی اور غالب ہو جائے گا۔ اور تمہارے خیالات میں سوء ظن پیدا کر کے تم کو ایسا محزون و مغموم کر دے گا کہ تمہاری زندگی تلخ ہو جائے گی۔

حسن ظن میں قوت اور راحت ہے اور اس کے ساتھ تمہارے وہ تمام کام جن کو تم کرانا چاہتے ہو۔ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوں گے اور اس طرح لوگ خود تمہاری طرف کھینچیں گے اور حکومت میں پائیداری پیدا ہوگی۔ مگر اس حسن ظن کی وجہ سے یہ نہ کرنا کہ خود تم معاملات کو سرانجام نہ دینے لگو۔ یا اپنی رعایا اور عہدیداروں کی حالت سے بے خبر ہو جاؤ اور کبھی اسے پوچھو نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف اپنے عہدے داروں کی حالت کی ہر وقت دیکھ بھال اور رعایا کی ضروریات سے واقفیت اور پھر ان ذمہ داریوں کو برداشت کرنا اور باتوں کے علاوہ تمہارا سب سے ضروری اور اہم فرض ہونا چاہیے۔ اس سے شریعت کا قیام اور سنت کا احیاء ہے۔

ان تمام باتوں میں اپنی نیت خالص رکھنا اپنے نفس کو اس شخص کی طرح قابو اور قبضہ میں رکھنا جو یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسے تمام اعمال کا جواب دینا ہوگا۔ جو اچھے ہوں گے ان کی جزا ملے گی اور جو برے ہوں گے ان کی سزا ملے گی۔ اللہ نے دین کو ذریعہ حفاظت اور عزت بنایا ہے۔ جس نے اس کی اتباع کی اللہ نے اس کی قدر و منزلت کی۔ لہذا تم اپنی زندگی میں ہمیشہ دین اور ہدایت کے طریقہ پر چلنا۔

اہل جرائم میں اللہ کے حدود کو جاری کرنا اس میں ان کی حیثیتوں کو پیش نظر رکھنا اور حسب استحقاق سزا دینا اس میں کی کوتاہی یا تساہل نہ کرنا۔ مستوجب سزا کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرنا۔ ورنہ اس سے تمہاری نیک نامی میں فرق آجائے گا۔ اس بارے میں ہمیشہ معروف طریقے اختیار کرنا شک و شبہات سے دور رہنا اس سے تمہارا ایمان اور اخلاق پائیدار ہوگا۔ جب عہد کرو اسے پورا کرنا جب کسی خیر کا وعدہ کرو اسے ضرور پورا کرنا۔ حسن خدمت تسلیم کر کے اس کا انعام دینا اپنی رعیت میں سے کسی کا عیب اگر تم کو معلوم بھی ہو جائے اس سے چشم پوشی کرنا کبھی جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ بولنے والوں کو برا جاننا چغل خوروں کو اپنے سے دور رکھنا۔ کیونکہ جب تم جھوٹوں کو اپنے ہاں درخور دو گے تمہارے تمام موعودہ اور آئندہ معاملات بگڑنے شروع ہو جائیں گے۔ جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے اور افترا پردازی اور چغل خوری جھوٹ کی مہر ہیں جو شخص دوسروں کی برائیاں کرتا ہے۔ اس سے سننے والا بھی نہیں بچتا۔ اور نہ اس کا کوئی کام درست رہ سکتا ہے۔

اہل صدق و صفا سے دوستی رکھنا حق کے ساتھ اشراف کی اعانت کرنا۔ صنعفا کی مدد کرتے رہنا عزا سے صلہ رجمی کرنا اور یہ سب کچھ محض بوجہ اللہ اور اس کے حکم کی اتباع کرنا اور اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ اللہ اس کا ثواب اور دار آخرت دے گا۔ بری خواہشوں اور ظلم سے بچنا اور ان دونوں برائیوں سے اپنی رعایا کے سامنے قطعی برأت ظاہر کرنا حق اور عدل کے ساتھ حکمرانی کرنا اور اسے معرفت کے ساتھ حکومت کرنا جو تم کو ہدایت کے راستے پر لے جائے۔ غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور وقار و حلم کو اپنے لیے لازم کرنا کبھی خود کو کو حالت غضب میں بے قابو نہ ہونے دینا۔ کیونکہ جو کچھ تم کرو گے وہ اللہ کے لیے ہوگا۔ تمہارے نفس کا اس میں کوئی دخل نہ ہونا چاہیے۔ یہ کبھی مت کہنا کہ میں اس بات پر مسلط ہوں کہ جو چاہوں کر گزروں اس سے تمہاری رائے کا نقص اور خدائے واحد پر ایمان کی کمی ظاہر ہوگی۔ اللہ پر پورا یقین کر کے اس سے سچا اندرونی تعلق قائم کرنا اور یہ سمجھ لو کہ ملک اللہ کا ہے۔ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ حکومت کے وہ اکابر داعیان جو اس سے سب سے زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نعمتوں کا اور اس کے احسان کی ناشکری اور ناقدری کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور فوراً وہی ادبار و نحوست میں گرفتار کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کا سارا ترقہ فلاکت و عکبت سے بدل دیا جاتا ہے۔ حرص اور بے اعتدال سے دور رہنا بجائے مال و متاع کے نیکی اور تقویٰ کا ذخیرہ جمع کرنا، معدلت گستری اختیار کرنا۔ رعیت کی خوش حالی۔ علاقوں کی آبادی ان کے معاملات کی نگرانی مصائب میں ان کی حفاظت اور مظلوم کی اعانت اپنا شیوہ قرار دینا۔ یاد رکھو کہ جب روپیہ بہت ہو جاتا ہے اور وہ خزانوں میں جمع کیا جاتا ہے تو وہ بیکار ہو جاتا ہے اس سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ اگر وہی روپیہ رعایا کی اصلاح، اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے مصائب کم کرنے کے لیے خرچ کیا جائے تو وہ اور بڑھتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ عوام مطمئن رہتے ہیں اور عہدہ داروں کی شان و شوکت بڑھ جاتی ہے وہ زمانہ فارغ البالی اور خوشحالی کا عہد بن جاتا ہے۔ اور اس سے حکومت کی عزت اور قوت بڑھتی ہے اس لیے بجائے اس کے کہ تم خزانے جمع کرو تم اس روپیہ کو اسلام کی اور مسلمانوں کی خوشحالی اور تقویت میں صرف کرو امیر المؤمنین کے جو خاص لوگ تمہارے ہاں ہوں اس روپیہ میں سے ان کے تمام حقوق پوری طرح ادا کرو۔ اور اپنی رعایا کے جو حصے ہیں وہ دو۔ پھر فہ عام کے کاموں میں

صرف کرو۔ تاکہ اس طرح اللہ کی نعمت تمہارے لیے مستقل ہو جائے اور تم اور زیادہ اس کی نعمت کے مستحق بن جاؤ نیز اس طرح تم کو خراج کے وصول کرنے اور اپنی رعایا اور علاقے کے مال جمع کرنے میں زیادہ سہولت ہو جائے گی۔ تمہارے عدل و احسان کی وجہ سے تمہاری تمام رعایا اور ماتحت علاقہ بخوشی تمہارا مطیع و منقاد ہو جائے گا۔ اور پھر تم ان سے جس بات کو چاہو گے وہ بخوشی اسے قبول کریں گے۔ اس معاملہ میں جو کچھ میں نے تم کو لکھا ہے اس کی بجا آوری میں سعی بلیغ کرنا اور اس طرح خود اپنی ذاتی شرافت و عزت کو بڑھانا وہی رویہ باقی رہتا ہے جو اپنے صحیح مصرف میں خرچ کیا جائے۔

جو لوگ شکر گزار ہوں ان کو اس کا معاوضہ دینا۔ ایسا نہ ہونے پائے کہ دنیا کے مزے تم کو آخرت کے خوف سے بے خطر کر دیں اور پھر تم اپنے فرائض و حقوق کو بے وقعت سمجھنے لگو جو ایسا کرتا ہے وہ پھر قطعی ان کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ جو کچھ نیک کام کرو وہ صرف اللہ کی راہ میں ہو۔ اور اس کے ثواب کی توقع کرو۔ جب اللہ نے اس دنیا میں تم پر احسان کیا ہے تو اب اگر تم اس کا اظہار اور شکر ادا کرو گے تو تم کو اعتاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تمہارے ساتھ اور بھلائی اور احسان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سپاس گزاروں کے شکر اور نیکیوں کی نیکی کی مناسبت سے ثواب دیتا ہے۔ کسی جرم کو حقیر مت سمجھنا کسی حاسد سے میل نہ کرنا کسی تاجر پر ترس نہ کھانا۔ ناشکر کو صلہ نہ دینا۔ دشمن سے مدد اہمت نہ کرنا۔ چغل خور کو بھی سچا نہ سمجھنا۔ کسی غدار کو امان نہ دینا۔ کسی فاسق کو اپنا دوست نہ بنانا۔ کسی گمراہ کی اتباع نہ کرنا۔ کسی بدنیت کی تعریف نہ کرنا۔ کسی انسان کی تحقیر نہ کرنا۔ کسی سائل یا فقیر کو سوکھا جواب نہ دینا۔ جھوٹ کو کبھی نہ ماننا نہسی کی بات کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھانا وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ بدکاروں سے نہ ڈرنا۔ غصے سے کام نہ لینا ابتداں کے پاس نہ آنا۔ اترا کر نہ چلنا۔ سفاہت کو اختیار نہ کرنا۔ طلب آخرت میں کوتاہی نہ کرنا۔ دفع الوقتی ہرگز نہ کرنا ظالم کے خوف یا رعب سے کبھی اس سے چشم پوشی نہ کرنا۔ اور دنیا کو ثواب آخرت کا ذریعہ بنانا ہر وقت فقہا سے مشورہ لیتے رہنا۔ اپنے نفس کو حاکم کا خوگر بنانا۔ ہمیشہ تجربہ کار فرس اور حکما سے عمدہ باتوں کا اکتساب کرتے رہنا۔ کبھی تنگ نظر بخیلوں کو اپنا مشیر نہ بنانا۔ ان کی کسی بات کو نہ ماننا۔ ان کا ضرر ان کے نفع سے کہیں زیادہ ہے۔ رعایا کو اپنے سے برگشتہ اور آلودہ فساد کرنے کے لیے بخل سے بڑھ کر زود اثر کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بھی سمجھ لو کہ جب تمہاری حرص بہت بڑھی ہوئی ہوگی تو تم لوگ زیادہ اور دو گے کم۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ چند روز بھی تمہاری حکومت نہ چل سکے گی۔ رعایا اسی وقت تم سے محبت کرو گے۔ جب تم اس کے مال سے اپنا ہاتھ روکے رکھو گے۔ اور ان پر ظلم نہ کرو گے۔ اسی طرح تمہارے خاص احباب اور مصاحب بھی اسی وقت تک تمہارے لے ریا جاں نثار رہیں گے جب تک کہ تم ان پر انعام و اکرام کرتے رہو گے۔ اس لیے بخل سے ہمیشہ دور رہنا اور سمجھ لو کہ یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو انسان نے اپنے رب کا ارتکاب کیا ہے اور گناہگار کو ہمیشہ ذلت و رسوائی اٹھانا پڑتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

”اور جو لوگ بخل نفس سے بچائے گئے وہی کامیاب ہیں۔“

اس لیے حق کے مطابق جوہ کی راہ آسان کر دینا اور تمہاری نیت یہ ہو کہ تمہارے جوہ میں تمام مسلمان برابر کے سہیم و شریک ہیں۔ یقین جانو سخاوت بندوں کے اعمال میں سب سے افضل ہے اس لیے سخاوت کو اپنی سرشت اپنا مذہب اور اپنا عمل بنا لو۔

فوج کے دفاتر اور دیوانوں کی ہمیشہ جانچ پڑتال کرتے رہو ان کو باقاعدہ معاش ادا کرو۔ ہو سکے تو ان کی معاشوں میں ان کی تنگ دستی کو دور کرنے کے لیے اضافہ کرتے رہو اس طرح وہ تمہارے سچے اطاعت گزار اور مخلص جاں نثار ہو جائیں گے حکمران کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنی فوج اور رعایا پر انصاف کرنے میں انتظام سیاست میں اور عنایت میں باعث رحمت ہو۔

یاد رکھو قضا کو اللہ نے وہ اہمیت دی ہے جو کسی اور بات کو نہیں دی اس لیے کہ قضا اللہ کی وہ ترازو ہے جس پر اس عالم کے معاملات تولے جاتے ہیں فضل خصومات میں ہمیشہ عدل پر عمل پیرا ہونے سے رعایا درست رہتی ہے۔ راستے مامون رہتے ہیں مظلوم کی داد رسی ہوتی ہے۔ لوگوں کے حقوق دلائے جاتے ہیں۔ زندگی بہتر ہو جاتی ہے طاعت کا پورا حق ادا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ سلامتی اور عافیت عطا فرماتا ہے دین برقرار ہوتا ہے سنن جاری ہوتی ہیں اور قوانین چلتے ہیں۔ اور قضا میں حق و انصاف جو گل اور باموقع ادا کیے جاتے ہیں۔

اللہ کے حکم کے نافذ کرنے میں شدت کرنا زبان کو فضول گوئی سے بچانا۔ حدود کو فوراً جاری کرنا دینا عجلت کم کرنا دل گرفتگی اور خلق کو پاس نہ آنے دینا قسم نہ کھانا ایسی کوشش کرنا کہ تمہاری دھاک بندھی رہے۔ اور تمہارا اقبال پائندار ہو۔ اپنے تجربے سے نفع اٹھانا خاموشی میں بیدار رہنا اور گویائی میں اعتدال رکھنا۔ اپنے حریف سے بھی انصاف کرنا۔ شبہ پر تامل کرنا چکی حجت قائم کرنا اپنی رعیت کے بارے میں ذاتی تعلق حمایت کا خیال یا کسی معترض کے اعتراض سے کبھی متاثر نہ ہونا۔ ہر معاملہ پر بہت ہی استقلال کے ساتھ اچھی طرح غور و خوض کرنا اپنے رب کے سامنے نہایت فروتنی اختیار کرنا تمام رعایا کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔ حق کو اپنے اوپر مسلط کر لینا، کبھی خونریزی میں عجلت نہ کرنا۔ کیونکہ بے وجہ خونریزی کا ارتکاب اللہ کے ہاں سخت قابل مواخذہ ہے۔

اس خراج کا جس پر رعایا کی بہبودی قائم ہے اور جسے اللہ نے اسلام کے لیے باعث شوکت و رفعت مسلمانوں کے لیے باعث خوشحالی اور طاقت اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لیے باعث رنج و تکلیف اور کفار کے لیے ان کے معاہدہ نادیہ کی وجہ سے باعث ذلت و حقارت بنایا ہے۔ بہت زیادہ خیال رکھنا۔ خراج کو حق و انصاف کے ساتھ علی السویہ سب مستحقین پر تقسیم کرنا کسی شریف کو اس کی شرافت کی بنا پر کسی دولت مند کو اس کی دولت کی بنا پر اپنے کسی کاتب یا متعلقین خاص کو کبھی خراج معاف نہ کرنا اور نہ کسی سے اس کی استطاعت سے زیادہ وصول کرنا۔ ایسا حکم کبھی نہ دینا جو باعث تکلیف ہو، تمام لوگوں کو حق پر چلنے کی ہدایت کرنا اس سے ان میں الفت رہے گی اور سب لوگ تم سے خوش رہیں گے۔

یہ سمجھ لو کہ تم اپنی ولایت کی وجہ سے امین محافظ اور راعی بنائے گئے ہو چونکہ تم اپنے تحت کے علاقے کے باشندوں کے

راعی اور نگران ہوا سی بنا پر ان کو تمہاری رعیت کہا جاتا ہے۔ لہذا حسب استطاعت اور سہولت جو وہ تم کو دیں تم لے لینا اور اسے انہیں کی صلاح و ترقی اور ان کی حالت کی درستی اور استقامت میں خرچ کرنا اپنی رعایا پر اپنے عمل اقتدار میں ایسے لوگوں کو عامل مقرر کرنا جو ذی رائے صاحب تدبیر و تجربہ ہوں اور سیاست سے علمی اور عملی طور پر واقفیت رکھتے ہوں اور پرہیزگار ہوں ان کی معقول تنخواہیں مقرر کرنا کیونکہ یہ بھی تمہارے عہد کے فرائض میں ہے۔ کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ کوئی اور شغل تم کو اپنے فرائض کی طرف سے بے خبر کر دے یا درکھو جب تک تم اپنے فرض منصبی کو پورے انہماک اور دیانت کے ساتھ سرانجام دیتے رہو گے اللہ کی جانب سے تمہارے مدارج میں اضافہ ہوتا رہے گا تمہاری نیک نامی دن دوئی رات چوگنی ہوگی رعایا تمہاری مخلص و فرماں بردار رہے گی اور تمہارے تمام کام بنتے رہیں گے۔ لہذا اپنے شہر میں خوب خیر و خیرات کرنا۔ اپنے علاقے کو آباد کرنا اپنے ملک کو سرسبز بنانا اس طرح تمہاری آمدنی میں توفیر ہوگی۔ اور پھر تمہاری فوج بھی تمہارے ہر حکم کی بجا آوری کے لیے آمادہ ہوگی۔ اور جب تم خود ان کی تنخواہیں باقاعدہ دے دیا کرو گے تو رعایا بھی فوج سے خوش رہے گی اور اس کے خلاف اسے کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی، سب لوگ تمہاری جہانبانی کی تعریف کریں گے اور خود تمہارا دشمن تمہاری اس معدلت گستری اور حق پروری کی داد دینے پر مجبور ہوگا۔ ہر کام میں تم عادل، قوی مستعد اور ذی حیثیت رہو گے لہذا اس مرتبہ کے حاصل کرنے میں خوب ذوق و شوق سے کام لو اور خود کسی اور بات کو اس خیال پر ترجیح نہ دینا۔ ان شاء اللہ آخر کار تم سب کے مدد و مددگار بن جاؤ گے۔

اپنے علاقے کے ہر ضلع میں ایک راست باز و قانع نویس مقرر کرنا جو تمہارے عہدیداروں کی تمام خبریں ان کی ذات سیرت، اور اعمال تم کو لکھتا رہے اور تم اس طرح باخبر ہو گے گویا تم خود اس کے ساتھ وہاں نگران موجود ہو۔ اگر کسی بات کے لیے حکم دینا چاہو تو پہلے اس کے عواقب پر پوری طرح غور و خوض کر لینا۔ اگر اس میں سلامتی اور عافیت نظر آئے اور اس سے سلطنت کا استحکام اور بھلائی اور خیر خواہی متوقع ہو تو اسے کر گزارنا ورنہ توقف کرنا اور اس کے متعلق صاحب بصیرت علماء سے مشورہ کر لینا اس کے بعد اس کی تیاری کرنا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے معاملہ پر غور کر کے کسی تفسیہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ وہ تفسیہ اس کی خواہش کی خواہش کے عین مطابق ہوتا ہے اس لیے اسے اس کے صحیح ہونے کا یقین آ جاتا ہے اور وہ اپنے خیال سے متاثر ہو کر اسے پسند کرتا ہے ایسی صورت میں اگر وہ شخص اس معاملہ کے نتائج پر اچھی طرح غور نہیں کر لیتا تو وہ بات اسے ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا سارا کام بگڑ جاتا ہے۔

لہذا ہر ارادے میں احتیاط کرنا اور پھر اللہ کی توت کی مدد کے ساتھ کرنا اپنے تمام کاموں میں اکثر اپنے رب سے استخارہ کرتے رہنا آج کا کام آج کر لینا کل پر نہ چھوڑنا اور زیادہ تمام سرکاری کام خود ہی انجام دینا اور یہ یاد رکھو کہ اگر آج کا کام کل پر چھوڑ دو گے تو ممکن ہے کہ کل اور بہت سے ایسے اہم کام پیش آ جائیں کہ آج کے بقیہ کام کی طرف توجہ ہی نہ ہونے دیں یہ سمجھ لو کہ جو دن چلا گیا وہ اپنی ہر شے کو لے گیا۔ لہذا جب تم آج کا کام کل پر موخر کر دو گے تو تم پر دو دن کا کام جمع ہو جائے گا۔ جو تم سے ہونہ سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو گے۔ اگر اس کے بجائے تم روز کا کام روز پورا کیا کرو گے۔ تو اس سے تمہارا دل بھی خوش رہے گا اور تمہارے جسم کو بھی راحت ملے گی اور تمہاری حکومت پائدار ہوتی

جائے گی۔

شرفا اور ذی اخلاق لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ جب تم دیکھ لو کہ تمہارے ساتھ ان کی نیت اور دوستی پاک و صاف ہے اور وہ مخلصانہ طور پر تمہاری حکومت میں تمہاری مدد کر رہے ہیں تم بھی ان کو اپنا مخلص دوست بنا لینا۔ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا۔ ان پرانے شرفا کے خاندان والوں سے جو اب حاجت مند ہو گئے ہیں ملتے رہنا۔ ان کی ضرورت کو پورا کرنا اور ان کی حالت کی ایسی اصلاح کرنا کہ پھر ان کو اپنی پریشان حالی کا خیال بھی نہ آئے۔ تم خود فقراء مساکین اور ان کمزوروں کے حال پر نظر رکھنا۔ جو تمہارے پاس آ کر اپنے کسی مظلوم کی فریاد بھی نہیں کر سکتے۔ یا اس قدر فرومایہ اور دبے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کا حق کیا ہے۔ تم بالکل راز میں ان سے ان کی شکایت پوچھنا اور پھر اپنی رعایا میں جو نیک لوگ ہوں ان کو اس کام پر متعین کرنا کہ وہ ان کمزوروں اور نادانوں کی ضروریات اور حالات تم سے کہتے رہیں تاکہ پھر تم ان کے متعلق ایسا انتظام کرو جس سے اللہ ان کی حالت درست کر دے۔

اسی طرح لڑائیوں میں جن لوگوں نے بہادری دکھائی ہو ان سے ان کے یتیموں اور بیواؤں کے حال کی خبر گیری کرنا اور پھر امیر المومنین کی اقتداء میں ازراہ مہربانی اور صلہ ان کی معاش بیت المال سے مقرر کرنا تاکہ اس طرح وہ آرام سے زندگی بسر کر سکیں اور اللہ تم کو اس کی برکت دے۔ اندھوں کے لیے بیت المال سے وظیفہ مقرر کرنا ان میں جو حافظ قرآن اور قاری ہوں ان کا وظیفہ دوسروں سے زیادہ مقرر کرنا۔ مسلمان مریضوں کے لیے شفا خانے قائم کرنا۔ ان کی خدمت کے لیے ملازم مقرر کرنا اور علاج کے لیے طبیب متعین کرنا۔ اور جہاں تک بیت المال کے روپے میں اسراف کی نوبت نہ آئے وہاں تک مریضوں کی خواہشات پوری کرنا۔

مگر اس بات کو پیش نظر رکھو کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق دیئے جاتے ہیں اور ان کی توقعات پوری کر دی جاتی ہیں تو وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے والیوں سے جا کر اپنی لمبی چوڑی ضروریات بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو اور ملے اور ان کے ساتھ مزید مہربانی کی جائے۔ اس کی وجہ سے بسا اوقات جو شخص لوگوں کے معاملات پوچھتا گھٹتا ہے۔ وہ اس قسم کی درخواستوں کی کثرت کی وجہ سے تند خو اور سخت دل ہو جاتا ہے اور اس کی قوت نگر اور دماغ پر بہت بار پڑ جاتا ہے۔ جس سے اسے تکلیف ہوتی ہے۔ اور جو شخص اس لیے عدل کرتا ہے کہ اس دنیا میں اس کی شہرت ہو اور آخرت میں ثواب ملے وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو یہ کام محض اللہ کے تقرب اور اس کی رحمت کے لیے کرتا ہے۔

کثرت سے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا۔ اپنا چہرہ ان کے سامنے کرنا اپنے محافظ سپاہیوں کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کو آنے سے نہ روکیں ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنا۔ ان کے سامنے ہنس کھڑے رہنا۔ ان سے گفتگو کرنے اور سوالات کرنے میں نرمی برتنا۔ پھر ان پر اپنی سخاوت اور فضل سے عنایت کرنا اور جب تم دینے پر آؤ تو کشادہ دستی اور فراخ دلی سے دینا نہ تنگ نظر ظاہر کرنا اور نہ احسان جتانا۔ جو عطیہ بغیر تکدر اور احسان رکھنے کے دیا جاتا ہے وہ ایسی تجارت ہے جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوگا۔

دنیا میں اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں ان سے اور تم سے پہلے گذشتہ زمانے میں فنا شدہ اقوام میں جو سلاطین اور

روساگر چکے ہیں ان کے واقعات سے عبرت لینا چاہیے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اس کی محبت کے لیے لگا تار کوشاں رہنا چاہیے۔ اس کی شریعت اور قوانین پر عمل کرنا چاہیے اس کے دین اور اس کی کتاب کو قائم کرنا چاہیے۔ اور ہر اس بات سے جو ان کے مخالف ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو اجتناب کرنا چاہیے۔ تمہارے اعمال جو مال جمع کرتے ہوں یا خرچ کرتے ہوں اس سے تم کو باخبر رہنا چاہیے۔ خود تم کو چاہیے کہ کبھی حرام مال جمع نہ کرو اور نہ خرچ کرنے میں اسراف کرو۔ زیادہ تر علماء کے ساتھ ہم نشین رہنا ان سے مشورہ کرتے رہنا اور ان سے اختلاط رکھنا۔ اپنے خاص اور بے تکلف دوستوں میں سب سے زیادہ تم اس کی عزت و توقیر کرنا۔ کہ جو اگر تم میں کوئی عیب دیکھے تو تمہارے رعب سے متاثر نہ ہو اور پھر علیحدہ تخیلہ میں وہ تم کو اس عیب پر متنبہ کر دے اور اس کے نقص کو ظاہر کر دے۔ تمہارے تمام دوستوں اور مددگاروں میں یہ شخص سب سے زیادہ مخلص وہی خواہ ہوگا۔

تمہارے جو اعمال اور کاتب تمہارے پاس ہوں ان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا۔ روزانہ ہر عمل کے لیے ایک خاص وقت مقرر کر دینا کہ وہ اس وقت اپنے تمام کاغذات اور اشلہ لے کر حاضر رہے اور پھر وہ تم سے تمہارے عمال ملک اور رعیت کی ضروریات بیان کر کے حسب ضرورت احکام لے لے مگر پہلے تم اس کی تمام باتوں کو پورے انتہاک اور توجہ سے سننا اور اچھی طرح مکرر سہ کر معاملہ کے نتائج اور تمام پہلوؤں پر غور کر کے وہ تجویز کرنا جو احتیاط اور جن کے موافق ہو اس کے بعد اسے نافذ کر دینا اس کے لیے اللہ سے استخارہ کرنا۔ اگر استخارہ اس کے مخالف آئے تو اسے ملتوی کر کے اس پر مزید غور و فکر کرنا۔ اپنی رعایا یا کوئی اور جس کے ساتھ تم کوئی نیکی کرو اس کا اس پر احسان نہ رکھنا ہر شخص سے صرف یہ چاہنا کہ وہ سچا وفادار پکا اطاعت گزار اور امیر المؤمنین کے کاموں میں مددگار ہو جو لوگ ایسے ہوں صرف انہیں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا۔

میرے اس خط کو اچھی طرح سمجھ لو اکثر اسے دیکھتے رہنا اس پر عمل کرنا اپنے تمام کاموں میں اللہ سے اعانت اور طلب امداد کرتے رہنا یاد رکھو اللہ ہمیشہ نیکی اور نیکیوں کا ساتھ دیتا ہے تمہاری سب سے بڑی خواہش اور سیرت یہ ہو کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اس کے دین کا نظام قائم رہے مسلمانوں کو عزت اور شرکت حاصل ہو اور ذمیوں اور مومنین میں عدل اور بھلائی رائج ہو۔ میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمہاری مدد کرے تمہیں توفیق دے اور ہدایت عطا کرے اپنی حفاظت میں رکھے اور تم پر اپنا ایسا مکمل فضل اور رحمت نازل فرمائے جو تمہارے لیے عزت و شرافت کا باعث ہوتا کہ اس وجہ سے تم اپنے ہمسروں میں باعتبار نصیب یاوری اور اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے نیک نامی اور حکومت میں سب سے بہتر ہو جاؤ۔ تمہارا دشمن اور معاند ہلاک ہو تمہاری رعایا امن و سکون کے ساتھ تمہاری فرمانبرداری رہے۔ شیطان اور اس کے وسوسے سے دور ہوں اور تمہارا بول بالا رہے۔ اللہ اپنی توفیق اور قوت سے تم کو اقبال مند رکھے وہ قریب ہے اور وہی دعا کو قبول کرتا ہے۔“

طاہر بن حسین کے خط کی اہمیت:

بیان کیا گیا ہے کہ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو یہ عہد لکھ کر دیا تو لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا اور ہر شخص نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کی نقلیں لیں ایک دوسرے کو پڑھ کر سمجھا۔ اور سمجھایا۔ اس کی شہرت اتنی پھیلی کہ مامون کو بھی اس کی

اطلاع ہوئی انہوں نے اس عہد کو منگوا کر سنا۔ کہنے لگے ابو الطیب نے دین دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو اس میں نہ لکھ دی ہو۔ اسی طرح اس نے تدبیر ملک، سیاست مدن، اصلاح ملک، ورعیت، حفاظت وطن، خلفا کی اطاعت اور خلفاء کے استحکام و بقا کی جس قدر مفید باتیں مل سکتی تھیں وہ سب اس تحریر میں نہایت وضاحت سے لکھ دی ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین و تاکید کر دی ہے۔ لہذا اس کی نقلیں تمام عہدیداروں کو تمام اطراف و جوانب ملک میں بھیج دی جائیں۔

اس عہد کو لے کر عبداللہ اپنے مستقر چلا گیا۔ اور وہاں اس نے ان ہدایات پر پورا عمل کیا۔

متفرق واقعات:

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شہت سے لڑنے کے لیے رقد جاتے ہوئے اسحاق بن ابراہیم کو بغداد کے دونوں پلوں کا نگران مقرر کیا۔ نیز فوج خاصہ کی سرداری اور علاقہ بغداد کی اس نیابت پر جس پر اس کے باپ طاہر نے اسے اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ قائم مقام بنایا۔

امیر حج عبید اللہ بن الحسن:

اس سال عبید اللہ بن الحسن والی حرمین کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۷ھ کے واقعات

عبدالرحمن بن احمد علوی کا خروج:

اس سال عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن کے بلاد حکم میں خروج کیا اور آل محمد ﷺ میں سے خلیفہ کے انتخاب کی تحریک لی۔

اس کے خروج کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یمن کے سرکاری عمال نے بری روش اختیار کی تو لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اور اس کے ہاتھ عبدالرحمن کے لیے فرمان معافی بھی لکھ کر بھیج دیا۔

عبدالرحمن بن احمد علوی کی اطاعت:

دینار بن عبداللہ حج کے زمانے میں مکہ آیا حج سے فارغ ہو کر یمن روانہ ہوا اور عبدالرحمن کے پاس پہنچا۔ مامون نے اس کے لیے جو امان نامہ لکھا تھا وہ اسے دے دیا۔ عبدالرحمن نے امان لی۔ مامون کی اطاعت قبول کی اور دینار کے ہاتھ پر مامون کی بیعت کر لی۔ دینار نے اسے مامون کے پاس بھیجا اور اس موقع پر مامون نے آل طالب کا دربار بند کر دیا اور ان کو بھی سیاہ لباس پہننے پر مجبور کیا۔ یہ جمعرات ذی قعدہ کی آخری شب کا واقعہ ہے۔

طاہر بن حسین کی وفات:

اس سال طاہر کا انتقال ہوا۔ مطہر بن طاہر بیان کرتا ہے کہ ذوالہجین کو لو لگ گئی تھی۔ وہ اپنے بستر پر مردہ پائے گئے ان کے دونوں چچا علی بن مصعب اور احمد بن مصعب ان کی عیادت کو گئے۔ خدمت گار سے کیفیت پوچھی۔ ان کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح بہت

اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ خدمت گار نے کہا سوائے ہیں ابھی بیدار نہیں ہوئے۔ کچھ دیروہ دونوں ان کا انتظار کرتے رہے مگر جب بالکل صبح ہو گئی اور معمول کے مطابق نماز کا وقت بھی آخر ہوا اور اب بھی انہوں نے جنبش نہیں کی تو اب یہ دونوں پریشان ہوئے کہ کیا بات ہے اور انہوں نے خادم سے کہا کہ ان کو جگا دو اس نے کہا میری یہ جسارت نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ دونوں اندر گئے دیکھا رضائی لپیٹے پڑے ہیں اسے اپنے نیچے دبا رکھا ہے سر اور پاؤں ڈھکے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ان کو ہلایا مگر وہاں جنبش نہ ہوئی تب ان کا منہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر چکے ہیں۔ یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس وقت موت واقع ہوئی۔ کسی خدمت گار کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ کب انتقال ہو گیا۔ انہوں نے خدمت گار سے پوچھا کہ آخر تم نے ان کو کس حال میں چھوڑا تھا اور کب تک کی تم کو واقفیت ہے۔ اس نے کہا کہ میرے سامنے انہوں نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی اور پھر رضائی اوزھ لی اور بھر فارسی میں کہا در مرگ نیز مردی باید۔ جس کے معنی ہیں کہ انسان کو موت کے وقت بھی مردانگی کی ضرورت ہے۔

کلثوم بن ثابت کا بیان:

کلثوم بن ثابت بن ابی سعید جس کی کنیت ابو سعده تھی بیان کرتا ہے کہ میں خراسان کا عامل پڑھا اور مجھے کے دن ہمیشہ منبر پر جڑ میں بیٹھا کرتا تھا۔ ۲۰۷ھ میں طاہر کی ولایت کو دو سال گزرے تھے جمعہ آیا طاہر نے منبر پر خطبہ پڑھا جب خلیفہ کا نام آیا تو بجائے اس کے کہ وہ ان کے لیے دعا مانگتا چپ ہو گیا اور اس نے کہا اے اللہ تو امت محمد ﷺ کی حالت کی اصلاح اس طرح کر جس طرح تو نے اپنے اولیاء کی حالت درست کی ہے۔ ان کے اختلافات کو اتحاد سے بدل دے۔ ان کی جانیں محفوظ رکھ ان کے آپس کے تعلقات درست کر دے تاکہ کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ ان میں فساد پیدا کرے یا ان پر یورش کرنے کے لیے فوج جمع کرے۔

طاہر کے رویہ کے متعلق مامون کو اطلاع:

میں نے اپنے دل میں کہا چونکہ اس واقعہ کو میں چھپاؤں گا نہیں اس لیے سب سے پہلے میں قتل کیا جاؤں گا۔ میں نے گھر آ کر میت کا غسل کیا۔ موتی کی ازار پہنی اس پر سے قمیص اور چادر پہنی۔ اس طرح پورا کفن پہن لیا۔ اور سیاہ لباس اتار پھینکا اور مامون کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی۔ نماز عصر پڑھ کر طاہر نے مجھے بلایا۔ اس کی آنکھ کے پوٹے اور کونے میں کوئی تکلیف پیدا ہوئی جس سے وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔

طاہر کی موت کی مامون کو اطلاع:

میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ آنے کے بعد طلحہ بن طاہر نے باہر نکل کر کہا کہ اسے واپس لاؤ۔ واپس لاؤ۔ لوگ مجھے واپس لے گئے۔ طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جو واقعہ گزرا تھا لکھ دیا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا تو اب تم اس کی وفات کی اطلاع لکھ دو۔ طلحہ نے مجھے پانچ لاکھ درہم اور دو سو پارچے عطا کیے۔ میں نے بارگاہ خلافت میں طاہر کی موت اور اس کے بجائے طلحہ کی قیادت جمیش کی اطلاع لکھ دی۔

امارت خراسان پر طلحہ بن طاہر کا تقرر:

میرا وہ معروضہ جس میں میں نے طاہر کی خود مختاری کی اطلاع دی تھی۔ صبح کے وقت مامون کو ملا۔ انہوں نے اسی وقت ابن

ابی خالد کو بلا کر کہا کہ ابھی خراسان جاؤ۔ اور حسب وعدہ اور ضمانت اسے میری خدمت میں حاضر کرو۔ ابن ابی خالد نے کہا آج رات میں بسر کر لوں۔ مامون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تم کو سواری پر شب گزارنا پڑے گی۔ مگر ابن ابی خالد نے اس قدر منت و سماجت کی کہ بالآخر انہوں نے ایک رات بسر کرنے کی مہلت دے دی۔ رات کو انہیں وہ خریطہ ملا جس میں طاہر کی موت کی اطلاع تھی۔ انہوں نے پھر ابن ابی خالد کو بلایا اور کہا کہ طاہر کا انتقال ہو گیا اب کون اس کا جانشین ہو۔ اس نے کہا ابن ابی خالد کا بیٹا طلحہ اس کا صحیح جانشین ہو گا۔ مامون نے کہا بالکل درست ہے۔ اچھا اس کی ولایت کا فرمان لکھ دو۔ ابن ابی خالد نے باضابطہ اس کی صوبہ داری کا فرمان نافذ کر دیا۔ اور طلحہ طاہر کے بعد مامون کے عہد میں سات سال مسلسل خراسان کا والی رہا۔

عبداللہ بن طاہر کی ولایت خراسان:

پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا اس کی جگہ اب اس کا بھائی عبداللہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا اس زمانے میں چونکہ یہ بابک کے مقابلہ پر متعین تھا۔ اس وجہ سے وہ دینور میں مقیم تھا۔ اور وہاں سے اپنی فوجیں بابک سے مقابلہ پر بھیجا کرتا تھا۔ جب مامون کو طلحہ کے مرنے کی اطلاع ملی انہوں نے یحییٰ بن اسلم کو عبداللہ کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ اس کے بھائی کی موت پر اس کی تعزیت کرے اور خود اس کے خراسان کا صوبہ دار مقرر ہونے پر مبارکباد دے۔ مامون نے عبداللہ کی جگہ علی بن ہشام کو بابک کے مقابلہ پر مقرر کر دیا۔

طاہر کی وفات پر مامون کا اظہار تشکر:

عباس کہتا ہے کہ جس وقت طاہر کی خبر مرگ مامون کو موصول ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم سے پہلے اسے موت آگئی۔

طاہر کی فوج میں شورش:

اپنے باپ طاہر کے مرنے کے بعد طلحہ کے والی خراسان مقرر ہونے کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جمادی الاولیٰ میں جب کہ طاہر نے انتقال کیا فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ انہوں نے اس کے ساتھ کچھ خزانے بھی لوٹ لیے۔ سلام الارش النحسی نے ان کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے حکم سے ان کو چھ ماہ کی تنخواہ دے دی گئی۔ اس کے بعد مامون نے طاہر کی تمام حکومت بحیثیت قائم مقام عبداللہ کے سپرد کی گئی۔ کیونکہ اس کے راویوں کے قول کے مطابق مامون بیٹا ہز کے مرنے کے بعد عبداللہ بن طاہر کو طاہر کے تمام علاقہ کی ولایت پر سرفراز کیا تھا اور وہ اس وقت رقبہ میں نصر بن شبث سے لڑ رہا تھا۔ خراسان کے ساتھ مامون نے شام کو بھی عبداللہ کے تحت دے دیا تھا۔ اور وہیں اس کی ولایت خراسان اور اس کے باپ کی تمام خدمات پر سرفراز کیے جانے کا فرمان بھیج دیا۔

طلحہ بن طاہر کی قائم مقامی:

عبداللہ نے اپنے بھائی طلحہ کو خراسان بھیج دیا۔ اور اسحق بن ابراہیم کو مدینہ السلام میں اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر طلحہ نے خراسان سے خود اپنے نام سے مامون سے مراسلت شروع کی۔ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلحہ کے معاملہ کی اصلاح کے لیے خراسان بھیجا۔ احمد نے ماوراء النہر جا کر اشروسنہ فتح کیا۔ اور کادس بن خارخہ اور اس کے بیٹے فضل کو پکڑ کر دونوں کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ طلحہ نے ابن ابی خالد کو تیس لاکھ درہم نقد دیئے اور تیس لاکھ کا سامان دیا نیز اس نے احمد بن ابی خالد کے کاتب

ابراہیم بن العباس کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔

متفرق واقعات:

اس سال بغداد بصرہ اور کوفہ میں قحط پڑا۔ جس کی وجہ سے ایک فقیر ہارونی ملجم گیبوں کی قیمت چالیس سے پچاس درہم ہو گئی۔ اس سال موسیٰ بن خلف طبرستان۔ رویان اور دیناوند کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج ابو عیسیٰ بن رشید:

اس سال ابو عیسیٰ بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۸ھ کے واقعات

حسن بن حسین کی سرکشی:

اس سال حسن بن حسین بن مصعب حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو کر خراسان سے کرمان چلا آیا اور یہاں اس نے اپنی جد مختاری کا اعلان کر دیا احمد بن ابی خالد اس کے پاس گیا اور اسے پکڑ کر مامون کے پاس لے آیا۔ مامون نے اسے معاف کر دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال کے ماہ محرم میں مامون نے محمد بن عبد الرحمن المحضومی کو عسکر مہدی کی قضا پر مقرر کیا۔ اس سال محمد بن سمانہ القاضی نے قضا سے استعفیٰ دے دیا۔ جو منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ قاضی مقرر ہوئے۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں قاضی مقرر ہونے کے بعد محمد بن عبد الرحمن قضا سے علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ بشیر بن الولید الکندی قاضی مقرر ہوئے۔ محمد کی شکایت میں کسی شخص نے کچھ شعر بھی کہے۔ اس سال کے ماہ شعبان میں امین کے لڑکے موسیٰ کا انتقال ہوا اور فضل بن الربیع نے ذیقعدہ میں وفات پائی۔

امیر حج صالح بن الرشید:

اس سال صالح بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۹ھ کے واقعات

نصر بن شبث کو مامون کا پیغام:

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث کو محاصرہ میں لے کر اس قدر عاجز کر دیا کہ اسے امان مانگنا پڑی۔ جعفر بن محمد العامری کہتا ہے کہ مامون نے ثمامہ سے کہا کہ مجھے اہل جزیرہ میں سے کوئی ایسا شخص بتاؤ جو عقلمند ہو خوش بیان ہو اور تمام معاملات سیاسی کی پوری معرفت رکھتا ہو۔ تاکہ جو پیام میں اس کے ذریعہ نصر بن شبث کو بھیجوں وہ اسے بصیغہ سے پہنچا دے۔ ثمامہ نے کہا۔ جناب واللہ ابی عامر کا ایک شخص جعفر بن محمد اس کا اہل ہے۔ مامون نے کہا اسے میرے پاس پیش کرو۔ جعفر کہتا ہے ثمامہ نے مجھے ان کی خدمت میں باریاب کیا۔ انہوں نے مجھ سے بہت باتیں کیں اور حکم دیا کہ میں ان کا پیام نصر بن شبث کو پہنچا دوں۔

نصر بن شبیب کی مشروط اشاعت کی پیشکش:

میں نصر کے پاس آیا جو اس وقت سروج کے علاقہ میں مقام کفر عزون میں مقیم تھا۔ میں نے مامون کا پیام اسے پہنچا دیا۔ نصر نے ان کی اطاعت قبول کرنی۔ مگر چند شرطیں کہیں مجملہ ان کے ایک یہ تھی کہ میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گا۔

مامون اور جعفر بن محمد کی گفتگو:

میں نے مامون سے آکر سارا ماجرا بیان کیا وہ کہنے لگے کہ میں اس شرط کو کبھی منظور نہیں کروں گا۔ کہ وہ میرے پاس نہ آئے۔ چاہے اس میں میری یہ نوبت ہی کیوں نہ ہو کہ مجھے اپنی قمیص تک پہنچنا پڑے۔ وہ مجھ سے کیوں بھاگتا ہے اور وہ کیوں اس قدر خائف ہے۔ میں نے کہا اپنے جرم کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے۔ کہنے لگے یہ کیا بات ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے نزدیک وہ فضل بن الربیع اور عیسیٰ بن ابی خالد سے زیادہ مجرم ہے۔ ایسا نہیں ہے تم کو معلوم ہے کہ فضل میرے امراء، فوج، اسلحہ اور تمام ان چیزوں کو لے کر جو میرے باپ مجھے دے گئے تھے میرے بھائی کے پاس چلا گیا اور مجھے مرو میں یکدہ تہا بے یار و مددگار چھوڑ کیا۔ پھر اسی نے میرے بھائی کو میرا مخالف بنایا۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا اسے سب جانتے ہیں۔ جس کا مجھے نہایت ہی سخت رنج اور ملال ہے۔ تم کو معلوم ہے عیسیٰ بن ابی خالد نے میرے ساتھ کیا کیا۔ اس نے میرے مختار عام کو میرے اور میرے آبا کے شہر سے نکال دیا۔ میرے خراج اور میری فئی پر قابض ہو گیا۔ اس نے میرے ممالک کو میرے برخلاف برا بھینٹ کر دیا اور اسی نے میرے بجائے ابراہیم کو خلیفہ بنا کر بٹھایا۔ اور میرے لقب سے اسے مخاطب کیا۔

مامون کا نصر بن شبیب کی حاضری پر اصرار:

میں نے عرض کیا اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں فرمایا کہو۔ میں نے کہا امیر المؤمنین فضل بن الربیع آپ کا دودھ شریک اور مولیٰ تھا۔ آپ کے اور اس کے اسلاف کا ایک حال تھا۔ اس طرح جو آپ کریں گے وہ بھی کرے گا۔ تقریباً یہی حال عیسیٰ بن ابی خالد کا ہے۔ کہ وہ آپ کے خاندان کے خاص لوگوں میں ہے۔ اس کے پیشرو آپ کے پیشروں کے خاص اعموان و انصار تھے۔ لہذا اسے بھی اس بات کا گھمنڈ ہے مگر یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے کبھی آپ کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اور نہ اس کے اسلاف نے آپ کے اسلاف کی کوئی مدد کی ہے کہ ان خدمات سابقہ کی وجہ سے اس کے اس جرم بغاوت کو محمول کیا جاسکے یہ تو بنی امیہ کے سپاہی ہمیشہ سے چلے آتے ہیں۔ مامون نے کہا اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر غیظ اور جذبہ انتقام و عداوت کا کیا موقع ہے۔ مگر بہر حال اس وقت تک تو میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ یہاں میری دربار میں حاضر ہو کر سلام نہ کرے۔ میں قصر کے پاس آیا۔ اور میں نے اسے پوری بات سنادی اس نے اپنے رسالہ کو ایک لکار سنائی جسے سن کر وہ جولانی کرنے لگے۔ اس نے کہا۔ مجھے ان پر افسوس آتا ہے کہ ان چار سو مینڈکوں یعنی جانوں پر جو ان کے زیر بازو ہیں ان کا اب تک قابو نہیں چلا۔ بھلا وہ عرب کے ان شہسواروں پر قابو پاسکتے ہیں۔

عبداللہ بن طاہر کی محاصرہ میں سختی:

عبداللہ بن طاہر نے جب زیادہ سختی سے اس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے عاجز کر دیا تو اس نے امان کی درخواست کی جسے اس نے مان لیا اور وہ اپنا پڑاؤ چھوڑ کر ۲۰۹ھ میں عبداللہ بن طاہر کے پاس رقبہ چلا آیا۔ اس سے پہلے جب کہ

عبداللہ اس کی افواج کو شکست دے چکا تھا۔ مامون نے اسے ایک خط لکھا تھا جس میں اسے اپنی اطاعت کے قبول کرنے اور اس سرکشی سے باز آ جانے کی دعوت دی تھی مگر اس نے نہ مانا مامون کو عبداللہ نے اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

مامون کا نصر بن شبث کے نام خط:

مامون نے جو خط نصر بن شبث کو لکھا تھا وہ یہ ہے:

”یہ خط مامون کی جانب سے ہے جسے عمرو بن مسعدہ نے لکھا ہے:

اما بعد! اے نصر بن شبث تم طاعت کے فوائد اس کے اعزاز اس کے سادگی برودت اور اس کی چراگاہ کے لطف سے واقف ہو۔ اس کے برخلاف بغاوت میں جو ندامت اور خسارہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی واقف ہو۔ اگرچہ اللہ نے تمہاری گرفت میں نطوالت دی ہے۔ مگر یہ ذہیل اس شخص کی خاطر ہے جو اس بات کا جو یا ہے کہ تمہارے خلاف پوری طرح حجت قائم ہو جائے تاکہ پھر ایسی سزاتم کو دی جائے جو نافرمان باغیوں کے لیے ان کے بغاوت کے اصرار اور استحقاق کی وجہ سے دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو مگر میں نے مناسب سمجھا کہ تم کو سمجھائیں کیونکہ میرا خیال ہے کہ جو کچھ میں تم کو لکھ رہا ہوں اس کو تم ایک موقع سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے صدق صدق ہے اور باطل باطل ہے اور یہ باتیں انہیں سے کہی جاتی ہے جن کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے امیر المؤمنین کے کسی ایسے عامل سے تمہارا معاملہ نہ پڑا ہوگا جو تمہاری جان و مال عزت و آبرو کے لیے ہے ہم سے زیادہ تمہارے لیے سود مند اور فائدہ رساں ہو۔ یا وہ تم کو اس مصیبت سے نکالنے اور تمہاری خطا کو درگزر کرنے کے لیے ہم سے زیادہ بے چین اور خواہشمند ہو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ پہلے یا بعد پانچ میں کون سی ایسی بات کی ہے کہ اس کی وجہ سے تم نے میری مخالفت پر اقدام کیا ہے۔ میرے مال پر قبضہ کیا اور جس ملک کی حکومت اللہ نے مجھے دی ہے اس پر قبضہ کیا اس دیدہ دلیری کے ساتھ اب تم یہ بھی چاہتے ہو کہ عیش و آرام اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس ذات پاک کی قسم جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے کہ اگر تم نے میری اطاعت قبول نہ کری تو تم کو اس کا تلخ خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور میں تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی پوری طاقت و شوکت کے ساتھ تم کو اور تمہارے اوباش اور بد معاش و بد کردار انفراد اذیل کو قرار واقعی سزا دوں گا کیونکہ اگر فوراً شیطان کے پیروؤں کا قلع قمع نہ کر دیا جائے تو دنیا میں بڑا سخت فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ بہر حال اب بھی موقع ہے کہ جس شخص نے عواقب لاد سے ڈر کر تنبہ اختیار کیا اس نے گویا اپنے سر سے الزام دور کر دیا۔ والسلام“۔

نصر بن شبث کی امان طلبی:

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر پانچ سال تک نصر سے لڑتا رہا۔ آخر کار اسے امان طلب کرنا پڑی عبداللہ نے مامون کو لکھا کہ میں نے نصر کا محاصرہ کر کے اسے بالکل تنگ کر دیا۔ اور اس کے ہمراہیوں کے روساء کو قتل کر دیا لہذا آپ نے امان کی درخواست کی ہے۔ کیا حکم ہوتا ہے۔ مامون نے کہا کہ اس کی درخواست کے مطابق معاہدہ معافی لکھ کر دے دیا جائے۔

نصر بن شبث کو عبداللہ بن طاہر کا امان نامہ:

عبداللہ نے یہ عہد نامہ اسے لکھ کر دیا:

”اما بعد! حق کے تسلیم کرنے کا موقع دینا۔ یہ اللہ کا وہ طریقہ ہے جس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے۔ اور انصاف کے ساتھ کسی کے خلاف کارروائی کرنا اللہ کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ جو غالب ہو کر رہتا ہے۔ لہذا جو ایسا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی تائید کے دروازے اس کے لیے کھول دیتا ہے۔ اور تمام تمکین و قدرت کے اسباب اس کے لیے مہیا کر دیتا ہے۔ تم نے جو فتنہ و فساد کی آگ روشن کی ہے اس میں ان تین اغراض میں سے ایک غرض تمہاری ضرور ہوگی۔

اس سے تمہاری غرض یا دین ہوگا یا دنیا یا محض جوش تہور میں ظالمانہ طور پر قوت و اقتدار حاصل کرنے کے لیے تم نے یہ کام کیا ہوگا۔ اگر اس شورش سے تمہاری غرض طلب دین ہے تو بہتر ہے کہ تم اس بات کو خود امیر المؤمنین پر واضح کر دو۔ اگر تمہاری بات حق ہوگی تو وہ خوشی سے اسے قبول کر لیں گے۔ کیونکہ اس دنیا میں ان کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ وہ حق و انصاف کے ساتھ ساتھ رہیں۔ اور اگر تمہاری یہ کوشش دنیا طلبی کے لیے ہے تو امیر المؤمنین سے اپنی حاجت بیان کرو کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اور کس بات کے مستحق ہو اگر تم نے اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور اس کا پورا کرنا امیر المؤمنین کے امکان میں ہو تو وہ ضرور اسے پورا کر دیں گے کیونکہ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کبھی اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ کسی کو بھی اس کے حق سے محروم کر دیں۔

اگر چہ وہ بات کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور اگر تم نے اپنے تہور کے اظہار کے لیے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے تو یاد رکھو کہ خود اللہ امیر المؤمنین کے لیے تمہاری اس ساری شوکت و سطوت کو خاک میں ملا دے گا۔ اور تم کو بھی اسی طرح تمہارے کیفر کردار کو پہنچائے گا۔ جس طرح اس نے تم سے اگلوں کو سخت سزا دی ہے جو تم سے بہت زیادہ طاقتور اور بہت زیادہ فوج و سپاہ کے مالک اور ساز و سامان اور مال و متاع سے بہرہ ور تھے مگر اللہ نے ان کو بالکل ہلاک و برباد کر دیا۔ اور وہ سزا دی جو ظالموں اور بد نصیبوں کو دی جاتی ہے۔

امیر المؤمنین اپنے اس خط کو اس شہادت پر ختم کرتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اور تمہارے لیے اس بات کا عہد و اٹھ کرتے ہیں اور ضامن ہوتے ہیں کہ تمہاری تمام گزشتہ خطائیں معاف کی جائیں گی ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ تمہارے ساتھ تمہارے شانایان سلوک کیا جائے گا اور تمہاری عزت کی جائے گی ان شاء اللہ بشرطیکہ تم ہماری اطاعت قبول کر کے ہماری طاعت میں داخل ہو جاؤ۔ والسلام“۔

اس امان کے بعد جب نصر بن شبث عبد اللہ بن طاہر کے پاس جانے کے لیے اپنے مقام سے برآمد ہوا تو اس نے کیسوم کو

منہدم کر کے تباہ و برباد کر دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال مامون نے صدقہ بن علی کو جو رریق کے نام سے مشہور ہے آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور اسی کو بایک سے لڑنے کے لیے متعین کیا۔ نیز اس نے اپنے بجائے ولایت ملکی کا کام انجام دینے کے لیے احمد بن الجینید بن فرزدی الاسکانی کو مقرر کر دیا مگر پھر یہ بغداد چلا آیا۔ مگر پھر خرمہ جماعت کے مقابلے پر پلٹ کر آ گیا۔ اس مرتبہ بایک نے اسے گرفتار کر لیا اور اب

انہوں نے آذربائیجان پر ابراہیم بن الیث بن الفضل الحی کو والی مقرر کیا۔
امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال شہنشاہ روم میخائیل بن جور جس مر گیا اس نے نو سال حکومت کی رومیوں نے اس کے بیٹے توفیل بن میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

۲۱۰ھ کے واقعات

نصر بن شبث کی بغداد میں آمد:

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر کو مامون کی خدمت میں بھیجا اور وہ دو شنبہ کے دن ۷/ صفر کو بغداد آیا۔ مدینہ ابو جعفر میں اتارا گیا اور اس کی نگرانی کے لیے عہدیدار مقرر کر دیئے گئے۔

ابراہیم ابن حاکم پر عتاب و اسیری:

اس سال مامون نے ابراہیم بن محمد بن عبد الوہاب بن ابراہیم الامام ابن عاتقہ کو محمد بن ابراہیم الافرقی مالک بن شاہی زوج البغوازی اور دوسرے ان اشخاص کو جنہوں نے ابراہیم بن المہدی کی بیعت لینے میں بہت کوشش کی تھی، عمران الفطر بلی کی نشاندہی پر پکڑ لیا۔ ان کا پتہ پاتے ہی مامون نے سینچر کے دن ۵/ صفر کو اپنے آدمی بھیج کر ان سب کو گرفتار کر لیا ابراہیم ابن عاتقہ کے متعلق انہوں نے حکم دیا کہ یہ ہمارے محل کے دروازے پر دھوپ میں تین دن مسلسل کھڑا رکھا جائے۔ پھر منگل کے دن کوڑوں سے یہ خوب پیٹا گیا۔ اور پھر حبس میں قید کر دیا گیا۔ اس کے بعد مالک بن شاہی اور اس کے ساتھیوں کو درے لگائے گئے۔ اگر چہ دینے والوں نے ان تمام فوجی امراء سپاہی اور دوسرے لوگوں کے نام لکھ کر مامون کو دے دیئے تھے جنہوں نے اس کا رروائی میں حصہ لیا تھا۔ مگر مامون نے ان میں سے کسی سے بھی اس وجہ سے تعارض نہیں کیا کہ شاید لوگوں نے ناکردہ گناہوں کو خالی عداوت کی بناء پر اس جرم میں ملوث کر دیا ہو ان لوگوں کا یہ بھی ارادہ تھا کہ جب فوج نصر بن شبث کے استقبال کو جائے۔ یہ پل کو توڑ ڈالیں مگر اس کی عین وقت پر بخبری کر دی گئی۔ اور وہ سب گرفتار کر لیے گئے۔ اس کے بعد نصر بن شبث تھا بغداد میں داخل ہوا۔ کوئی سپاہی اس کے استقبال کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ یہ پہلے اسحق بن ابراہیم کے پاس ٹھہرایا گیا اور پھر مدینہ ابو جعفر میں منتقل کر دیا گیا۔

ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری:

اس سال ۱۳/ ربیع الاول شب یکشنبہ میں ابراہیم بن المہدی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ نقاب ڈالے دو عورتوں کے ساتھ زنانے لباس میں شب کے وقت کہیں جا رہا تھا ایک حبشی کو توالی کے جوان نے اسے پکڑا اور پوچھا تم کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہی ہو ابراہیم نے اس لیے کہ وہ بھی ان کو جانے دے اور کوئی بات دریافت نہ کرے۔ یا قوت کی ایک بیٹھ بھاگٹھی جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس سپاہی کو دی جیسے دیکھ کر وہ ان کی طرف سے مشتہبہ ہو گیا۔ اور اس نے اپنے جی میں کہا کہ ضرور اس انگوٹھی کا مالک کوئی خاص اہمیت والا شخص ہے وہ ان کو تھانہ لے گیا۔ تھانہ دار نے ان کو منہ کھولنے کا حکم دیا۔ ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔ تھانہ دار نے خود نقاب الٹ دی۔ اور اب ابراہیم کی داڑھی نمایاں ہو گئی وہ اسے پل کے گمراہ کے پاس لایا جس نے اسے شناخت کر لیا۔ اب وہ

اسے مامون کے آستانے لے گیا اور ان کو ابراہیم کی گرفتاری کی اطلاع دی۔

ابراہیم بن مہدی کی تشہیر:

مامون نے حکم دیا کہ محل ہی میں اسے بحفاظت رکھا جائے۔ اتوار کے دن صبح کو اسے مامون کے قصر میں بٹھایا گیا تاکہ بنو ہاشم، امراء عساکر اور سپاہ اسے دیکھ لے۔ سرکاری ملازمین نے اس موقع کو جس کو اس نے اپنے چہرے کی نقاب بنایا تھا۔ اس کی گردن میں لپیٹ دیا۔ نیز اس برقع کو جو اس نے اوڑھ رکھا تھا۔ اس کے صدر پر ڈال رکھا تھا تاکہ لوگ دیکھیں کہ کس شان میں اسے گرفتار کیا گیا ہے۔ جمعرات کے دن مامون نے اسے احمد بن ابی خالد کے مکان میں منتقل کر کے اسی کے پاس اسے قید کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی رہائی:

اس کے بعد جب وہ حسن بن سہل کے پاس واسط گئے تو انہوں نے ابراہیم کو احمد کے ہاں سے نکالا۔ اس پر لوگوں کا یہ خیال ہے غالباً حسن بن سہل نے اس کی سفارش کی۔ اس وجہ سے انہوں نے اس کی خطا معاف کر دی اور آزاد کر دیا۔ البتہ اب اسے احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں دے دیا اور اس کے ساتھ ابن یحییٰ بن معاذ اور خالد بن یزید بن مزید کو بھی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا۔ البتہ اس کے ساتھ یہ رعایت کی کہ اس کی ماں اور اہل و عیال کو اسی کے پاس رہنے کی اجازت دی وہ سوار ہو کر مامون کے محل کو آتا تھا۔ مگر یہ نگران اس کی حفاظت کے لیے ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتے۔

اس سال مامون نے ابراہیم ابن عائشہ کو قتل کر کے اسے سولی پر چڑھا دیا۔

ابراہیم ابن عائشہ کا قتل:

مامون نے ابن عائشہ محمد بن ابراہیم لافریقی دو شاطروں کو جن میں ایک کا نام ابو مسمار اور دوسرے کا عمار تھا۔ فرج البغوازی مالک بن شاہی اور ان کے اور بہت سے ساتھیوں کو جنہوں نے ابراہیم کے لیے بیعت لینے میں سعی کی تھی، درے لگوا کر جیل خانے میں قید کر دیا تھا۔ ان میں سے صرف عمار کو اس لیے چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس نے جیل خانے میں اپنے ساتھیوں کے خلاف شہادت دی تھی۔ کہ یہ لوگ اس معاملہ میں شریک جرم تھے۔ چند روز کے بعد جیل کے ایک عہدہ دار نے ان کے متعلق یہ شکایت کی یہ جماعت اندرون جیل ہنگامہ برپا کر کے جیل توڑنا چاہتی ہے اس سے ایک دن قبل انہوں نے یہ کیا کہ اندر سے جیل کے دروازے کو مسدود کر دیا۔ اور کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا۔ جب رات ہوئی اور شور و شغب جیل کے محافظوں نے سنا انہوں نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون اسی وقت بذات خود وہاں آئے اور انہوں نے ان چاروں کو بلا کر بے بس کر کے ان کی گردنیں مار دیں۔ اس موقع پر ابن عائشہ نے مامون کو خوب ہی فحش گالیاں سنائیں۔ صبح کو چاروں پل زیریں پر سولی چڑھا دیئے گئے۔ بدھ کے دن صبح ابراہیم بن عائشہ کو سولی سے اتار کر کفن پہنایا گیا اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قریش کے مقابر میں دفن کر دیا گیا۔ ابن الافریقی کو سولی سے اتار کر خیزران کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا دوسروں کو اسی طرح سولی پر چھوڑ دیا گیا۔

ابراہیم کی مامون سے رحم کی درخواست:

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے ابو اسحق بن الرشید کے مکان پر لائے ابو اسحق اس وقت مامون کے پاس تھا۔ اس وجہ سے ابراہیم کو فرج الزکی کے پیچھے سوار کیا گیا اور جب وہ مامون کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے کہا آؤ ابراہیم اس نے کہا

امیر المومنین صرف مقتول کے ولی کو قصاص کا اختیار ہے۔ معافی عین تقویٰ ہے اور جو شخص اسباب شقاوت کے فریب کا شکار ہوا۔ اس نے تو خود اپنے کو زمانے کی دشمنی کے حوالے کر دیا ہے۔ اللہ نے آپ کو ہر خطا وار پر اسی طرح فوقیت دی ہے جس طرح اس نے ہر خطا کار کو آپ سے پست کیا ہے اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق عین ہے اور اگر آپ معاف فرمادیں تو آپ کا فضل و احسان ہے۔ مامون نے کہا ابراہیم ہم نے تم کو معاف کر دیا ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور سجدہ شکر میں گر پڑا۔

ابراہیم کی معافی کی دوسری روایت:

بیان کیا گیا ہے کہ اس مضمون کو ابراہیم نے روپوشی میں لکھ کر مامون کی خدمت میں بھیجا تھا۔ مامون نے رقد کے حاشیے پر اپنے قلم سے یہ لکھا۔ قدرت جوش انتقام کو فرو کر دیتی ہے۔ ندامت تو بہ ہے اور ان دونوں کی وجہ سے اللہ کی معافی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ ہماری تمام درخواستوں سے زیادہ بڑی اہم ہے ابراہیم نے مامون کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور جب اسے مامون کو سنایا تو انہوں نے کہا کہ میں اس موقع پر وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

﴿ لَا تَتْرِبْ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴾

”آج تم کو کوئی بری بات نہیں کہی جاتی۔ اللہ تمہاری خطا معاف کر دے گا۔ اور وہ بہت ہی مہربان ہے۔“

اس سال کے رمضان میں مامون نے بوران بنت الحسن بن سہل کو اپنے حرم میں داخل کیا۔

مامون کی بوران بنت حسن بن سہل سے شادی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون حسن بن سہل کی چھاؤنی کو آنے کے لیے قم الصلح روانہ ہوئے تو انہوں نے ابراہیم بن المہدی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ مامون بغداد سے بوران کو بیانہ کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے اور حسن کے دروازے پر انہوں نے ننگرڈ الاعباس بن مامون اپنے باپ سے پہلے خشکی کے راستے وہاں آچکا تھا۔ حسن نے اپنی فرودگاہ سے بڑھ کر دجلہ کے کنارے ایک مقام میں جہاں اس کے لیے ایک محل بنایا گیا تھا۔ اس کا انتقال کیا۔ اسے دیکھتے ہی عباس گھوڑے سے اترنے لگا۔ مگر حسن نے اسے حلف دے کر اس سے روک دیا۔ جب وہ دونوں برابر آگئے تو اب حسن اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اترنے لگا۔ مگر اس مرتبہ عباس نے امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر اس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں۔ مگر حسن نہ مانا۔ وہ اتر اور اس نے عباس کو سواری کی حالت میں گلے لگا لیا پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اب وہ دونوں ایک ساتھ حسن کے مکان آئے مامون اس سال ۲۱۰ھ کے ماہ رمضان میں مغرب کے وقت حسن کے ہاں پہنچے اور یہاں انہوں نے اور حسن اور عباس نے افطار کیا۔ دینار بن عبد اللہ اپنے قدموں کھڑا رہا۔ افطار سے فارغ ہو کر انہوں نے اپنے ہاتھ دھوئے۔ مامون نے شراب منگوائی۔ ایک سنہری جام پیش کیا گیا۔ اس میں شراب ڈالی گئی۔ مامون نے پہلے خود پی پھر شراب کا ایک جام اپنے ہاتھ سے حسن کی طرف بڑھایا حسن نے اسے لینے میں پس و پیش کیا۔ کیونکہ اس سے قبل اس نے کبھی شراب نہیں پی تھی۔ دینار بن عبد اللہ نے حسن کو آنکھ ماری۔ اس پر حسن نے کہا امیر المومنین میں آپ کے حکم کی وجہ سے پئے لیتا ہوں۔ مامون نے کہا اگر میرا حکم نہ ہوتا تو میں کیوں تمہاری طرف ہاتھ بڑھاتا۔ حسن نے جام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اسے پی گیا۔

رسم جلوہ:

دوسری رات میں محمد بن حسن سہل اور عباسہ بنت الفضل ذی الریاستین کی شادی کی گئی۔ تیسری شب میں مامون بوران کے

پاس آئے اس وقت اس کے پاس حمد و نہ ام جعفر اور بوران کی دادی بھی موجود تھی۔ جب مامون رسم جلوہ کے لیے مسند پر اس کے پاس بیٹھے اس کی دادی نے ایک ہزار موتی جو سونے کی کشتی میں رکھے تھے۔ ان پر نچھاور کیے مامون حکم دیا کہ ان کو جمع کر لیا جائے اور بوران کی دادی سے پوچھا یہ کتنے تھے۔ اس نے کہا ایک ہزار جمع کیے جانے کے بعد انہوں نے ان کو شمار کر لیا تو دس کم نکلے۔ مامون نے کہا۔ جس نے لیے ہوں وہ دے دے لوگوں نے کہا حسین زجلہ نے لیے ہیں مامون نے اسے حکم دیا کہ واپس کر دے۔ مگر اس نے کہا امیر المومنین یہ تو ثار ہی اس لیے کیے گئے ہیں کہ ہم ان کو لوٹ لیں مامون نے کہا ہاں معلوم ہے۔ مگر تم اس وقت درہم اس کا معاوضہ کر دیں گے۔ اس نے واپس لادیں مامون نے ان کو پھر اسی طرح کشتی میں جمادیا جس طرح کہ وہ نچھاور سے پہلے تھے۔ اور اب اس کشتی سے بوران کی گود بھری گئی۔ مامون نے کہا تو یہ تمہارا مہر ہے اس کے علاوہ اور جو چاہتی ہو کہو وہ تو خاموش رہی اس کی دادی نے اس سے کہا کہ جب تمہارے آقا تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی ضروریات ان سے بیان کرو۔ تو کیوں نہیں کہتیں۔

بوران کی ابراہیم بن مہدی کے لیے سفارش:

اس نے مامون سے درخواست کی کہ ابراہیم بن المہدی کی خطا معاف کر دیں۔ مامون نے کہا میں نے ان کو معاف کیا۔ اس نے کہا آپ ام جعفر کو حج کی اجازت دیں۔ مامون نے اسے اجازت دی۔ ام جعفر نے بوران کو ایک امویہ بگلوں پہنایا۔ اسی رات مامون بوران کے ہاں شب باش ہوئے۔ اس رات میں عنبر کی ایک اتنی بڑی شمع روشن کی گئی جس کے سنہری توڑے میں چالیس من عنبر تھی مامون نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ اسراف ہے۔

ابراہیم بن مہدی کو معافی و اعزاز:

صبح کو انہوں نے ابراہیم بن المہدی کو بلایا۔ وہ دجلے کے کنارے پیدل چل کر ایک موٹا لبادہ پہنے اور منڈا سا باندھے آستانہ خلافت آیا۔ جب سراپردہ اٹھا اور مامون برآمد ہوئے تو ابراہیم زمین پر گر پڑا۔ مامون چلائے۔ چچا جان آپ مترد نہ ہوں۔ میں نے آپ کو معاف کر دیا۔ ابراہیم ان کے پاس آیا اور اب وہ خلافت کی تسلیمات بجالایا۔ اور اس نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور اپنا قصیدہ سنایا۔ مامون نے خلعت منگوائی اسے دوسرے مرتبہ خلعت سرفرازی کی۔ سواری دی اور تلوار حمال کی۔ ابراہیم ان کے پاس سے چلا آیا۔ اور باہر آ کر اس نے سب کو سلام کیا اور پھر وہ اپنے مقام کو واپس بھیج دیا گیا۔

مامون کے مصاحبین کو خلعت و عطیات سے سرفرازی:

مامون سترہ دن حسن کے مہمان رہے۔ اس اثناء میں روزانہ ان کے تمام مصاحبین کے لیے جملہ ضروریات حسن کی طرف سے مہیا کی جاتی تھیں جس نے تمام امراء کو ان کے درجے اور مرتبے کے مناسب خلعت اور صلے دیئے۔ اس میں اس کے پانچ کروڑ درہم خرچ ہوئے۔ وہاں سے واپس ہوتے ہوئے مامون نے غسان بن عباد کو حکم دیا کہ وہ فارس کی آمدنی سے ایک کروڑ نقد حسن کو دے اس کے علاوہ انہوں نے صلح کو اس کی جاگیر میں دے دیا۔ یہ رقم چونکہ غسان کے پاس موجود تھی۔ اس نے وہیں اسے حسن کے حوالے کر دیا۔ حسن نے دربار کیا اور اس میں رقم کو اس نے اپنے امراء عہدیدار مصاحبین اور خدم حشم میں تقسیم کر دیا۔ مامون جب بغداد جانے لگے حسن نے دور تک ان کی مشایعت کی۔ اور پھر وہ صلح کے دہانے چلا آیا۔

احمد بن الحسن بن ہبل بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس شادی کے موقع پر حسن بن ہبل نے بہت سے

رقعوں پر اپنی زمینوں اور املاک کے نام لکھ کر ان کو امراء اور بنی ہاشم میں شائع کر دیا۔ جس کے ہاتھ جو رقعہ آیا اس نے وہ جاکر ادا - دے دی۔

ابوالحسن علی کے کاتب کا بیان:

ابوالحسن علی بن الحسین بن عبدالاعلیٰ کا کاتب بیان کرتا ہے کہ ایک دن حسن بن سہل نے مجھ سے ام جعفر کی چند باتیں بیان کیں اس نے اس کی عقل و فراست کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ایک دن مامون نے قم الصلح کے مقام پر جب کہ وہ ہمارے ہاں آئے تھے اس سے اور احمد و نہ بنت عقیض سے دریافت کیا کہ بوران پر تم نے کس قدر خرچ کیا۔ احمد نے کہا میں نے ڈھائی کروڑ خرچ کیے۔ ام جعفر نے اس سے کہا کہ تم نے تو کچھ بھی خرچ نہیں کیا۔ اس شادی میں میں نے تین کروڑ پچاس لاکھ سے تین کروڑ ستر لاکھ تک خرچ کیے ہیں پھر حسن بن سہل نے کہا ہم نے مامون کے لیے دو شمعیں تیار کی تھیں۔ جس رات کو مامون بوران کے پاس آئے وہ شمعیں روشن کی گئیں ان میں سے بے حد دھواں نکلا۔ مامون نے کہا اس دھواں سے ہمیں تکلیف ہو رہی ہے ان کو اٹھا دو۔ اور دوسری معمولی شمع لائی جائے۔

ام جعفر کا بوران کو صلح کی جاگیر کا عطیہ:

اس روز ام جعفر نے صلح کو بوران کی جاگیر میں دے دیا اور اس طرح یہ مقام پھر میری ملکیت میں آ گیا اس سے قبل بھی یہ میرا تھا۔ مگر ایک روز یہ واقعہ ہوا کہ حمید الطوسی نے مجھے آ کر چار شعر ذوالریاتین کی مدح میں سنائے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اس قصیدے کو ان کو بھیجے دیتا ہوں اور وہاں سے تمہاری مدح کے صلے کے آنے تک اپنی طرف سے سر دست یہ صلح تم کو جاگیر میں دیے دیتا ہوں چنانچہ میں نے اس مقام کو حمید کو دے دیا۔ مگر پھر مامون نے اسے ام جعفر کو دیا اور اب اس شادی کے موقع پر ام جعفر نے اسے ہدیۃ بوران کو دے دیا۔

حسن بن سہل کی توہم پرستی:

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے تک نہ حسن بن سہل کے ہاں پردے اٹھائے جاتے تھے اور نہ اس کے سامنے سے شمع ہٹائی جاتی تھی۔ البتہ جب وہ آفتاب دیکھ لیتا تھا۔ تب شمع کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیتا تھا۔ وہ بہت ہی توہم پرست تھا۔ اس لیے روزانہ صبح کو شگون لیتا تھا اس بات کو پسند کرتا تھا کہ صبح کو جو اس کے پاس جائے وہ یہ کہے کہ ہم نے رات بڑی فرحت و سرور میں بسر کی ہے اور جنازہ یا کسی کی موت کی خبر کو نا پسند کرتا تھا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا تو کسی نے اس سے کہا کہ علی بن الحسین نے آج اپنے بیٹے حسن کو کاتبوں میں داخل کر دیا ہے۔ اس نے مجھے آواز دی میں اپنے گھر پلٹ آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں بیس ہزار درہم نقد جو بطور ہبہ حسن کو بھیجے گئے تھے موجود ہیں اور اسی کے ساتھ بیس ہزار درہم کا وثیقہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی بصرے کی زمین میں سے اتنی زمین مجھے دی تھی کہ جس کی قیمت پچاس ہزار دینار اندازہ کی گئی تھی بعد میں یہ زمین بغا الکیب نے مجھ سے چھین کر اپنی زمین میں شامل کر لی۔

متفرق واقعات:

ابو حسان الزیادی بیان کرتا ہے کہ جب مامون حسن کے ہاں آئے تو بوران سے شادی کرنے کے بعد کئی دن تک مقیم رہے

اس تمام سفر اور قیام میں چالیس دن صرف ہوئے ۱۱ شوال جمعرات کے دن وہ بغداد واپس آئے۔
محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ ۸/ رمضان کو مامون ختم الصلح حسن کے ہاں آئے اور جب شوال ۲۱۰ھ کے ختم ہونے میں نو
راتیں باقی تھیں وہاں سے واپس ہوئے۔

اس سال یوم الفطر میں حمید بن عبد الحمید نے انتقال کیا۔ اس کی جا ریہ عزل نے اس کا درد آمیز مرثیہ لکھا۔

اس سال عبد اللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا اور عبید اللہ بن السری بن الحکم اس کی امان میں آ گیا۔

عبد اللہ بن طاہر کو مصر پر فوج کشی کا حکم:

جب عبد اللہ بن طاہر کو نصر بن شبث العقیلی سے فراغت ہوگی اور اس نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور وہ وہاں پہنچ

گیا تو اب اسے مامون کے کئی خط موصول ہوئے جن میں اسے مصر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔

عبید اللہ بن سری کا عبد اللہ کی فوج پر حملہ:

احمد بن محمد بن مخلد نے جو ان دنوں مصر میں تھا بیان کیا کہ عبد اللہ نے مصر کے قریب پہنچ کر ایک منزل سے اپنے ایک سردار کو
مصر کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی فروگاہ کے لیے کوئی مناسب مقام تلاش کرے ابن السری نے مصر کے گرد خندق بنائی تھی؛ جب
اسے عبد اللہ کے سردار کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی سپاہ کی ایک ایسی جمیعت کو لے کر جس نے اس کے مقابلہ پر جانے کی آمادگی
ظاہر کی اس سردار کے مقابلے کے لیے بڑھا۔ دونوں کا مقابلہ ہوا عبد اللہ کے سردار کے ساتھ اس موقع پر چونکہ بہت کم جمیعت تھی
اس لیے عارضی طور پر وہ پسپا ہو گئے۔ انہوں نے ڈاک کے ذریعہ عبد اللہ بن طاہر کو اس طرح اپنے ابن السری سے مقابلہ ہو جانے
کی اطلاع دی۔

عبید اللہ بن سری کی شکست:

عبد اللہ نے اپنے پیادوں کو فوجوں پر سوار کیا۔ ایک خنجر پر دو دو آدمی بٹھائے اور ان کو رسالہ کے پہلو بہ پہلو مقابلہ پر روانہ کیا
یہ فوج نہایت سرعت کے ساتھ بڑھتی ہوئی اپنے سرداروں اور ابن النہری کے پاس پہنچ گئی۔ اور ان کے صرف ایک حملہ سے ابن
السری اور اس کی فوج کو سخت ہزیمت ہوئی۔ ابن السری کے بیشتر آدمی خندق میں گر پڑے اور اس طرح خندق میں ایک دوسرے پر
گرنے کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ ہلاک ہو گئے جتنے کہ تلوار سے قتل ہوئے تھے۔

عبید اللہ بن سری کا محاصرہ:

ابن السری شکست کھا کر فسطاط میں چلا آیا۔ یہاں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا۔ عبد اللہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کے
ہتھیار رکھتے تک اس نے کوئی لڑائی عبد اللہ سے نہیں لڑی۔

عبید اللہ بن سری کی امان طلبی:

ابن ذی القلمین کہتا ہے کہ جب عبد اللہ مصر آیا اور ابن السری نے اسے داخل ہونے سے روکا اس وقت اس نے ایک رات
ایک ہزار خادم اور چھوکر یاں جن میں سے ہر ایک خادم کے ساتھ ایک ہزار دینار ریشمی تھیلوں میں تھے عبد اللہ بن طاہر کے پاس
بھیجیں۔ مگر عبد اللہ نے اس رشوت کو رد کر دیا اور لکھا کہ اگر میں تمہارے اس ہدیہ کو دن کے وقت قبول کر سکتا تو رات کے وقت بھی قبول

کر لیتا اور اس کے ساتھ ہی کلام پاک کی یہ آیت لکھ دی:

﴿بَلْ أَنْتُمْ بِهَدْيَتِكُمْ تَفْرَحُونَ إِرْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً وَ هُمْ صَاغِرُونَ﴾

”تم اپنے تحائف پر اترتے ہو ان کے پاس واپس جاؤ۔ ہم ایسی فوجوں سے ان پر دھاوا کریں گے جن کے مقابلہ کی طاقت ان میں نہ ہوگی اور اس مہر (سبا) سے ان کو ذلیل کر کے نکال دیں گے۔“

یہ تحریر پڑھ کر ابن السری نے اب اس سے امان طلب کی اور اس کے پاس چلا آیا۔

عبداللہ بن طاہر سے ایک اعرابی شیخ کی ملاقات:

ابو السمر ایمان کرتا ہے کہ ہم امیر عبداللہ بن طاہر کے ساتھ مصر جا رہے تھے۔ جب ہم رملہ اور دمشق کے درمیان تھے کہ ایک

اعرابی شیخ جو اسلاف کی یادگار تھا اور ایک فاختسی رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اچانک ہمارے سامنے آیا اس نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے

اس کے سلام کا جواب دیا۔ میں اسحق بن ابراہیم الرافعی اور اسحق بن ابی الربیع امیر کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے۔ اس روز ہمارے

گھوڑے بھی امیر کے گھوڑوں سے بہتر تھے۔ اور ہم نے لباس بھی ان سے زیادہ اچھا پہن رکھا تھا۔ وہ اعرابی غور سے ہمارے چہرے

دیکھنے لگا۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ! تم نے اس قدر غور سے جو ہمارے چہروں کو دیکھا تو کیا دیکھا کچھ پہچانا یا کوئی بری بات نظر

پڑی اس نے کہا ہرگز نہیں۔ نہ میں نے آج سے پہلے تم کو دیکھا تھا نہ کسی بد نظری سے میں نے تم کو دیکھا ہے۔ مگر میں نہایت عمدہ قیافہ

شناس ہوں اور لوگوں کی خصوصیات کو خوب جانتا ہوں۔

اعرابی شیخ کی قیافہ شناسی:

میں نے اسحق بن ابی ربیع کی طرف اشارہ کر کے کہا اچھا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا:

اری کاتباً و اہی الکتابۃ بین علیہ و تاریب العراق منیر

لہ حرکات قد لشاہدان انہ علیم یتقیف الخراج بصیر

ترجمہ: ”میں ایک کاتب کو دیکھ رہا ہوں جس پر اہلکارانہ چالاک کی اور عراق کی تادیب نمایاں ہے۔ اس کی حرکات بتاتی ہیں کہ یہ

خراج کے معاملات سے بہت خوب واقف ہے۔“

اس کے بعد اس نے اسحق بن ابراہیم الرافعی کو دیکھا اور یہ شعر کہے:

و مظهر نسک ما علیہ ضمیرہ یحب الہدایا بالرجال مکور

احال بہ جبتا و نجلا و شیمۃ تخبر عنہ انہ لوزیر

ترجمہ: ”ظاہر میں یہ متقی نظر آتا ہے۔ مگر بد نیت ہے۔ چاہتا ہے کہ یہ لوگ تحائف اسے دیا کریں۔ نہایت چالاک ہے۔ میرا

خیال ہے کہ اس کی بزدلی بخل اور بد خلقی اس بات کا ثبوت دیتی ہے کہ یہ ضرور وزیر ہے۔“

پھر اس نے مجھے دیکھا اور یہ شعر پڑھے:

یکون لہ بالقرب مند سرور

و ہذا ندیم لامیر و مونس

بعض ندیم مسرہ دسمبر
 احوال لاشعار و العلم راویا
 ”اور یہ شخص امیر کا ندیم اور دوست ہے۔ جس کی قربت سے سرور ملتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ اشعار اور علم کا راوی ہے اور بعض مرتبہ ایک ہی شخص ندیم بھی ہوتا ہے اور افسانہ گو بھی۔“
 پھر امیر کو دیکھ کر اس نے یہ شعر پڑھے:

و هذا الامير المرنجی شعب کفه
 فما ان له فيمن رائيت نظير
 ”یہ ایسا امیر ہے جس سے سب بھلائی کی امید رکھتے ہیں۔ میری نظر سے اب تک اس کی نظیر نہیں گزری۔“
 عليه رواء من جمال و هيبه
 دوجه دراك النجاح بشير
 ”وہ حسین اور بارعب ہے اس کا بشرہ کامیابی کا خبر ہے۔“

لقد عصم الاسلام منه بدايد
 به عاش معروف و مات نكير
 ”ابتداء سے اسلام کو اس نے بچایا ہے۔ اس کی وجہ سے نیکی زندہ اور بدی مردہ ہوئی۔“
 الانما عبدالله بن طاهر
 لنا والدبر بناد امير
 ”ہونہ ہو یہ عبد اللہ بن طاہر ہے جو باپ کی طرح ہم پر مہربان ہے اور ہمارا فرما زو ہے۔“
 اس کلام کو سن کر عبد اللہ بہت خوش ہوا۔ اسے پانچ سو دینار دلوا کے اور مصاحبت کا حکم دیا۔

بطین الحمصی کو انعام و اکرام:

حسن بن یحییٰ الفہری کہتا ہے کہ جب ہم عبد اللہ کے ساتھ سلمیہ اور حمص کے درمیان جا رہے تھے ہمیں بطین الحمصی شاعر ملا اور اس نے راستے پر ٹھہر کر عبد اللہ بن طاہر کی مدح میں ایک قصیدہ سنایا۔ اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے اپنا نام بتایا۔ عبد اللہ نے غلام کو حکم دیا۔ دیکھو اس نے کتنے شعر کہے ہیں اس نے کہا سات۔ عبد اللہ نے اسے سات ہزار درہم یا سات سو دینار دلوائے۔ یہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ مصر اور اسکندریہ میں بھی ساتھ تھا۔ مگر اسکندریہ میں وہ اور اس کا گھوڑا ایک بدرو میں گر پڑے اور وہ مر گیا۔ اس سال عبد اللہ بن طاہر نے اسکندریہ فتح کیا اور جن اہل اندلس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس نے ان کو وہاں سے بے دخل کر کے نکال دیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ نے ۲۱۱ھ میں اسکندریہ فتح کیا تھا۔

مصر میں طوائف المملوکی:

مصر کے کئی شخصوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب کہ مصر میں تمام لوگ جردی اور ابن السری کے ہنگاموں میں منہمک تھے اہل اندلس کی ایک بڑی جماعت جس کا رئیس ابو حفص تھا براہ بحر روم جہازوں پر اسکندریہ آئی اور وہاں لنگر انداز ہو گئی اور عبد اللہ بن طاہر کے مصر آنے تک بدستور اسکندریہ میں مقیم رہی۔

یونس بن عبد الاعلیٰ کہتا ہے۔ مشرق سے ایک بہادر جوان مرد یعنی عبد اللہ بن طاہر اس وقت ہمارے پاس مصر آیا جب کہ ہمارے ہاں ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا۔ ہمارے ہر علاقے پر کسی ایک نے قبضہ کر رکھا تھا۔ ہر طرف طوائف المملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے تمام لوگ سخت تکلیف و مصیبت میں تھے۔ اس جوان مرد نے یہاں آ کر ہر طرف امن و امان قائم کیا بے خطا کو اطمینان

اور خطا کار کو سزا دی اور پھر اس نے اس کے سامنے سراطاعت خم کر دیا۔

عبداللہ بن وہب کا بیان:

عبداللہ بن وہب کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن الہبیت نے یہ حدیث روایت کی مگر اسی کے ساتھ کہا کہ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ اس سے قبل اس نے یہ بات مجھ سے کہی تھی یا نہیں۔ کیونکہ جو کتا ہیں ہم نے پڑھی ہیں اس میں تو ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔ وہ یہ ہے کہ مشرق میں اللہ کی ایک فوج رہتی ہے جو شخص بھی اللہ کی مخلوق میں سے اس کے خلاف سرکشی کرتا ہے اللہ اس فوج کو بھیج کر اپنا انتقام اس سے لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن وہب راوی بیان کرتا ہے کہ وہ حدیث لفظاً یہی تھی یا اس کے ہم معنی۔

فتح اسکندریہ:

عبداللہ بن طاہر نے مصر آ کر اندھیوں اور دوسرے ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ جا ملے تھے۔ مبارزت نامہ بھیجا کہ اگر اطاعت قبول نہیں کرتے تو جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ مگر انہوں نے اس کی شرط مان لی اور اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ کر کسی رومی علاقے میں جو اسلامی ممالک میں نہ ہوگا چلے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن طاہر نے اس درخواست کو مان لیا اور وہ اسکندریہ کو چھوڑ کر جزیرہ کریٹ آگئے۔ اسی کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا اور وہیں مستقل طور پر اقامت گزریں ہو گئے۔ ان کی اولاد آج تک وہاں باقی ہے۔

اس سال اہل قم نے سرکار سے بغاوت کر کے زر مال گزاری دینے سے انکار کر دیا۔

اہل قم کی بغاوت:

اس بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اس رقم خراج (بیس لاکھ کو) جو ان پر عائد تھا بہت زیادہ خیال کیا اور اس کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ مامون جب خراسان سے عراق آتے ہوئے رے ٹھہرے تو انہوں نے اہل رے کا خراج بہت کچھ کم کر دیا جسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اس بنا پر اہل قم کی بھی یہ خواہش ہوئی کہ ان کی مال گزاری رے کی طرح کم کی جائے انہوں نے اس کے لیے مامون کی خدمت عرض داشت پیش کی اور شکایت کی یہ مال گزاری بہت زیادہ ہے مامون ان کی درخواست نہیں مانی۔ انہوں نے زر لگان دینے سے انکار کر دیا۔

قم کی فسیل کا انہدام:

مامون نے علی بن ہشام کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ پھر عجیف بن عنبہ کو اس کی امداد کے لیے روانہ کیا۔ حمید کا سردار محمد بن یوسف الکلیخ خراسان سے آتے ہوئے قوص آیا تھا۔ کہ مامون نے اسے بھی لکھ دیا کہ علی بن ہشام کے ساتھ جا کر اہل قم سے لڑو۔ علی ان سے لڑا۔ اور ان پر اسے فتح ہوئی۔ اس نے یحییٰ بن عمران کو قتل کر دیا۔ قم کی فسیل منہدم کر دی اور جب کہ وہ بیس لاکھ ہی سے نالاں تھے۔ ان پر ستر لاکھ خراج عاید کیا۔

جبال پر مازیار بن قارن کا قبضہ:

اس سال شہر یار بن شروین مر گیا اس کا بیٹا ساہوراس کا جانشین ہوا۔ مگر مازیار بن قارن نے اس کی جانشینی کو نہ مانا اور اس سے

نزاع کر کے قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا۔ اس طرح جبال مازیا بن قارن کے ہاتھ آ گیا۔
امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن العباس بن محمد والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۱ھ کے واقعات

اس سال عبید اللہ بن السری امان لے کر عبد اللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا۔ اور وہ مصر میں داخل ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعات ۲۱۰ھ کے ہیں۔

عبید اللہ بن سری کی بغداد میں آمد:

کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن السری جب کہ صفر ۲۱۱ھ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں سینچر کے دن عبد اللہ بن طاہر کے پاس آیا۔ اور جب کہ رجب ۲۱۱ھ کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں بغداد لایا گیا اور مدینہ ابو جعفر میں اتارا گیا۔ اور عبد اللہ بن طاہر مصر میں وہاں کے والی کی حیثیت سے رہا۔ وہ تمام شام اور جزیرہ کا بھی والی تھا۔
فتح مصر پر مامون کے اشعار:

طاہر بن خالد بن خالد بن راز الغسالی کہتا ہے کہ جب عبد اللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا مامون نے اسے ایک خط لکھا۔ اور اس کے نیچے یہ شعر لکھے:

احی انت و مولائی و من اشکر نعماء

ترجمہ: ”تم میرے بھائی اور دوست ہو اور تمہارے احسانات کا میں شکر گزار ہوں۔“

فما احبت من امر فانی الدھر اھواہ

ترجمہ: تم جس بات کو پسند کرو مدت العمر میں جی وہی چاہوں گا۔

و ما زکرہ من شیء فانی لست ارضاہ

ترجمہ: اور جس بات کو تم ناپسند کرو میں بھی اسے کبھی پسند نہیں کروں گا۔

لک اللہ علی ذاک لک اللہ لک اللہ

ترجمہ: اور میں اس بات کا عہد اللہ کے سامنے کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں۔

عبد اللہ بن طاہر کے خلاف شکایت:

عطاء صاحب المظالم سے روایت ہے کہ مامون کے بھائیوں میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ امیر المؤمنین یہ عبد اللہ بن طاہر بھی اپنے باپ کی طرح اولاد ابی طالب کی طرف میل رکھتا ہے مامون نے کہا ایسا نہیں ہے۔ مگر اس شخص نے دوبارہ وہی بات کہی۔

مامون کی جاسوسوں کو ہدایت:

اب مامون نے ایک شخص کو اپنا جاسوس بنا کر عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیجا۔ اسے حکم دیا کہ تم قرآن اور زاہدوں کی ہیئت بنا کر

مصر جاؤ اور وہاں کے عمائد کو قاسم بن ابراہیم بن طباطبا کی خلافت کے لیے دعوت دو اس کے مناقب علم اور فضل بیان کرو۔ اس کے بعد عبد اللہ بن طاہر کے کسی ہمزات تک رسائی پیدا کر کے اس سے ملو اور اسے بھی اپنی دعوت میں شرکت کے لیے دعوت دو۔ اس کے لیے اسے ترغیب و تحریص دلاؤ اور اس طرح اس کی دلی نیت و منشا سے پوری طرح واقفیت حاصل کر کے مجھے اس سے اطلاع دو۔

مامون کے جاسوس کی عبد اللہ بن طاہر سے ملاقات:

اس شخص نے حسب عمل کیا اور جب اس نے مصر کے عمائد اور رؤسا کو اپنی دعوت پہنچادی اس کے بعد ایک دن وہ عبد اللہ بن طاہر کے دروازے آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت وہ صلح و امان کے بعد عبد اللہ بن السری سے ملنے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو یہ شخص اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اپنی آستین سے ایک رقعہ نکال کر عبد اللہ بن طاہر کو دیا اس نے اسے ہاتھ میں لے لیا۔ اور اندر جاتے ہی حاجب کو بھیجا کہ اس شخص کو بلا لائے۔ یہ اس کے پاس آیا۔ عبد اللہ بن طاہر اس وقت اپنی مسند پر متمکن تھا۔ اس کے اور زمین کے درمیان سوائے اس جاسوس کے اور کوئی نہ تھا۔ عبد اللہ نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا رکھے تھے اور وہ موزے پہنے تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارے رقعے کے مضمون سے میں آگاہ ہو گیا۔ اب جو کچھ اور تم کو زبانی کہنا ہو بیان کرو۔ اس نے کہا اس شرط پر کہ آپ اللہ کے سامنے مجھ سے امان کا وعدہ کریں۔ عبد اللہ نے کہا ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو گزند نہیں پہنچے گا۔

جاسوس کی قاسم کے لیے دعوت بیعت:

اب اس نے اپنے آنے کی غرض اس سے بیان کی اسے قاسم کے لیے دعوت بیعت دی اس کے فضائل علم اور زہد کا ذکر کیا۔ عبد اللہ نے کہا تم میری بات بھی سنو گے اس نے کہا ضرور۔ عبد اللہ نے کہا کیا اللہ کا شکر اس کے بندوں پر واجب نہیں۔ اس نے کہا ہے عبد اللہ نے کہا کیا بندے اگر ایک دوسرے کے ساتھ احسان و اکرام کریں تو کیا اس کا شکر واجب نہیں۔ اس نے کہا ہے۔

عبد اللہ بن طاہر کا جاسوس کو جواب:

عبد اللہ نے کہا تو پھر تم کیوں اس دعوت کو لے کر میرے پاس آئے؟ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس قدر نعمتوں میں غرق ہوں۔ میرا علم مشرق و مغرب میں نافذ ہے کوئی اس سے سرتابی نہیں کر سکتا۔ ہر جگہ میرا بول بالا ہے۔ پھر اپنے چاروں طرف جدھر میری نظر پڑتی ہے میں ہر سمت ایک شخص کے انعام سے اپنے آپ کو محصور پاتا ہوں۔ میری گردن اس کے احسان سے زیر بار ہے۔ اس کی سخاوت اور کرم کے کرشمے میرے اوپر نمایاں اور درخشاں ہیں۔ تم مجھے اس نعمت اور احسان کی ناسپاس گزاری کی دعوت دینے آئے ہو۔ اور مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہو کہ میں اس شخص سے بد عہدی کروں جس کا اول و آخر یہ سب کرم ہی کرم خلافت کے طوق کو اس کی گردن سے اتارنے کی کوشش کروں اور اسی کا خون بہاؤں؟ تم نے کیا سمجھا ہے۔ اگر تم مجھے جنت کی دعوت دو اور اسے میں خود اسے دیکھ لوں کیا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ ہوگی کہ میں اپنے ایسے محسن اور مشفق کے ساتھ بد عہدی کروں اس کے احسانات کی ناشکری کروں اور اس کی بیعت کو توڑ دوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

عبد اللہ بن طاہر کا جاسوس کو مصر سے چلے جانے کا حکم:

یہ جواب سن کر وہ شخص ساکت رہ گیا۔ عبد اللہ نے اس سے کہا۔ مجھے تمہارے معاملہ سے پوری واقفیت ہو گئی ہے۔ مجھے تمہاری جان کا خطرہ ہے فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ کیونکہ اگر سلطان الاعظم کو تمہاری اس دعوت کی خبر معلوم ہو گئی جس کا مجھے اندیشہ ہے کہ ہوگی؛

تو اس سے نہ صرف تمہارے بلکہ دوسروں کے لیے بھی خطرہ ہے۔

اس کی طرف سے قطعی مایوس ہو کر وہ شخص مامون کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ ان کو سنا دیا۔ مامون بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کیوں نہ ہو یہ وہ نہال ہے جو میں نے اپنے ہاتھ سے بویا اور اس کی آبیاری کی ہے۔ انہوں نے یہ واقعہ کسی سے بیان نہیں کیا اور خود عبد اللہ بن طاہر کو بھی اس راز سے آگاہی نہیں ہوئی۔

احمد بن یوسف کا عبد اللہ بن طاہر کے نام تہنیت نامہ:

عبد اللہ بن احمد بن یوسف کہتا ہے کہ جب عبید اللہ بن السری امان لے کر عبد اللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا تو میرے باپ نے عبد اللہ بن طاہر کو اس فتح پر حسب ذیل مبارک باد کا خط لکھا:

اللہ نے جو کامیابی اور فتح آپ کو عطا کی ہے اس کی اطلاع ہمیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ ابن السری آپ سے امان لے کر آپ کے پاس چلا آیا۔ اس نصرت پر اس خدا کا شکر ہے جو اپنے دین کا ناصر اور اپنے اس خلیفہ کی جسے اس نے اپنے بندوں پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ دولت کو غلبہ دینے والا ہے۔ جس نے خلیفہ اس کے حق اور اطاعت سے روگردانی کی اللہ نے اس کو ذلیل کر دیا۔ ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی نعمتوں سے مسلسل ان کو سرفراز کرتا رہے ان کے ذریعہ ممالک شریک کو فتح کرائے۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو سفر پر جانے سے لے کر آج تک برابر کامیابی عطا فرمائی ہے۔ ہم اور یہاں جو لوگ ہیں سب کے سب برابر آپ کے حسن اخلاق کا چاہے جنگ کی حالت ہو یا امان کی برابر تہ کر رہے ہیں۔ اللہ نے سختی اور نرمی کے ان کے مواقع پر اظہار کی جو توفیق آپ کو عطا کی ہے اس پر خوش ہو کر تعجب کرتے رہے ہیں۔

ہمارے علم میں کوئی دوسرا فوجی یا ملکی امیر ایسا نہیں جس نے اپنی فوج یا رعایا کے ساتھ ایسا عدل کیا ہو جو آپ نے کیا ہے۔ یا جس نے ایسے اشخاص کو جنہوں نے اپنے جرائم اور اصرار سے مایوس کر دیا ہو قابو پا کر اس طرح معافی دی ہو جیسے کہ آپ نے اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا ہے ہمارے نظر سے آپ کے سوا کوئی دوسرا شریف زادہ ایسا نہیں گزرا کہ جس نے محض اپنے آبا کی کمائی اور عزت و شہرت پر کر کے قوائے عمل کو معطل نہ کر دیا ہو۔ جسے اس قدر ترنہ اعتماد حکومت اور اقتدار عملی حاصل ہو اور پھر وہ اپنی موجودہ حالت پر اکتفا کر کے اترانہ گیا ہو آپ کے علاوہ ہمیں کوئی دوسرا فوجی سردار ایسا نہیں ملتا جس کی کامیابیوں کی بنیاد اس کے حسن اخلاق پر اس طرح ہوئی ہو اور اس طرح اس نے اپنے پیروؤں کو ظلم و زیادتی سے روک کر اپنے قابو میں رکھا ہو۔ جس طرح کہ آپ نے کیا ہے۔

یہاں ہم جس قدر اعیان دولت ہیں ہم میں سے کوئی اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ وہ کسی آڑے وقت یا مشکل کے پیش آنے کے وقت آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے سکے اس لیے اللہ کا یہ اور مزید احسان آپ کو مبارک ہو اور یہ اللہ کی نعمت آپ کو گوارا ہو اور آپ بدستور اپنے امام اور آقا اور ہم تمام مسلمانوں کے آقا کی اطاعت کے سلسلے کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور خدا ایسا کرے کہ ان کے طول بقا سے ہم اور آپ عیش زندگانی سے متمتع ہوتے رہیں۔ آپ خود جانتے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ آپ کے کرم اور معظمت سمجھتے رہے ہیں۔ مگر اب اللہ نے آپ کی عزت اور وقعت کو خاص و عام کی نظروں میں بہت بڑھا دیا ہے۔ اس لیے ان کو آپ کی طرف سے خود اپنے لیے بہت بڑی توقعات پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز مصائب و حوادث پیش آنے کی صورت میں آپ ہی پر ان کی نظریں جمی ہوئی ہیں۔

میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو اسی طرح آئندہ اپنے پسندیدہ امور کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے گا جس طرح اس نے اب تک اپنے احسان و انعام سے آپ کو سرفراز کیا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی ان نعمتوں پر آپ اترائے نہیں۔ بلکہ آپ کی انکساری اور تواضع اور بڑھ گئی اللہ نے جو خوبیاں آپ کو دیں اور جو انعام اکرام آپ کے ساتھ کیا ہے۔ اس پر اس کا ہزار ہزار شکر ہے۔ والسلام

متفرق واقعات:

اس سال عبداللہ بن طاہر مغرب سے مدینہ السلام آیا۔ عباس بن مامون ابو اسحاق المقتسم اور تمام دوسرے لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے کر آیا۔ جنہوں نے بغاوت کر کے شام علیحدہ ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ جیسے ابی السرج، ابن ابی الجمل اور ابن ابی السفر۔

اس سال موسیٰ بن حفص مر گیا اس کا بیٹا محمد بن موسیٰ اس کی جگہ طبرستان کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال حاجب بن صالح ہندوستان کا والی مقرر ہوا۔ مگر بشر بن داؤد نے اسے وہاں سے مار بھگا یا اور اس لیے وہ وہاں سے ہٹ کر کرمان آ گیا۔

اس سال مامون نے اعلان کر دیا کہ آج سے جو شخص معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرے گا یا اس کو کسی صحابی رسول ﷺ پر فضیلت دے گا۔ اس کے تمام حقوق سلب ہو جائیں گے۔

امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن عباس والی یمن کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال مشہور شاعر ابو العتاہیہ کا انتقال ہوا۔

۲۱۲ھ کے واقعات

خود سرامراء کی گرفتاری:

مامون نے محمد بن حمید الطوسی کو بایک سے لڑنے کے لیے موصل کے راستے روانہ کیا اور اس کی مدد کے لیے اور بھی فوجیں روانہ کیں۔ محمد بن حمید نے یعلیٰ بن مرہ اور اس جیسے دوسرے خود سرامراء کو جنہوں نے تمام آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیجا دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال احمد بن محمد العمری نے جو احمر العین کے لقب سے مشہور ہے۔ یمن میں بغاوت کی۔ اس سال مامون نے محمد بن عبدالحمید کو جو ابو الرازی کی کنیت سے مشہور ہے۔ یمن کا والی مقرر کیا۔

مامون کا عقیدہ:

اس سال مامون نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد افضل الناس

ہیں۔ یہ اس سال کے ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔

امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ:

اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۳ھ کے واقعات

مصر میں شورش:

اس سال مصر میں عبدالسلام اور ابن جلیس قیسی اور یمنی عربوں کے ساتھ خلافت عباسیہ سے انحراف کر کے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور دونوں نے مصر میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس سال طلحہ بن طاہر نے خراسان میں انتقال کیا۔

عمال کا تقرر:

مامون نے اپنے بھائی ابوالفتح کو شام اور مصر کا اور اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ سرحدی علاقے اور سرحدی چھاؤنیوں کا والی مقرر کیا۔ ان دونوں کو عبداللہ بن طاہر کو پانچ پانچ لاکھ دینار زر نقد دیئے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے کسی ایک دن میں اتنی بڑی رقم خرچ نہیں کی تھی۔

غسان بن عباد کی ولایت سندھ:

بشر بن داؤد بن یزید والی سندھ مامون کے خلاف ہو گیا جس قدر خرچ اس نے وہاں وصول کیا اس میں سے کچھ بھی اس نے مامون کو نہیں بھیجا اس وجہ سے مامون نے ایک دن اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ غسان بن عباد کے متعلق تمہاری کیا رائے ہیں اس کو ایک اہم خدمت دینے والا ہوں وہ اس سے قبل ہی بشر بن داؤد کی سرکشی کی وجہ سے اسے والی سندھ بنانے کا تہیہ کر چکے تھے۔ حاضرین دربار نے اس کی طول طویل تعریف کی۔

غسان بن ابی عباد کے متعلق احمد بن یوسف کی رائے:

مامون نے احمد بن یوسف کو جو خاموش تھا دیکھا اور کہا کہ احمد تمہاری کیا رائے ہے اس نے کہا امیر المومنین یہ وہ شخص ہے جس کی خوبیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہیں جس طبقہ کے ساتھ آپ اس کا مقابلہ کریں گے وہ پورا اترے گا اگر آپ کو اس کے آئندہ طرز عمل کے متعلق کچھ اندیشہ ہے تو میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کی بعد میں اسے معذرت کرنا پڑے فضیل کے عہد میں اس نے اپنے ایام کو اس طرح تقسیم کہ ہر شخص کی ملاقات کی نوبت ملے جب آپ اس کے ذاتی صفات پر غور فرمائیں گے تو آپ اس کی فراست، فطری، علمی قابلیت اور تہذیب نفس سے بہت خوش ہوئے ہوں گے مامون کہنے لگے تم نے تو باوجود اس کی مخالفت کے اس کی اس قدر مدح کی احمد نے کہا جو کچھ میں نے کہا اس پر کسی شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے:

مدحتك في الصديق وفي عدالي

كفى شكرا بما اسديت الي

ترجمہ: ”تو نے جو میرے خلاف سازش کی ہے اس کا میں نے یہ معاوضہ کیا کہ اپنے دوست اور دشمن میں میں نے تیری تعریف کی“۔

مامون اس کی اس گفتگو سے بہت خوش اور متعجب ہوئے اور انھوں نے احمد کے اس اخلاق کی داد دی۔

امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ:

اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۴ھ کے واقعات

محمد بن حمید الطوسی کا قتل:

اس سال بابک نے سپر کے دن جب کہ ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں مقام مشتاہ میں محمد

بن حمید الطوسی کو قتل کیا۔

فتح حوف:

اس سال ابوالرازی مین میں قتل کر دیا گیا۔ اس سال عمیر بن الولید الباذعیسی، جو ابواسحق بن الرشید کی جانب سے مصر کا عامل

تھا ماہ ربیع الاول میں حوف میں قتل کر دیا گیا ابواسحق حوف آئے اسے فتح کیا اور عبدالسلام اور ابن جلیس پر قابو پا کر دونوں کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد مامون نے ابن الحروری کو مارا اور پھر سے مصر واپس بھیج دیا۔

بلال الضبابی کا خروج و قتل:

اس سال بلال الضبابی الشاری نے خروج کیا۔ مامون علث گئے۔ مگر پھر بغداد چلے آئے اور اپنے بیٹے عباس کو کئی سرداروں

کے ساتھ جن میں علی بن ہشام، عجیف اور ہارون محمد بن ابی خالد تھے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا ہارون نے بلال کو قتل کر دیا۔

عبداللہ کی روانگی خراسان:

اس سال عبداللہ بن طاہر دینور روانہ ہوا مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو اس کے پاس بھیجا تاکہ یہاں سے ان کی

جانب سے اس بات کا اختیار دیں کہ چاہے وہ خراسان اور جبال کی ولایت قبول کرے چاہے ارمینیا اور آذربائیجان کی ولایت قبول

کر کے بابک سے لڑنے جائے۔ مگر عبداللہ بن طاہر نے خراسان پسند کیا اور خراسان چل دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال جعفر بن داؤد التمی نے شورش برپا کی عبداللہ بن طاہر کے مولیٰ عزیز نے اسے پکڑ لیا وہ مصر سے بھاگ آیا تھا پھر

وہیں بھیج دیا گیا۔

اس سال علی بن ہشام حیل، قم، اصبہان اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج اسحاق بن عباس:

اس سال اسحق بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔



۲۱۵ھ کے واقعات

مامون کی جہاد کے لیے روانگی:

اس سال ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ سینچر کے دن مامون روم سے جہاد کرنے روانہ ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے ہی وہ جمعرات کے دن ظہر کی نماز کے بعد جب کہ ماہ محرم ۲۱۵ھ کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں شامیہ سے بروان چلے گئے تھے مدینہ السلام سے روانہ ہوتے وقت انھوں نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو وہاں اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اور مدینہ السلام کے ساتھ سواد حلوان اور ضلع دجلہ بھی اسی کے تحت کر آئے تھے۔

ام الفضل کی رخصتی:

جب مامون مکریت کے مقام پر پہنچے تو یہاں اس سال ماہ صفر میں جمعہ کی رات کو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ان کی خدمت میں آئے اور یہیں وہ ان سے ملے مامون نے ان کو پیش بہا صلہ دیا اور اپنی بیٹی ام الفضل کو جس کے ساتھ پہلے وہ ان کا نکاح کر چکے تھے ان کے پاس خلوت کے لیے بھیج دیا چنانچہ وہ احمد بن یوسف کے اس مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع ہے ام الفضل کے ساتھ شب باش ہوئے اور پھر وہیں اقامت گزریں ہو گئے جب حج کا زمانہ آیا تو وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر مکہ ہوتے ہوئے پھر اپنے مدینے کے گھر چلے آئے اور وہیں رہنے پہنچے۔

قلعہ قرہ کی فتح:

مامون براہ موصل منج آئے پھر دابق اور انطاکیہ ہوتے ہوئے مصیصہ آئے اور یہاں سے طرسوس روانہ ہوئے اور نصف جمادی الاولیٰ میں طرسوس کے رومی علاقہ میں داخل ہوئے عباس بن مامون ملطیہ سے روانہ ہو گیا مامون نے قرہ نام ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اسے بزور شمشیر فتح کیا اور منہدم کر دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے جب کہ جمادی الاولیٰ کے ختم میں چار راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

اہل قلعہ ماجدہ کی جان بخشی:

اس سے پہلے بھی وہ ایک قلعہ ماجدہ نام فتح کر کے اس کے باشندوں جان بخشی کر چکے تھے بیان کیا گیا ہے کہ جب انھوں نے قرہ کا محاصرہ کر لیا تو قلعے والوں نے ان سے لڑنا شروع کیا مگر پھر امان کی درخواست کی جسے انھوں نے شرف قبولیت بخشا اس کے بعد انھوں نے اشناس کو قلعہ سندس بھیجا اشناس وہاں کے رئیس کو بارگاہ خلافت میں لے آیا اسی طرح انھوں نے عجیف اور جعفر الخياط کو قلعہ اسنان کے رئیس کے پاس بھیجا اس نے امیر المومنین کی دعوت کو قبول کر کے ان کی اطاعت مان لی۔

متفرق واقعات:

اس سال جو اسحاق بن الرشید مصر سے پلٹ آئے اور مامون کے موصل میں داخلہ سے پہلے ان سے آملے۔ منویل اور مامون کا

بیٹا عباس راس العین میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔

اس سال مامون رومی علاقہ سے نکل کر دمشق روانہ ہوئے۔

امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ:

اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۶ھ کے واقعات

مامون کی رومی علاقہ میں مراجعت:

اس سال مامون دوبارہ رومی علاقہ میں مراجعت فرما ہوئے اس مراجعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ کے سولہ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اس اطلاع پر وہ اپنے مستقر سے چلے اور دو شنبہ کے دن جب کہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں گیا رہ راتیں باقی تھیں رومی علاقے میں داخل ہو گئے اور پھر فصف شعبان تک وہیں ٹھہرے رہے۔

مامون کی مراجعت کے متعلق دوسری روایت:

اس مراجعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ توفیل بن مغابیل نے ان کو ایک خط لکھا تھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی تھی مامون نے اسے پڑھا تک نہیں اور روم چل دیئے اذنہ میں توفیل کے سفر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تیر اس نے پانچ سو مسلمان قیدی ان کو بھیجے تھے۔

محاصرہ انطیغوا:

رومی علاقے میں داخل ہو کر انھوں نے انطیغوا کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ والے صلح کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اس پر قلعہ آئے یہاں کے باشندے بھی صلح کر کے ان کے پاس آ گئے انھوں نے اپنے بھائی ابو اسحق کو آگے بھیجا انھوں نے تیس قلعے اور ایک غلہ کا کوشا فتح کیا مامون نے یحییٰ بن اکثم کو طوانیہ سے جہاد کے لیے بھیجا اس نے رومی علاقے میں خوب قتل و غارت گری کی آگ لگائی اور غلام و لونڈی حاصل کر کے خلیفہ کے پڑاؤ میں واپس آیا اس کے بعد مامون کیسوم روانہ ہوئے اور وہاں دو یا تین دن قیام کر کے دمشق کو روانہ ہوئے۔

عبدوس الفہری کی بغاوت:

اس سال عبدوس الفہری نے بغاوت کر دی اور ابو اسحق کے عاتوں پر اچانک دھاوا کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا یہ شعبان کا واقعہ ہے مامون بدھ کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دمشق سے مصر روانہ ہوئے۔ نماز کے بعد تکبیر کہنے کا حکم:

اس سال افسین برقہ سے پلٹ آیا اور مصر میں ٹھہر گیا اس سال نے اسحق بن ابراہیم کو بغداد بھیجا کہ وہ فوج کو حکم دے کہ نماز بعد تکبیر کہا کریں چنانچہ سب سے پہلے جمعہ کے دن جب کہ اس سال کے رمضان کے ختم ہونے چودہ راتیں رہ گئیں تھیں نماز کے بعد

شہر اور رصافہ کی مسجد میں حسب الحکم تکبیر کہی گئی اس کی صورت یہ تھی کہ نماز کے بعد فوراً نے کھڑے ہو کر تیس مرتبہ تکبیر کہی اس کے بعد پھر فرض نماز کے بعد تکبیر ہونے لگی۔

علی بن ہشام کی املاک کی ضبطی:

اس سال مامون علی بن ہشام سے ناراض ہو گئے انھوں نے عجیف بن غنہہ اور احمد بن ہشام کو اس کے پاس بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی تمام املاک ضبط کر لیں۔

متفرق واقعات:

اس سال ماہ جمادی الاول میں ام جعفر نے بغداد میں انتقال کیا اس سال غسان بن عباد سندھ سے واپس آیا بشر بن داؤد لہلہی اطاعت قبول کر کے اس کی امان میں آ گیا تھا غسان نے سند کی حالت درست کر دی اور عمران بن موسیٰ البرکی کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا تھا غسان مامون کے پاس پلٹ آیا۔

امیر حج عبداللہ بن عبید اللہ:

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی امارت میں حج ہوا اور بعض دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن عبید اللہ بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی امارت میں جس کو مامون نے یمن اور ہر اس شہر کا جہان وہ یمن پہنچنے تک اٹارے رہے میں داخل ہوا والی مقرر کیا تھا حج ہوا یہ دمشق سے چل کر بغداد آیا یہاں اس نے عید الفطر کی نماز پڑھائی اور پھر وہ بغداد سے کیم ذی قعدہ دو شنبہ کے دن روانہ ہوا اور اسی کی امارت میں سال سب نے حج کیا۔

۲۱۷ھ کے واقعات

علاقہ بیما کی تسخیر:

اس سال مصر کے علاقہ بیما میں افشین کو فتح حاصل ہوئی وہاں کے باشندوں نے مامون کے حکم پر اپنے آپ کو افشین کے حوالے کر دیا اس مضمون کا ایک عہد نامہ پڑھ کر ان کو سنا دیا گیا افشین نے اس مقام کو ربیع الآخری کی تاریخوں میں فتح کیا۔

عبدوس الفہری کی قتل:

اس سال ماہ محرم میں مامون مصر آئے عبدوس الفہری ان کے سامنے پیش کیا گیا مامون نے اس کی گردن ماری اس کے بعد وہ شام پلٹ گئے۔

علی بن ہشام اور حسین بن ہشام کا قتل:

اس سال انھوں نے جمادی الاولیٰ میں ہشام کے بیٹے علی اور حسین کو اذنبہ میں قتل کر دیا مامون نے علی کو جبال کا والی مقرر کیا تھا ان کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی رعایا پر مظالم کرتا ہے اس نے بہت سوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کے مال کو غصب کر لیا ہے انھوں نے عجیف کو اس کے پاس بھیجا علی چاہتا تھا کہ اسے اچانک قتل کر کے بابک کے پاس چلا جائے مگر خود عجیف کا اس پر قابو چل گیا اور وہ اسے مامون

کی خدمت میں لے آیا مامون کے حکم سے ابن الجلیل نے بدھ کے دن جب کہ جمادی الاولیٰ کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں اذنہ میں علی کی اور اس کے بھتیجے محمد بن یوسف نے حسین بن ہشام کی گردن مار دی۔
علی کے سر کی تشہیر:

مامون نے علی کے سر کو بغداد اور خراسان بھیج دیا جہاں وہ سب میں گشت کرایا گیا۔ وہاں سے پھر وہ سر شام اور جزیرے کے ایک ایک ضلع میں پھرایا گیا ذی الحجہ میں دمشق لایا گیا پھر اسے مصر لے گئے اور وہاں گشت کے بعد اسے سمندر میں ڈال دیا گیا۔
علی کے سر کے ساتھ مامون کا رقعہ:

علی کو قتل کر کے مامون نے حکم دیا کہ ایک رقعہ لکھ کر اس کے سر پر باندھ دیا جائے تاکہ سب لوگ اسے پڑھ لیں اس کا مضمون یہ تھا:

”ابا عبد! امیر المؤمنین نے امیں معزول کے عہد میں دوسرے خراسانیوں کے ساتھ علی بن ہشام کو بھی اپنی امداد و حمایت حق کے لیے دعوت دی چنانچہ اس نے بھی دوسروں کے ساتھ سب سے پہلے ان کی دعوت پر بسیک کہا اور ان کے حق کے لیے اعانت کی اور پورا حق اعانت ادا کیا اس بنا پر امیر المؤمنین نے بھی اس کے خدمات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور اسے اپنا خاص آدمی بتایا۔ امیر المؤمنین یہ سمجھتے رہے کہ اگر ہم کوئی کام اس کے سپرد کریں گے تو وہ اپنے اختیارات کے عمل پذیر کرنے میں اور اپنی نیت کو پاک و صاف رکھنے میں اللہ سے ڈرتا رہے گا اس کی اطاعت کرے گا اور امیر المؤمنین نے اس پر احسان کیا کہ اسے کئی اہم خدمات پر سرفراز کیا اسے بڑی بڑی رقمیں صلے اور انعام میں دیں جس کی مقدار پانچ کروڑ درہم سے زیادہ ہے مگر باوجود اس کے پھر بھی اس نے امانت میں خیانت کی۔ امیر المؤمنین اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے اور اسے اپنے سے دور کر دیا مگر پھر انہوں نے اس کی لغزش معاف کر دی اور اسے اس شرط و عہد پر کہ اب وہ پھر اپنی سابقہ خطاؤں کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ جبل آذربایجان اور ضلع آرمینیا کا والی مقرر کر دیا تاکہ دشمنان خدا خرمیہ جماعت سے برسر پیکار ہو مگر اس مرتبہ وہ پھر حسب سابق اللہ اور اس کے لیے عمل کرنے کے بجائے دینار و درہم کو جمع کرنے لگا اس نے اپنے طرز سیاست کو خراب کر لیا رعایا پر ظلم کیا اور بلا وجہ لوگوں کو قتل کیا۔“

امیر المؤمنین نے عجیف بن عنبہ کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ خود اس کے حالات دیکھ کر اسے تلافی مافات کی دعوت دے مگر اٹا اس نے عجیف کو قتل کرنے کے لیے اس پر اچانک حملہ کر دیا وہ تو اللہ نے عجیف کو امیر المؤمنین کی ذات کے ساتھ اس کی مخلصانہ عقیدت مندی کی وجہ سے قوت عطا فرمائی اور اس نے علی کے قاتلانہ حملہ سے اپنے کو بچا لیا ورنہ اگر وہ اس کے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ سلطنت کے لیے ناقابل تلافی نقصان اور مضرت کا باعث ہوتا مگر جس کام کا ارادہ اللہ کرتا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے عجیف نے اسے پکڑ لیا۔

جب امیر المؤمنین نے اللہ کے حکم کو علی پر نافذ کر دیا تو انھوں نے اس بات کو مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے جرم کا مواخذہ اس کی اولاد سے بھی کریں اس وجہ سے انھوں نے حکم دے دیا کہ جو وظائف اور معاش علی کی حیات میں اس کی اولاد یا

اعزاز کو ملتی تھی وہ بدستور اس کے بھی جاری رہے اگر علی بن ہشام نے بحیف پر قاتلانہ حملہ نہ کیا ہوتا تو اس کے پاس اتنی فوج تھی کہ اس کی قوت و شوکت بھی عیسیٰ بن منصور اور اس جیسے دوسرے خائن باغیوں کی ہوتی۔ والسلام۔

محاصرہ لولوة:

اس سال مامون سلطنت روم میں داخل ہوئے اور سو دن تک لولوة محاصرہ کر کے بحیف کو وہاں چھوڑ کر خود چلے گئے۔ اس مقام کے باشندوں نے بحیف کو دھوکہ دے کر قید کر لیا۔ یہ آٹھ روز تک قید میں رہا پھر انھوں نے اسے قید سے رہائی دی اب خود توفیل لولوة آیا اور اس نے بحیف کا محاصرہ کر لیا مامون نے اپنی فوجیں اس کے مقابلے پر روانہ کیں مگر توفیل ان کے وہاں تک پہنچنے سے قبل ہی لولوة سے کوچ کر گیا اور اس کے باشندے امان لے کر بحیف کے مطیع ہو گئے۔

توفیل شاہ روم کا خط مامون کے نام:

اس سال روم کے بادشاہ توفیل نے مامون کو صلح کے لیے ایک خط لکھا اور اس کی ابتداء اپنے نام سے کی توفیل کا وزیر اس اہم خط کو لے کر جس میں اس نے صلح کی درخواست اور فدیہ کا اقرار کیا تھا مامون کی خدمت میں حاضر ہوا توفیل کا خط یہ ہے:

”اما بعد! دو مختلف افتتاح کا اپنے اپنے حصہ پر اکتفا کرنا اس جھگڑے سے اچھا ہے جس کا نتیجہ عزرتو تمہارے لیے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ تم دوسرے کے حصے کو اپنے حصے میں شامل کرنے کا دعویٰ کرو۔ اور تم ایسا کر بھی نہیں سکتے اس کو خود جانتے ہو بتانے کی ضرورت نہیں میں تم کو صلح کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں امن و صلح کو پسند کرتا ہوں تاکہ لڑائی ختم ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوں۔ اس کے علاوہ اور بھی فوائد اس سے تم کو حاصل ہوں گے تجارت کھل جائے گی قیدی رہا کر دیئے جائیں گے راستے اور علاقے مامون ہو جائیں گے اگر تم میری اس دعوت کو رد کر دو تو میں بحفاظت ہوش و حواس بغیر کسی مبالغے کے تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں خود پھر تمہارے مقابلہ پر پوری تیاری کے ساتھ رسالہ و پیدل کو لے کر دریا کی طرح امنڈ آؤں گا اور اگر تم اس دعوت کو قبول کرتے ہو تو میں نے پہلے ہی معذرت کر لی ہے اور اپنے اور تمہارے درمیان علم حجت قائم کر دیا ہے۔ والسلام۔“

مامون کا توفیل شاہ روم کو جواب:

مامون نے اسے لکھا:

”اما بعد! مجھے تمہارا وہ خط ملا جس میں تم نے آشتی اور مصالحت کی درخواست کی ہے اور اس میں نرم و گرم لہجہ کو گنڈ کر دیا ہے اور تجارت نے کھل جانے فوائد کے حصول قیدیوں کی رہائی اور کشت و خون کی بندش کی لالچ دلائی ہے اگر میں خود امن و صلح کا ہویاں اور خواہاں نہ ہوتا تو تمہارے اس خط کا جواب ایسے بہادر دلیر اور صاحب بصیرت شہسواروں سے دیتا جو تم کو تمہاری ماؤں سے جدا کر دیتے اور تمہارے قتل کو اللہ کے ہاں قرب کا ذریعہ بنا تے اور اللہ کی وہ تمہاری شوکت کے مقابلے میں ثابت قدم رہتے پھر میں ان کی امداد میں کمک بھیجتا جس کی تعداد اور ساز و سامان میں کوئی کوتاہی نہ کرتا۔ واضح رہے کہ ہمارے مجاہد تمہارے مقابلہ میں موت کے زیادہ تشنہ و طالب ہیں حالانکہ تم ان کی چیرہ دستی کے خوف سے بچاؤ چاہتے ہو اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدین سے دو نیکیوں کا سچا وعدہ کیا ہے فی الوقت غلبہ اور آخرت

میں بہتریں مقام۔

مگر پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے تم کو نصیحت کر دیکھوں تاکہ اللہ کے نزدیک تمہارے مقابلہ میں حجت قائم ہو جائے کہ اب میں تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو وحدانیت اور شریعت حنیفیہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اسے قبول کرو اگر اسے قبول نہیں کرتے تو فد یہ منظور کرو تاکہ پھر ہم پر تمہارا ذمہ قائم ہو جائے اور تم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور اگر تم اسے بھی نہ مانو گے تو یقین جانو کہ ہمارے برق دم شہسوار بجائے زبانی باتوں کے خود اپنا لوہا تم سے منوالیں گے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔“

اس سال مامون سلفوس سے آئے اس سال علی بن عیسیٰ القمی نے جعفر بن داؤد القمی کو گرفتار کر کے بھیجا ابو اسحق بن الرشید نے

اس کی گردن مار دی۔

امیر حج سلیمان بن عبد اللہ:

اس سال سلیمان بن عبد اللہ بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۸ھ کے واقعات

اس سال مامون سلفوس سے رقد آئے اور یہاں انھوں نے ابن الداری کو قتل کیا اس سال انھوں نے رافقہ کے تخیلہ کا حکم دیا

تھا کہ ان کے خدو حشم وہاں فروکش ہوں اس حکم سے رافقہ کے باشندوں کو بہت تکلیف ہوئی جس کا انہوں نے اظہار کیا مامون نے پھر ان کو معاف کر دیا۔

طوانہ کی تعمیر:

اس سال مامون نے اپنے بیٹے عباس کو روم کے علاقے میں بھیجا اور حکم دیا کہ طوانہ میں فروکش ہو اور اس کی تعمیر کرے اس

کام کے لیے انھوں نے پہلے ہی معماروں اور بیگاریوں کو وہاں بھیج دیا تھا سب سے پہلے عباس نے اسی کی تعمیر شروع کی ایک میل مربع اسے بنایا۔ تین فرسنگ طویل فصیل بنائی اس کے چار دروازے قائم کیے اور ہر دروازے پر ایک ایک قلعہ تعمیر کیا مامون نے اپنے بیٹے عباس کو اس کام کے لیے یکم جمادی میں بھیجا تھا۔

جبری فوج کی طلبی:

مامون نے اپنے بھائی ابو اسحق بن الرشید کو لکھا کہ میں نے دمشق، حمص، اردن اور فلسطین کی فوج پر چار ہزار نفر عائد کیے

ہیں۔ ان میں سوار کو سو درہم اور پیادے کو چالیس درہم ماہانہ دیئے جائیں انھوں نے مصر سے بھی جبراً فوج طلب کی تھی جو جبری فوج انہوں نے قنسرین اور جزیرے پر عائد کی تھی اس کے متعلق انھوں نے عباس کو لکھا اور بغداد کی جبری سپاہ کے متعلق اسحق بن ابراہیم کو احکام بھیج دیئے۔ ان کی تعداد دو ہزار تھی ان میں سے کچھ وہاں سے چل کر طوانہ آگئے اور وہ بھی عباس کے ہمراہ وہیں فروکش ہوئے۔

مامون کا اسحق بن ابراہیم کے نام خط:

اس سال مامون نے اسحق بن ابراہیم کو قاضیوں اور محدثین کے امتحان کے لیے حکم بھیجا اور لکھا کہ ان کی جماعت کو ہمارے

پاس رقبہ بھیجا جائے ذیل میں وہ پہلا خط نقل کیا جاتا ہے جو اس معاملہ کے متعلق مامون نے لکھا تھا:

”اما بعد! مسلمانوں کے ائمہ اور خلفاء پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس دین کی اقامت میں جسے اللہ نے ان کی حفاظت میں دیا ہے اور ان مواریث نبوت کے قیام میں جن کا اللہ نے ان کو وارث بنایا ہے اور اس علم کے اظہار کے لیے جو ان کو دوایت ہوا ہے اور رعایا میں حق و صداقت کے ساتھ عمل کرنے اور ان کو اللہ کی طاعت پر آمادہ کرنے کے لیے اجتہاد سے کام لیں امیر المؤمنین اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے فرائض کی بجا آوری میں اپنی رحمت سے ان کو توفیق اور عزم صحیح عطا فرمائے۔

امیر المؤمنین کو معلوم ہوا ہے کہ عوام الناس کا ایک بڑا گروہ جسے نہ سمجھ ہے نہ عقل ہے نہ ان کو ہدایت پہنچتی ہے اور نہ علم کی روشنی اور نہ برہان سے وہ مستفید ہوتے ہیں تمام اطراف و اکناف میں اللہ سے بالکل ناواقف ہیں انہیں اس کی کچھ خبر نہیں نہ وہ اس کے دین کی حقیقت سے واقف ہیں نہ توحید اور ایمان کو جانتے ہیں۔ اس کی کھلی ہوئی نشانیوں سے بے خبر اور اس کی بدیہی راستے سے ناواقف ہیں وہ اللہ کو اس کی قدر کے مطابق اندازہ کرنے سے اور اس کی اصلی معرفت سے قاصر ہیں اپنی کم عقلی کو تاہنہی اور پوری طرح تفکر نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کی مخلوق میں فرق نہیں کر سکتے اسی وجہ سے انھوں نے اللہ اور اس کے نازل کردہ قرآن کو مساوی قرار دیا ہے۔ اور بغیر سوچے سمجھے سب نے بالاتفاق اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن قدیم ہے اول ہے نہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے نہ اسے ایجاد کیا ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے: **إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا** اور جس شے کو اللہ تعالیٰ نے جعل کیا ہے اسے خلق کیا ہے اور فرماتا ہے: **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ** اور کہتا ہے: **كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ**۔ یہ کہ اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتادی کہ کلام پاک میں ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے لہذا وہ واقعات پہلے ہیں اور قرآن ان کے بعد میں وہ کہتا ہے **الرِّسَالَاتِ أُخْرِجَتْ مِنْهُ** **فُضِّلَتْ مِنْ لَدُنِّ حَكِيمٍ خَبِيرٍ** اور جو شے محکم اور مفصل ہوتی ہے اس کا کوئی محکم اور مفصل ہونا چاہیے چنانچہ خود اللہ اپنی کتاب کا محکم اور مفصل ہے اس لیے وہ اس کا خالق اور مستدرع ہے۔

اس کے علاوہ ان لوگوں نے باطل کو اپنا شعار قرار دے کر لوگوں کو اپنے مسلک کی دعوت دی اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ سنت کے پیرو ہیں حالانکہ کلام اللہ کی ہر فصل میں قرون اولیٰ کے قصص بیان کیے گئے ہیں جن کے پڑھنے سے ان کے مسلک کا بطلان ہو جاتا ہے اور ان کے دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے مگر پھر بھی یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ صرف وہ اہل حق پیروان مذہب اور اہل جماعت ہیں ان کے سوا سب اہل کفر و باطل اور فرقتے والے ہیں۔ عرصہ تک لوگوں کو اس خیال کی تعلیم دینے کا یہ اثر ہوا ہے کہ جبلا ان کے دھوکے میں آگئے یہاں تک کہ ایسے لوگ بھی جو جھوٹے مشقی متقی ہیں غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے اور غیر دین میں متعصب واقع ہوئے تھے ان کے ہم خیال اور ہم رائے اس لیے ہو گئے ہیں کہ اس طرح اس جماعت میں ان کی خاص عزت و حرمت ہوگی ان کو ریاست اور عدالت مل جائے گی۔

اس لیے انھوں نے اس کے باطل کے لیے اللہ حق کو چھوڑ دیا اور اللہ کو چھوڑ کر ضلالت میں جا شریک ہوئے ان کے

ظاہری تزکیہ اور توزع کی وجہ سے ان کی شہادت کو لوگوں نے مان لیا اور اب ان کے ذریعے سے کتاب اللہ کے احکام نافذ ہونے لگے۔ حالانکہ نہ ان کا ایمان درست ہے اور نہ نسب ان کی نیتیں فاسدان کا یقین مجروح ان کی غرض و غایت بھی یہی تھی کہ اس دھوکہ سے ایک فتنہ و فساد پیدا کر دیا جائے انھوں نے اپنے مولیٰ رب پر افترا اور بہتان عائد کیا ہے حالانکہ کام پاک میں ان سے عہد و اٹق لیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مقابلہ میں صرف حق بات بیان کریں گے مگر انھوں نے اس تعلیم کو مناد یا انھیں کے لیے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿وَأَصَمَّهُمُ اللَّهُ وَ أَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾

”اللہ نے ان کو بہرا کر دیا اور ان کی بصارت کو باطل کر دیا وہ کیوں قرآن میں تذکر نہیں کرتے؟ کیا قلوب پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔“

امیر المومنین نے محسوس کیا کہ یہ لوگ امت کے لیے شر اور ضلالت کی جڑ ہیں انھوں نے توحید اور ایمان میں قطع برید کر دی ہے یہ جاہل اور جھوٹے ہیں شیطان ان کی زبان سے بول رہا ہے ان کی صداقت و شہادت متروک اور مردود ہونے کے قابل ہے ان کے کسی قول و عمل پر اس لیے اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ کہ عمل یقین کے بعد ہے اور یقین اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ کوئی حقیقت اسلام سے پوری واقفیت نہ رکھتا ہو اور توحید کا سچا ماننے والا نہ ہو اور جو ان حقائق سے اندھا ہے وہ اپنے عمل اور شہادت میں اور بھی زیادہ اندھا اور گمراہ ہوگا۔

لہذا جو تمہارے ہاں قاضی ہوں ان کو بلا کر ہمارا یہ خط سنا دو ان کے عقائد کا امتحان لو اور دریافت کرو کہ آیا وہ قرآن کو اللہ کی پیدا کردہ شے سمجھتے ہیں یا کیا؟ اور یہ بتا دو کہ جس شخص کا ایمان اور توحید کے متعلق اس کا اعتقاد پکا اور سچا نہ ہوگا امیر المومنین آئندہ اس سے کوئی خدمت ملی نہ لیں گے اگر وہ خلق قرآن کو تسلیم کریں تو بہت اچھا ہے اور پھر تم ان کو حکم دینا کہ وہ علی روس الاشہاد اپنے عقیدے کو بیان کر دیں اور جو اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ قرآن مخلوق اور محدث ہے اس کی شہادت ترک کر دی جائے اس کے علاوہ تم اپنے علاقے کے تمام قاضیوں سے اس مسئلہ کے متعلق استغفار کرو اور ان کو ہمارا حکم پہنچا دو اور ان کے حال کی نگرانی رکھو تا کہ جب تک وہ اپنے دین و ایمان میں کچے اور سچے نہ ثابت ہوں وہ احکام الہی کو نافذ نہ کرنے پائیں میرے اس حکم کا جو اثر ہو اس سے تم مجھے اطلاع دینا۔“

یہ خط ربیع الاول ۲۱۸ھ میں لکھا گیا:

خلق قرآن کے متعلق سات اشخاص کا اقرار:

مامون نے ائحق بن ابراہیم کو لکھا: ان سات اشخاص محمد بن سعد کا تب الواقدی، ابولم مسلم، یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین، زہیر حزب الوضی، اسمعیل بن داؤد، اسمعیل بن ابی مسعود اور احمد بن الدورقی کو ہمارے پاس بھیج دو۔ ائحق نے ان کو بھیج دیا مامون نے خلق قرآن کو ان سے دریافت کیا۔ ان سب نے اس بات کو تسلیم کیا کہ قرآن مخلوق ہے مامون ان کو مدینۃ السلام بھیج دیا اب ائحق بن ابراہیم نے ان لوگوں کو اپنے ہاں طلب کر کے تمام فقہاء اور محدثین کے روبرو ان کا عقیدہ بیان کیا اس وقت بھی ان سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اسی طرح اقرار کیا جس طرح کہ وہ مامون کے سامنے کر آئے تھے ائحق نے ان کو چھوڑ دیا اس نے یہ کارروائی

مامون کے حکم سے کی تھی۔

خلق قرآن کے متعلق مامون کا اسحق بن ابراہیم کے نام خط:

اس کے بعد مامون نے اسحق بن ابراہیم کو حسب ذیل خط لکھا:

”اما بعد! اللہ نے جن لوگوں کو اپنی زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور ان امینوں پر جن کو اس نے اپنے بندوں کے لیے اختیار کیا ہے تاکہ وہ اس کے دین کو قائم کریں اور جن لوگوں پر اس نے اپنی مخلوق کی نگرانی عائد کی ہے اپنے احکام اور قوانین کا نفاذ اور اپنی مخلوق میں اپنے عدل کو بروئے کار لانے کا فرض عطا کیا ہے ان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ پوری طرح اس کا حق ادا کریں اپنے فرائض کی بجا آوری میں اس سے خلوص برتیں اور اس علم اور معرفت کی وجہ سے جو اللہ نے ان کو دیا ہے لوگوں کو حق پر چلائیں جو اس سے بھٹک جائے یا پچھڑ جائے اسے راہ راست بتائیں اپنی رعایا کو نجات کی راہیں بتائیں ان کو اصول اور حدود ایمان سمجھائیں اور وہ راستہ بتائیں جس کے ذریعہ سے وہ کامیابی حاصل کر سکیں اور مہالک سے محفوظ رہ سکیں جو امور دینی پوشیدہ اور مشتبہ ہوں ان کو صاف کریں تاکہ شک جاتا رہے اور دلیل کی روشنی سب کے لیے واضح ہو جائے۔

یہ کام ان کو خود ہی انجام دینا چاہیے کیونکہ یہ خدمت تمام خدمات کی جامع ہے اس میں رعایا کے فوائد دینی و دنیاوی مشتمل ہیں اور وہ ان باتوں کو اپنی رعایا کو یاد دلائیں جن کے متعلق اللہ نے ان سے اپنی خلافت کا منصب عظمیٰ دیتے وقت یہ توقع کی ہے کہ وہ اپنے پیش رووں کی طرح بدستور اس خدمت کو انجام دیں گے اس بات میں امیر المؤمنین صرف اللہ واحد سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں اور وہی ان کے لیے بالکل کافی وافی ہے۔

قرآن کے متعلق جو عقیدہ پیدا ہوا ہے اس پر بہت غور و فکر کرنے کے بعد امیر المؤمنین کو یہ بات عیاں نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے جس کا دین اسلام اور مسلمانوں پر نہایت مضر ہوگا۔ کیونکہ قرآن کو اللہ نے ہمارے لیے امام بنایا ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کا ہمارے لیے اثر باقی ہے۔ یہ بات بہت سے لوگوں پر مشتبہ ہو گئی ہے یہاں تک کہ عقلموں نے یہ بات بتائی کہ یہ مخلوق ہی نہیں ہے اسی طرح انھوں نے اللہ کی صفت خلق سے جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں نمایاں طور پر علیحدہ اور منفرد ہے کیونکہ اس نے صرف اپنی حکمت اور قدرت سے بغیر کسی ابتداء اور تقدم کے ہر شے کو خلق اور ایجاد کیا ہے انکار کیا حالانکہ ماسوا اللہ ہر شے مخلوق اور حادث ہے جس کا خلق اور محدث خود اللہ ہے اس پر تو خود قرآن ناطق اور دال ہے۔ اور اس نے ہمیشہ کے لیے اس باب میں جتنے اختلافات تھے ان کو مٹایا ہے۔

معلوم ہوتا ہے خلق قرآن کے مسئلہ میں ان مدعیوں نے نصاریٰ کی تقلید کی ہے کیونکہ نصاریٰ مدعی ہیں کہ چونکہ حضرت عیسیٰ حکمت اللہ ہیں اس لیے وہ مخلوق نہیں حالانکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسے پیدا کیا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے: وَجَعَلْنَا مِنْهَا رُوحًا وَجَعَلْنَا لِيُسْكِنَ اِلَيْهَا يِهَاجِلِ خَلْقِ كَمَا مَعْنَى فِي مَرَادِيَا كَمَا هُوَ اَوْرَفَرَمَاتَا هُوَ وَجَعَلْنَا الْبَلَّ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی دوسری مخلوقات کے مساوی کر دیا ہے جن کی صفت تخلیق کو اس نے یہاں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ صرف وہی ان کا خالق ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّهُ لَفُرْقَانٌ مَّجِيدٌ فِي لُوحٍ مَّحْفُوظٍ یہاں بتایا گیا ہے کہ لوح قرآن کو احاطہ کیے ہوئے اور محیط مخلوق ہوتا ہے لہذا قرآن ہی مخلوق ہوا۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے کہتا ہے لَا تُحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتُحْجِلَ بِهِ أَوْ فَرَمَاتَا هِيَ مَسَائِدُ يَتَّبِعُهُمْ مَنْ ذَكَرَ رَبَّهُمْ مُحَدِّثٌ أَوْ كَبْتَا هِيَ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أَوَّلَ اللَّهُ تَعَالَى نے ان لوگوں کو جھوٹا کہہ کر مذموم قرار دیا ہے جنہوں نے کہا تھا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ اور پھر اپنے رسول ہی کی زبان سے ان کی تکذیب کرائی اور فرمایا قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَى (جواب دو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے کس نے نازل کی تھی) ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کو قرآن ذکر ایمان نور ہدی مبارکاً عربیاً اور قصصاً کہا ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ أَوْ فَرَمَاتَا هِيَ قُلْ لَنْسِيحَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ أَوْ كَبْتَا هِيَ قُلْ فَاتُوا بَعْشِرِ سُورٍ مِثْلِهِ مَفْتَزَاتٍ أَوْ كَبْتَا هِيَ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ... ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کے لیے اول اور آخر بنایا ہے اس سے یہ بات صاف ہو گئی کہ وہ محدود اور مخلوق ہے ان جہلانے قرآن کے متعلق ایک خاص عقیدہ کا اظہار کر کے اپنے ایمان اور امانت میں بڑا رخنڈ الا ہے اور اس طرح اسلام کے دشمنوں کے لیے راستہ صاف کر دیا ہے۔ کہ وہ اس پر حملہ کریں اس عقیدہ کو ظاہر کر کے انھوں نے اپنے تبدیل مذہب اور الحاد کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کی ایک مخلوق شے کو اس صفت سے موصوف کیا جو صرف اسی کے لیے مختص ہے۔ قرآن کو اللہ سے تشبیہ دی حالانکہ تشبیہ اس کے مخلوقات کے لیے زبیا ہے۔

امیر المؤمنین خوب جانتے ہیں کہ جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہیں وہ دین ایمان اور یقین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور ایسے لوگوں کے لیے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ ان کی اب امانت عدالت یا شہادت اور قول اور حکایت پر اعتماد کیا جاسکے وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان سے رعایا کی کوئی بھی سرکاری خدمت لی جائے اگرچہ ان میں سے بعض بہت ہی نیک چلن ہیں مگر فروع سے کیا ہوتا ہے اصل تو عقائد ہیں ان کی بھلائی اور برائی پر مدح و ذم ہوتی ہے جو شخص کہ اصل اصول ایمان اور توحید سے کما حقہ واقفانہ ہو اور احکام و اصول سے بدرجہ اولیٰ جاہل ہوگا۔

تم میرے اس خط کو جعفر بن عیسیٰ اور قاضی عبدالرحمن بن اسحاق کو سنادو اور دریافت کرو کہ قرآن کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے؟ اور یہ کہہ دو کہ جس شخص کی توحید اور ایمان پر ہمیں بھروسہ نہ ہوگا ہم اس سے کوئی سرکاری خدمت نہیں لیں گے اور کسی شخص کا عقیدہ نو جد اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہو اگر وہ ہمارے بات مان لیں تو ان کو حکم دو کہ فصل خصوصیات کے وقت جب لوگ اپنے دعووں کے ثبوت میں شہادت پیش کریں تو ان سے پہلے اس عقیدے کو دریافت کر لیا کریں جو کوئی خلق قرآن کو نہ مانتا ہو اس کی شہادت نامقبول سمجھی جائے اور اس کی بات پر قطعی وہ دونوں فیصلہ نہ دیں اگرچہ وہ کیسا ہی نیک معاش معقول اور متقی آدمی ہو تمہارے تحت کے علاقے میں جس قدر قاضی ہوں ان سب کو یہی ہدایت کر دی جائے اور اس کے نتیجے سے ہمیں مطلع کیا جائے۔“

حکام و فقہاء اور محدثین کی طلبی:

اس غرض کے لیے اسحاق بن ابراہیم نے فقہاء حکام اور محدثین کی ایک جماعت کو طلب کیا اور ابو حسان الرمادی البشیر بن الولید الکندی، علی بن ابی مقاتل، فضل بن خاتم، ذیال بن الہیثم، سجادہ، قواریری، احمد بن حنبل، قتیبہ، سعدویہ الواسطی، علی بن الجعد، اسحاق بن ابی اسرائیل، ابن الہرث، ابن علیہ، الاکبر، یحییٰ بن عبدالرحمن العمری اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے ایک اور شیخ کو جو رقدہ کے قاضی تھے، ابوالنصر التمار، ابوالنصر القطعی، محمد بن حاتم بن میمون، محمد بن نوع المضر، ابی انفرخان اور ایک اور جماعت کو جس میں البضر بن شمیل، ابن علی بن عاصم، ابوالعوام البرازی، ابن شجاع اور عبدالرحمن بن اسحاق تھے اپنے پاس بلایا۔

مسئلہ خلق قرآن کے متعلق استفسار:

دومرتبہ مامون کا خط انھیں پڑھ کر سنایا تاکہ وہ سمجھ لیں اس کے بعد اس نے بشر بن الولید سے پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا خیال امیر المومنین سے بیان کر دیا ہے اسحاق نے کہا ہاں یہ بات سچ ہوگی مگر اب تو امیر المومنین کے اس خط سے یہ معاملہ از سر نو زیر بحث آ رہا ہے لہذا اب بتاؤ کیا کہتے ہو اس نے کہا میں کہتا ہوں قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اسحاق نے کہا میرا سوال یہ نہیں ہے بلکہ یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے یا کیا؟ اس نے کہا اللہ ہر شے کا خالق ہے اسحاق نے پوچھا تو کیا قرآن شے ہے؟ اس نے کہا ہاں اسحاق نے کہا تو وہ مخلوق ہے خالق نہیں ہے اسحاق نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا، یہ بتاؤ کہ آیا وہ مخلوق ہے اس نے کہا بس جو میں نے تم سے کہہ دیا ہے اس پر میں اضافہ نہیں کرتا اور میں تو امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلے میں اب گفتگو ہی نہیں کروں گا جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔

بشر بن الولید کا جواب:

اسحاق نے ایک رقعہ اٹھایا جو اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اور اس کے مضمون کو سنا کر پوچھا کیا تم اس سے موافقت کرتے ہو کہ اللہ واحد یکتا کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ اس کے بعد کچھ ہے اس کی مخلوقات میں سے کوئی شے کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں بشر نے کہا ہاں میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور میں تو ان لوگوں کو مارا کرتا تھا جو اس اصولی عقیدے میں ذرا بھی کمی کرتے۔ اسحاق نے منشی سے کہا جو کچھ اس نے کہا ہے لکھ لو۔

علی بن مقاتل کا جواب:

اس کے بعد اسحاق نے علی بن مقاتل سے پوچھا۔ تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اس مسئلہ کے متعلق میں اپنے خیال کو بار بار امیر المومنین سے بیان کر چکا ہوں اور وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اسحاق نے اس رقعے کے جواب میں پوچھا اسے تسلیم کرتے ہو اس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا تو قرآن مخلوق ہے؟ اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اس نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا۔ علی نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین ہمیں کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو ہم بسر و چشم اسے تسلیم کریں گے۔ اسحاق نے منشی سے کہا اس کی گفتگو لکھ تو اب اس نے ذیال سے اسی قسم کا سوال کیا۔ جیسا کہ اس نے علی بن مقاتل سے کیا تھا اور ذیال نے ویسا ہی جواب دے دیا۔

ابوالحسن الزیادی کی رائے:

اس کے بعد اسحاق نے ابوالحسن الزیادی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں اس نے وہ رقعہ پڑھ کر

سنایا اور دریافت کیا کہ کیا تم کو اس سے اتفاق ہے؟ اس نے کہا ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں اس کے بعد یہ بھی کہا کہ جو اس عقیدے کو نہیں مانتا میرے نزدیک وہ کافر ہے اخلق نے کہا تو قرآن ہے اس نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر شے کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر شے مخلوق ہے امیر المومنین ہمارے امام ہیں انہیں کی وجہ سے یہ تمام علم ہم کو پہنچا ہے وہ جو کچھ سن چکے ہیں ہم نے اسے نہیں سنا اور جس قدر ان کو علم ہے اتنا ہمیں نہیں۔ اللہ نے ہماری ہاگ ان کے سپرد کی ہے وہ حج اور نماز ہماری امامت کرتے ہیں ہم اپنے مال کی زکوٰۃ لے جا کر دیتے ہیں اور ان کی معیت میں جہاد کرتے ہیں ان کی امامت کو برحق سمجھتے ہیں جو وہ حکم دیں گے ہم اس پر کار بند ہوں گے جس بات کی وہ ممانعت کر دیں گے ہم اس سے رک جائیں گے اگر کسی بات کے لیے وہ ہمیں دعوت دیں گے ہم اس پر لبیک کہیں گے۔

اسحاق نے کہا یہ سب صحیح ہے مگر یہ بتاؤ قرآن مخلوق ہے اس کے جواب میں ابو الحسن نے پھر وہی کہا جو پہلے کہہ چکا تھا اخلق نے کہا مگر امیر المومنین کا تو یہ عقیدہ ہے ابو الحسن نے کہا ہو گا مگر اس کا انھوں نے حکم نہیں دیا۔ اور نہ اس کی دعوت دی ہے ہاں اگر تم مجھ سے کہو کہ امیر المومنین نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ میں بھی قرآن کے بارے میں یہی کہوں تو جب تم مجھے حکم دو گے اسی کے مطابق میں اپنے عقیدے کا اظہار کر دوں گا۔ میں تم پر پورا اعتماد رکھتا ہوں کہ تم صرف وہی کہو گے جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے لہذا اگر تم مجھے کوئی ایسا حکم دیتے تو میں ضرور اس کی بجا آوری کرتا اخلق نے کہا بے شک مجھے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کوئی بات ان کی طرف سے تم سے کہوں۔

علی بن مقاتل نے کہا امیر المومنین کا ذاتی خیال ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کا اختلاف فرائض اور مواریث میں ہے مگر اس کا اقرار دوسروں پر فرض نہیں کیا گیا ابو حسان نے کہا جو کچھ ہو میں تو ان کے ہر حکم کی بسر و چشم بجا آوری کے لیے تیار ہوں۔ آپ مجھے حکم دیں میں حسب عمل کروں گا اخلق نے کہا امیر المومنین نے مجھے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ میں کسی بات کے قبول کرنے کا تم کو حکم دوں صرف اس کا حکم دیا ہے کہ میں تمہارا خیال دریافت کروں۔

اس کے بعد اخلق نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ قرآن کے بارے کیا کہتے ہو؟

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے استفسار:

انہوں نے کہا اللہ کا کلام ہے اخلق نے پوچھا وہ مخلوق ہے انہوں نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے اور میں کچھ نہیں کہتا اب اس نے اس رقعے کے مضمون پر ان کی موافقت چاہی۔ اور اس مقام پر پہنچا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ اور اس جملہ پر وہ خاموش ہو گئے کہ لا يشبهه شيء من خلقه في معنى من المعاني ولا وجه من الوجوه۔ (اس کی مخلوق میں سے کوئی شے کسی حیثیت سے اور کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں ہے) ابن البرکاء الاصفہانی نے ان پر اعتراض کیا اور اخلق سے کہا کہ جناب والا ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کان سے سنتا اور آنکھ سے دیکھتا ہے اس نے احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ سمیع و بصیر کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے اس نے کہا اس کے کیا معنی ہیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتا بس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد اس نے فرداً فرداً سب سے بلا کر دریافت کیا سب نے یہی جواب دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے سوائے ان لوگوں

امتحان لوخط کے آخر میں تم نے اپنے وہاں کے تمام نام اور اقوال لکھ دیئے ہیں۔ ہم تمہارے خط کے مضمون سے پوری طرح آگاہ ہوئے اس تمام کارروائی پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی رحمت اپنے بندے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائے اور ہماری یہ تمنا ہے کہ اللہ اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے سلامتی نیت کے ساتھ ہماری مدد کرے۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں کہ ان سے تم نے اس سکے کو دریافت کیا اور ان کے بیانات لکھے ہیں کہ ہم نے ان کے معاملہ پر غور کیا اس کے متعلق یہ ہے کہ مغرور بشر بن الولید نے نفی تشبیہ میں جو کچھ کہا ہے مگر قرآن کے مخلوق ہونے پر وہ خاموش ہو گیا اور اس کے متعلق گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہے تو اس کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور جھوٹ ہے اس مسئلے یا کسی دوسرے مسئلے میں اس قسم کی گفتگو یا عہد اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نہیں ہوا اور نہ کوئی مناظرہ ہوا اس کے سوا اس نے بار بار ہمارے سامنے کلمہ اخلاص پر اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔

اس لیے تم اسے بلاؤ اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کی اسے اطلاع دو اور قرآن کے متعلق اس کا صاف صاف عقیدہ دریافت کرو۔ اور اس سے توبہ کراؤ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو قرآن کے متعلق کچھ اور عقیدہ رکھتا ہے وہ نرا کفر اور شرک ہے اس لیے اس عقیدے سے توبہ کرنا ضروری ہے اگر وہ توبہ کرے تو تم اس بات کا اعلان کر دینا اور چھوڑ دینا اگر وہ اپنے اس عقیدے پر اصرار کر لے اور قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کرے تو اس کے اس کفر و الحاد کی پاداش میں تم اس گردن مار دینا اور اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

یہی معاملہ ابراہیم بن المہدی کا ہے بشر کی طرح تم اس کا بھی امتحان لو کیونکہ وہ بھی بشر کی طرح امیر المومنین کے بارے میں کہا کرتا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ بالکل جھوٹا ہے لہذا اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کو تسلیم کرتا ہے تو تم اس کے عقیدے کا اعلان کرنا اور اسے چھوڑ دینا اور نہ اسے بھی قتل کر کے اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

علی بن مقاتل سے کہنا کہ کیا تو نے امیر المومنین سے یہ بات نہیں کہی کہ تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے اور کیا تو نے ہم سے قرآن کے متعلق وہی عقیدہ اپنایا نہیں کیا جو ہم نے اس سے بیان کیا تھا اور اس بات کو سب ہی جانتے ہیں۔

ذیال بن الہیشم سے کہنا کہ ابناء میں تو کھانا چرایا کرتا تھا اور مدینہ امیر المومنین ابو العباس کی جو خدمت اس کے تفویض تھی کیا صرف وہ مشغول اس کے لیے کافی نہ تھے جو وہ اس اہم اصول مسئلے میں داخل دے رہا ہے اگر ایسا ہی وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والا ہوتا تو کبھی ایمان کے بعد شرک میں نہ پڑتا۔

احمد بن یزید العوام سے جس نے قرآن کے متعلق جواب دینا مناسب نہیں سمجھا مگر جب اس کو سزا دی گئی تو وہ جواب دے گا۔ اچھا اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی کام تمام کر دینا۔

احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے ہم نے پڑھا۔ اس سے کہہ دو کہ امیر المومنین اس کے قول کے مفہوم سے

پوری طرح آگاہ ہو گئے اس کو اس مسئلہ میں اس کا عقیدہ معلوم ہوا جو اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور اس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑے۔

فضل بن خالد سے کہو کہ ایک سال سے بھی کم مدت میں تو نے مصر میں جس قدر آخر کاری روپیہ ناجائز طریقے سے کمایا ہے اس کی وجہ سے تجھے امیر المومنین کا خوف نہیں آیا جو اب یہ مزید جرات کر رہا ہے۔ حالانکہ اس بات پر مطلب بن عبداللہ سے تیرا جھگڑا بھی ہوا تھا۔ جو شخص ایسا چوراہہ بددیانت ہو اور دینار و درہم کا اس قدر طامع ہو اس سے یہ کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنا ایمان روپیہ اور نفع عاجل کی خاطر بیچ ڈالے۔ علاوہ بریں اس نے علی بن ہشام سے اپنا جو عقیدہ بیان کیا تھا وہ اس بے بالکل خلاف تھا جو وہ اب کہہ رہا ہے لہذا اس سے پوچھو کہ اس تبدیلی خیال کی کیا وجہ ہے؟

زیادی سے کہو کہ کیونکہ نہ ہو تو اس کی اولاد میں ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے حکم میں سب سے پہلے اختلاف کیا گیا تو ظاہر ہے کہ تو اپنے باپ کے مسلک پر چلے گا جو جھوٹا مدعی نسب تھا اسی وجہ سے ابو حسان نے زیاد کا مولیٰ بنا قبول کیا اور کسی شخص نے بھی اس کی ولایت قبول نہیں کی بیان کیا گیا ہے کہ یہ شخص ایک خاص وجہ سے زیاد سے منسوب کیا گیا تھا۔ جو شخص ابونصر التمار کے نام سے مشہور ہے اس سے کہہ دو کہ امیر المومنین کے نزدیک جیسا ذلیل اس کا کاروبار ہے ویسی ہی اس کی عقل خفیف و رکیک ہے۔

فضل بن الفرخان سے کہنا کہ قرآن کے متعلق اس عقیدے کو تو نے اس لیے قبول کیا ہے کہ تو ان امانتوں پر جو عبدالرحمن بن اسحاق وغیرہ نے تیرے پاس رکھوائی ہیں ہضم کرنا چاہتا ہے اور اس لیے چاہتا ہے کہ جن کی امانتیں اس کے پاس جمع ہیں وہ کسی طرح ختم ہوں۔ تو میں اس تمام مال پر قبضہ کروں۔ مگر چونکہ وہ بہت سن رسیدہ اور بوڑھا ہے اس لیے تم اس کے خلاف کوئی اور کارروائی تو نہ کرنا البتہ عبدالرحمن بن اسحاق سے کہو کہ اللہ تجھے جزائے خیر نہ دے کہ تو نے ایسے شخص کی مدد کی اور امانت رکھوائی جو تو حید کا منکر اور مشرک ہے۔

محمد بن حاتم اور ابن نوح ابو عمر سے پوچھا کہ تم خود سود خور بھلا تم تو حید کو کیا سمجھو اللہ نے تو محض سود خواری کی وجہ سے ان ایسے سود خوروں سے جہاد کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ انھوں نے سود کے ساتھ شرک کو بھی اپنا شعار بنا لیا ہے اور اس طرح اب وہ نصاریٰ کے مثل ہیں۔

احمد بن شجاع سے کہنا کہ کل کی بات ہے کہ علی بن ہشام کے مال میں سے ناجائز طور پر طے بھی ابو عمر کے ساتھ حصہ بنا لیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ صرف دینار و درہم تیرا مذہب ہے۔

سعدویہ ابواسطی سے کہنا کہ اللہ اس شخص کا برا کرے کہ جو ایک طرف ہر وقت حدیث کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ فن میں سب سے آگے بڑھ جائے اور امتحان کے وقت اسی وجہ سے انکار بھی کرتا ہے اور پھر درس حدیث بھی دیتا ہے۔ اس شخص سے جو سجادہ مشہور ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اپنے جنس محدثین اور فقہاء سے کبھی یہ نہیں سنا کہ قرآن مخلوق ہے کہو کہ تو کھجور کی گٹھیوں کے شمار اپنے سجادے کی اصلاح کے لیے ان کے رگڑنے اور ان امانتوں میں جو علی بن یحییٰ وغیرہ نے اس کے پاس رکھوائی ہیں اس قدر مشغول ہے کہ تو نے تو حید کو بالکل بھلا ہی دیا ہے اس سے

پوچھو کہ اگر تو یوسف بن ابی یوسف اور محمد بن الحسن کی محبت میں شریک رہا ہے تو بتا کہ اس مسئلے میں انہوں نے اپنا کیا خیال تجھ سے ظاہر کیا ہے۔

تو اریری کا یہ حال ہے کہ جب اس کے حالات کی تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس نے رشوت لی ہے اور ایسے کام کیے ہیں جس سے اس کی بد اخلاقی اور ایمان و عقل کی ستافت معرض ثبوت میں آچکی ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ جعفر بن عیسیٰ انجیبی کے معاملات کا مختار وکیل ہے تم جعفر سے کہہ دو نہ وہ اس سے قطع تعلق کرے نہ اس پر اعتماد کرے اور نہ اسے امین بنائے۔

یحییٰ بن عبدالرحمن العموی اگر دراصل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہے اس کا جواب تو معروف و مشہور ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

محمد بن الحسن بن علی بن عاصم سے کہنا کہ اگر تم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہوتے تو تم کبھی اس مذہب کو اختیار نہ کرتے۔ مگر ابھی چونکہ وہ کمسن ہے اس لیے اس کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

ہم تمہارے پاس ابومسہر کو بھیجتے ہیں ہم نے قرآن کے متعلق اس کا امتحان لیا پہلے تو وہ جواب دینے سے روکا اور اسے ٹالنا چاہا مگر جب ہم نے اس کے لیے تلوار طلب کی تو اس نے بہت ہی ذلت سے پھر اقرار کر لیا تم اس سے پوچھنا اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو اس کے عقیدے کا اعلان کر دینا۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں ہمیں لکھے ہیں یا جن کے نام ہم نے تمہیں لکھے ہیں یا جن کے نام تم نے نہیں لکھے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں۔ تو بشر بن الولید اور ابراہیم بن المہدی کو چھوڑ کر ان سب کو بیڑیاں ڈال کر سرکاری محافظین کے ساتھ ہمارے مستقر کو روانہ کر دو تا کہ ہم خود ان کا امتحان لیں اور اگر وہ اپنے عقیدے سے باز آ کر تو بہ نہ کریں تو پھر ان شاء اللہ ہم سب کو تہ تیغ کریں گے۔

ہم یہ مراسلہ دوسرے سرکاری مراسلات کے جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر بطور خاص علیحدہ فرض خداوندی سمجھ کر اور اس کے ثواب عظیم کی تمنا میں تم کو بھیجتے ہیں اور اس وجہ سے تم کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس کا نفاذ فوراً کر دینا اور اس کا جواب بھی اسی طرح علیحدہ بطور خاص ہمیں فوراً لکھ دینا تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ تم نے کیا کارروائی کی۔“

یہ خط ۲۱۰ھ میں لکھا گیا۔

احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور محمد بن نوح کا اظہار حق:

اس مراسلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، سجادہ تواریری اور محمد بن نوح المضروب کے علاوہ باقی دوسرے لوگوں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اسحاق بن ابراہیم کے حکم سے یہ لوگ فولادی بیڑیوں میں جکڑ دیئے گئے اسی حالت میں ان کو دوسرے دن پھر طلب کیا گیا اور اب پھر اس مسئلے میں ان کا امتحان لیا گیا سجادہ نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیا لہذا اسے رہا کر دیا گیا مگر دوسرے بدستور اپنے قول پر مصر رہے اس کے بعد دوسرے دن پھر ان کو اسی طرح طلب کر کے ان کا امتحان لیا گیا۔ آج تواریری نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا لہذا وہ بھی چھوڑ دیا گیا البتہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور محمد بن نوح بدستور اپنی رائے پر

جسے رہے لہذا ان دونوں کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر ایک خط کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا گیا اس کے علاوہ اس تمام کارروائی کی اطلاع ایک علیحدہ خط کے ذریعہ سے مامون کو دی۔

حکام فقہاء اور محدثین کی طرسوس میں طلبی:

چند روز کے بعد پھر ان سب کو طلب کیا گیا اس وقت اسحاق بن ابراہیم کے پاس مامون کا خط پہنچا۔ جس میں مرقوم تھا کہ جن لوگوں نے ہماری بات مان لی ان کی اطلاع ہمیں ہوئی سلیمان بن یعقوب ہمارے واقع نگار نے یہ لکھا ہے کہ بشر بن الولید نے اس آیت کی جو اللہ تعالیٰ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ اپنے لیے تاویل کی ہے۔ اس نے یہ غلط تاویل کی ہے کیونکہ اس آیت سے اللہ کا مقصود مومن مظہر شرک ہے۔ نہ کہ مشرک مظہر ایمان۔ لہذا اس سے اسے فائدہ نہیں ہو سکتا۔ سب کو طرسوس بھیج دو اور وہ ہمارے بلا دروم سے واپس آنے تک وہاں ٹھہرے رہیں۔

فقہاء و محدثین کی روانگی طرسوس:

اسحاق بن ابراہیم نے ان سب سے اس بات کے لیے کفیل اور ضامن لے کر کہ یہ طرسوس پہنچ جائیں گے ابو حسان بشر بن الولید افضل بن غانم علی بن ابی مقاتل ذیال بن الہیثم یحییٰ بن عبدالرحمن العمری علی بن الجعد ابو العوام سجادہ قواریری ابن الحسن بن علی بن عاصم اسحاق بن ابی اسرائیل النضر بن شمیل ابو النصر التمار سعدویہ الواسطی محمد بن حاتم میمون ابو معمر ابن البرش ابن الفرخان احمد بن شجاع اطلاع ملی عنہ۔ بن اسحاق والی رقبہ نے ان کو رقبہ جانے کا حکم دیا پھر ان کو اس سرکاری وکیل کے ساتھ جو مدینۃ السلام سے ان کے ساتھ آیا تھا۔

فقہاء و محدثین کی مراجعت بغداد:

ان کو پھر اسحاق بن ابراہیم کے پاس مدینۃ السلام واپس بھیج دیا اس نے بغداد آ کر ان اسحاق کے حوالے کر دیا اسحاق نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھر میں رہیں۔ کہیں باہر نہ جائیں مگر اس کے بعد اس حکم میں اس نے نرمی کر دی اور باہر نکلنے کی اجازت دے دی مگر چونکہ بشر بن الولید ذیال ابو العوام اور علی بن ابی مقاتل بغیر اجازت کے پہلے چلے آئے تھے۔ لہذا جب وہ بغداد آ گئے تو اسحاق بن ابراہیم نے اس کی پاداش میں ان کو سزا دی اور دوسرے چونکہ اس کے وکیل کے ہمراہ آئے اس نے ان کو رہا کر دیا۔

عمال کے نام مامون کا فرمان:

اس سال مامون کا فرمان تمام عاملوں کو بھیج دیا گیا۔ اس کا عنوان تھا یہ فرمان عبداللہ الامام مامون امیر المؤمنین کی جانب سے اور ان کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابو اسحاق بن امیر المؤمنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔

فرمان مامون کے متعلق دوسری روایت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود مامون نے اس طرح نہیں لکھا مگر جب اس مرض میں جو ان کو بدندون میں لاحق ہو انہی کے بعد ان کو افاقہ ہوا تو انہوں نے عباس بن المامون اسحاق اور عبداللہ بن طاہر کو اس کو حکم دیا اور کہا کہ اگر اس مرض میں میں جان بر نہ ہو سکوں تو میرے بعد ابو اسحاق بن امیر المؤمنین رشید خلیفہ ہوں۔ اس بنا پر محمد بن داؤد نے یہ الفاظ بھی لکھے اور مہر ثبت کر کے یہ فرمانین نافلہ کر دیئے اور پھر ابو اسحاق نے عمال کو لکھا یہ ابو اسحاق امیر المؤمنین حال کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے چنانچہ

ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید کا خط جو اسحاق بن یحییٰ بن معاذ دمشق کی چھاؤنی کے عامل کے پاس ۱۳/رجب اتوار کے دن پہنچا اس کا عنوان یہ تھا۔

چھاؤنیوں کے عامل کے نام فرمان:

عبداللہ الامام المامون امیر المومنین کی جانب سے اور ان کے بعد ہونے والے خلیفہ ابو اسحاق بن امیر المومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے:

”اما بعد! ہم نے حکم دیا کہ تم کو یہ فرمان لکھا جائے کہ تم اپنے تحت کے عاملوں کو ہدایت کرو کہ وہ حکومت میں حسن سیرت اختیار کریں لوگوں پر سختی کرنے سے بچیں۔ اپنے تحت کے لوگوں کو نہ ستائیں۔ اپنے تمام عاملوں کو اس کے لیے شدید احکام دو کہ اس پر عمل کریں اور مال کے عمال کو بھی یہی ہدایات کی جائیں“۔

شام کی تمام چھاؤنیوں، حمص اردن اور فلسطین کی چھاؤنیوں کو اسی مضمون کے فرامین لکھے جمعہ کے دن جب کہ رجب کے مہینے ہونے میں گیا رہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ اسحاق بن یحییٰ بن معاذ نے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ میں امیر المومنین کے لیے دعا کرنے کے بعد کہا اے بارالہ تو امیر المومنین کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابو اسحاق بن امیر المومنین کو نیک صلاح دے۔ اس سال مامون نے وفات پائی۔

سعید العلاف قاری کا بیان:

سعید العلاف القاری بیان کرتا ہے کہ اپنے بلاد روم میں قیام کے وقت مامون نے مجھے طلب کیا وہ اس علاقہ میں بدھ کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے ہونے میں تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں طرسوس سے داخل ہوئے تھے۔ جب میں ان کے پاس بھیجا گیا وہ بدندون میں مقیم تھے۔ وہ مجھ سے اکثر قرأت قرآن سنا کرتے تھے ایک دن مجھے بلایا میں حاضر خدمت ہوا وہ بدندون کے کنارے بیٹھے تھے اور ابو اسحاق مختصم ان کے داہنے بیٹھے تھے۔ مجھے بھی بیٹھنے کا حکم ہوا میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور ابو اسحاق دونوں اپنے پاؤں بدندون کے پانی میں ڈالے ہوئے ہیں۔ مجھ سے کہا کہ سعید تم بھی اس پانی میں اپنے پاؤں لٹاؤ، اور اسے چکھو دیکھو کس قدر لذیذ ہے میں نے تو آج تک اتنا شریں صاف اور ٹھنڈا پانی نہیں دیکھا میں نے حکم کی بجا آوری کی اور کہا کہ بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں مجھے بھی آج تک ایسا پانی پینے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

مامون کی رطب آزاد کھانے کی خواہش:

کہنے لگے اچھا بتاؤ کہ سب سے بہتر کون سی چیز ہوگی جو کھائی جائے اور پھر اس پر یہ پانی پیا جائے میں نے کہا امیر المومنین زیادہ جانتے ہیں میں کیا عرض کروں کہنے لگے رطب آزاد یہ الفاظ وہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ڈاک کے جانوروں کی لگاموں کی گرنے کی آواز آئی انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ڈاک کے پھر ہیں کے پٹھوں پر گونے بار ہیں۔ جن میں میوے ہیں خدمت گار سے کہا جا کر دیکھو ان میووں میں کھجور ہیں۔ اگر ہوں تو دیکھنا کہ رطب آزاد ہیں۔ اگر آزاد ہوں تو لے آؤ۔ اتنے میں وہ انہیں کھجوروں کی دو ٹوکریاں لیے ہوئے دوڑتا ہوا آیا کھجور اس قدر تازہ تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ڈالی سے توڑے گئے ہیں۔

مامون کی علالت:

مامون نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ہم کو ان پر بڑا تعجب آیا کہ کس قدر جلد ان کی خواہش پوری ہوئی فرمایا قریب آ جاؤ اور کھاؤ۔ چنانچہ وہ کھجور انہوں نے ابو اسحق نے اور میں نے کھائے۔ اس کے اوپر ہم سب نے اس ندی کا پانی پیا وہاں سے اٹھتے ہی ہم سب کو بلا استثنا بخار آ گیا۔ اور اسی مرض سے مامون کی وفات ہوئی۔ ابو اسحق عراق میں داخلہ تک برابر تلیل رہے۔ اور میں بھی بیمار رہا۔ البتہ عراق کے قریب پہنچ کر مجھے صحت ہو گئی۔

عباس بن مامون کی طلبی:

جب مامون کے مرض نے شدت اختیار کی انہوں نے اپنے بیٹے عباس کو طلب کیا ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی زندگی میں ان کے پاس نہ آسکے گا مگر وہ آ گیا۔ اس وقت وہ سخت تلیل تھے۔ ہوش و ہوا اس بھی درست نہ رہے تھے۔ اس سے پہلے ہی ابو اسحق بن الرشید کی خلافت کے لیے مراسلے نافذ ہو چکے تھے۔ عباس اپنے باپ کے پاس چند روز مقیم رہا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی ابو اسحق وصیت کر چکے تھے۔

مامون کی وصیت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسی وقت وصیت کی ہے جب کہ عباس قضاة فقہاء امراء اور کاتب موجود تھے ان کی وصیت یہ ہے:

”یہ وہ وصیت ہے جس کا اعلان عبداللہ بن ہارون امیر المؤمنین نے حاضرین کے رو برو کیا ہے۔ اور انہوں نے اس پر ان سب کو گواہ بنایا ہے۔ وہ اور جو لوگ ان کے پاس موجود ہیں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور سوائے اس کے اور کوئی دوسرا اس کی حکومت کا مدد نہیں۔ وہ خالق ہے اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے جس سے قرآن بھی مستثنیٰ نہیں۔ کیونکہ قرآن بھی ایک شے ہے جس کی مثل موجود ہے۔ حالانکہ خود خداوند تبارک و تعالیٰ کی کوئی مثل نہیں موت کا آنا یقینی ہے اور پھر زندہ ہونا یقینی ہے اور محاسبہ آخرت یقینی ہے نیکوں کا صلہ جنت اور بدوں کا عذاب آتش دوزخ ہے۔“

محمد ﷺ نے رب کی جانب سے اس کے دین کے قوانین اور اصول پہنچا دیئے اور امت کے ساتھ پورا حق خلوص ادا کر دیا اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اللہ کی ان پر اس سے بھی افضل رحمت موجود ہو جو اس نے اپنے ملائکہ مقررین یا انبیائے مرسلین سے کسی پر نازل کی ہو۔ میں معرف مجرم ہوں۔ امیدوار بھی ہوں اور خائف بھی۔ مگر جب میں اللہ کے عفو کو یاد کرتا ہوں تو امیدوار ہو جاتا ہوں۔

جب میں مرجاؤں تم مجھے چت لٹا دینا۔ میری آنکھیں بند کر دینا۔ مجھے اچھی طرح غسل دینا۔ پورا کفن پہنانا پھر حمد و ثنا کرتے ہوئے مجھے تابوت پر لٹانا پھر مجھے جلد قبرستان پہنچا دینا۔ اور جب تم میری میت کو نماز کے لیے رکھو تو وہ شخص نماز کے لیے آگے بڑھے جو نسب میں مجھ سے قریب تر ہو اور تم میں سب سے بڑا ہو وہ پانچ تکبیریں کہے۔ پہلی تکبیر میں پہلے حمد و ثنا کے بعد تمام مسلمانوں کے لیے چاہے وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں دعا مانگے۔ پھر سابقین مومنین کے لیے دعا

مانگے اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے اس میں الحمد لله لا اله الا الله اور السنه اکبر ہے پانچویں تکبیر میں سلام پھیرے۔ پھر تم مجھے اٹھا کر لے چلنا اور میری قبر پر پہنچانا اور وہاں جو مجھے نسب میں سب سے زیادہ قریب اور مجھ سے محبت کرنے والا ہو وہ قبر میں اترے اس اثنا میں تم برابر اللہ کی حمد اور اس کا ذکر کرتے رہنا۔ اس کے بعد مجھے قبر میں داہنے شق میں لٹا دینا۔ مجھے قبلہ رو کر دینا۔ کفن سے میرا سر اور میرے دونوں پاؤں باہر کرنا پھر لحد کو اینٹوں سے بند کر کے مٹی ڈالنا اور مجھے میرے اعمال کے ساتھ چھوڑ کر چلے جانا۔ کیونکہ اس وقت سوائے میرے اعمال کے تم میں سے کوئی میرے کام نہیں آسکتا۔ اور نہ کسی مضرت کو دفع کر سکتا ہے۔ پھر سب مل کر قبر پر ٹھہرنا۔ اگر میری کسی بھلائی کا تم کو علم ہو تو اسے یاد کرنا اور اگر میری کسی برائی کو تم جانتے ہو تو اس کے ذکر سے خاموش رہنا۔ کیونکہ جیسا حال تم اس وقت میرے متعلق ظاہر کرو گے اسی کے حساب سے مجھ سے اچھا یا برابر تاؤ کیا جائے گا کسی رونے والے کو وہاں رونے نہ دینا کیونکہ جس پر نوحہ کیا جاتا ہے وہ عذاب پاتا ہے۔ اللہ اس پر رحم کرتا ہے جس نے موت سے جو یقینی ہے عبرت حاصل کی۔

لہذا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں صرف جسے بقائے دوام حاصل ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کے لیے فنا مقدر کر دی ہے اس کے بعد تم کو چاہے کہ تم اس بات پر غور و فکر کرو کہ مجھے خلافت کی کیا عزت و شوکت حاصل تھی مگر جب خدا کا حکم نازل ہوا تو مجھے اس سے قطعی کوئی فائدہ نہ ہوا یہ بلکہ اللہ اس کی وجہ سے محاسبہ دو چند ہو گیا۔ کاش! کہ میں بشر کیا مخلوق ہی نہ ہوا ہوتا۔

اے ابواسحاق میرے پاس آؤ اور میری اس بے کسی سے عبرت حاصل کرو۔ قرآن کے متعلق تم میرے طرز عمل پر گامزن ہونا۔ اور جب اللہ تم کو یہ منصب خلافت عطا فرمادے تم اللہ کے مطیع و منقاد رہنا۔ اس کے عذاب سے ڈرنا۔ اللہ کے حکم اور ڈھیل سے دھوکہ نہ کھانا اور یہ سمجھا کہ موت ہر وقت سر پر موجود ہے۔ رعایا اور اس میں بھی عوام الناس کے معاملات سے غفلت نہ برتنا۔ کیونکہ حکومت انھیں سے قائم ہے۔

ہر وقت مسلمانوں کے نفع کا خیال رکھنا۔ اپنی رعایا اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ جو معاظمہ تمہارے سامنے آئے جس میں مسلمانوں کی فلاح و صلاح ہو ایسے اپنی خواہشات پر ہمیشہ مقدم رکھنا ان میں جو قوی ہوں ان سے کمزوروں کا حق دلانا۔ ان پر خلاف حق کوئی بار نہ ڈالنا۔ ان کے درمیان عدل کرنا۔ ان کو اپنے سے قریب کرنا اور فوراً یہاں سے اپنے دارالسلطنت عراق چلے جانا جو لوگ وہاں ہیں ان سے کسی وقت غافل نہ رہنا خرمیہ جماعت سے حزم و احتیاط اور شجاعت سے جہاد کرنا۔ ان کے مقابلہ کے مال اسلحہ اور سوار اور پیادہ فوج بھیجے رہنا۔ اگر ان سے لڑائی طول کھینچے تو پھر تم اپنے اعیان و انصار کو لے کر اللہ کے ثواب کی نیت سے مقابلہ پر جانا۔ اور یہ سمجھ لو کہ جب نصیحت کا حق پوری طرح ادا کر دیا جاتا ہے تو اس کے سننے والے اور مخاطب پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے لہذا تم اپنے ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤ۔“

مامون کے ابواسحاق سے عہد و پیمانہ:

کچھ دیر بعد جب درد زیادہ ہونے لگا اور وہ سمجھے کہ وقت قریب آ گیا ہے انھوں نے پھر ابواسحاق کو بلایا اور کہا اے ابواسحاق میں

تم پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ عہد و پیمانہ عائد کرتا ہوں کہ تم اس کے بندوں میں اللہ کا حق قائم کرو گے اور اس کی اطاعت کو اس کی معصیت کے بجائے اختیار کرو گے۔ میں تم سے یہ عہد لیے لے رہا ہوں کہ میں نے یہ خلافت دوسرے سے منتقل کر کے تم کو دی ہے۔ ابوالحق نے کہا اے خداوند! میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ مامون نے کہا اچھا یاد رکھو جن لوگوں کے متعلق تم سن چکے ہو کہ میں ان کو تقدیم دیتا رہا ہوں۔ تم ان کو اور زیادہ مقدم کرنا۔ عبد اللہ بن طاہر کو اس کی جگہ برقرار رکھنا اس کی اہانت نہ کرنا۔ چونکہ میری حیات اور موجودگی میں تم دونوں میں مناہرہ ہو گیا تھا وہ مجھے یاد ہے اس لیے بطور خاص میں تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم اپنے قلب میں اسے جگہ دو اور اپنی خاص عنایت مبذول رکھو۔ تم جانتے ہو کہ اس نے میری کیسی مخلصانہ خدمات کی ہیں۔

ابوالحق کو نصیحت:

الحق بن ابراہیم کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق خاص رکھنا۔ کیونکہ وہ اس کا مستحق اور تمہارا عزیز قریب ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ تمہارے خاندان والوں میں کوئی محبت و رحم نہیں رہا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی اس سے مستثنیٰ ہوا تو کیا ان میں سے عبد الوہاب کو سب پر مقدم کرنا خاندان کے معاملات اسی کے سپرد کرنا۔ اسی طرح عبد اللہ بن ابی داؤد کو اپنا مصاحب خاص بنانا۔ اپنے ہر معاملہ میں اس سے مشورہ لینا کیونکہ وہ اس کا اہل ہے، میرے بعد تم کسی کو اپنا وزیر بنانا سبکی بنائیں کیونکہ اس کے ساتھ بد معاملگی اور بری سیرت کا تلخ تجربہ مجھے ہوا ہے اس سے تم کو سبق لینا چاہیے۔ مجھے تو بہر حال اللہ نے اس کے حالات معلوم کر دیئے اور سب جاتیں ظاہر کر دیں کہ میں نے ناراض ہو کر اسے اپنے سے جدا اور خدمت سے علیحدہ کر دیا اس نے اللہ کے مال اور صدقات کی رقم میں بہت کچھ خورد ہو گیا تھا۔ اللہ اس کا اسلام کی طرف سے اس سے بدلہ لے۔

آل علی رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک کی ہدایت:

اپنے ان بنی عم یعنی اولاد امیر المومنین علی بن ابی طالب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کو اپنی مصاحبت میں شریک کرنا ان کے کسی شخص سے کوئی خطا ہوا سے معاف کرنا۔ اور جو کوئی اچھا کام کرے اس کا انعام دینا ان کے وظائف سالانہ ادا کرتے رہنا۔ کئی وجوہ سے ان کے حقوق کی حفاظت کرتے رہنا اور ادائیگی ضرور ہے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسلام پر مروتا۔ اللہ سے ڈرو۔ اس کے لیے عمل کرو اپنے ہر کام میں اس سے ڈرتے رہنا میں تم کو اور خود کو اس کے سپرد کرتا ہوں۔ گزشتہ کی اللہ سے معافی چاہنا ہوں اور جو خطا اور قصور مجھ سے سرزد ہوا ہو اس سے مغفرت مانگتا ہوں کیونکہ وہ مطلقاً معاف کرنے والا ہے۔ کیونکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں اپنے اعمال پر کس قدر نادم و پشیمان ہوں میں اپنے معاصی عظیم کے مقابلہ میں صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ طاقت صرف اسی کو حاصل ہے۔ اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ کیا اچھا وکیل ہے اللہ کی رحمت محمد ﷺ پر جو ہدایت اور رحمت کے فیروز ہیں نازل ہو۔

مامون کی وفات کا وقت:

ان کی وفات کے وقت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے ۲۱۸ھ جمعرات کے دن بعد عصر جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہ گئی تھیں انتقال کیا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ انہوں نے اسی دن ظہر کے وقت انتقال کیا۔

مامون کی تجہیز و تکفین:

مرنے کے بعد ان کے بیٹے عباس اور ان کے بھائی ابوالفتح محمد بن الرشید انھیں اٹھا کر طرسوس لائے اور انھوں نے ان کو ناقان رشید کے خدمت گار کے گھر میں دفن کیا۔ ابوالفتح نے ان کی نماز پڑھی اور ان کی حفاظت کے لیے اہل طرسوس وغیرہ کے سو آدمی قبر پر مصفیٰ کر دیئے اور ان میں ہر شخص کی نوے درہم تھوڑا مقرر کر دی۔

مدتِ خلافت:

۲۰ سال ۵/۲۳ دن مدتِ خلافت ہے۔ یہ ہدایت ان دو سالوں کے علاوہ ہے جب کہ مکہ میں ان کے لیے بطور خلیفہ دعا کی جاتی تھی۔ اور ان کے بھائی امین محمد بن الرشید بغداد میں محصور تھے۔ مامون نصف ربیع الاول ۷۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

مامون کا حلیہ:

ابن الکلبی کے بیان کے مطابق ابوالعباس ان کی کنیت تھی یہ جوڑے چکلے گورے رنگ کے خوب صورت آدمی تھے۔ لمبی داڑھی تھی جس میں سفید بال آگئے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا رنگ سانولا مائل بہ زردی تھا۔ نمیدہ قامت بڑی آنکھ والے لمبی داڑھی والے تھے جس کا باریک حصہ سفید تھا پیشانی تنگ تھی رخسار پر سیاہ تل تھا۔ جمہرات کے دن جب کہ ماہِ محرم کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں وہ منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تھے۔



خلیفہ مامون کی سیرت و حالات

ابراہیم بن عیسیٰ کی مامون سے درخواست:

ابراہیم بن عیسیٰ ابن برہتہ ابن المنصور نے بیان کیا کہ جب مامون دمشق جانے لگے تو میں نے دو یا تین دن کی کاوش فکر کے بعد ایک تقریر تیار کی۔ جب میں ان کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا اللہ امیر المؤمنین کو عزت و کرامت کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور مجھے ان پر خدا کر دے۔ میں صبح و شام اللہ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ امیر المؤمنین تیرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں۔ اور میری مصاحبت کو اچھا سمجھتے ہیں اس لیے اگر میں اس بات کی تمنا کروں تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ کہ امیر المؤمنین مجھے اپنی خدمت گزاری کی نعمت سے اسی طرح متنعم ہونے دیں تاکہ میں اس پر اللہ کا شکر ادا کر سکوں اور امیر المؤمنین کا (خدا ان کی عمر دراز کرے) شکر ادا کروں۔ جب کہ خود امیر المؤمنین سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہیں تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ ان کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری سے آرام و راحت کی خاطر پہلو تہی کروں۔ بلکہ چونکہ میں اپنے متعلق ان کی حسن رائے سے واقف ہوں۔ اور ان کا دل سے مطیع و مرید ہوں۔ اس لیے میں اس بات کا زیادہ سزاوار ہوں کہ ان کی خدمت کے لیے ہمسفر بنوں۔ اگر امیر المؤمنین میری بیعت کو مناسب سمجھیں تو اس کا حکم دے دیں۔

مامون کی جامع و مانع تقریر:

مامون بغیر غور و فکر کیے اس کا یہ جواب دیا کہ ہمارا ایسا ارادہ نہیں ہے۔ اگر تمہارے گھر سے کسی شخص کو ہم اپنی بیعت میں لیتے تو بے شک سب سے پہلے تم کو ساتھ لیتے۔ اور تم ان کے اس تمام سفر میں ان کے ساتھ ہوتے اور اب اگر وہ تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا رہے ہیں تو اس کی وجہ ناخوشی نہیں ہے بلکہ تمہاری یہیں ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے میری پہلے سے سوچی ہوئی تقریر کا بیسیا خستہ جو جواب دیا اس سے زیادہ جامع و مانع تھا۔

شامی عربوں سے مامون کی بے اعتنائی:

محمد بن صالح السرخسی بیان کرتا ہے کہ مامون کے شام کے قیام کے دوران میں ایک شخص کئی مرتبہ ان کے روبرو آیا اور اس نے کہا امیر المؤمنین آپ شام کے عربوں پر بھی وہی نظر عنایت رکھیں جو آپ خراسان کے عجم پر رکھتے ہیں۔ کہنے لگے اے شامی اتم نے کئی مرتبہ یہ بات مجھ سے آل فلاں کے لیے اسی قدر اور آل فلاں کے لیے اسی قدر۔ اسی طرح کرتے کرتے انہوں نے دو کروڑ اور چالیس لاکھ تو تقسیم کر دیئے اور یہ کام انہوں نے کھڑے کھڑے کیا۔ کہ پاؤں رکاب ہی میں تھا۔ سوار بھی نہ ہونے پائے تھے۔ پھر کہا کہ باقی رقم معنی کے حوالے کر دی جائے کہ وہ ہماری فوج میں تقسیم کر دے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر میرے منہ میں پانی بھر آیا۔ میں ان کے بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور ٹنگلی باندھ کر لچائی ہوئی نگاہ سے روپیہ کو دیکھنے لگا۔ مجھے اس حالت میں دیکھ کر مامون نے کہا اے ابو محمد! ان ساٹھ لاکھ میں سے پچاس ہزار سے بھی دلوا دو۔ یہ

میری نگاہ سے نہیں ہٹتا۔ صرف دو راتیں گزری تھیں کہ یہ رقم مجھے وصول ہو گئی۔

محمد بن ایوب کا ایک تمیمی شاعر سے مذاق:

محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ بصرے میں بنی تمیم کا ایک خبیث مہکلو شاعر تھا اور میں بصرے کا والی تھا۔ میں اسے اپنی مجلس میں باریاب کرتا تھا۔ اور اس کی شاعری سے لطف اٹھاتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اس کو چکمہ دیا جائے اور اس کی ذرا کر کری کر دی جائے اس ارادے سے میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تم بڑے شاعر اور ظریف ہو۔ اور مامون امینڈ آنے والی گھٹا اور تند و تیز آندھی سے زیادہ سختی ہیں۔ تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتے اس نے کہا میرے پاس سفر خرچ نہیں ہے۔ میں نے کہا اس کا بندوبست میں کیے دیتا ہوں۔ ایک بہت تیز رفتار اونٹ دیتا ہوں اور سفر خرچ کے لیے کافی رقم بھی دوں گا تم ان کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر چلے جاؤ اگر تم ان کی خدمت میں باریاب ہو گئے۔ تو ضرور تمہاری مراد برآئے گی۔ اس نے کہا اے امیر جناب کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے بہتر ہے کہ آپ حسب وعدہ میرے سفر کا انتظام فرمادیں۔

تمیمی شاعر کی روانگی شام:

میں نے ایک تیز رفتار اونٹ اس کے لیے منگوادیا۔ اور کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ آپ کے دو وعدوں میں سے ایک کا ایفا تو یہ ہے مگر دوسرے کے متعلق کیا۔ میں نے تین سو درہم منگوا کر اسے دے دیئے۔ اور کہا کہ لو یہ سفر خرچ ہے اس پر وہ کہنے لگا کہ جناب من یہ رقم کم ہے۔ میں نے کہا نہیں کافی تو ہے۔ مگر اسراف نہیں اس نے کہا کہ میں نے سعد کے اکابر میں کبھی وسعت نظری نہیں دیکھی۔ تو آپ ایسے چھٹ بھیموں میں کہاں سے ہوگی۔ بہر حال ان پر قبضہ کر کے اس نے مامون کی مدح میں ایک چھوٹا سا قطعہ لکھا۔ اور مجھے سنایا مگر اس میں میرا ذکر اور مدح کو نظر انداز کر دیا تھا۔ اور یوں بھی وہ مترو تھا۔ میں نے کہا یہ تو تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا تم امیر المومنین کے پاس جا رہے ہو۔ مگر خود اپنے امیر کی تعریف میں تم نے کچھ نہیں کہا۔ اس نے کہا جناب والا! آپ نے وہاں بھیج کر مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا۔ مگر میں آپ کے چکھے میں نہیں آیا۔ آپ نے یہ مثل سنی ہے کہ جو جنگلی گدھے کولات مارتا ہے وہ ایسے کولات مارتا ہے۔ جو نہایت سخت دولا میں مارنے والا ہے۔ بخدا! میری کرامت اور نفع رسانی کی خاطر تم نے ہرگز نہ یہ اونٹ مجھے دیا ہے اور نہ یہ روپیہ مگر باور رکھو جو اس طرح کا دھوکہ دینا چاہتا ہے اللہ سے پشیمان کر کے اس کا سر تنجا کر دیتا ہے مگر خیر میں خلیفہ کے سامنے تمہارا ذکر بھی کروں گا اور تعریف بھی کروں گا۔ سمجھے میں نے کہا ہاں! تم سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا اچھا جب تم نے اپنے دل کی بات ظاہر ہی کر دی ہے تو اطمینان رکھو میں ضرور تمہارا ذکر خیر اور تعریف کروں گا۔ میں نے کہا تو جو کچھ تم نے ان کے لیے کہا ہے وہ مجھے سناؤ۔ وہ اس نے سنایا اور مجھ سے رخصت ہو کر شام پہنچا۔

مامون سے تمیمی شاعر کی ملاقات:

مامون اس وقت سلفو میں تھے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قرہ کے مجاہدین میں پہنچا اور درباری لباس پہن کر اپنے اسی اونٹ پر سوار چھاؤنی میں گھوم رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کے شخص سے جو ایک نہایت شوخ و شنگ بادر رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ اور جس کی چال کو کوئی پانہ سکتا تھا۔ آ مناسا منا ہوا گیا۔ وہ بالکل میرے منہ کے سامنے ہی آ گیا اس وقت میں اپنے مدھیہ قصیدے کو دہرا رہا تھا۔ اس نے نہایت ہی بلند آواز سے کہا۔ السلام علیکم۔ میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس نے کہا جی چاہے تو ٹھہر جائیں اور

مجھے غم اور مشک کی خوش بو اس سے آئی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا بنی مفر سے ہوں۔ اس نے کہا ہم بھی مفر ہیں۔ مفر کے کس قبیلے سے ہو۔ میں نے کہا بنی تمیم سے اس نے کہا اور؟ میں نے کہا بنی سعد سے تعلق رکھتا ہوں اس نے کہا جب اچھا یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا اس بادشاہ سے ملنے آیا ہوں۔ جس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ نہ اس سے بڑھ کر کوئی فیاض ہے اور نہ بااخلاق اور وسیع ظرف والا۔ اس نے پوچھا کیا لے کر آئے ہو۔ اس کے پاس؟ میں نے کہا چند شعر لایا ہوں جس کی شیرینی کا ہنساہارہ زبان لے اور لوگ ان کو یاد کر کے پڑھتے پھریں۔ اور سننے والوں کے کانوں میں ان کی حلاوت رہے۔ اس نے کہا مجھے سناؤ۔ اس پر میں نے برہم ہو کر کہا۔ اے نفر نے! میں نے پہلے ہی تجھ سے کہہ دیا ہے کہ میں خلیفہ کی مدح میں شعر کہہ کر لایا ہوں۔ اور تو ان کو سننے کا خواہش مند ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

مامون کی تمیمی شاعر سے فرمائش:

اس جواب سے تھوڑا سا تغافل برتنے اور سنبھلنے کے بعد اس نے کہا ان سے کیا امید کی جاسکتی ہے میں نے کہا ان کی سخاوت و مروت کی جو تعریف مجھ سے کی گئی ہے اگر وہ سچ ہے تو ہزار دینار کی توقع ہے اس نے کہا تم مجھے اپنے شعر سناؤ اگر وہ عمدہ اور شیریں ہوں گے تو یہ رقم میں تم کو دے دوں گا اس طرح تم تکلیف اور بار بار ان کے پاس جانے کی زحمت سے بچ جاؤ گے کیونکہ تمہارے لیے ان کے پاس رسائی ہونا بہت ہی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ دس ہزار نیزہ انداز اور قادر انداز تمہارے اور ان کے بیچ میں حاصل ہیں۔ میں نے کہا اچھا اللہ کے سامنے یہ عہد کرو کہ اس وعدہ کو ایفا کرو گے۔ اس نے کہا ہاں میں خدا کو ضامن بناتا ہوں۔ کہ یہ رقم تم کو دوں گا میں نے کہا کیا تمہارے پاس موجود ہے اس نے کہا یہ میرا نچر موجود ہے اس کی قیمت ہزار دینار سے زیادہ ہے یہ تو میں اسی وقت تمہارے حوالے کر دوں گا اس پر مجھے اور طیش آیا اور بنی سعد کا تہور اور خفت عقل مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے کہا کہ یہ نچر میرے اس اونٹ کے مساوی تو ہے نہیں۔ اس نے کہا اچھا اسے جانے دو۔ میں اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ تم کو اسی وقت ایک ہزار دینار دے دوں گا اب میں نے ان کو اپنا مدیہ قطعہ سنایا۔ بخدا! ابھی میں اس کو ختم نہیں کر چکا تھا۔ کہ تقریباً دس ہزار شہسوار جن سے افق آسمان چھپ گیا ایک دم وہاں السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے آگئے ان کو دیکھ کر میں لرزہ براندام ہو گیا۔ تمیمی شاعر سے مامون کا حسن سلوک:

اس نے مجھے ہر اس میں دیکھ کر کہا ڈرومت میں نے کہا۔ امیر المؤمنین میں آپ پر نثار آپ عربوں کی مختلف زبانوں سے واقف ہیں انہوں نے کہا ہاں میں نے پوچھا کس نے قاف کی جگہ کاف استعمال کیا ہے انہوں نے کہا۔ خمیر اس طرح بولتے ہیں میں نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور آج کے بعد جو اور شخص اس طرح بولے اس پر بھی لعنت ہو یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور سمجھ گئے کہ میرا مطلب کیا ہے اپنے خدمت گار کی طرف جو پہلو میں کھڑا تھا متوجہ ہوئے اور کہا کہ جو کچھ اب تیرے ساتھ ہے وہ اسے دے دے اس نے ایک تھیلی مجھے دی جس میں تین دینار تھے مجھ سے کہا یہ لو اور کہا السلام علیکم اور چل دیئے یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

ابوسعید الخزومی کا مرثیہ:

ابوسعید الخزومی نے ان کے مرثیہ میں یہ شعر کہے:

مون شیعا او ملکہ الماء سوس

هل رائت النجوم اغنت عن الما

خلفوه بعرضتی طرسوس مثل ما خلفوا باہ بطوس
 ”تم نے دیکھا ستارے یا اس کی مستحکم حکومت مامون کے کام آئی۔ لوگ اسے طرسوس کے میدان میں اسی طرح تنہا
 چھوڑ آئے جس طرح اس کے پاس کوطوس میں چھوڑ آئے تھے۔“

علی بن عبیدۃ اللویجانی نے لکھا:

ما اقل الدسوع للمامون لست ارضی الا دما من جفونی
 ”اگرچہ میرے اشکوں نے مامون کے لیے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مگر میرا دل تو اس وقت ٹھنڈا ہوگا جب ان کی موت پر
 بجائے اشک کے میری آنکھوں سے خون ہے۔“

مامون کی ایک شائستہ شامی مصاحب کی تلاش:

علی بن صالح نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھ سے کہا کہ اہل شام میں سے کوئی تعلیم یافتہ اور شائستہ شخص میری
 مصاحبت اور مناومت کے لیے تلاش کر کے لاؤ۔ مجھے تلاش سے ایسا شخص معلوم ہو گیا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میں تم کو
 امیر المومنین کی خدمت میں باریاب کرنا چاہتا ہوں اور اس وقت تک کہ وہ خود ابتداء نہ کریں تم ان سے کوئی بات دریافت نہ کرنا۔
 کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم شامیوں کو سوالات کرنے کی بہت عادت ہوتی ہے۔ اس نے کہا جیسا آپ نے مجھے حکم دیا ہے۔ میں اس
 سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اطمینان رکھیے۔

شامی پر مامون کی عنایات:

میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کے حسب مراد آدمی تلاش کر لیا ہے انہوں نے فرمایا لاؤ۔ وہ سامنے آیا
 اور اس نے سلام کیا مامون نے اسے اور نزدیک بلایا اس وقت وہ شراب کے دور میں مشغول تھے اس سے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ
 تم اپنا مصاحب اور ندیم بناؤ شامی نے کہا امیر المومنین جب جلیس کے کپڑے دورے جلیس سے کم تر درجہ کے ہوتے ہیں تو اس سے
 اس میں فرو ماگی اور حقارت پیدا ہوتی ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ اسے خلعت سے سرفراز کیا جائے۔ اس کے اس سوال سے غصے کی
 وجہ سے میری حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ خلعت پہن کر وہ اپنی جگہ آ بیٹھا اور اس نے کہا امیر المومنین اس حالت میں کہ میرا دل اپنے اہل و
 عیال کی زبوں حالی سے شکستہ ہو رہا ہے آپ کو میری باتوں سے کوئی لطف حاصل نہ ہوگا۔ مامون نے حکم دیا کہ اسے ہزار درہم اس کے
 گھر پہنچا دو۔ اس کے بعد اس نے کہا ایک سوال اور بھی ہے۔ مامون نے پوچھا کیا؟ اس نے کہا آپ نے وہ شے طلب کی ہے جو
 انسان کے ارادے اور عقل میں حائل ہو جاتی ہے لہذا اگر اس حالت میں مجھ سے گستاخی ہو جائے تو جناب والا اسے معاف فرمائیں
 مامون نے کہا ہاں میں اس کا وعدہ کرتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے اس تیسرے سوال سے میرا غصہ جاتا رہا۔

قاضی دمشق کے اشعار:

ابوشیشہ محمد بن علی بن امیہ بن عمرو بیان کرتا ہے۔ ہم دمشق میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش تھے کہ علویہ نے یہ شعر گائے:

اتاك به الشواون عنی كما قالوا

بوئت من الاسلام ان كان الذلی

وَالْكُنْهَم لِمَارَاؤِكَ سَرِيْعَةً
اتى تو اوصوا بالنميمة و اخنا الرا

ترجمہ: ”اگر میری وہ شکایت جو چغل خوروں نے تجھ سے کی ہے۔ حقیقت پر مبنی ہو تو میں اسلام سے بری ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب انہوں نے تجھے میرے پاس ارادنا آتے ہوئے دیکھا تو اور تو ان سے کچھ نہ بن پڑا۔ البتہ میری غلط شکایت کر کے تجھے میری طرف سے بدظن کر دینے کی تدبیر کی۔“

قاضی دمشق کی طلبی و برطرفی:

مامون نے علویہ سے پوچھا یہ کس کے شعر ہیں؟ اس نے کہا قاضی صاحب کے۔ انہوں نے پوچھا کون قاضی؟ اس نے کہا دمشق کے۔ مامون نے ابو اسحق سے کہا اسے فوراً برطرف کر دو۔ ابو اسحق نے کہا میں نے برطرف کر دیا۔ مامون نے کہا اسے ابھی حاضر کیا جائے چنانچہ ایک کوتاہ قامت بڑھا خضاب لگائے ہوئے حاضر کیا گیا مامون نے پوچھا کیا نام ہے؟ اس نے پورا نام اور نسب بتایا مامون نے پوچھا شعر کہتا ہے اس نے کہا جی ہاں! کبھی کہا کرتا تھا۔ مامون نے علویہ سے کہا اسے وہ شعر سناؤ اس نے سنا دیئے۔ مامون نے پوچھا یہ تمہارے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! مگر امیر المومنین اگر اس گزرنے ہوئے تیس سال کے زمانے میں نے زہد اور درست کی نصیحت کے علاوہ کسی اور مضمون میں کوئی اور شعر کہا ہو تو میری بیویاں مطلقہ اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں وقف ہو۔ مگر مامون نے ابو اسحق سے کہا کہ اسے علیحدہ ہی کر دو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کا قاضی بناؤں جو اپنے زندانہ کلام کی ابتدا ہی اسلام کی براءت سے کرتا ہے۔

قاضی دمشق کی معافی:

پھر انہوں نے حکم دیا کہ اسے پلاؤ۔ شراب کا ایک بڑا قدح لایا گیا۔ اس نے اسے کا پختے ہوئے ہاتھ میں لیا اور عرض کیا امیر المومنین میں نے کبھی اسے چکھا نہیں مامون نے کہا شاید تو دوسری قسم کی شراب چاہتا ہے۔ اس نے کہا جناب والا میں نے کبھی شراب کو زبان ہی پر نہیں رکھا ہے۔ مجھے اس کا مزہ یا فرق کیا معلوم۔ مامون نے کہا کیا یہ حرام ہے؟ اس نے کہا بے شک حرام ہے مامون نے کہا تم اس کی وجہ سے بچ گئے۔ اچھا جاؤ اور پھر علویہ سے کہا کہ ان اشعار میں براءت من الاسلام کے بجائے یہ کہو:

حرمت منای منک ان کان ذالذی
اتاک بہ الواشون عنی کما قالوا

ترجمہ: ”میری جو شکایت لوگوں نے تجھ سے کی ہے اگر وہ سچ ہے تو میں اپنی تمنا سے محروم کر دیا جاؤں۔“

مامون کی گلوکار علویہ سے خفگی:

بہی راوی بیان کرتا ہے کہ ہم دمشق میں مامون کے ہمراہ تھے ایک دن وہ جبل اللج کے ارادے سے نکلے۔ اثنائے راہ میں بنی امیہ کے بنائے ہوئے تالابوں میں سے ایک بڑے تالاب پر آئے جس کے اطراف چار سرو کے درخت نصب تھے۔ ایک طرف سے بہتا ہوا پانی ان میں آتا تھا اور دوسری طرف سے خارج ہو جاتا تھا۔ وہ مقام ان کو بہت بھلا معلوم ہوا انہوں نے ناشتہ اور شراب طلب کی اور بنی امیہ کو یاد کر کے ان کی مذمت کی اور منقصت کرنے لگے علویہ نے عود کیا اور اس پر یہ شعر لگایا:

اولئک قومى بعد عز و ثروة
نفسناو افلا اذرف العین اکمدا

ترجمہ: ”یہ میری قوم والے تھے۔ جو عزت و دولت کے بعد فنا ہو گئے ان پر روتے روتے کیوں میں اپنی آنکھیں بے نور کر لوں۔“

شعر سن کر مامون کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے کھانے کو ٹھکرا دیا۔ کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا اے لونڈی کے بچے! کیا اسی وقت تجھ کو اپنے آقاؤں کا تذکرہ کرنا تھا۔ اس نے کہا جناب والا آپ کا آزاد غلام زریاب میرے آقاؤں کے وہاں سو غلاموں کے ساتھ باہر نکلتا ہے اور میں آپ کے ہاں بھوکا مر رہا ہوں مامون بیس دن تک اس سے فخر ہے۔ پھر اس سے خوش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ مہدی کا غلام زریاب شام ہو کر بنی امیہ کے پاس مغرب چلا گیا تھا۔

مامون کی ذہانت:

عمارہ بن عقیل نے بیان کیا کہ میں نے اپنا ایک سو شعر کا قصیدہ جو مامون کی مدح میں لکھا تھا ان کو سنایا۔ جب میں پہلا مصرع پڑھتا تھا تو دوسرا مصرع وہ خود پڑھ دیتے تھے۔ میں نے حیرت سے کہا کہ جناب والا میں نے اپنے اس قصیدے کو اب تک کسی کو نہیں سنایا مامون نے کہا ہاں ایسا ہی ہے پھر خود کہتے تھے کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمر بن ابی ربیعہ نے جب عبد اللہ بن العباس کو اپنا قصیدہ جس کا مصرع اول تشط غدا و ارجبر اتنا ہے سنانا شروع کیا تو اس کا دوسرا مصرع خود انہوں نے ولله اربعد غدا بعد خود پڑھ دیا۔ اسی طرح انہوں نے اس کے تمام قصیدے کے ثانی مصرع خود ہی سنا دیے تو میں انہیں کا تو بیٹا ہوں۔

مامون کے اشعار:

ابومروان کا زربن ہارون نے بیان کیا کہ مامون نے یہ شعر کہے:

بعثتك مهتسا و افقرت بنظرة
و اغفلتني حتى اساءت بك الظنا

ترجمہ: ”میں نے تجھے دریافت حال کے لیے بھیجا تھا اس وجہ سے تجھے دیدار محبوب نصیب ہو گیا تو نے مجھ سے غفلت برتی اور وجہ سے مجھے تیری طرف سے سوءظن پیدا ہو گیا۔“

فنا حيت من اهوى و كنت مباحدا
فياليت شعري عن و نوك ما اغنى

ترجمہ: تو نے میری محبوبہ سے سرگوشی کی جب کہ میں بہت دور تھا۔ کاش میں جان لیتا کہ اس قرب سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

ارى اثراً منسه بتعينك بيننا
لقد اخزت عيناك من عينه حسنا

ترجمہ: میں تیری آنکھوں میں اس کا اثر نمایاں دیکھ رہا ہوں۔ کیونکہ اس کی آنکھ کے حسن کو تیری آنکھوں نے لے لیا ہے۔

ابومروان کہتا ہے کہ مامون نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں عباس بن اخف کے اشعار سے لیا سب سے پہلے اس نے مضمون باندھا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

ان تشق عينسى بها فقد سعدت
عين و رسولى بها فخذت بالخير

ترجمہ: ”اگر میری آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا، مگر میرے پیامبر کی آنکھیں تو اس کے دیدار سے نصیبور ہوئیں اور مجھے اس کی خبر تو مل گئی۔“

و كلما جاني الرسول لها
رددت عمدا فى طرفه نظرى

ترجمہ: جب کبھی اس کا پیامبر میرے پاس آیا ہے۔ میں نے عمداً کئی کئی مرتبہ غور سے اس کی آنکھیں دیکھی ہیں۔

يظهرنى وجهه محاسنها
قد اثرت فيه احسن الاثر

ترجمہ: اس کا چہرہ مجھے دکھاتا ہے۔ اس نے مجھے احسن اثر دکھایا۔

پتھر چھتا: اس کے چہرے پر حسن محبوبہ کا اثر پوری طرح آشکار تھا۔

خدا مقلنی یا رسولی عاریة ناسظر بہا و احتکم علی بصری

پتھر چھتا: اے قاصد تو میری آنکھیں عاریۃ لے جا اور اس سے میری محبوبہ کو دیکھ اور خود مجھے اندھا کرتا جا۔

ابو العتہیہ کے اشعار:

ابو العتہیہ نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھے بلایا۔ میں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ متفکر بیٹھے ہیں اس حال میں قریب جانا میں نے مناسب نہ سمجھا دور ہی ٹھہر گیا۔ پھر انہوں نے سر اٹھایا مجھے دیکھا اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں قریب گیا مگر اب بھی وہ بہت دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا اے ابو اسحق نفس کی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک حالت سے مطمئن نہیں ہوتا وہ ہمیشہ تبدیلی چاہتا ہے کبھی وہ اسی طرح تنہائی چاہتا ہے۔ جس طرح کہ کبھی وہ محبت احباب چاہتا ہے میں نے کہا امیر المومنین صحیح کہتے ہیں۔ اسی مضمون کا میرا ایک شعر ہے۔ انہوں نے کہا سناؤ۔ میں نے یہ شعر پڑھا:

لا یصلح النفس اذ كانت مقسمة الا الشنقل من حال الی حال

پتھر چھتا: ”جب دل بنا ہوا ہو تو اس کے سوا کہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کیا جائے کوئی بات اسے بھلی نہیں معلوم ہوتی۔“

علی بن جبلة کا قصیدہ:

ابونزار انضری شاعر کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن جبلة نے بیان کیا کہ میں نے حمید بن عبد الحمید سے کہا ہے کہ ابو غانم میں نے امیر المومنین کی مدح میں ایسا قصیدہ کہا ہے کہ روئے زمین پر اس کا جواب نہ ہوگا۔ آپ میرا ان سے ذکر کریں اس نے کہا مجھے سناؤ میں نے سنایا اس نے کہا بے شک تمہارا دعویٰ صحیح ہے اس نے اس مدح کو مامون کی خدمت میں پیش کیا۔

مامون کی علی بن جبلة کو پیشکش:

انہوں نے کہا ابو غانم اس کا جواب خود اسی میں موجود ہے۔ ہم چاہیں تو اسے معافی دے دیں اور یہی اس کا صلہ ہو اور یا ہم ان اشعار کو جو اس نے تمہاری شان میں اور ابودلف کی مدح کی شان میں کہے ہیں۔ ان اشعار کا مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اگر وہ اشعار جو اس نے تمہاری اور ابودلف کی مدح میں کہے ان اشعار سے جو اس نے ہماری تعریف میں کہے ہیں بہتر ہوں تو پھر ہم پٹوائیں۔ اور اس کی قید کی میعاد بڑھا دیں۔ اور اگر ہماری مدح بہتر ہو تو میں اس کے ہر شعر کے عوض میں ایک ہزار درہم دوں اور یا اسے معافی دے دوں میں نے کہا اے میرے آقا بھلا میری اور ابودلف کی کیا حقیقت ہے۔ کہ اس نے ہماری مدح میں ایسے اشعار کہے ہیں جو جناب والا کی مدح سے بہتر ہوں مامون نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو ہمارے سوال کا یہ جواب نہیں ہے تم جاؤ اور اس سے کہو کہ کیا وہ اس مقابلے کے لیے آمادہ ہے۔

علی بن جبلة کا اعتراف:

علی بن جبلة نے اعتراف کیا کہ حمید نے مجھ سے آ کر پوچھا کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا میں معافی کو ترجیح دیتا ہوں مامون کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے کہا وہ اپنے فائدے کو بہتر جانتا ہے حمید کہتا ہے میں نے علی بن جبلة سے دریافت کیا کہ ابودلف اور میری

مدح میں کس بات کی طرف ان کا ذہن منتقل ہوا۔ اس نے کہا میں نے ابودلف کی مدح میں جو یہ شعر کہے:

انما الدنيا ابودلف بین معرہ و محتضرہ

فماذا ولي ابودلف ولست الدنيا على اثره

ترجمہ: ”ابودلف دنیا ہے ہر شخص وہیں جاتا ہے جدھر وہ پھرتا ہے۔ دنیا اس کے ساتھ پھر جاتی ہے۔“

اور میں نے تمہاری مدح میں جو شعر کہے:

لو لا حميد لم يكن حسب بعد و لانسب

بواحد العرب الذي عزت بعزته العرب

ترجمہ: ”اگر حمید نہ ہوتا تو حسب و نسب کچھ نہ ہوتا۔ اے یکتائے عرب تیری عزت سے تمام عرب کی عزت ہے۔“

حمید نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا اے ابوالحسن! امیر المومنین نے بہت عمدہ انتقاد کیا ہے اس نے مجھے دس ہزار درہم دو جانوں کی خلعت اور ایک خادم دیا اور ابودلف کو جب اس صلے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے اس سے دو گنا عطیہ دیا یہ عطا یا ان دونوں نے راز میں دیئے تھے۔ آج تک کسی کو اس کا علم نہ ہوا تھا البتہ اے ابوزرار اب میں نے تم سے یہ واقعہ بیان کر دیا ہے ابوزرار کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ علی بن جبلة نے ابودلف کی مدح میں جو یہ شعر کہا تھا اس کی وجہ سے ان کے دل میں اس کی جانب سے گرہ پڑ گئی۔ وہ شعر یہ ہے:

تحد رماء الجود من صلب آدم فانتبه الرحمان في صلب قاسم

ترجمہ: ”صلب آدم سے جود کا مادہ منتقل ہوتا رہا۔ اور پھر اسے اللہ نے قاسم کی صلب میں ٹھہرا دیا۔“

مامون کی بجو:

دعبل کا بھتیجا، سلیمان بن زرین الخزامی بیان کرتا ہے کہ دعبل نے مامون کی بجو کہی اور مامون کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے کہا اس سے میری مراد نہیں ہے بلکہ اس نے ابوعباد کی بجو کہی ہے۔ جب ابوعباد مامون کے پاس آتا وہ اکثر اسے دیکھ کر ہنستے اور کہا کرتے دعبل نے تیرے لیے جو یہ شعر کہا ہے اس کا مطلب کیا ہے:

و كسانه من دير هزقل مفلت خرد يجر سلاسل الاقياد

ترجمہ: ”جب وہ دیر ہزقل سے بھاگ کر آ رہا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھگوڑا ہے جس کے پاؤں میں قیدیوں کی پیڑیاں پڑی ہیں۔“

جب کبھی ابراہیم بن شکله ان کی خدمت میں جاتا وہ اس سے کہتے کہ دعبل نے تیری بجو کر کے مجھے بہت ذلیل کیا ہے اور وہ اشعار بھی سناتے۔

یزیدی کی مفلوک الحالی:

ایک مرتبہ یزیدی نے اپنی پریشاں حالی، فلاکت اور قرض کے بار کی مامون سے شکایت کی۔ مامون نے کہا مگر آج کل ہمارے پاس اتنا نہیں کہ اگر ہم دیں تو اس سے تمہاری حاجت پوری ہو سکے اس نے کہا مگر امیر المومنین میں نہایت ہی تنگ ہوں قرض خواہوں نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ صبر نہیں کر سکتا انہوں نے کہا اپنے لیے خود ہی کوئی ترتیب سوچو اس نے کہا آپ کے بہت سے ندیم

ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اگر میں نے متاخر کر دیا تو اس سے مجھے حسب مراد مل جائے گا آپ مجھے اجازت دیں میں ان کو کاٹھنے کی کوئی ترکیب کروں۔

یزیدی کی دولت حاصل کرنے کی ترکیب:

مامون نے کہا بتاؤ کیا ترکیب سوچی ہے اس نے کہا جب وہ سب آپ کے ہاں جمع ہو جائیں تو میں حاضر نہ ہوں گا آپ فلاں خدمت گار سے کہہ دیجیے گا۔ کہ وہ میرا رقعہ لے جا کر آپ کو اس وقت دے دے اسے پڑھ کر آپ کہلا بھیجے گا۔ کہ اس وقت میں کسی نہ کسی طرح نہیں مل سکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے جس کو کہو تمہارے پاس بھیج دیا جائے۔

یزیدی کا مامون کو رقعہ:

چنانچہ اس نے یہی ترکیب کی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ آج امیر المومنین کے یہاں صحبت گرم ہے اور سب ندیم جمع ہیں اور سب کے سب شراب سے بدمست ہو چکے ہیں وہ آستانے پر حاضر ہوا اور اس نے اسی خدمت گار کو وہ رقعہ دیا۔ مامون نے اسے پڑھا۔ یہ اشعار تھے:

یا خیر اخوانی و اصحابی هذا الطفیلی لدالباب

”اے میرے بہترین عزیز اور دوست یہ طفیلی بھی دروازے پر حاضر ہے۔“

حبران القوم فی لذة بصیرا الیہا کل اواب

مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب احباب ایسی لذت میں منہمک ہیں کہ بڑے بڑے تو بہ کرنے والے بھی اس کی طرف مائل ہیں۔

فصیرونی و احدا منکم و اخر حوالی بعض اترابی

مجھے بھی اپنوں میں شریک کیجیے یا میرے دوستوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس بھیج دیجیے۔

مامون نے یہ رقعہ پڑھ کر اپنے سب ہم مشربوں کو سنایا اور کہا کہ اس طفیلی کا ہمارے پاس اس حالت میں آنا کسی طرح مناسب نہیں انہوں نے خدمت گار سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ اس وقت تم کو باریاب نہیں کیا جا سکتا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم جسے چاہو اپنی مناموت کے لیے کہہ دو تو اسے بھیج دیا جائے۔

یزیدی کی عبداللہ بن طاہر کے لیے درخواست:

اس نے کہلا کر بھیج دیا کہ میں عبداللہ بن طاہر کے سوا اور کسی دوسرے کو نہیں چاہتا۔ مامون نے عبداللہ سے کہا کہ سنو اس نے تمہیں اختیار کیا ہے جاؤ۔ عبداللہ نے کہا امیر المومنین بھلا میں طفیلی کا شریک بنوں؟ انہوں نے کہا ابو محمد کی دونوں باتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ تمہارا جی چاہے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔ ورنہ اس کا معاوضہ دو۔

یزیدی کی ایک لاکھ درہم کی وصولی:

عبداللہ نے کہا میں دس ہزار درہم دیتا ہوں مامون نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس رقم پر وہ تمہاری صحبت کے ترک پر راضی ہو جائے گا۔ اب وہ دس دس ہزار بڑھاتا رہا اور مامون کہتے رہے کہ وہ اس رقم پر راضی نہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے ایک لاکھ درہم تک کہہ دیئے۔ مامون نے کہا تو یہ رقم اسے فوراً بھیج دی جائے عبداللہ بن طاہر نے اپنے وکیل کے نام وثیقہ لکھ دیا کہ یہ رقم اسے دے دی

جائے اور خود اپنا ایک آدمی اس کے ہمراہ بھیج دیا مامون نے کہلا کر بھیجا کہ اس رقم پر قبضہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے اس کی اس حالت میں مجالست سے بہتر ہے اور مصاحبت سے زیادہ نافع اور مفید ہے۔

حسین بن ضحاک کے اشعار:

صالح بن الرشید کہتا ہے ایک دن میں حسین بن ضحاک کے دو شعر لیے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے درخواست کی کہ میں آپ کو دو شعر سنانا چاہتا ہوں انہوں نے کہا سناؤ۔ میں نے یہ شعر سنائے:

حمدنا اللہ شکرًا اذ حیانا بنصرک یا امیر المومنینا

فانت خلیفة الرحمن حقًا جمعت سماحة و جمعت دینا

ترجمہ: ”اے امیر المومنین! ہم اظہار شکر میں کہ اس نے آپ کی نصرت کی اللہ کی تعریف کرتے ہیں کہ بلاشبہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں جن میں مروت اور تقویٰ دونوں جمع ہیں۔“

مامون نے ان اشعار کو پسند کیا اور کہا کس کے ہیں؟ مہلب نے کہا آپ کے غلام حسین بن ضحاک کے کہنے لگے اس نے بہت خوب کہا ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین اس نے اس سے بھی بہتر کہا ہے۔ پوچھا کیا؟ میں نے یہ شعر سنائے:

ایخل فرد الحسن فردا صفاته علی و قد افر دتہ بھوی فرد

ترجمہ: ”کیا یکساں حسن کو یہ زیبا ہے کہ وہ اپنی سب سے بہتر صفت کا مجھ سے بخل کرے حالانکہ میں نے اپنے عشق سے تمہارا تمام عالم میں صرف اسی کو اختیار کیا ہے۔“

رای اللہ عبداللہ خیر عبادہ فملکک و اللہ اعلم بالعبد

ترجمہ: اللہ نے عبد اللہ (مامون) کو اپنے سب بندوں میں بہتر سمجھا اور اسی وجہ سے ان کو حکومت دی گئی اور بے شک اللہ ہی اپنے بندوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔“

مامون کی شعر نبوی:

عمارہ بن عقیل بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی السلط نے ایک دن کہا کہ تم جانتے ہو مامون شعر نہیں سمجھتے میں نے کہا ان سے بہتر کون نفاذ شعر ہو سکتا ہے تم نے خود دیکھا ہے کہ ادھر ہم نے شعر سنانے شروع کیے اور ہم سے پہلے انہوں نے آخر تک سنا دیئے اس نے کہا ہاں یہ ہے میں نے ایک مرتبہ نہایت ہی عمدہ شعر ان کو سنایا مگر اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا میں نے پوچھا کیا شعر سنا یا تھا۔ اس نے یہ شعر پڑھا:

اضحی امام الھدی المامون مشتغلا بالمدین و الناس بالدنیا مشاعیدا

ترجمہ: ”جب تمام عالم دنیا میں مشغول ہے مامون جو امام ہدایت ہیں دین میں مشغول ہیں۔“

میں نے کہا بخدا! اس میں تم نے کیا کمال کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں اس میں تم نے ان کو ایک بڑھیا بنا دیا ہے جو تیج لیے محراب میں بیٹھی ہے تو اب بتاؤ کہ باوجود اس کے کہ وہ خلیفہ ہیں اس دنیا کے معاملات کون سنبھالے ہوئے ہے۔ وہ تو اس سے غافل ہی ہیں۔ ان کے متعلق تم نے وہی مضمون کیوں نہ کہا جو تمہارے چچا جریر نے عبد العزیز بن ولید کے لیے کہا تھا۔ وہ شعر یہ ہے:

ولا عوض الدنيا عن الدين شاغله

فلا هو في الدنيا مضيق نصيبه

ترجمہ: ”نہ وہ اپنا حصہ دنیا میں ضائع کر رہا ہے اور نہ دنیا کے لوازم نے اسے دین سے غافل کیا ہے۔“

راوی کہتا ہے کہ اس تو جیہہ سے اب اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔

العتابی کی مامون سے ملاقات:

محمد بن ابراہیم الساری کہتا ہے کہ جب العتابی مدینہ السلام میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اسحاق بن ابراہیم الموصلی بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ العتابی ایک جلیل القدر شیخ تھا۔ اس نے ان کے سامنے آ کر سلام کیا۔ مامون نے سلام کا جواب دیا اور اپنے پاس بلا یا اس نے قریب جا کر ان کے ہاتھ چومے اس کے بعد مامون نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ مامون نے اس کا حال دریافت کیا۔ جس کا جواب وہ اپنی تیز و طرار زبان سے دیتا رہا۔ مامون اس کی چرب زبانی سے خوش ہوئے اور اب اس سے مذاق شروع کر دیا۔ جس کو اس نے اپنی خفت پر محمول کیا اور اس نے کہا امیر المؤمنین بے تکلفی سے پہلے اتنا دینا چاہیے کہ لینے والا بس کہہ دے۔ لفظ ”ابساس“ کے معنی پوری طرح مامون نہ سمجھے سکے۔ انہوں نے اسحاق بن ابراہیم کو دیکھا مگر پھر خود ہی سمجھ گئے اور غلام سے کہا کہ ایک ہزار دینار لاؤ یہ رقم آئی اور العتابی کے سامنے ڈال دی گئی۔

العتابی اور ابن الموصلی کی گفتگو:

اس کے بعد وہ مختلف مباحث اور حدیث کے متعلق سوال و جواب کرنے لگے اور ساتھ ہی اسحاق سے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ ذرا اس کی خبر لینا۔ چنانچہ جس مسئلہ پر العتابی گفتگو کرتا۔ اسحاق اس کے جواب میں اس سے کہیں زیادہ اس باب میں اپنی معلومات بیان کر دیتا جس سے وہ دنگ رہ گیا اس نے مامون سے کہا کہ جناب والا مجھے اجازت دیں کہ میں اس بزرگ سے ان کا نام پوچھوں۔ انہوں نے کہا پوچھ لو۔ العتابی نے اسحاق سے پوچھا اے شیخ جناب کا اسم گرامی کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں انسان ہوں اور میرا نام ”کل بصل“ ہے۔ العتابی نے کہا کہ نسبت کو تو سب جانتے ہیں کہ آپ انسان ہیں مگر یہ نام آج ہی سننے میں آیا ہے کل بصل تو کوئی نام نہیں اسحاق نے کہا۔ آپ نے یہ ٹھیک بات نہیں کہی۔ آپ کا اعتراض مناسب نہیں ”کل ٹوم“ کیا نام ہے پیاز تو بہر حال لہسن سے اچھی ہے۔

العتابی کا ابن الموصلی کی فضیلت کا اعتراف:

اس جواب پر العتابی نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ امیر المؤمنین مجھے ایسا قابل آدمی آج تک اور کوئی نظر نہیں آیا۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو صلہ آپ نے مجھے دیا ہے وہ ان کے نذر کردوں کیونکہ انصاف یہ ہے کہ مجھ پر وہ نوبت لے گئے ہیں مامون نے کہا یہ صلہ تو آپ نے مجھے دیا ہے۔ ہم اسی قدر دان کو دلائے دیتے ہیں اب اسحاق نے العتابی سے کہا کہ جب آپ نے میری فضیلت کا اعتراف کر لیا ہے تو اب غور کیجیے کہ میں کون ہو سکتا ہوں اس نے کہا ہوں نہ ہوں آپ وہی فاضل اجل ہیں۔ جن کی شہرت عراق سے ہم کو پہنچتی رہی ہے اور جو ابن الموصلی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نے کہا آپ کا قیاس بالکل درست ہے۔ میں وہی ہوں۔ العتابی نے اب اس سے ملاقات کے لیے سلام کیا اور دعا دی۔ چونکہ سلسلہ کلام کو بہت دیر ہو چکی تھی اس وجہ سے مامون نے کہا کہ جب آپ دونوں میں صلح اور دوستی ہو گئی ہے تو اب آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے دربار سے اٹھ آئے اور العتابی اسحاق کے گھر آ گیا اور اسی کے ہاں مقیم رہا۔

عمارہ بن عقیل کے اشعار پر مامون کی تنقید:

عمارہ بن عقیل کہتا ہے کہ ایک دن جب کہ مامون کے ہاں میں شراب پی رہا تھا انہوں نے مجھ سے کہا اے بدوی تو کس قدر خبیث ہے۔ میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسا گمان میرے لیے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا تم نے ان اشعار میں یہ کیا کہا ہے؟

فقلت مفدة لما ان رات ارقی واثم بعنادنی من طیفہ لمم

ترجمہ: ”میری جان نثار مجھ کو بہ نے جب دیکھا کہ میں بیدار ہوں اور غم کا میرے اوپر بوجھ ہے اس نے کہا۔

نہبت مالک فی الادین اصوة و فی الا بسعد حنی خفک العدم

ترجمہ: تم نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دور کے تعلق والوں میں اپنا مقام مال لٹا دیا اور اس کی وجہ سے بالکل تہی دست ہو گئے۔

فاطلب الیہم تری ما کنت من حسن نسدی الیہم فقد باتنا لہم صرم

ترجمہ: جو دولت تم ان کو لے جا کر دیا کرتے تھے اب وہ ان سے ذرا طلب کرو۔ کیونکہ اب تو خود تم ان کے لیے اپنی تنگ دستی اور کثرت عیال کی وجہ سے بارہو گئے ہو۔

فقلت عدلک قد اکثر لائہتی ولم یمت حاتم ہزلا ولا ہزم

ترجمہ: میں نے اس سے کہا بہت ملامت کر چکی۔ اب بس کر۔ حاتم اور ہرم یوں ہی مذاق میں نہیں مر گئے۔

مامون نے مجھ سے کہا تم نے اپنے کو ہرم بن سنان سردار عرب اور حاتم الطائی سے مشابہت دی ہے کہاں وہ اور کہاں تم انہوں نے یہ کیا اور یہ کیا۔ مامون نے اس کے فضائل کی مجھ پر بھر مار کر دی ہے۔ میں نے عرض کیا، امیر المومنین! میں ان دونوں سے بہتر ہوں۔ میں مسلمان ہوں وہ کافر تھے اور میں بھی عرب ہوں۔

مامون کی محمد بن الجہم سے فرمائش:

مامون نے محمد بن الجہم سے کہا مجھے تم تین شعر مدح، بجا اور مرثیہ میں سناؤ۔ میں ہر شعر کے عوض میں ایک پرگنہ تم کو دوں گا۔

اس نے مدح میں یہ شعر پڑھا:

یحود بالنفس اذضن الحواد بہا والحدود بالنفس اقصى غایة الحبود

ترجمہ: ”میرا مدوح اس وقت اپنی جان دے ڈالتا ہے جس بڑے بڑے نخی اس کے دینے میں بخل کرتے ہیں اور جان کا دے دینا سخاوت کی انتہائی حد ہے۔“

بجو میں اس نے یہ شعر سنایا:

قبحت مناظرہم فحین خیرتہم حسنت مناظرہم لقبیح المخیر

ترجمہ: ”ان کے چہرے بہت برے ہیں مگر صرف جب تو ان کو غور سے دیکھے۔ تو باوجود قباحت وہ خوش نما ہوجاتے ہیں۔“

مرثیہ میں یہ شعر سنایا:

ارادوا النحفواقین عن عدوہ قطیب تراب القودل علی القبر

ترجمہ: ”انہوں نے چاہا تھا کہ اس کی قبر اس کے دشمن کو نہ معلوم ہو سکے مگر قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے ہی دیا۔“

علویہ سے مامون کی خفگی:

علویہ کہتا ہے کہ ایک موقع پر ایسا گذرا کہ اگر مامون رحم نہ کرتے تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا ایک مرتبہ انہوں نے مجھے طلب کیا اور جب وہ نیند سے سرشار و ہدمست ہو گیا تو مجھ سے گانے کی فرمائش کی۔ قبل اس کے کہ میں شروع کرتا مخارق نے جریر کے بعض شعرا بن مرتج کی لے میں گانے شروع کر دیئے۔ اب میری باری آئی۔ وہ رومی سرحد جانے کے ارادے سے دمشق جانے کی تیاری کر چکے تھے۔ اس وقت مجھ سے یہی شعر گانے بن پڑا:

الحین ساق الی دمشق منا کانت دمشق لا ہلہا بلدا

ترجمہ: ”اب وہ دمشق روانہ ہوا ہے حالانکہ دمشق کبھی اپنوں کے لیے سزاوار نہیں ہوا۔“

شعر سن کر پیالہ زمین پر دے مارا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو۔ یہ کیا سنایا۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ تین ہزار درہم مخارق کو لا کر دے دے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دربار سے اٹھا دیا گیا۔ اس وقت ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ اور وہ معصم سے کہہ رہے تھے کہ بخدا! یہ میرا آخری سفر ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب دوبارہ کبھی میں عراق کو دیکھوں گا۔ اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ اس سفر سے ان کو عراق آنا نصیب ہی نہ ہو سکا اور انتقال ہو گیا۔



باب ۱۳

خلیفہ معتمد

بیعتِ خلافت:

اس سال جب کہ ماہِ رجب ۲۱۸ھ کے ختم ہونے میں بارہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ جمعرات کے دن ابوالفتح محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن عبداللہ المنصور کی بحیثیت خلیفہ بیعت لی گئی۔ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس بارے میں عباس بن المامون ان سے منازعہ کرے گا۔ مگر اس کی نوبت نہ آئی۔ فوج نے تو پہلے ان کی خلافت کے خلاف شور و غوغا برپا کر دیا تھا۔ اور مطالبہ کیا تھا کہ عباس کو خلیفہ بنایا جائے۔

عباس بن مامون کی اطاعت:

مگر ابوالعباس نے عباس کو بلایا۔ وہ حاضر ہوا اور اس نے ان کی بیعت کی۔ پھر فوج سے آکر کہا تمہاری اس جھوٹی محبت سے کیا ہوتا ہے میں نے اپنی خوشی سے اپنی چچا کی بیعت کر کے خلافت کو ان کے سپرد کر دیا ہے اس بات سے تمام فوج مطمئن ہو گئی۔

طوانہ کے قلعہ کا انہدام:

مامون نے طوانہ کی جس قلعہ بندی کا حکم دیا تھا۔ معتمد نے اس حال میں اس کے گرانے کا حکم دے دیا اس کی وجہ سے وہاں جس قدر اسلحہ اور دوسرا ساز و سامان جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو بار کر کے لایا جاسکے وہ لے آیا گیا۔ اور باقی کو جلا دیا گیا اور جن لوگوں کو مامون نے وہاں بسایا تھا ان کو اپنے وطن جانے کی اجازت دے دی گئی۔

اس سال معتمد بغداد آئے عباس بن المامون بھی ہمراہ تھا وہ سنہ ۲۱۸ھ کے دن بغداد پہنچے اور اسی دن انہوں نے رمضان کا چاند یہاں آکر دیکھا۔

بابک خرمی کے پیروؤں کی بغاوت:

اس سال اصہبان، ہمدان، ماسیزان اور مہر جانقذق کے ہزار ہا پہاڑی باشندے بابک خرمی کے مذہب میں داخل ہو گئے۔ اور سب نے مجتمع ہو کر ہمدان کے علاقہ کے علم بغاوت بلند کیا۔ معتمد نے ان کے مقابلے کے لیے بہت سی فوجیں بھیجیں۔ آخری فوج نے انہوں نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے امارت میں اس سال کے ماہ شوال میں روانہ کی تھی اور اسحاق بن ابراہیم کو تمام جبال کے علاقہ کا امیر بھی مقرر کیا تھا۔ اسحاق ماہ ذی قعدہ میں اس جماعت کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ اور آٹھویں ذی الحجہ کو اس کا مرسلہ بشارت فتح کا خط بغداد میں پڑھا گیا۔ صرف ہمدان کے علاقے میں اس نے ساٹھ ہزار قتل کر دیا تھا باقی رومی علاقہ میں بھاگ گئے۔

امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ اہل مکہ نے جمعہ کے دن اور اہل بغداد نے سنہ ۲۱۸ھ کے دن قربانی کی۔

۲۱۹ھ کے واقعات

محمد بن قاسم کا ظہور:

اس سال محمد بن القاسم بن عمرو بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد رضی اللہ عنہم میں سے خلیفہ کے اختیار کی دعوت دی ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ ہو گئی۔ طالقان اور اس کے پہاڑوں میں اس کی عبد اللہ بن طاہر کے امراء سے کئی لڑائیاں ہوئیں آخر میں اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ خراسان کے کسی مقام کو جہاں کے باشندوں نے اس سے مراسلات کے ذریعہ سازش کر لی تھی بھاگ کر جا رہا تھا جب شہر نسا پہنچا تو اس کے ہمراہی کا باپ وہاں رہتا وہ شخص اپنے والد سے ملنے اور اس کے سلام کے لیے اس کے پاس گیا اس کے والد نے لڑائی کی خبر پوچھی۔ اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اب ہم فلاں مقام کو جا رہے ہیں۔

محمد بن قاسم کی گرفتاری:

اس شخص نے عامل نسا سے جا کر محمد بن قاسم کو خبر دی عامل نے اسے دس ہزار درہم دیئے کہ تو مجھے اس کا پتہ بتا دے اس نے نسا دیا عامل نے وہاں آ کر محمد بن القاسم کو گرفتار کر کے اس کی ضمانت لی اور اسے عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اسے معتمد کے پاس بھیج دیا یہ بدھ کے دن سے ربيع الآخر کو معتمد کی خدمت میں پیش کر دیا گیا انہوں نے اسے سرور الکبیر رشید کے خدمت گار کے پاس سامرا میں قید کر دیا۔ جس جگہ قید کیا گیا تھا۔ وہ نہایت ہی تنگ تھی جس کی وسعت شاید تین گز لانی اور دو گز چوڑی تھی۔ تین دن وہ اسی کوٹھری میں قید رہا اس کے بعد اسے اس سے بیڑ حجرے میں منتقل کر دیا گیا اور کھانا بھی جاری کر دیا گیا نیز پہرہ بٹھا دیا گیا۔

محمد بن قاسم کا فرار:

شب فطر میں جب کہ تمام لوگ عید کی تہنیت عید میں مشغول تھے۔ وہ کسی ترکیب سے قید سے نکل بھاگا۔ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت وہ روشن دان کی رسی کے ذریعہ روشن دان تک چڑھ کر اس سے نکل گیا۔ جب لوگ اس کے لیے صبح کا کھانا لے کر وہاں پہنچے تو وہ مفقود تھا اگرچہ اس کی نشاندہی کے لیے ایک لاکھ درہم انعام کا عام اعلان کر دیا گیا اور اس کے لیے منادی کرنے والے نے منادی کر دی۔ مگر اس کا قطعی پتہ نہ چلا۔

خرمیوں کا قتل:

اس سال ۱۱/ جمادی الاولیٰ اتوار کے دن اسحاق بن ابراہیم علاقہ جبال سے خرمی اور دوسرے امان حاصل کردہ قیدیوں کے ساتھ بغداد آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر اسحاق بن ابراہیم نے خرمیوں کی اس تمام لڑائیوں میں ان کے تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل کیے تھے۔

زطگروہوں کی سرکوبی:

اس سال جمادی الآخر میں معتمد نے عجیف بن غنہ کو ان زطگروہوں سے لڑنے بھیجا۔ جنہوں نے بصرہ کے راستے میں سر اٹھا رکھا تھا راستہ مسدود کر رکھا تھا مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور سکڑ اور اس سے ملے ہوئے بصرہ کے علاقہ کے کھلیانوں سے غلہ اٹھالے

جاتے تھے۔ ان کے خوف سے لوگوں نے دراستہ چلنا ترک کر دیا تھا۔ اپنے آپ کو روزانہ کی خبروں سے باخبر رکھنے کے لیے معتمد نے ڈاک کی چوکیوں پر سوار متعین کر دیئے تھے جو روزانہ کی خبریں داماد پہنچا دیتے تھے جو خبر عجیب کے ہاں سے نکلتی وہ اس دن معتمد کو مل جاتی۔ معتمد کی جانب سے محمد بن منصور ابراہیم بن البختری کا کاتب عجیب کا بخش ہے واسطاً آ کر عجیب نے اس کے نیچے صافیہ نام ایک گاؤں میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اور خود وہاں سے چل کر بروود نام دجلہ کی ایک نہر پر آ گیا۔ اور اسے مسدود کرنے تک وہاں مقیم رہا۔

زط کی ناکہ بندی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عجیب نے واسط کے نیچے بخید نام ایک موضع میں اپنا پڑاؤ قائم کیا اور یہاں سے اس نے بارون بن نعیم بن الوضاح خراسانی سپہ سالار کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ صافیہ نام موضع کو روانہ کیا اور خود وہ پانچ ہزار کے ساتھ بروود آیا۔ اور اس کے بند کرنے تک وہاں ٹھہرا رہا۔ اس کے علاوہ اس نے دوسری اور نہریں بھی جو دجلہ سے نکلتی ہیں یا اس میں ملتی تھیں بند کر دیں۔ اس طرح اس نے زط کو ہر طرف سے محاصرہ میں لے لیا۔

زط سردار محمد بن عثمان سے عجیب کی جنگ:

جن نہروں کو اس نے مسدود کیا تھا ان میں ایک نہر عروس نام تھی۔ اس ناکہ بندی کے بعد اب اس نے ان پر حملہ کر کے پانچ سو کو گرفتار اور معمر کہ جنگ میں تین سو کو ہلاک کر دیا۔ قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سر معتمد کے آستانے بھیج دیئے۔ اس کے بعد عجیب پندرہ دن تک زط کے مقابلہ پر جم کر لڑتا رہا۔ اور اس میں اس نے ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ اور قید کر دیا اس قوم کا سردار محمد بن عثمان نام ایک شخص تھا۔ اور اس کا مددگار اور سپہ سالار سملق تھا۔ عجیب نو ماہ تک ان سے لڑتا رہا۔

امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۰ھ کے واقعات

اس سال عجیب نے زط پر پورا غلبہ پالیا۔ اس نے ان کو اس قدر عاجز کر دیا کہ وہ امان مانگنے پر مجبور ہو گئے۔ عجیب نے ان کو امان دی۔ وہ ذی الحجہ ۲۱۹ھ میں اپنے جان و مال کی امان لے کر اس کے پاس چلے آئے اور وہ ان کو ۲۲۰ھ میں بغداد لے کر آیا۔ ان کی کل تعداد ۳ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ جو مرد تھے عجیب نے ان کو شمار کیا تو مرد عورت اور بچے سب ملا کر ۲۷ ہزار تھے۔

عجیب کی مراجعت بغداد:

یہ ان کو کشتیوں میں سوار کر کے بغداد روانہ ہوا۔ زعفرانیہ آ کر اس نے اپنے ہر سپاہی کو حسن کارگزاری کے صلہ میں دو دو دینار انعام دیا ایک دن وہاں ٹھہرا پھر جنگی ترکیب کے ساتھ ان کو بیڑوں میں سوار کر کے یوم عاشورا ۲۲۰ھ کو بغداد آیا۔ ان کے ساتھ بگل بھی تھے۔ معتمد اس وقت اپنی کشتی الزو میں سوار شامیہ میں تھے۔ زط بگل بجاتے ہوئے ان کے پاس گذرے۔ ان کے اگلے قفص

اور آخری شامیہ کے مقابل تھے۔

زط کی تباہی:

تین دن تک وہ اپنی کشتیوں میں سوار رہے پھر ان کو بغداد کی جانب شرقی کوسبور کر کے لایا گیا۔ اور وہ بشر بن السمیدع کے حوالے کر دیئے گئے۔ وہ ان کو خالقین لایا اور یہاں سے ان کو سرحد کی طرف عین زربہ منتقل کیا گیا۔ اور رومیوں نے ان پر غارت کر کے ان کو بالکل برباد کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔

اس سال معتمد نے افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا والی مقرر کر کے با بک کے مقابلہ پر روانہ کیا ۲/ جمادی الآخر کو افشین

اس مہم پر بغداد سے روانہ ہوا۔ اس نے بغداد کی عید گاہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ پھر وہاں سے برزند آیا۔

اس نے ۲۰۱ھ میں خروج کیا تھا۔ بذاس کا مستقر تھا۔ سلطنت کی بہت سی فوجوں کو اس نے شکست دی تھی۔ اور فوجی سرداروں

کو قتل کر چکا تھا۔ جب معتمد سر برارائے سلطنت ہوئے انہوں نے ابوسعید محمد بن یوسف کو اردبیل بھیجا اور حکم دیا کہ زنجان اور اردبیل

کے درمیان جن قلعوں کو با بک نے منہدم کر دیا ہے یہ ان کو بنائے اور ان قلعوں میں اردبیل سامان معیشت لے جانے والے تاجروں

کی حفاظت کے لیے جنگی چوکیاں قائم کرے۔ ابوسعید اپنے کام پر چلا گیا اور اس نے ان قلعوں کو پھر بنایا جن کو با بک نے خراب کر دیا

تھا اپنی غارت گری کے سلسلہ میں با بک نے اسی اثنا میں غارت گری کے لیے ایک دستہ فوج معاویہ نام ایک شخص کی سرکردگی میں کسی

مقام کو بھیجا تھا۔ جب یہ جماعت غارت گری کر کے پلٹ رہی تھی اس کی خبر ابوسعید محمد بن یوسف کو ہوئی اس نے ایک جماعت تیار کر

کے ان کے راستہ پر ان کو جالیا۔ اور لڑ پڑا۔ اس جھڑپ میں اس نے ان کے کچھ آدمی قتل اور کچھ قید کر لیے۔ نیز لوٹ کا وہ مال جو وہ

ملیے جا رہے تھے اس پر اس نے قبضہ کر لیا یہ پہلی ہزیمت تھی جو با بک کی جماعت کو ہوئی۔ ابوسعید نے مقتولین کے سر اور قیدی معتمد

باللہ کی خدمت میں بھیج دے۔

محمد بن البعیت کی خرمیوں کی مہمان نوازی:

اس کے بعد دوسری ہزیمت ان کو محمد بن البعیت نے دی۔ یہ شخص ایک نہایت مستحکم قلعہ شاہی نام میں مقیم تھا اس قلعہ کو اس نے

وجنا بن الرواد سے چھینا تھا۔ تقریباً دو فرسخ اس کا عرض تھا۔ یہ آذربائیجان کے علاقہ میں واقع تھا اس کے قبضے میں اس علاقہ میں ایک

اور قلعہ تبریز بھی تھا مگر یہ قلعہ شاہی دونوں میں زیادہ مستحکم اور ناقابل تخریب تھا۔ ابن البعیت سے با بک کی مصالحت تھی۔ جب وہ اپنی

مہمیں بھیجتا تو وہ فوجیں اس کے پاس آ کر اترتیں۔ مہمان کی مہمان داری کرتا۔ وہ ان کو انعام و صلہ دیتا اسی طرح با بک کی فوجیں

اس سے مانوس ہو گئی تھیں اور ان کی یہ عادت ہو گئی تھی کہ جب وہ کسی مہم پر جاتیں اس کے ہاں ضرور مہمان ہوتیں۔

عصمہ کی گرفتاری:

ایک مرتبہ با بک نے اپنے امراء میں سے عصمہ نام ایک امیر کی قیادت میں ایک روانہ کی وہ ابن البعیت کے ہاں اتر ا۔ اس

نے حسب عادت بھیڑیں ان کے پاس بھیجیں اور ان کو اپنا مہمان بنایا۔ اور خوب خاطر تواضع کی۔ اور عصمہ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ

اپنے خاص مصاحب اور عمائد کے ساتھ قلعہ میں مجھ سے ملنے آئیں۔ یہ اس کے پاس آیا۔ ابن البعیت نے ان کو کھانا کھلایا اور اتنی

شراب پلائی کہ وہ بدست ہو گئے۔ اب اس نے اچانک حملہ کر کے عصمہ کو پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

عصمہ کے ساتھیوں کا قتل:

اس نے عصمہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک ایک شخص کا نام بتائے چنانچہ جب وہ اس شخص کا نام لیتا تو وہ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر وہ نام لے کر اس کی گردن ماردیتا۔ یہ سماں دیکھ کر اس کی فوج جو قلعہ کے باہر خیمہ زان تھی بھاگ گئی ابن البعیت نے عصمہ کو معتمد کے پاس بھیج دیا۔ یہ بعیت، ابو محمد بن الرواد کے لیثروں میں کا ایک لھیرا تھا۔ معتمد نے عصمہ سے بابک کے علاقوں کو دریافت کیا اس نے ان کو وہاں کے سب راستے اور لڑائی کے ڈھنگ بتائے یہ وثائق کے عہد تک قید رہا۔

افشین کا برزند میں قیام:

برزند آ کر افشین نے پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے ان قلعوں کو جو برزند اور اردبیل کے درمیان تھے۔ درست کر لیا۔ اس نے محمد بن یوسف کو خوش نام ایک مقام میں متعین کیا اس نے وہاں خندق بنائی، افشین نے ہشتم الغنوی اہل جزیرہ کے سپہ سالار کو ارشاق نام ایک باٹ میں متعین کیا اس نے اس کے قلعہ کی مرمت کی اور اس کے گرد خندق بنائی۔

افشین کا قلعوں کے لیے حسن انتظام:

نیز افشین نے علویہ الاعور ابناء کے ایک امیر کو اردبیل کے متصل ایک قلعہ میں جس کا نام حسن النہر تھا۔ متعین کر دیا۔ جو مسافر اور قافلے اردبیل سے روانہ ہوتے ان کے ساتھ بدرقہ ہوتا۔ جوان کو حصن النہر تک پہنچا دیتا۔ اس کے بعد پھر حصن النہر کا افسران کی اپنی حفاظت میں لے کر چلتا۔ اور وہ انہیں ہشتم الغنوی کے سپرد کر دیتا۔ اسی طرح دوسری طرف سے ہشتم اپنی سمت کے لوگوں کو لاکر حصن النہر کے حوالے کر دیتا اور اردبیل سے آنے والوں کا خود بدرقہ بنتا۔ اسی طرح وہ اور حصن النہر کا افسر آدھے راستے پر مل جانے اور حصن النہر والا اپنے قافلوں کو ہشتم کے سپرد کر دیتا۔ اور ہشتم اپنے اس کے سپرد کر دیتا۔ اور پھر دونوں اپنی اپنی سمت چلے آتے۔ اگر ان میں سے کبھی ایک اس مقام معبود پر دوسرے سے پہلے پہنچ جاتا تو وہ تا وقتیکہ دوسرا وہاں نہ آ جائے اس مقام سے تجاوز نہ کرتا اور یہاں وہ دونوں اپنے اپنے قافلوں کو دوسرے کے سپرد کر کے ایک اردبیل واپس آ جاتا اور ہشتم اپنے قافلہ کو افشین کے پڑاؤ کی طرف لے کر چلتا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ وہ اپنے قافلہ کو ابو سعید کے حوالے کرتا اس کے مقابلہ پر ابو سعید اپنے مستقر سے چل کر نصف راستے پر آ کر ٹھہرتا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہوتے ان کو یہاں ہشتم کے حوالے کرتا۔ اور ہشتم اپنے قافلہ کو ابو سعید کے سپرد کر دیتا۔ ابو سعید اپنے قافلہ والوں کے ساتھ خوش آتا۔ اور ہشتم اپنے لوگوں کو لے کر ارشاق پلٹ جاتا۔ دوسرے دن وہ ان کو علویہ الاعور اور اس کے سپاہیوں کے حوالے کر دیتا۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو وہاں پہنچا دیں۔ جہاں جہاں ان کو جانا ہے ابو سعید اپنے قافلے کو لے کر خوش ہوتا ہوا افشین کے پڑاؤ کو آ جاتا اثنائے راہ ہی میں اسے افشین کا رسالہ مل جاتا اور وہ اس قافلہ کو اپنی تحویل میں لے کر افشین کے پڑاؤ آ جاتا۔ یہ طریقہ بہت روز تک جاری رہا۔

بابک کے جاسوسوں سے ابو سعید کی پیشکش:

جب کبھی دشمن کے جاسوس ابو سعید کے پاس یا دوسری کسی جنگی چوکی میں آ جاتے وہ سب ان کو افشین کے پاس بھیج دیتے۔ افشین نہ ان کو قتل کرتا اور نہ پٹواتا۔ بلکہ ان کو انعام و اکرام دیتا اور پوچھ لیتا کہ بابک ان کے خدمات کا صلہ کیا دیتا ہے۔ جس قدر وہ بتاتے یہ اس سے دوگنا رقم ان کو دیتا۔ اور کہتا کہ تم ہمارے جاسوس بن جاؤ۔

معمر کہ ارتق:

اس سال ارتق میں بابک اور افشین میں ایک لڑائی ہوئی۔ جن میں مؤخر الذکر نے بابک کے بہت سے آدمی جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے۔ قتل کر ڈالے۔ اور وہاں سے بابک بھاگ کر موقان چلا گیا اور پھر اس مقام کو بھی چھوڑ کر بدنام اپنے اصلی مقام کو چلا گیا۔

بابک کا بغاء الکبیر پر حملہ کرنے کا منصوبہ:

اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ معتمد نے بغاء الکبیر کے ساتھ بہت بڑی رقم اپنی فوج کی معاش اور اخراجات جنگ کے لیے افشین کے پاس روانہ کی۔ بغاء اس رقم کو لے کر اردنیل آیا۔ بابک اور اس کے آدمیوں کو بغاء کی خبر مل گئی انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ قبل اس کے بغاء افشین کے پاس پہنچے ہم اسے راستے ہی میں آلیں۔ صالح جاسوس نے افشین سے آ کر بیان کیا کہ بغاء روپیلا رہا ہے۔ اور بابک نے تہیہ کیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ آپ کے پاس پہنچے راستے ہی میں اسے آ لے۔ بیان کیا گیا ہے کہ صالح نے ابوسعید سے آ کر یہ خبر بیان کی تھی۔ اور اس نے اسے افشین کے پاس بھیج دیا۔

بغاء الکبیر کو اردنیل میں قیام کا حکم:

اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بابک نے کئی مقامات پر کمین متعین کر دی۔ افشین نے ابوسعید کو لکھا کہ اس اطلاع کی صحت کی تحقیق کر لو۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ بھیجیں بدل کر دریافت حقیقت کے لیے نکلا۔ اس نے صالح کے نشاندہ مقامات میں آگ اورالاؤ دیکھے۔ افشین نے بغاء کو لکھا کہ میرے آئندہ ایمانیک تم اردنیل ہی میں قیام کرو۔ ابوسعید نے افشین کو لکھ بھیجا۔ کہ صالح کی اطلاع درست ہے۔ اس نے صالح سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور اس وقت بھی اسے انعام دیا۔

افشین کو بغاء الکبیر کی ہدایت:

اب افشین نے بغاء الکبیر کو لکھا کہ تم یہ ظاہر کرو۔ کہ تم گویا سفر کی تیاری کر رہے ہو۔ اس روپیہ کو اونٹوں کو بار کرو اور ان کی ایک قطار بنا لو اور پھر اردنیل سے روانہ ہو۔ یہ ظاہر کرو کہ گویا تم برزند جا رہے ہو۔ اور جب تم نہروالی جنگی چوکی تک پہنچ جاؤ یا دوفرخ تک کا مائل راستہ طے کر لو اونٹوں کی قطار کو وہیں روک لو۔ البتہ وہ لوگ جو اس روپیہ کے ساتھ ہوں برزند چلے جائیں۔ جب قافلہ چلا جائے تو تم اس روپیہ کو لے کر اردنیل پلٹ آؤ۔

بغاء الکبیر کی روانگی کی بابک کو اطلاع:

بغاء نے حسب عمل کیا۔ جب اس کا قافلہ اردنیل سے چل کر نہر پر ٹھہرا۔ تو بابک کے جاسوسوں نے چونکہ خود مال کو بار ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس سے جا کر اس کی اطلاع کی اور کہا کہ وہ نہر تک پہنچ چکا ہے۔

بغاء الکبیر کی مراجعت اردنیل:

بغاء مال لے کر اردنیل واپس آ گیا دوسری طرف سے افشین اس قرارداد کے مطابق جو اس نے بغاء سے کی تھی معینہ دن میں عصر کے وقت برزند سے روانہ ہو کر غروب آفتاب کے ساتھ حش آ گیا۔ اور اس نے ابوسعید کی خندق کے باہر پڑاؤ کیا۔ صبح ہوتے ہی وہ خفیہ طور پر چل کھڑا ہوا۔ نہ اس نے طبل بجایا نہ کوئی نشان بلند کیا بلکہ اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا تھا کہ جنگی نشانات بندھے رہیں۔ اور

سب لوگ بالکل خاموش رہیں۔ اس نے اپنی رفتار بہت تیز رکھی۔ وہ قافلہ جو اس روز نہر سے یشم الغنوی کی طرف چلا تھا۔ اپنے مقام سے روانہ ہو چکا تھا۔ افسین خنث سے سے یشم کی طرف اس لیے چلا کہ یہ اسے راستے میں جا ملے۔ یشم کو افسین کی آمد کی اطلاع نہ تھی۔ یہ حسب دستور اپنے قافلہ کو لے کر نہر کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

بابک کا قلعہ حصن النہر پر حملہ:

اب بابک اپنے رسالے پیدل اور فوجوں کو آراستہ کر کے نہر کے راستہ پر آ گیا۔ اسے یقین تھا کہ روپیہ ضرور میرے ہاتھ لگ جائے گا۔ حصن النہر کا قلعہ دار اپنے قافلہ کو لے کر یشم کی طرف چلا۔ اس پر بابک کے سواروں نے کمین گا ہوں سے نکل کر اس امید میں کہ وہ روپیہ ضرور اس کے پاس ہے حملہ کر دیا۔ نہر کا قلعہ دار ان سے لڑ پڑا۔ مگر انہوں نے اس کی مصیبت اور تمام مسافروں کو قتل کر دیا۔ ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا۔ مگر ان کو معلوم ہوا کہ جس روپے کی لال میں انہوں نے یہ حملہ کیا تھا وہ ان کی دسترس سے نکل گیا۔

بابک اور اس کی جماعت کی تبدیلی ہیئت:

انہوں نے حصن النہر کے قلعہ دار کا جھنڈا لے لیا اور فوج کی دردی زر ہیں بھالے اور دھلے لے شکر خود ان کو پہن کر اپنی ہیئت اس لیے بدلی۔ کہ اس طرح بے خبری میں وہ یشم الغنوی اور اس کے ساتھیوں کو جا بوجہیں ان کو افسین کی پیش قدمی کی اطلاع نہ تھی حصن النہر کی سپاہ کی شکل میں آگے آئے۔ اور مقام مقررہ تک چلے آئے چونکہ ان کو صحیح طور پر اس مقام کا علم نہ تھا۔ جہاں قلعہ دار کا نشان نصب ہوتا تھا اس لیے وہ اس سے ہٹ کر دوسرے جگہ آ کر ٹھہر گئے۔ یشم دوسری طرف سے آ کر اپنے مقررہ مقام پر ٹھہرا اور اپنے مقابل کے مقام کی تبدیلی سے کھٹک گیا۔ اس نے اپنے ایک چچا زاد بھائی سے کہا کہ تم اس بدخو کے پاس جا کر پوچھو کہ اس غیر مقام میں کیوں ٹھہرا ہے یشم کے بھائی نے اس جماعت کے قریب آ کر دیکھا۔ کہ یہ تو کوئی اور لوگ ہیں۔ اس نے فوراً یشم کے پاس آ کر اس سے کہا کہ ان لوگوں کو تو میں نہیں پہچانتا۔ اس نے جھڑک کر کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نہایت ہی بزدل ہے۔

علویہ اور اس کی جماعت کے قتل کی یشم کو اطلاع:

پھر اس نے اپنے پانچ سوار دریافت حال کے لیے روانہ کیے جب یہ سوار اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر بابک کے قریب پہنچے وہاں سے دو آدمی نکل کر آئے یہ سوار ان کے پاس گئے۔ اور ان کی ہیئت سے تاڑ گئے کہ یہ تو دشمن ہیں۔ انہوں نے ان سے بھی کہہ دیا۔ کہ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے۔ اس کے بعد وہ سوار تیز گھوڑے دوڑاتے ہوئے یشم کے پاس آئے اور اور اس سے کہا کہ کافر نے علویہ اور اس کی جمعیت کو قتل کر ڈالا ہے۔ اور دھوکہ دینے کے لیے انہیں کے جھنڈے اور لباس کو لے کر خود پہن لیا ہے۔

یشم کی مراجعت:

یشم اس خبر کو سنتے ہی اپنے قافلہ کے پاس پلٹ آیا اور اس اندیشہ سے کہ مبادا یہ ساری جماعت دشمن کے ساتھ لگ جائے اس نے فوراً مراجعت کا حکم دیا۔ اور اب وہ اپنے قافلہ کو دشمن سے بچاتا ہوا عقبی دستہ کی طرح اپنی جمعیت کے ساتھ تھوڑی تھوڑی دور چل کر تھوڑی دیر ٹھہر جاتا یہاں تک کہ وہ قافلہ اس قلعہ میں پہنچ گیا۔ جو یشم کا مستقر تھا۔ یعنی ارشق یہاں آ کر اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم میں جو شخص اپنی خوشی سے اس بات کے لیے آمادہ ہو کہ وہ ہماری حالت امیر کو اور ابوسعید کو فوراً جا کر بتا دے۔

اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ اور اگر دوڑ کی وجہ سے اس کا گھوڑا مر جائے تو اسے ویسا ہی دوسرا گھوڑا وہیں دے دیا جائے گا دو شخص اس کام کے لیے آمادہ ہوئے۔ اور دو بہت عمدہ تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کو اڑاتے ہوئے اپنے کام پر چل دیئے۔ پشم قلعہ کے اندر چلا آیا۔

بابک کا محاصرہ ارشق:

بابک اپنی فوج کو لے کر اپنے مقام سے قلعہ پر آیا۔ اس کے لیے کرسی رکھ دی گئی وہ قلعہ کے سامنے ایک بلندی پر بیٹھا اور اس نے پشم سے کہلا کر بھیجا کہ قلعہ چھوڑ کر چلے آؤ تاکہ میں اسے منہدم کر دوں۔ پشم نے اس کے مطالبہ کو مسترد کر دیا۔ اور لڑائی کے لیے تیار ہوا۔ اس وقت قلعہ میں اس کے ہمراہ چھ سو پیدل اور چار سو سوار تھے۔ اور ایک مستحکم خندق بھی اس کے ہاں تھی۔ ان ذرائع کے ساتھ پشم نے اس سے جنگ شروع کر دی۔ بابک اپنے مصاحبین کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور پینے کے لیے شراب اس کے سامنے رکھی گئی۔ اب حسب دستور گھمسان لڑائی ہونے لگی۔

افشین کا بابک خرمی پر حملہ:

وہ دونوں سوار جو ارسال خبر کے لیے روانہ کیے گئے تھے۔ ارشق سے ایک فرسخ کم فاصلہ پر افشین کے پاس پہنچ گئے۔ ان پر نظر پڑتے ہی افشین نے اپنے مقدمہ کے انفر سے کہا کہ میں دو سواروں کو نہایت تیز دوڑتا ہوا آتا دیکھ رہا ہوں۔ پھر کہا کہ طبل بجاؤ اور جھنڈے بلند کر کے ان دونوں سواروں کی طرف گھوڑوں کو ایڑ دو۔ اس کی فوج نے حسب عمل کیا۔ اور وہ نہایت سرعت سے روانہ ہوئے۔ افشین نے کہا اور ان دونوں سے بلند آواز میں پکار کر کہہ دو۔ کہ ہم آئے ہم آئے یہ جماعت ایک ہی سانس میں اس قدر تیزی سے گھوڑے دوڑاتی ہوئی کہ ایک ایک پر پلے پڑتے تھے۔ آنا فانا بابک پر آ پڑی۔ اسے اتنا بھی موقع نہ ملا۔ کہ وہ اپنے مقام سے منتقل ہوتا یا سوار ہو سکتا۔ افشین کا رسالہ اور فوج ایک دم وہاں آ پہنچی۔ اور آتے ہی وہ دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بابک کی پیادہ سپاہ میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جا سکا۔

بابک خرمی کی شکست و فرار:

البتہ وہ خود چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر موقان چلا گیا۔ وہ اپنی تمام جماعت سے بالکل منقطع ہو گیا تھا۔ افشین وہیں ٹھہر گیا۔ رات وہیں بسر کر کے پھر اپنی برزند کے فوجی پڑاؤ میں پلٹ آیا۔ بابک چند روز موقان میں پڑا رہا۔ پھر اس نے اپنے شہر بڈ کو آدمی بھیجے وہاں سے رات گئے ایک سپاہ آئی۔ جس میں پیادے تھے وہ ان کے ہمراہ چل کر نڈا آ گیا۔

بابک کا قافلہ خش پر حملہ:

انہوں دنوں میں ایک قافلہ خش سے برزند جانے کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ ابوسعید کی طرف سے صالح بہشتی بدرقہ کے لیے ساتھ بابک کے اصہد نے کمین گاہ سے نکل کر اس قافلہ پر غارت گری کی۔ اور اسے آ لیا۔ جتنے آدمی قافلہ میں تھے اور جس قدر سپاہی صالح کے ساتھ تھے ان سب کو قتل کر دیا۔ البتہ صالح چند بچنے والوں کے ساتھ ننگے پاؤں بچ کر نکل آیا۔ تمام قافلہ والے قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا گیا۔

افشین کے پڑاؤ میں قحط:

اس قافلہ کی بربادی سے جس کے ساتھ سامان خوراک تھا۔ افشین کے پڑاؤ میں قحط پڑ گیا اس نے مراغہ کے حاکم کو حکم بھیجا کہ چونکہ ہمارے ہاں قحط پڑ گیا ہے اور لوگ فاقہ زدہ ہو رہے ہیں اس لیے تم فوراً سامان خوراک اپنے ہاں سے بھیجو۔

افشین کا حاکم مراغہ کو سامان خوراک بھیجنے کا حکم:

حاکم مراغہ نے اس حکم کی بجائے آوری میں سامان خوراک کا ایک زبردست قافلہ جس میں گدھوں اور دوسرے بارداری کے جانوروں کے علاوہ تقریباً ایک ہزار بیل تھے۔ باقاعدہ فوجی بدرقہ کے ساتھ افشین کو بھیجا اثنائے راہ میں اس قافلہ کو بھی بابک کی ایک طوفانی جماعت نے جو طرخان یا آذین کی قیادت میں تھی آ لیا اور اسے پوری طرح لوٹ لیا۔ اس سے لوگوں کو سخت مصیبت پیش آ گئی۔

افشین کی حاکم شیروان سے امداد طلبی:

اب افشین نے شیروان کے حاکم کو لکھا کہ سامان خوراک بھیجو۔ اس نے کثیر مقدار میں آذوقہ روانہ کر دیا اور اس سال وہ سب لوگ قحط کی تکلیف سے بچ گئے۔

بغا بھی مال اور سپاہ کے ساتھ افشین کے پاس آ پہنچا۔

اس سال ذی القعدہ میں معتمد، قاطول روانہ ہوئے۔

معتمد کو حربیہ سے اندیشہ:

ابو الوزیر احمد بن خالد بیان کرتا ہے ۲۱۹ھ میں معتمد نے مجھے بلایا اور کہا کہ سامرا کے اطراف میں میرے لیے کوئی ایسی مناسب جگہ خرید لو جہاں میں ایک جدید شہر بساؤں۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کسی وقت یہ حربیہ والے ایک لٹکار سے میرے غلاموں کو قتل کر دیں گے تو اگر میں نے وہاں اپنا مقام رکھا تو میں ان سے بالارہوں گا۔ اگر ان کی طرف سے کسی ہنگامہ کا مجھے خوف ہوا تو میں آسانی کے ساتھ خشکی یا تری کے راستے آ کر ان پر قابو پاسکوں گا۔ اور یہ ایک لاکھ دینار لے جاؤ۔ میں نے کہا سر دست پانچ ہزار لے جاتا ہوں، ضرورت ہوگی تو اور منگوانوں گا۔ انھوں نے کہا مناسب ہے۔

معتمد کی قاطول میں آمد:

میں اس مقام پر آیا اور میں نے سامرا کو پانچ سو درہم میں دیر والے نصاریٰ سے خرید لیا۔ نیز میں نے بستان الخاقستانی کی زمین پانچ ہزار درہم میں خریدی۔ اور بھی چند موضع لیے اور جب میں نے اپنے ارادے کی تکمیل کر لی۔ تو میں صکاک میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ۲۲۰ھ میں اس مقام کو آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ جب قاطول کے قریب آئے یہاں ان کے قیام کے لیے خیمے اور شامیانے نصب کیے گئے۔ اور دوسرے لوگوں نے اپنے جھونپڑے بنائے۔ اس کے بعد جب کبھی وہ یہاں آتے ان کے لیے عارضی طور پر بنگلے نصب کر دیئے جاتے۔ یہاں تک کہ ۲۲۱ھ میں اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی۔

ہارون الرشید کے خدمت گار مسرور کا بیان:

مسرور رشید کا خدمت گار کہتا ہے کہ ایک مرتبہ معتمد نے مجھ سے پوچھا کہ جب رشید بغداد کے قیام سے گھبرا جاتے تو کس

مقام کو تفریح اور تہلیل کے لیے جاتے میں نے کہا قاطول جایا کرتے تھے وہاں انہوں نے ایک شہر بھی بنایا تھا جس کے آثار اور فصیل اب تک موجود ہیں رشید کو بھی اپنی فوج کی طرف سے اسی قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا جس طرح معتمد کو ہوا۔ مگر جب اہل شام نے شام میں بغاوت برپا کی۔ تو رشید رقتہ چلے گئے۔ اور وہیں مقیم ہو گئے۔ اس وجہ سے شہر قاطول نا تمام رہ گیا۔

جب معتمد بغداد سے قاطول چلے تو انہوں نے بغداد میں اپنے بیٹے ہارون الواثق کو اپنا نائب بنایا۔

معتمد کی قاطول جانے کی وجہ:

جعفر بن محمد بن بوازہ نے معتمد کے قاطول جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے ترک غلاموں کی یہ گت تھی کہ یکے بعد دیگرے وہ بغداد کے بازاروں میں مقتول پڑے ہوئے ملتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یہ نرے اجڈ سپاہی تھے۔ بغداد کے گلی کوچوں میں بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اس طرح مرد عورت بچوں کو لگراتے اور صدمہ پہنچاتے۔ اہنا ان کو پکڑ کر سواری سے نیچے اتارتے اور بعض کو زخمی کر دیتے۔ جس کی وجہ سے ان میں سے بعض بسا اوقات ان زخمیوں سے جانبر نہ ہو سکے۔ ترکوں نے معتمد سے اس کی شکایت کی عوام نے بھی اس کے ستانا شروع کیا۔ عید قربانی یا عید الفطر کے دن کے دن جب کہ معتمد عید گاہ سے نماز پڑھ آ رہے تھے۔ حشری کے چوک میں ایک بزرگ ان کے سامنے آئے اور کہا اے ابوالفتح بات سنو۔ سپاہی ان کو مارنے کے لیے دوڑے مگر معتمد نے ان کو روک لیا اور ان بزرگ سے پوچھا کیا ہے انہوں نے کہا ہسائنگی آپ کی ہمارے لیے باعث زحمت ہو گئی ہے۔ آپ نے ان گنواروں کو ہم میں لاسایا ہے ان کی وجہ سے ہمارے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں اور ان کے عوض میں آپ نے ہمارے آدمیوں کو بھی قتل کیا ہے۔

معتمد کی بغداد سے روانگی:

معتمد اس تمام گفتگو کو غور سے سنتے رہے اس کے بعد محل میں چلے گئے۔ مگر پھر ایک سال تک وہ اس طرح شہر میں سے نہ گذرے۔ البتہ دوسرے سال وہ جلوس کے ساتھ عید گاہ گئے۔ اور عید کی نماز پڑھا کر پھر اپنے بغداد کی محل سرا میں واپس نہ آئے۔ بلکہ وہیں سے انہوں نے اپنے گھوڑے کی باگ قاطول کی طرف پھیر دی۔ اور بغداد سے چلے گئے اور وہاں پلٹ کر نہ آئے۔ اس سال فضل بن مروان بے معتمد ناراض ہو گئے۔ اور اسے قید کر دیا۔

فضل بن مروان:

فضل اہل بردان میں سے تھا۔ پہلے وہ کسی عامل کے ہاں منشی تھا۔ اس کا خط اچھا تھا اس کے کچھ عرصہ کے بعد وہ معتمد کے ایک کاتب بچی الجرمقانی کے پاس پہنچ گیا یہ اس کی پیشی میں کام کرتا تھا جرمقانی کے مرنے کے بعد یہ اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ یہاں تک کہ معتمد کو عروج نصیب ہوا۔ فضل ان کا کاتب تھا۔ یہ ان کے ہمراہ مامون کے مستقر کو گیا تھا۔ نیز ان کے ہمراہ مصر بھی گیا تھا۔ وہاں کی تمام آمدنی اسی نے وصول کی۔ یہ مامون کی موت سے پہلے بغداد آ گیا تھا۔ ان کے آنے سے پہلے یہ ان کے احکام یہاں نافذ کرتا اور جو چاہتا ان کی طرف سے لکھ دیتا۔ جب معتمد خلیفہ ہو کر بغداد آئے تو وہ خلافت کا اصلی رکن اور مالک بن گیا تمام وفاق اس کے تحت تھے تمام خزانے اور کوٹھے اس کی تفویض تھے۔ بغداد آ کر معتمد نے داد و دہش شروع کی گویوں اور بھانڈوں کو انعام و اکرام دینے کا حکم دیا مگر اس نے ان کے احکام کی بجا آوری نہیں اور اس وجہ سے اب وہ ان کے لیے دو بھر ہو گیا۔

معتمد اور ابراہیم اہفتی:

ایک مرتبہ معتمد نے ابراہیم اہفتی مشہور بھانڈے کے لیے فضل کو حکم دیا کہ اسے اس قدر روپیہ دے دیا جائے مگر فضل نے اسے کچھ نہیں دیا جب کہ معتمد کے لیے بغداد میں ایک محل تعمیر کیا گیا۔ اور اس میں باغ لگا دیا گیا۔ ہفتی ان کی مجلس میں تھا وہ اٹھ کر باغ کی میر اور گل گشت کرنے لگے ہفتی بھی ساتھ تھا۔ یہ معتمد کے خلیفہ ہونے سے پہلے بھی ان کی صحبت میں رہ چکا تھا اور اکثر مذاق کی گفتگو میں ان کو کہہ دیا کرتا تھا۔ ”خدا تمہارا بھلا نہ کرے“ یہ چوڑا چکھلا فریب تھا۔ اور معتمد دبے اور ہلکے جسم کے تھے یہ دونوں پیدل باغ کی سیر کر رہے تھے۔ معتمد چال میں اس سے آگے بڑھ جاتے اور جب اسے اپنے ساتھ نہ دیکھتے تو مڑ کر اسے پڑھے۔ اور کہتے چلا نہیں جاتا۔ آگے آؤ جب اس طرح کئی مرتبہ انہوں نے ہفتی کو حکم دیا کہ۔ تو اس نے مذاق کے پیرائے میں کہا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے میں خلیفہ کے ساتھ ہوں۔ کسی احدے کے ساتھ نہیں ہوں۔ بخدا اب تک تم کو فلاح حاصل نہیں ہوئی۔

فضل بن مروان کے خلاف معتمد سے شکایت:

معتمد اس کے جواب پر ہنسے اور انہوں نے کہا کیا کہتے ہو کیا اب خلافت ملنے کے بعد بھی کوئی کامیابی اور فلاح باقی ہے جو مجھے حاصل نہیں اس نے کہا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اب بھی کوئی ذی اقتدار اور کامیاب آدمی ہیں آپ برائے نام خلیفہ ہیں اپنا حکم صرف آپ ہی سن لیتے ہیں خلیفہ دراصل فضل بن مروان ہے جس کا حکم نافذ ہے۔ جس وقت وہ کسی بات کو کہے اسی وقت وہ عمل پذیر ہو جاتی ہے۔ معتمد نے کہا تم میرے کسی ایک ایسے حکم کو بتا سکتے ہو جس کا نفاذ نہ ہوا ہو۔ اس نے کہا دو ماہ ہوئے کہ آپ نے مجھے اپنا روپیہ دلانے کا حکم دیا تھا اس میں سے مجھے ایک جہہ بھی وصول نہیں ہوا۔ یہ سن کر فضل کی طرف سے ان کے دل میں گرہ بیٹھ گئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اس سے سخت نالاں و ناراض ہو گئے اور اس کی بربادی کے درپے ہوئے۔

اس سلسلے میں پہلی بات انہوں نے یہ کی کہ احمد بن عمار الخراسانی کو صرف خاص کے اخراجات کی حد تک فضل کے اوپر معزز عام مقرر کر دیا اور نصر بن منصور بن بسام کو خراج اور دوسرے اخراجات کا معتمد عام مقرر کر دیا۔ عرصے تک یہ انتظام قائم رہا۔ محمد بن عبد الملک کی کارکردگی:

محمد بن عبد الملک الزیات اسی طرح معتمد کے دور میں بہتم فراشانہ تھا جس طرح کہ اس کا باپ مامون کے عہد میں تھا۔ اس شعبہ میں اس کے ہاتھ سے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ اسے باقاعدہ دیوان میں درج کر لیتا تھا۔ اس کا یہ قاعدہ تھا کہ سیاہ نیمہ پہننے اور تلوار حمل کیے محل میں آتا۔ فضل نے اس سے کہا تم تاجر ہو بھلا تم کو سیاہ لباس اور تلوار سے کیا سروکار ہے۔ محمد نے اس روز سے یہ طریقہ چھوڑ دیا۔ اب فضل نے اس سے کہا کہ تم اپنے حسابات جانچ کے لیے دلیل بن یعقوب النصرانی کے پاس لے جاؤ اس نے سارا حساب اسے دے دیا۔ دلیل نے اس کی بہت تعریف لکھی اور کوئی تعریف لکھی اور کوئی اعتراض نہیں کیا اس پر محمد نے اسے تحائف پیش کیے مگر اس نے ان میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔

معتمد کی فضل بن مروان سے ناراضگی:

۲۱۹ھ یا ۲۲۰ھ میں جو میرے نزدیک غلط ہے۔ معتمد قاتول روانہ ہوئے تاکہ سامرا میں شہر بنا سکیں۔ مگر اس وقت دجلہ اس

قدر طغیانی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آگے نہ چل سکے اور بغداد پلٹ کر شامیہ میں چلے آئے اس کے بعد جب وہ دوبارہ قاطول گئے۔ وہاں پہنچ کر ماہ صفر میں وہ فضل بن مروان اور اس کے خاندان سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے ان کو حکم دیا کہ جس قدر سرکاری روپیہ ان کے ہاتھوں صرف ہوا ہے اس کا حساب دیں اسی ناراضی کی حالت میں خود فضل سے بھی حساب کا مواخذہ ہوا۔ اور محاسبہ سے فارغ ہوتے ہی معتمد نے بلا تاخیر اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ اور کہا کہ اس کے مکان میں جو بغداد کے شارع میدان میں واقع تھا۔ لے جاؤ۔ انہوں نے اس کے تمام دوستوں کو بھی قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبد الملک الزیات کو مقرر کیا اس نے دلیل کو قید کر دیا اور فضل کو ایک گاؤں میں جو موصل کے راستے پر واقع تھا اور جس کا نام مسن تھا منتقل کر دیا یہ پھر وہیں مقیم رہا۔ اور اب محمد بن عبد الملک معتمد کا وزیر اور کاتب ہو گیا سامرا کے دونوں سمت مشرقی اور مغربی میں جس قدر عمارت تعمیر ہوئی وہ سب اسی کے زیر انتظام رہی۔ یہ متوکل کے خلیفہ ہونے تک اسی درجہ اور مرتبہ پر فائز رہا۔ البتہ متوکل نے اسے قتل کر دیا۔

معتمد کے احکامات کی خلاف ورزی:

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت معتمد نے فضل بن مروان کو اپنا وزیر مقرر کیا اس وقت سے وہ اسے اس قدر چاہتے تھے کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر اسے دیکھنے کی بھی جرات نہ تھی۔ چہ جائیکہ کوئی اس کے احکام اور امور میں اس کی مخالفت کرتا یا اعتراض کرتا ایک زمانہ تک اس کا اقبال عروج پر رہا۔ مگر اقتدار کی نخوت اور ان کی طرف سے اطمینان نے اسے یہ جرأت دی کہ وہ ان کے احکام کی مخالفت کرنے لگا۔ اور اپنے خاص امور میں بھی ان کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو فضل اسے پورا نہ کرتا۔

ابوداؤد کی فضل بن مروان کو نصیحت:

ابوداؤد کہتا ہے میں معتمد کے دربار میں اکثر حاضر ہوتا تھا میں نے اکثر ان کو کہتے سنا کہ اتنا روپیہ لا دو۔ اور وہ جواب دے دیتا کہ میرے پاس نہیں ہے اس پر معتمد کہتے کہ اس کی بہم رسانی کی کوئی تدبیر کرو اور اس کے جواب میں وہ کہتا میں کیا تدبیر کروں اتنی بڑی رقم مجھے کون دے گا۔ میں یہاں سے لاؤں۔ یہ جواب ان کو برا لگتا۔ جس کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہو جاتا جب اکثر مرتبہ ایسا ہی ہوا تو میں ایک دن فضل کے پاس گیا۔ اور تخیلہ میں میں نے اس سے کہا کہ اے ابو العباس لوگ میرے اور تمہارے درمیان در اندازی کر رہے ہیں۔ جسے میں اور تم دونوں ناپسند کرتے ہیں۔ میں تمہارے حسن اخلاق سے بخوبی واقف ہوں وہ لوگ بھی اس سے واقف ہیں۔ لہذا اگر میں آپ کے بارے میں کوئی حق بات کہوں تو آپ اس کا براندہ مانیں اور باوجود اس کے بھی میں آپ کی خیر خواہی اور اس حق کے ادا کرنے سے جو آپ کا مجھ پر ہے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا اکثر میں نے دیکھا ہے کہ آپ امیر المؤمنین کو سخت جواب دے دیا کرتے۔ جو ان کو ناگوار خاطر ہوتے ہیں سلاطین ان باتوں کو اپنے بیٹے کے لیے بھی گوارا نہیں کرتے جب کہ وہ بارہا ہوں۔ اور سخت بھی ہوں اس نے کہا اے ابو عبد اللہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا میں نے اکثر ان کو آپ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ مجھے فلاں کام میں صرف کرنے کے لیے اس قدر روپیہ درکار ہے مگر آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے اس قدر روپیہ کون دے گا؟ جو میں آپ کو دوں۔ یہ ایسا جواب ہے کہ خلفاء اسے برداشت نہیں کیا کرتے اس نے کہا تو جب وہ مجھ سے ایسا مطالبہ کریں۔ جس کی میں باجائی نہ کر سکتا ہوں تو اور کیا کہوں۔ میں نے کہا آپ یہ کریں کہ اس وقت کہیں کہ امیر المؤمنین میں کوئی تدبیر کرتا ہوں اس طرح چند روز بات کو ٹال دیا کریں اور پھر مطالبہ میں سے تھوڑا بہت جس قدر بہم ہو سکے ان کو لے جا کر دے دیں

اور باقی کے لیے آئندہ مہلت لے لیں اس نے کہا میں آئندہ حسب عمل کروں گا۔

فضل بن مروان کی معزولی:

مگر میں نے جو کہا اس کا اثر الٹا ہوا۔ گویا میں نے اس کے جذباتِ نخوت اور تمکنت کو ٹھیس لگا دی چنانچہ میں نے دیکھا کہ جب کبھی معتمد اس سے کوئی سوال کرتے وہ حسب عادت اسی طرح سختی سے جواب دے دیتا جب بار بار ایسا ہو چکا تو ایک دن فضل ان کے پاس آیا ان کے سامنے زگس کا گلدستہ رکھا ہوا تھا۔ معتمد نے اسے اٹھا کر کہا آگے بڑھو ابو العباس۔ فضل نے داہنے ہاتھ سے اسے منجھالا۔ اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی انگلی سے مہر خلافت اتاری اور چپکے سے کہا میری مہر مجھے دو اور پھر اسے اس کے ہاتھ سے نکال کر ابن عبد الملک کے ہاتھ میں دے دی۔

امیر حج صالح بن عباس:

اس سال صالح بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۱ھ کے واقعات

اس سال ہشتاد و سر کی سمیت میں بابک اور بغاء الکبیر کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بقا کو شکست ہوئی اور اس کا پڑاؤ غانا ہو گیا۔ اور اسی سال افسین نے بابک پر حملہ کیا۔ اور اسے مار بھگا گیا۔

افسین کی فوج میں تنخواہ کی تقسیم:

بغاؤہ مال لے کر افسین کے پاس آ گیا۔ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ معتمد نے اسے بغا کے ساتھ افسین کو بھیجا تھا۔ تاکہ اسے وہ سرکاری فوج کی تنخواہوں میں جو اس کے ساتھ ہے اور خود اپنے اخراجات اور اس فوج کے اخراجات میں جو بغا کے ہمراہ لے گئے تھے سبھی گئی ہے صرف کرے۔ چنانچہ افسین نے اپنی تمام فوج کو تنخواہیں دیں۔ اور نوروں کے بعد جنگ کی تیاری کر کے ایک جماعت کے ساتھ بغا کو اس لیے روانہ کیا۔ کہ وہ ہشتاد و سر کے گرد چکر لگا کر محمد بن حمید والی خندق میں جا کر فروکش ہوا۔ اور اسے اور اچھی طرح کھودے اور اس کا استحکام کر کے اس میں ٹھہر جائے۔ بغا محمد بن حمید والی خندق کو روانہ ہو کر وہاں پہنچ گیا۔

افسین اور ابوسعید کی دوروز میں ملاقات:

افسین برزند سے چلا اور ابوسعید خضی سے بابک کے ارادے سے چلا یہ دونوں وروز نام ایک موضع میں ملاتی ہوئے۔ افسین نے وہاں ایک خندق تیار کی۔ اس کے گرد فصیل بنائی۔ اور وہ اور ابوسعید مع ان رضا کار مجاہدین کے جو وہاں آئے تھے اس خندق میں فروکش ہو گئے۔ اسی طرح اس کے اور بزد کے درمیان چھ میل کا فاصلہ رہ گیا۔

بغا پر خرمیوں کا حملہ:

اس کے بعد بغا افسین کے لکھنے اور حکم کے بغیر جنگ کی تیاری کر کے اور زادراہ لے کر ہشتاد و سر کے چاروں طرف گھوما۔ یہاں تک کہ وہ قریہ بزد میں داخل ہو گیا اور اس کے وسط میں اتر پڑا۔ ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک ہزار آدمیوں کو جانوروں کے چارہ کے ساتھ بھیجا۔ اس کے مقابلہ پر بابک کی ایک فوج نکلی اور اس نے اس قافلہ کو لوٹ لیا۔ اور جس نے ان کا مقابلہ

کیا اسے قتل کر دیا جس پر ان کی دسترس ہوئی اسے پکڑ لیا کچھ قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے۔
بغا کی شکست کی افشین کو اطلاع:

ان میں سے در کو ایسے مقام سے افشین قریب تھا افشین کے پاس بھیجا۔ اور ان سے کہا کہ افشین سے جا کر یہ واقعہ بیان کر دو۔ اور اس کی فوج کی جوگت بنی ہے اس سے اسے اطلاع دو۔ وہ دونوں برآمد ہوئے۔ کوہیانی جماعت کے سرداروں کی نظر ان پر پڑی۔ اس نے نشان پھر لیا۔ اسے دیکھتے ہی اہل عسکر نے ”ہتھیار سنبھالو ہتھیار سنبھالو“ کا شور بلند کیا۔ اور وہ سب سوار ہو کر بزد کی سمت چلے آگے وہ دونوں آدمی بھی ننگے ان کو مل گئے مقدمۃ الجیش کا سردار ان کو افشین کے پاس لایا۔ انہوں نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ افشین نے کہا ہم کیا کریں بغا نے جو کارروائی کی ہے ہم نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ لہذا ہم اس کے ذمہ دار نہیں۔

بغا کو افشین کی کمک:

بغا شکست خوردہ فوج کی طرح محمد بن حمید کی خندق میں واپس آ گیا اور اس نے افشین کو اس کی اطلاع کی اور مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ ہماری فوج شکست کھا چکی ہے افشین نے اپنے بھائی فضل بن کاؤس احمد بن خلیل بن ہشام ابن جوشن۔ جنح الاعور السکری اور حسن بن سہل کے صاحب شرط گواران دو بھائیوں میں سے ایک کو جو فضل بن سہل کے قرابت داروں میں تھے۔ بغا کے پاس بھیجا انہوں نے ہشتاد دوسرا چکر لگایا۔ جن کو دیکھا کر بغا کی فوج خوش ہو گئی اور اس سے ان کی ہمت بندھ گئی۔
افشین کی بغا کو ہدایت:

اس کے بعد افشین نے بغا کو لکھا کہ میں فلاں دن با بک سے لڑنے کے لیے نکلوں گا تم بھی خود اسی دن اس کے مقابلہ پر آؤ۔ تاکہ اس طرح ہم دونوں سمتوں سے اس پر حملہ کریں۔ افشین مقررہ دن میں اورند سے با بک کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔ دوسری طرف سے بغا محمد بن حمید کی خندق سے اسی غرض سے نکلا اور ہشتاد دوسری سمت چڑھ کر وہاں سے آواز کے فاصلہ پر محمد بن حمید کی قبر کے پہلو میں اتر پڑا۔ یہاں سرد ہوا۔ اور بارش نے ان کو آ لیا۔ جس کی تاب فوج نہ لاسکی۔ اس لیے بغا اپنی اصلی پڑاؤ کو پلٹ آیا۔
افشین کا با بک خرمی پر حملہ:

بغا کے واپس جانے کے بعد دوسرے دن علی انصباح افشین نے با بک پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ خود اس کا خیمہ اور ایک عورت خود اس کے ہمراہ چھاؤنی میں تھی۔ افشین کے ہاتھ آئی اور اب افشین با بک کے فرو دگاہ میں فروکش ہوا۔ دوسرے دن صبح کو خود بغا بھی جنگ کی تیاری کر کے اپنی چھاؤنی سے نکل کر ہشتاد دوسرے پڑاؤ پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ فوج جو اس کے مقابل ہشتاد دوسرے پر مقیم تھی۔ وہ پلٹ کر با بک کے پاس چلی گئی ہے۔ بغا اس فوج کے قیام گاہ پر آیا۔ یہاں اسے کاٹھ کہاڑ ملا۔ ہشتاد دوسرے اتر کر وہ بزد کے ارادے سے روانہ ہوا۔ ایک شخص اور ایک غلام سونے ہوئے ملے۔ داؤد سیاہ نے جو اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا ان دونوں کو پکڑا اور ان سے سوالات کیے انہوں نے بیان کیا کہ جس رات کو با بک پسا ہوا۔ اس کے پیامبر نے آ کر ہمیں یہ حکم دیا۔ کہ ہم سب بزد اس کے پاس پہنچ جائیں چونکہ یہ دونوں نشہ میں چور تھے۔ وہ بے خبر سو رہے تھے اس کے علاوہ ان کو کوئی بات معلوم نہیں یہ واقعہ نماز عصر سے پہلے کا ہے۔

بغا کا پہاڑ پر قیام:

بغا نے داؤد سیاہ سے کہا کہ بھیجا کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جس سے ہم پہلے سے واقف ہیں کیونکہ پہلے و جلد میں ہم یہیں ٹھہرتے تھے۔ اب شام ہو گئی ہے پیدل تھک گئے ہیں۔ مناسب ہو کہ تم کوئی ایسا سنگین کو ہمارا تلاش کرو۔ جہاں ہماری تمام فوج قیام کر سکے اور وہیں ہم شب باش ہوں۔ داؤد سیاہ ایسے مقام کی تلاش کے لیے ایک پہاڑی پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچ کر اس نے نیچے نظر ڈالی۔ اسے وہاں سے افسین کے جھنڈے اور اس کی چھاؤنی ایک حلقہ کی شکل میں نظر آئی وہ مقام اسے پسند آیا اس نے کہا کہ رات یہیں بسر کرنا چاہیے۔ صبح کو ہم کافر کے مقابلہ پر یہاں سے اتر جائیں گے۔ ان شاء اللہ

برف باری سے بغا کی پریشانی:

مگر اس شب میں برف و بارش اور شدید سردی اور گھٹانے ان کو آیا جس کی وجہ سے صبح کے وقت کسی میں بھی یہ تاب نہ تھی کہ پہاڑ پر سے اتر کر پانی لیتا۔ برف کی کثرت اور سردی کی شدت کی وجہ سے کسی نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں پلایا اس دن اس ندر ظلمت اور کھرتھی کہ ان کے لیے دن رات ہو گیا تھا۔ البتہ تیسرے دن لوگوں نے بغا سے کہا کہ ہمارے پاس جواز اور اہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اور سردی سے ہم بیمار ہو گئے ہیں جس طرح بھی ہو سکے۔ یہاں سے اترنا چاہیے آپ بھی اپنی فرودگاہ کو واپس چلیں۔ یا کافر کے مقابلہ پر اتریں۔

اس کبر کے زمانے میں ایک مرتبہ بابک افسین پر شب خون مار کر اس کی فوج کو درہم و برہم کر چکا تھا اور افسین اس کے سامنے سے ہٹ کر اپنی اصلی فرودگاہ کو پلٹ گیا تھا بغا نے بل بجایا اور بزد کی سمت اترنے لگا دامن کوہ میں اتر کر اس نے آسمان کو بالکل صاف اور مطلع کو روشن پایا۔ سوائے اس چوٹی کے جہاں بغا تھا کہ وہ اب تک بادل و کبر سے ڈھکی تھی۔ نیچے آ کر اس نے اپنی فوج کو جنگی ترتیب پر قائم کیا۔ میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ علیحدہ قائم کیے اور اب وہ بزد کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ افسین اپنی ارضی چھاؤنی میں موجود ہے یہ اسی ترتیب سے بڑھتا ہوا خود بزا سے لیے ہوئے پہاڑ تک چلا گیا۔ اور اب صرف نصف میل کی چڑھائی اور بانی تھی جہاں سے وہ ایسے مقام تک آ جاتا کہ اسے بزد کے مکان نظر آنے لگتے۔ اس کے مقدمہ میں جو جماعت تھی اس میں ابن البعیث کا ایک غلام بھی تھا جس کی بزد میں قربت تھی۔ اب بابک کے اطلاع ان کے موابہ میں آئے۔ ان میں سے ایک شخص کو اس غلام نے پہچان لیا اور اسے آواز دی۔

بغا کو بابک کے شیخون کی اطلاع:

اس نے پوچھا یہ کون ہے جو یہاں آیا ہے غلام نے اس کے ان رشتہ داروں کے نام لیے جو اس کے ساتھ تھے۔ اس شخص نے کہا قریب آؤ کچھ کہوں۔ غلام اس کے نزدیک گیا اس نے اس سے کہا کہ جا کر اپنے سردار سے کہہ دو کہ پلٹ جاؤ۔ ہم نے افسین پر شب خون مارا اسے اپنی خندق میں بھاگ کر پناہ لینا پڑی۔ ہم نے تمہارے مقابلہ کے لیے دونو جہیں تیار رکھی ہیں۔ سلامتی چاہتے ہو۔ تو فوراً بھاگ جاؤ۔ شاید اس طرح تم بچ سکو۔

غلام کی اطلاع کی تصدیق:

غلام نے اپنی فوج میں آ کر ابن البعیث سے یہ بات بیان کی اور جس نے اس سے یہ کہا تھا۔ اس کا نام بتایا۔ ابن البعیث نے

اسے پہچان لیا اور بغا کو اس کی اطلاع دی۔ بغا ٹھہر گیا۔ اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ لیا ایک نے کہا یہ محض دھوکہ اور غلط بات ہے۔ جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ کوہانیوں میں سے ایک شخص نے کہا اس کی تصدیق ابھی ہوئی جاتی ہے پہاڑ کی اس چوٹی سے میں واقف ہوں۔ جو اس پر چڑھ کر دیکھے گا اسے افسین کی فرودگاہ نظر آ جائے گی۔ بغا، فضل بن کاؤس اور بہت سے لوگ جو نشاط میں تھے اس بلند پر چڑھے اور انہوں نے اس مقام کو دیکھا وہاں ان کو افسین کی سپاہ نظر آئی تو انہیں یقین آ گیا کہ وہ یہاں سے ہٹ گیا ہے۔

بغا کی مراجعت:

انہوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ سب نے یہی مناسب سمجھا کہ دن کے اوّل حصے میں رات آنے سے پہلے ہمیں پلٹ جانا چاہیے۔ بغا نے داؤد سیاہ کو واپسی کا حکم دیا۔ داؤد آگے بڑھا۔ اور اس نے اپنی رفتار بہت تیز کر دی۔ اور اب اس نے وہ راستہ جس سے کہ وہ ہشتادوسرے میں داخل ہوئے تھے۔ دشوار اور تنگ گھاٹیوں کی وجہ سے اختیار نہیں کیا۔ بلکہ وہ راستہ اختیار کیا جس سے وہ پہلی مرتبہ اس پہاڑ میں آئے تھے۔ اس سے اگرچہ تمام پہاڑ کا چکر کرنا پڑتا تھا۔ مگر اس میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں تنگ درہ نہ تھا۔

بغا کی فوج پر خوف کا غلبہ:

اب بغا سب فوج کو لے کر چلا۔ اس نے پیادوں کو سوار کر لیا انہوں نے اپنے نیزے اور ہتھیار راستے میں پھینک دیئے۔ اور سب پر ایک شدید وحشت اور خوف طاری ہو گیا۔ بغا فضل بن کاؤس اور سرداروں کی جماعت فوج کے ساتھ میں رہی اتنے میں بائک کے طلایع نظر آئے اب فراز اور طلب کی یہ نوبت ہوئی کہ جس پہاڑ سے ابھی یہ جماعت اترتی بائک کے طلایع اس پر چڑھتے۔ کبھی دونوں حریف ایک دوسرے کو دکھائی دینے لگتے۔ اور کبھی اوجھل ہو جاتے۔ مگر وہ برابر ان کے آثار پر چلے آ رہے تھے۔ اندازاً وہ دس سو تھے۔

بغا کا بائک کے حملہ کا اندیشہ:

چلتے چلتے جب عصر و ظہر کا درمیانی وقت ہوا۔ تو بغا وضو کر کے اور نماز کے لیے ٹھہرا۔ بائک کے طلایع بالکل قریب آ گئے۔ فوج ان کے سامنے سینہ سپر ہو گئی۔ بغا نے نماز پڑھی۔ اور ان کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اسے دیکھ کر وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹک گئے۔ بغا کہ یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج پر یہ طلایع اس سمت سے حملہ کریں۔ اور دشمن کی اور جماعت پہاڑ کا چکر کاٹ کر کسی تنگ گھاٹی میں دوسری سمت سے اس پر حملہ آور ہو جائے جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے اس بارے میں مشورہ لیا اور کہا کہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ جماعت جو ہمارے سامنے ہے محض اس لیے آئی ہے کہ اس سے الجھ کر ہم آگے نہ بڑھیں اور ان کی دوسری فوجیں ہم سے آگے نکل کر تنگ گھاٹیوں میں ہماری فوج کو آلیں۔

فضل بن کاؤس کی رائے:

فضل بن کاؤس نے کہا یہ لوگ دن کے مرد نہیں ہیں رات کے دھنی ہیں البتہ رات ہو گئی تو ہمیں اپنی فوج کے لیے اندیشہ ہے آپ داؤد سیاہ کو حکم دیجیے کہ اور تیز چلو۔ اور جب تک تنگ درے سے ہم نہ گذر لیں کہیں قیام نہ کرو۔ چاہے اس میں نصف رات ہو جائے۔ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں جب تک ہمارا ان کا مواجہ ہے یہ آگے نہ بڑھیں گے ہم خفیف سی مدافعت اور دفع الوقتی کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اندھیرا ہو جائے اور جب رات ہو جائے گی تو ان کو ہمارا مقام معلوم نہ ہو سکے گا اس طرح ہماری فوج برابر چلتی رہے گی۔ اور پھر گھاٹی سے ترتیب کے ساتھ نکل جائے گی۔ اور اگر درہ ہمارے لیے مسدود کر دیا جائے گا تو پھر ہم ہشتادوسرے کے

راستے یا کسی دوسرے راستے سے نکل جائیں گے۔
بغا کی فوج کی پست ہمتی:

کسی اور نے بغا سے یہ کہا کہ فوج درہم برہم ہو چکی ہے۔ ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے کہ پچھلے اگلوں کو پائیں۔ سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں روپیہ اور اسلحہ فچروں پر بار ہے۔ اور اس کے ہمراہ کوئی بھی نہیں رہا ہے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن اس پر حملہ کر کے مال اور قیدی کو لے جائے گا۔ ابن جویدان کے ہاتھ میں قید تھا ان کا ارادہ تھا کہ اس کے فدیہ میں وہ عبدالرحمن بن حبیب کے اس کاتب کو جسے بابک نے قید کر لیا تھا رہائی دلائیں گے۔ جب بغا کو مال اسلحہ اور قیدی یاد دلائے گئے تو اس نے منزل کرنے کا عزم کیا۔ اور داؤد سیاہ سے کہلا کر بھیجا کہ تم کو جہاں کوئی سنگین پہاڑ نظر آئے تم وہاں اتر پڑنا۔
بغا کی فوج کی خستہ حالی:

داؤد ایک بہت ہی ناہموار پہاڑی کی طرف مڑ گیا اس میں اسی قدر ڈھلاؤ تھا کہ لوگ آرام کے ساتھ بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے یہاں اس نے پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کے پہلو میں ایسے مقام پر جو دیوار کے مشابہ تھا اور جس میں کوئی راستہ نہ تھا۔ اس نے بغا کے لیے خیمہ نصب کیا۔ بغا اس مقام پر آ کر ٹھہر گیا۔ تمام فوج اتر پڑی۔ وہ سب کے سب مشقت سفر کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے اور خستہ حال تھے۔ کھانے کے لیے کسی کے پاس کچھ نہ رہا تھا۔ رات بھر وہ چونکے اور باخبر رہے چڑھائی کی سمت کی خوب نگہداشت رکھی۔
بغا کے پڑاؤ پر خرمیوں کا حملہ:

مگر دشمن نے ان کو دوسری طرف سے آ لیا۔ اور وہ بالکل پہاڑ سے چپکے ہوئے بغا کے خیمے پر جا پہنچے اس خیمے کو انہوں نے اکھاڑ دیا۔ اور تمام فوج پر شب خون مارا۔ بغا پاپیادہ وہاں سے بھاگا اور بچ گیا۔ فضل بن کاؤس زخمی ہوا۔ جناح الاسکری ابن الجوشن اور فضل بن سہل کے عزیزوں میں سے جو دو بھائی تھے ان میں کا ایک مارا گیا۔
بغا کی شکست و فرار:

بغا فرودگاہ سے تو بیدل ہی نکلا تھا۔ مگر پھر اسے ایک گھوڑا مل گیا۔ وہ اس پر سوار ہو گیا۔ وہ ابن العیث کے پاس سے گذرا۔ وہ بغا کو ہشتاد ستر چڑھالے گیا اور پھر وہاں سے دوسری سمت سے اسے محمد بن حمید کی فرودگاہ میں لے آیا۔ جہاں وہ آدھی رات کو پہنچ گیا۔ بابک والوں نے روپیہ اسلحہ اور فرودگاہ کو لوٹ لیا۔ اور ابن جویدان کو بھی جو ان کے ہاتھ میں اسیر تھا چھڑا لے گئے۔ البتہ انہوں نے فوج کا تعاقب نہیں کیا۔ یہ تمام فوج غیر منتظم حالت میں شکست کھا کر بغا کے پاس آ گئی۔ وہ محمد بن حمید کی خندق میں تھا یہاں اس نے اپنی فوج کے ساتھ پندرہ دن قیام کیا۔
بغا کو مرانہ جانے کا حکم:

اس کے بعد افسین کا خط اسے ملا۔ جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم مرانہ واپس آ جاؤ اور جو مکہ میں نے تم کو بھیجی تھی۔ وہ مجھے واپس بھیج دو۔ بغا مرانہ واپس آ گیا۔ اور فضل بن کاؤس اور تمام وہ فوج جو اس کے ہمراہ افسین کی چھاؤنی سے بغا کی مدد کو گئی تھی۔ افسین کے پاس آ گئی۔ افسین نے آئندہ سال کے موسم بہار تک کے لیے اپنی تمام فوج کو متفرق کر دیا۔ اور ان کو اجازت دے دی کہ وہ جہاں چاہیں موسم سرما بسر کریں۔

اس سال بابک کا ایک سردار طرخان قتل کیا گیا۔

بابک کے سردار طرخان کا قتل:

اس کی بابک کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا موسم سرما شروع ہونے کے بعد اس نے بابک سے اپنے ایک گاؤں میں جو مراغہ کی سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے کی اجازت مانگی۔ افسین اس کی تاک میں تھا اور چونکہ بابک اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا۔ اس لیے افسین کی یہ بڑی آرزو تھی کہ وہ اس پر قابو پائے۔ بابک نے اس کی درخواست منظور کی۔ یہ اپنے ایک گاؤں میں جو ہشتادسری سمت میں تھا جاڑا بسر کرنے چلا آیا۔ افسین نے اسحق بن ابراہیم بن مصعب کے ترک غلام کو جو مراغہ میں تھا حکم دیا کہ تم رات کے وقت فلاں گاؤں میں جا کر یا تو طرخان کو قتل کر دو یا اسے پکڑ کر بھیج دو۔ وہ ترک رات کے وقت طرخان کی طرف چلا۔ اور وسط شب اس نے اسے جالیا۔ اور اسے قتل کر کے اس کا سرا افسین کو بھیج دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال صوم ارتلین اور اس کے ملک والے پابہ زنجیر آئے۔ مگر پھر ان کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور ان میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو سواریاں دی گئیں۔ اس سال افسین رجاہ الحصاری سے ناراض ہو گیا۔ اور اس نے اسے قید کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۲ھ کے واقعات

ایتاخ و جعفر بن دینار کی کمک:

اس سال جعفر بن دینار درزی کو افسین کی مدد کے لیے روانہ کیا اس کے بعد پھر ایتاخ کو روانہ کیا۔ اور تین کروڑ درہم فوج کی معاش اور جنگ کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ کر دیئے اس سال افسین کی فوج اور بابک کے ایک سردار اذین نام میں لڑائی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے:

ایتاخ کی مراجعت:

۲۲۱ھ کا جاڑا ختم ہوا۔ ۲۲۲ھ کا موسم بہار شروع ہوا۔ معتمد نے افسین کو جو کمک اور روپیہ بھیجا تھا وہ کل اسے برزند میں موصول ہو گیا۔ ایتاخ روپیہ اور امداد فوج کو جو اس کے ہمراہ بھیجی گئی تھی۔ افسین کے حوالے کر کے پلٹ آیا۔ البتہ جعفر الحیاط ایک مدت تک افسین کے پاس مقیم رہا۔

ابوسعید کو پیش قدمی کا حکم:

موسم کے استقلال کے بعد افسین اپنے مقام سے چل کر کلام روز آیا وہاں اس نے خندق تیار کی۔ اور ابوسعید کو بھی بڑھنے کا حکم بھیجا۔ وہ برزند سے روانہ ہو کر کلاں روز کے جس کے معنی بڑے دریا کے ہیں۔ ہاٹ کے قریب افسین کے محاذی آ کر فروکش ہوا۔ ان دونوں کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ تھا۔ یہ بھی خندق بنا کر اس میں فروکش ہو گیا۔ افسین پندرہ دن یہاں مقیم رہا۔

خرمی سردار آذین کا زعم:

اب اسے معلوم ہوا کہ بابک کا ایک سردار آذین نام اس کے سامنے آ کر اتر ہے اور اس نے اپنے بیوی بچوں کو اس پہاڑ پر جہاں سے روز الروذ نظر آتا ہے۔ بھیج دیا ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں ان یہودیوں یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ خود قلعہ بندی کروں گا اور نہ اپنے اہل و عیال کو ان کے خوف سے کسی قلعہ میں مقیم کروں گا۔ اور یہ بات اس وقت ہوئی تھی جب کہ بابک نے اسے مشورہ دیا۔ کہ تم اپنے بیوی بچوں کو کسی قلعہ میں ٹھہراؤ۔ اس نے کہا تھا بھلا میں اور یہودیوں کے مقابلہ میں کسی حفاظت کا انتظام کروں بخدا! میں کبھی اپنے عیال کو کسی قلعہ میں فروکش نہ کروں گا۔ اس زعم میں اس نے ان کو اس پہاڑ پر بھیج دیا تھا۔

آذین کے خاندان کی گرفتاری:

افشین نے ظفر بن العلاء السعدی اور حسین بن خالد المدائنی ابو سعید کے سرداروں کو شہ سواروں اور کوہبانیہ کی ایک جمعیہ کے ساتھ اس پہاڑ پر بھیجا یہ تمام رات کلاں روز سے چل کر اس درے میں اترے۔ جہاں سے ایک سوار بھی بمشکل گذر سکتا تھا۔ اکثر لوگوں نے یہ کیا کہ گھوڑوں سے اتر کر اسے آگے سے کھینچا۔ اور ایک کے پیچھے ایک ہو کر وہاں سے گذر گئے افشین نے حکم دیا تھا کہ صبح ہونے سے پہلے وہ روز الروذ پہنچ جائیں۔ اور وہاں سے کوہبانی جماعت پیدل دریا عبور کر کے آگے بڑھے۔ کیونکہ سرزمین کی دشواری کی وجہ سے وہاں سوار چل نہیں سکتا تھا۔ اور پھر پہاڑ پر چڑھے۔ چنانچہ یہ فوج صبح سے پہلے روز الروذ آ گئی۔ امیر نے حکم دیا کہ سواروں میں سے جو چاہے گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور کپڑے بھی اتار دے سواروں میں سے اکثر نے پیادہ ہو کر اس دریا کو عبور کیا اور کوہبانی جماعت تمام کی تمام دریا کو عبور کر کے پہاڑ پر چڑھی۔ انہوں نے آذین کے عیال کو اور اس کے لڑکوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔ اور یہ ان کو لے کر پھر دریا کو عبور کر آئے۔ آذین کو اس کی خبر ہو گئی۔

افشین کی کوہبانی جماعت کو ہدایت:

جس وقت یہ پیادہ فوج اس غرض سے روانہ ہوئی اور پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں گھسی تو افشین کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ مبادا وہیں میں اس تنگ گھاٹی میں دشمن ان کو آ لے۔ اس لیے اس نے کوہبانیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ جھنڈے رکھیں اور پہاڑوں کی ایک بلند چوٹیوں پر رہیں جہاں سے ان کو ظفر بن العلاء اور اس کی فوج نظر آتی ہے تاکہ اگر کوئی ایسی جماعت ان کو دکھائی دے۔ جس سے ان کو خوف ہو تو وہ جھنڈیوں کو ہلا دیں۔

کوہبانی جماعت پر آذین کی پیادہ فوج کا حملہ:

رات کوہبانیوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسر کی۔ جب ابن العلاء اور حسین بن خالد آذین کی گرفتار کردہ عیال کے ساتھ واپس آنے لگے۔ تو اثنائے راہ ہی میں قبل اس کے کہ پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں وہ داخل ہوں آذین کی پیادہ فوج پہاڑ سے ان کے مقابلہ کے لیے اتر آئی۔ اور اس سے پہلے کہ یہ جماعت گھاٹی میں داخل ہوا انہوں نے اس کو آ لیا اور حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں اس جماعت کے کئی آدمی مارے گئے اور انہوں نے بعض عورتوں کو بھی ان سے چھین لیا اب اس کوہبانی جماعت کی نظر جن کو افشین نے خاص خاص مقامات پر متعین کیا تھا۔ دشمن پر پڑی آذین نے اس جماعت کے مقابلہ کے لیے دونوں جہیں بھیجی تھیں۔ ایک وہ جو ان سے آ کر مقابلہ کرے اور دوسری وہ جو اس گھاٹی میں ان سے قبل داخل ہو کر ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دے۔

کوہانیوں کی افشین سے امداد طلبی:

جب کوہانیوں نے حسب ہدایت اپنے جھنڈے ہلائے افشین نے فوراً مظفر بن کیدر کو اس کے اپنے دستے کے ساتھ اس طرف روانہ کیا یہ دستہ تیزی سے بڑھتا ہوا مقام مقصود کی طرف لپکا۔ مظفر کے پیچھے افشین نے ابو سعید کو بھیجا۔ اور ان دونوں کے پیچھے اس نے بخارا خذہ کو روانہ کیا۔ یہ سب وہاں پہنچ گئے۔ آذین کی وہ پیادہ فوج جو گھائی میں تھی ان فوجوں کو دیکھ کر اس مقام کو چھوڑ کر بھی اپنی مرکزی سپاہ میں جا ملی۔ اور اس طرح ظفر بن العلاء اور حسین بن خالد اور ان کے ساتھی اس خطرناک مقام سے بچ کر چلے آئے۔ اور سوائے ان مقتولین کے جو پہلے حملہ میں ان کی فوج میں ہوئے۔ اور کسی سپاہی کا ان کو نقصان نہ اٹھانا پڑا۔ یہ سب افشین کے پڑاؤ میں مع ان عورتوں کے جو ان کے ہاتھ آئی تھیں چلے آئے۔

اس سال بابک کے شہر بزد کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ اور اس میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا۔ یہ واقعہ اس سال کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں جب کہ دس دن باقی تھے جمعہ کے دن پیش آیا۔

افشین کی محتاط حکمت عملی:

جب کلاں روز سے بڑھ کر بزد کے قریب پہنچنے کا افشین نے ارادہ کیا تو خلاف دستور سابق اس مرتبہ اس نے بجائے جلد جلد طے منازل کے آہستہ آہستہ پیش قدمی شروع کی۔ اس مرتبہ وہ صرف چار میل آگے بڑھنے کے بعد کسی مقام میں جو روز اگر وہ جانیے والی تنگ گھائی پر ہوتا پڑاؤ کر دیتا۔ اس پیش قدمی میں اگر چہ وہ اپنے پڑاؤ کے گرد خندق نہیں بناتا تھا مگر کانٹوں کی باز ضرور لگا لیتا۔ معتمد نے اسے لکھا تھا کہ تم فوج کے دستے بنا کر ان کی باریاں مقرر کرو۔ اور جس طرح فوج رات کو گرداوری کرتی ہے۔ یہ دستے بھی دیکھ بھال کے لیے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ چنانچہ اب فوج کا ایک حصہ پڑاؤ میں آرام سے قیام کرتا۔ اور ایک حصہ رات کی طرح دن میں بھی دشمن کے اچانک حملہ کے خوف سے گھوڑوں پر سوار ہر وقت اصل پڑاؤ کی ایک میل کے فاصلہ پر دیکھ بھال کے لیے مستعد رہتا۔ تاکہ اگر کوئی خطرہ رونما ہوتا تو تمام فوج مقابلہ کے لیے آمادہ رہے اور پیدل سپاہ اصل پڑاؤ ہی میں رہتی۔

معتمد کی ہدایت پر عمل:

ساری فوج مصائب سفر سے تنگ آ گئی۔ اور انہوں نے افشین سے کہا کہ ہم کب تک اس گھائی میں پڑے رہیں ہم کھلے میدان میں بیٹھے ہیں اور اگر چہ ہمارے اور دشمن کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے مگر ہم حرکتیں وہ کر رہے ہیں۔ کہ گویا دشمن ہمارے سامنے موجود ہے ہم کو ان لوگوں سے جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں اور جاسوسوں سے شرم آتی ہے۔ کہ وہ ہمارے متعلق کیا کہتے ہوں گے۔ باوجود دشمن کے چار فرسخ پر ہونے کے ہم خوف سے مرے جاتے ہیں۔ آپ ہمیں لے کر بڑھیں اب چاہے ہمیں فتح ہو یا شکست۔

افشین نے کہا میں خود جانتا ہوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ بالکل درست ہے، مگر امیر المومنین نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے اور مجھے اتنا حال امر کے سوا چارہ نہیں ہے۔

افشین کی روز الروذ کی جانب پیش قدمی:

اس کے چند ہی روز بعد معتمد کا خط آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ اب یہ انتظام اور نگرانی صرف رات میں قائم رہے چند روز اور اسی طرح گزرے اس کے بعد افشین اپنی فوج خاصہ کے ساتھ روز الروذ کی طرف بڑھنے لگا اور خود فوج سے آگے بڑھ کر

ایسے مقام پر آیا جہاں سے وہ کنواں جہاں گذشتہ سال اس کی اور بابک کی لڑائی ہوئی تھی نظر آتا تھا افشین نے وہاں نظر دوڑائی تو اسے وہاں ایک خرمی (دستہ فوج) نظر پڑا مگر وہ نہ اس سے لڑے اور نہ وہ ان سے لڑا۔ اس پر بعض گنواروں نے طعن بھی کیا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ بڑھ کر آئے ہو اور پھر رک جاتے ہو مگر افشین نے اپنے سپاہیوں کو حکم دے دیا کہ کوئی ان کے سامنے نہ جائے۔ وہ ظہر کے قریب تک ان کے سامنے ٹھہر کر پھر اپنے پڑاؤ پلٹ آیا اور دو دن وہاں ٹھہر کر پھر پہلی مرتبہ سے زیادہ فوج کے ساتھ روز الروذ کی طرف بڑھا۔

محفوظ مقامات کا انتخاب:

اس نے ابوسعید کو حکم دیا کہ جس طرح میں پہلی مرتبہ ان کے سامنے جا کر ٹھہر گیا تھا آج تم وہاں جا کر ٹھہرو۔ مگر ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اور نہ ان پر یورش کرنا۔ خود افشین روز الروذ پر ٹھہر گیا اور اس نے کوہانیوں (پہاڑی لوگوں) کو حکم دیا کہ تم ان پہاڑوں پر چڑھ کر جن کو تم نہایت ہی مستحکم اور محفوظ خیال کرتے ہو۔ سب طرف پھر کر دیکھو۔ اور وہاں ایسے مقامات کی تلاش کرو۔ جہاں ہم اپنی پیدل فوج کو مضبوط کر سکیں اس جماعت نے پہاڑوں میں پھر کر تین پہاڑیاں جن پر کبھی قلعے تھے اور اب وہ خراب ہو چکے تھے۔ اس کام کے لیے انتخاب کیں۔ افشین نے ان کے انتخاب کو پسند کر لیا۔ اور ابوسعید کو اس روز واپس بلا بھیجا دو دن کے بعد وہ اپنے پڑاؤ سے روز الروذ کی طرف اتر آ۔ اس نے اپنے ساتھ بیگاری لیے اور ان پر پانی کی مشکلیں اور بسکٹ لدوا لیے یہ سب کے سب روز الروذ پہنچ گئے۔ اس نے ابوسعید کو پہلے دن کی طرح آج بھی حکم دیا کہ تم جا کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ اور اس نے بیگاریوں کو حکم دیا کہ وہ پتھر لے جائیں اور ان راستوں کی قلعہ بندی کر دیں جو ان پہاڑیوں کو جاتے تھے۔ جن کو زیادہ سپاہ کے قیام کے لیے انتخاب کیا گیا تھا اس استحکام سے ان کی صورت قلعوں کی سی ہو گئی۔ نیز افشین کے حکم سے ان پتھروں کے پیچھے ان سب راستوں پر چڑھائی تک خندق بنا دی گئی۔ اور پہاڑ پر چڑھنے کا صرف ایک راستہ کر دیا اس کے بعد اس نے ابوسعید کو واپسی کا حکم دیا۔ پلٹ آیا اور پھر افشین اپنی فرودگاہ کو چلا آیا۔

خندق کی کھدائی:

جب مہینہ کا آٹھواں دن آیا اور قصر مستحکم ہو گیا۔ افشین نے بسکٹ اور ستوپیدل سپاہ کو اور کھانا اور جو سواروں کو دیئے۔ اور ان کی حفاظت اپنی فرودگاہ میں ایک شخص کے تفویض کر کے اب سب پھر وادی کی طرف چلے اس نے پیدل سپاہ کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑیوں پر چڑھیں اور اپنے ساتھ پانی اور دوسری ضروریات زندگی لے لیں انہوں نے حسبہ بجا آوری کی۔ خود افشین ایک سمت میں فروکش ہوا۔ اور اس نے ابوسعید کو پھر حسب سابق دشمن کے سامنے جا کر ٹھہرنے کا حکم دیا اور لوگوں سے کہا کہ ہتھیار بند لوگوں سے اتر پڑیں مگر زمینیں ان پر کسی رہنے دیں پھر اس نے خندق کے لیے نشان اندازی کی۔ اور مزدوروں کو اس نشان پر خندق کھودنے کا حکم دیا اور ان سے جلد کام کرانے کے لیے نگران متعین کیے۔ اب خود وہ اور تمام شہ سوار ساری سے درختوں کے سایہ میں اتر پڑے اور سایہ میں اپنے گھوڑے چرانے لگے۔

افشین کی پیدل سپاہ کو ہدایت:

نماز عصر پڑھ کر افشین نے مزدوروں کو پیدل سپاہ کے ہمراہ ان کو مستحکم کردہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا حکم دیا اور پیدل سپاہ کو یہ

ہدایت کر دی کہ وہ خود نہ سوائیں۔ ایک دوسرے کی چوکسی کرتے رہیں۔ البتہ مزدوروں کو پہاڑوں کے اوپر سونے دیں زوال کے وقت اس نے شہ سواروں کو پھر سوار ہونے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے ان کے کئی دستے بنائے اور اپنے چاروں طرف اس طرح کھڑا کیا۔ کہ ایک ایک دستے کے درمیان ایک تیر کا فاصلہ چھوڑا۔ اور ہر دستے سے یہ کہہ دیا کہ تم دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا۔ بلکہ جو جہاں کھڑا کیا گیا ہے وہ وہیں جمار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی شور کی وجہ سے وہ اپنی جگہ چھوڑ دے۔ یہ تمام دستے صبح تک گھوڑوں پر سواروں اپنی جگہ کھڑے رہے۔ اور پیدل سپاہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اپنی چوکسی اور نگرانی کرتی رہی۔ اس نے ان سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر رات میں تم کو کسی کی آہٹ ہو تم اس کی ہرگز پروا نہ کرنا۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنا اور پہاڑ اور خندق کی حفاظت کرنا۔ چنانچہ انہوں نے بھی صبح تک رات اسی طرح بسر کر دی۔

بابک کی افشین کو پھلوں کی پیشکش:

پھر اس نے رات کے وقت فوج کے مفتش کو ان سواروں اور پیدل سپاہ کی حالت کی خبر گیری کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ آئے کہ سب لوگ ہوشیار اور بیدار ہیں۔ دس روز خندق کے کھودنے میں صرف ہوئے۔ دسویں دن افشین نے خندق کو اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔ اور سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اور اپنی جمعیتوں کے سامان و اسباب کو رفتہ رفتہ یہاں منگوائیں۔ اسی اثناء میں بابک کا ایک قاصد اس کے پاس آیا اس کے ساتھ کھیرے خربوزے اور کڑیاں تھیں اس نے بابک کا یہ پیام اسے پہنچا دیا۔ کہ چونکہ آج کل تم تکلیف میں ہو اور تم اور تمہارے تمام ساتھی بسکٹ اور ستوپر گذر بسر کر رہے ہیں اس لیے میں یہ چیزیں بطور تحفہ تم کو بھیجتا ہوں۔ افشین نے اس پیامبر سے کہا تم جانتے ہو کہ اس سفارت سے میرے دوست کا کیا مطلب ہے وہ چاہتا ہے کہ اس حیلہ سے اسے ہماری چھاؤنی کا سب حال معلوم ہو جائے مگر میں بخوشی اس کی عنایت کو قبول کرتا ہوں۔ اور ان کے اصلی مدعا کو بھی پورا کر دیتا ہوں بے شک مجھے معیشت کی تنگی ہے پھر اس نے بابک کے پیامبر سے کہا یہاں کا حال تو تم دیکھ چکے مگر اب تم کو پہاڑ پر چڑھ کر وہاں کے انتظامات اور وہاں سے ہماری اور فرودگا ہوں، مورچوں اور استحکامات کو دیکھنا چاہیے اس نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑے پر سوار کر کے پہاڑ پر لے جاؤ۔ اور وہاں کی جدید خندق دکھاؤ۔ اور وہ کلاں روز اور برزند کی خندقیں بھی دیکھ لیں۔ اس طرح ان کو ہماری تینوں خندقیں تفصیل سے دکھادی جائیں کوئی بات پوشیدہ نہ رکھی جائے اور یہ موقع دیا جائے کہ ان کو جنوب غور سے اچھی طرح دیکھ لیں۔ تاکہ پھر اپنے سردار کے پاس جا کر اس کی اطلاع دے دیں۔

اس ہدایت کے مطابق بابک کے پیامبر کو سب خندق دکھائی گئیں۔ وہ برزند تک گیا پھر اسے افشین کے پاس لائے۔ اس نے اسے جانے کی اجازت دی اور کہا کہ بابک کو میرا سلام کہنا۔

خرمیوں کی مبارزت:

خرمیه کی ایک جماعت چھاؤنی میں رسد لانے والوں سے تعارض کرتی تھی۔ دو تین مرتبہ انہوں نے ایسا کیا۔ اس کے بعد خرمیه تین دستوں میں منقسم ہو کر افشین کی خندق کی فسیل تک چلے آئے۔ اور یہاں آ کر انہوں نے لاکارا۔ مگر افشین نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی تھی کہ کوئی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالے۔ دو تین راتوں تک وہ اسی طرح بڑھ بڑھ کر آتے اور فسیل کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے رہے۔

خرمی دستہ پر فوجی حملہ:

جب کئی مرتبہ وہ یہ کر چکے اور اب بے خوف ہو گئے تو افشین نے اپنی پیدل اور سوار فوج کے چار دستے ان کے مقابلہ کے لیے تیار کیے پیدلوں میں صرف قادر انداز تھے اور ان دستوں کو اس نے پہاڑیوں میں چھپا دیا اور دشمن کے لیے نگران متعین کیے۔ وہ حسب دستور اپنے مقررہ وقت پر اپنے مقام سے اتر کر آئے اور انہوں نے اسی طرح ان کو لاکار اور سواری کرنے لگے عین اس وقت افشین کی متعین فوج نے اپنی کمین گاہ سے نکل کر عقب سے ان پر حملہ کیا اور ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا۔ سامنے سے خود افشین نے آدھی رات میں پیدل کے دو دستے اپنی چھاؤنی سے ان کے مقابلہ کے لیے بڑھائے۔ وہ تاڑ گئے کہ گھائی ہمارے لیے مسدود کر دی گئی ہے لہذا اب وہ متفرق راستوں میں ہو لیے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور اس طرح اپنے مرکز کو چلے آئے مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اس روز سے انہوں نے اپنی وہ جسارت ترک کر دی۔ صبح کی نماز کے وقت اس کا تعاقب کرنے والی فوجیں روز بروز کی خندق میں واپس آ گئیں۔ مگر ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ نہ لگا۔

افشین کی فوج کی ترتیب کا انتظام:

اس کے بعد افشین نے یہ طریقہ مقرر کیا کہ وہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو نقارے بجواتا اور مشعلیں اور مشعلیوں کے ساتھ خندق کے دروازے تک آتا چونکہ ہر شخص اپنے دستے سے واقف ہوتا وہ یمنہ میں ہے یا میسرہ میں ہے لہذا اس کے برآمد ہوتے ہی تمام چھاؤنی نکل کر اپنے اپنے موقع اور محل پر کھڑی ہو جاتی اس موقع پر افشین کے ساتھ بارہ بڑے سیاہ علم نچروں پر سوار ہوتے وہ اس اندیشہ سے کہ گھوڑے چمک جائیں گے علم گھوڑوں کے بجائے صرف نچروں پر سوار کرتا۔ اس کے پاس صرف بڑے نقارے، اکیس تھے۔ اور ان بڑے علموں کے علاوہ تقریباً پانچ سو چھوٹے نشان تھے۔ ایک چوتھائی رات سے اس کی تمام فوج جس میں تمام فرتے شامل ہوتے اپنے اپنے مرتبہ پر صف بستہ ہو جاتی۔

نقارہ کی آواز پر فوج کی نقل و حرکت:

طلوع فجر کے بعد افشین اپنے خیمہ سے برآمد ہوتا۔ مؤذن اس کے سامنے آذان صبح دیتا وہ نماز پڑھتا اور دوسرے لوگ تاریکی ہی میں نماز پڑھتے۔ نماز کے بعد وہ نقاروں پر چوب لگواتا اور پھر حملہ کی شکل میں چلتا۔ فوج کی کثرت اور پہاڑوں اور پہاڑی راستوں پر اپنی ترتیب کے مطابق نقل و حرکت کی۔ وجہ سیر اور قیام کا حکم وہ نقاروں کی آواز اور ان کی خاموشی سے دیتا۔ پہاڑ سامنے آتا وہ اس پر چڑھ جاتا۔ کوئی کھڑ سامنے آتا وہ اس میں اتر جاتا۔ البتہ اگر کوئی ایسا پہاڑ سامنے آتا جس پر وہ نہ چڑھ سکتے اور وہاں سے اتر سکتے تو وہاں سے وہ اپنی اصلی فوج اور صف میں پلٹ کر آ جاتا۔ نقاروں کی آواز چلنے کا حکم تھی۔ اور جب وہ چاہتا کہ سب فوج ٹھہر جائے وہ نقاروں کو خاموش کر دیتا اور اس وقت جو جمعیت یا سپاہی جہاں ہوتا چاہے وہ پہاڑ کی چوٹی ہو یا وادی کا عمق وہیں ٹھہر جاتا۔ افشین آہستہ آہستہ بڑھتا تھا جب کوئی کوہبانی کوئی خبر لے کر آتا وہ اسے سننے کے لیے ٹھہر جاتا طلوع فجر سے آفتاب اچھی طرح بلند ہونے تک وہ اس چھ میل مسافت کو جو روز بروز اور بڑے درمیان تھی طے کرتا۔

افشین و بابک کی احتیاطی تدابیر:

افشین جب اس کنوئیں پر جہاں گذشتہ سال لڑائی ہوئی تھی چڑھ کر آتا تو بخارا خذاہ کو ہزار سوار اور چھ سو پیادوں کے ساتھ

گھاٹی کے کناروں پر اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیتا۔ تاکہ خرمیوں کی کوئی جماعت اس پر آک ان کا راستہ مسدود نہ کرے۔ جب بابک کو معلوم ہوتا کہ حروف کا لشکر اس پر آ رہا ہے۔ وہ اس گھاٹی کے جہاں بخارا خذاہ متعین ہوتا نیچے وادی میں اپنی پیدل سپہ کو کمین گاہ میں متعین کر دیتا۔ تاکہ جو جماعت وہاں سے بڑھ کر اس پر یورش کرنا چاہے یہ فوج اسے روکے۔ مگر افشین اس کے مقابلہ پر بخارا خذاہ کو اس گھاٹی پر متعین کرتا۔ جس پر افشین کے خلاف قبضہ کرنے کے لیے بابک اپنی جمعیت بھیجتا۔ جب تک افشین اس کنویں تک وادی میں اترتا۔ بخارا خذاہ برابر گھاٹی کی حفاظت کرتا رہتا۔

افشین کی امرائے عسا کر کو ہدایت:

افشین نے بخارا خذاہ کو ہدایت کی تھی کہ اس کے اور بذ کے درمیان والی وادی میں وہ اس طرح مقیم رہا کرے جس طرح کہ خندق میں رہا جاتا ہے نیز وہ ابوسعید محمد بن یوسف کو حکم دیتا کہ اپنے دستہ کے ساتھ وہ اس وادی کو عبور کر جائے۔ جعفر الخلیا ط کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ وہاں ٹھہرا رہے۔ اور احمد بن خلیل کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ ٹھہرے۔ اس طرح وادی کی اس جانب میں جہاں سے ان کو دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ تھا تین دستے ہو جاتے۔ دوسری جانب سے خود بابک آذین کے ہمراہ بذ سے نکل کر ان تینوں دستوں کے مقابل ایک ٹیلہ پر آ کر بیٹھتا تاکہ افشین کی کوئی فوج بذ کے دروازے تک نہ بڑھ سکے اور افشین کا ہمیشہ یہی قصد ہوتا کہ وہ بذ کے دروازے تک پہنچے مگر سر دست وہ اپنی فوج کو یہی حکم دیتا کہ جب وہ وادی کو عبور کر لیں تو پھر آگے نہ بڑھیں وہیں ٹھہر جائیں۔ اور جنگ نہ کریں۔

بابک کو افشین کی نقل و حرکت کا علم:

بابک کو جب معلوم ہوتا کہ افشین کی فوجیں اپنی خندق سے نکل کر اس کی طرف نقل و حرکت کر رہی ہیں وہ فوراً اپنی فوج کو پوشیدہ مقامات میں گھات بٹھا دیتا اور اس کی وجہ سے اس کے پاس بہت تھوڑے آدمی رہ جاتے افشین کو بھی اس کی خبر ہوتی۔ مگر اسے گھات کے مقام معلوم نہ تھے۔ ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ خرمیہ سب کے سب نکل آئے ہیں۔ اور بابک کے پاس بہت ہی تھوڑی جماعت رہ گئی ہے۔

افشین کا دستور عمل:

افشین کا دستور تھا کہ وہ جب اس مقام پر چڑھ آتا تو وہاں اس کے لیے پوستین بچھا دی جاتی۔ اور ایک کرسی رکھ دی جاتی وہ ایک ایسے بلند مقام پر آ کر بیٹھتا جہاں سے بذ کا دروازہ سامنے نظر آتا۔ اور تمام اس کی فوج دستوں میں تقسیم ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑی ہوتی ان میں سے جو اس کے ہمراہ وادی کی اس جانب ہوتی۔ جدھر افشین ہوتا وہ اس سپاہ کو گھوڑوں سے اترنے کی اجازت دیتا البتہ جو فوجیں ابوسعید جعفر الخلیا ط اور احمد بن خلیل کے ہمراہ وادی کی دوسری جانب نکل چکی ہوتیں۔ ان کو دشمن کے خیال سے گھوڑوں سے اترنے کی اجازت نہ ہوتی۔ وہ اپنی کوہبانی پیدل سپاہ کو دشمن کے گھاتوں کی تلاش کے لیے پہاڑ کی وادیوں میں پھیلا دیتا۔ کہ شاید کسی کمین گاہ کا پتہ چل جائے۔ یہ تلاش ہر کے بعد تک جاری رہتی۔ اس اثناء میں خرمیہ بابک کے سامنے بیٹھے ہوئے بیڈ پتے رہتے۔ اور نوبت بختی رہتی۔ نماز ظہر پڑھ کر افشین اپنے مقام سے اٹھ کر اپنی روز الروذ والی خندق کو چل دیتا۔ سب سے پہلے ابوسعید ادھر روانہ ہوتا۔ اس کے بعد احمد بن خلیل پھر جعفر بن دینار اور ان کے بعد افشین پلٹ جاتا اس کی اس آمد و رفت سے بابک بہت چڑ جاتا اور

جب وہ واپس جانے لگتا تو بابک کی فوج ان کا استہزا کرتی اور چنگ و بگل بجانے لگتی۔ تا وقتیکہ تمام فوج بخارا خذاہ کے مقام سے بخیریت گذرنے جاتی وہ گھائی سے نہ ہنسا سب کے بعد وہ پلٹ کر چلا جاتا۔

چند روز جب اور اسی طرح بغیر لڑائی کے گذرے۔ تو اس قتل و حرکت اور صف بندی اور تلاش و تفتیش سے خرمیہ تنگ آ گئے۔
خرمیوں کا جعفر کے دستہ پر حملہ:

ایک دن اور اسی طرح بغیر لڑائی کے افشین حسب عادت واپس ہو گیا اور سب دستے اپنی اپنی ترتیب سے پلٹنے لگے ابو سعید نے وادی کو عبور کر لیا تھا اور جعفر کے دستے کے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے۔ کہ خرمیہ نے اپنی خندق کا پھانک کھولا۔ اس میں سے دس شہسواروں نے برآمد ہو کر جعفر کی بقیہ فوج پر اس جگہ حملہ کر دیا۔ فوج میں ہنگامہ برپا ہوا۔ جعفر خود اپنے دستے کو لے کر پھر مقابلہ پر پلٹ آیا۔ اور اس نے بذات خود ان سواروں پر حملہ کر کے ان کو بزد کے دروازے تک پسپا کر دیا۔ اس کے بعد پھر فوج میں ایک ہنگامہ برپا ہوا۔ اب افشین اور جعفر اور ان کی فوجیں اس طرف سے لڑتی ہوئی پلٹ آئیں۔ اس سے پہلے جعفر کے دستے کے بعض لوگ نکل کر جا چکے تھے خود بابک بھی چند سواروں کے ساتھ لڑنے کو نکل آیا۔ اس وقت نہ افشین کے ساتھ پیدل سپاہ تھی اور نہ بابک کے ساتھ پیادے تھے۔ صرف سوار ہی لڑ رہے تھے۔ کبھی یہ ان پر حملہ آور ہوتے اور کبھی وہ ان پر حملہ کرتے۔ بہت سے آدمی طرفین کے زخمی ہوئے۔

افشین کی جعفر سے برہمی:

افشین پلٹ کر پھر اپنی جگہ آ کر ٹھہر گیا۔ اس کے لیے حسب دستور چہرا اور کرسی رکھادی گئی۔ وہ اسی مقام پر جہاں بیٹھا کرتا تھا بیٹھ گیا اور جعفر پر برہم ہونے لگا۔ کہ تم نے میری تمام تیاری اور منصوبے غارت کر دیئے اتنے میں اور شور سنائی دیا ابودلف کے دستے میں بھرے وغیرہ کے مجاہد رضا کاروں کی بھی ایک جماعت تھی جب انہوں نے جعفر کو مصروف پیکار دیکھا۔ تو یہ رضا کار افشین کے حکم کے بغیر وادی میں اتر کر اسے عبور کر کے بڑکی سمت اتر گئے تھے اور خود شہر بزد سے چٹ کر انہوں نے اسے کچھ نقصان بھی پہنچایا تھا بابک قریب تھا کہ فیصل پر چڑھ کر بزد میں داخل ہو جائیں۔

جعفر کا افشین کو پیغام:

جعفر نے افشین سے کہا کہ بھیجا کہ آپ مجھے پانچ سو پیدل قادر انداز بھیج دیں۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں بزد میں داخل ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں اپنے سامنے سوائے اس آذین کے دستے کے جسے آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور کوئی فوج مزاحمت کرنے والی نہیں دیکھتا۔

جعفر کو مراجعت کا حکم:

افشین نے اسے کہا کہ بھیجا کہ تم نے میری تمام تجویز بر باد کر دی رفتہ رفتہ تم اس مقام سے اپنے کو اور اپنی فوج کو باہر لے آؤ اور پلٹ آؤ۔ اسی اثنا میں جب رضا کاروں نے خود پذیر ہو کر یورش کر دی۔ تو ایک شور برپا ہو گیا۔ بابک کی گھات والی فوجوں نے خیال کیا کہ اب تو جنگ پوری طرح شروع ہو چکی ہے انہوں نے نعرے بلند کیے اور بخارا خذاہ کی فوج کے نیچے سے ایک دم وہ برآمد ہوئے۔ اسی طرح سے بابک کی ایک دوسری گھات اس کنوئیں کے عقب سے جس پر افشین بیٹھا کرتا تھا نکل آئی ان کو دیکھ کر خرمیہ

جماعت سب کی سب حرکت میں آگئی مگر مسلمانوں کی فوجیں اب تک بغیر کسی اضطراب کے اور بے چینی کے اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ توں کی جوں کھڑی رہیں۔ یہ دیکھ کر افشین نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس طرح ہمیں دشمن کے چھپنے کا مقامات کا پتہ چل گیا۔

جعفر کی افشین سے شکایت:

جعفر پلٹ آیا اس کی فوج اور رضا کار بھی واپس آئے۔ جعفر افشین کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے آقا امیر المؤمنین نے مجھے اس جنگ کے لیے جس کا موقع آ گیا تھا بھیجا ہے نہ اس کے لیے بھیجا ہے کہ یہاں آرام سے بیٹھا رہوں۔ آپ نے عین ضرورت کے وقت میری امداد سے دست کشی کی۔ اگر آپ صرف پانچ سو پیدل قادر انداز مجھے بھیج دیتے تو میں نہ صرف بذلکہ بابک کے گھر کے اندر داخل ہو جاتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے سامنے بہت تھوڑی فوج مقابلہ کے لیے تھی۔

جعفر اور فضل بن کاؤس میں تلخ کلامی:

افشین نے کہا سے مت دیکھو کہ سامنے کون ہے یہ دیکھو کہ پیچھے کس قدر ہیں۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ بخارا خذہ اور اس کی فوج پر دشمن کی ایک پوشیدہ فوج نے اپنی گھات سے نکل کر اچانک حملہ کیا تھا اس پر فضل بن کاؤس نے جعفر سے کہا اگر اس لڑائی کا انتظام تمہارے ہاتھ میں ہوتا تو تم سے یہ بھی نہ ہو سکتا کہ تم اس مقام پر چڑھ آتے جہاں تم اب کھڑے ہو یہ کیا باتیں بناتے ہو کہ میں یہ کرتا اور یہ کرتا۔ جعفر نے کہا یہ جنگ ہے اور جس کا جی چاہے آ جائے ہم اس کے لیے یہاں موجود ہیں۔ فضل نے غصے میں کہا اگر امیر یہاں نہ ہوتے تو میں تم کو بتاتا کہ تم کون ہو اس پر افشین نے دونوں کو ڈانٹا اور وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

رضا کاروں کی واپسی کا حکم:

افشین نے ابودلف کو حکم دیا کہ رضا کاروں کو شہر کی فصیل سے واپس لے آئے۔ اس نے ان کو واپسی کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک شخص ایک پتھر لیے ہوئے آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب تم ہم کو یہاں سے واپسی کا حکم دیتے ہو جب کہ میں نے خود فصیل کی شہر سے یہ پتھر اٹھ لیا ہے اس نے کہا جس وقت واپس چلو گے تم کو معلوم ہوگا کہ ہمارے راستے میں کون دشمن حائل ہے اس سے اس کی مراد بابک کی وہ فوج ہے جس نے بخارا خذہ کے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا تھا۔

ابوسعید کی افشین کی حکمت عملی کی تعریف:

افشین نے ابوسعید سے جعفر کے روبرو کہا اللہ تم کو اس کی تمہاری اپنی اور امیر المؤمنین کی خیر خواہی کی جزائے خیر دے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم جنگی امور اور اس کی سیاست سے اس قدر باخبر ہو کہ ہر عامہ باندھنے والا اس کا مستحق نہیں کہ وہ رائے زنی کرے کہ کس اہم اور ضروری مقام میں محض وقوف کرنا غیر ضروری مقام میں جنگ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ آسان کام نہیں اس نے اس گھات کی طرف جو پہاڑ کے نیچے تھی اشارہ کر کے کہا کہ بتاؤ اگر یہ فوج ان رضا کاروں پر جو محض کرتے پہنچے ہوئے ہیں۔ نکل پڑی تو ان کو سرداروں کی کیا گت بنی اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو دشمن سے بچالیا۔ یہاں ٹھہرے رہو۔ اور جب تک یہاں ایک آدمی بھی ہو یہاں سے حرکت نہ آنا۔

افشین کی مقام مصاف سے مراجعت:

یہ کہہ کر افشین پلٹا۔ اس کی عادت تھی کہ جب وہ مراجعت کرتا تو پوری فوج کا علم اور خود اس کے سوار اور پیدل واپس ہوتے

اس اثناء میں دوسرا دستہ اس کے سامنے کھڑا رہتا۔ اور ان دونوں کے درمیان صرف ایک تیر کا فاصلہ رہتا وہ اس وقت تک اس گھاٹی اور تنگ درے کے قریب نہ جاتا جب تک کہ وہ یہ نہ دیکھ لیتا کہ سامنے جانے والے دستے کے تمام آدمی وہاں سے عبور کر گئے ہیں اور اس کے لیے راستہ صاف کر چکے ہیں اس کے بعد وہ گھاٹی کے قریب جاتا اور پھر وہ اپنے دوسرے دستہ سپاہ کے ساتھ اپنی سوار اور پیادہ جمعیت کے ساتھ اس گھاٹی میں اترتا ہمیشہ اس کا یہی دستور رہا اس نے تمام دستوں کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ کس کے پیچھے واپس ہوا کریں۔ اس وجہ سے کوئی دستہ اپنی نوبت کے بغیر کسی پر نہ مقدم ہوتا۔ اور نہ اس سے مؤخر رہتا۔ اور اس طرح جب بخارا خذاہ کے دستہ کے علاوہ اور تمام فوجیں اس گھاٹی سے گذر جاتیں تو اب بخارا خذاہ اس گھاٹی کو چھوڑ کر اپنی خندق کو پلٹتا۔ چنانچہ آج بھی وہ اسی ترتیب سے مقام مصاف سے پلٹا۔ ابو سعید سب کے آخر میں تھا ہر فوج جو بخارا خذاہ کے مورچے سے گذرتی اسے وہ گھاتا۔ نظر آتی جہاں دشمن ان کی تاک میں چھپا ہوا تھا ان کو اب معلوم ہوا کہ ان کے پھانسنے کے لیے کیا جال بچھایا گیا ہے وہ کفار بھی اپنی اپنی راہ ہو گئے جو چاہتے تھے کہ اس مقام کو جس کی حفاظت بخارا خذاہ کے ذمے تھی اپنے قبضے میں کر لیں۔

رضا کاروں کی افشین سے شکایت:

چند روز افشین اپنی روز الروذ والی خندق میں بغیر کسی جنگی کارروائی کے خاموش بیٹھا رہا۔ رضا کاروں نے چارہ کی قلت اور خرچ اور نوشتہ کی کمی کی اس سے شکایت کی اس نے ان سے کہا جو تم میں سے صبر کر سکتا ہے وہ صبر کرے اور جو نہ کر سکتا ہو وہ خوشی سے چلا جائے میرے ساتھ سرکاری فوج موجود ہے وہ بہر حال اپنی معاشوں میں سردی اور گرمی ہر حالت میں میرے ساتھ ہیں برف پڑنے تک میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔

رضا کاروں کی افشین کے طرز عمل پر تنقید:

اس جواب کو سن کر رضا کار اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے اور کہنے لگے کہ اگر افشین ہم کو اور جعفر کو ہمارے حال پر چھوڑ دیتا تو ہم نے بذکاتح کر لیا ہوتا۔ یہ تو جنگ میں صرف ٹال منول کر رہا ہے۔ افشین کو بھی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ یہ رضا کار اس پر خوب زبان درازیاں کر رہے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ افشین ان سے لڑنا ہی نہیں چاہتا۔ وہ تو معاملہ کو طول دینا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ ان نے یہ بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں افشین سے کہہ دوں کہ یا تم فوراً اس شخص سے پوری مستعدی سے لڑو۔ ورنہ میں پہاڑوں کو حکم دوں گا کہ وہ تم کو سنگسار کریں۔ اس خواب کو لوگوں نے راز سمجھ کر چھاؤنی میں علانیہ طور پر بیان کرنا شروع کر دیا۔

رضا کاروں کے افسروں کی طلبی:

افشین نے رضا کاروں کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اسے میرے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے اب دوسروں کو بھی بڑے بڑے خواب نظر آنے لگے ہیں وہ اس شخص کو ایک جماعت کے ساتھ افشین کے پاس لائے افشین نے اسے سلام کیا اور اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور کہا کہ تم بغیر کسی لحاظ اور باک کے صاف صاف اپنا خواب مجھ سے بیان کرو۔ کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہو گا وہی تم کہو گے اس نے اپنا خواب بیان کر دیا۔ افشین نے کہا ہر شخص سے پہلے اللہ ہر بات سے واقف ہے اور وہی اس بات کو جانتا ہے کہ اس مخلوق سے اس کا کیا ارادہ ہے اگر اللہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ پہاڑوں کو

کسی پرسنگاری کا حکم دے تو سب سے پہلے وہ اس کا فرکو سنگسار کرا کر ہمیں اس کی طرف سے مطمئن کر دیتا تا وقتیکہ میں اس کا فرکی زبان درازی اور تکلیف سے اللہ کو بے فکر نہ کروں۔ تاکہ اسے پھر اس بات کی ضرورت ہی نہ رہے۔ کہ میں اس سے لڑتا پھروں اس وقت تک وہ تجھے کیوں سنگسار کرنے لگا۔ اللہ پر کوئی خفی سی خفی بات بھی پوشیدہ نہیں ہے وہ میرے قلب سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ اے مساکین! میں تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہوں۔

ایک مجاہد کا جذبہ شہادت:

اس پر ایک دیندار مجاہد نے کہا جناب والا اگر شہادت کا موقع آ گیا ہے تو آپ ہمیں اس سے محروم نہ کریں۔ ہم محض اللہ کے لیے اس کی رضا جوئی اور ثواب کے لیے آئے ہیں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آگے بڑھیں۔ مگر آپ کی اجازت کے بعد شاید اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا کر دے۔

افشین کا حملہ کرنے کا فیصلہ:

افشین نے کہا مجھے آپ کی نیت صادق معلوم ہوتی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو بات اللہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے وہ ان شاء اللہ بہتر ہوگی۔ آپ بھی جوشیلے ہیں اور سب لوگوں میں بھی جوش موجزن ہے۔ مگر اللہ واقف ہے کہ میری رائے یہ نہیں تھی جو اس وقت آپ کے کلام سے مترشح ہوتی ہے اب البتہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس بات کا موقع آ گیا ہے۔ کہ یہ جذبہ پورا ہو جائے۔ آپ اللہ کا نام لے کر جس روز چاہیں اس کام کے لیے آمادہ ہوں ہم سب چلیں گے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اس گفتگو کے بعد مجاہدین ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ آئے۔ اور انہوں نے چھاؤنی میں آ کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بشارت دی اسے سن کر جو لوگ واپسی کا ارادہ کر چکے تھے وہ ٹھہر گئے اور جو لوگ چھاؤنی سے چل کر چند دن کی مسافت پر چلے گئے تھے۔ وہ بھی اسے سن کر واپس آ گئے۔

افشین کی بذیر فوج کشی:

افشین نے ایک دن کے لیے وعدہ کیا کہ اس روز دشمن کے مقابلہ پر کوچ ہوگا۔ اس نے تمام فوج کو رسالہ پیدل اور تمام لوگوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ اور ظاہر کیا کہ اس مرتبہ وہ ضرور دشمن سے لڑے گا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ مال و متاع لے کر اپنی قیام گاہ سے چلا چھاؤنی میں جس قدر شجر تھے۔ ان پر اس نے زخیوں کے لیے محل رکھوائے۔ طبیبوں کو ساتھ لیا بسکٹ، ستو اور دوسری تمام ضروریات جنگ اور معیشت ساتھ لیں۔ اب سب نے مشترکہ طور پر بذیر چڑھائی کی۔ اس نے بخارا اخذہ کو گھائی پر اسی جگہ جہاں وہ پہلے سے متعین کیا کرتا تھا متعین کرو۔

افشین کو ابودلف کو پیش قدمی کا حکم:

اس کے بعد اس کے مقررہ مقام پر حسب دستور سابق چڑھ اور کرسی اس کے لیے بچھا دی گئی۔ اور وہ حسب عادت کرسی پر بیٹھ گیا ابودلف سے کہا کہ رضا کاروں سے کہو کہ جو سمت تم کو سب سے سہل معلوم ہو تم صرف اسی پر اکتفا کرو اور جعفر سے کہا کہ تمام فوج تمہارے سامنے موجود ہے۔ قادر انداز اور آگ لگانے والے بھی تمہارے سامنے ہیں۔ اگر تم کو ان کی ضرورت ہو تو میں یہ تم کو دیئے دیتا ہوں تمہاری جو حاجت ہو یا جو کچھ تم چاہو وہ میں پورا کر دیتا ہوں۔ تم اللہ کا نام لے کر جس جگہ سے جانا چاہو بڑھو۔ جعفر نے کہا میں

اس مقام پر پہنچنا چاہتا ہوں جہاں میں متعین ہوتا تھا افشین نے کہا بسم اللہ جائیے۔ اس کے بعد اس نے ابوسعید کو بلا دیا اور کہا کہ تم اور تمہاری فوج میرے سامنے کھڑے رہے۔ اور یہاں سے تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اس نے احمد بن خلیل کو بھی بلا کر یہی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ ہمارے اور جعفر اور اس کی جماعت کو وادی عبور کر کے آگے بڑھنے دے۔ خود اپنی جگہ کھڑا رہے تاکہ اگر جعفر کو پیدل سپاہ یا سواروں کی امداد کی ضرورت ہو تو تم ان کو کمک بھیج دیں۔

رضا کاروں کا بڑا حملہ:

اس نے ابودلف اور اس کے رضا کار مجاہدین کو پیش قدمی کا حکم دیا یہ وادی میں اتر کر پہلی مرتبہ جس جگہ اور سمت سے چڑھے تھے اس مرتبہ بھی بذی فصیل کی طرف چڑھنے لگے اور وہاں پہنچ کر حسب سابق فصیل سے جا چلے۔ جعفر نے ایک شدید حملہ کر کے اس مرتبہ بھی پہلے حملہ کی طرح شہر کے دروازے پر جا کر ضرب لگائی اور وہیں تھیں کیا خاصی دیر تک کفار بھی وہیں اس کے مقابلہ پر جے رہے۔ افشین نے ایک آدمی کے ہاتھ دیناروں کی ایک تھیلی یہاں بھیجی اور اس سے کہا کہ تو جعفر کے مجاہدین کے پاس جا اور کہہ کہ جو آگے بڑھے گا اسے ایک مٹھی بھرا شرفیاں دی جائیں گی اس نے اپنے ایک دوسرے آدمی کو ایک اور تھیلی دی۔ اور کہا کہ تم یہ رو پیہ طوق اور کنگن لے کر رضا کاروں کے پاس جاؤ اور ابودلف سے کہو کہ رضا کاروں اور دوسرے مجاہدوں میں تم کو جو ایسا نظر آئے۔ جس نے جنگ میں اچھی خدمات انجام دی ہوں اسے جو مناسب سمجھو اس میں سے دو۔ نیز اس نے بہت تم آبدار خانہ کو بلا کر حکم دیا کہ ستوا اور پانی لے کر عین لڑائی میں فوج کے ساتھ جا ملو۔ اور جسے ضرورت ہو اسے یہ چیزیں دو۔ تاکہ سپاہیوں کو پیاس کی وجہ سے واپس نہ آنا پڑے۔

رضا کاروں کے لیے ستوا اور پانی کی فراہمی:

نیز افشین نے جعفر کی جمعیت کو بھی پانی اور ستوا مہیا کر دیا۔ اس نے کفر یہ فوج کے سردار کو بلا کر اس سے کہا کہ دوران جنگ میں جس رضا کار کے ہاتھ میں تم کو تیر نظر آئے میں اسے پچاس درہم عطا کروں گا اس کے لیے اس نے درہموں کی ایک تھیلی اس کے حوالے کی جعفر کی جمعیت کے ساتھ بھی اس نے اسی سلوک کا حکم دیا۔ اور فوج کے پاس اس نے کفر یہ دستے کو روانہ کیا جن کے پاس تیر تھے۔ اس نے طوق اور کنگنوں سے بھرا ہوا ایک صندوق جعفر کو بھیجا اور کہا کہ اپنے آدمیوں میں سے جسے چاہو یہ انعام دو۔ اس کے علاوہ میں بعد میں اور بھی انعام و اکرام اپنے پاس سے ان کو دوں گا۔ نیز جس کسی نے تم معاش کے اضافہ کا اقرار کرو۔ میں اسے بھی پورا کروں گا اور امیر المؤمنین کو ان کے نام لکھ بھیجوں گا۔

خرمیوں کا جعفر پر حملہ:

بذکے دروازے پر دیر تک گھسٹان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار خرمیہ دروازہ کھول کر جعفر کی جمعیت پر حملہ آور ہوئے اور ان کو دروازے سے ہٹا دیا نیز انہوں نے ایک دوسری سمت سے رضا کاروں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کے دو علم چھین لیے ان کو فصیل سے دھکیل دیا اور پتھروں سے ان کو اس قدر زخمی کیا کہ وہ متاثر ہو کر جنگ سے دور ہٹ کر ٹھہر گئے جعفر نے اپنی جماعت کو لاکرا آگے بڑھوان میں سے تقریباً سو آدمی جھپٹ کر آگے بڑھے اور وہ اپنی ڈھالوں کی آڑ میں گھنٹوں کے بل دشمن کو روک کر کھڑے ہو گئے۔

خرمیوں کی شدید مدافعت:

اب یہ شکل ہوئی کہ نہ یہ ان پر بڑھتے تھے۔ اور نہ وہ ان پر پیش قدمی کرتے تھے نماز ظہر تو لڑائی کی یہی صورت قائم رہی افسین عرادے بھی ساتھ لایا تھا اس نے ایک عرادہ جعفر کے مقابل دروازے کے سامنے نصب کیا اور ایک وادی کی جانب سے رضا کاروں کی جمعیت کے قریب نصب کیا تھا۔ جعفر کی سمت والے عرادہ کی اس نے پوری طرح مدافعت کی مگر وہ کسی طرح جعفر کی فوج اور خرمیہ کے درمیان جا پڑا۔ اور دیر تک دونوں کے بیچ میں پڑا رہا مگر آخر کار جعفر کی جمعیت نے سخت جدوجہد کے بعد اسے دشمن کے نزعے سے نکالا اور پھر اسے اکھاڑ کر اصل فرودگاہ کو واپس کر دیا۔ اب تک دونوں فریق ایک دوسرے کو روکے ہوئے تھے۔ کسی کو پیش قدمی کا موقع نہ ملا۔ البتہ تیر اور پتھر ایک دوسرے پر چلا رہے تھے۔ جعفر کے تیر اور پتھر ان کی فسیل اور دروازے پر پڑے۔ اور یہ لوگ میدان میں ڈھالوں کی آڑ لیے ہوئے تھے۔

پیدل فوج کی کمک:

اس کے بعد پھر لڑائی ہونے لگی پھر افسین کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ دشمن اس کی فوج پر دست آزدرا کرے اب اس نے اس پیدل فوج کو جسے اس نے پہلے سے تیار کر رکھا ہے اور وہ رضا کاروں کی جگہ مورچہ زن تھے کمک کے لیے بھیجا اور جعفر کی کمک کے لیے ایک پیدل کا دستہ روانہ کیا۔ جعفر نے کہا فوج کی کمی کی وجہ سے مجھ پر یہ یورش نہیں ہے میرے ساتھ بڑے چابک دست بہادر ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ان کو آگے بڑھنے کا موقع مل ہی نہیں ہے یہ جگہ اس قدر تنگ ہے کہ یہاں صرف ایک یا دو آدمی اچھی طرح سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں جنگ رک گئی افسین نے کہلا کر بھیجا کہ واپس آ جاؤ جعفر پلٹ آیا۔

افسین کا فوج کو مراجعت کا حکم:

افسین نے اپنے محل بردار خچر میدان میں بھیجے وہ زخمیوں کو اور ان لوگوں کو جو پتھروں کی چوٹوں سے خود چلنے سے معذور تھے۔ ان محلوں میں بٹھا کر لے آئے اب افسین نے ساری فوج کو مراجعت کا حکم دیا۔ اور یہ سب اپنی روز الروذ والی خندق میں چلے آئے۔ لوگ اس سال فتح سے مایوس ہو گئے۔ اور اس وجہ سے رضا کاروں کی ایک بڑی جماعت چھاؤنی سے چلی گئی۔

پیدل تیر اندازوں کو پہاڑ پر چڑھائی کا حکم:

دو جمعوں کے بعد افسین نے پھر حملہ کی تیاری کی۔ وسط شب میں اس نے ایک ہزار پیدل قادر اندازوں کو طلب کر کے ان میں سے ہر ایک کو چھ گل اور بسکت دیئے اور ان میں سے بعض کو سیاہ اور دوسرے رنگ کے جھنڈے بھی دیئے اس تیاری کے بعد اس نے اس فوج کو غروب آفتاب کے وقت رہنماؤں کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ وہ ساری رات نہایت دشوار گزار اور مکلف پہاڑوں پر عام راستے سے ہٹ کر چلتے رہے اور اس طرح ان پہاڑوں کو گھوم کر وہ اس بلند پہاڑ کے پیچھے پہنچ گئے جس پر آذین آ کر ٹھہرا تھا افسین نے انہیں حکم دیا تھا کہ اس قدر خاموشی سے نقل و حرکت کریں کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہونے پائے۔ اور جب ہمارے علم تم کو نظر آئیں۔ اور تم صبح کی نماز پڑھ چکو۔ اور جنگ بھی ہونے لگے اس وقت تم ان جھنڈوں کو اپنے نیزوں کے سروں پر باندھ کر بلانا۔ نقارے بجانا اور پہاڑ پر سے اتر کر دشمن پر پتھر اور تیر کا مینہ برسا دینا اور اگر تم کو ہمارے علم نظر نہ آئیں تو تم اپنی جگہ سے اس وقت تک جنبش نہ کرنا۔ جب تک کہ میری اطلاع تم کو نہ موصول ہو۔

بشیر ترکی کو زیریں حصہ پر قبضہ کرنے کی ہدایت:

اس جماعت نے حسب عمل کیا وہ طلوع فجر کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے وادی میں سے ان مشکیزوں کو بھڑلے گئے اور چوٹی پہاڑ کی پر پہنچے۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ افشین نے اپنے افسروں کو حکم بھیجا کہ سب مسلح ہو جائیں میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا۔ نیز ابھی رات باقی تھی کہ اس نے بشیر ترکی اور اس کے ساتھی فراغند جمعیت کے ایک سردار کو آگے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ اس وادی کے سب سے زیریں حصے میں جہاں سے لوگوں نے پانی لیا تھا اور جو اس پہاڑ کے نیچے واقع تھی۔ جہاں آذین آ کر ٹھہرتا تھا۔ مسلسل چل کر پہنچ جائیں افشین کو یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ جب کبھی ہماری فوج بائک پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہمیشہ اس مقام میں اپنی جمعیت کو گھات میں بٹھا دیتا اس ہدایت کے بموجب بشیر اور فراغند اس مقام کی طرف جس کے متعلق معلوم تھا کہ وہاں بائک کی ایک فوج گھات میں بیٹھا کرتی ہے رات ہی میں چل دیئے ان کی اس روانگی کا علم خود چھاؤنی کے اکثر لوگوں کو نہ ہو سکا۔

افشین کی پیش قدمی:

ان کے جانے کے بعد افشین نے تمام افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ مسلح ہو کر سواری کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ میں علی الصباح پیش قدمی کروں گا۔ چنانچہ علی الصباح وہ اور تمام فوج فرود گاہ سے مسلح ہو کر چلی اس نے دستور کے مطابق مشعلیں اور مشعلچیوں کو بھی ساتھ لیا۔ نماز صبح ادا کی۔ اس کے بعد نقارے پر چوٹ پڑی وہ سوار ہو کر اسی جگہ آیا جہاں وہ ہر دفعہ آ کر ٹھہرا کرتا تھا۔ حسب عادت وہاں اس کے لیے کھال اور کرسی رکھ دی گئی۔ بخارا خذہ اپنی عادت کے مطابق اس کھائی پر آ کر کھڑا ہوتا جہاں وہ ہر روز کھڑا ہوتا تھا۔ مگر آج افشین نے اسے مقدمہ الخیش میں ابو سعید، جعفر الخياط اور احمد بن خلیل کے ساتھ کر دیا۔ ایسے وقت میں اس تبدیلی کو دیکھ کر تمام فوج اچنبھے میں پڑ گئی۔

آذین والے ٹیلے کا محاصرہ:

افشین نے ان سب سرداروں کو حکم دیا کہ تم اس ٹیلے کو جس پر آذین مقیم ہے چاروں طرف سے حلقے میں لے لو حالانکہ آج سے پہلے وہ ان کو اس بات سے روکا کرتا تھا یہ تمام دستے اپنے مذکورہ بالا چاروں سرداروں کی قیادت میں بڑھا۔ اور اس نے اس ٹیلے کو گھیر لیا جعفر الخياط بذ کے دروازے کے قریب تھا۔ ابو سعید اس سے ملا ہوا تھا اور بخارا خذہ اس سے متصل تھا اور احمد بن خلیل اس سے متصل تھا اور احمد بن خلیل اس سے متصل تھا۔ اس طرح انہوں نے اس ٹیلے کو چاروں طرف سے اپنے حلقے میں لے لیا۔

خرمیوں کا بشیر و فراغند پر حملہ:

اتنے میں وادی کے اسفل سے ایک شور اٹھا کیونکہ آذین والے ٹیلے کے نیچے جو گھات تھی اس نے بشیر اور فراغند پر اپنی کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا تھا۔ بشیر اور اس کے ساتھی ان سے لڑنے لگے۔ اور تھوڑی دیر تک خوب گھسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ اصل فوج نے جب شور سنا تو ان میں اضطراب پیدا ہوا۔ افشین نے حکم دیا کہ منادی کرادی جائے کہ یہ بشیر ترکی اور فراغند ہیں۔ جن کو میں نے ہی اس سمت کو بھیجا ہے۔ اور انہوں نے دشمن کی گھات کو برآمد کیا ہے یہ وہی شور ہے لہذا تم لوگ اپنی جگہ اطمینان سے رہو۔ مگر جب ان قادر انداز پیدلوں نے جو پہلے سے پہاڑوں پر بھیج دیئے گئے تھے اس شور کو سنا انہوں نے افشین کی ہدایت کے مطابق اپنے علم جوڑے لوگوں نے دیکھا کہ بلند پہاڑ سے سیاہ علم آرہے ہیں اس فوج اور اس پہاڑ کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ تھا۔

جعفر الخياط کا حملہ:

اب ان پیدل قادر اندازوں نے آذین کی سمت اترنا شروع کیا آذین کی فوج والوں کی نظر ان پر پڑی اس نے اپنی ہمراہی بعض خرمی بیادوں کو دریافت حال کے لیے ان کی طرف بھیجا ادھر افشین کی فوج میں ان کو دیکھ کر خوف و اضطراب پیدا ہوا۔ افشین نے اپنی فوج کو مطلع کیا کہ یہ ہمارے اپنے آدمی ہیں ان کو ہم نے آذین پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ اب جعفر الخياط اور اس کی جمعیت نے آذین اور اس کی فوج پر یورش کر دی۔ یہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور ان پر جا پڑے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ آذین اور اس کی فوج کو وادی میں الٹ دیا۔

ابوسعید کے فوجی دستہ کی یورش:

ابوسعید کی سمت سے ایک شخص معاذ بن محمد یا محمد بن معاذ نے چند آدمیوں کے ساتھ آذین پر حملہ کیا۔ حملہ کے اثناء میں ان کو معلوم ہوا کہ ان کے گھوڑے کے سم تلے کنوئیں کھدے ہوئے ہیں گھوڑوں کے اگلے پاؤں ان میں پڑتے ہی ابوسعید کے شہسواران میں گر پڑے افشین نے کلغریہ جماعت کو بھیجا تا کہ دشمنوں کے مکانوں کی دیواروں کو گرا کر ان کو نڈوں کو پاٹ دیں۔ کلغریہ نے حسبہ عمل کیا اور ان کے پٹ جانے کے بعد اب تمام فوج نے مل کر ایک دم ان پر حملہ کر دیا۔ پہاڑ کے اوپر حملہ آوروں کے لیے آذین نے ایک چرخ تیار کر رکھا تھا۔ جس پر ایک بہت بڑا پتھر بار تھا۔ جب فوج نے اس پر حملہ کیا اس نے اس چرخ سے وہ پتھر ان پر لڑھکا دیا۔ تمام لوگ اس کا راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا گزر گیا۔ اس کے بعد سب نے ہر طرف سے اس پر یورش کر دی۔ بابک نے جب یہ دیکھا کہ میری سپاہ گھر گئی ہے وہ بذ سے افشین کی سمت والے دروازے سے جہاں سے افشین کا ٹیلہ ایک میل فاصلہ پر رہا ہوگا۔ نکلا۔

بابک کی امان طلبی:

بابک ایک جماعت کے ساتھ افشین کو دریافت کرتا ہوا سامنے آیا ابو دلف کے سپاہیوں نے پوچھا یہ کون ہے جو افشین کو دریافت کرتا ہے خرمیہ نے کہا بابک ہے یہ افشین سے ملنا چاہتے ہیں۔ ابو دلف نے افشین کو اس کی اطلاع بھیجی اس نے شناخت کے لیے ایک ایسے شخص کو جو بابک کو پہچانتا تھا اس کے پاس بھیجا اس نے بابک کو دیکھ کر افشین سے آ کر کہا کہ بے شک وہ بابک ہے اب افشین گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے اس قدر قریب چلا آیا جہاں سے اسے بابک اور اس کے ہمراہیوں کی گفتگو سنائی دیتی تھی اس اثناء میں آذین کی سمت میں خوب جنگ ہو رہی تھی۔ بابک نے افشین سے کہا میں امیر المؤمنین سے امان کی درخواست کرتا ہوں۔ افشین نے کہا جب چاہو میں امان دینے کے لیے تیار ہوں اس نے کہا آپ اسی وقت مجھے امان دیں اور اتنی مہلت بھی دیں کہ میں اپنے اہل و عیال کو سوار کروں اور سفر کی تیاری کر لوں۔

بابک کو افشین کی امان:

افشین نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ تمہاری بھلائی کی بات کہی مگر تم نے میری نصیحت آج تک نہیں مانی اور میں اب بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج امان لے کر تمہارا یہاں سے چلا جانا اس سے بہتر ہے کہ تم کل جاؤ۔ بابک نے کہا جناب والا میں نے آپ کی نصیحت قبول کی اور میں اس پر قائم ہوں افشین نے کہا اچھا تو وہ یرغمال ہمارے پاس بھیج دو جن کا میں نے مطالبہ کیا ہے اس

نے کہا بہتر ہے ان میں سے فلاں اور فلاں تو اسی لیے پر موجود ہیں آپ اپنی فوج کو حکم دیں کہ وہ ذرا توقف کرے۔
افشین کا بذیر قبضہ:

افشین نے فوج کو واپس بلانے کے لیے اپنا آدمی بھیجا مگر جب اس سے کہا گیا کہ فراغند کے جھنڈے بذیر میں داخل ہو چکے ہیں اور انہوں نے وہ جھنڈے مخلوں پر چڑھا دیئے ہیں افشین خود گھوڑے پر سوار ہو کر لٹکارتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ اور تمام فوج شہر کے اندر گھس پڑی۔ اور لوگ علم لے کر بابک کے مخلوں پر چڑھ گئے بابک نے اپنے ان چار مخلوں میں چھ سو آدمی چھپا رکھے تھے نما آوروں نے ان کو جالیا اور اپنے علم ان مخلوں پر بلند کر دیئے۔ بذیر کی تمام سڑکیں اور میدان آدمیوں سے بھر گئے اور اب ان لوگوں نے جو ان مخلوں میں چھپے بیٹھے تھے ان کے دروازے کھولے اور بیدل نکل کر ان سے لڑنا شروع کیا اس اثنا میں بابک اس وادی میں جبر ہشتاد ستر سے متصل ہے چلا گیا۔ اور افشین اور اس کے دوسرے تمام سردار مخلوں کے دروازوں پر لڑنے میں مشغول رہے۔
بذیر کی تاراجی:

یہاں خرمیہ نے نہایت شدید مقابلہ اور مقاتلہ کیا افشین نے آتش زین طلب کیے انہوں نے ان پر آگ برسانا شروع کی اور دوسرے لوگ قصر ڈھانے لگے یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس مقام پر قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ افشین نے بابک کی اولاد اور متعلقین کو جو بذیر میں تھی گرفتار کر لیا اتنے میں شام ہو گئی اس نے فوج کو واپسی کا حکم دیا۔ تمام فوج پلٹ آئی اس وقت خرمیہ جماعت اکثر گھروں میں چھپی بیٹھی تھی افشین اپنی روزا مروذ والی خندق میں واپس چلا آیا۔
افشین کی بذیر سے مراجعت:

بیان کیا گیا ہے کہ بابک اور اس کے ساتھ وادی میں اترنے والے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ افشین اپنی خندق کو واپس چلا گیا ہے وہ بذیر میں پلٹ آئے اور یہاں آ کر انہوں نے جس قدر زرادراہ ہوسکا اور مال اپنے ساتھ لیا اور پھر ہشتاد ستر سے ملی ہوئی وادی میں اتر گئے۔

افشین کا قصروں کے انہدام کا حکم:

دوسرے دن افشین اپنی خندق سے چل کر بذیر آیا وہ قریہ میں ٹھہر گیا اور اس نے تمام قصروں کے انہدام کا حکم دیا اس نے اپنے پیادے قریہ کے اطراف میں بیگار پکڑنے کے لیے بھیجے مگر ان کو کوئی گنوار ہم دست نہ ہوا۔ اب افشین نے اپنی کلغریہ جماعت کو اس کام کے لیے حکم دیا انہوں نے قصروں کو منہدم کر کے ان کو جلا ڈالا۔ تین دن تک وہ اس کام کو کرتے رہے جس سے بابک کے تمام قصر اور دینے جل کر خاک ہو گئے ان میں سے ایک حجرہ یا مکان بھی بربادی سے نہ بچا۔ اس کے بعد افشین اپنی فرودگاہ کو واپس آ گیا۔
بابک کا فرار:

افشین کو معلوم ہوا کہ بابک اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ بچ کر نکل گیا اس نے آرمینیا کے رؤسا اور زمین داروں کو لکھا کہ بابک چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا ہے اور وہ وادی میں سے ہو کر آرمینیا کی سمت جا رہا ہے اور ضرور تمہارے قریب سے گذرے گا۔ لہذا تم تمام راستوں کی اچھی طرح نگہداشت کرو۔ کسی کو وہاں سے گذرنے نہ دو۔ جو گذرے اسے پکڑ لو۔ اور جب تک شناخت نہ کرو آگے نہ جانے دو۔ اسی اثنا میں جاسوسوں نے افشین سے آ کر کہا کہ بابک وادی میں فلاں مقام پر موجود ہے اس مقام میں

گھاس اور جنگل بہت ہی گھٹنا تھا اس کا ایک طرف آرمینیا سے اور دوسرا آذربائیجان سے ملا ہوا تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ رسالہ وہاں جا سکے نیز وادیوں اور جنگل کی کثرت کی وجہ سے وہاں چھپنے والا نظر بھی نہیں آتا تھا یہ مسلسل ایک جہازی تھی جسے غینہ کہتے تھے افسشین نے ایسے ہر مقام پر جہاں سے اس جنگل میں راستہ جاتا تھا یا جہاں سے اس بات کا امکان تھا کہ اس سمت سے بابک نکل جائے گا۔ ایک ایک دستہ فوج میں چار سو سے پانچ سو تک جنگجو تھے متعین کر دیا۔ نیز ان سب کے ساتھ راستہ بتانے کے لیے کوہبانوں کو بھی متعین کیا اور حکم دیا کہ وہ راستوں پر ٹھہریں اور رات کے وقت ان کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہیں تاکہ وہیں سے کوئی نکلنے نہ پائے افسشین نے ان تمام فوجوں کو اپنی مرکزی فرودگاہ سے اشیاء معیشت مہیا کر دیں۔

معتمد کا بابک کے لیے امان نامہ:

یہ پندرہ دستے تھے یہ اسی طرح جہازی کو گھیرے ہوئے پڑے تھے کہ امیر المومنین معتمد کا سونے سے مہر شدہ مراسلہ جس میں بابک کے لیے امان تھی۔ افسشین کو موصول ہوا اس نے بابک کے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ہاں پناہ لی تھی اور جس میں بابک کا سب سے بڑا لڑکا بھی تھا۔ اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے دوسرے قیدیوں سے کہا کہ مجھے تو اس بات کی توقع نہ تھی کہ اس حال میں امیر المومنین سے اس طرح امان دے دیں گے تم میں سے جو جا سکے اس مراسلہ کو لے کر بابک کے پاس جائے اس بات کے لیے ان میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوا اور کسی نے کہا جناب والا ہم میں سے کسی کی یہ جرات نہیں کہ وہ اس وعدہ امان کو لے کر اس کے سامنے جائے۔

افشین کے قاصدوں کی روانگی:

افشین نے کہا اس میں کیا ہرج ہے وہ تو اس سے خوش ہوگا۔ انہوں نے کہا جناب والا یہ صرف آپ کہتے ہیں افسشین نے کہا مگر بہر حال تم کو یہ کام میری خاطر انجام دینا ہوگا۔ چاہے اس میں تمہاری جان جائے یہ سن کر ان میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے افسشین سے کہا آپ اس بات کی ضمانت کریں کہ ہمارے بیوی بچوں کی پرورش کریں گے اس نے باقاعدہ اس بات کا وعدہ کیا اب وہ دونوں خط لے کر بابک کی تلاش میں چلے اور اس جنگل میں پھرتے پھرتے کسی نہ کسی طرح بابک کے پاس پہنچ گئے اور وہ خط اسے دے دیا۔

افشین کے قاصدوں کی بابک سے ملاقات:

معتمد کے اس خط کے علاوہ خود بابک کے لڑکے نے بھی ایک خط ان دونوں کے ہاتھ اپنے باپ کو بھیجا تھا جس سے اسے پوری کیفیت سے مطلع کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ وہ امان قبول کر کے مقابلہ سے باز آئیں۔ یہ ان کے لیے بہتر ہے ان دونوں نے اس کے لڑکے کا خط بابک کو دیا۔ بابک نے اسے پڑھا پھر ان سے سوال کیا کہ اب تک تم کیا کرتے رہے انہوں نے کہا جناب والا آج رات میں ہمارے تمام اہل و عیال گرفتار کر لیے گئے۔ ہمیں آپ کا پتہ معلوم نہ تھا۔ کہ خدمت میں حاضر ہو جاتے جب ہم ایسے مقام میں ٹھہر گئے جہاں خود ہمیں اپنے قید ہونے کا اندیشہ ہو گیا تو ہم نے ان سے امان لے لی۔

افشین کے ایک قاصد کا قتل:

بابک نے اس شخص سے جس کے پاس خط تھا کہا یہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بتا کہ تجھے یہ جرات کیسے ہوئی کہ تو اس فاحشہ زادے کا خط لے کر میرے پاس آیا پھر بابک نے اسے پکڑ کر اس کی گردن ازادی اور اس خط کو ویسے ہی مہر زدہ اس کے سینے پر

باندھ دیا اسے کھول کر بھی اس نے نہ دیکھا۔

بابک کا اپنے بیٹے کو پیغام:

اور اس کے بعد اس نے دوسرے سے کہا کہ تو جا اور اس فاحشہ زادے سے جس سے اس کی مراد اس کا بیٹا تھا جا کر کہہ دے کہ اب تیری یہ مجال ہوئی کہ تو مجھے خط لکھنے لگا۔ نیز بابک نے اسے یہ بھی لکھا کہ اگر تو مجھے آملتا اور اس تحریک کی اس وقت تک اتباع کرتا جب کہ کسی دن تجھے حکومت ہی مل جاتی تو بے شک تو میرا بیٹا ہے مگر آج مجھے معلوم ہو گیا کہ تیری ماں چھنال تھی اور تو اسی چھنال کی اولاد ہے۔ حرامی ہے ممکن ہے کہ میں کل مر جاؤں تو اس وقت تو ہی رئیس کہلاتا اور جہاں ہوتا یا جہاں تیرا ذکر ہوتا وہاں بادشاہ کے لقب سے پکارا جاتا۔ مگر معلوم ہو گیا کہ تیری اصل ہی ٹھیک نہیں ہے میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے۔ ایک دن کی ریاست چالیس سال کی ذلت کی حالت میں زندگی سے بہتر ہے۔

بابک کی روپوشی:

بابک اس کے بعد فوراً اس جگہ سے چلا گیا۔ اس نے تین آدمی اس پیامبر کے ساتھ کر دیئے۔ جو اسے بہت سی جگہوں میں سے ایک جگہ چڑھا آئے۔ اور پھر بابک سے آملے جب تک سامان معیشت ختم نہ ہو گیا وہ اسی جنگل میں چھپا رہا۔ اس کے بعد مجبورا وہاں سے سفر کرنا پڑا وہ ایک ایسے راستے کے قریب سے چلا جس پر افشین کا لشکر متعین تھا مگر چونکہ یہ راستہ ایک پہاڑ پر سے گذرتا تھا جہاں پانی بالکل میسر نہ تھا۔ اس لیے وہ فوج اس مقام سے پانی کے دور ہونے کی وجہ سے وہاں قیام نہ کر سکی اور اسے چھوڑ کر پانی کے قریب ہٹ گئی۔ اس فوج نے اس راستے کی نگہداشت کے لیے دو نگہبانی اور دو سوار وہاں مقرر کر دیئے۔ اس مقام اور اصل فوج میں تقریباً ڈیڑھ میل کا فاصلہ تھا اور اس کے لیے روزانہ نوبت بدلتی رہتی تھی۔

بابک کی والدہ اور بیوی کی گرفتاری:

انہیں ایام میں ایک دن عین دوپہر کے وقت بابک اور اس کی جماعت اپنی دے پناہ سے برآمد ہوئی چونکہ ان کو یہاں کوئی نظر نہیں آیا۔ اور نہ پہرے کے سوار اور کوہبانی دکھائی دیئے اس لیے انہوں نے خیال کیا کہ یہاں اب کوئی فوج نہیں ہے لہذا اب بے خطر وہ اور اس کے بھائی عبداللہ اور معاویہ اس کی ماں اس کی ایک بیوی جسے انبتہ الکلدانیہ کہتے تھے۔ اس راستے سے برآمد ہوئے اور آرمینیا کی سمت ہو گئے۔ اب ان پہرے والوں نے ان کو دیکھا اور اپنی اصل فوج میں جو ابوالساج کی قیادت میں تھی کہلا کر بھیجا کہ ہم نے کچھ شہسوار جاتے دیکھے ہیں۔ مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون لوگ ہیں اس خبر کے معلوم ہوتے ہی تمام فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر اس سمت چلی اور دور سے انہوں نے ان کو دیکھ لیا۔ وہ اس وقت پانی کے ایک چشمہ پر اترے ہوئے دن کا کھانا کھا رہے تھے۔ جب انہوں نے اس فوج کو دیکھا۔ تو بابک فوراً لپک کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے اور ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور اس طرح وہ نکل کر بچ گیا البتہ معاویہ بابک کی ماں اور اس کی بیوی گرفتار کر لی گئیں بابک کے ساتھ صرف ایک غلام رہ گیا ابوالساج نے ان دونوں عورتوں کو چھاؤنی میں بھیج دیا۔

بابک کی آرمینیا کے پہاڑوں میں روپوشی:

بابک چلتے چلتے آرمینیا کے پہاڑوں میں داخل ہوا وہ اس وقت تمام سفر میں پہاڑوں میں چھپتا رہا اب اسے سامان خوراک

کی ضرورت ہوئی۔ آرمینیا کے تمام بطریقوں نے اپنے اپنے راستوں اور ناکوں پر پہرے بٹھا دیئے تھے۔ اور تھانوں کو حکم دے دیا تھا کہ جو گذرے اسے گرفتار کر لیا جائے اور جب تک اس کی شناخت نہ ہو جائے اسے قید رکھا جائے ان ہدایات اور احکام کی وجہ سے تمام چوکی دار اور تھانیدار ہر وقت مستعد اور ہوشیار تھے۔ جب بابک کو سخت بھوک معلوم ہوتی وہ اپنے کمن سے برآمد ہوا وہاں ایک کسان ایک ترائی میں بل چلا رہا تھا بابک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو دینار و درہم لے کر اس کسان کے پاس جا اور اگر اس کے پاس روٹی ہو تو اسے لے کر یہ روپیہ اسے دے دے۔

بابک کے غلام کے خلاف شکایت:

اس کسان کا ایک دوسرا شریک بھی تھا جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے گیا ہوا تھا بابک کا غلام اس کسان کے پاس اتر کر آیا اس کے شریک نے بھی غور سے اس غلام کو دیکھا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ اپنے ساتھی کے پاس آتا وہ خوفزدہ دور ہی کھڑا رہا۔ اور دیکھتا رہا کہ دوسرا کسان کیا کرتا ہے غلام نے اس کسان کو کچھ دیا۔ کسان وہاں سے آیا اور اس نے اپنی روٹی لے جا کر غلام کو دی اس کا شریک دور سے یہ معاملہ دیکھتا رہا۔ اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ شخص میرے ساتھی کی روٹی زبردستی غصب کر کے لے گیا ہے اسے اس کی خبر نہ تھی کہ غلام نے اسے کچھ دیا۔ اس خیال کے تحت وہ سیدھا دوڑتا ہوا تھا نے گیا اور اس نے آ کر اطلاع دی کہ ایک مسلح شخص نے آ کر ترائی میں میرے شریک کی روٹی چھین لی۔ یہ سنتے ہی تھانیدار گھوڑے پر سوار ہو کر اس سمت لپکا یہ پہاڑ ابن سباط کے تھے۔

سہل بن سباط اور بابک کی ملاقات:

نیز اس نے سہل بن سباط کو اس واقعہ کی اطلاع بھیج دی وہ خود بھی اپنی جمعیت کے ساتھ گھوڑوں پر سوار جھپٹتا ہوا اس کسان کے پاس آ گیا اس وقت تک غلام وہاں موجود تھا۔ اس نے کسان سے دریافت کیا کیا ہوا؟ اس نے کہا اس غلام نے آ کر مجھ سے روٹی مانگی میں نے اسے روٹی دے دی۔ ابن سباط نے غلام سے پوچھا تمہارے مالک کہاں ہیں اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہاں موجود ہیں۔ ابن سباط اس کے ساتھ ہولیا اور بابک کے پاس جو کہ ٹھہرا ہوا تھا پہنچا۔ اس کی صورت ہی سے اس بابک کو پہچان لیا اور اس کے اعزاز میں وہ گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور کہا اے ہمارے سردار! آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں بابک نے کہا میں رومی علاقہ میں یا کسی اور مقام کا اس نے نام لے کر کہا کہ میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔

سہل بن سباط کی بابک سے درخواست:

ابن سباط نے کہا آپ کو کوئی مقام یا کوئی اور شخص ایسا نہ ملے گا جو مجھ سے زیادہ آپ کی خاطر اور حفاظت کر سکے گا۔ میں سرکار کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ کوئی سرکاری عہدے دار میرے ہاں دخل دیتا ہے آپ میری آزاد حالت اور میرے علاقہ سے خوب واقف ہیں جتنے بطریق یہاں ہیں وہ سب آپ کے رشتہ دار ہیں ان سے آپ کی اولاد ہوئی ہے واقعہ یہ تھا کہ بابک کی یہ عادت تھی کہ جب اسے یہ معلوم ہوتا کہ کسی بطریق کی بیٹی یا بہن خوبصورت ہے وہ اسے اس سے طلب کرتا اگر وہ بطریق اس مطالبہ میں عورت کو بھیج دیتا تو خیر تھی ورنہ بابک اس پر اچانک حملہ کر کے اسے زبردستی چھین لیتا۔ نیز اس کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیتا۔ اور اس طرح غصب کر کے اپنے شہر لے آتا۔

ابن سباط کی بابک کو قلعہ میں قیام کی دعوت:

ابن سباط نے اس سے کہا آپ میرے پاس میرے قلعہ میں قیام کریں وہ آپ ہی کا مکان ہے اور میں آپ کا غلام ہوں۔ سردی تو آپ یہاں بسر کریں اس کے بعد جیسی رائے ہو چونکہ بابک بھی مصائب و شدائد سفر سے خستہ و ناتواں ہو رہا تھا وہ ابن سباط کی دعوت پر مائل ہو گیا مگر اس نے کہا یہ تو مناسب نہیں کہ میں اور بھائی دونوں ایک جگہ رہیں ممکن ہے کہ ہم میں سے ایک گرفتار ہو جائے تو دوسرا تو باقی رہے میں تمہارے پاس ٹھہر جاتا ہوں اور میرا بھائی عبداللہ بن اصطفیٰ تو اس کے پاس چلا جائے ہم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہوگا ہمارے خلف بھی کچھ ایسے نہیں کہ جو ہماری اس تحریک کو پھر زندہ رکھیں۔ ابن سباط نے کہا آپ کے تو بہت سی اولاد ہے بابک نے کہا ان میں سے کوئی کارآمد نہیں ہے۔

ابن سباط کی بابک کے متعلق افشین کو اطلاع:

اب اس نے یہ عزم کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو اصطفیٰ تو اس کے قلعہ میں بھیج دے کیونکہ یہ اس پر پورا اعتماد رکھتا تھا اور خود وہ ابن سباط کے ساتھ اس کے قلعہ میں رہ گیا۔ دوسرے دن صبح کو عبداللہ ابن اصطفیٰ تو اس کے قلعہ روانہ ہو گیا۔ اور بابک ابن سباط کے ساتھ ٹھہر گیا۔ ابن سباط نے افشین کو بابک کے آنے کی خبر بھیج دی۔ افشین نے اسے لکھا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو میں اور خواجہ امیر المومنین تم کو خوش کر دیں گے۔ اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے۔ افشین نے بابک کا حلیہ اپنے ایک خاص معتمد شخص سے بیان کر کے ابن سباط کے پاس بھیجا اور اسے لکھا کہ میں اپنے اس معتمد کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ یہ بابک کو خود دیکھ کر مجھے اطلاع دے۔ ابن سباط نے اس بات کو نا مناسب سمجھا کہ وہ ایک اجنبی کی موجودگی سے بابک کو پریشان خاطر کر دے اس لیے اس شخص سے کہا کہ تم اسے صرف اس وقت دیکھ سکتے ہو جب وہ سر نیچا کیے دن کا کھانا کھاتا ہو اور یوں اچانک سامنے جانا ممکن نہیں لہذا جب ہم کھانا مانگیں تم ہمارے گنوار باورچیوں کا لباس پہن کر دسترخوان پر سربراہی کے لیے حاضر ہو جانا اور جب وہ کھانا کھانے کے لیے جھکے اس وقت بغور اسے دیکھ لینا اور پھر اپنے امیر سے جا کر بیان کر دینا۔

بابک کی شناخت:

اس شخص نے کھانے کے وقت حسب عمل کیا بابک نے سراٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے دل میں اس کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا اس نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابن سباط نے کہا کہ یہ خراسان کا ایک نصرانی ہے جو عرصہ دراز سے ہمارے ہاں آ کر رہ گیا ہے ابن سباط نے یہ بات اس اشروسی سے پہلے سے کہہ دی تھی کہ میں تمہارے متعلق ایسا کہوں گا۔

بابک نے اس شخص سے پوچھا کتنے عرصہ سے تم یہاں ہو اس نے کہا فلاں سہ سے یہاں ہوں اس نے پوچھا پھر اتنے عرصہ سے یہاں کیسے مقیم ہو۔ اس نے کہا میں نے یہاں شادی کر لی ہے۔ بابک نے کہا تم نے سچ کہا جب کسی سے پوچھا جائے کہ اس کا وطن کہاں ہے اور وہ کہے کہ جہاں میری بیوی ہے وہی میرا مقام ہے تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔

ابوسعید اور بوزبارہ کو افشین کی ہدایت:

اب اس نے افشین سے آ کر پورا واقعہ بیان کر دیا افشین نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اپنے ایک خط کے ساتھ ابن سباط کے پاس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ جب تم ابن سباط سے کچھ فاصلہ پر رہ جاؤ تو اپنے جانے سے پہلے یہ خط اسے بھجوادینا اور جو مشورہ اور

ہدایت ابن سباط تم کو دے اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا ان ہدایات کے ساتھ یہ دونوں چلے اور انہوں نے اس پر عمل کیا ابن سباط نے ان کو لکھا کہ تم فلاں مقام میں میرے پیامبر کے آنے تک قیام کرو۔ چنانچہ یہ دونوں ابن سباط کے بتائے ہوئے مقام میں ٹھہرے رہے اس نے ان کو سامان و ضروریات زندگی اپنے ہاں سے بھجوادیں۔

بابک کی گرفتاری کا منصوبہ:

ایک دن بابک کا جی شکار کھیلنے کے لیے چاہا ابن سباط نے کہا آپ اس قلعہ کی چار دیواری میں مغموم رہتے ہیں باہر ایک بہت خوش فضا وادی ہے مناسب ہوگا کہ ہم آپ بازا اور شاہین اور شکار کی دوسری ضروریات لے کر تفریحاً صبح کے وقت اس وادی میں چلیں اور کھانے کے وقت پر قلعہ میں واپس آ جائیں بابک نے کہا جب چاہو چلو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو شکار کی ٹھہر گئی۔ ابن سباط نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اطلاع دے دی کہ ہم کل شکار کو آئیں گے تم میں سے ایک پہاڑ کی اس جانب سے اور دوسرا دوسری جانب سے اپنی فوج کے ساتھ ہم کو آ کر گھیر لے تم لوگ نماز صبح کے ساتھ چھپتے چلے آؤ۔ اور جب میرا آدمی تمہارے پاس آئے تم وادی کے اوپر آ جانا اور ہمیں دیکھتے ہی اس میں اتر پڑنا چنانچہ جب ابن سباط اور بابک دن نکلنے شکار کے لیے قلعہ سے چلے اس نے اپنا ایک آدمی ابوسعید کے پاس اور ایک بوزبارہ کے پاس بھیج دیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ جا کر ان سے کہہ دو کہ تم اس مقام پر آ جاؤ اور تم اس مقام پر آؤ۔ اور پھر ہمارے سامنے برآمد ہونا۔ اور جب تم ہمیں دیکھو تو کہنا یہی ہیں ان کو پکڑ لو۔ اس چال سے اس کا مطلب یہ تھا کہ بابک کو اصل سازش کا راز کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے بلکہ ابن سباط کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کریں رسالہ نے آ کر ایک دم ہم کو گرفتار کر لیا وہ اپنی بدنامی کی وجہ سے یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ خود بابک کو اپنے گھر سے ان کے حوالے کر دیتا اس لیے اس نے یہ تمام جال بچھایا تھا۔

بابک کی گرفتاری:

اس کے دونوں پیامبر ابوسعید اور بوزبارہ کے پاس پہنچے اور وہی ان کو وادی کے اوپر لے آئے جہاں بابک اور ابن سباط موجود تھے بابک کو دیکھتے ہی وہ دونوں اپنی جمیعتوں کو لیے ہوئے ایک اس طرف سے اور دوسرا دوسری سمت سے بابک کے لیے وادی میں اترے اور انہوں نے اسے اور ابن سباط کو گرفتار کر لیا۔ شاہین ان کے ساتھ تھے بابک اس وقت ایک سفید کرتا پہننے اور سفید عمامہ پہننے تھا۔ اور ایک چھوٹا موزہ پہننے تھا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود بابک کے ہاتھ پر شاہین تھا جب اس نے فوجوں کو دیکھا کہ انہوں نے اسے اب گھیر لیا ہے وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا۔ اور دونوں امیروں کو غور سے دیکھا انہوں نے کہا اترا اس نے کہا تم کون ہو؟ ان میں سے ایک نے کہا میں ابوسعید ہوں اور دوسرے نے کہا میں بوزبارہ ہوں اس نے کہا اچھا اور پھر وہ پاؤں موڑ کر گھوڑے سے اتر گیا۔ ابن سباط اسے دیکھ رہا تھا اس نے ابن سباط کی طرف دیکھا اور اسے گالیاں دیں اور کہا تو نے مجھے تھوڑے سے مال کے عوض یہودیوں کے ہاتھ بیچ دیا۔ اگر تجھے ایسی ہی روپیہ کی خواہش تھی اور مجھ سے طلب کرتا تو میں تجھے اس سے کہیں زیادہ دے دیتا۔ جو یہ دینے والے ہوں گے ابوسعید نے کہا کھڑا ہوا اور گھوڑے پر بیٹھ جا۔ اس نے کہا اچھا چنانچہ یہ اسے قید کر کے افسشین کے پاس لے آئے جب وہ اس کی فرو دگاہ کے قریب آ گیا۔

بابک کی افسشین سے ملاقات:

افشین برزند پر چڑھا وہاں اس کے لیے ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور اس نے تمام فوج کو حاضری کا حکم دیا۔ جو دو صفوں میں

مرتبہ ہوگئی۔ افسین ایک میدان میں بیٹھا۔ اب بابک کو اس کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اس موقع پر حکم دیا کہ کسی عرب کو دونوں صفوں کے درمیان نہ آنے دیا جائے کہ مبادا ان میں سے کوئی اپنے کسی عزیز کی جان کے بدلے میں یا کسی اور اذیت کے عوض اسے قتل یا مجروح کر دے اس سے پہلے افسین کے پاس بہت سی عورتیں اور بچے آ گئے تھے۔ اور انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں بابک نے اسیر کر لیا تھا۔ ہم عرب اور مقامی زمینداروں کی شریف زادیاں ہیں۔ افسین نے ان کے لیے ایک علیحدہ باڑ بنا کر اس میں ان کو ٹھہرایا۔ اور ان کا کھانا مقرر کر دیا اور کہا کہ تم اپنے اولیاء کو جہاں ہوں اپنی حالت لکھ بھیجو۔ اس اطلاع کے بغیر جو شخص آ کر ان کا دعویٰ کرتا اور دو آدمیوں کی شہادت پیش کرتا کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ عورت یا بچہ یا لونڈی اسی کی ہے یا یہ اس کی محرمات میں ہے۔ یا قرابت دار ہے افسین ان کو اس کے حوالے کر دیتا اس طرح بہت سے آدمی تو اپنے متعلقین کو شناخت کر کے لے جا چکے تھے اور بہت سی اب بھی باقی تھیں جو اپنے اولیاء کے آنے کی منتظر تھیں جب یہ دن آیا جس میں افسین نے اپنی فوج کو صف بندی کا حکم دیا تھا اور بابک کے اور اس کے درمیان نصف میل کا فاصلہ رہ گیا۔ بابک کو گھوڑے سے اتار دیا گیا اور اب وہ پیادہ اپنے کرتے عمائد اور دونوں موزوں میں دونوں صفوں کے بیچ میں چلتا ہوا افسین کے سامنے پیش کیا گیا۔

بابک کی اسیری:

افسین نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ہماری فرودگاہ لے جاؤ لوگ اسے سوار کر کے وہاں لائے جب ان عورتوں نے اور بچوں نے جو باڑے میں فروکش تھے بابک کو اس حال میں دیکھا انہوں نے اپنے منہ پیٹ لیے اور آہ و بکا کا ایک شور بلند کر دیا۔ اس پر افسین نے کہا کہ کل تک تم یہ کہہ رہی تھیں۔ کہ اس نے ہمیں اسیر کر لیا تھا۔ اور آج اس پر روتی ہو۔ تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ انہوں نے کہا وہ ہمارے ساتھ احسان کرتا تھا افسین نے ان کے قید کر دینے کا حکم دے دیا وہ ایک کوٹھری میں ٹھہرا دیا گیا اور کچھ آدمی نگران مقرر کر دیئے گئے۔

بابک کے بھائی عبداللہ کی گرفتاری:

اس کا بھائی عبداللہ اس کے ابن اصطفیٰ کے پاس قیام کے زمانے میں عیسیٰ بن یوسف بن اصطفیٰ کے پاس چلا گیا تھا افسین نے اسے لکھا کہ تم عبداللہ کو میرے پاس بھیج دو اس نے اسے بھی افسین کے پاس بھیج دیا جب وہ بھی اس کے قابو میں آ گیا۔ افسین نے اسے بھی بابک کے ساتھ ایک ہی حجرے میں قید کر دیا اور پہرہ بٹھا دیا اس کے بعد اس نے معتمد کو ان دونوں کی گرفتاری کی اطلاع دی۔

بابک کی آخری خواہش:

معتمد نے اسے لکھا کہ تم دونوں کو لے کر میرے پاس آؤ اور جب افسین نے عراق جانے کا ارادہ کیا بابک کو کہلا بھیجا کہ میں تم کو لے کر جانے والا ہوں لہذا علاقہ آذربائیجان میں جس بات کی آرزو ہو پوری کر لو۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اپنے شہر کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں۔ افسین نے چاندنی رات میں ایک جماعت کے ساتھ اسے بذبحج دیا۔ وہ ساری رات صبح تک شہر میں پھرتا رہا۔ اور وہاں اس نے مقتولین اور اپنے محلوں کو دیکھا۔ پھر یہ لوگ اسے افسین کے پاس لے آئے جب پہلے افسین نے اپنے ایک آدمی کو بابک پر متعین کیا تو بابک نے افسین سے درخواست کی کہ آپ اس سے مجھے معاف کر دیں۔ افسین نے پوچھا تم

اسے کیوں گوارا نہیں کرتے۔ اس نے کہا یہ میرے پاس آتا ہے اور اس کے ہاتھ چکنائی سے بھرے ہوتے ہیں اور میرے سر ہانے سوتا ہے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے انشین نے اس کی درخواست قبول کی اور اس شخص کو وہاں متعین نہ رہنے دیا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

۱۰/ شوال کو بابک برزند میں انشین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بوزبارہ اور دیوزاد اسے اپنے بیچ میں لیے ہوئے تھے۔ اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۳ھ کے واقعات

انشین کی روانگی سامرا:

اس سال انشین ۳/ صفر جمعرات کی رات کو بابک اور اس کے بھائی کو لے کر سامرا میں معتمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس وقت سے انشین برزند سے روانہ ہوا تھا اس کے سامرا پہنچنے تک معتمد روزانہ ایک گھوڑا اور خلعت فاخرہ اسے بھیجا کرتے تھے۔

معتمد کا خبر رسانی کا انتظام:

چونکہ معتمد کو بابک کے معاملہ سے خاص تعلق خاطر تھا وہ چاہتے تھے کہ اس کی خبریں ان کو جلد سے جلد معلوم ہو جایا کریں۔ اور برف وغیرہ کی وجہ سے بھی چونکہ راستہ خراب تھا اس لیے انہوں نے سامرا سے حلوان کی گھاٹی تک ہر فرسخ پر تیز رو گھوڑوں کی خبر کے لیے ڈاک بٹھادی تھی۔ اور ہر منزل پر ایک ہر کارہ مقرر تھا جو خبر کے موصول ہوتے ہی گھوڑے کو دوڑاتا ہوا دوسرے ڈاک رساں کو دست بدست اطلاع دے دیتا تھا اور حلوان کے اس طرف سے آذربائیجان تک خبر رسانی کے لیے پہاڑی گھوڑے مقرر تھے جو ایک دن یا دو دن مسلسل سفر کر کے بدل دیئے جاتے تھے ان پر پہاڑی نوجوان ہر فرسخ پر باری باری سے سوار ہو کر خبر لے جاتے تھے ان کی حفاظت کے لیے پہاڑوں پر پہرے مقرر تھے جو دن اور رات ہوشیار رہتے تھے اور ان کو یہ حکم تھا کہ جب خبر ان کو ملے وہ نہایت بلند آواز سے پکار دیں تاکہ اس کی آواز کون کر دوسری چوکی والا خبر رسانی کے لیے مستعد ہو جائے اور خبر کی نقل میں دیر نہ ہونے پائے چنانچہ ابھی یہ ڈاک دوسری منزل پر نہیں پہنچتا کہ وہاں کا ہر کارہ رستے ہی میں تیار کھڑا ہوتا اور خریطہ لے کر اپنی دوڑ پر دوڑ جاتا اس انتظام سے انشین کی فرودگاہ سے سامرا میں چار دن یا اس سے بھی کم مدت میں خبر پہنچ جاتی۔

انشین کا سامرا میں استقبال:

جب انشین حذیفہ کے پلوں کے پاس پہنچا یہاں ہارون بن المعتمد اور معتمد کے کنبے والوں نے اس کا استقبال کیا بابک کو لے کر سامرا آ جانے کے بعد انشین نے اسے اپنے مظہرہ کے قصر میں فروکش کیا عین وسط شب میں احمد بن ابی داؤد بیعت بدل کر بابک کو دیکھنے آیا۔ اور اس نے جا کر معتمد سے اس کی اطلاع کی اور شکل و صورت بیان کی ان کو صبر نہیں آیا اور وہ خود ہی اسی وقت سوار ہو کر حیر میں دونوں فصیلوں کے درمیان سے گزر کر صورت بدل کر بابک کے پاس آئے اور اسے خوب غور سے دیکھا بابک ان کو پہچانتا نہ تھا۔

بابک کی تشہیر:

دوسرے دن صبح کو جو دو شنبہ یا جمعرات کا دن تھا۔ معتمد نے اس کی حاضری کے لیے دربار کیا۔ باب العاصم سے مظہرہ تک

تمام لوگ صف بستہ ہوئے۔ معتمد چاہتے تھے کہ اس کی تشہیر کی جائے۔ اور سب لوگ اسے دیکھ لیں۔ انہوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کہ تشہیر کے لیے مناسب طریقہ کیا ہوگا؟ حزام نے کہا امیر المومنین ہاتھی سے بڑھ کر کوئی شے اس کام کے لیے مناسب نہیں معتمد نے کہا ٹھیک ہے انہوں نے حکم دیا اس کام کے لیے ایک ہاتھی تیار کیا جائے نیز ان کے حکم سے بابک کو پیرا کی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنائی گئی۔ مظاہرہ سے باب العاصم تک تمام لوگ اس کو دیکھنے کے لیے برآمد ہوئے۔

بابک کا قتل:

وہ دربار میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ایک قصائی اس کے دست و پا قطع کرنے کے لیے بلا یا گیا۔ پھر انہوں نے حکم دیا کہ جلا د حاضر کیا جائے حاجب نے باب العاصم سے باہر آ کر نو دو کو آواز دی۔ بابک کے جلا د کا یہی نام تھا۔ اب نو دو کا ایک شور برپا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ دربار عام میں حاضر ہو گیا۔ امیر المومنین نے اسے بابک کے دست و پا قطع کر دینے کا حکم دیا۔ اس نے حکم کی بجائے آوری کی بابک گر پڑا۔ پھر ان کے حم سے ایک نے اسے ذبح کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا معتمد نے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور سامرا میں گھائی کے پاس اس کے بدن کو سولی دے دی۔ جہاں اسے سولی دی گئی وہ جگہ مشہور ہے۔

عبداللہ کی روانگی مدینہ السلام:

اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق انہوں نے حکم دیا کہ اسے ابن الشروین الطبری کی حفاظت میں اسحاق بن ابراہیم مدینہ السلام میں ہمارے نائب کے پاس پہنچا دیا جائے اور وہ اس کی گردن مار دے۔ اور اس کے ساتھ وہی عمل ہو جو اس کے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور پھر اسے سولی دے دی جائے۔ جب طبری اسے لے کر بردان آیا۔ تو اس نے اسے وہاں کے قصر میں ٹھہرایا۔ عبداللہ نے ابن شروین سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں طبرستان کے بادشاہ شروین کا بیٹا ہوں۔ اس پر عبداللہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میرا قتل ایک میرے ہم قوم رئیس سے متعلق کیا گیا ہے اس نے کہا یہ نو دو تمہارے قتل کے لیے متعین کیا گیا ہے اسی نے بابک کو قتل کیا تھا۔

عبداللہ کی فالودہ و شربت کی خواہش:

عبداللہ نے کہا یہ تو گنوار ہے مگر میں تو تمہیں کو سمجھتا ہوں اچھا یہ کہو کہ تمہیں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ تم مجھے کچھ کھلاؤ اس نے کہا ہاں جو چاہو کھا سکتے ہو اس نے کہا میرے لیے فالودہ بنوؤ شروین کے حکم سے وسط شب میں اس کے لیے فالودہ تیار ہوا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھالیا اور کہا کہ اے ابو فلان انشاء اللہ کل تم کو تابت ہو جائے گا کہ میں پکا دہقان ہوں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ مجھے نیند پلا سکتے ہیں۔ اس نے کہا ہاں مگر زیادہ نہیں۔ عبداللہ نے کہا زیادہ تو میں بھی نہیں پیا کرتا۔ چار رطل شراب منگوائی گئی وہ اسے پینے بیٹھ گیا۔ اور وقفہ وقفہ سے صبح ہونے تک سپ پی گیا۔

عبداللہ کا قتل:

علی الصباح یہ سب یہاں سے روانہ ہو کر مدینہ السلام پہنچے اور ابن شروین اسے پل پر لے آیا۔ اسحاق بن ابراہیم کے حکم سے اس کے دست و پا کاٹے گئے مگر اس نے آہ تک نہ کی۔ اور ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ پھر اس کے حکم سے دونوں پلوں کے درمیان مدینہ السلام کی شرقی جانب میں اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

سہل بن سبط کو اعزاز و انعام:

طوق بن احمد کہتا ہے کہ جب بابک سہل بن سبط کے پاس بھاگ کر پہنچا افسین نے ابو سعید اور بوزبارہ کو اس کے پاس بھیجا

انہوں نے بابک کو اس سے چھین لیا۔ سہل نے بابک کے ساتھ اپنے بیٹے معاویہ کو بھی افسہین کے پاس بھیجا۔ افسہین نے معاویہ کو ایک لاکھ درہم اور سہل کو دس لاکھ۔ جن کے لیے اس نے امیر المومنین سے پہلے ہی اجازت حاصل کر لی تھی ایک جواہر سے مرصع نیکہ اور بطریقوں کا ایک تاج صلہ میں دیا۔ اسی وجہ سے سہل رؤسا میں شامل ہوا۔ بابک کا بھائی عبداللہ عیسیٰ بن یوسف رئیس بیلقان کے پاس تھا۔ جو ابن اخت اصطفیٰ تو س کے نام سے مشہور ہے۔

بابک کے متعلق علی بن مر کا بیان:

علی بن مر کہتا ہے کہ ایک عرب ڈاکو مطر نام نے مجھ سے کہا کہ ابوالحسن بخدا! بابک میرا بیٹا ہے میں نے پوچھا کیسے؟ اس نے کہا ہم ابن الرواد کے ہمراہ تھے۔ اس کی ماں رومیہ کافی اس کی رعایا میں سے تھی میں اس کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا وہ نہایت تو مند تھی۔ میری خدمت کرتی تھی اور میرے کپڑے دھوتی تھی۔ ایک دن میری اس پر نظر پڑی ایک مدت تک سفر میں رہنے اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے میں شہوت کی وجہ سے بے تاب ہو گیا۔ اور اس پر چڑھ بیٹھا جس سے حمل رہ گیا۔ اس کے بعد میں ایک عرصہ تک پھر وہاں نہ رہا۔ پھر جب ہم وہاں آئے تو میں نے دیکھا کہ اس کا زمانہ ولادت قریب ہے میں ایک دوسرے مکان میں ٹھہر گیا۔ وہ ایک دن میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے حاملہ کر کے اب تم یہاں فروکش ہوئے ہو اور مجھے چھوڑ بیٹھے۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو گئی ہے میں نے کہا اگر میرا نام لیا تو میں مار ڈالوں گا۔ اس دھمکی سے وہ خاموش ہو گئی۔ اس طرح بخدا وہ میرا بیٹا ہے۔

جب تک افسہین نے بابک کے مقابلہ پر قیام کیا علاوہ معاش مراعات اور دوسرے اخراجات کے جس روز وہ سوار ہو کر مقابلہ پر بڑھتا سرکار سے اس کو دس ہزار درہم یومیہ کے حساب سے دیئے جاتے اور جس روز وہ اپنی فرود گاہ میں مقیم رہتا اس روز پانچ ہزار درہم دیئے جاتے۔

بابک کی کارگزاری:

بابک نے اپنی بیس سالہ مدت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیے تھے یحییٰ بن معاذ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد پر اس نے فتح پائی۔ اور احمد بن جنید کو اس نے شکست دی۔ اور قید کر لیا۔ اور زریق بن علی بن صدقہ محمد بن حمید الطوسی اور ابراہیم بن الیث بھی اس سے مغلوب ہوئے۔ بابک کے ہمراہ تین ہزار تین سو نو آدمی قید کیے گئے۔ اور جن مسلمان عورتوں اور ان کے بچوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی ملی۔ ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی۔ بابک کے سترہ بیٹے اور تیس بہو بیٹیاں گرفتار ہوئیں۔

افسہین کو اعزاز و انعام:

معتمد نے حسن خدمت کے صلہ میں افسہین کو تاج پہنایا اور دو جواہر ہار عطا کیے دو کروڑ درہم نقد انعام دیا اس میں سے ایک کروڑ فوج کو انعام دینے کے لیے اور ایک کروڑ خود اس کیدات کے لیے مخصوص تھا۔ نیز اسے سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور شعراء سے کہا کہ وہ جا کر اس کی شان میں قصائد پڑھیں۔ اور ان کے مدحوں کے صلے اپنے پاس سے دیئے یہ ۱۳/ ربیع الآخر جمعرات کے دن ہوا۔

توفیل کی زبطرہ و ملتبیہ میں غارت گری:

اس سال توفیل بن میخائیل شاہ روم نے اہل زبطرہ پر یورش کر کے ان کو اسیر کر لیا اور ان کے شہر کو برباد کر ڈالا اور اس کے

بعد ہی اس نے فوراً وہاں سے ملطیہ جا کر اس کے باشندوں پر غارت گری کی۔ نیز اس کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے قلعوں میں سے بھی چند قلعوں کے باشندوں پر غارت گری کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان یورشوں میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان عورتوں کو رومیوں نے لوٹٹی بنا لیا اور جو مسلمان ان کے قبضے میں آئے ان کے دست و پا قطع کر دیئے۔ ان کو اندھا کر دیا اور ان کے کان ناک کاٹ لیے۔

بابک کی توفیل کو بلا داسلامیہ پر حملہ کی ترغیب:

جب اشمین نے بابک کو ہر طرف سے بالکل تنگ کر دیا اور وہ اسے ہلاکت کے قریب لے آیا۔ اور اب خود بابک کو بھی اس کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور ہلاکت کا یقین آ گیا۔ اس نے توفیل بن میخائیل بن جور جس بادشاہ روم کو لکھا کہ ملک العرب نے اپنی تمام فوجیں اور جنگ جو میرے مقابلہ پر بھیج دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے اپنا ورزی جس سے اس کی مراد جعفر بن دینار بھی اور باورچی بھی۔ جس سے اس کی مراد ایٹاخ تھا۔ میرے مقابلہ پر بھیج دیا ہے اور اب اس کے دروازے پر کوئی باقی نہیں ہے اس لیے اگر تم اس پر چڑھائی کرنا چاہو تو تمہارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے۔ کیونکہ کوئی تمہاری مزاحمت کرنے والا نہیں ہے۔ اس خط کے لکھنے سے اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ اگر روم کے بادشاہ نے اس وقت فوجی نقل و حرکت شروع کی۔ تو اس کے مقابلہ پر جو فوجیں ہیں۔ ان میں سے معتمد بعض کو بادشاہ روم کے مقابلہ کے لیے منتقل کر دیں گے اور اس طرح اس پر سے دباؤ کم ہو جاؤ گا۔

زبطرہ میں عیسائیوں کا ظلم و ستم:

توفیل ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ حملہ کے لیے بڑھا۔ اس فوج میں ستر ہزار سے کچھ زیادہ تو باقاعدہ سوار تھے باقی شاگرد پیشہ وغیرہ تھے۔ یہ اس لشکر کے ساتھ زبطرہ آیا۔ اس کے ہمراہ وہ محرمہ جماعت بھی تھی۔ جس نے علاقہ جبال میں اسلامی حکومت کے خلاف خروج کیا تھا۔ اور جب اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو خوب مارا تو وہاں سے بھاگ کر وہ رومی علاقہ میں چلے گئے تھے۔ باریس ان کا سردار تھا بادشاہ روم نے ان کے وظائف مقرر کر دیئے تھے۔ اور وہیں انہوں نے شادیاں کرنی تھیں۔ اور ان کو جنگجو سپاہ میں شمار کر کے ان سے اپنے اہم امور میں مدد لیتا تھا۔ زبطرہ میں داخل ہو کر اس نے وہاں کے مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا اور پھر اسے جلاؤ الا۔

معتمد کارومیوں پر فوج کشی کا عزم:

اس واقعہ کی اطلاع فوراً سامرا پہنچی۔ نیز اس واقعہ کی اطلاع پر سوائے ان کے جن کے پاس سواری یا اسلحہ نہ تھے۔ شام اور جزیرہ کی سرحدی آبادی اور تمام اہل جزیرہ دشمن کے مقابلہ پر نکل کھڑے ہوئے۔ خود معتمد اس واقعہ سے بہت متفکر ہوئے۔ اور جب ان کو اس کی نفیر پہنچی۔ انہوں نے خود اپنے قصر میں اس کی بانگ دی۔ اور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اور اپنے پیچھے باگ ڈور لوہے کی میخ اور توبرہ باندھ لیا۔ مگر یہ بات نامناسب معلوم ہوئی۔ کہ وہ بغیر پوری تیاری کے جنگ کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ اس لیے انہوں نے اب دربار عام کیا۔ اور اس میں مدینۃ السلام کے دونوں قاضی عبدالرحمن بن اسحاق اور شعیب بن سہل کو طلب کیا نیز ان کے ہمراہ انہوں نے تین سو اٹھائیس اہل عدل و ورع کو دربار میں بلایا۔ اور ان کو اپنی جائیداد اور املاک کے وقف پر شاہد بنایا۔ اس کے تین حصے کیے ایک ثلث اپنی اولاد کو دیا۔ ایک ثلث اللہ کی راہ میں وقف لیا اور ایک ثلث اپنے مولیوں کو دیا۔

اہل زبطہ کے لیے امدادی دستہ:

اس کے بعد انہوں نے جہاد کے لیے دجلہ کے مغرب میں اپنی چھاؤنی قائم کی یہ ۲/ جمادی الاول دو شنبہ کا دن تھا۔ انہوں نے عیض بن عتبہ عمر الفرقانی اور محمد کونہ کو دوسرے اولزواران سب فوج کے ساتھ زبطہ کے باشندوں کی مدد کے لیے بھیجا جب یہ وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ روم زبطہ کو تباہ و برباد کر کے اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا ہے یہ سردار چند روز وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ اس نواح کے باشندے اپنے اپنے قریوں میں آ گئے۔

حملہ کے لیے عموریہ کا انتخاب:

جب معتمد نے بابک کا خاتمہ کر دیا تو انہوں نے پوچھا کہ رومی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر کون سا شہر ہے۔ لوگوں نے عموریہ کا نام لیا اور کہا کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی مسلمان نے اس شہر سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے۔ یہ نصرانیت کی اصل اور جان ہے۔ اور عیسائی اسے قسطنطنیہ سے بھی زیادہ اشراف سمجھتے ہیں۔ اس سال معتمد رومی علاقے میں جہاد کے لیے گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۳ھ میں سامرا سے روانہ ہوئے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۲ھ میں بابک کو قتل کرنے کے بعد جہاد کے لیے گئے۔



خلیفہ معتمد باللہ کا جہاد

اس جہاد کے لیے جس ساز و سامان، اسلحہ، آلات حرب، پکھالیں، ٹچر، مشک، چھانگلیں، فولادی آلات اور نفظ اور کثرت سپاہ اور انتظام اور سربراہی معتمد نے کی تھی کسی خلیفہ نے اس سے پہلے نہیں انھوں نے شناس کو اپنے مقدمہ پر مقرر کیا۔ اس کے پیچھے محمد بن ابراہیم کو کیا۔ اپنے مینہ پر ایتان کو اور میسرہ پر جعفر بن دینار بن عبداللہ الحیاط کو اور قلب میں نجیف بن عبدہ کو مقرر کیا۔

افشین حیدر کو پیش قدمی کا حکم:

بلاد روم میں داخل ہو کر معتمد نہر التمس پر جو بلجوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے اور اس کے اور اس طرسوس کے درمیان کی دن کی مسافت ہے معتمد ہوئے۔ یہ وہی نہر ہے جس پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوتا تھا۔ معتمد نے افشین حیدر بن کاؤس کو سروج بھیجا۔ اور حکم دیا کہ تم وہاں سے بڑھ کر ذرہ حدت کی راہ فلاں دن رومی علاقہ میں داخل ہونا اور اس مسافت کا اندازہ کر کے جوان فوجوں اور انقرہ کے درمیان تھی، جہاں اس سب کا اجتماع مقصود تھا۔

انقرہ کی تسخیر کا منصوبہ:

انھوں نے افشین اور شناس کی پیش قدمی کے لیے ایک ایک دن مقرر کر دیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر اللہ انقرہ کو فتح کرا دے تو پھر وہاں سے سب مل کر عموماً یہ پردھاوا کریں۔ کیونکہ بلاد روم میں یہی دو شہر اس قدر اہم اور بڑے تھے کہ جن کی تسخیر کو وہ اپنی غرض غایت بناتے۔ انھوں نے شناس کو طرسوس کے درے سے بڑھنے کا حکم دیا اور ہدایت کر دی کہ وہ صفصمافت میں ان کا انتظار کرے۔ چنانچہ شناس بدھ کے دن جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں اپنے مقام سے روانہ ہوا۔ معتمد نے ایک خدمت گار کو اس کے پیچھے اپنے مقدموں پر قائد بنا کر روانہ کیا۔ اور وہ خود جمعہ کے دن جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو گئے۔

شناس کو مرجع الاسقف میں قیام کا حکم:

شناس مرجع الاسقف پہنچا تھا کہ اسے مطامیر سے معتمد کا خط ملاحس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ بادشاہ روم میرے سامنے ہے وہ چاہتا ہے کہ جب ہماری فوجیں لمس سے گزر جائیں تو وہ دریا کے عمیق حصے پر ٹھہر کر ایک دم ان پر حملہ کر دے۔ لہذا تم مرجع الاسقف میں تا حکم ثانی ٹھہرے رہو۔ جعفر بن دینار معتمد کے ساتھ پر متعین تھا۔ انھوں نے شناس کو یہ بھی اپنے خط میں لکھا کہ وہ فوج کے ساتھ آنے کا انتظار کرے۔ کیونکہ تمام سامان مخبئیوں اور زادراہ وغیرہ اسی فوج کے ساتھ ہے اور وہ اب تک درے کے تنگ مقام میں ہے۔ جہاں سے وہ نکل نہیں سکی ہے۔ لہذا تم اس وقت تک وہیں ٹھہرے رہو۔ جب تک کہ ساتھ کا سردار اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ درے کے تنگ مقام سے نکل نہ آئے اور پھر صحرا کے راستے بلاد روم میں داخل ہو۔

معتمد کی شناس کو ہدایت:

اس حکم کی وجہ سے شناس تین دن تک مرج الاسقف میں ٹھہرا رہا۔ پھر معتمد کا ایک اور خط اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک سردار کو تھوڑی جمعیت کے ساتھ ایسے کسی رومی کی تلاش میں بھیج جس سے وہ بادشاہ روم اور اس کی فوج کی کیفیت دریافت کر سکیں۔
عمر الفرغانی کی مہم:

شناس نے عمر الفرغانی کو دو سو سواروں کے ساتھ اس غرض سے دشمن کے علاقے میں بھیج دیا۔ یہ جماعت ساری رات چل کر حصین قرہ پہنچی اور وہاں انھوں نے قلعہ کے گرد ایسے شخص کی تلاش کی مگر ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ قلعہ اران کو بھانپ گیا۔ وہ ان کے مقابلہ کے لیے اپنے ان تمام سواروں کو لے کر جو قلعہ میں اس کے تحت موجود تھے نکلا اور فرۃ درہ کے درمیان والے اس بڑے پہاڑ میں جو رستاق قرہ کو محیط ہے حریف کی تاک میں گھات میں بیٹھ گیا۔ عمر الفرغانی کو بھی اس بات کا علم ہو گیا کہ دشمن نے ہمیں تازلیا ہے۔ لہذا وہ فوراً اور وہ بڑھ کر وہاں رات بھر کمین گاہ میں بیٹھا رہا۔ علامات صبح نمودار ہوتے ہی اس نے اپنی جمعیت کو تین دستوں میں تقسیم کیا۔ اور ان کو حکم دیا کہ تم نہایت تیزی سے اڑے ہوئے جاؤ۔ اور کسی ایسے شخص کو گرفتار کر کے حاضر کرو۔ جس سے بادشاہ روم کی خبر و حالت معلوم ہو سکے۔ اور ان سے کہہ دیا کہ اس کام کو انجام دے کر تم میرے پاس فلاں مقام میں جس کی رہنماؤں نے پہلے سے نشان دہی کر دی تھی۔ اس اسیر کو لے آنا۔
شاہ روم کے متعلق عمر کو اطلاع:

اس نے ہر دستے کے ساتھ دو راہنما بھی کیے۔ صبح ہوتے ہی یہ تینوں دستے تین طرف چل دیئے۔ اور انھوں نے اس دوڑ میں کئی آدمی پکڑے۔ جن میں بعض ان کے متعلقین میں سے تھے خود عمر نے ایک رومی کو گرفتار کیا۔ جو قرہ کے بہادروں میں تھا اور اس سے خبر پوچھی اس نے بیان کیا بادشاہ اور اس کی فوج تمہارے قریب ہے وہ لمس کے پیچھے چار فرسخ پر فرودکش ہیں۔ اور اسی نے یہ بات بھی عمر سے کہی کہ قرہ کا قلعہ اران کو تاز گیا تھا اور وہ ان کی تاک میں اس پہاڑ کی چوٹیوں پر کہیں چھپا بیٹھا ہے۔
عمر کی فوجی دستوں کی طلبی:

عمر اسی جگہ ٹھہرا رہا جہاں اس نے اپنی دوسری جماعتوں سے آ کر ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے اپنے ہمراہی راہنماؤں کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑوں کو چوٹیوں میں پھیل جائیں۔ اور ان دستوں کو دشمن کی گھات سے باخبر کر دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ قرہ کا قلعہ اران میں سے کسی ایک دستے پر اچانک نکل کر حملہ کر دے۔ ان راہنماؤں نے انھیں دیکھ لیا اور واپسی کا اشارہ کر دیا۔ وہ سب کے سب عمر کے پاس چلے آئے۔ مگر عمر کا یہ وہ مقام نہ تھا جہاں ملنے کا اس نے پہلے وعدہ کیا تھا۔
رومی فوجیوں کی گرفتاری:

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ دستے اپنے اصل مرکز کی طرف چل دیئے۔ خود شاہ روم کی فوج کے کئی آدمی انہوں نے پکڑ لیے تھے یہ ان کو لے کر شناس کے پاس لمس آئے شناس نے ان سے خبر پوچھی۔ انھوں نے بتایا کہ بادشاہ تیس دن سے زیادہ ہو گئے ہیں کہ اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ معتمد دریا عبور کر کے آگے بڑھیں۔ اور پھر وہ ان پر ایک دم یورش کرے۔ اس کا مقدمۃ الجہش لمس میں موجود ہے۔ نیز بادشاہ کو یہ بھی اطلاع ہو چکی ہے کہ آرمینا سے ایک زبردست فوج اس کے علاقے میں درآئی ہے۔ اس سے مراد

افشین کی فوج تھی۔ اور وہ بادشاہ کے عقب میں پہنچ گئی ہے بادشاہ نے اپنے مامون زادہ بھائی کو اپنی فوج پر اپنا نائب بنایا ہے۔ اور وہ خود اپنی اصل فوج کے ایک دستے کے ساتھ افشین کی سمت چلا گیا ہے۔

معتمد کا افشین کے نام خط:

اشناس نے یہ خبر سنتے ہی اس شخص کو معتمد کی خدمت میں بھیجا اس نے معتمد کو ساری بات سنا دی۔ انہوں نے اپنی فوج کے راہنماؤں سے چند کو اپنا خط دے کر افشین کے پاس بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ خط اسے پہنچ گیا تو میں تم میں سے ہر شخص کو دس دس ہزار درہم انعام دوں گا۔

معتمد نے اس خط میں افشین کو لکھا کہ میں بھی مقیم ہوں اور تم بھی سردست اپنی جگہ ٹھہر جاؤ ان کو اندیشہ یہ تھا کہ مبادا شاہ روم افشین کو اچانک جالے۔ نیز انہوں نے اشناس کو لکھا کہ تم اپنے پاس سے ان راہنماؤں میں سے جو پہاڑوں اور راستوں سے واقف ہیں اور جو صورت و شکل میں رومیوں سے مشابہت رکھتے ہیں ایک قاصد بھیج دو۔ اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ خط ہمارے ایلیہ کو پہنچا دیا گیا تو میں ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار درہم انعام دوں گا۔ نیز انہوں نے خود اشناس کو لکھا کہ بادشاہ روم تمہارے سامنے آ گیا ہے۔ لہذا جب تک ہمارا دوسرا خط تم کو نہ ملے تم وہیں اپنی جگہ ٹھہر جاؤ۔

پیامبر افشین کی سمت چل دیئے مگر چونکہ وہ رومی علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا تھا۔ اس لیے ان میں سے ایک بھی ان کے پاس نہ پہنچ سکا۔

ایک بوڑھے رومی کی پیشکش:

اب معتمد کے تمام آلات حرب اور دوسرے ساز و سامان ساتھ فوج کے افسر کے ساتھ ان کے چھاؤنی میں پہنچ گیا۔ انہوں نے اشناس کو پیش قدمی کا حکم بھیجا۔ وہ آگے بڑھا اس کے پیچھے ایک منزل کے فاصلہ سے معتمد چلے جس مقام میں یہ منزل کرنا۔ اشناس وہاں سے کوچ کرتا۔ جب تک کہ وہ انقرہ سے تین منزل نہ رہ گئے ان کو افشین کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اس سفر میں ان کی فوج کو پانی اور چارہ کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اپنی پیش قدمی کے اثناء میں اشناس نے چند رومیوں کو گرفتار کیا تھا۔ اس کے حکم سے ان سب کو قتل کر دیا گیا صرف ایک بہت بوڑھا شخص باقی رہا۔ اس نے اشناس سے کہا کہ مجھے مار کر تم کو کیا فائدہ ہو گا تم خود اس وقت پریشان ہو اور تمہاری فوج کو بھی پانی اور خوراک کی تکلیف ہے۔ یہاں کچھ لوگ بادشاہ عرب کی یورش کے خوف سے انقرہ سے بے آئے ہیں وہ ہمارے قریب ہی فروکش ہیں ان کے ساتھ چارہ اشیائے خوراک اور جو کثرت سے ہے۔ آپ میرے ساتھ کچھ لوگ کر دیتے ہیں ان کو ان کے حوالے کر دوں گا اور مجھے چھوڑ دیتے۔

مالک بن اکیدر کی مہم:

اشناس کے نقیب نے اعلان کیا کہ جو خوشی سے اس کام کے لیے جانا چاہے وہ سوار ہو کر چلے تقریباً پانچ سو شہسوار اس غرض کے لیے روانہ ہوئے اشناس اپنی فرودگاہ سے چل کر ایک میل فاصلہ پر آیا اس کے ساتھ یہ جماعت بھی روانہ ہوئی وہاں سے اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور تقریباً دو میل تک وہ اسی طرح نہایت تیز دوڑتا ہوا چلا گیا۔ اس کے اس نے ٹھہر کر اپنے پیچھے نظر دوڑائی اور جو اور جو سوار اپنی سواری کی کمزوری کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دے سکے اس نے ان کو اصل مرکز میں واپس بھیج دیا اور اب اس قیدی کو

اس نے مالک بن اکیدر کے حوالے کیا اور کہا جب یہ تم کو اس قید ہونے والی جماعت اور کثیر غنیمت دکھا دے تم ہمارے وعدہ کے مطابق اسے چھوڑ دینا وہ بڑھا اس جماعت کو لے کر عشا تک چلتا رہا۔ ایک وادی میں لے کر اترا۔ جہاں کثرت سے گھانس تھی۔ لوگوں نے اپنے جانور چرانے کے لیے اس میں چھوڑ دیئے اور وہ خوب شکم سیر ہو گئے۔ خود سواروں نے بھی رات کا کھانا کھالیا اور پانی سے سیراب ہو گئے۔

بوڑھے رومی کی حکمت عملی:

پھر وہ بڑھا ان کو اس بیڑے سے لے کر آگے بڑھا دوسری طرف اشناس اپنے مقام سے انقرہ کی طرف چلا اس نے مالک بن اکیدر اور اس کے ہمراہ راہنماؤں کو یہ کہہ دیا تھا کہ وہ انقرہ میں اس سے آلیں وہ رومی بڑھا بقیہ رات ان کو پہار میں لیے پھرتا رہا اس پر مالک بن اکیدر کے راہنماؤں نے اس کی شکایت کی۔ مالک نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ میرے راہنما یہ کہتے ہیں اس نے کہا ہاں وہ سچے ہیں۔ یہ بات یہ ہے کہ جس جماعت پر ہم چھاپہ مارنا چاہتے ہیں وہ پہاڑ کے باہر ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر ہم رات ہی میں پہاڑ سے اترے تو ہمارے گھوڑوں کی چٹانوں پر ٹاپوں کی آواز سے وہ بھاگ جائیں گے آپ اطمینان رکھیں اگر پہاڑ سے نکلنے کے بعد کوئی ہمیں دکھائی نہ دے تو آپ سے مجھے قتل کر دیں۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ رات بھر اسی پہاڑ میں آپ کو پھر اتار ہوں اور صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل کر میں اس جماعت کو دکھا دوں تاکہ اپنے قتل سے بچ جاؤں۔ مالک نے کہا تو فضول چکر لگانے سے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ تم ہم کو اسی پہاڑ میں ٹھہراؤ تاکہ ہم آرام کر لیں۔ اس نے کہا آپ کی مرضی۔

مالک بن اکیدر کا انقرہ کے لشکر کا تعاقب:

مالک اور اس کی فوج ایک بڑی چٹان پر اتر پڑی اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی لگام تھامے رکھی۔ طلوع فجر کے بعد اس بڑھے نے کہا دو شخصوں کو بھیجو کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھ کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہے اور جو وہاں ہو اسے پکڑ لائیں۔ چار پیادے اس کام کے لیے چڑھے وہاں ان کو ایک مرد اور ایک عورت ملی۔ انھوں نے ان کو نیچے بلالیا۔ اور اس بڑھے ان سے پوچھا کہ انقرہ والوں نے کس جگہ رات بسر کی انھوں نے وہ مقام بتا دیا۔ اس نے مالک سے کہا کہ چونکہ ہم ان سے معافی کا وعدہ کر چکے ہیں اور اسی بنا پر انھوں نے ہمیں پتہ دیا ہے۔ آپ ان کو چھوڑ دیں مالک نے ان کو چھوڑ دیا۔ اب وہ بڑھا اس فوج کو لے کر نشان داوہ مقام کی طرف لے چلا اور ایسے مقام پر لے آیا جہاں سے انقرہ والوں کا لشکر نظر آ رہا تھا وہ ایک نمک کے کارخانے کے کونے میں مقیم تھے۔ اس فوج کو دیکھتے ہی انھوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو لگا لگا کر بھاگو وہ تو کارخانے میں گھس گئیں اور یہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بانس کے ڈنڈے لے کر اس کارخانے کے کھڑے ہو گئے وہاں نہ پتھر تھے کہ ان سے لڑتے اور نہ میدان تھا کہ رسالہ کام کرتا ان میں سے انھوں نے کئی قیدی گرفتار کیے۔

مالک بن اکیدر کا اسیر رومیوں سے استفسار:

ان میں سے ایسے بھی تھے جو پہلے سے زخمی تھے مسلمانوں نے ان سے ان زخموں کو دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کے ساتھ افسین کے مقابل بازو آزما ہوئے تھے اسی لڑائی میں ہمیں زخم آئے ہیں انھوں نے ان سے کہا کہ اس جنگ کی پوری کیفیت تو بیان کرو۔ قیدیوں نے کہا کہ بادشاہ بس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش تھا۔ ایک قاصد نے آ کر اس سے بیان کیا کہ آرمیناق کی

سمت سے ایک زبردست فوج ہمارے علاقہ میں درآئی ہے۔

افشین کارومیوں پر حملہ:

بادشاہ نے اپنے ایک عزیز قریب کو اپنی چھاؤنی پر اپنا نائب مقرر کر دیا۔ اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہیں ٹھہرا رہے اگر ملک عرب کا مقدمہ لکھش اس پر حملہ آور ہو تو وہ اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس طرح خود بادشاہ بلا مزاحمت اس فوج کے مقابلہ پر جائے جو آرمیناق میں داخل ہو گئی ہے اس سے مراد افشین کی سپاہ تھی۔ اس بات کو ہمارے اس سردار نے تسلیم کر لیا۔ میں اس فوج میں جو بادشاہ کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہو گئی تھی تھا۔ نماز صبح کے وقت ہم نے ان کو جالیا۔ ان کو شکست دی ان کی تمام پیادہ فوج کو قتل کر دیا۔ ہماری فوجیں ان کے تعاقب میں غیر مرتب ہو گئیں۔

رومیوں کی شکست:

ظہر کے وقت ان کے شہسواروں نے پلٹ کر ہم سے اس قدر شدید جنگ کی ہمارے چھلے چھوٹ گئے انہوں نے ہماری فوج کو چیر دیا اور وہ ہم میں گڈمڈ ہو گئے ہمیں اب یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہمارا بادشاہ کس دستہ فوج میں ہے۔ عصر تک اسی طرح گھمسان لڑاں ہوتی رہی۔ اس کے بعد ہم اس مقام پر پلٹ کر چلے آئے جہاں بادشاہ کی فرودگاہ تھی۔ مگر چونکہ ہم نے اسے یہاں نہیں پایا اس لیے ہم اس چھاؤنی میں آئے جو بس پر تھی۔ مگر یہاں آ کر بھی ہم نے دیکھا کہ چھاؤنی درہم برہم ہو چکی ہے اور تمام لوگ بادشاہ کے اس عزیز کا جسے وہ اپنا نائب بنا آیا تھا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اس رات تو ہم وہیں رہے۔ صبح کے وقت خود بادشاہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ہمراہ ہم سے آ ملا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی فرودگاہ بالکل خراب ہو چکی ہے اس نے اپنے نائب کو پکڑ کر اس کی گردن ماری اور تمام شہروں اور قلعوں کو حکم بھیج دیا کہ ہماری فوج کا جو مفروروہاں آئے اسے کوڑوں سے ہٹوا کر ہمارے پاس فلاں مقام میں واپس کر دیا جائے اس کے لیے اس نے ایک مقام متعین کر دیا تھا۔ تاکہ سب فوج وہاں جمع ہو جائے۔ اور پھر وہ ان کو لے کر بادشاہ عرب سے لڑے اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک خدمت گار کو جو خصی تھا اس لیے انقرہ بھیجا اگر ملک العرب اس مقام پر حملہ آور ہو تو یہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کرے اور اس کے لیے وہیں قیام کرے۔

وہ خصی انقرہ آیا۔ ہم بھی اس کے ہمراہ تھے ہم نے آ کر دیکھا کہ باشندوں نے شہر خالی کر دیا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ ہیں خصی نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی اس کے جواب میں بادشاہ نے اسے عمور یہ چلے جانے کا حکم دیا۔

مالک بن اکیدر کی مراجعت:

مالک بن اکیدر کہتا ہے کہ میں نے ان قیدیوں سے دریافت کیا کہ انقرہ والے کہاں چلے گئے انہوں نے بتایا کہ وہ نمک کے کارخانے میں چلے آئے۔ چنانچہ ہم نے وہیں ان کو جالیا۔ میں نے فوج میں منادی کرادی کہ جتنے آدمی تم نے پکڑے ہیں بس ان کو لے لو اور باقی چھوڑ دو۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے غلام چھوڑے اور لڑائی بھی ختم کر دی اور اشناہ کے پاس آنے کے وہاں سے پلٹے اور راستے میں سے انہوں نے بہت سی بھیڑ بکریاں اور گائے نیل پکڑ کر اپنے ساتھ لے لیے۔

معتمد کی عموریہ کی جانب پیش قدمی:

اس بڑھے کو مالک نے رہا کر دیا اور وہ قیدیوں کو لے کر اشناہ کی فوج سے آ ملا اور انقرہ پہنچ گیا۔ ایک دن اشناہ نے قیام

کیا دوسرے دن معتمد بھی وہاں آگئے۔ اس نے قیدی کے بیان کو معتمد سے نقل کیا وہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ تیسرے دن خود افشین کے ہاں سے اس کی خیریت کی اطلاع ان کو مل گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خود انقرہ میں ان کی خدمت میں آ رہا ہے۔ اس کے ایک دن کے بعد وہ معتمد کے پاس آ گیا۔ چند روز یہ سب یہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد انھوں نے اپنی طاقت تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ میسرہ کی فوج میں اشناس میمنہ میں افشین اور خود معتمد قلب میں رہے۔ ان فوجوں کے درمیان انھوں نے دو دو فرخ کا فاصلہ قائم رکھا اور خود ان فوجوں کو بھی میمنہ اور میسرہ قائم کرنے کی ہدایت کی اور حکم دیا کہ اپنے راستے کے تمام دیہات جلا ڈالیں اور ان کو برباد کر دیں اور جو ملے اسے پکڑ کر غلام بنالیں۔ اقامت کے وقت تمام دستے اپنے اپنے سرداروں اور قائدوں سے آلیں۔ انقرہ سے عموریہ تک جن کے درمیان سات منزل فاصلہ تھا۔ یہی انتظام عمل پذیر رہا۔ اب یہ سب فوجیں عموریہ جا پہنچیں۔

اہل عموریہ کی قلعہ بندی:

سب سے پہلے اشناس آیا۔ یہ جمہرات کو دن چڑھے وہاں پہنچا یہ عموریہ کے گرد چکر لگا کر اس سے دو میل کے فاصلہ پر ایک ایسے مقام میں جہاں پانی اور چارہ وافر تھا اتر پڑا۔ اس کے تیسرے دن افشین وہاں پہنچا امیر المومنین نے شہر پر حملہ کرنے کے لیے اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا۔ ان کی فوج کی تعداد کو پیش نظر رکھ کر اس کے برج ان کے سپرد کر دیئے۔ اس طرح دو برجوں سے لے کر بیس برجوں تک ایک قائد کے تفویض تھے۔ اہل عموریہ نے بھی قلعہ بندی کر کے مدافعت کی تیاری کی۔

قلعہ عموریہ کے متعلق ایک مسلمان کی اطلاع:

اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ اہل عموریہ نے ایک مسلمان کو اسیر بنا لیا تھا اس نے نصرانی ہو کر وہیں شادی کر لی تھی۔ اس موقع پر لڑنے کے بجائے وہ علیحدہ ہو کر چھپ گیا تھا۔ جب اس نے امیر المومنین کو دیکھا وہ نکل کر مسلمانوں میں آ ملا اور اس نے معتمد سے آ کر بیان کیا شہر کا ایک موقع ایسا ہے یہاں فصیل کو دریا کے ایک مرتبہ شدید سیلاب نے منہدم کر دیا تھا اور بادشاہ نے عامل کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی مرمت کر دے۔ مگر اس نے اس کی دوبارہ تعمیر میں تساہل برتا۔ مگر جب بادشاہ قسطنطنیہ سے چل کر آگے بڑھا تو اب اس عامل کو یہ خوف ہوا کہ ممکن ہے کہ اس کا گزر یہاں بھی ہو اور وہ اس حصہ فصیل کو منہدم حالت میں دیکھے اور ناراض ہو جائے اس ڈر سے اسی نے خلف معمار کو اس کی فوری تعمیر پر مقرر کیا۔ اس نے باہر کے رخ ایک پتھر کی فصیل تیار کر دی اور شہر کے رخ اس میں ملبہ بھر دیا اور اس فصیل پر اسی طرح گنگرے بنا دیئے جیسے پہلے تھے۔

قلعہ عموریہ پر سنگباری:

اس شخص نے معتمد کو فصیل کا وہ حصہ اچھی طرح بتا دیا۔ معتمد نے اسی کے سامنے اپنا خیمہ نصب کر لیا اور وہیں منجنیقیں لگا دیں ان کی وجہ سے وہاں سے فصیل کھل گئی۔ یہ دیکھ کر اہل شہر نے وہاں بڑے بڑے شہ تیر ایک دوسرے سے آویزاں کر کے نصب کر دیئے۔ جب منجنیق کا پتھران پر گرتا اور اس شہ تیر کو توڑ ڈالتا وہ دوسرا شہ تیر اس کی بجائے رکھ دیتے۔ فصیل کی حفاظت کے لیے انھوں نے ان شہ تیروں پر موٹے موٹے چڑھائے تھے۔ مگر منجنیقوں کی مسلسل ضرب سے اس مقام کی فصیل آخر کار بالکل پاش پاش ہو گئی۔

اہل عموریہ کے قاصدوں کی گرفتاری:

یا طس اور خصی نے اس کی اطلاع بادشاہ کو لکھی اور اپنا خط ایک رومی غلام اور ایک ایسے شخص کے ہاتھ روانہ کیا جو عربی خوب

بولتا تھا۔ ان دونوں کو انھوں نے فیصل سے چلتا کیا یہ خندق کو طے کر کے مسلمانوں کی فوج کے اس مقام میں بڑھے جہاں عمر الفرائی کے ساتھ سلاطین زادے تھے۔ جب یہ خندق سے آ کے نکلے انھوں نے مشتبہ نظروں سے دیکھا اور پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم تمہارے ہی آدمی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کس جمعیت سے تعلق ہے چونکہ ان کو مسلمانوں کے کسی سردار کا نام معلوم نہ تھا کہ اس کا نام بتاتے وہ چپ ہو گئے۔ اس پر سمجھ لیا کہ یہ دشمن کی جماعت کے ہیں۔ ان کو عمر الفرائی بن ازبجا کے پاس پیش کیا گیا۔ عمر نے ان کو اشناس کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو معتمد کی خدمت میں بھیج دیا۔ معتمد نے ان سے استفسار کیا اور ان کی تلاشی لی۔ ان کے پاس سے وہ خط برآمد ہوا جو باطس نے بادشاہ روم کو لکھا تھا اور جس میں اسے مطلع کیا تھا کہ دشمن کی ایک کثیر فوج نے شہر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور اب ہمارے لیے یہ مقام تنگ ہے۔ میرا یہاں آنا ہی غلط تھا بہر حال اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ خود اور اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ ان گھوڑوں پر جو قلعہ میں ہیں سوار کر کے رات کے وقت چپکے سے قلعہ کے دروازے کھول کر نکلوں اور پھر دشمن پر حملہ کروں۔ اس چاہے اس میں کچھ بھی ہو جائے۔ جو بچ کر نکل جائیں گے وہ نکل جائیں گے اور جو مارے جائیں گے وہ مارے جائیں۔ اس طرح اس محاصرہ سے نکل کر آپ کے پاس آ جاؤں۔

رومی قاصدوں کا قبول اسلام:

خط پڑھ کر معتمد نے اس شخص کو جو عربی بول رہا تھا اور اس رومی غلام کو اس کے ساتھ تھا ایک تھیلی دلوائی۔ وہ دونوں اسلام لے آئے۔ معتمد نے ان کو خلعت سے سرفراز کیا۔ اور طلوع آفتاب کے بعد ان کے حکم سے ان کو عور یہ کے گرد گھمایا گیا۔ انھوں نے اس برج کو بتایا جہاں یاطس رہا کرتا تھا۔ معتمد کے حکم سے اسی برج کے سامنے ان دونوں کو بہت دیر تک ٹھہرا رکھا گیا۔ دو آدمی ان درہموں کی تھیلیاں لیے ہوں ان کے ساتھ رہے۔ معتمد کا عطا کردہ خلعت ان کے زیب تن تھا۔ اور یاطس کا خط بھی ان کے ساتھ اس ہیئت سے یاطس اور تمام رومی اصل واقعہ سمجھ گئے کہ راز افشا ہو گیا۔ اس پر فیصل سے انہوں نے ان دونوں کو گالیاں دیں۔ معتمد کے حکم سے وہ اب دونوں وہاں سے ہٹا دیئے گئے۔

قلعہ عور یہ کی فیصل کا انہدام:

معتمد نے حکم دیا کہ اس مقام پر رات کے وقت پہرہ متعین کر دیا جائے۔ اس طرح کہ مسلح پہرہ دار گھوڑوں پر سوار رہ کر پہرہ دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ رات کے وقت شہر دروازہ کھول کر کوئی بھی شہر سے نکل جائے چنانچہ پہرہ متعین ہو گیا اور لوگ نوبت بہ نوبت اسلحہ لگائے گھوڑوں پر زین کے ساتھ رات بھر جاگتے رہے یہاں تک کہ فیصل کا وہ حصہ جو دونوں برجوں کے درمیان تھا اور جس کی کمزوری کی معتمد کو نشان دہی کی گئی تھی بالکل منہدم ہو گیا۔ ملبہ کے گرنے کی آواز سے فوج والے سمجھے کہ شاید دشمن نے اچانک شہر سے نکل کر ہمارے کسی دستہ پر یورش کی ہے اصل حقیقت معلوم کرنے اور فوج کو مطمئن کرنے کے لیے معتمد نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ تمام چھاؤنی کی گشت کر کے لوگوں کو بتائے کہ یہ فیصل کے گرنے کی آواز تھی یہ معلوم کر کے وہ سب مطمئن ہو گئے۔

قلعہ عور یہ کے خندق کو پاٹنے کی کوشش:

عور یہ آ کر معتمد نے دیکھا کہ اس کی خندق بہت وسیع اور فیصل بہت بڑی ہے۔ راستے میں سے وہ بے شمار بھیڑ بکریاں ساتھ لائے تھے اس لیے انھوں نے اس معاملہ میں یہ تدبیر کی کہ فیصل کی بلندی کے برابر بڑی منجھتیں جن میں چار چار آدمی سما سکتے

تھے اور جو نہایت درجہ مضبوط اور مستحکم بنائی گئی تھیں اور پہلے دار تخت پر فعب تھیں وہاں طلب کیں۔ ان بھیڑوں کو تمام فوج میں ہر شخص کو ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا اور کہا کہ اسے ذبح کر کے گوشت کھالیں اور اس کی کھال میں مٹی بھر کر لائیں تاکہ ان سے خندق کو پاٹ دیا جائے اور ایسا ہی کیا گیا اسی طرح انھوں نے بڑے بڑے گھروندے جن میں دس آدمیوں کی گنجائش تھی اور بہت ہی مستحکم بنائے گئے تھے اس کام کے لیے طلب کیے کہ ان کو مٹی بھری کھالوں پر لڑھکا دیا جائے۔ اور اس طرح خندق پٹ جائے یہ تدبیر بھی کی گئی اور اب وہ کھالیں خندق میں ڈالی گئیں مگر رومیوں کی پتھروں کی زد کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا کہ وہ اوپر تلے ڈالی جاسکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ علیحدہ علیحدہ پڑیں ان کو برابر نہیں کیا جا سکا اس کے لیے معتمد نے حکم دیا کہ ان پر اس قدر مٹی ڈال دی جائے کہ وہ برابر ہو جائیں۔ اس کے بعد گھروندے کو آگے لاکر ان کو دھکیلا گیا اس نے نصف خندق طے کی تھی کہ اس کے پیسے ان کھالوں میں الجھ گئے اور وہ وہیں رہ گیا جو لوگ اس میں تھے وہ بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکے۔ اور وہ گاڑی عموریہ کی فتح تک پھر وہیں پھنسی رہی۔ کسی طرح وہاں سے نکالی نہ جاسکی۔ البتہ فتح کے بعد جب تمام منجیقین، سیڑھیاں اور دوسرے گھروندے وغیرہ توڑ کر جلا دیئے گئے تو اسے بھی جلا دیا گیا۔

قلعہ کے شکاف پر سنگباری:

دوسرے دن معتمد نے رومیوں سے شکاف پر لڑائی شروع کی۔ آج سب سے پہلے اشناں اور اس کی فوج نے جنگ کی ابتداء کی چونکہ یہ جگہ بہت ہی تنگ تھی اس لیے وہ اچھی طرح یہاں نہ لڑ سکے۔ معتمد نے ان تمام منجیقوں کو جو فسیل کے گرد مختلف مقامات پر نصب تھیں اسی شکاف پر جمع کیا اور برابر برابر لگا کر حکم دیا کہ اس شکاف پر سنگباری کی جائے۔

معتمد کی افشین کی جنگ کی تعریف:

اس کے دوسرے دن افشین اور اس کی فوج کو لڑنا پڑا انہوں نے بہت عمدہ لڑائی لڑی اور کچھ آگے بھی بڑھے۔ معتمد اسی شکاف کے مقابل اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے تھے۔ اشناں، افشین اور ان کے دوسرے خاص خاص فوجی سردار بھی وہاں موجود تھے۔ اور سوار تھے البتہ ان کے علاوہ دوسرے اور سردار پیادہ کھڑے تھے۔ معتمد نے کہا آج کی لڑائی خوب ہوئی اس پر عمر الفغانی نے کہا بے شک آج کی لڑائی کل کے مقابلہ میں بہت اچھی لڑی گئی ہے اس جملہ کو اشناں نے بھی سنا مگر وہ خاموش رہا۔ دو پہر کو معتمد معرکہ سے اپنے خیمہ میں چلے آئے اور انہوں نے کھانا کھایا۔ دوسرے سردار بھی کھانے کے لیے اپنے اپنے خیموں کو چلے گئے۔

اشناں کی برہمی:

جب اشناں اپنے خیمہ کی طرف پہنچا تو تعظیماً حسب دستور تمام سردار اپنی سواریوں سے اتر پڑے۔ ان میں عمر الفغانی اور احمد بن خلیل بھی تھے یہ اتر کر حسب عادت اشناں کے آگے آگے خیمہ کے قریب تک چلے۔ اشناں نے ان سے کہا اے حرامزادو آج تو تم اس طرح ادب کے ساتھ میرے سامنے چلتے ہو یہ نہ ہو کہ کل دل کھول کر جنگ میں کوشش کرتے اور پھر امیر المؤمنین کی جناب میں حاضری کے وقت کہتے ہو کہ آج کی لڑائی کل سے بہتر ہوئی ہے گویا کل تمہارے علاوہ کوئی اور لڑنے آیا تھا۔ اپنے خیموں کو جاؤ۔

عمر و الفغانی اور احمد بن خلیل کی گفتگو:

وہ دونوں وہاں سے پلٹے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگا دیکھا آج اس حرامزادے نے ہمارے ساتھ کیا گستاخی کی ہے کیا ان

آج کی گالیوں کے سننے سے یہ بہتر نہیں کہ ہم رومیوں کے علاقہ میں جا کر پناہ گزین ہو جائیں۔

عمرو الفرغانی نے جسے راز کی بات معلوم تھی احمد بن زلیل سے کہا عنقریب اللہ اس حالت سے نجات دے گا۔ اطمینان رکھو۔ احمد کو گمان ہوا کہ ضرور عمر کسی بات سے واقف ہے اس نے باصرار اس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے۔ عمرو نے اسے سازش کی اطلاع دی جس میں وہ خود شریک تھا اور کہا کہ عباس بن مامون کا معاملہ پختہ ہو چکا ہے ہم عنقریب غلانیہ اس کی بیعت کر کے معتمد اور شناس وغیرہ کو قتل کر دیں گے میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ تم پہلے سے عباس سے چالو۔ تاکہ تم بھی اس کے اور جانبداروں میں ابھی سے شریک ہو جاؤ۔ احمد نے کہا میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں کامیابی نہ ہوگی۔ عمر کہنے لگا ابھی سب کچھ ہو چکا ہے تم ذرا حارث السمرقندی سے تو جا کر ملو۔ یہ سلمہ بن عبید اللہ بن الوضاح کے اقربا میں تھا۔ اور یہی شخص اس کام پر متعین تھا۔ کہ وہ لوگوں کو عباس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے لیے ان سے بیعت لے تم عمر نے کہا میں تم کو اس شخص سے ملاتا ہوں تاکہ تم ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ۔ احمد نے کہا اچھی بات ہے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ بشرطیکہ یہ معاملہ ہمارے درمیان آج سے دس دن کے اندر تکمیل کو پہنچ جائے اور اگر مدت میں یہ بات نہ ہو سکی تو پھر میں بری الذمہ ہوں۔ تمہاری شرکت مجھ پر لازم نہ رہے گی۔ حارث نے عباس سے آکر کہا کہ عمر نے احمد سے ہماری تحریک بیان کر دی ہے۔ عباس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ ہمازی کسی بات سے واقف ہو۔ تم خاموش رہو اور اسے ہنگام اپنے معاملہ میں ذرا سا بھی شریک نہ کرو۔ اب اس معاملہ کو انہیں دونوں میں رہنے دو۔ اس کے بعد انہوں نے احمد سے کوئی بات نہیں کہی۔

رومی سردار دندوا کی امداد طلبی:

تیسرے دن خود امیر المومنین کی فوج خاصہ کو لڑنا پڑا ان کے ساتھ اہل مغرب اور ترک بھی تھے۔ ایسا فوج کا انتظام تھا۔ انہوں نے خوب ہی دادرمداری دی اور لڑکر فسیل کے شگاف کو اور وسیع کر دیا۔ جنگ اسی طرح ہوتی رہی رومیوں کے ہزار ہا آدمی مجروح ہو گئے۔ معتمد کے عمور یہ پر حملہ کرنے کے وقت بادشاہ روم کے سپہ سالاروں نے شہر کی مدافعت کے لیے اس کے برج آلیس میں بانٹ لیے تھے ایک سردار اور اس کی جمعیت کے تفویض کئی کئی برج تھیں۔ جس مقام پر فسیل میں شگاف پڑا تھا۔ وہ مقام دندوا نام جس کے معنی عربی میں ثور (بیل) کے ہیں ایک رومی سردار کے تفویض تھا اس نے اور اس کی فوج نے دن و رات نہایت بہادری اور جانفشانی سے اس مقام پر جنگ کی اور حملہ کا اصل دباؤ اس پر اور اس کی فوج پر ہی تھا نہ یا طس نے اور نہ کسی اور رومی سردار نے اس کی کسی قسم کی مدد کی۔ وہ اکیلا لڑتا رہا۔ جب رات ہو گئی وہ سردار رومیوں کے پاس گیا۔ اور اس نے کہا کہ جنگ کا سارا زور مجھ پر اور میری فوج پر پڑا ہے اب میرے پاس کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا جو زخمی نہ ہو چکا ہو۔ لہذا تم اپنی فوج کو فسیل کے شگاف پر بھیجو تاکہ کچھ دیر سنگباری کریں اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب رسوا ہو جاؤ گے اور شہر سے نکل جائے گا۔ مگر سب نے صاف جواب دے دیا کہ ہم ایک آدمی بھی تمہاری مدد کو نہیں دیتے۔ اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس کی فسیل تو سالم ہے اور ہم اس کے لیے تم سے مدد نہیں مانگتے۔ لہذا تم جانو اور تمہارا کام ہم کچھ نہیں جانتے۔

سردار دندوا کا امان طلبی کا فیصلہ:

اس کو رے جواب پر اس نے اور اس کی جمعیت نے تہیہ کر لیا کہ وہ امیر المومنین معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی بچوں اور متعلقین کے لیے امان لے لے۔ اور اس کے معاوضہ میں قلعہ کو مع تمام سامان نقد و جنس اور اسلحہ وغیرہ کے ان کے

حوالے کر دے۔ چنانچہ صبح کو اس نے اپنی فوج کو شگاف کے دونوں پہلوؤں پر کھڑا کیا اور خود وہاں سے نکل کر اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے ملنا چاہتا ہوں اور اپنی فوج کو ہدایت کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں وہ نہ لڑیں۔ وہ شہر سے نکل کر معتمد کی خدمت میں باریاب ہوا۔ حملہ آور اس شگاف پر بڑھتے تھے رومیوں نے ان کی مدافعت نہیں کی بلکہ ہاتھ کے اشارے سے کہتے تھے کہ آگے نہ آؤ انہوں نے نہ مانا۔ اصل فیصل تک جا پہنچے۔ اور اس وقت رومی سردار دندوا معتمد کے سامنے بیٹھا ہوا تھا معتمد نے ایک گھوڑا اس کے لیے منگوا یا اسے اس پر سوار کیا اور وہ خود آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ تمام فوج ان کے ہمراہ شگاف کے کنارے پہنچ گئی۔

معتمد اور دندوا میں معاہدہ:

عبدالوہاب بن علی معتمد کے آگے آگے تھا۔ اس نے ہاتھ سے لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کا اشارہ کیا تمام فوج شہر میں در آئی۔ دندوا نے مڑ کر دیکھا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ مارا۔ معتمد نے کہا۔ کیوں اس نے کہا کہ میں تو آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا۔ کہ آپ پہلے میری بات سنتے اور مجھے اس کا جواب دیتے مگر آپ نے میرے ساتھ بد عہدی کی۔ معتمد نے کہا جو تم کہو میں اسے منظور کروں گا کہو کیا چاہتے ہو۔ میں تمہارے کسی مطالبہ کی مخالفت نہیں کروں گا۔ اس نے کہا جب کہ تمام فوج شہر میں داخل ہو گئی ہے اب میں کیا کہوں۔ اور کس بات کی آپ مخالفت نہ کریں گے۔ معتمد نے کہا لاؤ ہاتھ پر ہاتھ مارو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب بھی جو تم چاہو مجھے منظور ہے۔ میں تمہارے ہر مطالبہ کو قبول کرتا ہوں۔ کہو کیا چاہتے ہو۔ یہ سن کر وہ معتمد کے خیمہ میں ٹھہر گیا۔

یاطس کی جلی:

یاطس اپنے ہی برج میں موجود تھا اور رومیوں کی ایک جماعت اس کے پاس تھی اور ان کی ایک جماعت ایک بڑے کنبہ میں جو عموریہ کے ایک زاویہ میں واقع تھا جمع تھی۔ انہوں نے حملہ آوروں کا سخت مقابلہ کیا اور خوب بہادری سے لڑے۔ مسلمانوں نے اس کنبہ میں آگ لگا دی۔ جس سے وہاں کے تمام لوگ جل مرے۔ اس اثناء میں یاطس اپنے برج میں رہا۔ اس کی فوج والے اور دوسرے رومی اس کے گرد جمع تھے۔ یہاں مسلمانوں کی تلواریں ان پر بری طرح پڑ رہی تھیں جس سے وہ مقتول و مجروح ہو رہے تھے۔ اس وقت خود معتمد سوار ہو کر یہاں آئے اور یاطس کے مقابل آ کر کھڑے ہو گئے جو اشاس کی فوج کے قریب مقیم تھا۔ لوگوں نے یاطس کو پکارا کہ امیر المومنین تشریف فرمائیں رومیوں نے برج پر سے کہا کہ یہاں یاطس نہیں ہے۔ حملہ آوروں نے کہا وہ یہیں ہے اس سے جا کر کہہ دو کہ امیر المومنین یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اس پر پھر رومیوں نے یہی کہا کہ یاطس یہاں نہیں ہے۔ یہ سن کر معتمد غضبناک ہو کر آگے بڑھے۔ وہ آگے بڑھے ہی تھے کہ اب رومیوں نے شور مچایا کہ یاطس ہے یاطس یہ معتمد پھر اس جگہ پلٹ آئے اور برج کے گرد پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

یاطس کی گرفتاری:

پھر انہوں نے ان نزد بانوں کے لانے کا حکم دیا جو پہلے سے تیار تھیں ایک سیڑھی اٹھا کر لائی گئی اور وہ اسی برج پر رکھی گئی۔ حسن الرومی ابو سعید محمد بن یوسف کا غلام اس پر چڑھا۔ یاطس نے اس سے باتیں کیں۔ حسن نے اس سے کہا کہ یہ دیکھو امیر المومنین موجود ہیں۔ تم ان کے حکم پر اپنے کو ان کے حوالے کر دو۔ نیز حسن نے سیڑھی سے اتر کر معتمد سے کہا کہ میں نے یاطس کو دیکھا اور اس

سے باتیں بھی کی ہیں۔ معتمد نے اس سے کہا کہ جا کر کہو کہ وہ ہتھیار رکھ دے حسن دوبارہ چڑھا۔ یاطس برج کے اندر سے تلوار لگائے برآمد ہوا۔ معتمد اسے دیکھ رہے تھے اب اس نے اپنی گردن سے تلوار نکال کر حسن کو دے دی اور پھر خود وہاں سے اتر کر معتمد کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا معتمد نے کوڑے کو صرف اس کے سر پر اٹھایا۔ اس کے بعد وہ اپنے خیمہ میں چلے آئے۔ اور کہا کہ اسے لے آؤ وہ تھوڑی دور پیدل چلا تھا کہ ان کا دوسرا آدمی اس حکم کے ساتھ آیا کہ اسے سواری پر لایا جائے۔ چنانچہ یاطس گھوڑے پر سوار معتمد کے خیمہ میں آ گیا۔

مال غنیمت کی نیلامی:

اس کے بعد دوسرے مجاہدین اپنے اپنے جنگی قیدیوں اور لوٹڈی غلاموں کو لے کر ہرست سے چھاؤنی میں آنے لگے۔ جس سے پوری چھاؤنی پر ہو گئی۔ معتمد نے بسیل مترجم کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کو شناخت کرے تاکہ جو ان میں ذی وجاہت اور شریف ہوں ان کو دوسرے رومیوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ بسیل نے اس حکم کی بجا آوری کی اور ان کو شناخت کر کے علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ پھر ان کے حکم سے تمام مال و اسباب غنیمت ان کے سپہ سالاروں کے سپرد کیا گیا۔ اشناس، افشین، جعفر الحیاط اور ایٹاخ کے سپرد وہ سامان کیا گیا جو ان کی سمت سے برآمد ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ اسے نیلام کر دیں۔ احمد بن داؤد کی طرف سے ایک ایک شخص ان سب سپہ سالاروں کے ساتھ اس لیے مقرر کیا گیا کہ وہ تمام سامان و اسباب شمار کرے پانچ روز میں جس قدر فروخت ہو سکا وہ بیچ دیا گیا باقی کو آگ لگا دی گئی اس کے بعد معتمد وہاں سے بہرزمین طرسوس کی طرف پلٹے۔

معتمد کی فوج میں ہنگامہ:

معتمد کے روانہ ہونے سے پہلے جو دن ایٹاخ کے لیے متعین کیا گیا تھا کہ اس روز وہ مال غنیمت کو فروخت کرے لوگ اس کے مفوضہ غنیمت گاہ پر لوٹنے کے لیے چڑھ دوڑے۔ یہی وہ دن بھی تھا جس دن کے لیے عجیب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم معتمد کو قتل کر دیں گے۔ اس ہنگامہ کو سن کر خود معتمد گھوڑا دوڑاتے ہوئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیے اس ہنگامہ آئے۔ لوگ ان کو دیکھ کر ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور انہوں نے اس غنیمت گاہ کو لوٹنے سے اپنے ہاتھ روک لیے۔ اس بندوبست کے بعد معتمد اپنے خیمہ میں پلٹے آئے۔ دوسرے دن انہوں نے حکم دیا کہ لوٹڈی غلاموں کو نیلام کر دیا جائے اور صرف تین آوازیں ان پر کر دی جائیں۔ تین کے بعد جو اضافہ کرے وہ لے لے۔ ورنہ بیچ معلق رہے یہ حکم انہوں نے اس لیے دیا تھا کہ بیچ میں سہولت اور عجلت ہو۔ چنانچہ پانچویں دن اب اسی طرح سے بیچ ہوئی۔ لوٹڈی غلاموں پر پانچ پانچ اور دس دس کر کے بولی ہوتی تھی۔ اور سامان اور اسباب کے بڑے بڑے انبار کو ایک دم نیلام کر دیا جاتا تھا۔

شاہ روم کے قاصد کی واپسی:

عموریہ کا محاصرہ کرنے کے ابتداء ہی میں شاہ روم نے اپنا ایک نمائندہ ان کے پاس بھیجا تھا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ ان کے پاس آئے انہوں نے اسے اس چشمہ آپ کے کنارے جہاں سے ان کی فوج پانی لیتی تھی اور جو عموریہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا ٹھہرا دیا تھا اور جب تک انہوں نے شہر فتح نہ کر لیا اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی۔ اب عموریہ کی فتح کے بعد انہوں نے اسے واپس جانے کی اجازت دی۔ وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا۔

وادئ الجور میں رومی اسیروں کا قتل:

معتمد وہاں سے اپنے سرحدی استحکامات کی طرف پلے۔ ان کو اطلاع ملی تھی کہ بادشاہ روم ان کے تعاقب میں بڑھتا چاہتا ہے۔ یا اس کا ارادہ ہے کہ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو وہ فوج کو ذوق کرے وہ شاہراہ عام پر صرف ایک منزل طے کر چکے تھے کہ عموریہ پلٹ آئے اور دوسری فوجوں کو مراجعت کا حکم دیا اور اب کی مرتبہ شاہراہ چھوڑ کر وادی الجور کے راستے سے واپس روانہ ہوئے۔ انہوں نے تمام قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان کا ایک ایک گروہ ایک ایک قائد کے حوالے کر دیا تھا۔ تاکہ وہ ان کی حفاظت کرتے رہیں۔ سرداروں نے حفاظت کے لیے سپاہیوں کے سپرد کر دیا تھا۔ جس راستے سے یہ تمام فوج واپس آنے لگی اس میں چالیس میل ایسے آئے جہاں پانی میسر نہ تھا۔ پیاس کی شدت سے اس علاقے میں جس قیدی نے پیادہ چلنے سے انکار کیا اس کی گردن مار دی گئی۔ اس وادی الجور کے راستے میں یہ تمام فوج ایک ایسے صحرا میں پہنچی جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ آدمی اور جانور پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر راستے میں گر پڑے۔ بلکہ بعض قیدیوں نے اپنے محافظ سپاہیوں کو قتل کر دیا اور بھاگ گئے۔ معتمد اصل فوج سے کچھ آگے نکل آئے تھے۔ وہ اپنی منزل سے پانی لے کر فوج کے پاس آگے بڑھ کر آئے بہت سے آدمی پیاس سے اس وادی میں ہلاک ہو گئے۔ فوج نے آ کر معتمد سے شکایت کی کہ ان قیدیوں نے بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا ہے۔ معتمد نے سبیل الرومی کو حکم دیا کہ ان میں جو صاحب قدر منزلت ہوں وہ علیحدہ کر دیئے جائیں چنانچہ وہ علیحدہ کر لیے گئے باقیوں کو ان کے حکم سے پہاڑوں پر چڑھا کر کھدوں میں دھکیل دیا گیا۔ جس سے وہ سب کے سب جن کی تعداد چھ ہزار تھی ہلاک ہو گئے ان کو دو جگہ قتل کیا گیا۔ ایک وادی الجور میں اور ایک دوسرے مقام میں۔

معتمد کی طرسوس میں آمد:

یہاں سے چل کر معتمد اپنی سرحدوں کی طرف چلے اور طرسوس میں داخل ہوئے۔ یہاں ان کی چھاؤنی کے گرد چمڑے کے حوض لگائے گئے تھے جو پانی سے بھرے ہوئے تھے اور یہ انتظام اب ان کے عموریہ کی فردگاہ تک کیا گیا تھا جہاں سے سپاہی آزادی سے سیر ہو کر پانی پی لیتے اور اب ان کو پانی کی تلاش میں کوئی دقت اور زحمت باقی نہ رہی تھی۔

اس سال ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ جمعرات کے دن افسین اور بادشاہ روم میں بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ معتمد نے چھ رمضان جمعہ کے دن عموریہ پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور پچپن دن کے بعد اسے فتح کر کے واپس آئے۔ حسین بن الضحاک الباہلی نے اس موقع پر افسین کی مدح میں ایک قصیدہ کہا اور اس میں اس لڑائی کا ذکر کیا ہے جو اس کی بادشاہ روم سے ہوئی ہے اس سال معتمد نے عباس بن مامون کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر لعنت بھیجی جایا کرے۔

فوجی امراء کا افسین سے حسد:

اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلامی شہر زبطہ کی بادشاہ روم کے ہاتھوں تباہی اور قتل و غارت گری کے بعد جب معتمد نے عجیف بن عنبہ کو رومی علاقہ میں عمر بن اریخا الفرغانی اور محمد کوتہ کے ہمراہ روانہ کیا تو اسے اخراجات جنگ کے صرف کرنے میں وہ آزادی نہ دی تھی جو افسین کو حاصل تھی۔ نیز معتمد کو اس کے اپنے فرائض کی بجائے آوری میں کوتاہی بھی نظر آئی اور انہوں نے اس کے افعال کو غیر اطمینان بخش محسوس کیا اس بات کی اطلاع عجیف کو بھی ہو گئی کہ امیر المومنین اس کی طرف سے اب حسن ظن نہیں رکھتے۔

فوجی امراء کی عباس بن مامون کی حمایت:

اس لیے اس نے عباس کو خوب برا بھلا کہا اور اس بات پر ملامت کی کہ کیوں اس نے مامون کی وفات کے وقت ابوالفتح کی بیعت کی اور اس بات پر جرأت و ہمت والی کہ وہ اپنے کیے کی تلافی کرے۔ عباس نے یہ بات مان لی اور ایک شخص حارث السمرقندی جو عبید اللہ بن الوضاح کے قرابت داروں میں تھا، راجس سے عباس مانوس تھا اس نے اس کام کے لیے اپنے ساتھ لیا یہ شخص بڑا ادیب فرزانہ اور بااخلاق اور متواضع تھا۔ عباس نے اس کو امراء فوج کے پاس نامہ و پیام بری کے لیے اپنا قاصد بنایا۔ یہ چھاؤنی میں گشت لگاتا تھا۔ رفتہ رفتہ امراء کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی اور اس کے خاص خاص لوگوں نے اس کی بیعت کر لی۔

معتمد اور اس کے فوجی امراء کے قتل کا منصوبہ:

عباس نے معتمد کے تمام سرداروں کو ایک ایک کر کے ان بیعت کرنے والے دوستوں سے نامزد کر دیا۔ اور سپرد کر دیا۔ ہدایت کر دی کہ جب میں حکم دوں تم فوراً اپنے اپنے آدمی کو اچانک قتل کر دینا۔ ان سب نے اس کا عہد کر لیا اور سب بیعت اس طرح لی جاتی کہ بیعت کرنے والے سے یہ اقرار لیا جاتا کہ تم فلاں کو قتل کرو گے جب وہ اس کا اقرار کر لیتا تو بیعت کرتا معتمد کے خاص مصاحبین میں سے جس نے عباس کی بیعت کی تھی اس نے اسی کو معتمد کے قتل کا کفیل بنایا۔ اسی طرح افشین کے خاص لوگوں میں سے حسن نے عباس کی بیعت کی عباس نے اس کو افشین کے قتل کا ذمہ دیا اور اشناس کے ترکوں میں سے جنہوں نے اس کی بیعت کی عباس نے اشناس کے قتل کو انہیں کے سپرد کر دیا۔ ان سب نے اپنے مفوضہ کام کا اقرار کر لیا۔

عجیف کا معتمد کو قتل کرنے پر اصرار:

جب تمام فوج انتزہ اور عمور یہ آنے کے ارادے سے درے میں داخل ہوئی اور افشین ملتویہ کی سمت سے بلا دروم میں داخل ہونے لگا عجیف نے اس موقع پر عباس کو معتمد کے اچانک حملہ کر کے قتل کر دینے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ اس وقت بہت تھوڑی فوج اس کے ساتھ ہے دوسری تمام فوجیں اس سے دور جا پڑی ہیں یہاں اس کا کام تمام کر کے بغداد پلٹ چلو۔ جہاد سے بچ کر اس واپسی کے تمام فوج خوشی سے قبول کرے گی۔ عباس نے نہ مانا اور کہا کہ میں اس جہاد میں فساد نہیں پیدا کرنا چاہتا۔ سب لوگ رومی علاقہ میں در آئے اور عمور یہ فتح ہو گیا۔

عباس بن مامون کا عجیف کی رائے سے اختلاف:

عجیف نے عباس سے اب پھر کہا کہ کب تک پڑے سوتے رہو گے عمور یہ فتح ہو گیا ہے اور اب معتمد کا قتل کرنا آسان ہے۔ ایک جماعت کو چپکے سے سمجھا دو کہ وہ اس مال غنیمت کے انبار کو لوٹنے لگیں۔ معتمد اس ہنگامے کی خبر پاتے ہی فوراً یہاں آئیں گے۔ اسی وقت تم ان کو قتل کر دینا۔ عباس نے اسے بھی نہ مانا اور کہا کہ پھر درے کا موقع آنے دو جب وہاں وہ پھر حسب سابق تہارہ جائیں گے اس وقت ان کا قتل کر دینا یہاں سے سہل تر ہوگا۔ مگر خود عجیف نے کچھ لوگ سامان کے انبار کو لوٹنے کے لیے متعین کر دیئے تھے۔ ایتاخ کی چھاؤنی کا کچھ سامان لٹا۔ معتمد گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں آئے۔ ان کو دیکھ کر سب لوگ ٹھنڈے پڑ گئے۔ جن لوگوں کو ان پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا عباس نے ان کو ان پر ہاتھ چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔ اس لیے انہوں نے کوئی

حرکت نہیں کی اور اس بات کو نامناسب سمجھا کہ عباس کے حکم کے بغیر کچھ کر گزریں۔
عمرالفرغانی کی ایک عزیز کو نصیحت:

عمرالفرغانی کو آج کے واقعہ کی اطلاع ملی۔ اس کا ایک کمن نوجوان عزیز معتمد کے ملازمین خاص میں تھا۔ وہ اس کے بیٹوں کے پاس آ کر اس رات میخواری کرنے لگا اور ان سے کہا کہ آج امیر المومنین بڑی ضرورت سے جلد سوار ہو کر برآمد ہونے میں ان کے آگے آگے دوڑتا ہوا چلا وہ بہت ناراض تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ تموار نیام سے باہر نکال لوں اور جو سامنے آئے اسے قتل کر دوں۔ عمر نے اس نوجوان کی گفتگوں پائی اور اس ڈر سے کہ کہیں مفت میں نہ مارا جائے اس نے کہا۔ اے میرے بچے تم احمق ہو۔ تم رات میں امیر المومنین کے پاس نہ رہو۔ بلکہ اپنے خیمہ میں شب باش ہو کرو۔ اور اگر تم کو کبھی پھر آج کا سا شور و غوغا سنائی دے تم چپ چاپ اپنے خیمہ میں بیٹھے رہنا۔ تم ابھی بالکل نا سمجھ نوجوان ہو۔ تم کو اب تک فوجی نقل و حرکت کا حال معلوم نہیں۔ وہ نوجوان عمر کی بات کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

اشناس کی علالت:

معتمد عموریہ سے اپنی سرحد کی طرف پلٹے۔ افشین نے ابن الاقطع کو معتمد کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے پر روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ فلاں موضع پر غارت گری کر کے تم پھر مجھ سے اثنائے راہ میں آلو۔ وہ اپنی ہم پر چل دیا۔ معتمد چلتے چلتے ایک مقام پر آئے جہاں وہ ذرا دم لینے کے لیے ٹھہر گئے اور اس لیے بھی کہ تمام فوج درے کے دشوار گزار حصے سے نکل آئے ٹھہرے رہے۔ ابن الاقطع بھیڑ بکریاں لوٹ کر پھر افشین کے ساتھ آ ملا۔ معتمد کی فرودگاہ علیحدہ تھی اور افشین کی علیحدہ اور دونوں کے درمیان دو میل کی با کچھ زیادہ کی مسافت تھی۔ اشناس بیمار ہو گیا۔

معتمد و افشین کی عیادت:

معتمد صبح کی نماز کے وقت خود اس کی عیادت کو اس کے خیمہ آئے اور اس کی مزاج پرسی کی۔ اب تک افشین ان سے آ کر نہ مل سکا تھا۔ یہ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں وہ آتا ہوا ملا انہوں نے کہا کیا ابو جعفر کی عیادت کو جاتے ہو۔ معتمد جب اشناس کی عیادت کر کے واپس آئے تو عمرالفرغانی اور احمد بن الفضل افشین کی فرودگاہ کی طرف چلے تاکہ ابن الاقطع کی غنیمت میں لائی ہوئی لوٹ بیوں کو دیکھیں اور جو پسند آئے خریدیں۔ یہ دونوں افشین کی فرودگاہ کی طرف جا رہے تھے افشین اشناس کی عیادت کے لیے جا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ دونوں گھوڑوں سے اتر پڑے اور سلام کیا۔ اشناس کے حاجب نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا افشین اشناس کے پاس ہو کر چلا گیا۔ وہ دونوں سیدھے اس کی فرودگاہ کو ہو گئے۔ چونکہ اب تک لوٹ بیوں باہر نہیں لائی گئی تھیں اس لیے وہ دونوں ایک طرف کو کھڑے ہو گئے کہ ان کا نیلام شروع ہو گیا تو جو پسند آئے گی خرید لیں گے۔ اشناس کے صاحب نے اس سے جا کر کہا کہ عمرالفرغانی اور احمد بن خلیل دونوں کا افشین سے آنا سامنا ہوا وہ اس کی فرودگاہ کو جا رہے تھے مگر اسے دیکھ کر تعظیماً گھوڑوں سے اترے اور سلام کر کے پھر اپنی راہ چلے گئے۔

عمرالفرغانی اور احمد بن خلیل کی اشناس سے کشیدگی:

اشناس نے محمد بن سعید السعدی کو بلا کر حکم دیا کہ تم افشین کے لشکر میں جاؤ اور دیکھو کہ عمرالفرغانی اور احمد بن خلیل کہاں ہیں

کس کے پاس مقیم ہیں اور کیوں گئے ہیں اس نے دیکھا کہ وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہوئے ہیں اس نے پوچھا آپ یہاں کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابن الاقطع کی لالہ کی ہوئی باندیوں کی خریداری کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں اس نے کہا کسی اور شخص کو اس کام پر مقرر کر دیجئے کہ وہ آپ کے لیے خریدے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم چاہتے کہ خود دیکھ کر پسند کر کے خریدیں۔ محمد بن سعید نے واپس آ کر اشناس سے یہ بات کہی۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرنے سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے لشکر میں رہو حاجب نے جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دی۔ جسے سن کر وہ رنجیدہ ہوئے اور دونوں نے یہ تصفیہ کیا کہ صاحب الخبر کے پاس چل کر درخواست کریں کہ وہ ان کو اشناس کی ماتحتی سے نکال دے۔

عمر الفرغانی اور احمد بن خلیل کی اشناس سے علیحدگی کی درخواست:

چنانچہ انہوں نے اس سے جا کر کہا کہ ہم امیر المومنین کے غلام جاں نثار ہیں وہ ہمیں کسی دوسرے کے ماتحت کر دیں۔ اس شخص نے ہماری اہانت کی اور ہمیں گالیاں دیں اور دھمکی دی ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر اقدام کرے گا۔ ہماری درخواست ہے کہ امیر المومنین دوسرے جس شخص کو پسند کریں ہمیں اس کے ماتحت کر دیں۔ صاحب الخبر نے اسی دن یہ اطلاع معتمد کو دی۔ نماز صبح کا وقت کوچ کا متعین تھا۔ اور قاعدہ یہ تھا کہ جب تمام فوج چلتی تو مختلف فوجیں اپنے اپنے دور میں بڑھتی مگر اشناس افشین اور دوسرے سپہ سالار خود تو امیر المومنین کی فوج میں ہوتے اور ان کے نائب ان کی فوجوں کی قیادت کر دے۔ افشین مسیرہ اور اشناس میمنہ میں ہوتا۔

عمر الفرغانی کی گرفتاری:

جب اشناس آج امیر المومنین کے پاس آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل کو ذرا ٹھیک کر دو وہ پاگل ہو گئے ہیں۔ اشناس دوڑتا ہوا اپنی فرودگاہ میں آیا اور اس نے ان دونوں کو دریافت کیا۔ عمرو تو ملا، مگر ابن الخلیل مسیرہ کے ساتھ رومیوں سے آگے نکل جانے کے لیے جا چکا تھا۔ لوگ عمرو کو اس کے پاس لائے اس نے کوڑا منگوا لیا۔ عمرو بہت دیر تک ننگا کھڑا رہا۔ کوڑا ہی کوئی اثر کر نہیں دیتا آخر اس کے پچانے بڑھ کر اشناس سے اس کی سفارش کی۔ اس کا چچا عجمی تھا۔ اس وقت تک عمرو کھڑا ہوا تھا۔ اس کی سفارش پر اشناس نے حکم دیا کہ اسے لاد لیا جائے اور ایک کرتا پہنا دیا جائے ایک نچر پر قبضہ میں اسے سوار کیا گیا اور لشکر کی طرف لے چلے۔

احمد بن خلیل کی اسیری:

اتنے میں احمد بن الخلیل بھی گھوڑا دوڑاتا ہوا آ پہنچا۔ اشناس نے حکم دیا کہ اسے بھی عمرو کے ساتھ قید کر دو۔ اسے بھی گھوڑے سے اتار کر نچر پر عمرو کے مقابل بٹھا دیا گیا اور دونوں کو محمد بن سعید السعدی کی حفاظت میں دے دیا گیا۔ یہ ان کے لیے میدان میں لشکر الگ تھلگ ڈیرہ لگا دیتا اور وہاں ایک حجرہ بنا دیتا دسترخوان لگا دیتا۔ گدے بچھاتا اور پانی کا حوض بنا دیتا اور ان کا اپنا سارا سامان اور غلام خود اصل چھاؤنی میں رہے۔ ان میں سے کسی چیز کو چھیڑا نہیں گیا اسی حالت میں وہ جبل الصفصاف آئے۔ اشناس ساقہ میں تھا اور بغا معتمد کے ساتھ تھا۔ صفصاف آ کر اس نوجوان فرغانی کو جو عمرو کا رشتہ دار تھا۔ عمرو کے قید کیے جانے کی خبر ہوئی اس نے معتمد سے وہ گفتگو دہرائی جو اس رات کو جب یہ اس کے ہاں گیا تھا اس کی عمرو سے ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر تجھے شور و غوغا سنائی دے تو اپنے خیمہ میں چپ بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا۔

عمر و الفرغانی کی ایٹاخ کو حوالگی:

یہ سن کہ معتمد نے بغا سے کہا کہ کل صبح کو تم اس وقت تک کوچ نہ کرنا جب تک کہ شناس یہاں نہ آجائے اور اس سے عمر کو لے کر میرے پاس پیش کرنا۔ یہ حکم صفصاف میں دیا گیا۔ حسب بغا کوچ کے لیے تیار اپنے نشان لیے شناس کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ محمد بن سعید جس کے ہمراہ عمر و اور احمد بن الخلیل تھے آ گیا۔ بغا نے شناس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا کہ میں اسی وقت عمر و کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں وہ خچر سے اتار لیا گیا اور احمد بن الخلیل کے مقابل دوسرے طرف ایک اور شخص تہہ میں بٹھا دیا گیا۔ بغا عمر و کو معتمد کے پاس لے چلا۔ احمد بن الخلیل نے اپنے ایک غلام کو عمر و کے پاس بھیجا تا کہ وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اس نے واپس آ کر احمد سے بیان کیا کہ عمر و کو معتمد کے سامنے پیش کیا گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ ان کے روبرو ہڑا رہا پھر اسے ایٹاخ کے سپرد کیا گیا اس کے آنے کے بعد امیر المومنین نے اس گفتگو کو جو اس کی اس نوجوان رشتہ دار سے ہوئی تھی دریافت کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ وہ نشہ میں بالکل سرشار تھا اس لیے وہ میری بات نہیں سمجھا اور میں نے کبھی وہ بات نہیں کہی جو اس نے مجھ سے منسوب کی ہے اس پر انھوں نے اسے ایٹاخ کے سپرد کر دیا۔

احمد بن خلیل کا شناس کے نام خط:

آتے آتے معتمد بدندون کی گھائیوں کے منہ پر آئے۔ تین دن تک شناس چونکہ ساتھ پر تھا بدندون کی گھائی میں اس لیے ٹھہرا کہ امیر المومنین کی تمام فوجیں ان تنگ مقامات سے بحفاظت گزر آئیں۔ احمد بن الخلیل نے شناس کو ایک پرچہ لکھا کہ مجھے امیر المومنین کی خیر خواہی کی ایک بات معلوم ہے۔ شناس اب تک بدندون کی تنگ گھائیوں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کے جواب میں اس نے احمد بن الخصب اور ابو سعید محمد بن یوسف کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس بات کو اس سے پوچھ لیں۔ مگر اس نے ان کو بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا۔ ان دونوں نے شناس سے آ کر یہ بات کہہ دی اس نے ان کو پھر اس کے پاس بھیجا کہ جا کر کہہ دو کہ امیر المومنین کی جان کی قسم اگر تم مجھ سے وہ بات بیان نہ کر دو گے تو میں اس قدر کوزوں سے پٹواؤں گا کہ تم مر جاؤ گے۔

معتمد کے خلاف سازش کا انکشاف:

انہوں نے پھر احمد بن الخلیل سے آ کر یہ پیام سنایا اب اس نے ان سے معتمد کے خلاف سازش کی پوری کیفیت بیان کر دی۔ عباس کی شرکت اور حارث السمرقندی کی کارروائی تفصیل سے کہہ دی انھوں نے شناس سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ شناس نے لوہا طلب کیے۔ فوج کے لوہا حاضر ہوئے اس نے ان کو لوہا دیا اور کہا کہ تم ابھی ایک بیڑی احمد بن الخلیل کی بیڑی کے مماثل اس میں سے بنا دو انہوں نے وہ تیار کر دی۔ رات کے وقت شناس کا حاجب محمد بن سعید السعدی کے ساتھ احمد بن الخلیل کے پاس شب بسر کرتا تھا۔

حارث سمرقندی کی گرفتاری و رہائی:

اس رات کو جب عشا کا وقت ہوا حاجب السمرقندی کے خیمہ میں گیا اور اسے وہاں سے لے کر شناس کے پاس لایا۔ شناس نے اسے اسی وقت مقید کر کے حاجب کو حکم دیا کہ اسے ابھی امیر المومنین کے پاس لے جاؤ حاجب نے حسب بجا آوری کی

دوسرے دن نماز صبح کے وقت شناس اپنے مقام سے روانہ ہو کر معتمد کی فرودگاہ آیا۔ یہاں اسے حارث معتمد کے ایک آدمی کے ہمراہ خلعت پہنے ملا۔ شناس نے پوچھا یہ کیا ہوا۔ اس نے کہا جو بیڑی میرے پاؤں میں ڈالی گئی تھی وہ اب عباس کے ڈال دی گئی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب وہ معتمد کے پاس آیا انہوں نے اس سے اصل واقعہ دریافت کیا اس نے صاف صاف اقرار کر لیا کہ بے شک میں عباس کا مخبر خاص تھا۔ نیز اس نے تمام کارروائی من و عن بیان کر دی اور جن امرانے اس میں شرکت کی تھی ان سب کے نام ظاہر کر دیئے۔ معتمد نے اسے نہ صرف رہا کر دیا بلکہ خلعت سے بھی سرفراز کیا۔ اسی کے ساتھ چونکہ حارث نے اس قدر کثرت سے اسرا اور سرداروں کو اس سازش میں ملوث بنایا تھا کہ محض ان کے نام اور کثرت تعداد وہی سے معتمد کو ان کی شرکت کا یقین نہیں آ رہا وہ عباس کے معاملہ میں متحیر ہو گئے کہ کیا کریں۔

عباس بن مامون کی گرفتاری:

درے سے روانہ ہوتے ہوئے انہوں نے عباس کو بلایا اسے قید سے آزاد کیا اسے ممنون کیا اور اشارہ بتا دیا کہ میں نے تمہاری خطا معاف کر دی ہے۔ نیز انہوں نے اسی کے ساتھ کھانا کھلایا۔ اور اس کے خیمہ میں بھیج دیا۔ رات کو پھر بلایا اور نیند پینے میں شریک کیا اور اس قدر پلا دی کہ وہ بالکل بے ہوش ہو گیا اور اب اسے قسم دی کہ وہ اپنی اس سازش کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے۔ عباس نے پورا واقعہ بیان کر دیا اور ان تمام لوگوں کے نام بتا دیئے جنہوں نے اس معاملہ میں تگ و دو کی تھی اور یہ بھی بتا دیا کہ کس وجہ سے ان میں سے فرداً فرداً ہر شخص اس سازش میں شریک ہوا معتمد نے اس کے بیان کو قلمبند کر کے محفوظ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے حارث السمرقندی کو طلب کر کے اس سے سازش کے اسباب پوچھے اس نے وہی بیان کیا جو عباس نے کہا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے زینر عباس کو قید کر دینے کا حکم دیا اور حارث سے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ تیری زبان سے کوئی جھوٹ بات نکلے اور پھر میں اس کی پاداش میں تجھے قتل کر دوں مگر تو صاف بچ گیا۔ اس نے کہا جناب والا میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ معتمد نے عباس کو انشین کے سپرد کر دیا۔

عجیف بن عنبسہ کی گرفتاری:

اب معتمد نے ان سرداروں کا تعاقب شروع کیا جو اس سازش میں شریک تھے اور سب کو پکڑ لیا۔ احمد بن الخلیل کے متعلق معلوم ہوا کہ اسے ننگی پیٹھ بغیر زین کے خچر پر سوار کیا جائے اور جب مقام ہوا سے بغیر سایہ کے دھوپ میں ڈال دیا جایا کرے اور روزانہ صرف ایک روٹی دی جائے۔ اور سرداروں کے ساتھ عجیف بن عنبسہ بھی گرفتار ہوا یہ ان کے ساتھ ایٹاخ کے حوالے ہوا اور ابن الخلیل شناس کے حوالے ہوا عجیف اور اس کے ساتھ تمام دوسرے قیدی اثنائے سفر میں بغیر گدے اور نمڈے کی زین کے خچروں پر لاد دیے جاتے تھے۔

عجیف بن عنبسہ کا قتل:

شاہ بن اہل اور یہی راس بن الراس ہے جو خراسان کے قریب بھستان کا رہنے والا تھا، گرفتار کر کے معتمد کی جناب میں پیش ہوا اس وقت عباس وہاں موجود تھا۔ معتمد نے اس سے کہا اے فاحشہ زادے! میں نے تیرے ساتھ احسان اور نیکی کی مگر تو نے اس کا شکر ادا نہیں کیا۔ اس نے کہا اس عباس نے اگر مجھے اجازت دے دی ہوتی تو آج تجھے یہ موقع نہ ملتا کہ اس طرح دربار میں بیٹھ کر مجھے فاحشہ زادے کہتا۔ معتمد نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کی گردن مار دی گئی۔ اس سازش میں سب سے پہلے یہی سردار قتل ہوا۔

حالانکہ اس کے ساتھ اس کی جمعیت والے موجود تھے۔

عباس بن مامون کی ہلاکت:

معتمد نے عجیف کو ایبتاخ کے حوالے کر دیا تھا اس نے عجیف کو خوب بیڑیاں پہنا کر بغیر گدے کی محمل میں نجر پر سوار کر لیا۔ عباس افشین کے ہاتھ میں تھا۔ جب منج آئے اس نے بھوکا ہونے کی وجہ سے کھانا مانگا بہت سا کھانا اس کے سامنے رکھا گیا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ مگر جب اس نے پانی مانگا تو اس سے انکار کر دیا گیا۔ اور اسے موٹے کبل میں لپیٹ دیا اور اسی طرح دم گھٹ جانے سے منج ہی میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے کسی بھائی نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔

عمر و الفرغانی کا انجام:

عمر و الفرغانی کا یہ حشر ہوا کہ جب نصیبین کے ایک باغ میں فروکش ہوئے انہوں نے باغ والے کو بلا کر ہاتھ کے اشارے ایک مقام پر قہراً دم گڈھا کھودنے کا حکم دیا اس نے کھودنا شروع کر دیا اس کے بعد انہوں نے عمر و کو بلایا وہ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کئی قدح نیبذ پی چکے تھے۔ نہ انہوں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ عمر و نے کوئی لفظ زبان سے کہا جب یہ ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کر دیا جائے اسے برہنہ کیا گیا۔ ترک اسے کوڑے مارنے لگے وہ گڈھا اس اثناء میں کھد رہا تھا۔ مکمل ہونے کے بعد باغ والے نے معتمد کو اس کی اطلاع کی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ اس کے منہ اور بدن پر ڈنڈے مارے جائیں۔ اتنے ڈنڈے لگے کہ وہ گر پڑا۔ پھر حکم دیا۔ کہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور گڈھے میں ڈال دو۔ آج اس تمام واقعہ کے اثنا میں عمر و نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا اور مر گیا اور اس گڈھے میں ڈال کر اسے توپ دیا گیا۔

عجیف بن عنبسہ کا خاتمہ:

عجیف کا یہ حشر ہوا کہ وہ مدد سے کچھ ہی اوپر مقام باغینیا پہنچنے پایا تھا کہ اپنی محمل میں مر گیا۔ اسے تھانیدار کے پاس پنگ دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اسے دفن کر دے۔ اس نے ایک ویرانے کی دیوار کے پہلو میں اسے ڈال دیا اور پھر اسے قبر میں دفن کر دیا گیا۔ علی بن حسن الریدانی کہتا ہے کہ عجیف، محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس قید تھا۔ معتمد نے اسے دریافت کیا اور کہا کہ اب تک وہ زندہ ہے محمد نے کہا امیر المؤمنین آج اس کا خاتمہ ہے وہ اس کے خیمہ میں آیا اور پوچھا۔ ابوصالح کس چیز کی خواہش ہے اس نے کہا اسفید باج اور حلوائی فالودج محمد نے کہا یہ دونوں چیزیں تیار کر دی جائیں۔ عجیف نے ان کو کھایا اور پانی مانگا مگر پانی اسے نہ دیا گیا اس کا پیٹ پھول گیا۔ وہ پانی مانگتا ہی رہا آخر اس حالت میں مر گیا اور باغینیا میں دفن کر دیا گیا۔

ترکی کی خودکشی:

ترکی کا جسے عباس نے شناس کے قتل کا ضامن بنایا تھا یہ حشر ہوا کہ شناس اس کی بہت عزت کرتا تھا اور وہ اس کا ایسا ندیم خاص تھا کہ دن اور رات کسی وقت اس کے لیے روک ٹوک نہ تھی، معتمد کے حکم سے شناس نے اسے اپنے ہی پاس قید کر کے اسے ایک کوٹھری میں دروازہ تیغہ کر کے بند کر دیا۔ روزانہ ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اوپر سے اسے دے دیا جاتا تھا۔ اسی قید کے اثناء میں اس کا بیٹا ایک دن وہاں آیا اور ترکی نے اس سے دیوار کے پیچھے سے کہا کہ اگر تو مجھے ایک چھری لا کر دے سکے تو میں اس قید سے رہائی پاسکوں گا۔ اس کے بیٹے نے اس کام سے اسے باز رکھنے کے لیے بہت خوشامدگی مگر اس نے نہ مانا۔ اس کے بیٹے نے ایک

چھری اسے پہنچادی۔ جس سے اس نے خودکشی کر لی۔

سندی بن بختاشہ کو معافی:

سندی بن بختاشہ کو معتمد نے اس کے باپ بختاشہ کی وفاداری اور جان نثاری کی وجہ سے معاف کر دیا کیونکہ بختاشہ نے عباس کی سازش میں قطعی شرکت نہیں کی تھی۔ اس لیے معتمد کہنے لگے کہ اس کے بیٹے کی وجہ سے اسے کیوں تکلیف دی جائے۔ لہذا انھوں نے اسے رہا کر دیا۔

احمد بن خللیل کی ہلاکت:

احمد بن خللیل کو اشناش نے محمد بن سعید السعدی کے سپرد کیا تھا اس نے سامرا کے جزیرہ میں اس کے لیے ایک گڈھا لکھ دیا تھا۔ ایک دن معتمد نے اسے دریافت کیا۔ اشناش نے کہا وہ محمد بن سعید السعدی کے پاس ہے۔ اس نے اسے ایک کنویں میں بند کر رکھا ہے۔ اور اس کے منہ پر صرف اس قدر سوراخ باقی رکھا گیا ہے کہ اس میں سے اسے روٹی اور پانی دے دیا جاتا کرے۔ معتمد کہنے لگے میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے وہ موٹا ہو گیا ہے۔ اشناش نے محمد بن سعید کو اس کی اطلاع کی محمد نے حکم دیا کہ اس کنویں میں اس پر اس قدر پانی ڈالا جائے جس سے وہ مر جائے اور کواں بھر جائے پانی ڈالا جانے لگا۔ مگر جتنا پانی پڑتا ریت اسے جذب کر لیتی۔ جس سے نہ وہ غرق ہوا اور نہ کواں پر ہوا۔ اشناش نے حکم دیا کہ اسے خطر یف النجمدی کے سپرد کر دیا جائے وہ اس کے حوالے ہوا اور چند روز زندہ رہ کر مر گیا۔

ہرثمہ بن نصر کی بحالی:

ہرثمہ بن نصر الحنظلی والی مراغہ کے متعلق جسے عباس نے اپنا شریک بتایا تھا، معتمد نے حکم دیا کہ اسے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر حاضر کیا جائے۔ مگر انشین نے اس کی سفارش کر کے ان سے اس کے لیے معافی حاصل کر لی اور اسے لکھا کہ امیر المومنین نے تم کو میرے لیے بخش دیا ہے۔ جہاں تم کو میرا یہ خط ملے وہاں کی ولایت تم کو عطا کی ہے۔ یہ خط عشا کے وقت اسے دینور میں ملا۔ وہ اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا کسی سرانے میں پڑا تھا۔ رات کی تاریکی میں اسے وہ خط ملا اور صبح کو وہ دینور کا والی ہوا۔

عباس بن مامون کو لعین کا خطاب:

باقی اور فرغانہ ترک اور دوسرے سردار جن کے نام یاد نہیں سب کے سب قتل کیے گئے۔ معتمد صحیح و سالم نہایت اطمینان سے خوشی کے ساتھ سامرا آ گئے۔ اور اسی روز عباس کو لعین کا خطاب دیا گیا، مامون کے وہ بیٹے جو سندس سے تھے، ایتاخ کے حوالے کیے گئے۔ اس نے ان کو اپنے مکان کے سردابے میں قید کر دیا۔ اس کے بعد وہ مر گئے۔

اس سال کے ماہ شوال میں اسحاق بن ابراہیم اپنے ایک خدمت گار کے ہاتھ سے زخمی ہوا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔



مازیار اور انشین کا زوال

۲۲۴ھ کے واقعات

مازیار کی بغاوت:

اس سال مازیار بن قارن بن ونداہر مرزے طبرستان میں معتم کے خلاف بغاوت برپا کر دی۔ اور دامن کوہ کے باشندوں اور وہاں کے شہریوں سے جنگ کی۔

مازیار اور آل طاہر میں مخالفت:

اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ مازیار آل طاہر سے نفرت کرتا تھا اور ان کو خراج لا کر نہیں دیتا تھا معتم اسے لکھتے بھی تھے کہ تم عبد اللہ بن طاہر کو خراج لے جا کر دو۔ مگر وہ کہتا تھا کہ میں اس کے پاس لے کر نہیں جاتا۔ امیر المؤمنین کو دینے کے لیے تیار ہوں چنانچہ جب وہ زرخراج ان کو بھیجتا اور وہ ان سے وصول کر کے پھر عبد اللہ بن طاہر کے آدمی کو دے دیتا جو اسے خراسان بھیج دیتا ہر سال یہی ہوتا رہا۔ جس کی وجہ سے آل طاہر کے اور اس کے تعلقات نہایت ہی خراب ہو گئے انشین کبھی کبھی معتم کی زبان سے ایسے الفاظ سنا کرتا جس سے یہ پتہ چلتا کہ وہ آل طاہر کو برطرف کرنا چاہتے ہیں جب اس نے بابک کو شکست دے کر اسے پکڑ لیا تو اب اس کی قدر و منزلت معتم کے ہاں اس قدر بڑھ گئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی۔

مازیار کے خلاف عبد اللہ بن طاہر کی شکایت:

اس کے دل میں خراسان کی آرزو پیدا ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مازیار اور آل طاہر کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ اس سے اس نے یہ توقع کی کہ شاید اسی وجہ سے عبد اللہ بن طاہر برطرف کیا جائے۔ انشین نے خوشامد کی اور لطف آمیز خط مازیار کو لکھے اور ان میں اپنی مودت جنائی اور لکھا کہ مجھ سے خراسان کی ولایت کا وعدہ ہو چکا ہے اس وجہ سے اب مازیار نے عبد اللہ بن طاہر کو خراج ارسال کرنا بھی ترک کر دیا اس نے معتم کو متواتر کئی خط مازیار کی شکایت میں لکھے جس سے معتم بہت ہی پریشان ہوئے اور مازیار پر بگڑے اب مازیار نے علانیہ بغاوت ہی کر دی۔ خراج روک لیا۔ طبرستان کے تمام کوہستان اور اس کے اطراف کے سارے علاقہ پر اپنا انتظام قائم کر دیا۔ ان تمام واقعات سے انشین دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور اپنے والی خراسان مقرر ہونے کی آرزو کر رہا تھا۔ معتم نے عبد اللہ بن طاہر کو مازیار سے لڑنے کا حکم دیا اور انشین نے مازیار کو عبد اللہ بن طاہر سے لڑنے کی ہدایت کی اور وعدہ کیا کہ معتم کے ہاں تمام معاملہ کو میں سنبھال لوں گا تم کچھ فکر نہ کرو مازیار نے بھی اس پر اپنی آمادگی اسے لکھ بھیجی۔ جس سے اب انشین کو یقین تھا کہ وہ ضرور عبد اللہ کا مقابلہ کرے گا اور پھر مجبوراً معتم کو اسے یا کسی دوسرے کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا پڑ جائے گا۔

زمینداروں کی املاک کی ضبطی:

محمد بن حفص اشعس الطبری بیان کرتا ہے کہ جب مازیار نے حکومت سے بغاوت کا عزم کر لیا اس نے تمام لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے طلب کیا۔ لوگوں نے باکراہ بیعت کی اس نے نیک چلنی کے لیے ان سے یہ نعال لیے اور ان کو اصبند کے برج میں مقید کر دیا کاشتکاروں کو حکم دیا کہ تم زمینداروں کو قتل کر کے ان کی تمام املاک پر قبضہ کر لو اس نے بائک سے بھی مراسلت کی اور اسے مقابلہ پر جسے رہنے کی ترغیب دی اور امداد کا وعدہ کیا۔

لگان کی شرح میں اضافہ:

جب معتم بائک کے قضیے سے فارغ ہوئے لوگوں نے مشہور کیا کہ وہ قمر ماسین جا کر اشعین کو مازیار سے لڑنے کے لیے رہے بھیج رہے ہیں۔ مازیار کو ان افواہوں کی اطلاع ہوئی اس نے جدید بندوبست کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ استمراری کاشتکاروں کے علاوہ اور سب پر تیس فیصدی لگان بڑھا دیا جائے۔ لہذا جو اس شرح سے کم ادا کرتے تھے ان پر اضافہ کر دیا گیا جو پہلے سے زیادہ ادا کرتے تھے ان کے ساتھ کی نہیں کی گئی۔

مازیار کا شاذان بن الفضل کے نام خط:

اس کے بعد اس نے اپنے عامل خراج شاذان بن الفضل کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”مجھے بد تو اترا معلوم ہوا ہے کہ خراسان اور طبرستان کے جاہل ہمارے متعلق جھوٹی افواہیں مشہور کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے بھی خبریں بنا کر ان کو شہرت دیتے ہیں اور منتظر ہیں کہ ہماری حکومت ختم ہو۔ اور ہمارا نظام بگڑے۔ وہ لوگ فتنہ و فساد کی توقع اور ہماری حالت کے برے انقلاب کے لیے ہمارے دشمنوں سے مراسلت کر رہے ہیں اس طرح وہ ہماری نعمتوں کے منکر ہیں اور اس امن و سلامتی اور دولت و فراغت کی بھی قدر نہیں کرتے۔ جو اللہ نے ہماری حکومت کی بدولت ان کو دے رکھی ہے جو سردار بامشرف کرتا جاتا ہے یا جو چھوٹا بڑا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اس کے آتے ہی یہ لوگ عجیب و غریب خبریں اڑاتے ہیں اور اس کی طرف اپنی گردنیں اٹھاتے ہیں انھوں نے فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی مگر اللہ نے بار بار ان کی بری نیتوں اور امیدوں کو ملیا میٹ کر دیا مگر پھر بھی ان سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک مثال سے آئندہ کے لیے سبق لیں اور اللہ سے ڈر کر اور خود اس کے عواقب کے خوف سے آئندہ کے لیے احتراز نہ کریں۔

ہم ان سب باتوں کو طرح دیتے ہیں اور اس کے تلخ جرے محض اس لیے پیتے جاتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ عام خونریزی کی جائے۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ سب ہی صحیح و سالم امن و امان سے رہیں مگر ہماری اس مروت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے اس برے طرز عمل پر زیادہ مصر ہیں۔ اور ہم نے ان کی تادیب سے اب تک جو احتراز کیا اس سے وہ اور زیادہ آمادہ فساد ہو گئے۔ اگر ہم ان کی سہولت اور آسانی کی خاطر تحصیل لگان میں تاخیر کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص معزول ہو گیا ہے اور اگر تحصیل میں مستعدی کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ خراج وصول کر رہا ہے۔ غرضیکہ سختی و نرمی کسی بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔

اب ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف اپنے معاملات رجوع کرتے ہیں اسی لیے ہم نے آمل اور رویان کے مہدیداروں کو لکھوا دیا ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے خراج کی تشخیص کر کے ختم ماہ تیر تک بے باقی کر دیں تم بھی اس بات کو سمجھ لو اور اپنے ہاں کی تمام وکمال مال گزاری اس مدت میں وصول کر لو ختم تیر تک ایک درہم بقایا نہ رہنے پائے۔ اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی تو ہم تم کو سولی کی سزا دیں گے۔ لہذا اپنی جان کے خیال سے تم نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دو۔ اور اسی کے مطابق تم خود عباس کو بھی خط لکھ دو اس کی بجا آوری میں مشکلات پیش کرنے سے احتراز نہ کرنا اس حکم کی بجا آوری میں تمہاری مستعدی اور عجلت کا جو اثر نمایاں ہو اس سے اطلاع دو۔

میں سمجھتا ہوں کہ ادائیگی لگان کے مشغلہ میں پڑ کر ان لوگوں کو اس قسم کی بری اور جھوٹی افواہیں اڑانے کا موقع نہ ملے گا۔ جس میں اب تک وہ مصروف رہے ہیں۔ آج کل انہوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ امیر المومنین اکرمہ اللہ فرما سین آ کر افشین کو رزے بھیجنے والے ہیں۔ بخدا! اگر وہ ایسا کریں تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تشریف آوری باعث اطمینان ہوگی۔ ان کی سخاوت و عنایت سے جس کے ہم خوگر ہیں ہم کو اور فوائد ہوں گے اور ان کے اور ہمارے دشمنوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور کسی چغزل خور یا جھوٹی خبروں کے اڑانے والے کی وجہ سے جو ان کے عاملوں اور خاص عہدیداروں کے لیے افواہیں شائع کرتا ہے وہ اپنے علاقوں اور سرحدوں کے انتظام اور تصرف میں کوئی کمی اور سستی گوارا نہ کریں گے۔ کیونکہ جب وہ کسی اپنی فوج یا امیر کو کسی مہم پر بھیجتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسی کے مقابلہ پر بھیجا کرتے ہیں جو ان کا مخالف ہوتا ہے۔“

تم ہمارے اس خط کو ان مال گزاروں کو جو تمہارے پاس موجود ہوں پڑھ کر سنا دو تاکہ وہ دوسروں کو اس میں مطلع کر دیں کہ وہ اپنی کل واجب بے باقی کر دیں اور جو کل نہ ادا کر سکے وہ اس کی وجہ بیان کر دے۔ تاکہ اس کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق وہ عمل کیا جاسکے۔ جو اس ایسے دوسروں کے ساتھ مرعی رکھا گیا ہے۔ ان کے لیے اہل رے جرجان اور ان کے متعلقہ علاقوں کے باشندوں کی مثال موجود ہے کہ چونکہ خلفاء کو اہل جبال کی جنگ اور گمراہ دیلموں کے جہاد میں ان سے امداد لیتا پڑی اس لیے انہوں نے خراج اور دوسرے ابواب مال گزاری ان کو معاف کر دیئے تھے مگر اب جب کہ یہ تمام لوگ امیر المومنین کی فوج اور سپاہ ہو گئے ہیں اس لیے اب اس کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

علی بن یزید ادا کا فرار:

مازیار کا یہ خط شاذان بن الفضل اس کے عامل خراج کو موصول ہوا اس نے مال گزاری کی وصولیابی شروع کی اور دو ماہ میں ایک سال کا پورا لگان وصول کر لیا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ چار ماہ میں ایک ٹلٹ وصول کیا جاتا تھا اسی موقع پر علی بن یزید ادا العطار جس سے ضمانت میں یرغمال لے لیے گئے مازیار کے علاقہ سے بھاگ کر چلا گیا ابوصالح سرخاستان کو جو مازیار کا ساریہ پر نائب تھا اس کی اطلاع دی گئی۔

علی بن یزید ادا کے فرار پر ابوصالح کی برہمی:

اس نے شہر ساریہ کے تمام اعیان و اکابر کو جمع کیا ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا اور کہنے لگا حکومت تمہارے سہارے کیسے چل سکتی ہے

اور تم پر کیونکر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھو علی بن یزید نے دوسروں کی طرح ادائیگی کا حلف کیا تھا بیعت کی تھی اور ضمانت داخل کی تھی مگر پھر بھی اس نے نقض عہد کیا اور یہاں سے نکل کر بھاگ گیا۔ اس نے اپنے مرہون کو بھی چھوڑا۔ اب بتاؤ ایسی حالت میں ملک کا انتظام کیسے برقرار رہے گا تم لوگ اپنی قسموں کو پورا نہیں کرتے خلاف ورزی عہد کو برا نہیں جانتے تم پر کیسے اعتماد ہو اور اس حالت میں سلطنت سے جن فوائد کو تم چاہتے ہو وہ کیسے تم کو حاصل ہو سکتے ہیں ان میں سے کسی نے کہا ہم اس کے ضامن کو قتل کیسے ہیں تاکہ آئندہ کسی دوسرے کو بھاگنے کی جرأت نہ ہو سکے عامل نے کہا کیا واقعی تم اس کے لیے تیار ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اس نے صاحب الریان کو لکھا کہ حسن بن یزید کو بھیج دو یہ اپنے باپ کا یرغمال تھا جب اسے ساریہ لایا گیا تو اب اہل ساریہ اپنے اس مشورہ پر جو انہوں نے اپنے صالح کو دیا تھا نادام ہوئے اور اس شخص کو برا بھلا کہنے لگے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

عبدالکریم بن عبدالرحمن کی حسن بن علی کی سفارش:

سرختان نے پھر اسے طلب کیا وہاں وہ یرغمال بھی موجود تھا اس نے شہر والوں سے کہا کہ تم نے ایک بات کی ضمانت کی تھی یہ ضمانت موجود ہے اسے قتل کرو۔ عبدالکریم بن عبدالرحمن الکاکی نے عرض کیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جو اس علاقہ سے باہر گئے ہیں دو ماہ کی مہلت دی ہے یہ ضمانت آپ کے پاس موجود ہے۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اسے بھی دو ماہ کی مہلت دے دیں۔ اگر اس اثنا میں اس کا باپ پلٹ آئے تو خیر ورنہ پھر آپ جو چاہیں اس کے ساتھ عمل کریں۔

حسن بن علی بن یزید کا خاتمہ:

اس جواب پر وہ سب پر برہم ہو اس نے اپنے کو تو ال رستم بن بارویہ کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو سولی پر چڑھا دے اس نے درخواست کی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دینی چاہیے اس کی اجازت ملی۔ اس نے نماز کو بہت طول دیا وہ خوف سے کانپ رہا تھا اور سولی کا تختہ اس کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ ابھی اس کی نماز ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسے گھسیٹ کر سولی پر چڑھا دیا اس کی گردن اس سے باندھ دی جس سے اس کا دم گھٹا اور وہ مر گیا۔

اہل ساریہ کی روانگی:

سرختان نے اہل ساریہ کو حکم دیا کہ تم سب آمل جاؤ اس نے تمہارا روٹ کو احکام بھیج دیئے تھے کہ خندقوں کے اہناء اور عر حاضر کیسے جائیں چنانچہ وہ سب بھی بلائے گئے۔ سرختان اہل ساریہ کو لے کر آمل چلا۔ اس نے ان سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اہل آمل کا اور ان کو تمہارا شاہد بناؤں اور تمہاری تمام زمینیں اور مال تم کو دے دوں۔ نیز اگر تم وفادار اور سچے خیر خواہ رہو تو تم اپنے پاس سے اس سے دو چند دوں کہ جس قدر تم سے ہم نے لے لیا ہے۔

اہل ساریہ کی اسیری:

آمل آکر اس نے ان سب کو خلیل بن وند اسخان کے قصر میں جمع کیا اہل ساریہ کو دوسروں سے علیحدہ رکھا اور ان الکو زجان کے حوالے کر دیا۔ اس نے تمام آمل والوں کے نام لکھ لیے جس سے وہ ہر شخص سے واقف ہو گیا۔ پھر اس نے اسم وارسب کو طلب کر کے ان کی حاضری لی۔ جب سب ہی آگئے اور کوئی باقی نہ رہا اس نے مسلح فوج سے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا ان کی صف باندھی گئی اور ایک ایک آدمی پر دو مسلح سپاہی متعین کر دیئے اور محافظ کو حکم دیا کہ جو پیدل چلنے سے رہ جائے اس کا سر ساتھ لے لے۔ اب وہ ان کی

مشکیں بند ہوا کر ایک پہاڑ پر جس کا نام ہرمزداباز تھا اور جو ساریہ اور آمل سے آٹھ آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا۔ لے کر آیا اس نے ان کو بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد بیس ہزار تھی۔ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق یہ ۲۲۵ھ کا واقعہ ہے مگر دوسرے ارباب سیر و تاریخ نے ۲۲۴ھ کہے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ دوسرا بیان زیادہ صحیح ہے کیونکہ مازیار ۲۲۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ لہذا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ جو حرکت کی وہ اپنے قتل سے ایک سال قبل کی ہوگی۔

آمل کی فصیل کا انہدام:

محمد بن حفص کی بیان کے مطابق اس نے دری کو لکھا کہ تمہارے ساتھ مرو میں جو انباء اور عرب ہوں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو۔ اس نے ان سب کو بیڑیاں ڈلو کر قید کر دیا اور پہرے مقرر کر دیئے جب اسے پورا تسلط حاصل ہو گیا اور اس نے ان سب کا انتظام کر لیا۔ اس نے اپنے آدمی جمع کیے اور سرخستان کو آمل کی فصیل کی بربادی کا حکم بھیجا۔ سرخستان نے بانگ دہل اور مزامیر فصیل کو ڈھا دیا۔ پھر وہ ساریہ آیا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی سلوک کیا اس کے بعد مازیار نے اپنے بھائی قویہار کو شہر طمیس بھیجا جو طبرستان ہی کے علاقہ میں جرجان کی سرحد پر واقع تھا اس نے اس شہر کی فصیل منہدم کر کے شہر کو برباد کر دیا اور اہل شہر کو لوٹ لیا۔ ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ مارے اس کے بعد سرخستان طمیس آیا اور قویہار وہاں سے اپنے بھائی مازیار کے پاس پلٹ آیا۔

طمیس سے سمندر تک فصیل کی تعمیر:

سرخستان نے طمیس سے سمندر تک بلکہ سمندر کے اندر تک تین میل لمبی فصیل بنوائی اس سے پہلے اس کو اکاسرہ نے اپنے اور ترکوں کے درمیان حد فاصل کے طور پر بنایا تھا۔ کیونکہ ان کے عہد میں ترک اہل طبرستان پر اکثر غارت گری کرتے رہتے تھے اس کو بنا کر سرخستان نے طمیس کو اپنی چھاؤنی قرار دیا اس کے گرد مستحکم خندق بنائی اور نگہبانی کے لیے کئی برج بنائے۔ فصیل میں ایک مضبوط دروازہ قائم کیا اور پہرہ بٹھایا۔

اہل جرجان کی مدافعت کے لیے امدادی فوج:

اہل جرجان کو اپنی جان و مال کا خطرہ پیدا ہوا اور اندیشہ ہوا کہ ان کے شہر کو بھی برباد کر دیا جائے گا۔ وہاں سے کچھ لوگ بھاگ کر نیسا پور آئے۔ ان کی خبر عبد اللہ بن ظاہر اور معتصم کو ہوئی۔ عبد اللہ نے اپنے چچا حسن بن الحسن بن مصعب کو اس کے مقابلے اور جرجان کی مدافعت کے لیے ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خندق بنا کر فروکش ہو حسن بن الحسن نے سرخستان کی تیار کردہ خندق پر آ کر چھاؤنی ڈالی اور اس طرح دونوں فوجوں میں صرف خندق حائل رہ گئی نیز عبد اللہ بن ظاہر نے حسیان بن جبلة کو چار ہزار فوج کے ساتھ قوس بھیجا۔ تاکہ وہ شروین کی پہاڑوں کی سرحد پر جا کر فروکش ہو۔

امراء عساکر کی پیش قدمی:

معتصم نے اپنے ہاں سے اسحاق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس سمت بھیجا اور سپہ سالار حسن بن قارن الطبری کو مع اس طبریہ سپاہ کے جو بات میں تھی اس کے ساتھ کر دیا انہوں نے منصور بن حسن ہار صاحب دناوند کو روکے بھیجا تاکہ وہ رے سے طبرستان میں داخل ہوں انہوں نے ابوالسارح کولاند اور دناوند بھیجا۔

مازیار کا قیدیوں سے مطالبہ:

جب رسالہ نے ہر سمت سے مازیار کو گھیر لیا اس نے اب ابراہیم بن مہران اپنے کو تو ال شہر اور علی ابن الکا تب نصرانی کے

ذرا بعد ان مختلف شہروں کے باشندوں کے پاس جو اس کی قید میں تھے یہ کہا کر بھیجا کہ رسالہ نے مجھے ہر سمت سے آلبا ہے میں نے تو تم کو صرف اس لیے قید کیا تھا کہ معتصم تمہارے بارے میں مجھے کوئی ہدایت دیں گے مگر انہوں نے کوئی ہدایت نہیں بھیجی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ حجاج بن یوسف رئیس سندھ سے ایک مسلمان عورت کے بارے میں جو مسلمانوں کے ہاں سے بھگا کر سندھ کے اندرون میں پہنچا دی گئی تھی ناراض ہوا اور اس نے سندھ پر چڑھائی کر دی اس کے لیے تمام خزانے خرچ ہو گئے۔ آخر کار اس نے عورت کو چھڑا کر اس کے شہر بھجوا دیا ایک عورت کی خاطر تو انہوں نے یہ کچھ کیا مگر تم ہمیں ہزار کی ان کو کچھ پروا نہیں اور نہ اب تک انہوں نے تمہارے بارے میں مجھ سے مراسلت کی ہے میں تمہارے اپنے ہاں ہونے کی وجہ سے ان کے مقابلہ میں جنگ کی ابتداء نہیں کرنا چاہتا بہتر ہے کہ تم دو سال کا خراج دے دو اور میں تم کو رہا کر دیتا ہوں۔ تم میں جو جوان قوی اور مضبوط ہوگا اس سے لڑائی میں کام لوں گا جو جنگ میں میری وفاداری اور جاں نثاری کا حق ادا کرے گا اس کا تمام مال واپس کر دوں گا اور جو ایسا نہ کرے گا اس مال کو میں اس کا زرفد یہ سمجھ لوں گا۔ تم میں جو بڑھے اور ضعیف ہوں گے ان سے میں پہرہ داری اور در بانی کا کام لوں گا۔

موسیٰ بن ہرمز کی خراج کی ادائیگی کی ضمانت:

موسیٰ بن ہرمز زاہد نے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے بیس سال سے پانی نہیں پیا تھا کہ میں دو سال کا خراج تم کو لائے دیتا ہوں اور اس کی ضمانت کرتا ہوں کہ صاحب الحرمس کے نائب نے احمد بن الصقیر سے کہا تم کیوں کچھ نہیں کہتے حالانکہ تمہارا صبر ہذا کے ہاں بہت رسوخ ہے اور میں نے تم کو اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور مسند لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور اس قدر عزت بادشاہ سے کسی اور کی کبھی نہیں کی تم اس معاملہ کو سرانجام دینے کے لیے موسیٰ سے زیادہ اہلیت رکھتے ہو۔

احمد بن الصقیر کی پیشکش:

احمد نے کہا موسیٰ ایک درہم کے وصول کرنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا اس نے نادانی سے اس کا اقرار کر لیا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس پر اور ہم سب پر کیا مصیبت آنے والی ہے اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ہمارے پاس ایک درہم بھی ہے تو وہ ہمیں قید ہی نہ کرتا اس نے ہمیں قید اس وقت کیا ہے جب اس نے ہماری تمام املاک اور ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس میں سے کچھ بھی ہمیں چھوڑا۔ البتہ اگر وہ اس روپیہ کے عوض ہماری زمین لینا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ دے دیں علی بن ابن نے جو بادشاہ کا پٹواری تھا اس سے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ یہ سلوک کرنا نہیں چاہتا ابراہیم بن مہران نے اس سے کہا اے ابو محمد مناسب تھا کہ تم یہ بات نہ کہتے اس نے کہا میں تو پہلے ہی خاموش تھا مگر کیا کروں اس شخص کی اس بات سے مجھے بھی بولنا پڑا۔

موسیٰ بن ہرمز کی ضمانت کا مقصد:

موسیٰ زاہد کی ضمانت کو قبول کر کے بادشاہ کے فرستادے اس کے پاس چلے آئے انہوں نے مازیار کو اس کی اطلاع غوی بہت سے سماعی موسیٰ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ فلاں دس ہزار اور فلاں بیس ہزار اور دوسرے اس سے کم یا زیادہ رقم ادا کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور اس طرح انہوں نے زمینداروں وغیرہ سے رقموں کا وعدہ لینا شروع کیا اس کے چند روز کے بعد مازیار نے پھر اپنے آدمی موسیٰ الزاہد کی ضمانت کے مطابق روپیہ کی وصولیابی کے لیے ان کے پاس بھیجے۔ مگر یہاں روپیہ کی فراہمی کا کوئی پتہ نشان نہ تھا اور معلوم ہو گیا کہ احمد کی بات سچ تھی اس کا الزام موسیٰ پر عائد کیا گیا۔ مازیار کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس دینے کو کچھ بھی نہیں ہے

اور اس نہایت سے موہی کا مطلب یہ تھا کہ مال گذار اور غیر مال گذار تاجروں اور دستگروں میں ایک جنگ مہ برپا کر دیا جائے۔
آمل کے امیر زادوں کا قتل:

سرخستان نے اہل آمل کے ان نوجوان امیر زادوں اور دوسرے اصحاب میں سے جو بڑے دلاور اور بہادر تھے اور جن کو چن چن کر اس نے اپنے پاس نظر بند کر رکھا تھا، دو سو ساٹھ ایسے جوان مردوں کو جن کی قربت سے وہ خائف تھا اپنے محل میں مناظرہ کے بہانے سے بلایا نیز دہقانوں میں سے منتخب زمینداروں کو بلا بھیجا۔ ان سے کہا کہ اپنا، عرب اور مسودہ جماعت سے لگاؤ رکھتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ غدر اور کرکریں گے میں نے ایسے تمام مشتبہ اشخاص کو جن کی قربت سے مجھے خوف تھا یہاں بلا لیا ہے تم ان سب کو قتل کر دو تا کہ تم کو چین ملے اور تمہارے ہاں کوئی ایسا نہ رہے جس کی غرض تمہارے خلاف ہو اس نے ان سب کی مشکلیں بند ہوا دیں اور رات کے وقت انہیں زمینداروں کے حوالے کر دیا انہوں نے ان کو ایک قنات میں لا کر جو وہاں تھی قتل کر دیا اور اسی قنات کے اندر والے کنوؤں میں ان کی لاشیں ڈال دیں اور چلے آئے جب ان کو عقل آئی تو وہ اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور عواقب سے دہشت زدہ ہوئے۔

مازیار کا زمینداروں کے قتل کا حکم:

مازیار کو جب معلوم ہو گیا کہ اس جماعت کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے اس نے پھر ان زمینداروں کو دو سو ساٹھ جوانوں کو قتل کر چکے تھے طلب کیا اور کہا کہ ان نادہندوں میں جو صاحب جائداد ہیں ان کے مکان اور بیویاں تم کو دیتا ہوں البتہ ان کی لڑکیوں میں اگر کوئی خوب صورت لڑکی ہوگی وہ بادشاہ کی ملک سمجھی جائے تم جبل جا کر پہلے ان سب زمینداروں کو قتل کر دو اور اس کے بعد ان کے مکانات اور بیویوں پر جو میں تم کو دے چکا ہوں قبضہ کر لو مگر ان میں سے کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہو سکی وہ خوفزدہ اور متنبہ ہو گئے اور انہوں نے اس حکم کی بجا آوری نہیں کی۔

حسن بن حسین کا فیصل پر قبضہ:

سرخستان کے جو سپاہی فیصل کی حفاظت کے لیے متعین تھے۔ وہ رات کو حسن بن الحسین بن مصعب کے سپاہیوں سے جن کے درمیان صرف خندق کا عرض حائل تھا۔ باتیں کیا کرتے تھے۔ اس طرح ان میں سے بعض میں ایک دوسرے سے موانست ہو گئی اور ان سے اور سرخستان کے آدمیوں سے یہ مشورہ ہو گیا کہ وہ فیصل کے ان کے حوالے کر دیں گے چنانچہ انہوں نے فیصل حوالے کر دی حسن بن الحسین کے سپاہی اس جگہ سے سرخستان کی فرودگاہ میں داخل ہو گئے۔ اس کی اطلاع اب تک نہ حسن کو تھی نہ سرخستان کو ہونے پائی تھی۔ حسن کی فوج نے جب ایک جماعت کو اندر جاتے دیکھا وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئی اور وہاں جا کر جب انہوں نے ایک سرے کو دیکھا تو اب یلغار کر دی۔ حسن کو اس کی خبر ہوئی وہ فوراً وہاں آیا اور اس نے اپنے آدمیوں کو لاکارنا شروع کیا اور منع کیا کہ رنہ جائیں۔ کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تمہاری وہی گت نہ بنے جو داوندان کی جماعت کی ہوئی تھی۔ مگر تیس بن رنجویہ کی جمعیت جو خود حسن کی فوج میں شامل تھی آگے بڑھتی چلی گئی اور انہوں نے سرخستان کی فرودگاہ میں پہنچ کر فیصل پر اپنا علم نصب ہی کر دیا سرخستان کو معلوم ہوا کہ عرب اچانک فیصل توڑ کر اندر گھس آئے ہیں۔ بھاگنے کے سوا اب اور کسی بات کی اس میں ہمت نہ تھی وہ اس وقت حمام کر رہا تھا۔ فوج کے داخلہ کا شور سنتے ہی وہ صرف کرتا پہننے حمام سے نکل کر بھاگا حسن جب اپنی فوج واپس نہ لاسکا اس نے

دعا مانگی کہ خداوند انہوں نے میرے حکم سے سرتابی کی تیرے حکم کی فرمان برداری کی ہے تو ان کو محفوظ رکھ اور ان کی مدد کر۔

ابوصالح سرخستان کی قیام گاہ پر قبضہ:

حسن کی سپاہ دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی فہیل کے دروازے تک آئی اور اسے توڑ کر کھول دیا۔ اب کیا تھا حملہ آور بغیر کسی مزاحم کے اندر گھس آئے اور انہوں نے سرخستان کی تمام فرود گاہ پر قبضہ کر لیا ایک البتہ دشمن کے تعاقب میں چلی گئی۔

شہر یاری کی گرفتاری:

زرارہ بن یوسف السجری کہتا ہے کہ میں تعاقب میں چلا ہم چلے جا رہے تھے کہ میں راستے کے بائیں جانب ایک مقام پر آنا اس میں چونکہ اندر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا اس سے مجھے اندیشہ پیدا ہوا کہ یہاں کیا ہوگا بغیر اس کے کہ مجھے وہاں کوئی نظر آیا ہو اس نے اس میں اپنا نیزہ ڈالا اور اسے ہر طرف سے پھرایا وہ نیزہ کسی کے لگا میں نے لگا کر اکون ہے اس پر ایک فریبہ شیخ چلا اٹھا زہار بن عمن امان دو۔ میں نے اس پر بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اس کی مشکیں باندھ لیں۔ یہ ابوصالح سرخستان سپہ سالار کا بھائی شہر یاری تھا۔ میں نے اسے اپنے افسر یعقوب بن منصور کے حوالے کر دیا۔ اب رات حائل ہو گئی اس لیے تعاقب چھوڑ کر ہم سب اپنی چھاؤنی میں آئے۔ شہر یاری کو حسن بن الحسین کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوصالح کی گرفتاری:

ابوصالح اپنی فرود گاہ سے فرار ہو کر پانی فرسنگ فاصلہ پر جا رہا تھا وہ بیمار تھا۔ اسے سخت پیاس اور کرب و بے چینی ہونے لگی۔ راستے کے داہنے جانب پہاڑ کے پہلو میں ایک گھنی جھاڑی میں اتر پڑا اس نے اپنا گھوڑا باندھ دیا۔ اور لیٹ گیا اس کے ایک غلام اسے ایک اور شخص جعفر بن دندا میر نے اسے دیکھ لیا اور سرخستان نے بھی نیم خواب کی حالت میں اسے دیکھا اور کہا جعفر مجھے سخت پیاس ہے پانی پلاؤ۔ جعفر نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ اس میں یہاں سے پانی لاؤں۔ سرخستان نے کہا میرے ترکش کا ڈھکن لے جاؤ۔ جعفر کہتا ہے میں اپنے چند ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے کہا ہمیں اس شیطان نے برباد کیا ہے کیوں نہ ہم اسے پکڑ کر سرکار کے حوالے کر دیں اور اس طرح سرخروئی حاصل کر کے اپنے لیے امان لے لیں۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوگا میں نے کہا وہ دیکھو سرخستان موجود ہے۔ تم تھوڑی دیر کے لیے میری مدد کرو اور پھر ہم اس پر حملہ کر کے پکڑے لیتے ہیں۔ جعفر نے ایک بہت بڑی شہ تیرتی سرخستان لینا ہوا تھا یہ خود اس پر چڑھ گیا۔ اور سب نے اسے قابو میں کر کے شہ تیر سے اس کی مشکیں باندھ دیں۔

ابوصالح کا قتل:

ابوصالح نے ان سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم دیتا ہوں۔ عرب کچھ نہ دیں گے انہوں نے کہا لاؤ اس نے کہا تو پھر روپیہ یہاں کہاں ترازو لاؤ۔ انہوں نے کہا وہ یہاں کہاں اس نے کہا تو پھر روپیہ یہاں کہاں میرے مکا لے چلو وہاں میں تم کو باقاعدہ دستاویز اور تحریر لکھے دیتا ہوں کہ یہ بھی دوں گا بلکہ اس سے زیادہ دے دوں گا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اسے حسن بن الحسین کے پاس چلے جانا۔ حسن کے رسالے نے اثنائے راہ ہی میں ان کو آ لیا اور ان کے سروں پر تلواریں مار کر مرہ خاستان کو ان کے ہاتھ سے چھڑا لے گئے۔ جس پر بعد میں ان لوگوں کو بہت رنج ہوا۔ حسن کا رسالہ اسے حسن کے پاس لے آیا۔ جب اس نے ابوصالح کو حسن کے سامنے لاکھڑا کیا اس نے طبرستان کے سرداروں کو مثلاً محمد بن المغیرہ بن شعبۃ الازدی عبداللہ بن

القصفطی الضعی اور الفقیح بن قراط وغیرہ کو بلا کر ان سے شناخت کرایا انہوں نے کہا بے شک انہوں نے کہا بے شک یہی سرخستان ہے نے محمد بن المغیرہ سے کہا کہ کھڑے ہو اور اپنے بیٹے اور بھائی کے بدلے میں اسے قتل کر دو محمد نے اس کے پاس جا کر اس پر تلوار ماری کے بعد ہی اور کئی تلواریں اس پر پڑیں اور قتل کر دیا گیا۔

ابوالشاس شاعر:

ابوالشاس الشاعر جس کا نام الغطر یف بن حصین بن حنش ہے اہل عراق سے تھا اس نے خراسان میں نشوونما پائی تھی۔ یہ ایک کبھدار اور ادیب آدمی تھا۔ سرخستان نے اسے اپنا مصاحب بنا لیا تھا۔ اور وہ اس سے عربوں کے اخلاق اور آداب معلوم کیا کرتا تھا۔ جب سرخستان گرفتار ہو کر مارا گیا تو ابوالشاس اس وقت اس کی فرودگاہ میں تھا اور سواری کے جانور اور مال و اسباب اس کے ساتھ تھا۔ حسن کی فوج کی ایک بخاری جماعت نے اس پر حملہ کر کے اس تمام مال و اسباب پر جو ان کے ساتھ قبضہ کر لیا اس ہنگامے میں اسے بہت سے زخم آئے۔ اس نے اپنے جرحہ کو اپنے شانہ پر بٹھایا اور کاسہ گدائی لے کر پانی مانگتا ہوا دشمن کی آنکھ بچا کر اپنے خیمہ سے نکل بھاگا۔ مگر زخمی تھا۔

حسن بن حسین کی ابوالشاس سے فرمائش:

جب وہ حسن بن الحسین کے پاس کے کاتب عبداللہ بن حمید القصفطی الطبری کے پاس گزر ایک غلام نے اسے دیکھ لیا اور عبداللہ بن محمد کے خادموں نے اسے پہچان لیا۔ جرحہ اس کے شانے پر تھا۔ اور وہ پانی پی رہا تھا۔ خدمت گار اسے اپنے خیمے میں لے آئے اور انہوں نے اپنے مالک سے جا کر اس کی اطلاع کی۔ وہ اس کے پاس پیش کیا گیا۔ عبداللہ نے اسے سواری دی۔ خلعت دیا۔ اور نہایت درجہ تعظیم و تکریم کی اور حسن بن الحسین نے اس کی تعریف کی اور اس سے کہا کہ تم امیر کی شان میں ایک قصیدہ لکھو ابوالشاس نے کہا کہ بخدا خوف کی وجہ سے میں کلام اللہ بھول گیا ہوں شعر کیا کہوں گا۔

حسن نے ابو صالح سرخستان کے سر کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا مگر وہ خود اپنی فرودگاہ میں مقیم رہا۔

قارن بن شہریار کو حیان بن جبلیہ کی پیشکش:

محمد بن حفص نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر کا مولیٰ حیان بن جبلیہ بن الحسین کے ہمراہ طمیس کی سمت آیا اس نے قارن بن شہریار سے مراسلت شروع کی اور اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کے باپ دادا کے کوہستان اس کے تفویض کر دیئے جائیں گے یہ مازیار کا بھتیجا اور اس کے سرداروں میں تھا مازیار نے اسے اپنے بھائی عبداللہ بن قارن کے ساتھ کر کے اپنے کئی معتمد علیہ سرداروں اور رشتہ داروں کو ان دونوں کے ساتھ کر دیا تھا۔

عبداللہ بن قارن کی گرفتاری:

جب حیان نے اسے اپنے ساتھ ملانا چاہا تو قارن نے اس بات کی ضمانت کی کہ وہ جرجان کی تک جبال کو اور شہر ساریہ کو حیان کے حوالے کر دے گا۔ بشرطیکہ اس کے باپ اور دادا کے کوہستان اس کے قبضے میں آجائیں۔ حیان نے یہ تمام معاملہ عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا اس نے اس کے لیے باضابطہ عہد نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ مگر ساتھ ہی حیان کو لکھا کہ تا وقتیکہ قارن کی نیک نیتی کا پورا ثبوت نہ مل جائے تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور پہاڑوں میں نہ جاؤ۔ شاید قارن نے اس معاملہ کو کر کے کوئی چال کی ہو حیان نے اس کی اطلاع

قارن کو لکھ بھیجی۔ اس نے مازیار کے بھائی عبداللہ بن قارن کو بلا یا اور تمام دوسرے سرداروں کو بھی کھانے کی دعوت دی کھانے سے فارغ ہو کر جب انھوں نے ہتھیار اتار دیئے اور مطمئن ہو بیٹھے اس وقت اس کے مسلح جوانوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر پکڑ لیا۔ اور ان کی مشکلیں باندھ لیں قارن نے ان کو حیان کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو بیڑیاں ڈال دیں۔ اب حیان اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر قارن کے پہاڑوں میں آیا۔ مازیار کو جب اس تمام واقعہ کی خبر ہوئی اس بہت رنج ہوا اس کے بھائی قویہار نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس بیس ہزار مسلمان جن میں موچی اور درزی ہیں قید ہیں تم کو ان کی بھی فکر رہتی ہے۔ اب اس وقت تو خود تمہارے گھر والے اور عزیزوں نے تمہارے ساتھ یہ عذر کیا ہے اب ان کو قید میں رکھنے سے کیا ہوگا۔

مازیار کا قیدیوں کی رہائی کا حکم:

مازیار نے حکم دیا کہ جس قدر قیدی ہمارے پاس ہیں وہ سب رہا کر دیئے جائیں اس نے اپنے کو قول ابراہیم بن مہران اپنے کا تب علی بن ابن النصرانی اپنے افسر خراج شاذان بن الفضل اور میر سامان یحییٰ بن الروز بہار کو جو اہل میدان سے تھا بلا کر کہا کہ تمہاری حرم تمہارے مکان اور زمینیں سب میدان میں واقع ہیں عرب وہاں پہنچ جائیں گے میں نہیں چاہتا کہ تم کو مصیبت میں ڈالوں۔ تم اپنے مکان چلے جاؤ اور امان لے لو۔ اس کے بعد اس نے ان سب کو صلہ دیا اور واپس جانے کی بخوشی اجازت دے دی۔ اپنے اپنے گھر آ گئے اور انہوں نے امان لے لی۔

عامل ساریہ مہرستان کا فرار:

جب ساریہ کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ سرزختان پکڑا گیا اس کی چھانی غارت ہوئی اور حیان بن جبلمہ شروین کے پہاڑوں میں گھس آیا ہے۔ انہوں نے مازیار کے عامل مہرستان بن شہریز پر ایک دم حملہ کر دیا اس نے بھاگ کر جان بچائی۔ لوگوں نے جیل کا دروازہ توڑ کر تمام قیدی چھوڑ دیئے اس کے بعد حیان شہر ساریہ آیا۔

قویہار کی حیان سے امان طلبی:

مازیار کے بھائی قویہار کو معلوم ہوا کہ حیان ساریہ پہنچ گیا ہے اس نے محمد بن موسیٰ بن حفص کو جو طبرستان کا عامل اور اس کے پاس قید تھا اپنی قید سے رہا کر کے زین کے ساتھ ایک خچر پر سوار کر کے حیان کے پاس بھیجا۔ تاکہ یہ اس کے لیے اس شرط پر امان لے لے کہ اس کے باپ اور دادا کے پہاڑ اس کے قبضہ میں دے دیئے جائیں گے اور وہ مازیار کو اس کے حوالے کر دے گا۔ اور اس معاہدہ کے ایفا کے لیے میں محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر کی ضمانت پیش کرتا ہوں۔ محمد بن موسیٰ نے حیان کو آ کر قویہار کا یہ پیام پہنچایا۔ حیان نے پوچھا یہ احمد کون ہے اس نے کہا یہ اس تمام علاقہ کا بہت ہی معزز آدمی ہے۔ جسے خلفا اور امیر عبداللہ بن طاہر بھی جانتے ہیں۔ حیان نے اسے بلا بھیجا اور حکم دیا کہ تم محمد بن موسیٰ کے ساتھ خرتاباز کے تھانے جاؤ۔ احمد کا ایک بیٹا اسحق تھا وہ مازیار سے بھاگ کر دن میں جنگلوں میں پھرتا اور رات کو سداشریاں نام جاگیر میں چلا جاتا جو اس راستے پر واقع تھا جو اصہد کے اس احاطہ سے جہاں مازیار کا قصر تھا گزرتا تھا۔

اسحق بن احمد کا بیان:

یہ اسحق بیان کرتا ہے اسی جاگیر میں تھا کہ مازیار کے کچھ آدمی جو گھوڑے وغیرہ لے جا رہے تھے میرے پاس سے گزرے میں

سے ایک بہت ہی عمدہ اور تو مند گھوڑے کی تنگی پیٹھ پر کود کر لھوار ہوا اور اسے شہر ساریہ میں لے آیا۔ یہاں میں نے اس گھوڑے کو اپنے باپ کو دے دیا۔ جب احمد خرتا باز جانے لگے وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر چلے حیان کی نظر اس پر پڑی۔ اسے وہ گھوڑا بہت پسند آیا اس نے نور جان سے جو قارن کے ساتھیوں میں تھا مڑ کر کہا۔ یہ شیخ کیسے عمدہ گھوڑے پر سوار سے بہت کم گھوڑے ایسے عمدہ میری نظر سے گزرے ہیں اس نے کہا یہ مازیار کا گھوڑا تھا حیان نے احمد کے پاس آدمی بھیجا کہ ذرا دیکھنے کے لیے گھوڑا بھیج دو۔ اس نے بھیج دیا جب اس نے غور سے دیکھا اور اس کے حسن و فتح پر نگاہ بصیرت دوڑائی تو اسے اس کے دونوں اگلے پیروں میں سقم نظر آیا اس لیے اس نے اسے نہیں لیا۔ بلکہ تُو ز جان کے حوالے کر دیا۔ اور احمد کے آدمی سے کہہ دیا کہ یہ گھوڑا مازیار کا ہے اور اس کا ہے اور اس کا تمام مال اب امیر المومنین کی ملکیت ہے اس آدمی نے واپس جا کر احمد سے یہ بات کہہ دی اس بنا پر احمد تُو ز جان سے ناراض ہو گیا اور اسے گالیاں کہلا بھیجیں۔ تُو ز جان نے کہا اس میں میری کوئی خطا نہیں ہے۔ میں کیا کرتا۔ اس نے نہ صرف وہ گھوڑا اسے واپس کر دیا بلکہ اور خراسانی اور شہری اسے بھیج دیئے اور اس کے قاصد سے کہا کہ ان کو لے جاؤ اس نے وہ دونوں احمد کو لاکر دے دیئے۔

احمد بن الصقیر کی حیان سے برہمی:

اب احمد کو حیان کی اس حرکت پر غصہ آیا اور کہنے لگا کہ یہ جلاہ مجھ ایسے معزز کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے اس نے تو ہیار کو لکھا کہ تم کیوں اپنے معاملہ میں یہ غلطی کر رہے ہو کہ براہ راست حسن بن الحسین سے جو امیر عبداللہ بن طاہر کا چچا زاد بھائی ہے یہ معاملہ نہیں کرتے اور اس رذیل جلاہ کو امان دیتے ہو اور اپنے بھائی کو اس کے حوالے کر کے اپنی اہانت کر رہے ہو نیز خود حسن بن الحسین کو چھوڑ کر اس کے ایک ادنیٰ ملازم سے توسل کر کے اسے بھی اپنا دشمن بناتے ہو۔

احمد بن الصقیر کا تو ہیار کو مشورہ:

تو ہیار نے لکھا کیا کروں پہلے ہی مجھ سے غلطی ہو چکی ہے میں نے اس شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں پرسوں اس کے پاس حاضر ہو جاؤں گا اب اگر اس کی مخالفت کروں تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھ پر یورش کر کے لڑنے لگے۔ اور میرے مکان غارت کر دے اور تمام مال و املاک کو غصب کرے اور اس سے لڑوں اور اس کے سپاہیوں کو قتل کر دوں تو باقاعدہ ہم میں پھر لڑائی شروع ہو جائے گی۔ اور جس مقصد کے لیے میں نے یہ ساری کوشش کی ہے وہ رائیگاں جائے گی احمد نے اسے لکھا کہ جو دن مقرر ہے اس میں تم اپنے ایک رشتہ دار کو اس کے مان بھیج دینا اور کہلا بھیجنا کہ میری طبیعت ناساز ہو گئی ہے میں آج نہیں آ سکتا۔ تین دن تک علاج کروں گا اگر وہ معاف کر دے نہ ہا ورنہ مجھ میں سوار ہو کر اس کے پاس جانا اور ہم اس سے کہیں گے کہ وہ تمہارے عذر کو قبول کرے اور پھر تین دن کے بعد تم اس کے ہاں جاؤ۔

احمد بن الصقیر کا حسن بن حسین کے نام خط:

دوسری طرف احمد بن الصقیر اور محمد بن موسیٰ بن حفص نے حسن بن الحسین کو جو طمس میں اپنی فردگاہ میں عبداللہ بن طاہر کے حکم اور اپنے اس خط کے جواب کے انتظار میں جو اس نے سرخاستان کے قتل اور طمیس کی فتح کے اطلاع کے لیے اسے لکھا تھا مقیم تھا۔ لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس آؤ ہم مازیار اور کوہستان کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اگر فوراً یہاں نہ آ جاؤ گے تو مازیار نکل جائے گا اور پھر ہم کسی بات کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

حسن بن حسین کی ساریہ میں آمد:

انہوں نے یہ خط شاذان بن الفضل کا تب کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ فوراً اسے لے جا کر پہنچا دے جب یہ خط حسن کو ملا وہ اسی وقت چل کھڑا ہوا اور تین دن کی مسافت ایک رات میں ختم کر کے ساریہ آیا اور صبح ہو جانے کے بعد خرما بازار گیا یہ وہ دن تھا جو قویہار نے اطاعت قبول کرنے کے لیے مقرر کیا تھا حیان کو حسن کے نقاروں کی آواز آئی وہ ایک فرسنگ فاصلہ پر اس کے استقبال کے لیے آیا۔

حیان کو پہاڑ پر چوکیاں قائم کرنے کا حکم:

حسن نے اس سے کہا کہ تم یہاں پڑے کیا کر رہے ہو اور کیوں یہاں تک آئے ہو تم نے شروین کے کومتوں کو فتح کیا اور پھر ان کو چھوڑ کر یہاں آ رہے کیا اس بات کا تم کو اذلت کے ایفا کے لیے عہد واثق کرایا ہے اس کے مقابلہ میں حسن بن قارن نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کی سمت سے قویہار سے مراسلت کی تھی اور ضمانت بھی کی تھی کہ جو تم چاہو گے اسے امیر المؤمنین پورا کریں گے۔ قویہار نے اس کی بات مان لی اور جو اس نے دوسروں سے وعدے کیے تھے وہی اس سے بھی کر لیے اور اس کی طرف جھک پڑا چنانچہ اس قرارداد کے مطابق محمد بن ابراہیم آمل سے روانہ ہوا حسن بن الحسین کو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی۔

حسن بن حسین کی روانگی ہرمز آباد:

ابراہیم بن مہران کہتا ہے کہ میں ابو العدی کے پاس بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب زوال کا وقت ہوا میں اپنی قیام گاہ جانے لگا میرا رستہ حسن کے خیمہ کے دروازے کے سامنے سے گزرتا تھا جب میں اس کے مقابل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسن تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور اس کے تین ترک غلاموں کے علاوہ اور کوئی اس کے ساتھ نہیں اسے دیکھ کر تعظیماً میں گھوڑے پر سے کودا اور میں نے سلام کیا۔ حسن نے کہا سوار ہو لو میں سوار ہو گیا۔ اس نے پوچھا آرم کارستہ کون سا ہے میں نے کہا اس وادی پر سے ہے اس نے کہا اچھا تم میرے آگے چلو میں حسب احکم آگے ہو گیا۔ چلتے چلتے میں اس درے پر پہنچا جہاں سے آرم دو میل فاصلہ پر تھا وہاں مجھ پر وحشت طاری ہوئی اور میں نے اس سے کہا جناب والا یہ بہت ہی خطرناک جگہ ہے۔ یہاں سے صرف ایک ہزار شہسوار گزرتے ہیں۔ مناسب ہے کہ آپ واپس چلیں اور اس کے اندر داخل نہ ہوں اس نے مجھے لگا را آگے بڑھ۔ میں مجبوراً آگے بڑھا۔ خوف کی وجہ سے میرے حواس گم تھے۔ مگر آرم تک ہمیں رستے میں کوئی بھی نہ ملا۔

حسن بن حسین کی ہرمز آباد میں آمد:

وہاں پہنچ کر حسن نے مجھ سے پوچھا کہ ہرمز آباد کی راہ کون سی ہے میں نے کہا کہ اس پہاڑ پر سے یہ راستہ ہے مجھ سے کہا ادھر چلو میں نے کہا اللہ امیر کو ہمیشہ غالب و منصور رکھے۔ آپ اپنی ہماری اور اس مخلوق کی جانوں کا جو آپ کے ہمراہ ہے کچھ تو لحاظ کیجیے انہوں نے مجھے ڈانٹا کہ اے فاحشہ زادے! چل میں نے کہا جناب والا آپ میری گردن کاٹ دیں میں اس بات کو اس پر ترجیح دوں گا کہ مازیار کے ہاتھوں قتل ہوں اور امیر عبد اللہ بن طاہر اس تمام واقعہ کی ذمہ داری میرے سر عائد کریں گے اس نے مجھے بہت سخت ڈانٹا جس سے میں سمجھا کہ زیادہ بولنا ٹھیک نہیں۔ ورنہ مار بیٹھے گا۔ اب میں نہایت خوفزدہ آگے بڑھا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی ہم سب پکڑے جائیں گے اور مجھے مازیار کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ مجھے دھتکارے گا اور طعنے دے گا کہ میں ہی اس

تک پہنچانے کا راہبر بنا۔ انہیں خیالات میں غلطیاں و پچپاں تھا کہ دھوپ میں زردی ہے کہ دشمن کے دل میں برائی پیدا ہو اور وہ تمہارے ساتھ بد عہدی کر گزرے اور اس طرح اب تک جو کام تم نے کیا ہے وہ سب برباد جائے۔ تم پہاڑ کو جاؤ وہاں اس کے اطراف و اکناف میں چوکیاں بنھاؤ اور ایسے بلند مقام پر اپنی فرو دگاہ قائم کرو جہاں سے دشمن نیچے ہو اور نظر آتا ہو۔ تاکہ اگر اس کے دل میں بدی کا خیال بھی آئے تو وہ اسے بروئے کار نہ لاسکے۔ حیان نے کہا میں خود واپس جانے والا ہوں اور اپنے تمام مال و اسباب کو بھی لے جانا چاہتا ہوں اور پیدل سپاہ کو پہلے کوچ کا حکم دیتا ہوں حسن نے کہا تم چلے جاؤ اور میں تمہارا مال و اسباب اور آدمی تمہارے پیچھے ہی بعد میں بھیجے دے رہا ہوں۔ آج رات تم ساریہ میں بسر کرو اور جب وہ سب تمہارے پاس پہنچ جائیں تم پھر علی الصباح روانہ ہو جانا۔ چنانچہ حیان حسن کے حکم کے مطابق اسی وقت ساریہ روانہ ہوا۔

حیان کو قارن کے متعلق ہدایات:

اس کے بعد عبد اللہ بن طاہر حکم اسے ملا کہ تم لیورہ میں فروکش ہو جاؤ یہ مقام کوہستان ہو جاؤ یہ مقام کوہستان دنداہرہ میں واقع ہے اور اس نام پہاڑی سلسلہ کا سب سے مستحکم اور ناقابل تسخیر مقام ہے مازیار کا اکثر مال یہیں تھا۔ عبد اللہ نے اسے یہ بھی حکم دیا تھا کہ ان پہاڑوں اور مال میں سے قارن جو چاہے لے اس سے کسی بات کا انکار نہ کیا جائے۔ چنانچہ مازیار کا جس قدر مال وہاں تھا۔ اس سب کو قارن اٹھا لے گیا۔ اسی طرح اساندرہ میں مازیار کے جو ذخیرے تھے ان سب پر اس نے قبضہ کر لیا اور مسلمان کے احاطہ میں سرحستان کا جو کچھ تھا وہ بھی قارن نے اپنے قبضے میں کر لیا۔ اس طرح اس ایک گھوڑے کی وجہ سے حیان کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

حیان بن جبلیہ کی وفات:

اس کے بعد حیان کا انتقال ہو گیا۔ عبد اللہ نے اس کی جگہ محمد بن الحسین بن مصعب کو اس کی فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے بھی یہ ہدایت کی کہ وہ قارن کے ہاتھ کو کسی چیز میں نہ روکے۔
قویہار کی حسن بن حسین سے ملاقات:

حسن بن الحسین خرماباز آیا۔ محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصیقر اس کے پاس آئے اور خلوت میں اس سے ملے اس نے ان کی کارروائی کو سراہا نیز قویہار کو لکھا کہ مجھ سے آ کر ملو۔ وہ خرماباز میں حسن کے پاس آیا۔ حسن نے اس کی بہت تعظیم و تکریم اور خاطر مدارات کی اور جو اس نے سوال کیا اسے منظور کیا ایک دن دونوں کے درمیان طے پا گیا اس نے قویہار کو پلٹا دیا۔ وہ مازیار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے امان لے لی ہے اور اس آگئی اور ہم ہرمز آباد پہنچ گئے حسن نے مجھ سے پوچھا وہ جیل کہاں ہے جس میں مسلمان قید تھے میں نے وہ مقام بتا دیا۔ حسن اتر پڑا اور بیٹھ گیا ہم سب روزے سے تھے۔ سوار یکہ اور متفرق جماعتوں کے بعد دیگرے وہاں پہنچنے لگے اس بے ترتیبی کی وجہ یہ تھی کہ حسن بغیر اطلاع کیے اکیلا چل کھڑا ہوا تھا اس کے آنے کے بعد جیسے بیسے فوج کو معلوم ہوتا گیا وہ اس کی سمت روانہ ہوئی گئی۔

یعقوب بن منصور کو طالقانیہ جانے کا حکم:

یہاں حسن نے یعقوب بن منصور کو بلا کر اس سے کہا کہ اے ابو طلحہ میں چاہتا ہوں کہ تم طالقانیہ جاؤ اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم

بن مصعب کے لشکر کو اپنے لطائف الجلیل سے دو تین گھنٹے یا زیادہ وہ جس قدر تم سے بن آئے روک لو حسن اور طالقانیہ کے درمیان دویا تین فرسنگ کا فاصلہ تھا۔

مازیار کی گرفتاری:

ہم حسن کے سامنے ایستادہ تھے اس نے قیس بن رنجویہ کو بلا کر اسے حکم دیا کہ تم کو تم ابھی لبورہ کے درے جاؤ یہ ایک فرسنگ سے بھی کم فاصلہ پر تھا اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے سامنے مشعلیں روشن تھیں اپنی طرف آتے دیکھے جس نے مجھ سے پوچھا ابراہیم لبورہ کا راستہ کہاں ہے میں نے کہا اسی راہ سے مجھے شہسوار اور روشنی آتی دکھائی دی ہے میں اب تک خوف زدہ تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ دراصل بات کیا ہے اتنے میں وہ مشعلیں پاس آ پہنچیں میں نے دیکھا کہ مازیار اور توہیار آ رہے ہیں اتنے میں وہ آئے اور اترے مازیار نے بڑھ کر حسن کو امیر کہہ کر سلام کیا مگر حسن نے اس کا جواب نہیں دیا اور طاہر بن ابراہیم اور اس ^{اللہ} کا حکم دیا کہ اسے اپنے پاس گرفتار رکھو۔

زمیدوار بن خواہت کا توہیار کو مشورہ:

زمیدوار بن خواہت جیلان کے بھائی نے بیان کیا ہے کہ اس رات کو میں چند آدمیوں کے ہمراہ توہیار سے جا کر ملا اور میں نے اس سے کہا اللہ سے ڈرو تم نے ہمارے سرداروں کی طرز عمل کو بالکل چھوڑ دیا مجھے اجازت دو تو میں ابھی ان سب عربوں کو پکڑ لیتا ہوں میری جمعیت انتقام لینے کی بھوکی ہے اور عربوں کو بھاگنے کی بھی کوئی راہ نہیں اگر تم اس کی اجازت دو تو عمر بھر تمہارا نام عزت کے ساتھ زندہ رہے گا اس پر ہرگز اعتماد نہ کرو کہ عربوں کو تیار کر کے ہم پر چڑھا لایا ہے اس نے مازیار اور اس کے متعلقین کو محض اس لیے حسن کے حوالے کر دیا تاکہ بغیر کسی کی مخالفت اور خصومت کے ریاست و سرداری صرف تمہاری کو مل جائے۔

محمد بن ابراہیم کی حسن سے ملاقات:

صبح کے وقت حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور اس ^{اللہ} کی نگرانی میں خرما باذردانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اسے ساریہ لے جائیں اس کے بعد خود حسن سوار ہو کر وادی بابک کی راہ کانہیہ کی سمت چلا گیا تاکہ محمد بن ابراہیم بن مصعب سے اثنائے راہ میں مل لے۔ دونوں کی ملاقات ہوئی محمد ہرمز آباد کے قصد سے جا رہا تھا تاکہ وہاں جا کر مازیار کو قبضہ میں کرے۔ حسن نے اس سے پوچھا اے ابو عبد اللہ! کہاں اس نے کہا مازیار کے پاس حسن نے کہا وہ تو ساریہ پہنچا۔ وہ میرے پاس آ گیا تھا۔ میں نے اسے ساریہ بھیج دیا ہے یہ سن کر محمد متحیر ہو گیا واقعہ یہ تھا کہ توہیار حسن سے عذر کر کے مازیار کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کرنا چاہتا تھا۔ مگر اطلاع ہونے کے بعد سے حسن پہلے آ موجود ہوا۔ اس کے آ جانے کی وجہ سے توہیار کو بد عہدی کی جرأت نہ ہو سکی جب اس نے دیکھا کہ حسن پہاڑ کے بیچ میں آ پہنچا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس کی مخالفت کی تو وہ مجھ سے لڑ پڑے گا اس لیے اس نے چپکے سے مازیار کو حسب قرار اس کے حوالے کر دیا احمد بن الصقیر نے بھی توہیار کو متنبہ کر دیا تھا کہ عبد اللہ بن طاہر کے ساتھ بد معاملگی اور دورخی تمہارے لیے مناسب نہیں کیونکہ اس قرارداد کی جو تم سے ہوئی ہے اسے باقاعدہ اطلاع ہو چکی ہے اس بنا پر توہیار اپنے ارادے سے باز آ گیا اور اس نے مازیار کو حسن ہی کے حوالے کر دیا اس کے بعد محمد بن ابراہیم اور حسن بن الحسین ہرمز آباد میں آئے انہوں نے مازیار کے قصر کو جو یہاں تھا جلا ڈالا اور اس کے مال کو ضبط کر کے وہ دونوں حسن کی خرما باذ کی فرودگاہ میں چلے آئے انہوں نے مازیار اس کے بھائیو

کو بلا کرو ہیں مازیار کے محل میں ان سب کو قید کر دیا اور پہرے بٹھادیئے۔

حسن شہر ساریہ آ کر وہاں قیام پذیر ہو گیا اور مازیار اس کے خیمہ کے قریب ہی قید کر دیا گیا۔ حسن نے محمد بن موسیٰ بن حفص سے دریافت کیا کہ وہ بیڑی کہاں ہے جو مازیار نے تم کو پہنائی تھی۔ محمد نے بیڑی حسن کو بھیج دی۔ حسن نے وہی اب مازیار کو ڈلوادی۔ مازیار کی دولت و املاک کی فہرست تیار کرنے کا حکم:

محمد بن ابراہیم ساریہ میں حسن کے پاس آیا تاکہ مازیار کی دولت اور اس کے خاندان کے متعلق دونوں مشورہ کریں انہوں نے اس تمام معاملہ کو عبداللہ بن طاہر کے پاس لکھ کر بھیج دیا اور اس کے حکم کے منتظر رہے عبداللہ نے حسن کو لکھا کہ تم مازیار اس کے بھائیوں اور متعلقین کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کر دو تاکہ وہ ان کو امیر المومنین مقتسم کی خدمت میں لے جائے عبداللہ نے ان کی دولت کے متعلق کچھ تعارض نہیں کیا صرف یہ لکھا کہ تم مازیار کی املاک کو اپنے قبضہ میں کر لو۔ اور ان کی فہرست بناؤ۔ حسن نے مازیار کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ جو تمہارے پاس ہو وہ کہہ دو۔ اس نے اہل ساریہ کے دس عمائد اور اصلحہ کا نام بتایا کہ میرا روپیہ ان لوگوں کے پاس امانت ہے۔ تو ہیار کو طلب کیا گیا اور ایک تحریر لکھی گئی جس میں تو ہیار کو اس بات کا ضامن بنایا گیا کہ وہ اس روپیہ کو وصول کر کے داخل کر دے گا جس کی نشاندہی مازیار نے کی ہے مازیار نے اس کی ضمانت کی اور تحریر پر دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد حسن نے دوسرے گواہوں کو جو وہاں بلائے گئے تھے حکم دیا کہ تم مازیار کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے اس کے بیان پر شہادت ثابت کرو ان شہادوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب ہم اس کے پاس آئے تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ احمد بن الصقر ضرور اسے برا بھلا کہے گا میں نے احمد سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کے خلاف کچھ نہ کہیں اور اس مشورہ کا ذکر نہ کریں جو آپ نے اسے دیا تھا۔ یہ سن کر احمد خاموش ہو رہا۔

مازیار کی دولت:

مازیار نے کہا آپ سب لوگ شاہد رہیں کہ میرے پاس کل ۹۶ ہزار دینار ہیں سترہ دانے زمرد کے ہیں سولہ والے یا موت سرخ کے ہیں اور اٹھارہ چڑے کے پٹارے ہیں جن میں مختلف قسم کے پیش بہا کپڑے ہیں ناچ ہے تلواری ہے جس پر سونا اور جواہر لگے ہوئے ہیں طلائی مرصع خنجر ہے ایک بڑا پٹارہ ہے اس میں جواہر بھرے ہیں مازیار نے اسے ہمارے سامنے رکھ دیا تھا اور پھر نے کہا کہ میں اس نے کہا کہ میں اسے محمد بن الصباح اور تو ہیار کے حوالے کرتا ہوں یہ محمد بن الصباح عبداللہ بن طاہر کا خزانچی اور فوج کا وقائع نگار تھا اس معاملہ کی تکمیل کے بعد اب ہم سب پھر حسن کے پاس آئے اس نے پوچھا آپ نے دیکھ لیا ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا میں نے ارادتا یہ طرز عمل اختیار کیا ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کی فردمانگی اور بے قدری مجھے معلوم ہو۔

مازیار کے جواہرات کی قیمت:

علی بن ابن النصرانی کا تب نے بیان کیا ہے کہ اس پٹارے جس قدر جو ہر تھے وہ میں نے مازیار کے لیے اس کے دادا کے لیے اور شروین اور شہریار کے لیے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم میں خریدے تھے مازیار نے یہ سب حسن بن الحسین کو لاکر دیئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ امان لے کر اس کے پاس آیا ہے۔ اور حسن نے اسے گے مال اور اولاد کو امان دے دی ہو اور اس کے باپ کے کوہستان اسی کے تفویض کیے ہیں مگر حسن اس میں سے مطلقاً کچھ نہیں لیا حسن تمام لوگوں میں درہم دینار کے قبول کرنے میں نہایت

درجہ پاکباز تھا۔

مازیار کی روانگی:

صبح کو حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور علی بن ابراہیم الحرابی کی معیت میں عبداللہ بن طاہر کے پاس روانہ کیا۔ مگر عبداللہ نے لکھا کہ اسے یعقوب بن منصور کے ساتھ روانہ کیا جائے وہ لوگ برباد کو لے کر نہیں منزل نکل گئے تھے حسن نے آدمی بھیج کر اسے واپس بلا لیا۔ اور اب یعقوب بن منصور کے ساتھ اسے روانہ کیا۔

قویار کا قتل:

حسن نے مازیار کے بھائی قویار کو حکم دیا کہ اب تم وہ مال لے کر پیش کرو جس کے تم ضامن ہو اور اس کے لیے اسے چھاؤنی سے نچر دیئے اور یہ بھی حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ حفاظت کے لیے ساتھ بھیج دیا جائے مگر قویار نے اسے نہ مانا۔ اور کہا کہ مجھے فوج کی کچھ ضرورت نہیں ہے وہ اور اس کے آدمی نچر لے کر چلے اور پہاڑ میں آ کر انہوں نے خزانے کھول کر مال نکالا۔ ابھی انہوں نے اسے بار کرنے کے لیے آراستہ کیا تھا کہ مازیار کے دیلم غلام جو بارہ سو تھے اس پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے کہا تو نے ہمارے آقا کے ساتھ عذر کیا ان کو عربوں کے حوالے کر دیا اور اب تو ان کا مال لینے آیا ہے انہوں نے اسے پکڑ کر بیڑیوں میں جکڑ لیا اور رات ہونے کے بعد اسے قتل کر کے اس کا تمام مال اور نچر لوٹ لیا اس کی اطلاع حسن کو ہوئی۔ اس نے قویار کے قاتلوں کی سرکوبی کے لیے ایک فوج روانہ کی۔

قاتلین قویار کی گرفتاری:

قارن نے اپنی طرف سے ایک دوسری فوج ان کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجی قارن کے سردار نے ان میں سے کئی آدمی پکڑے جن میں مازیار کا چچیرا بھائی شہریار بن المصمغان بھی تھا یہی ان غلاموں کا سرغنہ اور محرک تھا۔ قارن نے اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا یہ قوس پہنچ کر مر گیا ان دیلموں کی جو پہاڑ کے دامن اور جنگل میں پکڑے گئے تھے ایک جماعت دیلم جا رہی تھی۔ محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو تاڑا اور اپنے پاس سے طبریہ وغیرہ کی ایک جماعت ان کو روکنے بھیجی۔ انہوں نے اشارے نہ دیے آگے بڑھ کر ان کا سامنا کیا اور ان کی راہ مسدود کر دی اس طرح وہ سب کے سب گرفتار کر لیے گئے محمد نے ان کو علی بن ابراہیم کے ساتھ ساریہ بھیجا محمد بن ابراہیم ان پہاڑوں میں سلنبہ سے اس راستے سے داخل ہوا تھا جو روز بار ہوتا ہوا رویاں جاتا ہے۔

مازیار کی بربادی کی وجہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مازیار کی بربادی و ہلاکت اس کے چچیرے بھائی کی وجہ سے جو طبرستان کے کوہستانوں کا مالک تھا واقع ہوئی۔ مازیار کے قبضے میں کوہستان کے دامن تھے اور یہ تقسیم ان میں متوارث چلی آ رہی تھی۔

محمد بن حفص الطبری نے بیان کیا ہے کہ طبرستان میں تین کوہستان ہیں ایک دندا ہرمز کا پہاڑ جو طبرستان کے پہاڑوں کے بالکل وسط میں واقع ہے ایک اس کے بھائی دندا اسخان بن اللانداد بن قارن کا پہاڑ اور تیسرا شروین بن سرخاب بن باب کا پہاڑ۔

قویار کی نظر بندی و رہائی:

جب مازیار کی قوت و شوکت بڑھ گئی اس نے اپنے اسی چچیرے بھائی کو جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اصل میں

اس کا بھائی تو ہیار ہے بلا بھیجا اور اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس کے پہاڑ پر اپنی طرف سے درمی کو والی بنا دیا جب اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ کے لیے سپاہ کی ضرورت ہوئی اس نے اپنے چچا زاد بھائی یا حقیقی بھائی تو ہیار کو بلا کر اس سے کہا کہ تم اپنے پہاڑ سے سب سے زیادہ واقف ہو نیز یہ بھی کہا کہ افسین ہمارے ساتھ ہے اور میری اس سے مراسلت ہو رہی ہے تم پہاڑ کی کسی سمت میں ہو جاؤ اور میرے لیے اس کی حفاظت کرو۔ مازیار نے درمی کو لکھا کہ میرے پاس آؤ وہ آیا اس نے فوجیں دے کر اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ میں بھیج دیا اپنی جگہ اسے بالکل اطمینان تھا کہ پہاڑ کی حفاظت کا میں اپنے چچیرے یا حقیقی بھائی تو ہیار کے ذریعہ پورا بندوبست کر چکا ہوں کیونکہ نہایت تنگ دروں اور گھنے جنگل کی وجہ سے چونکہ وہاں کسی بڑی فوج کی نقل و حرکت ممکن نہ تھی اس لیے یہ خیال تھا کہ اس سمت سے کوئی اس پر کامیاب یورش نہ کر سکے گا۔ البتہ جن دوسرے مقامات سے دشمن کی دراندازی کا اندیشہ تھا وہاں اس نے درمی اور اس کی فوج کو متعین کر کے اس سمت سے اطمینان کر لیا تھا اس نے درمی کے پاس دوسرے جنگ جو اور خود اپنی فرودگاہ کی فوج بھیج دی تھی۔

تو ہیار کی مازیار سے محاصرت:

عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو خراسان سے ایک زبردست فوج کے ساتھ مازیار سے لڑنے کے لیے بھیجے اور معتمد نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا اس کے ساتھ انھوں نے ہادی کے مولیٰ یعقوب بن ابراہیم البوشنجی کو جو قوہ صرد کے لقب سے مشہور تھا فوج کا قائلع نگار مقرر کر کے ساتھ کیا۔ محمد بن ابراہیم حسن بن الحسین سے آ ملا۔ اور اب یہ سب فوجیں مازیار کی طرف بڑھیں۔ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ اس کے قریب جا پہنچے مگر اب تک وہ اسی اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میں نے اس مقام کی حفاظت کا جہاں سے ان کو پہاڑ ملے گا پورا انتظام کر دیا ہے مازیار اپنے شہر میں تھوڑی سی جماعت کے ساتھ مقیم تھا اب اس کے چچا زاد بھائی کے قلب میں اس کینہ اور عداوت کی آگ جو مازیار کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور اس کے پہاڑ سے اس کی علیحدگی کی وجہ سے دہلی ہوئی تھی پھر روشن ہوئی۔

تو ہیار کی مازیار کے خلاف کارروائی:

اس نے حسن بن الحسین سے مراسلت کی اور مازیار کی فوجوں کی تمام حالت اور حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ افسین نے مازیار سے مراسلت کے ذریعہ ساز باز کی ہے حسن نے وہ خط عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔ عبداللہ نے اسے اپنے ایک معتمد شخص کے ہاتھ معتمد کے پاس بھیج دیا اور عبداللہ اور حسن مازیار کے چچا زاد بھائی سے جس کے متعلق یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ تو ہیار تھا مراسلت کے ذریعہ ایک سمجھوتہ کر لیا اور وعدہ کیا کہ جو وہ چاہے گا اسے منظور کر لیا جائے گا۔ اس نے عبداللہ بن کو بتایا کہ جس پہاڑ پر وہ اب فروکش ہے یہ دراصل اس کا اور اس کے آباؤ اجداد کا ہے اور مازیار کی طرف سے ان کو ملا ہے البتہ جب مازیار نے فضل بن سہل کو طبرستان کا والی مقرر کیا۔ اس وقت اس نے اس پہاڑ سے مجھے بے دخل کر کے اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس طرح میری توہین کی۔ عبداللہ نے اس سے یہ شرط کی کہ اگر کسی ترکیب سے مازیار کو پکڑے تو حسب سابق وہ پہاڑ پھر اس کو دے دیا جائے گا۔ نیز اس کے علاوہ بھی جو کچھ مانگے گا اس کے دینے میں دریغ نہ کیا جائے گا اور نہ مخالفت کی جائے گی۔ مازیار کے بھائی نے اسے مان لیا اور اس کی بجا آدری کے لیے اس نے ایک باقاعدہ تاجر عبداللہ بن طاہر کو دے دی جس میں اس شرط کو تسلیم کر کے اس

کی بجائے آوری کا عہد کر لیا۔

مازیار کا محاصرہ:

مازیار کے چچا زاد بھائی نے حسن بن حسین اور ان کے آدمیوں سے وعدہ کیا کہ میں تم کو پہاڑ میں لے جاؤں گا چنانچہ وقت مقررہ پر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو درسی کے مقابلہ پر پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ایک بڑی کثیر التعداد فوج اپنے ایک سپہ سالار کی قیادت میں وسط شب میں اس غرض سے بھیجی یہ سب مازیار کے بھائی کے پاس پہاڑ میں پہنچے۔ اس نے تمام کو ہستان ان کے حوالے کر کے ان کو اس میں داخل کر دیا۔ درسی اپنے فوج کے سامنے صف بستہ ہوا مازیار کو اس تمام کارروائی کی اب تک کچھ خبر نہ تھی۔ وہ اطمینان سے اپنے قصر میں مقیم تھا۔ کہ یکا یک پیدل و رسالہ اس کے قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہرا۔ درسی دوسری فوج سے مصروف پیکار تھا۔ حملہ آوروں نے مازیار کا محاصرہ کر کے اس سے امیر المومنین معتصم کے تصفیہ پر ہتھیار رکھوا لیے اور اس نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

درسی کی شکست و قتل:

عمر بن سعید الطبری نے بیان کیا ہے کہ مازیار شکار کھیل رہا تھا اسی حالت میں سارلہ نے اسے جا پکڑا۔ پھر بزور شمشیر وہ اس کے قلعہ میں گھس گئے۔ اور ہر چیز پر جو ہاں تھی قبضہ کر لیا۔ اب حسن بن حسین مازیار کو لے کر چلا۔ اس وقت تک درسی اپنی مقابل فوج سے مصروف پیکار تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ مازیار دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکا ہے وہ لڑائی میں اسی طرح مشغول تھا کہ یکا یک عبداللہ بن طاہر کی فوج اس کے عقب میں پہنچ گئی اس کی وجہ سے درسی کی تمام فوجیں درہم برہم ہو گئیں اس نے شکست کھائی وہ معرکہ سے دیلم کے علاقہ میں جانے کے لیے بھاگا۔ اس کے تمام ساتھی قتل کر دیئے گئے خود اس کے تعاقب میں فوج چلی اور انھوں نے اسے جا لیا اس وقت اس کے ہمراہ بہت کم آدمی رہ گئے تھے وہ پلٹ کر ان سے لڑنے لگا اور مارا گیا اس کے سر کو کاٹ کر عبداللہ بن طاہر کو بھیج دیا گیا۔

افشین کے خطوط کے معاوضہ میں سفارش کا وعدہ:

اس سے پہلے ہی مازیار اس کے قبضہ میں آچکا تھا عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اگر تم افشین کے خط مجھے دکھا دو تو میں امیر المومنین سے سفارش کروں گا کہ وہ تم کو معاف کر دیں اور میں اس بات کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے ان خطوں کا علم ہے کہ وہ تمہارے پاس ہیں۔ مازیار نے ان کا اقرار کر لیا تلاش کے بعد وہ مل گئے یہ کئی خط تھے۔ عبداللہ بن طاہر نے ان پر قبضہ کر کے انہیں مازیار کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ سوائے امیر المومنین کے ہاتھ میں دینے کے وہ ان خطوں اور مازیار کو ہرگز اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ تاکہ کسی طرح بھی وہ کسی اور کے ہاتھ نہ پڑ جائیں چنانچہ اسحاق نے اس کی بہت احتیاط رکھی۔ اور ان خطوں کو خود معتصم کے ہاتھ میں دے دیا انہوں نے مازیار سے ان کی تصدیق چاہی اس نے اقرار نہیں کیا۔ معتصم نے اسے خوب پٹوایا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اسے بھی بابک کے پہلو میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

مامون جب مازیار کو خط لکھتے تو اس طرح شروع کرتے یہ خط عبداللہ المامون کی جانب سے جیل جیلان اصہدان بشوار خرشاد محمد بن قارن مولی امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے۔

بزرگ شہنشاہ کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ دری کی زوال قوت کی ابتدا یوں ہوئی کہ مازیا کی فوج کے اس کے ساتھ آٹھ آٹھ کے صدائے معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا لشکر دنیاوند پر فروسک ہو گیا ہے اس نے اپنے بھائی بزرگ شہنشاہ کو اس سمت بھیجا اور رستم الکلاری کے بیٹے محمد اور جعفر اور بعض سرحدی اور اہل رویان والوں کو اس کے ساتھ کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم رویان اور رے کی سرحد پر جا کر ٹھہرو اور محمد بن ابراہیم کی فوج کو روکو حسن بن قارن نے رستم کے بیٹے محمد اور جعفر کو مراسلت کے ذریعہ لالچ دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا یہ دونوں دری کے خاص امرا میں تھے غرض کہ جب دری اور محمد بن ابراہیم کی فوجوں کا مقابلہ ہوا یہ دونوں بھائی دونوں سرحدوں والے اور اہل رویان دری کے بھائی بزرگ شہنشاہ پر پلٹ پڑے اسے پکڑ کر قید کر لیا اور پھر محمد بن ابراہیم کے ساتھ شریک ہو کر اس کے مقدمہ میں متعین ہو گئے۔

محمد بن ابراہیم اور دری میں معرکہ:

اس وقت دری مرد نام ایک موضع میں اپنے قصر میں اہل و عیال اور اپنی پوری فوج کے ساتھ مقیم تھا جب اسے معلوم ہوا کہ خود میرے سرداروں اور فوج نے اس طرف میرے بھائی کے ساتھ دھوکہ کیا اور اسے اس کا سخت رنج و اندوہ ہوا اس واقعہ کا اس کی فوج پر بہت ہی اثر ہوا انہوں نے ہمت ہار دی اور ان کے دل اس قدر مرعوب اور پست ہوئے کہ وہ سب کے سب اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرنے کے لیے چلتے بنے۔ دری نے دیلموں کو بلا بھیجا۔ چار ہزار اس کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے اس نے ان کو بہت لالچ دلائی۔ انعام و اکرام دیا اور اب سوار ہو کر چلا۔ روپیہ بھی ساتھ لادا۔ اور اس طرح بڑھا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے بھائی کو محمد کے ہاتھ سے چھڑانے جا رہا ہے حالانکہ دراصل اس کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے دیلم کے علاقہ میں چلا آئے اور وہاں ان سے محمد کے خلاف مدد لے۔ مگر خود محمد ہی آگے بڑھ کر اس کے سامنے آ گیا۔ اور یہاں دونوں میں ایک نہایت شدید معرکہ ہو گیا۔

قیدیوں کا جیل سے فرار:

دری کے چلے جانے کے بعد جیل کے محافظ بھاگ گئے قیدیوں نے اپنی بیڑیاں توڑیں اور نکل بھاگے اور اپنے اپنے وطن چلے گئے۔ جس روز اہل ساریہ جو مازیا کی قید میں تھے جیل خانے سے نکلے تھے عین اسی دن یہ لوگ جو دری کے ہاں قید تھے نکل گئے یہ واقعہ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق ۱۳ شعبان ۲۲۵ھ کا ہے دوسرے راویوں نے ۲۲۴ھ بتایا ہے۔

دری کا انجام:

داؤد بن قحدم محمد بن رستم کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان جھیل کے کنارے جو دیلم سے بالکل ملی ہوئی تھی محمد بن ابراہیم اور دری کا مقابلہ ہوا۔ دری ایک نہایت ہی دلاور بہادر تھا وہ بذات خود محمد کی فوج پر اس بے جگری سے حملے کر رہا تھا کہ ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا تھا اس کے بعد کنائی کا ثنا ہوا شکست کھائے بغیر اس گھنے جنگل میں گھسنے کے ارادے سے اس نے پھر ان پر حملہ کیا۔ مگر اس مرتبہ محمد بن ابراہیم کے ایک سپاہی فند بن حاجب نے اس پر حملہ کر کے اسے زندہ پکڑ لیا اور پلٹا لایا۔ فوج نے اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا اور جس قدر مال اسباب جانور اور اسلحہ اس کے پاس تھے سب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن ابراہیم نے دری کے بھائی بزرگ شہنشاہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد دری کو آواز دی گئی اس نے اپنا ہاتھ بڑھا یا وہ کہنی سے قطع کر دیا گیا اس نے پاؤں پھیلا یا اسے گھٹنے پر سے کاٹ دیا گیا۔ اسی طرح دونوں دوسرے ہاتھ پاؤں قطع کیے گئے اب وہ اپنے جوڑ پر بیٹھ گیا مگر اس

کے ضبط و تحویل کا یہ عالم تھا کہ اس تمام قطع و برید میں نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ وہ بے چین و بے قرار نظر آیا۔ محمد کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی۔ محمد نے اس کے تمام ساتھیوں کو پکڑ کر ان کے بیہوشیاں ڈلوادیں۔

متفرق واقعات:

اس سال جعفر بن دینار بن کادالی مقرر ہوا اس سال حسن بن افسین کی شادی اترنجہ بنت اشناس سے ہوئی اور وہ جمادی الآخر کے آخر میں معتصم کے قصر عمری میں اپنی بیوی کے پاس گیا اترنجہ کی شادی میں سامرا کے تمام باشندے مدعو تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ چازی کے ایک بڑی کڑھاؤ میں غالبہ بھرا ہوا تھا۔ جو تمام برائیوں کے لگایا جاتا تھا خود معتصم مہمانوں کی خاطر میں عملاً شریک تھے۔

منگجو رالاشروسنی کی بغاوت:

اس سال عبداللہ اور ثانی نے وزغان میں حکومت کے مقابلہ میں سرتابی کی نیزا سی سال منگجو رالاشروسنی نے جو افسین کا رشتہ دار تھا آذربائیجان میں علم بغاوت بلند کیا۔

افسین جب بایک کے قہقہے سے فارغ ہو کر جبال سے واپس آیا اس نے آذربائیجان پر جو اس کے تحت تھا اس منگجو رکودالی مقرر کیا اسے بایک کے قریب میں اس کے ایک مکان میں بہت بڑی دولت ملی جسے اس نے خود ہی رکھ لیا۔ نہ افسین کو اس کی اطلاع کی اور نہ معتصم کو عبداللہ بن عبدالرحمن ایک شیعہ آذربائیجان کا عامل پڑھا اس نے معتصم کو اس مال کی خبر لکھ بھیجی۔ منگجو رنے اس کی تکذیب کی اس طرح اس میں اور عبداللہ بن عبدالرحمن میں مناظرہ ہو گیا۔ منگجو رنے اسے قتل کر دینا چاہا۔ اس نے اہل اردبیل کے ہاں سہ لیا۔ انہوں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا منگجو ران سے لڑ پڑا معتصم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انہوں نے افسین کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو بھیج کر اسے برطرف کر دے افسین نے اپنے ایک سردار کو زبردست فوج کے ساتھ اس غرض سے بھیجا۔ منگجو کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا۔ اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت سے ڈاکو اس کے پاس جمع ہوئے یہ اردبیل سے نکلا تھا کہ اس سردار نے اسے دیکھ لیا اور فوراً حملہ کر دیا۔ منگجو رنے شکست کھائی۔

منگجو رکی گرفتاری:

وہ بھاگ کر آذربائیجان کے ایک مستحکم قلعہ میں جو ایک بلند اور دشوار گزار پہاڑ میں واقع تھا اور جسے بایک نے برباد کر دیا تھا۔ پناہ گزیں ہوا اس نے قلعہ کی مرمت کی اسے پھر بنا لیا۔ اور وہیں قلعہ بند ہو گیا ایک ماہ سے کم گزرا تھا کہ خود اس کے ہمراہیوں نے اسے پکڑ کر افسین کے سردار کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے سامرا لایا معتصم نے اسے قید کر دیا اور اس کے معاملہ کی وجہ سے وہ افسین سے بدظن ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس سردار کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا گیا تھا۔ وہ خود بغاء اٹھ گیا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے دیکھتے ہی خود منگجو ران لے کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔

متفرق واقعات:

اس سال یاطس الرومی مر گیا اسے بایک کے پہلو میں سامرا میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اس سال رمضان میں ابراہیم بن المہدی کا انتقال ہوا معتصم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۵ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال محرم میں ورنانی امان لے کر معتمم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس سال بغا منکبج کو سامرا آیا۔ اس سال معتمم بن گنے اور انھوں نے اشناس کو اپنا نائب بنایا اس سال ربیع الاول میں انھوں نے اشناس کو ایک کرسی پر بٹھایا۔ خود اس کے روبرو ہوئے اور اپنے ہاتھ سے بگوس باندھا اس سال غناہ مرمد کو جلایا گیا۔

جعفر بن دینار پر عتاب:

اس سال معتمم جعفر بن دینار سے اس لیے خفا ہو گئے کہ اس نے ان کے ایک خاص خدمت گار پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے پندرہ دن اشناس کے ہاں قید رکھا۔ اسے یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ایٹاخ کو والی یمن مقرر کیا مگر پھر انہوں نے جعفر کی خطا معاف کر دی اور خوش ہو گئے۔ اس سال افشین فوج خاصہ کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ معتمم نے اس منصب پر اسحاق بن معاذ کو مقرر کیا۔

دربار عام میں مازیار اور افشین کی طلبی:

اس سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بارگاہ خلافت میں روانہ کیا اسحاق بن ابراہیم دسکرہ تک لینے آئے اور شوال میں وہ مازیار کو سامرا میں لے کر آیا۔ معتمم میں لے کر آیا۔ معتمم نے حکم دیا کہ اسے ہاتھی پر سوار کر کے لایا جائے مگر مازیار نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا اور اب وہ خچر پر پالان میں بٹھا کولایا گیا۔ ۵ ذی قعدہ کو معتمم نے دربار عام کیا اور حکم دیا کہ اسے اور افشین کو ایک وقت میں حاضر کیا جائے۔ اس سے ایک روز پہلے افشین قید کر دیا گیا تھا۔ مازیار نے اس بات کا اقرار کیا کہ افشین سے میری مراسلت ہوتی تھی اور افشین میری بغاوت کو حق بجانب ٹھہراتا تھا اور انہوں نے اسے متعلق حکم دیا کہ اسے پھر اس کے قید خانے میں واپس لے جاؤ اور مازیار کو پٹوایا۔ چار سو پیاس کوڑے اس کے لگے۔ اس نے پانی مانگا اور پیتے ہی اس وقت وہ مر گیا۔ اس سال معتمم افشین سے ناراض ہوئے اور انہوں نے اسے قید کر دیا۔ افشین کی یہ عادت تھی کہ بائک کی جنگ اور اس کے علاقہ میں قیام کے زمانے میں اہل آرمینیا جو ہدایا سے بھیجتے وہ اسے براہ راست اشروسنہ روانہ کر دیتا۔

افشین کے قاصدوں کی جامہ تلاشی:

چونکہ وہ چیزیں عبداللہ بن طاہر کے ہاں سے گزرتیں اس کون کا علم ہو جاتا وہ معتمم کو اس اطلاع لکھ بھیجتا۔ معتمم ہدایت کرتے کہ افشین جس قدر ہدایا اشروسنہ بھیجتے تم ان سب کو قلم بند کر لو۔ عبداللہ اس پر کار بند ہوا۔ افشین کا یہ طریقہ تھا کہ جب اس کے پاس رقم مہیا ہو جاتی وہ دیناروں کی ہمیائیاں بقدر برداشت اپنے آدمیوں کی کمر میں بندھوا دیتا۔ اس طرح ایک شخص ایک ہزار یا اس سے زیادہ دینار اپنی کمر میں باندھ کر لے جاتا۔ عبداللہ کو اس کی بھی خبر کر دی گئی انہیں دنوں میں افشین کے قاصد مال لیے ہوئے

نیشاپور اترے تھے۔ عبد اللہ بن طاہر نے ان کو گرفتار کر کر ان کی جامہ تلاشی لی ان کی کمر میں ہسینیاں پائی گئیں۔ عبد اللہ نے ان پر قبضہ کر لیا اور پوچھا کہاں سے ملیں انہوں نے کہا یہ افشین کے نازرانے اور اس کا مال ہے۔

عبد اللہ بن طاہر کا افشین کے مال پر قبضہ:

عبد اللہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اگر میرے بھائی افشین اس قدر روپیہ بھیجنا چاہتے تو وہ مجھے ضرور اس کے متعلق لکھ دیتے تاکہ میں اس کی حفاظت اور بدرقہ کا انتظام کرتا۔ یہ تو بڑی رقم ہے۔ تم چور معلوم ہوتے ہو۔ عبد اللہ بن طاہر نے وہ روپیہ لے کر اپنی فوج میں جو اس کے پاس اس وقت تھی تقسیم کر دیا۔

مال کے متعلق افشین سے استفسار:

اور افشین کو لکھا کہ اس روپیہ کے متعلق ان لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ کہ وہ تم نے بھیجا ہے میں اس بات کو باور نہیں کرتا کہ تم اس قدر کثیر رقم اشروسنہ بھیجو اور اس کے متعلق مجھے نہ لکھو۔ اور نہ اس کی حفاظت کے لیے کو بدرقہ ساتھ کرو اگر وہ تمہارا نہ تھا تو میں اسے اس روپیہ کے بجائے جو سالانہ امیر المومنین مجھے بھیجا کرتے ہیں فوج میں تقسیم کر دیا ہے اگر وہ تمہارا ہے جیسا کہ ان لالہ والوں کا بیان ہے تو جب امیر المومنین کے ہاں سے رقم آئے گی میں تم کو واپس کر دوں گا ورنہ اگر اس کے علاوہ کچھ اور بات ہے تو امیر المومنین اس مال کے سب سے زیادہ مستحق ہیں میں نے اسے ان کی فوج کو دیئے دیا ہے کیونکہ میں اسے ترکوں کے علاقے میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ افشین نے جواب میں لکھا کہ میرا اور امیر المومنین کا ایک ہی مال ہے۔

افشین کی قاصدوں کو رہا کرنے کی سفارش:

اس میں کچھ فرق نہیں۔ تم ان لوگوں کو چھوڑ دو کہ وہ اشروسنہ چلے جائیں عبد اللہ نے ان جانے دیا وہ چلے گئے اس واقعہ سے

افشین اور عبد اللہ کے تعلقات خراب ہو گئے۔ اور اب عبد اللہ اس کی کمزوریوں کی تلاش میں لگ گیا۔

افشین کی سازش کا انکشاف:

افشین گا ہے معتمد کی زبان سے کچھ ایسی باتیں سنا کر تھا جس سے مترشح ہوتا تھا کہ وہ آل طاہر سے بدل ہو گئے ہیں اور ان کو خراسان سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اس سے خود اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی طمع پیدا ہوئی۔ اسی منصوبہ کی وجہ سے اس نے مازیار سے ساز باز شروع کی اسے حکومت کی مخالفت پر برا بیخیز کیا اور اطمینان دلایا کہ خلیفہ کو میں تمہاری طرف سے ہموار کر کے انز رکھوں گا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اگر مازیار نے بغاوت کر دی تو معتمد مجبور اسی کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجیں گے اور عبد اللہ بن طاہر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کو مقرر کر دیں گے۔ مگر مازیار کا جو حشر ہوا وہ گزر چکا ہے۔ منگجور کا نہ آذر بائیجان میں جو حشر ہوا اسے بھی ہم بیان کر آئے ہیں۔ ان تمام واقعات سے معتمد کو افشین کی خفیہ سازش مازیار سے مرسلت اور منگجور کا اغوا اچھی طرح ثابت ہو گیا اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ درپردہ افشین کے حکم اور اشارے سے ہوا ہے وہ افشین سے کبیدہ خاطر ہو گئے اسے بھی اس تغیر کا احساس ہوا۔ مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کرے۔

افشین کا فرار ہونے کا منصوبہ:

آخر کار اس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے قصر میں بہت سے پیسے تیار رکھے اور جس وقت معتمد اور ان کے امرا مشغول ہیں ہوں وہ

کسی حیلہ سے موصل کی راہ لے اور دریائے نساب کو ان پیسوں پر عبور کر کے آرمینا ہوتا ہوا بلا دخرز میں جا پہنچے۔ مگر یہ بات بھی اس سے نہ بن پڑی۔ اس کے بعد اس نے بہت ساز ہر مہیا کیا اور ارادہ کیا کہ معتم اور ان کے امراء کی کھانے کی دعوت کرے اور پھر ان کو زہر دے دے اور اگر معتم خود دعوت قبول نہ کریں تو جس روز وہ شغل میں ہوں اس روز ان سے اجازت لے کر ان کے ترک امر اشناس اور ایٹاخ وغیرہ کو کھانے کی دعوت میں بلائے ان کو کھلا پلا کر زہر دے۔ جب وہ اس کے پاس سے چلے جائیں وہ اوّل شب میں روانہ ہوا اور پیچھے دریا کے عبور کرنے کے اور سامان کو جانوروں پر بار کر کے ساتھ لئے دریا کے زاب پہنچ کر اپنا تمام اسباب و سامان تو ان پیسوں پر عبور کرائے اور ممکن ہو تو سواری کے جانور دریا کو تیر کر عبور کریں پھر ان پیسوں کو آگے بھیجے تاکہ انھیں کے ذریعہ وہ جگہ کو عبور کر سکے۔ اور وہاں سے وہ آرمینیا میں جس کی ولایت اسی کے تفویض تھی داخل ہوا اور وہاں سے ان کو لے کر خزر کے علاقے میں آئے اور وہاں سے گھوم کر بلا دترک ہوتا ہوا بلاواشر و سنہ پہنچ جائے۔ اور پھر وہ خزر کو مسلمانوں کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔

دا جس کو افشین سے خطرہ:

وہ اس ارادے کی تکمیل میں مصروف رہا مگر اس میں دیر لگی جس کی وجہ سے اس سے یہ بھی نہ ہو سکا افشین کے سردار حسب دستور دربار نوبت بہ نوبت معتم کے ہاں حاضر رہتے تھے دا جس الاشر و سنی اور ایک دوسرے سردار کے درمیان جو افشین کے منصوبے سے آگاہ تھا اس کے متعلق گفتگو ہوئی اور دا جس نے سن کر کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کر سکے گا اور یہ بات پوری نہ ہوگی اس نے دا جس کا یہ قول افشین سے جا کر بیان کیا افشین کے ان خدمت گاروں میں سے جو دا جس سے اچھے تعلقات رکھتے تھے۔ ایک شخص نے وہ بات سن لی جو دا جس کے متعلق کہی دا جس اپنی نوبت سے گھر واپس آیا افشین کے خدمت گار نے اس کے پاس آ کر اس سے بیان کیا کہ تمہاری بات افشین کو پہنچ گئی ہے۔ دا جس کو اپنی جان خطرہ میں نظر آئی۔

ایٹاخ کو دا جس کی حوا لگی:

وہ اسی وقت سوار ہو کر نصف شب میں امیر المومنین کے محل آیا معتم سوچکے تھے وہ ایٹاخ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں امیر المومنین کے فائدے کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ ایٹاخ نے کہا بھی تو تم یہاں سے گئے ہو امیر المومنین سوچکے ہیں اس نے کہا میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتا ایٹاخ نے ایک شخص کو دستک دے کر بیدار کیا اس نے دا جس کی بات معتم سے جا کر کہہ دی۔ معتم نے کہا دا جس سے کہو کہ اب تو وہ گھر جائے علی الصبح حاضر ہو دا جس نے کہا۔ اگر اب رات کو میں واپس ہو امیری جان جائے گی۔ معتم نے ایٹاخ کو حکم بھیجا کہ تم آج رات اسے اپنے پاس رکھو۔ ایٹاخ نے اسے سلا دیا۔ صبح تڑکے نماز کے وقت اس نے دا جس کو پیش کر دیا۔ اس نے معتم سے پورا واقعہ جس کی اسے اطلاع تھی بیان کیا۔ انہوں نے محمد بن حاد بن نقش اپنے کاتب کو افشین کے بلا لانے کے لیے بھیجا۔

افشین کی گرفتاری:

افشین سیاہ لباس پہن کر حاضر ہوا۔ معتم نے حکم دیا کہ یہ لباس اتار لیا جائے اور اسے قید کر دیا جائے۔ اسے محل میں قید کر دیا گیا پھر محل کے اندر ہی اس کے لیے ایک مرتفع منزل بنائی گئی لوہہ اس کا نام رکھا جو لوہہ افشین کے نام سے مشہور ہے معتم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھا کہ تم کسی طرح حسن بن الافشین کو گرفتار کرو۔ حسن کے متعدد خط عبداللہ کے پاس آچکے تھے۔ جس میں اس نے

نوح بن اسد کی شکایت کی تھی۔ کہ وہ میری باندہ اور ملاقات پر حیرت ممتحن کرتا ہے آپ اس کا تدارک کریں۔
حسن بن افسشین کی گرفتاری:

عبداللہ نے نوح بن اسد کو اس کے متعلق ایسے واقعات کے بارے میں آگاہ کیا اور قسم دیا کہ تم اپنی تمام جمعیت اکٹھا کر کے تیار رہو جب حسن بن افسشین اپنی ولایت کا پروانہ لے کر آئے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ دوسری طرف اس نے حسن بن افسشین کو لکھا کہ میں نوح بن اسد کو برطرف کر کے اس کی جگہ تم کو مقرر کرتا ہوں یہ اس کی برطرفی کا مراسلہ ہے۔ حسن اس اطمینان پر صرف چند آدمیوں اور معمولی طور پر مسلح ہو کر نوح بن اسد کے پاس آیا اسے یقین تو تھا کہ اب میں اس علاقہ کا والی ہوں مگر نوح نے اسے پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں۔ اور عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے اسے معتمم کے پاس بھیجوا دیا۔

افشین کے لیے جو قید خانہ بنایا گیا تھا وہ منارہ کے مشابہ تھا اس کے وسط میں صرف اتنی وسعت تھی کہ وہ بیٹھ سکے اس کے نیچے سیاہیوں کا پہرہ مقرر تھا۔ جب وہ گھومتا تھا تو پہرہ بدل دیا جاتا تھا۔

افشین کا مقدمہ:

بارون بن عیسیٰ بن المنصور کہتا ہے کہ میں معتمم کے ہاں آیا وہاں احمد بن ابی داؤد اسحاق بن ابراہیم بن مصعب اور محمد بن عبدالملک الزیات موجود تھے۔ افسشین کو حاضر کیا گیا۔ جواب بہت سخت قسم کے قید میں نہ تھا۔ کچھ اعیان و عمائد بلائے گئے تاکہ افسشین سے مقابلہ کرایا جائے منصور کے بیٹوں کے علاوہ اہل مراتب میں سے کسی کو محل میں ٹھہرنے نہیں دیا گیا۔ سب لوگ اٹھادیئے گئے محمد بن عبدالملک الزیات نے اس سے جواب و سوال شروع کیا جن لوگوں کو تحقیق الزامات کے لیے بلایا گیا تھا ان میں طبرستان کا رئیس مازیار تھا۔ موبذ تھا۔ مرزبان بن ترکش سعد کا ایک رئیس اور اہل سعد کے دو اور آدمی تھے۔ محمد بن عبدالملک نے ان آخر الذکر سعدیوں کو آواز دی ان پر روٹی کے موٹے لبادے پڑے تھے۔ اس نے پوچھا یہ کیوں پہنے۔

سعدی امام و موذن کی گواہی:

انہوں نے پیٹھ کھول کر دکھائی جس پر گوشت مطلق نہ تھا۔ محمد نے افسشین سے پوچھا ان کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں ایک مرزبان ہے اور ایک امام ہے اور دونوں نے اشروسنہ میں ایک مسجد بنائی تھی۔ میں نے ان دونوں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے کیونکہ میرے بارے میں روساء سعد کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کی جائے جو جس مذہب کا پیرو ہے وہ آزادانہ طریقہ پر اس پر عمل پیرا ہے۔ مگر ان دونوں نے اہل اشروسنہ کے بت خانے میں گھس کر بتوں کو نکال پھینکا اور اسے مسجد بنا لیا۔ اس قانون اور معاہدہ سے تجاوز اور اہل اشروسنہ کو ان کے بت خانے سے بے دخل کرنے کی پاداش میں میں نے ان کو یہ سزا دی۔

کتاب کے متعلق افسشین سے استفسار:

محمد بن عبدالملک الزیات نے پوچھا وہ کتاب کیا ہے جسے تم نے مذہب اور مرصع کر کے دیباچہ میں اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے جس میں اللہ کا انکار ہے۔ افسشین نے کہا یہ کتاب مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے۔ اس میں عجم کے آداب میں سے ایک ایک ادب کا ذکر ہے۔ تم نے کفر کا ذکر کیا ہے تو صرف اس کے ادب سے مستفید ہوتا ہوں مجھے اس کے ماسوا سے کیا مطلب۔ جب وہ کتاب مجھے ملی تھی اسی حالت میں ملی تھی۔ مجھے اس کی ضرورت کبھی واقعی نہ ہوئی کہ میں ایسی بیش قیمت اشیاء کو فروخت کرتا۔ اس لیے

جس طرح کلید و منہ اور مزدکی بات تمہارے مکان میں موجود ہے اسی طرح یہ کتاب میرے پاس رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

موبذ مجوسی کے افشین پر الزامات:

اس کے بعد موبذ آگے بڑھا اس نے کہا کہ یہ گردن مروئے ہوئے جانور کا گوشت کھایا کرتا تھا اور مجھے بھی اس کے کھانے کی ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ذبیحہ سے یہ زیادہ لذیذ ہے یہ ہر چہا رشبہ کے دن ایک سیاہ بکری مارتا تھا اس کی کمر پر تلوار مار کر اس کے دو حصے کر دیتا اور پھر انہیں روند کر اس کا گوشت کھاتا۔ اس نے ایک دن مجھ سے یہ بات بھی کہی کہ ان مسلمانوں کی وجہ سے مجھے وہ تمام کام کرنا پڑے جن کو میں ناپسند کرتا ہوں ان کی وجہ سے میں نے زیتوں کھایا اونٹ پر بیٹھا اور جوتا پہنا حالانکہ اب تک نہ میں نے بال موٹڈے اور نہ ختنہ کرائی۔

افشین کی موبذ سے جرح:

افشین نے کہا مجھے یہ بتائیے کہ جو شخص ان باتوں کو بیان کر رہا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی وجہ سے ثقہ ہے یہ موبذ مجوسی تھا اس کے بعد متوکل کے ہاتھ پر اسلام لایا اور ان کا ندیم ہوا لوگوں نے کہا ہم اسے قابل وثوق نہیں سمجھتے افشین نے کہا تو پھر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا کیا مطلب ہوا جس شخص کو نہ تم قابل وثوق سمجھتے ہو اور نہ اسے عادل جانتے ہو اس کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو اس کے بعد اس نے موبذ کو خطاب کر کے کہا کیا کبھی میرے اور تمہارے گھر کے بیچ میں کوئی دروازہ یا کھڑکی تھی جہاں سے تم میری خانگی زندگی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اس نے کہا نہیں افشین نے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں تم کو اپنے پاس بلاتا تھا اپنا دلی راز کہتا۔ عجمی مذہب کو بیان کرتا اور اس مذہب اور اہل مذہب سے اپنے میلان طبع کا اظہار کرتا۔ اس نے کہا ہاں افشین نے کہا تو جب تم نے میرے راز کو جس کا میں نے تم کو امین بنایا تھا افشا کر دیا تو معلوم ہوا کہ نہ تم اپنے دین میں چکے ہو اور نہ اپنے عہد کے ایفا میں پورے ہو اس کے بعد موبذ الگ ہو گیا۔ اور اب مرزبان بن ترکش آگے بڑھا۔

مرزبان بن ترکش کا افشین پر الزام:

لوگوں نے افشین سے پوچھا اسے جانتے ہو؟ اس نے کہا نہیں مرزبان سے پوچھا گیا تم اسے پہنچانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے لوگوں نے افشین سے کہا یہ مرزبان ہے مرزبان نے اس سے کہا اے زمانے بھر کے عیار تو کب تک نفاق اور ظاہر داری برتے گا۔ افشین نے کہا اے دراز ریش کیا کہتا ہے اس نے کہا بتاؤ تمہاری رعایا کس طرح تم کو خطاب کرتی ہے۔ افشین نے کہا اے دراز ریش کیا کہتا ہے اس نے اور داء کو کرتے تھے۔ مرزبان نے کہا تو زبان سے کہا ہاں۔ مرزبان نے کہا کیا عربی میں اس کے معنی یہ نہیں ہیں الی الی الہتہ من عبدہ فلاں بن فلاں اس نے کہا ہاں محمد بن عبد الملک الزیات نے کہا کہ جب مسلمان اس بات کو گوارا کرنے لگے کہ ان کو یہ الفاظ لکھے جائیں تو اب فرعون کی کیا خطارہ گئی۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ انسا ربکم الاعلیٰ۔ افشین نے کہا میرے باپ دادا کا یہی دستور تھا۔ اور اسلام لانے سے پہلے خود میرا یہی آئین تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد میں نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ اپنے کو ان کے سامنے فروتروں کیونکہ پھر وہ میرے قابو میں نہ رہتے۔ اسحق بن ابراہیم نے اس سے کہا حیدر جب تم کو بھی وہی دعویٰ ہے جو فرعون کا تھا تو پھر کیوں تم ہمارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہو اور تمہاری قسم کو باور کریں۔ افشین

نے کہا اے ابوالحسن اسی سورہ کو عجیب نے علی بن ہشام کے سامنے پڑھا تھا۔ آج اسے تم مجھے سنار ہے ہو تو اب دیکھو کہ کل کون تم کو پرنا تا ہے۔

افشین کے خلاف مازیار کی گواہی:

اس کے بعد طبرستان کا رئیس مازیار آگے بڑھا افشین سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے اب افشین کو بتایا گیا کہ یہ مازیار ہے افشین نے کہا ہاں اب میں نے اسے پہچانا۔ افشین سے سوال ہوا کیا تم نے اس سے خط و کتابت کی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ مازیار سے پوچھا گیا اس نے تم کو خط لکھا تھا اس نے کہا ہاں! افشین کے بھائی خاش نے میرے بھائی تو بہار کو یہ بات لکھی تھی کہ اس ہمارے دین بیضا کو مدد میرے تمہارے اور بابک کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ ہم میں سے بابک تو اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا حالانکہ میں نے کوشش کی تھی کہ وہ موت سے بچ سکے مگر اس کی حماقت نے نہ مانا اور آخر کار اسی وجہ سے مارا گیا۔ اب اگر تم نے مخالفت کا اعلان کر دیا تو یہ ہمارے دشمن ضرور سمجھے تمہارے مقابلہ پر بھیجیں گے۔ میرے ساتھ نہایت جوان مرد اور شہسوار شجاع ہیں اگر میں تمہارے پاس چلا آیا تو اب یہاں یہ صرف تین تو ہیں ہم سے لڑنے کے لیے رہ جائیں گے۔ عرب مغربی اور ترک عربوں کو میں کتے کے برابر سمجھتا ہوں ہڈی کا ٹکڑا ڈال کر ڈنڈے سے سر کچل دوں گا۔ یہ لکھیاں یعنی مغربی ان کی کیا حقیقت ہے۔ یہ ایک لقمہ ہیں۔ اب رہ گئے یہ شیاطین کے بچے ترک تو یہ صرف ایک گھڑی کے مرد ہیں جہاں ان کے تیر ختم ہوئے رسالہ کے ایک ہی حملہ میں ان کا بالکل صفایا سمجھو پھر ہمارے دین کو وہی عروج حاصل ہو جائے گا جو عجم کے عہد میں تھا۔

مازیار کے متعلق افشین کا بیان:

افشین نے کہا اس کا دعویٰ اس کے اپنے بھائی اور میرے بھائی پر ہے۔ اس کی ذمہ داری مجھ پر کیسے عاید ہو سکتی ہے اگر خزر میں نے یہ بھی خط اسے اس غرض سے لکھا ہوتا کہ وہ میری طرف مائل ہو کر مجھ پر اعتماد کرنے لگے تو اس میں بھی کوئی حرج نہ تھا۔ جب کہ میں اپنے زور بازو سے خلیفہ کی مدد کی تو میرے لیے یہ بات بالکل زیبا ہوتی کہ میں اپنے تدبیر اور ہوشیاری سے اب بھی ان کی مدد کروں اس طرح میں اس کی گڈی پکڑ کر اسے ان کی خدمت میں حاضر کر دیتا اور جس طرح عبداللہ بن طاہر نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ کے ہاں اپنی بات بڑھائی ہے میں بھی اپنا رسوخ اور اثر بڑھاتا۔ اب مازیار کو ہٹا دیا گیا۔

افشین کا غیر محتون ہونے کا اعتراف:

جب افشین نے مرزبان النرکشی اور اسحاق بن ابراہیم کو دندان شکن جواب دیئے تو ابن ابی داؤد نے افشین کو ڈانٹا۔ افشین نے اس سے کہا اے ابو عبد اللہ جب تم اپنا چوہا ہاتھ سے اٹھاؤ اپنے شانے پر ڈالتے ہو تو ایک جماعت کو قتل کر دیتے ہو۔ ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا تم مطہر ہو اس نے کہا نہیں۔ ابن ابی داؤد نے پوچھا اب تک تم نے یہ کیوں نہیں کیا حالانکہ اس سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور اسی سے نجاست سے کامل طہارت حاصل ہوتی ہے۔ افشین نے کہا کیا اسلام میں تقیہ جاری نہیں۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ افشین نے کہا تو اس وجہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے اس عضو کو اپنے بدن سے قطع کر دوں گا تو مر جاؤں گا۔ اس نے کہا یوں تو تم نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے خوف سے کبھی لڑائی سے باز نہیں رہتے اور محض ایک زاہد کھال کے ٹو ادینے سے اس قدر خائف ہو افشین نے کہا جنگ ایک ضرورت ہے کہ جب مجھ پر پڑ جاتی ہے مجھے لامحالہ لڑنا پڑتا ہے اور ختنہ ایسی بات ہے کہ اس کی تکلیف میں خود

اپنے ہاتھوں لوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی میری جان نکل جائے گی اور اس بات کا مجھے علم نہیں کہ اگر میں غیر محتون رہوں تو اسلام سے خارج ہو جاؤں گا۔
افشین کی قید خانہ میں واپسی:

ابن ابی داؤد نے بغاء الکبیر ابو موسیٰ التری کی کو آواز دی کہ بغاب اس کا سارا حال تم پر منکشف ہو چکا ہے تم اسے سنبھالو۔ بغا نے ہاتھ بڑھا کر افسین کا کمر بند کھینچ لیا۔ اس نے کہا میں آج سے پہلے سے تمہارے اس سلوک کا متوقع تھا۔ بغا نے اس کی قبا کا دامن پلٹ کر اس کے سر پر ڈالا۔ قبا کے دونوں حصوں کے ملنے کی جگہ سے اس کی گردن تھامی اور پھر باپ الوزیری سے نکال کر اسے اس کے خُسس میں لے آئے۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افسین اور اتر نجد بنت اشناس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔
امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۶ھ کے واقعات

رجاء ابن ابی الضحاک کا قتل:

اس سال علی بن اسحاق بن یحییٰ بن معاذ نے جوصول اور ارنگین کی جانب سے دمشق میں ناظم کو توالی تھا اچانک رجاء ابن ابی الضحاک پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پھر پاگل بن گیا۔ احمد بن ابی داؤد نے اس کی سفارش کی اور وہ جیل سے رہا کر دیا گیا۔ حسن بن رجاء سامرا کے راستے میں اسے حالت جنون میں دیکھا کرتا تھا۔

اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر بن الحسین کا انتقال ہوا محمد کے مکان میں معتم نے اس کی نماز پڑھی۔
افشین کو نئے پھلوں کا تحفہ:

حمون بن اسمعیل نے بیان کیا ہے کہ جب نئے پھل آئے معتم نے فصل کے ان نئے پھلوں کو ایک طباق میں رکھ کر اپنے بیٹے ہارون الوائق سے کہا کہ تم خود ان کو افسین کے پاس لے کر جاؤ اور اسے دو۔ وائق ان پھلوں کو اٹھوا کر لولو لایا۔ جہاں افسین قید تھا۔ افسین نے طباق دیکھا اس میں پلم یا آلو بخارے میں سے کوئی ایک پھل موجود تھا افسین نے وائق سے کہا کہ طباق تو بہت ہی عمدہ ہے مگر اس میں نہ آلو بخارہ ہے اور نہ پلم وائق نے کہا میں اب جا کر وہ بھی بھیج دوں گا۔
افشین کی معتم کے معتمد علیہ سے ملاقات کی خواہش:

اس سال افسین مر گیا افسین نے ان پھلوں میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا اور جب وہ جانے لگا افسین نے اس سے کہا۔ آپ میرا آقا کو اسلام کہیں اور عرض کریں کہ وہ اپنے ایک معتمد علیہ کو میرے پاس بھیج دیں تاکہ جو میں کہوں اسے وہ ان کے گوشگزار کر دے۔ معتم نے حمون بن اسمعیل کو حکم دیا کہ تم اس کے پاس جاؤ۔ یہ حمون بن اسمعیل متوکل کے عہد میں اسی افسین کے خُسس میں سلیمان بن وہب کی نمرانی میں قید ہوا اور قید ہی کے زمانے میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے حمون نے بیان کیا کہ معتم نے مجھے

اس کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ وہ طول طویل گفتگو کرے گا۔ تم زیادہ نہ ٹھہرنا میں اس کے پاس آیا۔ پھلوں کا طبق سامنے رکھا تھا۔ ان میں سے اس نے اب تک کسی کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ کھانا تو درکنار رہا۔ مجھ سے کہا بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا۔ اب اس نے خوشامداندہ طویل تقریر شروع کی۔ میں نے کہا کام کو طول نہ دو۔ امیر المؤمنین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں زیادہ دیر تک یہاں نہ ٹھہروں جو کھانا ہو متعمم یا کہہ دو۔ اس نے کہا امیر المؤمنین سے کہو کہ آپ نے میرے اوپر بڑے احسانات کیے ہیں میری عزت افزائی کی ہے۔

افشین کی معتمد سے رحم کی درخواست:

اور مجھے تمام امراء پر مقدم کیا۔ مگر پھر آپ نے میری شکایت میں جو باتیں آپ نے بیان کی گئیں ان کو بغیر تحقیق کے اور سوچے سمجھے ہوئے کہ بھلا میں کیونکر ان کا ارتکاب کر سکتا تھا باور کر لیا۔ آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے منگچو رو بخت پر اندرون طور پر ابھارا آپ نے اسے باور کر لیا۔ آپ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سپہ سالار کو میں نے اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ منگچو سے جنگ نہ کرے اور کوئی بہانہ کر دے اور یہ کہ اگر ہماری قوم کا کوئی شخص اس کے مقابل آجائے تو وہ اس کے سامنے بغیر لڑنے ہوئے خود پسیا ہو جائے آپ خود جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں آپ لڑ چکے ہیں آپ نے فوجوں کی قیادت اور سیادت کی ہے کیا اسی سپہ سالار کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی فوج سے یہ کہہ دے کہ دشمن کے مقابل آتے ہی تم یہ کرنا اور یہ کرنا اور وہ بات کہی جو کسی سپاہی کو بھی گوارا نہ ہو اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی اس الزام کو آپ کا میرے دشمن کی زبان سے سن کر جس کے سبب سے آپ خود واقف ہیں قبول کرنا زیبا نہ تھا۔

آپ میرے مالک اور آقا ہیں میں آپ کا ادنیٰ غلام اور ساختہ پر داختہ ہوں میری اور آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گوسالہ پالا تھا اسے خوب کھلا کر مونا کیا وہ بڑا ہوا ہے اور اب اس کی حالت بہت عمدہ ہو گئی اس شخص کے دوست بھی تھے جو اس گوسالہ کے گوشت کو کھانا چاہتے تھے انہوں نے اس سے کہا کہ اسے ذبح کر دو مگر اس شخص نے نہ مانا تب ان سب نے آپس میں سازش کر کے ایک دن اس شخص سے کہا کہ آپ اس شیر کو کیوں پال رہے ہیں یہ تو خون خوار درندہ ہے اور درندہ جب بڑا ہو جاتا ہے وہ پھر درندوں میں مل جاتا ہے۔ اس شخص نے کہا یہ کیا کہتے ہو یہ تو گوسالہ ہے درندہ نہیں ہے انہوں نے کہا جناب والا یہ درندہ ہے آپ ہم میں سے جس سے چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور اس سے پہلے ہی انہوں نے آپس میں ساز باز کر لیا تھا جس سے دریافت کیا جائے وہ اس گوسالہ کو درندہ بنائے۔ چنانچہ اس شخص نے اب جس سے پوچھا کہ دیکھو یہ کیسا خوب صورت گوسالہ ہے اس نے کہا آپ یہ کیا کہتے ہیں یہ تو درندہ ہے شیر ہے۔ آخر کار اس شخص نے اسے ذبح کر دیا۔ میں وہی گوسالہ ہوں۔ میں شیر کیونکر ہو سکتا ہوں۔ اس اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں میں آپ ہی کا ساختہ پر داختہ ہوں۔ آپ میرے آقا اور مالک ہیں میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کے قلب کو میرے لیے نرم کر دے۔

اس گفتگو کے بعد میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ وہ پھلوں کا طبق اسی طرح اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اس میں سے کسی پھل کو بھی اس نے ہاتھ نہ لگایا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد کسی نے کہا کہ وہ دم توڑ رہا ہے۔ یا ختم ہو چکا ہے۔ معتمد نے کہا کہ اسے اس کے بیٹے کو دکھا دو۔ اسے قید خانے سے نکال کر اس کے بیٹے کے سامنے رکھا گیا۔ اس نے اس کے داڑھی اور سر کے بال نوج لیے پھر معتمد کے حکم سے اسے ایوان کے مکان میں پہنچا دیا گیا۔ یہی راوی بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے احمد بن ابی داؤد نے اس کو دیوان

عام میں طلب کر کے پوچھا۔

افشین کے غیر مختون ہونے کے اعتراف کی وجہ:

دب امیر المؤمنین کو اطلاع ملی ہے کہ تم اب تک غیر مختون ہو۔ اس نے کہا جی ہاں اس سے ابو احمد بن ابی داؤد کا مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف آئے۔ جرم ثابت کیا جائے اور توہین کی جائے اگر انکار کر کے اپنا ستر کھولے تو اس سے اس کی بے حیائی اور بے شرمی ظاہر ہو اور اگر اپنا ستر نہ کھولے تو یہ ثابت ہو جائے کہ وہ غیر مختون ہے۔ افسشین نے جواب دیا کہ ہاں میں غیر مختون ہوں۔ اس روز دیوان عام میں تمام فوجی سردار اور عام لوگ جمع تھے۔ یہ واقعہ واثق کے اس کے پاس پھیل لے جانے اور میرے اس کے پاس جانے سے پہلے کا ہے۔

میں نے اپنی ملاقات کے وقت اس سے پوچھا کیا واقعی تم اب تک غیر مختون ہو جیسا کہ تم نے سب کے کے سامنے بیان کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے ایسی مشکل میں دیدہ دانستہ ڈالا گیا تھا کہ اس کے اقرار کے سوا چارہ نہ تھا تمام امراء اور عوام الناس جمع تھے ان کے سامنے مجھ سے یہ سوال ہوا۔ مقصد یہ تھا کہ میری فضیحت ہو۔ اگر میں کہتا کہ میں مختون ہوں تو میری بات مانی نہ جاتی۔ اور کہا جاتا کہ ستر کھول کر دکھاؤ۔ اس طرح سب کے سامنے میری فضیحت ہوتی۔ اس سے تو موت بہتر ہے کہ میں ایسے مجمع میں ننگا ہوں۔ البتہ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو میں برہنہ ہو کر دیکھا سکتا ہوں کہ میں مختون ہوں۔ مگر میں نے اس سے کہا کہ چونکہ میں تم کو صادق القول سمجھتا ہوں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ تم ستر کھولو۔

افشین کا انتقال:

اس کی ملاقات سے واپس آ کر حمدون نے اس کا پیام مقصم کو پہنچایا۔ انہوں نے قدر قلیل کے سوا اس کا کھانا بند کر دیا۔ چنانچہ اب روزانہ صرف ایک روٹی اسے دی جاتی تھی۔ اسی حالت میں وہ مر گیا مرنے کے بعد اسے ایٹاخ کے گھر لے گئے وہاں سے اسے باہر لاکر باب العامہ پر لٹکا دیا گیا۔ تاکہ سب لوگ دیکھ لیں۔ اس کے بعد مع سولی کی لکڑی کے باب العامہ پر سے گرا دیا گیا اور اسے جلا کر اس کی راکھ جلد میں بہا دی گئی۔

افشین کے قصر کے مال و متاع کی فہرست تیار کرنے کا حکم:

مقصم نے افسشین کو قید کر دیا انہوں نے ایک شب میں سلیمان بن وہب الکا تب کو اس لیے بھیجا کہ وہ افسشین کے قصر میں جس قدر مال و متاع ہو اسے قلمبند کر لے۔ افسشین کا قصر مطیرہ میں تھا۔ اس کے قصر میں انسان کی شکل کا ایک لکڑی کا بت ملا۔ جس پر کثرت سے زیور اور جواہر لندے ہوئے تھے اس کے کانوں میں دو سفید پتھر جن پر سونا جڑا تھا۔ آویزاں تھے۔ سلیمان کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک نے ان پتھروں کو جواہر سمجھ کر لے لیا۔ چونکہ رات تھی اسے اس کی اصلیت معلوم نہ ہو سکی۔ صبح کو جب اس نے اس پر سے سونے کا پرت اتارا تو اسے سیپ کی نمہ کا ایک پتھر جسے جرون کہتے ہیں ملا۔ یہ سیپ کی قسم بوق کا ایک پتھر تھا۔ اس کے مکان سے بھیا تک شکل کے پیکر اہت دوسری صورتیں اور لکڑی کے وہ کٹھرے جن کو اس نے بھاگنے کے لیے تیار کیا تھا برآمد ہوئے۔ وزیر یہ میں اس کی کچھ سلک تھی وہاں سے بھی ایک دوسرا بت برآمد ہوا۔ اس کی کتابوں میں مجوسیوں کی مذہبی کتاب زراۃ برآمد ہوئی تیر اور کئی کتابیں برآمد ہوئیں جن وہ عبادت کے طریقے اور منتر درج تھے۔ جس سے وہ اپنے دیوتا کو پوجا کرتا تھا۔ شعبان ۲۲۶ھ میں افسشین

کی موت واقع ہوئی۔

اشناس کی سامرا سے حرین تک کی ولایت:

اس سال محمد بن داؤد نے اشناس کے حکم سے حج میں امارت کی اشناس خود اس سال حج کرنے گیا تھا۔ معتم نے اسے ہر اس شہر کا جہان وہ جائے والی مقرر کیا تھا اس وجہ سے سامرا سے حرین تک جتنی بستیوں سے وہ گزرا وہاں نماز میں منبر پر اس کے لیے دعا مانگی گئی۔ کوفہ میں محمد بن عبدالرحمن بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی۔ فید کے منبر پر ہارون بن محمد بن ابی خالد المرزوزی نے اس کے لیے دعا مانگی۔ مدینہ کے منبر پر محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان نے اور مکہ کے منبر پر محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے دعا مانگی۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس تمام علاقہ میں امیر کہہ کر اسے سلام کیا گیا۔ یہ ولایت اس کی سامرا کی واپسی تک تھی۔

۲۲۷ھ کے واقعات

ابو حرب مبرقع کا خروج:

اس سال ابو حرب المبرقع الیمانی نے فلسطین میں خروج کیا اور حکومت سے بغاوت کی حکومت سے اس کی بغاوت کی وجہ سے ہوئی کہ اس کی عدم موجودگی میں ایک سپاہی نے اس کے گھر میں اترنا چاہا۔ مکان میں اس وقت اس کی بیوی یا بہن تھی اس نے سپاہی کو منع کیا۔ سپاہی نے عورت کے کوڑا مارا اس نے اسے ہاتھ پر روکا اور اس طرح کوڑے کا نشان ہاتھ پر پڑ گیا۔ جب ابو حرب مکان آیا۔ عورت روئی اور اس نے اس حرکت کی شکایت کی اور وہ نشان دکھایا۔ ابو حرب اپنی تلوار لے کر اس سپاہی کی طرف چلا۔ اس وقت گھوڑا دوڑا رہا تھا ابو حرب نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور بھاگ گیا۔ نیز شناخت سے بچنے کے لیے اس نے اپنے پیروں پر برقع ڈال لیا یہ بھاگ کر اردن کے ایک پہاڑ میں گھس گیا اگرچہ حکومت نے اس سے اس کی تلاش اور جستجو کی مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ اب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ دن کے وقت وہ اسی پہاڑ پر نقاب ڈالے کسی نمایاں مقام میں بیٹھ جاتا۔ کوئی شخص اسے دیکھ کر اگر اس کے پاس آتا یہ اسے پند و وعظ کرتا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا حکومت کی اپنی رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم کی شکایت کر کے ان کو بغاوت پر ابھارتا۔

ابو حرب مبرقع کی جماعت میں اضافہ:

ایک مدت کی کوشش کے بعد اس نواح کے کچھ کاشنکار اور دیہاتی اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس نے اپنے اموی ہونے کا ادعا کیا تھا اس وجہ سے اس کے پیرو کہتے ہیں کہ یہی وہ سفیانی ہے جب ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی تب اس نے اس نواح کے شرفا اور عمائد کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی۔ یمانی سرداروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی۔ ان میں ایک شخص ابن بہیس تھا۔ اس کا یمنیوں پر بڑا اثر اور اقتدار تھا۔ وہ شخص اور دمشق کے رہنے والے تھے۔ اس کی اطلاع معتم کو ہوئی وہ اپنے مرض الموت میں مبتلا تھے۔

رجاء بن ایوب کی ابو حرب مبرقع پر فوج کشی:

انہوں نے رجاء بن ایوب الحصاری کو تقریباً ایک ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ اس کے پاس پہنچ کر رجاء نے دیکھا کہ ایک خلقت اس کے ساتھ ہے اپنی قلت تعداد کو محسوس کر کے رجاء نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ وہ خود اس پر حملہ کرتا مگر وہ اس کے سامنے فروکش ہو گیا اور مقابلہ کو ٹالتا رہا جب زمینداروں اور کاشتکاروں کے لیے زراعت کی پہلی فصل آئی تو وہ سب کے سب ابو حرب کا ساتھ چھوڑ کر اپنی کاشت کرنے چلے گئے ابو حرب کے پاس اب تقریباً ایک ہزار یا دو ہزار آدمی وہ گئے اب موقع پا کر رجاء نے اس پر یورش کی اور دونوں فوجوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ مڈ بھیر کے بعد رجاء نے مبرقع کی فوج کو غور سے جانچا اور پھر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا۔ مجھے اس کی تمام فوج میں اس کے سوا اور کوئی بہادر نظر نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود ہی اپنی فوج پر اپنی شجاعت کا سکہ بٹھانے کے لیے کچھ مردانگی دکھائے گا۔ لہذا تم لوگ تھوڑی دیر ذرا چپ رہو اور عجلت کر کے اس پر حملہ نہ کرو۔

ابو حرب مبرقع کی گرفتاری:

رجاء کے خیال کے مطابق اب خود حرب نے اس کی فوج پر بڑھ کر حملہ کیا۔ رجاء نے اپنی فوج سے کہا کہ سامنے سے ہٹ گئے وہ ان کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا۔ جب اس نے واپسی میں پھر یورش کی تو رجاء نے پھر اپنی فوج سے کہا کہ اسے نہ روکو راستہ دے دو۔ چنانچہ وہ ان سے گذر کر اپنی فوج میں چلا گیا۔ رجاء نے پھر تاخیر کی اور اپنی فوج سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ دوبارہ تم پر حملہ کرے گا۔ جب سامنے آئے ہٹ جانا۔ اور جب واپس جانے لگے تو راستہ روک لینا اور پکڑ لینا مبرقع نے اس مرتبہ بھی حملہ کیا۔ رجاء کی فوج سامنے سے ہٹ گئی وہ ان سے گزر کر آگے نکل گیا اور واپس حملہ آور ہوا۔ اس مرتبہ رجاء کی فوج نے ہر طرف اسے گھیر کر پکڑ لیا اور گھوڑے سے اتار لیا۔

معتصم کے قاصد کی گرفتاری:

جب رجاء نے مبرقع سے آتے ہی جنگ شروع نہ کی اور وقت ٹالنے کے لیے اس کے مقابلہ فروکش ہوا تو اس وقت معتصم نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے جنگ پر آمادہ کرے مگر رجاء نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اسے اپنے پاس قید کر لیا۔ البتہ جب اسے ابو حرب کے مقابلہ میں کامیابی ہو گئی جس کو ہم بیان کر چکے ہیں تب اس نے معتصم کو فرستادے کو رہائی دی۔

رجاء بن ایوب کی حملہ میں تاخیر کی وضاحت:

رجاء ابو حرب کو لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم نے اسے اس سلوک پر جو اس نے ان کے قاصد کے ساتھ کیا تھا ملامت کی۔ رجاء نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ نے مجھے ایک ہزار فوج کے ساتھ ایک لاکھ کے مقابلہ پر بھیجا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس حالت میں دشمن سے جنگ چھیڑوں ورنہ میں بھی ہلاک ہو جاتا اور میری فوج بھی ہلاک ہوتی۔ اور اس سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ میں نے ارادنا تاخیر کی جب اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہو گئی تب مجھے اس سے لڑنے کا موقع اور محل نظر آیا میں نے اس پر یورش کی اب اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی اور مجھے قوت حاصل تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں اسے اسیر کر کے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔

رجاء اور مبرقع کی جنگ کی دوسری روایت:

اس واقعہ کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حرب نے ۲۳۶ھ میں فلسطین یا رملہ میں خروج کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہی سفیانی ہے پچاس ہزار یعنی اور دوسرے قبائل اس کے ساتھ ہوئے تھے ابن ہبیس اور دو اور دمشقوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ معتم نے رجاء انحصاری کو ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ اس نے دمشق میں ان پر حملہ کیا۔ ابن ہبیس اور اس کے دونوں دوستوں کے پانچ ہزار آدمی جنگ میں کام آئے۔ ابن ہبیس پکڑ لیا۔ اس کے دونوں ساتھی مارے گئے اس کے بعد رجاء نے رملہ میں ابو حرب پر حملہ کیا تقریباً بیس ہزار آدمی قتل کر دیئے اور ابو حرب کو پکڑ کر سامرا لے آیا۔ ابن ہبیس جیل میں قید کر دیا گیا۔

متفرق واقعات:

اس سال جعفر بن مہریش انکروی نے بغاوت کی معتم نے ماہ محرم میں ایٹاخ کو اس کی سرکوبی کے لیے موصل کے پہاڑوں میں بھیجا۔ مگر خود جعفر کے ایک آدمی نے اچانک اسے قتل کر دیا۔ اس سال ماہ ربیع الاول میں بشر بن حارث الحافی نے انتقال کیا ان کا اصل وطن مرو تھا اس سال ۱۸ ربیع الاول جمعرات کے دن دو گھڑی دن چڑھے معتم کا انتقال ہو گیا۔

معتم کی علالت:

کیم محرم کو انہوں نے سینگیوں لی تھیں۔ اسی وقت وہ بیمار پڑ گئے۔ زنا مفن موسیقی کے ماہر نے بیان کیا کہ اسی علالت کے اثناء میں جس میں ان کا انتقال ہوا۔ ایک دن معتم کی طبیعت ذرا سنبھلی انہوں نے حکم دیا کہ زلال تیار کی جائے ہم کل اس میں سنا ہوں گے۔

معتم کی زنا م سے گانے کی فرمائش:

وہ اس میں بیٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہوا ہم دجلہ میں سیر کرتے ہوئے ان کے محلات کے سامنے سے گزرنے لگے مجھ سے فرمایا کہ یہ اشعار باجہ میں ادا کرو:

یا منزلًا لم تبل اطلالہ حاشی لا طلالک ان بھلی

ترجمہ: ”اے فرود گاہ جس کے بلند پائے اب تک پرانے نہیں ہوئے اور خدا کرے کہ کبھی وہ ایسے نہ ہوں۔“

لم ابک اطلالک لکنسی بکیت عیشی منکبک ادولئی

ترجمہ: میں نے تیرے بلند ٹیلوں پر گریہ نہیں کیا ہے بلکہ میں نے اپنے اس عیش پر کیا ہے جس کا لطف میں نے تجھ میں اٹھایا ہے اور چونکہ اب وہ گزر گیا۔

والعیش اولئی ما بکاه الفنبی لاب۔ لللمحزون ان یسلی

ترجمہ: ایک شریف کو حرف عیش گزشتہ ہی پر رونا زیا ہے مگر اس سے کیا محزون کو صبر کے سوا چارہ نہیں۔“

میں ان کو بجاتا رہا۔ انہوں نے ایک رطلیہ صراحی منگوائی اس میں سے ایک بیاز انہوں نے نوش کیا میں اب تک برابر وہی

گت بجاتا رہا۔ اور بار بار اسے ادا کرتا۔ انہوں نے رومال اٹھایا جو سامنے رکھا تھا۔ اب وہ زار و قطار روز سے تھے اور رومال سے

آنسو پونچھتے جاتے تھے اسی حالت میں وہ اپنے مکان پلٹ آئے اور اس صراحی کو پورا نہ پی سکے۔
معتمم کی وفات:

علی بن الجعد کہتا ہے کہ جب معتمم پر عالم احتضار طاری ہوا کہنے لگا اب کوئی حیلہ دفعیہ کا نہیں رہا یہ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔ اس راوی کے علاوہ دوسرے صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت وہ کہہ رہے تھے کہ اس سب خلقت میں سے مجھی کو لے لیا گیا۔ خود معتمم سے یہ بات مروی ہے کہ آخر وقت میں انہوں نے کہا اگر میں جانتا کہ میری عمر اس قدر کم ہے تو کبھی میں یہ اور یہ نہ کرتا۔

مدتِ خلافت:

مرنے کے بعد سامرا میں دفن کیے گئے۔ آٹھ سال آٹھ ماہ دو دن مدتِ خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شعبان ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۱۷۹ھ میں پیدا ہوئے تھے۔
معتمم کا حلیہ و عمر:

پہلے بیان کے مطابق ان کی عمر ۳۶ سال ۸ ماہ اور ۱۸ دن ہوئی۔ دوسرے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۷ سال ۲ ماہ ۱۸ دن ہوئی۔ ان کا رنگ گورامائل بسرخی تھا۔ سرخ داڑھی تھی اور طویل تھی۔ نیچے سے چوکور تھی۔ خوب صورت آنکھیں تھیں خلد میں پیدا ہوئے تھے۔

ایک راوی کہتا ہے کہ وہ ۱۸۰ھ میں آٹھویں مہینے پیدا ہوئے تھے وہ خلفائے عباسیہ میں آٹھویں تھے اور عباس کی آٹھویں پشت میں تھے اڑتالیس سال عمر ہوئی آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں چھوڑیں اور ۸ سال ۸ ماہ خلیفہ رہے۔
 محمد بن عبد الملک الزیات اور مروان بن ابی الجحوب ابن ابی حفصہ نے ان کے مرثیے لکھے۔

معتمم باللہ کی سیرت:

ایک مرتبہ ابن ابی داؤد نے معتمم باللہ کا ذکر شروع کیا پھر دیر تک ان کا ذکر کرتا رہا۔ ان کی بہت تعریف و توصیف کی ان کی وسعت اخلاق، شرافت، عظمت، خوبی مزاج، تواضع اور مروّت کی تعریف کی اور کہا کہ جب ہم عمور یہ میں تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا اے ابو عبد اللہ گدرے کھجوروں کو کیسا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا امیر المؤمنین ہم رومی علاقہ میں ہیں اور نیم پختہ کھجور عراق میں ہیں یہاں کہاں میسر آسکتے ہیں۔ فرمانے لگے۔ ہاں ٹھیک کہتے ہو میں نے مدینۃ السلام آدی بھیجے تھے وہ دو ٹوکریاں کھجوروں کی لائے ہیں۔ اور میں یہ جانتا تھا کہ تم ان کو بہت شوق سے کھاتے ہو۔ ایساخ ان میں سے ایک ٹوکری لا۔ ایساخ ٹوکری لے آیا۔ انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ٹوکری میں سے کھجور نکالے اور مجھ سے کہا تم کو میری زندگی کی قسم ہے تم ان کو میرے ہی ہاتھ سے کھاؤ میں نے کہا میں آپ پر نثار آپ ان کو رکھ دیں میں جب جی چاہے گا کھالوں گا۔ کہنے لگے یہ نہ ہو گا تم کو میرے ہاتھ سے کھانا پڑے گا۔ چنانچہ اب وہ برابر کلائی تک کھولے ہتھیلی پھیلا رہے۔ میں اس سے کھجور لے کر کھاتا رہا۔ اور جب اس میں کوئی کھجور باقی نہ رہا تب انہوں نے ہاتھ اٹھایا۔ جب وہ سفر کرتے میں اکثر ان کے ساتھ سواری میں دوسری طرف سوار ہوتا۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اپنے کسی مولیٰ یا خاص بے تکلف کو اپنا شریک بنا لیں تو مناسب ہو۔ اس طرح کبھی آپ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں اور کبھی مجھ سے۔ اس سے آپ کا دل بھی خوش ہوگا آپ مسرور ہوں گے اور آپ کو زیادہ آرام ملے گا کہنے لگے سیمالد مشقی آج میرے ساتھ

سواری میں شریک ہوگا۔ تمہارے ساتھ کون بیٹھے گا میں نے کہا حسن بن یورش کہنے لگے مناسب ہے۔

میں نے حسن کو بلایا اور وہ میرے ساتھ سواری میں بیٹھ گیا۔ اس روز معتم نجر پر سوار ہوئے اور تنہا ہی بیٹھے۔ اب وہ میرے اونٹ کی چال سے چلنے لگے۔ جب مجھ سے وہ کوئی بات کرنا چاہتے تو اپنا سر میری طرف اٹھاتے اور میں ان سے باتیں کرنا چاہتا تو اپنے سر کو جھکا دیتا۔ اسی طرح ہم ایک ندی پر آئے جس کی گہرائی سے ہم واقف نہ تھے۔ فوج کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا، معتم نے مجھ سے کہا اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ میں آگے جاتا ہوں اور پہلے پانی کا عمق دریافت کرتا ہوں۔ تم میرے پیچھے آنا وہ بڑھ کر ندی میں گھے اور ایسے مقام کو پہنچے جہاں پانی کم ہو کبھی وہ اپنے داہنی جانب مڑتے کبھی بائیں جانب اور کبھی سامنے چلتے۔ میں ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ اسی طرح ہم نے اس ندی کو عبور کیا۔

اہل شاش کے لیے ابن ابی داؤد کی سفارش:

میں نے ان سے اہل شاش کے بیس لاکھ درہم لیے تاکہ اس نہر کو پھر کھدوادوں جو ابتدائے اسلام میں پٹ گئی تھی اور اس کی خرابی سے ان کو تکلیف تھی مجھ سے کہنے لگے۔ اے ابو عبد اللہ تم کو کیا ہو گیا ہے تم اہل شاش اور فرغانہ کے لیے میرا مال لے رہے ہو۔ میں نے کہا امیر المومنین وہ آپ کی رعایا ہیں اور امام کی نظر عطوفت میں دور و قریب کے یکساں ہیں۔

معتم کا غصہ:

ابن ابی داؤد کے علاوہ ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ جب معتم کو غصہ آتا تھا۔ اس وقت ان کو بالکل خیال نہ رہتا تھا کہ انہوں نے قتل کیا یا کیا کام کر گزرے۔

فضل بن مروان کہتا ہے کہ عمارت کی آرائش اور زیبائش سے ان کو دلچسپی نہ تھی۔ وہ استحکام چاہتے تھے کسی کام میں وہ اس قدر بے دریغ روپیہ صرف نہ کرتے تھے جس قدر کہ لڑائی میں خرچ کر ڈالتے تھے۔

معتم کی اسحق بن ابراہیم سے چوگان کھیلنے کی فرمائش:

ابو الحسن اسحق بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین معتم نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا اس وقت وہ ایک کاکڑی ہوئی صدری پہنے تھے۔ سونے کا پنکھ لگائے تھے اور سرخ جوتا پہنے تھے۔ مجھ سے کہا۔ اسحق میں تمہارے ساتھ چوگان کھیلنا چاہتا ہوں مگر میری زندگی کی قسم ہے تم کو بھی ایسا ہی لباس جیسا کہ میں پہنے ہوں پہننا پڑے گا میں نے اس کے پہننے سے معافی مانگی مگر انہوں نے مانا۔ میں نے ان کا لباس پہن لیا۔ ایک گھوڑا جس پر سونے کا زین اور سامان تھا ان کے لیے لایا گیا۔ وہ سوار ہوئے۔ اب ہم دونوں میدان میں کھیلنے آئے۔

معتم اور اسحق بن ابراہیم کا غسل:

تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا میں تم کو کسلمند پاتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ لباس تم کو پسند نہیں۔ میں نے کہا جی ہاں واقعہ تو یہی ہے۔ یہ سن کر وہ اتر پڑے میرا ہاتھ تھا ما اور مجھے ساتھ لیے ہوئے حمام کے حجرے میں آئے مجھ سے کہا اسحق میرے کپڑے اتارو۔ میں نے کپڑے اتارے وہ برہنہ ہو گئے۔ پھر مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کی بجا آوری کی۔ اب ہم دونوں حمام میں داخل ہوئے ہمارے ساتھ کوئی غلام بھی نہ تھا۔ میں نے ان کا بدن ملا۔ اور پھر انہوں نے میرا بدن ملا۔ اگرچہ میں

برابر یہ کہتا رہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر انہوں نے نہ مانا۔ حمام سے نکلے تو میں نے ان کے کپڑے ان کو دیئے اور خود اپنے کپڑے پہن لیے۔ اب پھر انہوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چلے۔ اسی طرح ہم ان کے ایوان میں آئے۔ مجھ سے کہا اسحق دو تیکے اور مصلی لا دو۔ میں نے لا دیئے۔ وہ تیکے رکھ کر لیٹ گئے پھر مجھ سے کہا ایک مصلی اور دو تیکے اور لاؤ۔ میں لے آیا۔ مجھ سے کہا۔ تیکے رکھ کر میرے برابر تم بھی سو جاؤ میں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ایساخ الترکی اور اشناس آئے۔ معصم نے ان سے کہا۔ اس وقت یہاں سے جاؤ۔ میں آواز دوں تو آ جانا۔

معصم کے اپنے امراء کے متعلق تاثرات:

اس کے بعد مجھ سے کہا اسحق میرے دل میں ایک بات ہے میں عرصہ سے اس پر غور و فکر کر رہا ہوں۔ آج میں نے تم کو خواب گاہ میں اسی لیے بلایا ہے کہ تم سے وہ بات کہہ دوں۔ میں نے کہا شوق سے فرمائیے۔ میں آپ کا ادنیٰ غلام زادہ ہوں انہوں نے کہا میں نے اپنے بھائی مامون کی حالت پر غور کیا۔ انہوں نے چار آدمیوں کو خاص طور پر اپنا بایا تھا وہ اپنی وفاداری میں پورے اترے۔ میں نے بھی چار آدمیوں کو اپنا بنایا مگر ان میں سے ایک بھی کارآمد ثابت نہ ہوا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی نے کن آدمیوں کو اپنا بنایا تھا۔ کہنے لگے طاہر بن الحسین جسے تم دیکھ چکے ہو۔ اور جس کے حالات سن چکے ہو۔ عبداللہ بن طاہر وہ ایسا شخص ہے جس کی نظیر نہیں۔ تیسرے تم خود بخدا! سلطان کو تمہارا مثل نہیں مل سکتا۔ اور تمہارے بھائی محمد بن ابراہیم جس کی نظیر نہیں اس کے مقابلہ میں نے انشمن کو اپنا بنایا تم کو اس کا انجام معلوم ہے۔ اشناس وہ نہایت نکما اور بزدل ہے۔ ایساخ وہ کچھ نہیں اور وصیف وہ بھی ناکارہ ہے۔ میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار اگر آپ خفا نہ ہوں تو عرض کروں انہوں نے کہا کہو۔ میں نے کہا امیر المومنین آپ کے بھائی نے اصول کو دیکھا اس سے کام لیا اس کا پھل اچھا ملا۔ آپ نے محض فروع سے کام لیا۔ چونکہ ان کی اصلی اچھی نہ تھی اس لیے وہ بار آور نہ ہو سکے۔ کہنے لگے اسحق اس تمام مدت میں جو تکلیف مجھے اس خیال سے ہوئی ہے وہ بخدا! تمہارے اس جواب سے میرے لیے سہل تھی۔

اسحق بن ابراہیم الموصلی کی معصم کی مغنیہ باندی کی تعریف:

اسحق موصلی نے بیان کیا ہے کہ ایک دن میں امیر المومنین معصم باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک جوان باندی جسے وہ بہت چاہتے تھے ان کے پاس تھی اور گانا گارہی تھی میں جب سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اس سے کہا جو اس سے پہلے گارہی تھی پھر سنا وہ گانے لگی۔ مجھ سے کہا اسحق اس کا گانا پسند آیا؟ میں نے کہا امیر المومنین کیوں نہیں اس کی تائیں اور گنگری نہایت عمدہ ہیں۔ وہ ایک سے دوسری راگنی کی طرف ترقی کرتی ہے اس کی آواز کے ٹکرے مروارید کے ہار سے جو خوبصورت سینے پر پڑا ہوز یا وہ خوب صورت و لفریب ہیں کہنے لگے اسحق تمہاری یہ تعریف اس سے اور اس کے گانے سے کہیں بہتر ہے۔ پھر اپنے بیٹے بارون سے کہا اس کلام کو غور سے سن لو۔

اسحق بن ابراہیم موصلی کا بیان:

اسحق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ میں نے معصم سے ایک بات کے متعلق کچھ کہا تھا انہوں نے مجھ سے کہا اسحق جب انسان پر خواہش غالب ہوتی ہے اس کی عقل معطل ہو جاتی ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین میں چاہتا تھا کہ کاش میری جوانی ہوتی تو

میں آپ کی وہ خدمت کر سکتا جو میں چاہتا ہوں۔ کہنے لگے تم اب بھی اپنی کوشش سے میری خدمت کرتے ہو لہذا تمہاری جوانی اور پیری میں کچھ فرق نہیں۔
معتصم کی والدہ:

ابو حسان نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحاق المعتصم کی ماں مارو نام کرنے کی پیدائش تھی۔

فضل بن مروان نے بیان کیا ہے کہ ان کی ماں ماروہ سعدیہ تھی اس کے باپ نے جس کا نام غالباً بند مخین تھا۔ سواد میں نشوونما پائی تھی۔ ان کے علاوہ ماروہ سے رشید کی اور بھی اولاد تھی ابو اسمعیل اور ام حبیب اور دو اور تھیں جن کے نام معلوم نہیں۔
معتصم کی سخاوت:

ابن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ذریعہ سے صدقے اور خیرات میں ایک کروڑ روپے خرچ کیے۔



خلیفہ ہارون الواثق باللہ

بیعت خلافت:

معتصم کے انتقال کے دن یعنی چار شنبہ ۸/ ربیع الاول ۲۲۷ھ ان کے بیٹے ہارون الواثق بن محمد المعتصم کی بیعت خلافت ہوئی۔ ابو جعفران کی کنیت تھی۔ ان کی ماں ایک رومی ام ولد قراطیس نام تھی۔

اس سال توفیل بادشاہ روم مر گیا۔ بارہ سال اس نے حکومت کی تھی۔ اس کے بعد چونکہ اس کا لڑکا میخائیل بالکل بچہ تھا۔ اس کی بیوی تدورہ روم کی ملکہ بنی۔

امیر حج جعفر بن المعتصم:

اس سال جعفر بن المعتصم کی امارت میں حج ہوا واثق کی ماں بھی حج کے لیے اس کے ہمراہ تھی مگر ۴/ ذی قعدہ کو حیرہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اور وہ کوفہ میں داؤد بن عیسیٰ کے محل میں دفن کر دی گئی۔

۲۲۸ھ کے واقعات

متفرق واقعات:

اس سال کے رمضان میں واثق نے اشناس کی یہ عزت افزائی کی کہ اسے سامنے بٹھا کر دو ہار جو اہر کے پہنائے اس سال ابو الحسن المدائنی کا اسحاق بن ابراہیم الموصلی کے گھر میں انتقال ہوا نیز اس سال مشہور شاعر حبیب بن اوس ابو تمام الطائفی کا انتقال ہوا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حج کیا۔ اس سال مکہ کے راستے میں اشیائے خوراک کا نرخ بہت گراں ہو گیا ایک رطل رومی ایک درہم میں اور پانی کی ایک مشکل چالیس درہم میں ملنے لگی۔ عرفات میں پہلے نہایت شدید گرمی ہوئی جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی اسی گھڑی پھر شدید بارش اور ڈالہ باری سے حاجیوں کو سخت مصیبت اٹھانا پڑی قربانی کے دن منیٰ میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ اس کی نظیر نہیں۔ جمرہ عقبہ میں پہاڑ کے ایک ٹکڑے کے گر جانے سے کئی حاجی ہلاک ہو گئے۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۹ھ کے واقعات

واثق کا اہلکاروں پر عتاب:

اس سال واثق نے اپنے اہلکاروں کو قید کر دیا اور ان کے ذمے بہت سارے پوچھ پتے عائد کیا انہوں نے احمد بن اسرائیل کو اسحاق بن یحییٰ بن معاذ فوج خاصہ کے سردار کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسے روزانہ دس کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ تقریباً ایک ہزار کوڑے

مارے گئے تو اس نے اسی ہزار دینار ادا کیے۔ سلیمان بن وہب ایٹاخ کے میرنشی سے چار لاکھ دینار وصول کیے گئے۔ حسن بن وہب سے چودہ ہزار دینار احمد بن الخصب اور اس کے ماتحت اہلکاروں سے دس لاکھ دینار ابراہیم بن رباح اور اس کے تحت منشیوں سے ایک لاکھ دینار نجاح سے ساٹھ ہزار دینار اور ابو الودیر سے سمجھوتہ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار وصول کیے گئے عاملوں سے ان کی خدمت کے نذرانے میں جو وصول کیا گیا وہ ان رقموں سے علاوہ تھا۔

ابن ابی داؤد و نظماء فوجداری کے خلاف مقدمہ:

محمد بن عبد الملک نے ابن ابی داؤد اور دوسرے تمام نظماء فوجداری سے عداوت ٹھان لی۔ ان کی تحقیقات ہوئی اور وہ قید کیے گئے۔ اسحاق بن ابراہیم کو ان کے حالات کی تحقیقات کے لیے عدالت عام میں اجلاس کا حکم ہوا۔ اس نے ان کی تحقیقات کی ان کو سب کے سامنے ملزم کی حیثیت سے کھڑا کیا۔ اس طرح ان کو ہر طرح کی تکلیف اور ذلت اٹھانا پڑی۔

عز و بن عبد العزیز الانصاری کا بیان:

عز و بن عبد العزیز الانصاری نے بیان کیا کہ اس سال ہم ایک شب میں واثق کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے خود سے کہا آج مجھے نبیذ کی خواہش نہیں ہے مگر آؤ آج ہم باتیں کریں وہ ایوان ہارونی کے بیچ کے دالان میں اس پہلی بنی ہوئی عمارت میں جسے ابراہیم بن رباح نے بنوایا تھا بیٹھ گئے اس دالان کی ایک شق میں ایک سر بفلک سفید گنبد تھا۔ جو سوائے ایک گز کے جس میں نظر گھوم سکتی تھی بالکل انڈا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے وسط میں منقش سا گوان جس پر لاجوردی اور سنہرا کام تھا لگا ہوا تھا۔ اسے قبہ منطقہ کہتے تھے اسی مناسبت سے اس دالان کو قبہ منطقہ والادالان کہتے تھے۔

برامکہ کے زوال کے متعلق واثق کا استفسار:

ہم تمام رات بیٹھے باتیں کرتے رہے واثق نے کہا تم میں سے کون اس سبب سے واقف ہے جس کی وجہ سے میرے دادا نے برامکہ کا خاتمہ کیا۔ میں نے کہا میں اس کا پورا قصہ بیان کرتا ہوں۔ رشید کو معلوم ہوا کہ فرعون درزی کی ایک بہت عمدہ کاری ہے رشید نے اسے بلا بھیجا اور اسے بغور دیکھا اس کا حسن و جمال عقل و تمیز ان کو پسند آئی انہوں نے فرعون سے اس کی قیمت دریافت کی اس نے کہا امیر المومنین میں نے جو قیمت اس کی شخص کی ہے اسے سب جانتے ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ ایک لاکھ دینار سے ایک پیسہ کم نہ لوں گا ورنہ میرے تمام مملوک اور یہ آزاد ہے۔ اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا۔ اس کے لیے میں نے اسے قسم کھائی ہے کہ اس سے مجال مفر نہیں۔ اور اس پر میں نے صادق القول اور نیک کرداروں کو شاہد کیا ہے۔ تاکہ میں کسی طرح اس عہد کی خلاف ورزی نہ کر سکوں۔ لہذا اب میرے پاس کوئی حیلہ اس قسم کی خلاف ورزی کرنے کا نہیں ہے۔ یہ اس کی قیمت ہے ہارون نے کہا اچھا ہم نے ایک لاکھ دینار میں اسے خرید لیا۔

یحییٰ کو جاریہ کی قیمت ادا کرنے کا حکم:

اس کے بعد انہوں نے یحییٰ بن خالد کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ ایک لاکھ دینار بھیج دو۔ یحییٰ نے سن کر کہا یہ برائی کی ابتداء ہے اگر وہ صرف ایک جاریہ کی قیمت ادا کرنے کے لیے ایک لاکھ درہم طلب کرتے ہیں تو آئندہ اسی طرح اور مانگتے رہیں گے اس خیال سے اس نے رشید کو اطلاع دی کہ اس قدر ممکن نہیں۔ رشید اس پر برہم ہو گئے اور کہنے لگے کیا میرے خزانے میں ایک

لاکھ دینار بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے دوبارہ بیچی سے اس رقم کا مطالبہ کیا اور کہا جس طرح ممکن ہو بیچ دی جائے۔ بیچی نے اپنے ماتحت اہلکاروں سے کہا اس رقم کو درہموں کی شکل میں ان کے پاس لے جاؤ تاکہ اسے دیکھ کر ان کو معلوم ہو کہ ایک لاکھ دینار کیا ہوتے ہیں۔ اور شاید وہ اتنی بڑی رقم دیکھ کر اس جاریہ کو پلٹا دیں اور نہ خریدیں۔ چنانچہ اب اس ایک لاکھ دینار کے درہم ان کو بھیجے۔ اور کہا کہ یہ لاکھ دینار کی قیمت ہے۔ اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ اس روپے کو اس دکان میں رکھا جائے جہاں سے وہ نماز ظہر کے لیے وضو کرنے نکلیں گے تاکہ خود دیکھ لیں۔

بیت المال العروس تعمیر کرنے کا حکم:

رشید ظہر کے وقت برآمد ہوئے تو ان کو تھیلیوں کے پہاڑ نظر آئے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس جاریہ کی قیمت ہے۔ چونکہ دینار موجود نہ تھے اس لیے ان کی قیمت کے درہم حاضر ہیں۔ رشید کو وہ رقم بہت کثیر معلوم ہوئی۔ انہوں نے اپنے ایک خادم کو آواز دی اور کہا کہ اس کو لے کر میرے لیے ایک خاص توشہ خانہ بنا دو تاکہ جس قدر رقم میں چاہوں وہاں رکھ سکوں اور اس کا نام انہوں نے بیت مال العروس رکھا اور حکم دیا کہ وہ جاریہ عون کو واپس کر دی جائے۔

ہارون الرشید کا ابو العود کو انعام دینے کا حکم:

اب انہوں نے روپیہ کی تفتیش شروع کی معلوم ہوا کہ تمام سرکاری روپیہ کو برا مکہ برباد کر چکے ہیں انہوں نے برا مکہ کی جانب سے بے رخی شروع کی اور ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ برا مکہ کے علاوہ اپنے دوسرے مصاحبین اور ابا کو اپنے پاس بلا کر ان سے باتیں کرتے اور انہیں کے ہمراہ رات کا کھانا کھاتے ان لوگوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ادیب مشہور تھا اور اپنی کنیت ابو العود سے معروف تھا۔ دوسرے درباریوں کے ساتھ ایک رات وہ بھی حاضر ہوا اس کی گفتگو رشید کو بہت پسند آئی انہوں نے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دیا کہ تم صبح کو بیچی بن خالد کے پاس جا کوئی ہماری طرف سے کہنا کہ ابو العود کو تیس ہزار درہم دے دے دینے جائیں خدمت گار نے بیچی سے کہہ دیا اس نے ابو العود سے کہا کہ میں تم کو دوں گا مگر آج کچھ نہیں ہے۔ روپیہ آ جائے تو ان شاء اللہ تم کو دوں گا۔

ابو العود کی بیچی سے مخاصمت:

اس کے بعد بیچی اس سے وعدے کر کے ٹالٹار ہا اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ اب ابو العود کے دل میں برا مکہ کی عداوت پیدا ہوئی اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں لگ گیا کہ جب وہ رشید کو ان کے خلاف برہم کرے اس سے پہلے ہی لوگوں میں اس بات کی شہرت ہو چکی تھی کہ رشید برا مکہ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ ابو العود ایک رات ان کی خدمت میں حاضر ہوا باتیں ہونے لگیں سلسلہ کام کو وہ اپنی چال سے عمرو بن ابی ربیعہ کے ان اشعار پر لے آیا جو اس نے ان کو سنا دیئے:

وعدت ہند وما کانت تعد لیت ہندا انجزتنا ما تعد

واستبدت مرة واحدة انما العاجز من لا

”ہند نے وعدہ کر لیا حالانکہ وہ کسی سے وعدہ نہیں کرتی۔ کاش! وہ اس وعدہ کو ہمارے لیے ایفا کرے۔ اور صرف ایک مرتبہ اس نے اپنی رائے پر اصرار کیا اور جو شخص اپنی رائے پر عمل نہیں کر سکتا عاجز ہوا کرتا ہے۔“

رشید نے کہا ہاں نکما ہی اپنی رائے پر عمل نہیں کر سکتا۔ جلسہ برخواست ہو گیا۔

ابوالعود کو رقم کی ادائیگی:

یحییٰ نے رشید کے خدمت گاروں میں سے ایک خدمت گار کو دربار کی خبریں پہنچانے کے لیے متعین کیا تھا، صبح کو یحییٰ رشید کے پاس گیا۔ رشید نے کہا کل شب حاضرین میں سے ایک صاحب نے مجھے بعض شعر سنائے میرا ارادہ تھا کہ اسی وقت تم کو بلا بھیجوں مگر پھر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تم کو دق کروں۔ اب وہ شعر سنو یحییٰ نے کہا کیا خوب کہا ہے مگر وہ اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ان اشعار کیا مراد ہے۔ گھر آ کر اس نے اپنے مخبر خدمت گار کو بلا لیا اور پوچھا کہ یہ شعر کس نے پڑھے تھے اس نے کہا ابوالعود نے یحییٰ نے اسے بلایا اور کہا کہ آپ کے روپے کی ادائیگی میں بے شک ہم نے دیر کی مگر اب روپیہ آ گیا ہے پھر اپنے ایک خادم سے کہا کہ ان کو تیس ہزار درہم تو امیر المومنین کے خزانے سے دو اور تیس ہزار میری طرف سے اس تاخیر کے معاوضہ میں دو جوان کی رقم ادائیگی میں ہم نے کی ہے فضل اور جعفر سے جا کر کہو کہ یہ شخص احسان کا مستحق ہے امیر المومنین نے ان کو روپیہ دلویا تھا میں نے دینے میں تاخیر کی اب روپیہ آ گیا ہے تو میں نے نہ صرف امیر المومنین کا عطیہ بے باق کیا بلکہ اپنے پاس سے بھی صلہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی ان کو صلہ دے انہوں نے پوچھا یحییٰ نے کیا دیا ہے؟ اس نے وہ رقم بتائی جو یحییٰ نے دی تھی۔ ان دونوں نے بھی بیس بیس ہزار درہم دے دیئے یہ اس سب روپیہ کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

رشید نے ان کی گرفت میں پوری کوشش کی اور ایک دم سب کو گرفتار کر لیا ان کا اقتدار اور اقبال تمام ختم ہو گیا۔ رشید نے جعفر کو

قتل کر دیا اور جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

کاتبوں کے خلاف کارروائی:

قصہ سن کر واثق کہنے لگے میرے دادا سچے ہیں۔ بے شک جو شخص اپنی رائے پر عمل نہ کر سکتا ہو وہ عاجز ہے اس کے بعد وہ خیانت کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خائن اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ عزون کہتا ہے کہ اسی وقت میرے دل میں یہ بات ہم گئی تھی کہ یہ بہت جلد اپنے کاتبوں کے خلاف سخت کارروائی کریں گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ انہوں نے ان سب کو پھیلے۔ ابراہیم بن رباح، سلیمان بن وہب، ابوالوزیر، احمد بن النخعیب اور ان کی ساری جماعت گرفتار کر لی گئی۔

سلیمان بن وہب سے مطالبہ کی وصولی:

واثق نے ایٹاخ کے کاتب سلیمان بن وہب کو گرفتار کر کے اس پر دو لاکھ درہم یا دینار کا مطالبہ عائد کیا۔ اسے قید کر دیا گیا اور ملاحوں کا کرتا پہنا دیا گیا۔ اس نے ایک لاکھ درہم تو اسی وقت دے دئے اور باقی کے لیے بیس ماہ کی مہلت مانگی۔ واثق نے اس کی یہ بات مان لی اسے رہا کر کے پھر ایٹاخ کی معتمدی پر بحال کر دیا اور حسب دستور سیاہ لباس پہننے کی اجازت دی۔

امارت یمن پر شار بامیاں کا تقرر:

اس سال ایٹاخ کی طرف سے شار بامیاں یمن کا والی ہو کر ربیع الاخر میں یمن کو روانہ ہوا۔

امیر حج محمد بن داؤد:

اس سال محمد بن صالح بن العباس مدینہ کا والی ہوا۔ اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۳۰ھ کے واقعات

اس سال واثق نے بغاء الکبیر کو ان بدیوں کی سرزنش کے لیے جنہوں نے حوالی مدینہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا مدینہ بھیجا۔
بنی سلیم کے اطراف مدینہ میں شورش:

بنی سلیم نے مدینہ کے اطراف میں عرصہ سے ایک اودھم مچا رکھا تھا اور لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا حجاز کے جس ہاٹ میں ان کا گزر ہوتا وہ جس طرح چاہتے اجناس کو لے لیتے۔ رفتہ رفتہ ان کی جرات اتنی بڑھی کہ انہوں نے جمادی الآخر ۲۳۰ھ میں مقام جار میں بنی کنانہ اور باہلہ کی ایک جماعت پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا اور ان سے بعض کو قتل بھی کر دیا۔ ان کا سرغنہ غریزہ بن قطاب المسلمی تھا۔ محمد بن صالح بن العباس البہاشمی اس وقت کے عامل مدینہ نے نحداد بن جریر الطبری کو جسے واثق نے دو سو چندارمہ کے ساتھ مدینہ کی بدیوں کی دستبرد سے چوکیداری کے لیے مدینہ بھیجا تھا۔ ان کی سرزنش کے لیے بھیجا۔

حماد بن جریر کا بنی سلیم پر حملہ:

حماد باقاعدہ سپاہ اہل مدینہ کے قریش، انصار ان کے سوا لیوں اور دوسرے رضا کاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لیے چلا۔ ان کے طلایع اسے ملے۔ اگرچہ بنی سلیم لڑائی سے کترار ہے تھے، مگر حماد بن جریر نے ان سے لڑنے کے لیے اپنی فوج کو حکم دے دیا اور مقام رویہ پر جو مدینہ سے تین منزل فاصلہ پر ہے، ان پر حملہ آور ہوا بنی سلیم اور ان کی کمک کی جو انہیں صحرا سے ملی تھی، کل تعداد چھ سو پچاس تھی۔ ان میں زیادہ تعداد جو لڑنے آئی تھی، وہ بنی سلیم کے قبیلہ بنی عوف کے لوگ تھے۔ اشہب بن دیکل بن یحییٰ بن حمیر العونی اس کا چچا سلمہ بن یحییٰ اور بنی لبید کا غریزہ بن القطاب اللبیدی ان کے ساتھ اور ان کے قائد تھے۔ ان میں کل ایک سو پچاس سوار تھے۔ حماد اور اس کی جماعت نے ان سے جنگ شروع کی۔ اثناء جنگ میں بنی سلیم کے صل وطن سے جس کا نام اعلیٰ الرویہ تھا اور جو مقام جنگ سے چار میل تھا پانچ سو کی اور کمک ان کو پہنچ گئی۔ اب وہ نہایت بے جگری سے لڑے۔

حماد بن جریر کا قتل:

مدینہ کے حبشی تمام لوگوں کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ گئے۔ مگر حماد اس کی جمعیت والے قریش اور انصار پر بدستور مقابلہ پر جمے رہے۔ اور انہوں نے آتش جنگ کا پورا مزا چکھا۔ حماد اور اس کی جمعیت قتل ہو گئی۔ قریش اور انصار نے جو لوگ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے ان کی ایک معقول تعداد تھی۔ بنو سلیم نے تمام مویشی اسلحہ اور کپڑوں پر قبضہ کر لیا اس جنگ سے ان کی شوکت بہت بڑھ گئی۔ انہوں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کے تمام قریوں اور پانی کے چشموں کو لوٹ لیا۔ کوئی شخص اس راہ سے گزر نہیں سکتا تھا۔ انہوں نے آس پاس کے دوسرے قبائل عرب پر بھی شیون مارے۔

بغاء الکبیر کی بنی سلیم پر فوج کشی:

واثق نے بغاء الکبیر ابو موسیٰ التری کو زورہ پوش فوج ترکوں اور مغربیوں کے ساتھ ان کی سرزنش کے لیے حجاز بھیجا وہ شعبان ۲۳۰ھ میں وہاں آ گیا۔ ابھی شعبان کے کچھ دن باقی تھے، کہ وہ حرہ بنی سلیم کی طرف چلا اس کے مقدمتہ الحیش پر طرد و التری کی سردار تھا۔ اس نے ان کو حرہ کے ایک چشمہ پر آ لیا۔ اور اس کے ایک پہلو میں سوار قید سے ادھر جو ان کا وہ قصبہ تھا، جہاں وہ دشمن سے بھاگ

کر پناہ گزین ہوتے تھے اور یہ بہت سے قلعے تھے، جنگ ہوئی جو جماعتیں ان کے مقابل ہوئیں ان میں سے بیشتر حصہ بنی عوف کا تھا۔ ان میں غریزہ بن القطاب اور اشہب بھی تھے جو دونوں سپہ سالاری کر رہے تھے۔

بنی عوف کی شکست و فرار:

بغائے ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے اور اتنے ہی قید کر لیے۔ بقیہ نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ اس واقعہ سے بنو سلیم زد میں آگے لڑائی کے بعد بغائے ان کو امیر المؤمنین واثق کی خدمت میں منظوری کی شرط پر امان کی دعوت دی اور خود وہ سوار قیہ میں قیام پذیر ہو گیا۔

بنو سلیم کی اطاعت:

بنو سلیم اس کے پاس آنے لگے اور جمع ہوئے۔ اس نے ان کو دس دو پانچ اور ایک کر کے جمع کیا ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ وہاں جمع ہوئے اس نے ان کو گرفتار کر لیا۔ البتہ بنی سلیم کے بد معاش اکثر بھاگ گئے اور بہت کم اس کے ہاتھ آئے ان میں اپنی ثابت قدمی کی وجہ سے زیادہ تر بنی عوف تھے۔ آخری آدمی جو پکڑا گیا وہ بنی سلیم کے خاندان بنی حیش کا ایک شخص تھا۔ اس طرح جس جس کے شریر اور مفسد ہونے کی اسے اطلاع ملی تھی اس نے ان سب کو پکڑ لیا۔ ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب شک پہنچی۔ ان کے علاوہ اس نے دوسروں کو رہا کر دیا۔

بغاء الکلبیر کی مدینہ میں آمد:

اب بغا سوار قیہ سے بنی سلیم کے قیدی اور دوسرے امان گیروں کو لے کر ذی القعدہ ۲۳۰ھ میں مدینہ آیا۔ یہاں اس نے ان سب کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا۔ اور ذی الحجہ میں حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوا۔ حج کے بعد ذات عرق آیا۔ اس نے بنی ہلال کو بھی بنی سلیم کی طرح امان کی دعوت بھیجی وہ اس کے پاس آئے اس نے ان کے تقریباً تین سو بد معاش سرکشوں کو گرفتار کر کے باقی چھوڑ دیئے۔ پھر وہ ذات عرق سے جوستان سے ایک منزل اور مکہ سے دو منزل بے چلا آیا۔

عبداللہ بن طاہر کا انتقال:

اس سال دو شنبہ کے دن ۱۱/ربیع الاول کو نسیا پور میں ابو العباس عبداللہ بن طاہر کا شناس کی موت سے صرف نو دن بعد انتقال ہوا مرنے کے وقت وہ جنگ، شرط، علاقہ سواد، خراسان اس کے توابع، رے، طبرستان اور اس کا ملحقہ علاقہ اور کرمان کا والی تھا۔ اس تمام علاقہ کا خراج چار کروڑ اسی لاکھ تھا۔ اس کے بعد واثق نے ان تمام ذرمتوں پر اس کے بیٹے طاہر کو سرفراز کر دیا۔

امیر حج اسحاق بن ابراہیم:

اس سال اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے حج کیا اور اس کا انتظام اسی کے تفویض تھا مگر حج محمد بن داؤد کی امارت میں ادا ہوا۔

۲۳۱ھ کے واقعات

اس سال محرم میں مسلمانوں اور رومیوں میں زرفدیہ کی ادائیگی کے بعد قیدیوں کا تبادلہ خاقان خادم کے ہاتھ سرانجام پایا مسلمانوں کی تعداد ۶۲۰۳۳ ہو گئی تھیں اس سال وہ تمام بنی سلیم جن کو بغائے نے قید کیا تھا مارے گئے۔

بنو ہلال کی گرفتاری:

جب ذات عرق میں بنو ہلال بغا کے پاس آئے اور اس نے ان میں سے اتنے لوگوں کو جو ہم بیان کر چکے ہیں پکڑ لیا تو وہ محرم کے عمرہ کو ادا کرنے روانہ ہوا۔ اور پھر مدینہ پلٹ آیا۔ اور یہاں اس نے ان بنو ہلال کو بھی جن کو اس نے پکڑ لیا تھا مدینہ آ کر بنی سلیم ہی کے ساتھ یزید بن معاویہ کے محل میں قید کر دیا۔ اور سب کو بیڑیاں ڈلوادیں۔ بنو سلیم اس سے چند ماہ پہلے پکڑے جا چکے تھے۔ بنو سلیم اور بنو ہلال کی فرار ہونے کی کوشش:

اس کے بعد ابوغامرہ کی طرف چلا اس وقت مدینہ میں تقریباً تیرہ سو آدمی بنی سلیم اور بنو ہلال کے قید تھے انہوں نے بھاگنے کے لیے اس محل میں نقب لگائی اہل مدینہ کی ایک عورت نے اس کو دیکھ لیا اور سب کو آواز دی۔ تمام اہل مدینہ وہاں آگئے دیکھا کہ قیدیوں نے پہرہ داروں پر حملہ کر کے ایک یا دو کو قتل بھی کر دیا ہے۔ اور کچھ یا ایک بڑی تعداد نے جیل سے نکل کر اپنے پہرہ داروں کے ہتھیار سنبھال لیے ہیں۔

بنو سلیم و بنو ہلال کے قیدیوں کا قتل:

اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے تمام مدینہ والے جن میں شرفا اور غلام سب تھے ان کے مقام میں آمادہ ہو گئے عبداللہ بن داؤد الہاشمی اور اس وقت مدینہ کا عامل تھا مدینہ والوں نے ان کو قید سے نکل بھاگنے سے روک دیا اور ساری رات صبح تک اس محل کا محاصرہ کیے رہے۔ ان قیدیوں نے جمعہ کی رات میں یہ اقدام کیا تھا۔ اور یہ اس لیے کہ غریزہ بن القطاب نے ان سے کہا تھا کہ میں سنبھالنے کے لیے محسوس مانتا ہوں اہل مدینہ برابر ان سے چمٹ کر لڑتے رہے بنو سلیم نے بھی مقابلہ کیا مگر مدینہ والوں کو ان غلبہ حاصل ہوا اور اب انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ غریزہ یہ رجز پڑھ رہا تھا:

انسی انا غریزة بن القطاب

لابد من زخم و ان صاق الباب

مذا و رسی عمل للبواب

للموت خیر للفتی من العاب

ترجمہ: ”اگرچہ دروازہ تنگ ہو مگر اس میں گھسنا ضرور ہے۔ میں غریزہ بن القطاب ہوں نامردی سے جو ان مرد کے لیے موت بہتر ہے۔ بخدا! میں پہرہ داروں کے ساتھ یہی کرتا ہوں۔“

بیڑی جسے اس نے توڑ لیا تھا میں تھی وہی اس نے ایک شخص کو پھینک ماری جس سے وہ بہوش ہو کر گر پڑا۔ جس قدر قیدی اس گھر میں تھے وہ بلا استثنا سب ہی قتل کر دیئے گئے۔ مدینہ کے حبشیوں نے اس موقع سے بہت فائدہ اٹھایا کہ جو بدوی سامان معیشت خریدنے مدینہ آئے تھے ان میں سے جسے انہوں نے شہر کی گلی کوچوں میں پایا قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک اعرابی جو قبر بنی سے نکل رہا تھا اسے بھی ان حبشیوں نے قتل کر دیا یہ بنی ابو بکر بن کلاب کے خاندان میں عبدالعزیز بن زرارہ کی اولاد میں تھا۔ بغا وہاں موجود نہ تھا جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ سب کے سب قتل ہوئے پڑے ہیں۔ یہ بات اسے بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور اسے قتل عام کا نہایت ہی سخت رنج ہوا۔

قیدیوں کے رجز یہ اشعار:

بیان کیا گیا ہے کہ محافظ نے رشوت لے کر ان سے دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اس کی معیار سے پہلے ہی یہ لوگ نکل

پڑے۔ وہ لڑتے جاتے تھے اور رجز میں یہ شعر پڑھ رہے تھے:

الموت خیر للفتی من العار
قد اخذ البواب الف دینار

ترجمہ: ”جو امر دے کے لیے موت ذلت سے بہتر ہے۔ محافظ جیل نے ایک ہزار دینار لیے ہیں۔“

جب بغا نے ان کو پکڑا تھا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے:

یا بغیة الخیر و سیف المنبہ
و جانب الجور البعید الممشبہ

ترجمہ: ”اے امید گاہ خیر اور چونکا دینے والی تلوار اور ایسے افعال سے علیحدہ رہنے والے جس میں دور دراز کا بھی ظلم کا شبہ ہوتا ہے۔“

من کسان مناجات افلست بہ
افعل ہذاک اللہ ما امرت بہ

ترجمہ: ہم میں جو مجرم ہو میں اس کے ساتھ نہیں ہوں۔ اللہ تم کو ہدایت دے جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کی بجا آوری کرو۔“

بغا نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم کو قتل کر دوں۔

غریزہ بن القطاب کا قتل:

غریزہ بن القطاب بنی سلیم کا سرکردہ اپنے ساتھیوں کے قتل کے بعد ایک کنوئیں میں جا چھپا تھا ایک مدنی نے وہاں پہنچ کر اسے

قتل کر دیا۔

موذن کی قبل از وقت اذان:

جس رات مدینہ والے بنی سلیم کی نگہبانی کے لیے بیدار رہے تھے ان کے موذن نے رات ہی میں صبح کی اذان کہہ دی تاکہ

طلوع فجر سے بنی سلیم ڈر جائیں اس پر اعرابی ہنسنے لگے اور کہنے لگے۔ اے ستوپینے والو! تم ہمیں رات کے متعلق وقت بتاتے ہو، مگر

رات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

بنی فزارہ اور بنی مرہ پر بغاء الکبیر کی فوج کشی:

چونکہ بغا بنی فزارہ اور بنی مرہ کی ان جماعتوں سے لڑنے جنہوں نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا گیا ہوا تھا اس لیے وہ یہاں

ان لوگوں کی نگرانی کے لیے موجود نہ تھا۔ فدک کے غاصبین کے سامنے پہنچ کر اس نے بنی فزارہ کے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا تاکہ

اس کی طرف سے وہ امان پیش کر دے اور اس کے نتیجے سے آ کر اطلاع دے اس فزاری نے ان کے پاس آ کر انھیں بغا کی سطوت

سے ڈرایا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ ان میں سے اکثر تو فدک کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور صحرا

میں چلے گئے۔ چند رہ گئے ان کا قصد تھا کہ خیبر جنفا اور اس کے اطراف میں بھاگ کر چھپ جائیں ان میں سے بعض کو اس نے گرفتار

کر لیا بعض کو امان دی اور بقیہ اپنے سردار کا ض کی قیادت میں یہاں سے بھاگ کر بلقا چلے گئے۔ جو دمشق کے علاقہ میں ہے۔ بغا

موضع جنفا میں جو شام اور حجاز کی سرحد پر واقع ہے تقریباً چالیس راتیں مقیم رہا اور پھر ان بنی مرہ اور فزارہ کو لے جو اس کے ہاتھ آ گئے

تھے مدینہ پلٹا۔

بنی کلاب کی گرفتاری:

اس سال بنی غطفان فزارہ اور اشجع کے خاندانوں کی ایک جماعت بغا کے پاس آئی اس نے ان کے پاس اور بنی ثعلبہ کے

پاس اپنے آدمی بھیجے تھے ان کے آنے کے بعد بغا نے محمد بن یوسف الجعفری کو حکم دیا کہ وہ ان سے سخت حلف دے کر اس بات کا عہد لے کر جب وہ ان کو طلب کرے گا وہ آنے سے انکار نہ کریں گے۔ انہوں نے قسمیں کھا کر یہ عہد کر لیا اس کے بعد بغا بنی کلاب کی تلاش میں خیر سیہ روانہ ہوا اس نے اپنے پیامبران کے پاس بھیجے۔ ان کے تقریباً تین ہزار آدمی اس کے پاس آ گئے۔ ان میں سے اس نے تیرہ سو بغاروں کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دیا وہ ان کو لے کر رمضان ۲۳۱ھ میں مدینہ آیا اور یہاں آ کر اس نے ان کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بغا مکہ روانہ ہوا اور وہاں حج کے زمانے تک قیام پذیر رہا۔ بغا کی غیر موجودگی کے زمانے میں بنی کلاب جیل میں پڑے رہے اور اس مدت میں کسی قسم کی معاش ان کو نہیں دی گئی مدینہ واپس آ کر اس نے ثعلبہ اشجعی اور فزارہ کے ان لوگوں کو جنہوں نے قسمیں کھا کر اطاعت کا عہد کیا تھا، طلب کیا، مگر وہ نہ آئے اور متفرق علاقوں میں منتشر ہو گئے۔ بغا نے ان کی گرفتاری کے لیے مہم بھیجی۔ مگر ان میں سے کچھ زیادہ ہاتھ نہ لگے۔

احمد بن نصر کی بغاوت:

اس سال بغداد میں عمرو بن العطا کے محلہ میں ایک جماعت نے حکومت کے خلاف حرکت کی اور انہوں نے احمد بن نصر الخزاعی کے لیے بیعت کی۔

احمد بن نصر مالک بن الہیثم الخزاعی کا جو بنی عباس کا ایک نقیب تھا پوتا تھا۔ محدثین میں سے یحییٰ بن معین، ابن الدورنی اور ابن خیشمہ جیسے اصحاب اس سے ملنے جاتے تھے باوجود اس بات کے کہ اس کے باپ کا بنی عباس کی حکومت سے خاص تعلق تھا اور اسے حکومت میں خاص منزلت حاصل تھی، مگر یہ قرآن کو مخلوق ماننے والوں کے سخت مخالف تھا اور ان کے خلاف بہت نازیبا الفاظ استعمال کیا کرتا تھا۔ اس کے برخلاف واثق ایسے لوگوں کے بہت ہی مخالف تھے انہوں نے ایسے سب لوگوں کا امتحان لیا تھا اور احمد بن داؤد نے احمد بن نصر پر مباحثہ میں غلبہ پایا تھا۔

احمد بن نصر کی خلق قرآن ماننے والوں سے مخالفت:

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک دن اسی زمانے میں احمد بن نصر کے پاس گیا۔ بہت سے لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے۔ کسی نے واثق کا ذکر کیا نام سنتے ہی احمد بن نصر کہنے لگا اس خنزیر نے ایسا کیا یا اس نے کافر کہا۔ یہ بات ظاہر ہو گئی اسے لوگوں نے حکومت کی گرفت سے ڈرایا۔ اور کہا امیر المؤمنین کو تمہارے کاموں کی اطلاع ہو چکی ہے۔ احمد بن نصر ان کی طرف سے خوفزدہ ہو گیا۔ جو لوگ اس سے ملنے آیا کرتے تھے ان میں ایک ابو ہارون السراج تھا، دوسرے کا نام طالب تھا، اور خراسانی تھا۔ جو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کو تو ال کی جمعیت سے تعلق رکھتا تھا۔ اور یہ بھی عقائد میں اس کا ہم خیال تھا۔ بغداد کے جو محدث اور خلق قرآن کے منکر اس کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے انہوں نے احمد کو ترغیب دی کہ وہ خلق قرآن سے علانیہ انکار کرے۔

احمد کو خلق قرآن کی علانیہ انکار کرنے کی ترغیب:

چونکہ اس کے باپ دادا کا دولت بنی عباس میں ایک خاص اثر تھا اور خود اس کا بغداد میں بہت اثر و نفوذ تھا اس لیے دوسروں کو چھوڑ کر صرف اسی کو اس مقصد کے لیے آمادہ کیا گیا۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ ۲۰۱ھ میں جب مدینہ السلام میں بد معاشوں کی کثرت ہوتی اور اس وقت فتنہ و فساد برپا ہوا جب کہ مامون ابھی تک خراسان میں تھے اس کے ہاتھ پر بھی بغداد کے سمت مشرقی والوں نے

نیکی کی تلقین کی اور برائی سے بچنے کے لیے بیعت کی تھی۔ اس تمام واقعہ کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس وقت مامون کے ۲۰۴ ہجری میں بغداد آنے تک اس کے اثر کا وہی حال تھا انھیں اسباب کی وجہ سے لوگوں نے اب بھی یہ امید کی کہ اگر یہ متحرک ہوگا تو عوام اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

واثق کے خلاف بغاوت کرنے کا منصوبہ:

چنانچہ جب اس سے یہ بات کہی گئی اس نے اسے مان لیا۔ مذکورہ بالا دونوں شخص لوگوں میں اس کی تحریک پھیلاتے پھرتے تھے انہوں نے ایک قوم کو بہت سارو پیہ بھی دیا۔ ان کے ہر شخص کو ایک ایک دینار تقسیم کیا۔ اور یہ قرار دیا ہوگی کہ فلاں رات نقارہ بجے اس کی صبح میں سب لوگ جمع ہو کر حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں طالب بغداد کی سمت غربی میں اپنے ساتھ دینے والوں کے ساتھ اور ابو ہارون جانب شرقی میں مقیم تھا۔ جہاں ان دونوں نے دوسروں کو دینار دیئے تھے۔ وہاں ابو ہارون نے تقسیم کرنے کے لیے ابو الاشرس القاند کے خاندان کے دو شخصوں کو بہت سے دینار دیئے تھے۔ تاکہ وہ اسے اپنے ہمسایوں میں بانٹ دیں۔

سازش کا انکشاف:

ان میں سے ایک نے خوب نیبذ پی تھی اور بھی کئی شخص نیبذ پینے کے لیے اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب نشہ نے ان کو مدوٹا کر دیا انہوں نے بدھ کی رات میں شب معیار سے ایک رات قبل ہی اجتماع کے لیے نقارہ بجا دیا۔ حالانکہ اس کے لیے ۳/شوال ۲۳۱ھ جمعرات کی رات مقرر کی گئی تھی، مگر یہ بے ہوش اسی خیال میں رہے کہ آج ہی وہ رات ہے جو خروج کے لیے مقرر ہے اس لیے وہ مسلسل نقارہ بجاتے رہے۔ مگر کوئی بھی ان کی بانگ پر برآمد نہ ہوا۔ اس وقت اسحاق بن ابراہیم کو تو آل شہر بغداد سے باہر گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی محمد بن ابراہیم اس کی نیابت کر رہا تھا اس نے اپنے غلام رخش کو ان کے پاس بھیجا اس نے ان کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا ہے اور کون نقارہ بجا رہا ہے مگر کسی نے ان کا پتہ نہیں دیا۔

عیسیٰ الاعور کی گرفتاری:

آخر کار اس نے پتہ چلا کہ ایک کانے عیسیٰ الاعور کو جو اکثر جاموں میں پھرا کرتا تھا گرفتار کیا اور اسے مارکی دھمکی دی اس نے بنی اشرس کے دونوں شخصوں احمد بن نصر بن مالک اور بعض اور لوگوں کے نام بتائے کہ یہ ان کی سازش ہے رخش نے اسی رات اس سب کی تلاش کی اور ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔

طالب اور ابو ہارون کی گرفتاری:

اس نے طالب کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور ابو ہارون السراج کو جس کا مکان سمت غربی میں تھا گرفتار کیا۔ اور جن کے نام عیسیٰ الاعور نے بتائے تھے ان کو انہیں دنوں اور راتوں میں تلاش کر کے پکڑا اور جو جس سمت کا تھا اور جہاں گرفتار ہوا تھا اسے اسی سمت میں قید کر دیا۔ اس نے ابو ہارون اور طالب کے پیروں میں ستر ستر طل کی فولادی بیڑیاں ڈلوائیں اشرس کے دونوں بیٹوں کے مکانوں میں اثناء تفتیش میں دو سبز علم ملے جو ایک کنویں میں چھپائے گئے تھے۔ محمد بن عیاش عامل سمت غربی کے ایک سپاہی نے اسے کنویں سے نکالا۔ اس وقت سمت شرقی کا عامل عباس محمد بن جبرئیل القاند الخراسانی تھا۔

احمد بن نصر کی گرفتاری:

پھر احمد بن نصر کا ایک خواجہ سر گرفتار کیا گیا اور جب اس کو سزا کی دھمکی دی گئی اس نے عیسیٰ الاعور کے بیان کی تصدیق کی

رخش احمد بن نصر کے پاس آیا وہ حمام میں تھا۔ اس نے حکومت کے ملازمین سے کہا میرا یہ مکان موجود ہے اس کی تلاشی لے لو۔ اگر یہاں تم کو کوئی نشان سامان یا پتھو لو جس سے فتنہ کی تیاری ثابت ہوتی ہو دستیاب ہو تو میرے مکان کی ضبطی اور میرا مثل تمہارے لیے حلال ہے۔ اس کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ مگر کوئی مشتبہ شے وہاں سے برآمد نہ ہوئی۔ یہ اسے محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس لائے انہوں نے اس کے دو خواجہ مرادو بیٹے اور ایک اور شخص اسماعیل بن محمد بن معاویہ بن بکر الباہلی کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتا تھا، گرفتار کر لیا۔ یہ چھ آدمی امیر المومنین واثق کی خدمت میں بغیر نمندے کی زین کے خچروں پر سوار کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔ احمد بن نصر کو ڈہری بیڑیاں ڈالی گئی تھیں یہ بغداد سے جمعرات کے دن جبکہ ماہ شعبان ۲۳۱ھ کے ختم ہونے میں صرف ایک شب رہ گئی تھی سامرا پہنچے۔

احمد بن نصر سے خلق قرآن کے متعلق استفسار:

واثق کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ہو چکی تھی اور انہوں نے ابن ابی داؤد اور ان کے دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا ان کے آنے کے بعد انہوں نے ان کے عقائد کے امتحان اور تحقیقات کے لیے دربار عام منعقد کیا۔ سب لوگ حاضر ہو گئے۔ احمد بن ابی داؤد ظاہر میں اس کے قتل سے پہلو بچانا چاہتا تھا۔ اسی لیے جب احمد بن نصر کو دربار میں پیش کیا گیا تو واثق نے اس سے اس کی غداری یا بغاوت کے ارادہ کے متعلق جس کی ان کو شکایت پہنچی کوئی سوال نہیں کیا۔ بلکہ پوچھا احمد قرآن کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے۔ احمد نہاد ہو کر خوشبو لگا کر اس یقین کے ساتھ کہ ضرور قتل کیا جاؤں گا دربار میں آیا تھا واثق نے پوچھا یہ بتاؤ کہ قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔

احمد بن نصر کی بے باکی:

واثق نے پوچھا اس مسئلہ میں تمہاری کیا رائے ہے کیا تم اپنے رب کو قیامت میں دیکھو گے اس نے کہا امیر المومنین رسول اللہ ﷺ سے یہ اثر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو قیامت میں اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو بغیر کسی تکلیف کے دیکھتے ہو۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی اس خبر کو مانتے ہیں۔ مجھ سے سفیان بن حسین نے یہ حدیث مرفوع بیان کی کہ انسان کا قلب اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے وہ پھیرتا رہتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے اے مقلب القلوب تو میرے قلب کو اپنے دین پر قائم رکھ اسحق بن ابراہیم نے اس سے کہا ذرا سوچ کر بات کہو۔ اس نے کہا جو تم نے ہدایت کی تھی وہی کہہ رہا ہوں۔ اسحق نے کہا یہ کیا کہا۔ میں نے کہا کب تجھے اس بات کے کہنے کی ہدایت کی تھی۔ اس نے کہا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ امیر المومنین سے خلوص برتو اور صحیح بات کہو۔ میں امیر المومنین کی بھلائی اس میں سمجھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی مخالفت نہ کریں۔

عبدالرحمن اور عبداللہ کا احمد کے قتل پر اصرار:

واثق نے پاس والوں سے پوچھا اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ لوگوں نے خوب خوب دل کھول کر اس کے خلاف زہرا لگا۔ عبدالرحمن بن اسحق نے جو جانب غربی کا پہلے قاضی تھا اور پھر برطرف کر دیا گیا تھا اور اس وقت دربار میں موجود تھا اور احمد بن نصر کا خاص دوست تھا کہا امیر المومنین اس کا خون حلال ہو گیا ابو عبداللہ الارمینی ابن ابی داؤد کے دوست نے کہا امیر المومنین اس کا خون حلال مجھے پلائیے واثق نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ اطمینان رکھو۔ ابن ابی داؤد نے جو اس بات کو نہ چاہتا تھا کہ محض ایک عقیدے کی وجہ

اسے قتل کر دیا جائے کہا کہ امیر المومنین یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے۔ ممکن ہے کہ کسی مرض یا تغیر عقل کی وجہ سے اس کا یہ خیال ہو۔ واثق نے کہا جب میں اس کی طرف بڑھوں تو تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ بڑھے۔ کیونکہ میں ان تک چل کر اپنے قدم شمار کروں گا۔

صمصامہ شمشیر کی طلبی:

انہوں نے عمرو بن معدی کرب الزبیدی کی مشہور تلوار صمصامہ طلب کی یہ تلوار سرکاری توشہ خانے میں موجود تھی یہ موسیٰ ہادی کو کسی نے تحفہ میں دی تھی انہوں نے مشہور شاعر سلم الخاسر سے کہا کہ اس کی تعریف میں شعر کہو اس نے شعر کہے۔ ہادی نے اس کا صلہ دیا۔

احمد بن نصر کا قتل:

واثق نے صمصامہ اٹھالی۔ وہ چوڑی تھی نیچے کے حصے میں جوڑ لگا ہوا تھا جو تین کیلوں سے جڑا ہوا تھا۔ واثق تلوار لے کر اس کی طرف بڑھے وہ صحن کے وسط میں تھا۔ انہوں نے چڑا منگوا لیا جو اس کی کمر میں لپیٹ دیا گیا اور رسی منگوائی جس سے اس کا سر بانٹھا گیا۔ اب رسی کھینچی گئی۔ واثق نے خود تلوار ماری۔ مگر وہ شانے پر پڑی اس کے بعد انہوں نے دوسرا ہاتھ مارا۔ پھر سیما الدمشقی نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اس کی گردن مار کر سر کاٹ لیا۔

احمد بن نصر کے قتل کی دوسری روایت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بقاء الترابی نے دوسرا مارا تھا اور واثق نے تلوار کی نوک کو اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ پھر اسے لپیٹ کر اٹھا کر اس احاطہ میں لے آئے جہاں پاک مصلوب تھا اسے بھی یہاں سولی پر لٹکا دیا گیا اس وقت تک دہری بیڑیاں اس کے پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں اور پا جامہ اور کرتا اس کے بدن میں تھا۔

احمد بن نصر کے سر کی تشہیر:

اس کے سر کو بغداد لاکر پہلے چند روز تک سمت شرقی میں نصب کر دیا گیا پھر سمت غربی میں چند روز نصب رہا اس کے بعد اسے سمت شرقی ہی میں منتقل کر دیا گیا۔ اس کے گرد ایک احاطہ گھیر دیا گیا اور وہاں خیمہ نصب کر کے پہرہ بٹھا دیا گیا۔ یہ مقام راس احمد بن نصر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھ کر اسے اس کے کان میں آویزاں کر دیا گیا۔

یہ سر کافر مشرک گمراہ احمد بن نصر کا ہے۔ اللہ نے اسے عبداللہ ہارون الامام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھ سے خلق فرمایا اور ذات الہی سے نفی تشبیہ پر اس کے خلاف حجت قائم کرنے اور اسے توبہ کرنے اور رجوع الی الحق کا موقع دینے کے بعد جس سے اس نے انکار کر کے صاف طور پر اپنے معاندانہ عقائد کا اقرار کیا قتل کر لیا خدا کا شکر ہے کہ اس نے اسے جلد ہی اپنی دوزخ اور دردناک عذاب کی طرف کھینچ لیا امیر المومنین نے ان امور کا اس سے استفسار کر لیا تھا اور جب اس نے تشبیہ کا اقرار کر لیا اور کفر کا امیر المومنین نے اس کا خون حلال سمجھا اور اس پر لعنت کی۔

احمد بن نصر کے ساتھیوں کی گرفتاری:

واثق حکم دیا کہ جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے پیرو اور مصاحب تھے ان سب کو پکڑ لیا جائے چنانچہ ان سب کو

قید کر دیا گیا اس طرح تقریباً یہ بیس آدمی جرائم کے جیل میں ڈال دیئے گئے اور قیدیوں کو ان سے ملنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اور بھاری بیڑیاں ان کے ڈلوادی گئیں۔ ابو ہارون السراج اور ایک دوسرے شخص کو اس کے ہمراہ سامرالائے۔ پھر ان کو بغداد واپس کر کے جیل میں قید کر دیا گیا۔

ایک دھوبی کی مخبری:

احمد بن نصر کے سلسلے میں اتنے اشخاص کی گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اس محلے کے ایک دھوبی نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب سے آ کر کہا کہ میں آپ کو احمد بن نصر کے دوستوں کا پتہ بتاتا ہوں۔ اس نے اپنے آدمی ان لوگوں کی تلاش اور گرفتاری کے لیے اس دھوبی کے ساتھ کر دیئے۔ مگر جب سب اکٹھا ہو گئے تو خود اس دھوبی کا ایسا جرم ثابت ہوا کہ اس پاداش میں وہ بھی ان کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ مہر میں اس کے کھجور تھے، وہ قطع کر دیئے گئے اور اس کے مکان کو ضبط کر لیا گیا اور کی وجہ سے عمرو بن اسفندیار کی اولاد میں کچھ لوگ قید کیے گئے تھے۔ یہ سب قید ہی میں ہلاک ہو گئے۔

واثق کا ارادہ حج والتواء:

اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لیے تیار ہوئے انہوں نے عمرو بن الفرج کو راستے کو دکھ کر اس کی درستی کے لیے آگے روانہ کیا اس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ راستہ میں پانی کی قلت ہے۔ اس خیال سے واثق نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

بغاء الکبیر کا حج:

اس سال واثق نے جعفر بن دینار کو یمن کا والی مقرر کیا۔ جعفر شعبان میں یمن روانہ ہوا اس نے اور بغاء الکبیر نے اس سال حج کیا۔ اس زمانے میں موسم حج میں قیام امن و امان کا والی بغاء الکبیر تھا۔ جعفر چار ہزار شہسوار دو ہزار پیدل سپاہ کے ساتھ یمن روانہ ہوا۔ ایسے ۶ ماہ کی معاش دی گئی تھی۔

امارت یمامہ و بحرین پر اسحاق بن ابراہیم کا تقرر:

اس سال محمد بن عبدالملک الزیات نے اسحاق بن ابراہیم بن ابی خنیصہ اہل اضاخ کے بنی قثیر کے مولیٰ کو یمامہ بحرین اور اس مکہ کے راستے کا جو بصرہ سے ملا ہوا ہے۔ دار الخلافہ میں بیٹھ کر والی مقرر کیا۔ محمد بن عبدالملک الزیات کے علاوہ کسی اور شخص کے متعلق یہ بات اب تک نہیں سنی گئی تھی جس نے خلیفہ کے سوا دار الخلافہ میں ایسا منصب کسی کو دیا ہو۔

دیوان عام کے خزانے میں چوری:

اس سال چوروں نے دیوان عام کے خزانے میں جو قصر کے بالکل وسط میں واقع ہے نقب زنی کر کے ۴۳ ہزار درہم اور کچھ دینار چرالیے۔ مگر وہ پکڑ لیے گئے۔ ایٹاخ کے خلیفہ یرید الحلو انی کو تو ال نے ان کو ڈھونڈ کر گرفتار کیا تھا۔

اس سال محمد بن عمرو الحارثی نے جو بنی زید بن تغلب سے تھا تیرہ آدمیوں کے ساتھ دیار ربیعہ میں خروج کیا غانم بن ابی مسلم بن حمید الطوسی موصل کا سپہ سالار اتنے ہی آدمی ساتھ لے کر اس کے مقابلہ کے لیے نکلا اس نے خارجیوں کے چار آدمی قتل کر دیئے اور محمد بن عمرو کو زندہ گرفتار کر لیا اور سامرا بھیج دیا۔ پھر اسے بغداد کے سرکاری جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کے سراوران کے نشان بابک کی سولی کے تختے کے پاس نصب کر دیئے گئے۔

وصیف التترکی کی کارگزاری:

اس سال وصیف التترکی اصہبان جبال اور فارس سے دارالخلافہ آیا یہ ان کردوں کی تلاش میں یگا تھا جنہوں نے ان اطراف میں لوٹ مار مچا رکھی تھی یہ اپنے ساتھ پانچ سونفوس قیدی جن میں چھوٹے چھوٹے بچے بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنا کر لایا تھا۔ واثق نے ان سب کو قید کر دیا اور ۵۷ ہزار دینار نقد ایک تلو اور خلعت وصیف کو انعام دیا۔

اس سال مسلمانوں اور بادشاہ روم کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ بہ ادائی زرفند یہ سرانجام پایا مسلمان اور رومی دریائے لاس پر جو سلوقیہ پر طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے جمع ہوئے۔

ابو وہب ناظم فوجداری کی برطرفی:

احمد بن ابی قحطبہ رشید کے خادم خاقان کے دوست نے جس نے سرحد میں نشوونما پائی تھی بیان کیا کہ یہ خلقان واثق کے پاس آیا اس کے ساتھ اہل طرسوس وغیرہ کے چند عمائد بھی تھے۔ انہوں نے اپنے ناظم فوجداری کی جس کی کنیت ابو وہب تھی شکایت کی اسے دربار میں بلایا گیا۔ محمد بن عبد الملک الزیات دربار برخواست ہونے کے بعد دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اسے اور انہیں دیوان عام میں سماعت مقدمہ کے لیے بلاتا تھا۔ اور ظہر تک اجلاس کرنے کے بعد عدالت برخواست ہو جاتی تھی۔ طویل کارروائی کے بعد وہ شخص ابنی خدمت سے برطرف کر دیا گیا۔

سرحدی وفد کی مراجعت:

واثق نے حکم دیا کہ ان اہالی سرحد کا قرآن کے متعلق عقیدہ پوچھ لیا جائے چار آدمیوں کے سوا اور سب نے قرآن کے ہو کر قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا۔ جن چار آدمیوں نے اس کا اقرار نہیں کیا تھا واثق نے ان کو قتل کر دیا۔ واثق نے ان لوگوں کو خاقان کی رائے کے مطابق انعام و خلعت سے سرفراز کیا۔ وہ لوگ تو جلدی اپنی سرحدوں کو پلٹ گئے۔ خاقان ان کے بعد کچھ روز امیر المومنین کے ہاں ٹھہرا رہا۔

شاہ روم کی قیدیوں کے تبادلہ کی تجویز:

اسی اثناء میں بادشاہ روم میخائیل بن توئیل بن میخائیل بن ایون بن جور جس کے سفر واثق کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس جو مسلمان قیدی ہیں ان کا تبادلہ کر لیجیے۔ واثق نے خاقان کو اس کام کے لیے بھیج دیا۔ چونکہ اس نے رومی سفر سے اس کام کے لیے محرم کی دس تاریخ کو ملاقات کرنے کا اقرار کیا تھا۔ اس لیے وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ۲۳۱ھ کے آخر میں اس کام کے لیے دارالخلافہ سے روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد واثق نے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبة الباہلی کو سرحدی چوکیوں اور قلعہ بند شہروں کا والی مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ بھی قیدیوں کے تبادلہ کے وقت موجود ہے۔ چنانچہ وہ سترہ ڈاک کے گھوڑوں پر اس کام کے لیے چلا۔

جو سفراء تبادلہ کے لیے آئے تھے ان میں اور ابن الزیات میں اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم بوڑھوں اور بچوں کو معاوضہ میں قبول نہ کریں گے چند روز یہ بحث رہی آخر کار انہوں نے اس بات کو مان لیا کہ ایک نفس کو ایک کے عوض میں دیا جائے۔

واثق کی ابن ابی داؤد کو ہدایت:

واثق نے بغداد اور رقبہ اپنے آدمی روانہ کیے تاکہ وہاں جو غلام بکنے آئیں یہ ان کو خرید لیں۔ اس طرح بہت سے بھی تعداد پوری نہ ہو سکی تو وثاق نے اپنے قصر سے رومی بڑھیوں وغیرہ کو نکالا اور اس طرح تعداد پوری ہو سکی انہوں نے ابن ابی داؤد کے ہمراہ یحییٰ بن آدم الکرضی البورمکہ اور جعفر بن العدا کو ساتھ کیا اور ان کے ساتھ پیشی کے کاتب طالب بن داؤد کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اور جعفر مسلمان قیدیوں کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اسے فدیہ دے کر رہا کر دیا جائے اور جو اس سے انکار کرے اسے رومیوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے۔ وثاق نے پانچ ہزار رومیوں کو لوٹوائے اور حکم دیا کہ فدیہ کے معاوضہ میں جو لوگ آزاد کیے جائیں ان میں ہر شخص کو جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو ایک ایک دینار اس روپے میں سے دیا جائے جو اس غرض سے اس کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ہدایات کے بعد یہ جماعت اب اس کام کے لیے روانہ ہوئی۔

مسلم قیدیوں کے عقائد کا امتحان لینے کا حکم:

خدمت گار خاقان کے دوست ابن ابی قحطبہ نے جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان تبادلہ ساری کے لیے سفیر بنا کر بھیجا تھا اور جو معاوضہ کے سرانجام ہونے سے پہلے مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے کے لیے روم بھیجا گیا تھا۔ بیان کیا ہے کہ میں بادشاہ روم کے پاس آیا اور میں نے مسلمانوں کی تعداد دریافت کی ان کی تعداد تین ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں ہوئی۔ وثاق نے ان کے تبادلہ کا حکم دیا اور احمد بن سعید کو فوراً ڈاک کے ذریعہ اس غرض سے روانہ کر دیا تاکہ تبادلہ کی کارروائی اس کے ہاتھوں عمل پائے نیز انہوں نے بعض لوگوں کو مسلمانوں کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے بھی اس وفد کے ساتھ کیا کہ یہ سب کا امتحان لیں۔ جو قرآن کے ہونے کا قائل ہو۔ اور اس بات کو ماننا ہو کہ اللہ عزوجل کو آخرت میں دیکھنا جائے گا اس کا معاوضہ دے کر تبادلہ کر لیا جائے اور جو ان عقائد کا قائل نہ ہو اسے بدستور رومیوں کے پاس چھوڑ لیا جائے۔ محمد بن زبیدہ کے زمانے ۱۹۴ھ یا ۱۹۵ھ کے بعد تک اور کوئی معاوضہ کی کارروائی نہیں ہوئی تھی۔

رومی مسلم وفد کا لاس میں اجتماع:

۱۰/ محرم ۲۳۱ھ کے دن مسلمان اپنے ساتھ کے کافروں کو لیے ہوئے اور رومیوں کے دوسرے ارتقاں اور طلسوس مقام لاس پر جمع ہوئے۔ مسلمانوں کی تعداد مع رضا کاروں کے چار ہزار تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں تھے۔ محمد بن احمد بن سعید بن مسلم بن قتیبة الباہلی نے بیان کیا کہ میرے باپ کا خط میرے پاس آیا جس میں انہوں نے لکھا کہ مسلمانوں کے چار ہزار چھ سو آدمی رومیوں سے رہا کرائے گئے ان میں مسلمانوں کے ذمی بھی تھے چھ سو عورتیں اور بچے تھے اور پانچ سے کم ذمی تھی باقی تمام ممالک کے مرد تھے۔

قیدیوں کی تعداد:

ابوقحطبہ نے جسے خاقان نے بادشاہ روم کے پاس مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے اور میخائیل بادشاہ روم کی اس کارروائی کے اصل مقصد و غرض کو دریافت کرنے روم بھیجا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ تبادلہ سے قبل قسطنطنیہ وغیرہ میں تین ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں اور بچے رومیوں کے ہاں قید تھے ان میں محمد بن عبداللہ الطرسوسی اور دوسرے وہ لوگ جن کو رومی پہلے ہی لے آئے تھے شامل نہیں احمد بن سعید بن مسلم اور خاقان نے محمد بن عبداللہ الطرسوسی کو اور عمائد کے ساتھ جو رومیوں کے ہاں قید تھے اور اب آما ہو کر

آئے تھے۔ وفد کی شکل میں واثق کی خدمت میں بھیجا انہوں نے ان میں سے ہر شخص کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم عطا کیے۔
محمد بن عبد اللہ کا بیان:

خود یہ محمد بن عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ میں تیس سال رومیوں کے ہاں قید رہا میں راسیہ کے جہاد میں قید ہوا۔ چونکہ میں بہرسانی کی جمعیت میں تھا پکڑ لیا گیا اور اب اس معاوضہ کے وقت مجھے بھی رہائی ملی ۱۰/۱۰ محرم کو لاس کے کنارے جو سلجوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے ہمارا تبادلہ ہوا ہم کل چار ہزار چار سو ساٹھ آدمی تھے۔ ان میں آٹھ عورتیں، بیویاں اور بچے اور سو سے کچھ زیادہ ذمی تھے۔ ایک شخص کے عوض ایک نفس کا تبادلہ عمل میں آیا۔ اب اس میں چاہے کوئی بڑا ہوا چھوٹا اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ خاقان نے جس قدر مسلمان تمام رومی سلطنتوں میں تھے اور جن کا پتہ اسے معلوم ہو سکا تھا ان سب کو آزاد کرالیا۔
قیدیوں کا تبادلہ:

جب باہمی تبادلے لیے سب جمع ہو گئے مسلمان دریا کے مشرقی کنارے اور رومی دریا کے مغربی کنارے پر ٹھہر گئے دریا پایاب تھا۔ اب یہ طریقہ کیا گیا کہ ایک طرف سے مسلمان رومیوں کی جانب سے اور دوسری طرف سے رومی مسلمانوں کی جانب سے دریا میں گھستے اور دریا کے وسط میں ملاتی ہوتے جب مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ میں آتا وہ نعرہ تکبیر بلند کرتے اس کے مقابلہ رومی بھی تکبیر کی طرح کوئی نعرہ لگاتے۔

حسین خدمت گار کے مولیٰ سندی نے بیان کیا کہ اس دریا پر مسلمانوں نے ایک پل باندھا تھا اور نہ رومیوں نے ایک پل باندھا تھا۔ ہم رومی کو ادھر سے اپنے پل سے روانہ کرتے اور رومی مسلمانوں کو اپنے پل سے ہمارے پاس بھیج دیتے اس کا حقدار عمل میں آیا اس راوی نے لوگوں کے دربار میں سمجھ کر اسے عبور کرنے سے انکار کیا ہے۔

مسلم قیدیوں کے عقائد کا امتحان:

محمد بن کریم کہتا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے پاس آ گئے جعفر اور یحییٰ نے ہمارے مستاہرہ امتحان لیا۔ ہم نے اظہار کر دیا۔ اس پر ہمیں دو دینا دیئے گئے جو دو بطریق مسلمان قیدیوں کو معاوضہ کے لیے لے کر آئے تھے۔ ان کے برتاؤ میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی۔ پہلے تو رومی اپنی قلت اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر خائف تھے مگر خاقان نے ان کو اس سے بالکل اطمینان دلایا اور معاہدہ کیا کہ چالیس دن تک جب تک کہ رومی اطمینان سے اپنے مقامات کو واپس نہ چلے جائیں گے مسلمانوں کی جانب سے کوئی کارروائی نہ کی جائے گی۔ چار دن میں تبادلہ سرانجام پایا جن رومیوں کو مسلمانوں نے معاوضہ میں دینے کے لیے امیر المومنین نے مہیا کیا تھا ان کی ایک بڑی تعداد تبادلہ کے بعد خاقان کے پاس فاضل بیچ گئی۔ ان میں سے خاقان نے سو رومی اپنی طرف سے بلا معاوضہ اس لیے رومی سردار کو دے دیئے تاکہ انقضائے مدت تک اب وہ کسی مسلمان کو قید نہ کریں۔ بقیہ طرسوں لا کر فروخت کر دیئے۔ تبادلہ کے لیے ہمارے ساتھ تیس مسلمان ایسے ابھی آئے تھے جو رومیوں کے علاقہ میں نصرانی ہو گئے۔ ان کا بھی تبادلہ کیا گیا۔

احمد بن سعید کی مہم کی ناکامی:

جب چالیس دن کی عارضی صلح کی مدت ختم ہوئی احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ نے موسم سرما میں جہاد شروع کر دیا۔ مگر برف و

بارش نے ان کو آ لیا۔ اور تقریباً دو سو نفوس اس سے ہلاک ہو گئے۔ بہت سے دریا بدنوں میں غرق ہو گئے تقریباً دو سو رو میوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گئے۔ امیر المؤمنین واثق باللہ اس وجہ سے اس سے سخت ناراض ہوئے اس تمام کارروائی میں پانچ سو آدمی مختلف اسباب سے ہلاک ہو گئے۔

احمد بن سعید کی برطرفی:

احمد بن سعید جس کے ہمراہ سات ہزار فوج تھی جب اس کے مقابلہ پر رو میوں کا ایک بڑا بطریق آیا وہ اس کے مقابلہ سے کٹائی کاٹ گیا اس پر فوج کے عمائد نے اس سے کہا کہ جس لشکر میں سات ہزار جوان مرد ہوں اس کے لیے کوئی خوف نہیں۔ اگر آپ اس کے سامنے نہیں بڑھتے تو دوسری سمت سے ان کے علاقوں پر یورش کیجیے۔ یہ یوں ہی لیت و لعل میں رہا۔ وہ بطریق اس کی تقریباً ایک ہزار گائیں اور دس ہزار بکریاں پکڑ کر چلتا بنا۔ واثق نے اسے برطرف کر کے سہ شنبہ کو جب کہ اس سال کے ماہ جمادی الاولیٰ کے ختم میں چودہ راتیں باقی رہ گئی تھیں نصر بن حمزہ الخزاعی کو سپہ سالار مقرر کیا۔

متفرق واقعات:

اس سال رمضان میں طاہر بن الحسین کے بھائی حسن بن الحسین کا طبرستان انتقال ہوا۔ اس سال خطاب بن دجہ الفللس کا انتقال ہوا۔ اس سال ابو عبد اللہ ابن الاعرابی راوی نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں بدھ کے دن ۱۳ شعبان کو نشا ت پائی۔ اس سال علی بن موسیٰ الرضا کی بہن ام ربیعہ بنت موسیٰ نے انتقال کیا۔ اس سال مشہور گویا مخارق ابو نصر احمد بن حاتم اصمعی کے راوی عمرو بن ابی عمرو الشیبانی اور محمد بن سعد انخوی نے انتقال کیا۔

۲۳۲ھ کے واقعات

اس سال بغا نے بنی نمیر پر یورش کر کے ان کو سخت سزا دی۔

عمارہ بن عقیل کی بنی نمیر کے خلاف شکایت:

اس سلسلہ میں ہمارا اپنا سلسلہ بیان تو کچھ اور ہے البتہ احمد بن محمد بن خالد نے جو اس مہم میں بغا کے ہمراہ رہا تھا اور جس نے اس کارروائی کی سب سے زیادہ تفصیل وہی ہے یہ بیان کیا کہ بنی نمیر کے خلاف بغا کی یورش کا سبب یہ ہوا کہ عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر بن الخطمی نے واثق کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور دربار میں بار بار پڑھا اسے ان کو سنایا واثق نے تیس ہزار درہم انعام دیا اور سرں مہمان بنایا اس سے بنی نمیر کی واثق سے شکایت کی گئی اور کہا کہ انہوں نے اپنے نواح میں ایک اودھم پچا رکھا ہے۔ فساد پر پا کر رکھا ہے لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں اور خود یمامہ اور اس کے آس پاس کے علاقہ پر غارتگری کرتے رہتے ہیں۔ اس شکایت پر واثق نے بغا کو حکم بھیجا کہ تم بنی نمیر کو جا کر سزا دو۔

بغا کی بنی نمیر پر فوج کشی:

مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے اس نے راہبری کے لیے محمد بن یوسف الجعفری کو ساتھ لے لیا اور اب یمامہ روانہ ہو گیا۔ شریف پر ان کی ایک جماعت سے مد بھیڑ ہوئی۔ طرفین میں لڑائی ہوئی بغا نے ان کے پچاس سے زیادہ آدمی قتل ہو گئے اور تقریباً

چالیس گرفتار کر لیے۔ وہاں سے حظیاں آیا اور پھر یمامہ کے علاقہ میں بنی تمیم کے قریب قریہ مرآۃ نام آ کر وہاں فروکش ہو گیا اب اس نے مسلسل کئی سفیر بنی تمیم کے پاس بھیجے۔ تاکہ وہ ان کو وعدہ امان دے کر حکومت کی اطاعت و فرماں برداری کی دعوت دیں مگر وہ برابر اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرتے اور اس کے سفراء کو گالیاں دیتے رہتے۔ اور ادھر ادھر سے اس سے لڑنے کے لیے جمع ہوتے رہے۔

بغا کے قاصد کا قتل:

سب کے آخر میں بغا نے دو آدمیوں کو جن میں ایک قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عدی سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی نمیر سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کے پاس سمجھانے بھجانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے تمیمی کو قتل کر ڈالا اور نمیری کو زخمی کر دیا۔ اس کے بغداد مراہ سے کیم صفر ۲۳۲ھ کو ان کی طرف چلا اور بطن بخل میں ٹھہرتا ہوا خلیفہ آیا۔ یہاں سے پھر اس نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ تم میرے پاس چلے آؤ، مگر بنی نمیر کے بنی ضبہ نے اس کے حکم کو نہ مانا اور اپنے پہاڑوں پر جو جبال السود کے جو یمامہ کے پیچھے واقع ہے بائیں جانب واقع تھے چڑھ گئے اس کے اکثر باشندے باہلہ تھے۔ بغا نے ان کو بلا بھیجا مگر انہوں نے آنے سے انکار کیا۔ بعد میں ایک سریہ ان کے مقابلہ پر بھیجا مگر ان کو نہ پاسکا پھر اس نے کئی مہمیں روانہ کیں جنہوں نے ان کو قتل بھی کیا اور قید بھی کیا اس کے بعد خود بغا نے ہمراہی جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی ان میں وہ ناتواں اور خدمت گار شامل نہ تھے جو پڑاؤ میں رہ گئے تھے۔

بغا کی پیش قدمی:

بغا نے پیش قدمی کی اس کے مقابلہ کے لیے بنی نمیر بھی بڑی تعداد میں سب طرف سے سمٹ کر تقریباً تین ہزار کی تعداد میں روضۃ الابان اور بطن السمر میں جو القرنین سے دو منزل کے فاصلہ پر اور اضاح سے ایک منزل پر ہے جمع ہوئے تھے۔ انہوں نے بغا کے مقدمہ کو مار بھگا یا۔ اور اس کے میسرہ کو ہٹا دیا۔ اور اس کے ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی قتل کر دیئے اس کی چھاؤنی کے تقریباً سات سو اونٹ اور سو گھوڑے ذبح کر ڈالے اس کے سامان کو لوٹ لے گئے۔ نیز اس کثیر روپیہ میں سے جو اس کے ساتھ تھا کچھ لے گئے۔

بغا اور بنی نمیر کی جنگ:

بغا کی اس ناکامی کی وجہ احمد نے یہ بیان کی ہے کہ مقابلہ ہوتے ہی بغا نے ان پر حملہ کر دیا اتنے میں رات ہو گئی بغا ان کو اللہ کا واسطہ دے کر امیر المومنین کی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دینے لگا محمد بن یوسف الجعفری ان سے تقریر کرتا تھا انہوں نے اس کے جواب میں کہا اے محمد بن یوسف بخدا! تم ہماری اولاد ہو مگر تم نے اپنی اس قربت کا کوئی خیال نہیں کیا اور پھر تم ان غلاموں اور گنواروں کو ساتھ لے کر ہم سے لڑنے آئے ہو۔ بخدا ہم تم کو اس کی قابل عبرت سزا دیں گے۔ یا اسی مفہوم کا کوئی جملہ کہا صبح کے قریب محمد بن یوسف نے بغا سے کہا صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی تم کو ان پر حملہ کر دو ورنہ یہ ہماری تعداد کی کمی دیکھ کر ہم پر چہرہ دست ہو جائیں گے۔ بغا نے یہ بات نہ مانی جب صبح ہوئی ان کو بغا کی جمعیت نفرہ آ گئی۔ انہوں نے اپنی جماعت کی ترتیب یہ رکھی تھی کہ سب سے آگے پیدل تھے ان کے پیچھے سوار ان کے پیچھے ان کے جانور اور مویشی تھے اب انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور شکست دی ہم بھاگے اور وہ بڑھتے ہوئے ہماری فرود گاہ تک چلے آئے نوبت یہ آئی کہ ہم کو اپنی ہلاکت کا یقین آ گیا۔

بنی نمیر کا فرار:

بغا کو اطلاع ملی تھی کہ ان کا رسالہ ان کے علاقہ کے کسی مقام میں موجود ہے اس نے اپنے تقریباً دو سو شہسوار اس کے مقابلہ کے لیے تھے ہم اسی مایوسی کی حالت میں تھے بغا اور اس کی فوج کو شکست ہو چکی تھی، عین اسی وقت یہ دو شہسواروں کی جماعت جن کو بغا نے بنی نمیر کے رسالہ کے مقابلہ کے لیے بھیجا تھا۔ وہاں سے پلٹ کر عین ان کے عقب میں برآمد ہوئی وہ بغا اور اس کی جمیعت کو مار کر بھگا چکے تھے مگر اس رسالہ نے وہاں آتے ہی اپنے بگل بجائے۔ ان کی آواز سن کر جب بنی نمیر نے دیکھا کہ دشمن نے ان کو عقب سے آیا ہے وہ کہنے لگے بخدا اس غلام (بغا) نے اپنی شکست کی تلافی کر دی اور اب وہ بغیر لڑے منہ موڑ کر میدان سے فرار ہو گئے ان کا رسالہ جو اب تک پوری طرح اپنے پیادوں کی حفاظت کرتا رہا تھا ایک دم ان کو دشمن کی زد میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ پیادوں میں سے کوئی بھی نہ بچ کر بھاگ سکا۔ سب کے سب وہیں کھیت رہے البتہ سوار گھوڑوں پر بیٹھ کر چلتے بنے۔

بنی نمیر کے مقتولین کی تعداد:

احمد بن محمد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۳/ جمادی الآخر ۲۳۲ ہجری سے شنبہ کے دن صبح سے نصف النہار تک بغا اور اس کی جمیعت شکست کھاتی رہی اس کے بعد بنی نمیر لوٹ مار اور اونٹ گھوڑوں کے ذبح کرنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں بغا کی شکست خوردہ جماعتیں اور وہ لوگ جو اس سے دور ہو گئے تھے پھر اس کے پاس اکٹھا ہو گئے۔ اب اس نے اپنی جمیعت کے ساتھ دشمن پر جو باہمی حملہ کیا۔ اور مار بھگا یا اس نے زوال سے لے کر عصر کے وقت تک بنی نمیر کے چندہ سو آدمی قتل کر دیئے۔ اس کے بعد بغا موقع کارزار پر جو پانی پر واقع اور بطن السر کے نام سے مشہور تھا ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ بنی نمیر کے مقتولین کے تمام سر اس کے پاس جمع کیے گئے اور تین دن تک اس نے اور اس کی فوج نے یہاں آرام کر لیا۔

بنی نمیر کے قیدی:

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنی نمیر کے ان سواروں نے جو اس لڑائی سے بھاگ گئے تھے۔ بغا کے پاس امن کی درخواست بھیجی۔ جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے پاس چلے آئے اور اس نے ان کو قید کر کے اپنے ہمراہ لے لیا۔ اس راوی کے علاوہ دوسروں نے یہ بات بیان کی ہے کہ موقع جنگ سے بغا لوگوں کی تلاش میں جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے چلا گیا اسے صرف کمزور اور ناتواں جن میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اور کچھ مویشی اور اونٹ دستیاب ہوئے۔ اور وہ حصن ہابلہ پلٹ آیا۔ بنی نمیر میں سے بنو عبد اللہ بن نمیر، بنو بسرہ، بنو حجاج، بنو قطن، بنو سلاہ، بنو شریح اور ان کے جانشینوں کے دوسرے خاندان بغا سے لڑنے آئے تھے اس جنگ میں اس قبیلہ بنو نمیر کے بنو عامر کی بہت ذرا سی جماعت تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بنو عامر کاشت کار اور چرواہے تھے۔ غار نگر نہ تھے۔ بنو نمیر میں قبیلہ بنو عبد اللہ بن نمیر سے عربوں کی ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔

بنی نمیر کے قیدیوں پر عتاب:

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنو نمیر کے ان لوگوں نے جو بغا کی امان لے کر اس کے پاس آ گئے تھے اور جن کو قید کر کے بغا نے اپنے ہمراہ لیا تھا راستے میں ہنگامہ برپا کیا اور بیڑیاں توڑ کر فرار ہو جانا چاہا۔ بغا نے حکم دیا کہ ان کو ایک ایک کر کے میرے پاس پیش کیا جائے چنانچہ جب ان میں سے کوئی سامنے آتا وہ اسے چار سو سے پانچ سو تک یا اس سے کم کوڑے لگواتا۔ اس کے متعلق ایک ایسے

شخص نے جو اس وقت موجود تھا۔ بیان کیا ہے کہ باوجود اس قدر مار کے ان میں سے ایک نے بھی تکلیف سے اف نہیں کیا۔ اسی سلسلہ میں ان کا ایک ضعیف العمر شخص جس کے گلے میں قرآن پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا۔ محمد بن یوسف بغا کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھ کر خوب ہنسا اور اس نے بغا سے کہا اللہ آپ کو توفیق دے یہ اپنے گلے میں قرآن لٹکا کر آیا ہے ان میں سب سے زیادہ پاجی معلوم ہوتا ہے۔ بغا نے اسے چار سو پانچ سو کوڑے لگوائے مگر اس نے آہ کی نہ فریاد۔

اس لڑائی میں بنی نمیر کے ایک بہادر کا جو مجنون کہلاتا تھا بغا سے مقابلہ ہو گیا۔ اس نے بغا کے نیزہ مارا۔ مگر ایک ترک نے اس کو تیر مار کر میدان جنگ سے بھاگا دیا مگر وہ تین دن زندہ رہ کر اس تیر کے زخم سے ہلاک ہو گیا۔

بغا کا حصن باہلہ میں قیام:

داعس الاشروسی الصغدی سات سواشروسی اور اشعنی سپاہیوں کے ساتھ اس کی بدو کے لیے آ گیا۔ بغا نے اسے اور محمد بن یوسف الجعفری کو ان کے تعاقب میں بھیجا۔ بنی نمیر دور دراز علاقہ میں بھاگ گئے تبادلہ اور اس کے متصل یمن کے حدود میں جا گئے اور داعس کے ہاتھ نہ آئے۔ وہ پلٹ آیا۔ صرف چھ سات بنی نمیر کے آدمی اس کے ہاتھ لگ سکے تھے۔ اور اب بغا حصن باہلہ میں مقیم ہو گیا۔ یہاں سے بنی نمیر کے کوہستان اور میدان ہلان اور السو وغیرہ کو جو یمامہ کے علاقہ میں واقع ہیں ان لوگوں سے لڑنے کے لیے جنہوں نے باوجود امان حاصل کرنے کے اب تک اطاعت قبول نہیں کی تھی، ہمیں روانہ کیں۔ انہوں نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو قید کر لیا۔

بنی نمیر کے چند سرداروں کی امان طلبی:

ان کے چند سردار صرف اپنے خاندان کے لیے امان لینے بغا کی خدمت میں آئے۔ بغا نے ان کو امان دی۔ اور ان کو آئندہ کے لیے بالکل مطمئن کر دیا۔ وہ اس وقت تک وہاں ٹھہرا رہا، جب تک کہ وہ تمام اشخاص جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ اس نواح میں تھے اس کے پاس نہ گئے۔ اس نے ان کے تقریباً آٹھ سو آدمی پکڑ لیے اور ان کو فولادی بیڑیاں پہنا کر ذی القعدہ ۲۳۲ھ میں بصرہ بھیج دیا اور صالح العباسی کو مدینہ لکھا کہ تمہارے پاس وہاں جو بنی کلاب، مرہ فزارہ اور ثعلبہ وغیرہ قید ہیں ان کو لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ صالح العباسی بغداد میں بغا سے آ ملا۔ اور اب یہ سب محرم ۲۳۲ھ میں سامرا آ گئے۔ صرف ان عربوں کی تعداد جن کو بائیس اور صالح العباسی زندہ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے تھے دو ہزار دو سو تھی ان میں بنو نمیر، کلاب، مرہ فزارہ ثعلبہ اور طے تھے۔ اور جو لوگ ان لڑائیوں میں جن کو ہم بیان کر آئے ہیں مارے گئے۔ بھاگ گئے یا اپنی موت مرے وہ اس کے علاوہ تھے۔

متفرق واقعات:

اس سال حاجیوں کو واپسی میں ریزہ تک چار منزل میں پانی کی کمیابی سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ ایک پیاس پانی کی قیمت کئی کئی دینار ہو گئی۔ اور بے شمار مخلوق پیاس سے ہلاک ہو گئی۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن مصعب فارس کا والی مقرر ہوا۔ اس سال واثق نے سمندر کی کشتیوں سے عشر کی تحصیل موقوف کر دی۔ اس سال پانچ مارچ کو اس قدر شدید سردی ہوئی کہ پانی جم گیا اس سال واثق کا انتقال ہو گیا۔

واثق کی وفات:

واثق کو استتقا ہو گیا تھا ان کا علاج یہ کیا گیا کہ گرم تور میں ان کو بٹھا لیا گیا اس سے ان کے مرض میں کچھ کمی ہوئی دوسرے دن

پھر یہی عمل کیا گیا۔ مگر آج تنور کو زیادہ گرم کیا گیا اور کل کے مقابلہ میں آج ان کو اور زیادہ دیر تک اس میں بٹھا لیا گیا۔ جس سے ان کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی اس سے نکل کر ان کو لخاف میں لٹا دیا گیا۔ فضل بن اسحاق البہاشمی اور عمر بن فوج وغیرہ تو پہلے سے ان کے پاس موجود تھے۔ پھر ابن الزیات اور ابن ابی داؤد بھی آگئے کسی کو اب تک علم نہ تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے البتہ جب لخاف چہرے پر سے ہٹا دیا گیا تب سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

واثق کی تجہیز و تکفین:

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن ابی داؤد ان کے پاس موجود تھا، ان کی پتلی اوپر چڑھ گئی اور ان کا وقت تمام ہو گیا۔ اس نے ان کی آنکھیں بند کیں اور ان کو سیدھا کر دیا ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں چھ راتیں باقی تھیں کہ ان کا انتقال ہوا۔ وہ اپنے ہارونی والے قصر میں دفن کیے گئے۔ اسی نے ان کے دفن کا سہارا انتظام کیا نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اتارا۔

احمد بن داؤد کی امامت:

چونکہ واثق بہت بیمار تھے اور عید گاہ نہ جاسکے اور اسی علالت سے ان کا انتقال ہوا انہوں نے اس سال عید الاضحیٰ کی نماز میں امامت کے لیے احمد بن داؤد کو حکم دیا اور اسی نے اس سال عید گاہ میں نماز پڑھائی۔

واثق کا حلیہ، عمر اور عہد خلافت:

سرخی مائل گوارنگ تھا۔ خوب صورت چہرہ، سڈول اور خوب صورت جسم تھا۔ بائیں آنکھ ابھری ہوئی تھی اس میں سفید نکلتے تھے۔ ۳۶/سال عمر ہوئی۔ بعض نے ۳۲ سال بتائی ہے پہلے بیان کے مطابق ۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال پانچ ماہ نو دن خلافت کی بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کیے ہیں۔ یہ مکہ کے راستے میں پیدا ہوئے تھے ان کی ماں ایک ام ولد رومیہ قرطیس نام تھی نام ہارون تھا۔ کنیت ابو جعفر تھی۔

واثق کی عمر کے متعلق نجومیوں کی پیشین گوئی:

بیان کیا گیا ہے جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور استسقاء ہو گیا، نجومیوں کو طلب کیا۔ حسن بن سہل، فضل بن سہل کا بھائی الفضل بن اسحاق البہاشمی، اسمعیل بن نوحجت، محمد بن موسیٰ الخوارومی الحجوسی القطر بلی محمد بن الہیثم کا دوست سند اور دوسرے نجوم دیکھنے والے حاضر ہوئے اور انہوں ان کی بیماری، طالع اور پیدائش کو دیکھ کر کہا یہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہیں گے۔ بلکہ ابھی پچاس سال ان کی زندگی کے اور بتائے مگر اس حکم کو ابھی صرف دس دن گزرے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

واثق کے دربار کا پہلا دن:

حسن بن ضحاک نے بیان کیا کہ میں واثق کی خدمت میں حاضر ہوا معتم کو مرے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے، اور واثق نے آج پہلا دربار کیا تھا۔ سب سے پہلے جو گانا ان کو سنایا گیا وہ یہ شعر تھے جو ابراہیم بن المہدی کی جاریہ شاریہ نے گا کر سنائے:

ماوری الحاملون برم استقلوا نعشہ للشواام للفساء

”جس روز اٹھانے والے اس کی نعش کو اٹھالے گئے ان کو معلوم نہ تھا کہ وہ اسے قیام و دام کے لیے لے جا رہے ہیں یا فنا کے لیے۔“

فلیقل فبك باکیماتک ما شئن صباحا و وقت کل ساء

ترجمہ: اب صبح شام تیری زدنے والیاں جو چاہیں تیرے بارے میں کہتی رہیں۔

ان اشعار کو سن کر واثق رونے لگے ہم ان کے ساتھ رو پڑے اور اس قدر ماتم ہوا کہ کسی کو اس کا خیال ہی نہ رہا کہ ہم کیوں جمع ہوئے تھے پھر کسی اور گویے نے یہ شعر گایا:

ودع هـريرة ان الركب تحل وهل تطین وداعا ایها الرجل

ترجمہ: ”قافلہ جانے والا ہے اب ہریرہ کو وداع کر دے مگر یہ وداع تجھ سے ہو سکتا ہے۔“

یہ شعر سن کر واثق اور زیادہ رونے لگے میں نے اس سے پہلے کبھی کسی باپ کی موت ایسی دل پذیر تعزیت نہیں سنی تھی۔ اس کے بعد واثق مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

علی بن الجہم کا قصیدہ:

واثق کے خلیفہ ہونے کے بعد علی بن الجہم نے ان کی شان میں یہ شعر کہے:

قد فازذ و الدنيا و ذوالدين بدولة الواثق الهسارون

ترجمہ: ”دین دار اور دنیا دار دونوں الواثق کی حکومت میں کامیاب ہوئے۔“

افاض من عدل و من نائل ما احسن الدنيا مع الدين

ترجمہ: اس نے عدل و جو دو بہا دیا ہے۔ دین کے ساتھ اس کی دنیا کس قدر عمدہ ہے۔

قد عم بالا احسان فی فضله فالناس فی خفض و فی الدين

ترجمہ: اس کے فضل میں احسان شریک ہے اور اس وجہ سے تمام لوگ عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

ما اکثر الداعی له بالبقا و اکثر التالی بآمین

ترجمہ: کس قدر لوگ اس کی بقائے عمر کے لیے دعا گو ہیں اور کس قدر اس دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔“

اسی شاعر نے یہ شعر بھی ان کی شان میں کہے تھے:

و ثق بالملك الواثق بالله نے لاکھوں جانیں بچالیں۔

ترجمہ: ”واثق باللہ نے لاکھوں جانیں بچالیں۔“

ل و لا یسقی الجلیس ملک یشقی به الما

ترجمہ: وہ بادشاہ ہے جو مال کو جدا کر دیتا ہے مگر دوست کو محروم نہیں کرتا۔

انفس السیف بسہ و استوحش العلق النفیس

ترجمہ: تلوار ہر وقت اس کی انیس ہے مگر بیش بہا مال کو اس سے وحشت ہے کہ کبھی پاس نہیں ٹھہرتا۔

اشد تضحك عن شداته الحرب العبوس

ترجمہ: وہ ایسا بہادر ہے کہ نہایت سخت لڑائی اس کے حملوں سے کھیانی ہو جاتی ہے۔

یا بنی العباس یاہی اللہ الا ان تسوسوا

ترجمہ: اے بنی عباس اللہ کو صرف مقصود ہی یہ ہے کہ تم جہان بانی کرو۔

صالح بن عبدالوہاب کی جاریہ قلم نے حسب ذیل دو شعرا اور محمد بن کناسہ کے شعروں کو راگ میں بٹھا کر ادا کیا:

فی انقباض وحشمة فاذا جالست اهل الوفا والکرم

ترجمہ: ”حالت انقباض اور شرم میں جب میں اہل وفا اور اہل کرم کی محبت میں ہوتا ہوں۔

ارسلت نفسی علی سحینہا وقلت ما شئت غیر محتشم

ترجمہ: میں اپنی طبیعت کو آزادی دے دیتا ہوں اور بے باکانہ جو چاہتا ہوں کہہ دیتا ہوں۔“

واثق نے ان کو گا کر سنا اور پسند کیا۔ ابن الزیات کو بلا کر پوچھا جانتے ہو یہ صالح بن عبدالوہاب کون ہے۔

صالح بن عبدالوہاب اور اس کی طلبی:

تم اس بلا کر ہمارے سامنے بھیجو اور کہو کہ وہ اپنی جاریہ کو بھی ساتھ لائے۔ دوسرے دن صبح کو صالح جاریہ کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ان کے سامنے پیش ہوئی اس نے گانا سنا یا واثق نے اسے پسند کیا اور صالح سے پچھوایا کہ اس کی کیا قیمت ہے اس نے کہا ایک لاکھ دینار اور مصر کی ولایت اس قیمت کو انہوں نے نہ مانا اور اس جاریہ کو واپس کر دیا۔

احمد بن عبدالوہاب کے اشعار:

صالح کے بھائی احمد بن عبدالوہاب نے یہ شعر واثق کے لیے کہے:

ابست دار الاحبة ان تبینا اجدک ما رايت لها معینا

ترجمہ: ”مجلس احباب اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ وہ جدا ہو مگر تم اس بات میں اس کی اعانت نہیں کرتے۔

تقطع حسرة من حب لیلی نفوس ما ائبن ولا حزینا

ترجمہ: لیلیٰ کی محبت میں بہت سے نفوس جن کو کوئی صلہ اور اجر نہیں ملا ہے حسرت سے پاش پاس ہو رہے ہیں۔“

صالح بن عبدالوہاب کا واثق کو اپنی جاریہ کا نذرانہ:

صالح کی جاریہ قلم نے اسے خاص راگ میں بٹھا کر ادا کیا اور پھر ذرذ الکبیر نے وہ راگ واثق کو گا کر سنا یا۔ واثق نے پوچھا یہ کس کا گانا ہے اس نے کہا قلم نے گایا ہے واثق نے ابن الزیات کو حکم بھیجا اس نے صالح اور اس کی جاریہ کو ملا بھیجا جب وہ اس کے پاس پیش ہوئی انہوں نے پوچھا کیا یہ تمہارے اشعار ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں واثق نے کہا اللہ تجھے برکت دے۔ اور صالح سے کہلا کر بھیجا کہ یہ معاملہ ختم کرو اور اتنی قیمت کہو کہ جو آسانی سے تم کو مل جائے۔ اس نے کہلا کر بھیجا کہ میں اس جاریہ کو امیر المومنین کی نذر کرتا ہوں کہ وہ آپ کو مبارک ہو۔ واثق نے کہا میں نے اسے قبول کر لیا اور پھر محمد بن عبدالملک کو کہا کہ اسے پانچ ہزار دینا دو۔

انقباط کی صالح کو رقم نہ ملنے کی شکایت:

واثق نے اس کا نام انقباط رکھا۔ ابن الزیات نے اس قیمت کے ادا کرنے میں تاخیر کی۔ اس جاریہ نے دوبارہ یہ راگ ابست

دار لاجپہ واثق کو سنایا۔ خوش ہو کر انہوں نے کہا تجھ پر اور تیرے پرورش اور تربیت کرنے والے پر اللہ کی برکت نازل ہو اس نے کہا اے میرے مالک میرے پرورش کرنے والے کو کیا نفع ہوگا آپ نے اسے کچھ دلویا تھا مگر اب تک وہ اسے نہیں ملا۔ واثق نے سیمانہ سے کہا دوات دینا اور پھر اسی وقت اپنے ہاتھ سے ابن الزیات کو کھٹھا کہ صالح بن عبد الوہاب کو وہ پانچ ہزار دینار جو ہم نے اغتباط کی قیمت میں اسے دلوائے ہیں ابھی اسے مضاعف کر کے دے دو۔

صالح کو رقم کی ادائیگی:

صالح کہتا ہے کہ میں ابن الزیات کے پاس گیا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ یہ پانچ ہزار سابقہ تو ابھی ہے دوسرے پانچ ہزار جمعہ کے بعد میں تم کو دیئے دیتا ہوں اگر اس اثناء میں اس کے متعلق تم سے پوچھا جائے تو تم یہی کہہ دینا کہ وہ رقم مجھے وصول ہوگئی ہے مگر اس بات کو اچھا نہ سمجھ کر کہ مجھے خلاف واقعہ اقرار کرنا پڑے میں اپنے گھر میں چھپا بیٹھا رہا یہاں تک کہ اس نے وہ بقیہ رقم بھی مجھے دے دی سیمانہ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ روپیہ تم کو وصول ہو گیا میں نے کہا ہاں واثق کو اغتباط سے اس قدر لطف اور دلچسپی ہوئی کہ انہوں نے سلطنت کا کام چھوڑ دیا اور اب جو کسی امر میں حصہ نہ لیتے تھے۔ اسی طرح ان کا انتقال ہو گیا۔

